وَمَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

اور جو کچھ تمہیں رسول عطاء فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو (۲۸ سورۃ حشر)

تفہیم البخاری

شرح

صحیح البخاری

حصہ ہشتم

شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی
فیصل آباد

ناشر: صاحبزادہ محمد حبیب الرحمٰن رضوی جامعہ سراجیہ رسولیہ رضویہ اعظم آباد فیصل آباد

تفہیم البخاری

حصہ ہشتم

بار اوّل گیارہ سو (۱۱۰۰)

مطبع : عبدالحمید الجدہ پرنٹرز 22 S/K احاطہ ترلوک چند اردو بازار۔ لاہور

ناشر : صاحبزادہ قاضی محمد حبیب الرحمٰن رضوی
دارالعلوم سراجیہ رسولیہ رضویہ
اعظم آباد۔ فیصل آباد

کتابت : حکیم محمود الحسن خان خوشنویس
محلہ اسلام پورہ منڈی فاروق آباد
ضلع شیخوپورہ

ہدیہ /38

كِتَابُ النِّكَاحِ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

بَابُ التَّرْغِيبِ فِي النِّكَاحِ لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

كِتَابُ النِّكَاحِ

لُغت میں نکاح کے معنی وطئ کے ہیں۔ تزویج پر اس کا اطلاق اس لئے کرتے ہیں کہ یہ وطئ کا سبب ہے۔ مسبّب کا سبب پر اطلاق ہے۔ اس لئے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نکاح کا حقیقی معنی وطئ ہے۔ عقد پر اطلاق مجازی ہے۔ بعض لوگ اس کے برعکس کہتے ہیں۔ زجاج نے کہا کلامِ عرب میں یہ دونوں معنوں کے لئے وضع کیا گیا ہے۔ بعض فقہا بھی یہی کہتے ہیں کہ نکاح وطی اور عقد میں مشترک ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے قرطبی سے نقل کیا کہ نکاح کا اطلاق عقد پر مشہور ہے۔ درحقیقت اس کی تین صورتیں ہیں اُن میں سے صحیح تر وجہ یہ ہے کہ نکاح عقد میں حقیقت اور وطئ میں مجاز ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ وطئ میں حقیقت اور عقد میں مجاز ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا یہی مسلک ہے۔ تیسری صورت یہ ہے کہ یہ دونوں میں مشترک ہے۔ ابوعلی فارسی نے کہا عرب ان دونوں میں لطیف فرق کرتے ہیں جب وہ یہ کہیں کہ فلاں شخص نے فلاں عورت یا فلاں لڑکی یا بہن

۴۷۴۳ — حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي حُمَيْدُ بْنُ أَبِي حُمَيْدٍ الطَّوِيلُ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ جَاءَ ثَلَاثَةُ رَهْطٍ إِلَى بُيُوتِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْأَلُونَ عَنْ عِبَادَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا أُخْبِرُوا كَأَنَّهُمْ تَقَالُّوهَا فَقَالُوا وَأَيْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ قَالَ أَحَدُهُمْ أَمَّا أَنَا فَإِنِّي أُصَلِّي اللَّيْلَ أَبَدًا وَقَالَ آخَرُ أَنَا أَصُومُ الدَّهْرَ وَلَا أُفْطِرُ

سے نکاح کیا تو اس سے ان کی مراد عقد ہے
اگر یہ کہیں کہ فلاں نے اپنی عورت یا بیوی سے نکاح کیا تو اس سے ان کی مراد وطئ ہے کیونکہ عورت یا بیوی کا ذکر عقد سے مستغنی کرتا ہے۔ واللہ و رسولہ اعلم!

باب نکاح کی رغبت دلانا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد: اس عورت سے نکاح کرو جو تمہیں اچھی معلوم ہو۔

بعض نے کہا کہ اس آئت کریمہ میں نکاح کی ترغیب ہے، کیونکہ امر کا صیغہ طلب کا مقتضی ہے۔ اس کا درجہ کم از کم استحباب ہے جو ترغیب کے ثبوت کے لئے کافی ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کا تعاقب کرتے ہوئے کہا یہ آئت کریمہ تعدادِ نساء کے لئے نص ہے کہ دو دو تین تین اور چار چار عورتوں سے نکاح کر سکتے ہو اس میں نکاح کی ترغیب پر ہرگز دلالت نہیں۔ نیز امر کم از کم اباحت کے لئے ہوتا ہے جیسے قرآن کریم میں ہے: وَإِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوا، اس آئت میں امر اباحت کے لئے ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے متعدد عورتوں سے نکاح مباح کیا ہے؛ لہٰذا مذکور استدلال کمزور ہے نکاح کے بہت فائدے ہیں اُن میں سے ایک یہ ہے کہ یہ نوعِ انسانی کی تعداد کا سبب ہے۔ اور اس میں حصولِ لذت سے حاجت پوری ہوتی ہے اور نعمت سے فائدہ کا حصول ہے یہی فائدہ جنت میں ہے جبکہ جنت میں تناسل نہیں ہے۔ نیز اس میں غیر محارم کی طرف نظر نہیں اٹھتی اور حرام سے انسان محفوظ رہتا

وَقَالَ آخَرُ وَأَنَا أَعْتَزِلُ النِّسَاءَ فَلَا أَتَزَوَّجُ أَبَدًا فَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِمْ فَقَالَ أَنْتُمُ الَّذِينَ قُلْتُمْ كَذَا وَكَذَا أَمَا
وَاللّٰهِ إِنِّي لَأَخْشَاكُمْ لِلّٰهِ وَأَتْقَاكُمْ لَهُ لٰكِنِّي أَصُومُ وَأُفْطِرُ وَأُصَلِّي
وَأَرْقُدُ وَأَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي

ہے ۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم !

۴۷۴۳ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا تین آدمی نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ازواج مطہرات کے گھروں کی طرف آئے ۔ اس حال میں کہ وہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی عبادت کے متعلق پوچھتے تھے ۔ جب انہیں خبر دی گئی تو اُنھوں نے آپ کی عبادت کو کم جانا اور کہا ہم نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی نسبت کہاں ہیں (ہم آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے برابری نہیں کر سکتے ہیں) آپ کے اگلے اور پچھلے گناہ بخشے ہوئے ہیں (لہٰذا آپ کو عبادت میں زیادہ کوشش کی ضرورت نہیں) اُن میں سے ایک نے کہا میں ہمیشہ رات بھر نماز پڑھتا رہوں گا ۔ دُوسرے نے کہا میں سارا سال روزہ سے رہوں گا اور افطار نہ کروں گا اور تیسرے نے کہا میں عورتوں سے علیحدہ رہوں گا کبھی نکاح نہ کروں گا ۔ اتنے میں جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف لے آئے اور فرمایا تم وہ لوگ ہو جنھوں نے ایسی ایسی باتیں کی ہیں خبردار ! بخدا ! میں تمہیں سب سے زیادہ اللہ سے ڈرتا ہوں ، لیکن میں روزے رکھتا ہوں افطار بھی کرتا ہوں نماز پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں ۔ جس نے میری سُنّت سے اعراض کیا وہ میرے تابعداروں سے نہیں ہے ۔

۴۷۴۴ — شرح : اس حدیث کا صریح منطوق یہ ہے کہ نکاح سُنّت نبویہ ہے بعض نے کہا نکاح سُنن اسلامیہ میں سے ہے ؛ چنانچہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا : اسلام میں رہبانیت نہیں " نیز حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عمدًا سُنّت ترک کرنا مذموم ہے اور یہ خوف ہے کہ ربقۂ اسلام سے خارج ہو جائے ۔ نکاح کے بارے میں حضرات علماء کرام میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے ۔ حنفیہ کہتے ہیں نکاح مستحب عبادت ہے ۔ شافعیہ اسے عبادات سے شمار نہیں کرتے وہ کہتے ہیں نکاح دوسرے معاملات کی طرح ہے اُن کا کہنا ہے عبادت میں مصروف رہنے کے لئے نکاح نہ کرنا افضل ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کی مدح و ثنا کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ قدرت کے باوجود عورتوں سے نکاح نہ کرتے تھے ۔ اگر نکاح افضل ہوتا تو اللہ تعالیٰ یحییٰ علیہ السلام کی عدمِ

٤٤٧٤ ـ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ سَمِعَ حَسَّانَ بْنَ إِبْرَاهِيمَ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامٰى فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبَاعَ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ذٰلِكَ أَدْنٰى أَلَّا تَعُولُوا قَالَتْ يَا ابْنَ أُخْتِي الْيَتِيمَةُ تَكُونُ فِي حَجْرِ وَلِيِّهَا فَيَرْغَبُ فِي مَالِهَا وَجَمَالِهَا يُرِيدُ أَنْ يَتَزَوَّجَهَا بِأَدْنٰى مِنْ سُنَّةِ صَدَاقِهَا فَنُهُوا أَنْ يَنْكِحُوهُنَّ إِلَّا أَنْ يُقْسِطُوا لَهُنَّ فَيُكْمِلُوا الصَّدَاقَ وَأُمِرُوا بِنِكَاحِ مَنْ سِوَاهُنَّ مِنَ النِّسَاءِ

نکاح کے باعث ان کی مدح نہ کرنا ۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ شافعیہ کا یہ استدلال ضعیف ہے کیونکہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ پہلی امتوں کے احکام کو حجت تسلیم نہیں کرتے ہیں تو اُن سے استدلال کیسے جائز ہوگا ؛ البتہ حنفیہ پہلی امتوں کے شرائع اور احکام کو تسلیم کرتے ہیں بشرطیکہ ہماری شریعت نے اُن کا انکار نہ کیا ہو اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کے حال کی مدح میں کوئی ایسی شئ نہیں جو اس بات پر دلالت کرے کہ وہ نکاح سے افضل ہے ؛ کیونکہ کسی صفت کی بذاتِ خود مدح کرنا اس کے غیر کی مذمت کو نہیں چاہتا ؛ کیونکہ صورت کے اعتبار سے نکاح عبادت میں معروف رہنے سے افضل نہیں البتہ وہ معنی کے اعتبار سے ممتاز ہے وہ یہ کہ اس میں فرج کی صیانت اور نسل کی ضمانت ہے اور معصوم بچہ کی شفاعت کی توقع ہے ؛ چنانچہ احادیث میں مذکور ہے کہ ناتمام بچہ بھی اپنے ماں باپ کی شفاعت کرے گا ، لہٰذا نکاح جملہ مستحبات سے ہے ۔ بعض امور ایسے ہیں کہ اُن پر بظاہر نظر سے وہ دنیوی نظر آتے ہیں لیکن مصالح اور اغراضِ دینیہ پر نظر کرنے سے وہ امور دینیہ میں داخل ہیں ۔ ان حالات کی بناء پر امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے نکاح کو افضل فرمایا ہے ۔ اسی لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کو افضل فرمایا ہے اور اس کی طرف رغبت دلائی اور ارشاد فرمایا بچے پیدا کرو اور نسلیں بڑھاؤ ! میں تمہاری وجہ سے پہلی امتوں پر فخر

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَهَلْ يَتَزَوَّجُ مَنْ لَا أَرَبَ لَهُ فِي النِّكَاحِ

۴۷۴۵ — حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ فَلَقِيَهُ عُثْمَانُ بِمِنًى فَقَالَ يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ إِنَّ لِي إِلَيْكَ حَاجَةً فَخَلَيَا فَقَالَ عُثْمَانُ هَلْ لَكَ يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ فِي أَنْ نُزَوِّجَكَ بِكْرًا تُذَكِّرُكَ مَا كُنْتَ تَعْهَدُ فَلَمَّا رَأَى عَبْدُ اللّٰهِ أَنْ لَيْسَ لَهُ حَاجَةٌ إِلَى هٰذَا

کروں گا۔ اس حدیث میں صیغۂ امر مذکور ہے جس کا ادنیٰ مرتبہ استحباب ہے۔ بعض علماء نے کہا اگر شہوت کا غلبہ ہو تو نکاح کرنا واجب ہے۔

۴۷۴۴ — ترجمہ: زہری نے کہا مجھے عروہ نے خبر دی کہ انہوں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس آیت کریمہ: وَإِنْ خِفْتُمْ أَنْ لَا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامٰى فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ الخ ،، کی تفسیر اور اس کے علاوہ شانِ نزول کے متعلق پوچھا تو انھوں نے فرمایا: اے میرے بھانجے کوئی یتیم لڑکی اپنے ولی کی پرورش میں ہوتی (اور وہ مالدار ہوتی)، تو وہ اس کے مال اور حسن وجمال میں رغبت کرتا اور خواہش کرتا کہ اس کے مہر مثل سے کم مہر کے ساتھ اس سے نکاح کرلے تو ان کو اس سے منع کیا گیا کہ وہ ان یتیم لڑکیوں سے نکاح کریں مگر یہ کہ اُن کے لئے انصاف کریں اور انہیں پورا مہر دیں اور انہیں حکم دیا گیا کہ وہ اُن کے سوا دوسری عورتوں سے نکاح کریں۔

۴۷۴۴ — شرح: اس حدیث کی باب سے مناسبت ان الفاظ ،، فَيَرْغَبُ فِي مَالِهَا وَجَمَالِهَا ،، میں ہے، لیکن دونوں ترغیبوں میں فرق ہے اور دونوں رغبتیں مختلف ہیں (حدیث ۴۲۶۰ ج ۵، ۱۷۸۵ ج ۳ کی شرح دیکھیں)

باب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد جو کوئی تم میں سے نکاح کی مشقت کی طاقت رکھتا ہے وہ نکاح کرے

کیونکہ یہ نظر کو نیچا کرتا ہے اور شرم گاہ کو بچاتا ہے کیا جسے نکاح کی حاجت نہ ہو وہ نکاح کرے ؟

یعنی نکاح کی وجہ سے انسان کی نظر محارم کی طرف نہیں اُٹھتی اور اسے حرام سے بچاتا ہے۔ اس باب میں یہ بیان ہے کہ جسے وطی کی حاجت ہو وہ نکاح کرے ،،

۴۷۴۵ ـــ ترجمہ : علقمہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں عبداللہ بن مسعود کے ساتھ تھا انہیں حضرت عثمان غنی منیٰ میں ملے اور فرمایا اے ابا عبدالرحمن! مجھے آپ سے ایک کام ہے۔ وہ دونوں علیحدہ ہوگئے، حضرت عثمان نے فرمایا اے ابا عبدالرحمن! کیا تمہاری خواہش ہے کہ ہم کسی کنواری لڑکی سے تمہارا نکاح کردیں جو تمہیں گزشتہ خواہشیں یاد دلائے۔ جب عبداللہ بن مسعود نے دیکھا کہ عثمان کا ضروری کام یہی تھا تو میری طرف اشارہ کرکے فرمایا: اے علقمہ! میں اُن کے پاس گیا جبکہ وہ عثمان سے یہ کہہ رہے تھے۔ آپ یہ سُن لیں۔ اگر آپ نے یہ کہا ہے تو یقیناً ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے نوجوانو! جو کوئی تم میں سے نکاح کی طاقت رکھتا ہے وہ نکاح کرلے اور جو نکاح کی طاقت نہ رکھتا ہو۔ وہ روزے رکھے، کیونکہ روزے اسے خصی بنا دیتے ہیں۔

۴۷۴۵ ـــ شرح : قولہ فخلیا یعنی وہ دونوں خالی جگہ چلے گئے۔ قولہ تذکرک،، یعنی تجھے جوانی کی طاقت یاد دلائے۔ یہی ان کی گزشتہ زمانہ کی خواہش تھی بعض علماء نے کہا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن مسعود کی شکستہ حالت دیکھی اس سے انھوں نے اندازہ کیا کہ ان کی بیوی نہیں جو ان کی حالت سنوارے۔ جب عبداللہ بن مسعود نے دیکھا کہ حضرت عثمان کو ضروری کام یہی تھا کہ وہ انہیں نکاح کی ترغیب دلائیں تو انھوں نے علقمہ کو اشارہ کرکے پاس بلالیا۔ قولہ الباءۃ،، لغت میں اس کے معنی جماع کے ہیں۔ عقدِ نکاح پہ اس کا اطلاق ہوتا ہے نکاح کو باء اس لئے کہتے ہیں کہ آدمی اپنی بیوی کے ساتھ رہتا سہتا ہے جیسے مکان میں رہتا سہتا ہے۔ اس کا استعمال جماع میں ہوتا ہے۔ حدیث کے معنی یہ ہیں تم میں سے جو کوئی نکاح کے اخراجات پر قادر ہونے کے باعث جماع کی طاقت رکھتا ہے وہ نکاح کرے اور جس میں یہ قدرت نہ ہو وہ روزے رکھے کیونکہ

أَشَارَ إِلَيَّ فَقَالَ يَا عَلْقَمَةُ فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِ وَهُوَ يَقُولُ أَمَا لَئِنْ قُلْتَ ذٰلِكَ لَقَدْ قَالَ لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ

بَابُ مَنْ لَّمْ يَسْتَطِعِ الْبَاءَةَ فَلْيَصُمْ

۴۷۴۶ ـ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَارَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ عَلَى عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَبَابًا لَا نَجِدُ شَيْئًا فَقَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ

روزہ شہوت کو کمزور کردیتا ہے جیسے خصی ہونے سے شہوت ختم ہو جاتی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص کو زنا کا خطرہ ہو وہ کافور وغیرہ کے استعمال سے شہوت ختم کرسکتا ہے۔

(حدیث : ۱۷۸۶ ، جلد : ۳ کی شرح دیکھیں)

باب جو کوئی نکاح کی طاقت نہ رکھے وہ روزے رکھے"

۴۷۴۶ ترجمہ : عبدالرحمٰن بن یزید نے کہا میں علقمہ اور اسود کے ہمراہ عبداللہ ابن مسعود کے پاس گیا تو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نوجوان تھا کریم

بَابُ كَثْرَةِ النِّسَآءِ

۴۷۴۷ـــ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ قَالَ حَضَرْنَا مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ

صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور ہم کچھ نہ پاتے تھے (مفلس تھے) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فرمایا: اے نوجوانو! جو کوئی تم سے نکاح کی طاقت رکھتا ہے وہ نکاح کرے کیونکہ یہ نظر کو جھکاتا ہے فرج (شرمگاہ) کو (زنا سے) بچاتا ہے اور جو کوئی نکاح کی طاقت نہ رکھے اس پر روزے رکھنا ضروری ہیں یہ اس کے لئے وجاء ہیں (اسے خصی کر دیتے ہیں)

۴۷۴۶ـــ شرح: امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا باء کے معنی میں اہل علم کے مختلف اقوال ہیں، لیکن اُن کا مآل واحد ہے۔ ان میں سے صحیح تر قول یہ ہے کہ اس کا لغوی معنی مراد ہے اور وہ جماع ہے یعنی جو کوئی تم میں سے جماع کی طاقت رکھتا ہے وہ نکاح کرے جبکہ وہ اس کی مشقت برداشت کر سکتا ہو اور جو کوئی اس کی مشقت سے عاجز ہونے کے باعث جماع کی طاقت نہیں رکھتا۔ وہ روزے رکھے تاکہ اس کی شہوت ختم ہو جائے اور مادۂ تولید کی شر نہ رہے جیسے خصی ہونے سے یہ چیز نہیں رہتی "، اس قول کے مطابق ارشاد نبوی ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن نوجوانوں کو خطاب فرمایا جنہیں عورتوں کی خواہش ہو اور وہ غالباً اس سے نظرانداز نہ ہو سکتے ہوں۔ بعض نے باء کا معنی مؤنِ نکاح ذکر کیا ہے (یعنی نکاح کے مصارف اور اخراجات) یعنی جو کوئی تم میں سے نکاح کی مشقت اور مصارف کی طاقت رکھتا ہے۔ وہ نکاح کرے ورنہ روزے رکھے۔ انھوں نے کہا جو شخص جماع سے عاجز ہو وہ شہوت روکنے کے لیے روزے رکھنے کا محتاج نہیں۔ لہٰذا "باء" کا معنی مؤنت ہو گا۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا مَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ "، کا مفعول محذوف ہے۔ لہٰذا یہ احتمال ہے کہ اس سے مراد یہ ہو کہ جو کوئی باءہ کی طاقت نہ رکھے یا جو کوئی نکاح کی طاقت نہ رکھے وہ روزے رکھے اس طرح ہر ایک صراحتاً واقع ہو جاتا ہے۔

علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث سے استدلال کیا کہ شہوت دفع کرنے کے لئے دوائی سے علاج کرانا جائز ہے۔ تاکہ شہوت کا جوش جاتا رہے اور پرسکون حالت ہو جائے۔ بالکل شہوت ختم کر دینا صحیح نہیں کیونکہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بعد میں انسان کو قدرت حاصل ہو جاتی ہے تو پھر ندامت اٹھانی پڑتی ہے۔ اس حدیث سے بعض مالکیہ نے استدلال کیا ہے کہ مشت زنی حرام

جِنَازَةَ مَيْمُونَةَ بِسَرِفَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هٰذِهٖ زَوْجَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا رَفَعْتُمْ نَعْشَهَا فَلَا تُزَعْزِعُوهَا وَلَا تُزَلْزِلُوهَا وَارْفُقُوا فَإِنَّهُ كَانَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِسْعٌ كَانَ يَقْسِمُ لِثَمَانٍ وَلَا يَقْسِمُ لِوَاحِدَةٍ

ہے۔ لیکن حنفیہ نے ذکر کیا کہ جب عاجز ہو جائے اور زنا کا غلبہ ہو تو تسکین شہوت کیلئے مباح ہے۔

باب (عدل وانصاف کرنے والے کے لئے) زیادہ عورتیں رکھنا

۴۷۴۷ — ترجمہ: عطاء نے کہا ہم ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ مقام سرف میں ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے جنازہ کے وقت حاضر تھے۔ تو ابن عباس نے کہا یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہیں۔ جب ان کا جنازہ اُٹھاؤ تو اس کو زیادہ حرکت نہ دو نرمی کرو (آہستہ چلو) کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نو بیبیاں تھیں آپ آٹھ کے لئے تقسیم فرماتے تھے ایک کے لئے تقسیم نہیں کرتے تھے۔

۴۷۴۷ شرح: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا مقصد ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا کی تعظیم کا اظہار ہے۔ یعنی جس طرح سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں تعظیم کرتے تھے۔ اس وقت بھی اسی طرح تعظیم کرو۔ سیدہ ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا حارث بن عبد المطلب کی بیٹی ہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے چھ ہجری میں اُن سے نکاح فرمایا تھا اور اسی مقام سرف میں ان کی رخصتی ہوئی تھی اور اسی مقام میں اکاون ہجری میں اُنھوں نے وفات پائی۔ ایک قول کے مطابق ترپن ہجری میں وفات پائی۔ بعض چھپن ہجری میں وفات ذکر کی ہے۔ یہ مقام مکہ مکرمہ سے بارہ میل دُور ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی تھی اور اُنھوں نے قبر میں اُتارا تھا۔ جبکہ اُن کے ساتھ عبد الرحمٰن بن خالد بن ولید بھی تھے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا ابن عباس کی خالہ ہیں اور عبد الرحمٰن کے باپ کی بھی خالہ ہیں۔

اُمَّہَاتُ الْمُؤْمِنِیْنَ رضی اللہ عنہُنَّ

سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی وفات کے وقت آپ کی نو بیبیاں تھیں اور وہ سودہ، عائشہ حفصہ، ام سلمہ، زینب بنت جحش، ام حبیبہ، جویریہ، صفیہ، میمونہ ہیں۔ اسی ترتیب سے اُن سے نکاح فرمائے اور سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی وفات کے بعد بدستور آپ کی عصمت میں رہیں۔
... قولہ لثمان ،، یعنی سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے آٹھ بیویوں کی باری مقرر کر رکھی تھی اور ایک بیوی سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا نے اپنی باری ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو مفوض کر دی تھی۔

ام المومنین سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا

سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم کی معمر بیوی تھیں۔ آپ نے انہیں طلاق دینے کا ارادہ کیا تو اُنھوں نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! آپ مجھے طلاق نہ دیں۔ میں چاہتی ہوں کہ قیامت میں میرا حشر آپ کے ازواج میں ہو۔ میں اپنی باری عائشہ کو ہبہ کرتی ہوں کیونکہ عورتیں جو اپنے شوہروں سے خواہش رکھتی ہیں مجھ میں وہ نہیں ہے۔ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے انہیں اپنے زیر عاطفت میں رکھا اور طلاق کا ارادہ ملتوی کر دیا۔ حتیٰ کہ آپ وفات پا گئے۔ اسی طرح باقی ازواج مطہرات کی موجودگی میں آپ نے وفات پائی ،، اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ مسلم نے عطاء کے طریق سے حدیث ذکر کی کہ عطاء نے کہا جس بیوی کی باری مقرر نہ تھی وہ صفیہ بنت حیی تھی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ عیاض نے طحاوی سے ذکر کیا کہ یہ عطاء کا وہم ہے صحیح یہی ہے کہ وہ سودہ بنت زمعہ ہیں۔ رضی اللہ عنہا ،،

عطاء سے ابن جریج نے روایت میں خطاء کی ہے اور صفیہ ذکر کر دی حالانکہ یہ درست نہیں چنانچہ ابن سعد نے ذکر کیا کہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے باقی ازواج کی طرح صفیہ کی بھی باری مقرر کر رکھی تھی۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ابن سعد نے یہ واقدی سے ذکر کیا ہے اور واقدی حجت نہیں اور اس کی حدیث قابلِ قبول نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ واقدی سے امام شافعی، ابو بکر بن ابی شیبہ ابو عبید، ابو خیثمہ روایت کرتے ہیں۔ مصعب زبیری نے کہا واقدی ثقہ مامون ہے۔ اسی طرح مسیّبی نے کہا ہے۔ ابو عبیدہ نے اسے ثقہ کہا ہے۔ دراوردی نے کہا واقدی حدیث میں امیر المؤمنین ہے۔ ۲۰۷ ہجری میں بغداد میں فوت ہوئے جبکہ وہ بغداد کے قاضی تھے اور خیزران کے مقابر میں مدفون ہوئے جبکہ ان کی عمر اٹھتر (۷۸) برس تھی ،، (عینی) نعش بفتح النون وسکون العین یہ وہ ہے جس پر میت رکھتے ہیں۔

۴۷۴۸ ــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَطُوْفُ عَلٰى نِسَآئِهٖ فِيْ لَيْلَةٍ وَّاحِدَةٍ وَلَهٗ تِسْعُ نِسْوَةٍ وَقَالَ لِيْ خَلِيْفَةُ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ اَنَّ اَنَسًا حَدَّثَهُمْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۴۷۴۹ ــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَكَمِ الْاَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْعَوَانَةَ عَنْ رَقَبَةَ عَنْ طَلْحَةَ الْيَامِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قَالَ لِيْ ابْنُ عَبَّاسٍ هَلْ تَزَوَّجْتَ قُلْتُ لَا قَالَ فَتَزَوَّجْ فَاِنَّ خَيْرَ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَكْثَرُهَا نِسَاءً

۴۷۴۸ ــ ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات میں اپنی تمام بیویوں کے پاس تشریف لے جاتے تھے جبکہ وہ نو خواتین تھیں (امام بخاری نے کہا) مجھے خلیفہ نے کہا کہ قتادہ سے روایت ہے کہ حضرت انس نے اُن سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کی۔

شرح : مقصد یہ ہے کہ قتادہ نے انس سے حدیث کی تصریح کی ہے۔

۴۷۴۹ ــ ترجمہ : سعید بن جبیر نے کہا مجھے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کیا تم نے نکاح کیا ہے؟ میں نے کہا جی نہیں! انھوں نے فرمایا نکاح کرو اس امت میں سب سے بہتر وہ ہے جس کی بیویاں زیادہ ہوں گی۔

۴۷۴۹ ــ شرح : اس حدیث میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ اس امت میں آپ کی بیبیاں اوروں سے زیادہ ہیں اور آپ ہی اس امت سے بہتر ہیں اور امت بمعنی جماعت ہے یعنی جو اس جماعت اسلامیہ سے بہتر ہیں ظاہر ہے کہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں اس امت کی قید کا فائدہ یہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اعتراض نہ ہو کیونکہ ان کی بیویاں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں سے

بَابُ مَنْ هَاجَرَ اَوْعَمِلَ خَيْرًا لِتَزْوِيجِ امْرَأَةٍ فَلَهُ مَا نَوٰى

۴۷۵۰ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلْقَمَةَ ابْنِ وَقَّاصٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْعَمَلُ بِالنِّيَّةِ وَاِنَّمَا لِامْرِءٍ مَّا نَوٰى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ فَهِجْرَتُهُ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ اِلٰى دُنْيَا يُصِيْبُهَا اَوِ امْرَاَةٍ يَنْكِحُهَا فَهِجْرَتُهُ اِلٰى مَا هَاجَرَ اِلَيْهِ

بہت زیادہ تھیں، چنانچہ ایک روایت کے مطابق حضرت سلیمان علیہ السلام کی ایک ہزار بیویاں تھیں جن میں سے تین سو آزاد اور سات سو باندیاں تھیں اور ان کے والد حضرت داؤد علیہ السلام کی ننانوے بیویاں تھیں۔ بعض علماء نے کہا اس کلام کا معنیٰ یہ ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں افضل اور بہتر وہ شخص ہے جس کی زیادہ بیویاں ہوں گی جبکہ وہ دوسرے فضائل میں مساوی ہوں۔

باب جس نے ہجرت کی یا کسی عورت سے نکاح کرنے کے لئے اچھا عمل کیا تو اس کو وہی ثواب حاصل ہوگا جو اُس نے نیت کی تھی

یعنی جس شخص نے دار اسلام کی طرف ہجرت کی حالانکہ ہجرت سے اس کا مقصد کسی عورت سے نکاح کرنا تھا یا کوئی اور نیک کام مطلوب تھا جس کے سبب عورت سے نکاح کرے گا تو اس کو وہی

بَابُ تَزْوِيجِ الْمُعْسِرِ الَّذِي مَعَهُ الْقُرْآنُ وَالْإِسْلَامُ فِيهِ سَهْلٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

٤٧٥١ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي قَيْسٌ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ كُنَّا نَغْزُو مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ لَنَا نِسَاءٌ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَلَا نَسْتَخْصِي فَنَهَانَا عَنْ ذٰلِكَ

ثواب حاصل ہوگا جو اس کی نیت میں تھا، کیونکہ باعث کون و مکان جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اعمال کا ثواب نیت پر موقوف ہے۔ او کما قال صلی اللہ علیہ وسلم!

٤٧٥٠ ترجمہ: عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عمل نیت پر موقوف ہے۔ ہر انسان کو وہی حاصل ہوگا جس کی وہ نیت کرے لہٰذا جس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہے تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف اس کی ہجرت مقبول ہے اور جس کی ہجرت دنیا کے لئے ہے جس کو وہ حاصل کرنا چاہتا ہے یا کسی عورت کے لئے ہے جس سے وہ نکاح کرنا چاہتا ہے تو اس کی ہجرت اس کے لئے ہوگی جس کے لئے اُس نے ہجرت کی۔

(حدیث ع۱ ج:۱ کی شرح دیکھیں)

باب تنگدست کا نکاح کرانا جس کے پاس صرف قرآن اور اسلام ہے،،

اس میں سہل بن سعد انصاری رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے ،،

یعنی وہ غریب اور فقیر آدمی جس کے پاس دُنیا کے مال سے کچھ نہیں اور اسے کچھ قرآن یاد ہے اور وہ مسلمان ہے اس سے مقصد یہ ہے کہ کفاءۃ صرف دین میں ہے مال و دولت میں نہیں ،،

بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ لِاَخِيْهِ اُنْظُرْ اَيَّ زَوْجَتَيَّ شِئْتَ حَتّٰى اَنْزِلَ لَكَ عَنْهَا رَوَاهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ

۴۷۵۲ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ عَنْ سُفْيٰنَ عَنْ حُمَيْدِنِ الطَّوِيْلِ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ قَدِمَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ فَاٰخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ الْاَنْصَارِيِّ وَعِنْدَ الْاَنْصَارِيِّ اِمْرَاَتَانِ فَعَرَضَ عَلَيْهِ اَنْ يُّنَاصِفَهٗ اَهْلَهٗ وَ مَالَهٗ فَقَالَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِيْ اَهْلِكَ وَمَالِكَ دُلُّوْنِيْ عَلَى السُّوْقِ

۴۷۵۱ — ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت اور قیادت میں غزوہ کے لئے جا رہے تھے جبکہ ہمارے ساتھ بیویاں نہ تھیں۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہم خصی نہ ہو جائیں ؟ آپ نے ہمیں اس سے منع کر دیا۔

۴۷۵۱ — شرح : اس حدیث کی مناسبت ترجمہ سے کچھ اس طرح ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو خصی ہونے سے منع فرمایا، حالانکہ وہ بیویوں کے محتاج تھے اور تنگ دست بھی تھے اور ہر ایک کو کچھ نہ کچھ قرآن کریم یاد تھا تو گویا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کے سبب نکاح کرا دیا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان چھوٹا ہو یا بڑا اس کے لئے خصی ہونا حرام ہے۔ کیونکہ اس میں قطع نسل، تعذیب حیوان اور تغییر خلق اللہ ہے۔ بغوی نے کہا یہی حال ہر حیوان کا ہے جس کا گوشت نہیں کھایا جاتا اور جس کا گوشت کھایا جاتا ہے اس کو بچپن میں خصی کرنا جائز ہے بڑا ہو جائے تو حرام ہے۔

باب کسی آدمی کا اپنے بھائی سے کہنا میری دو بیویوں کو دیکھ جسے چاہے میں اسے طلاق دیتا ہوں۔

فَاَتَى السُّوْقَ فَرَبِحَ شَيْئًا مِّنْ اَقِطٍ وَشَيْئًا مِّنْ سَمْنٍ فَرَاٰهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ اَيَّامٍ وَعَلَيْهِ وَضَرٌ مِّنْ صُفْرَةٍ فَقَالَ مَهْيَمْ يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ تَزَوَّجْتُ اَنْصَارِيَّةً قَالَ فَمَا سُقْتَ قَالَ وَزْنَ نَوَاةٍ مِّنْ ذَهَبٍ قَالَ اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ

عبدالرحمٰن بن عوف نے اسے روائت کیا ہے !

۴۷۵۲ ترجمہ : حمید طویل نے کہا میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سُنا کہ عبدالرحمٰن بن عوف (مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ) آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اور سعد بن ربیع کے درمیان بھائی چارہ کیا۔ انصاری کی دو بیویاں تھیں اُس نے عبدالرحمٰن پر اپنی بیویاں اور مال پیش کیا کہ اس کو دو نصف کریں (نصف اس کو دے دیں) عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ تعالیٰ تمہاری بیویوں اور مال میں برکت کرے بازار کی طرف مجھے راہ نمائی کرو وہ بازار میں گئے اور خرید و فروخت کی اور پنیر اور روغن کی تجارت سے نفع حاصل کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چند روز بعد عبدالرحمٰن کو دیکھا جبکہ اُن پر زردی دیکھی تو فرمایا : اے عبدالرحمٰن کیا حال ہے ؟ عرض کیا میں نے انصاری عورت سے نکاح کیا ہے۔ فرمایا مہر کیا دیا ؟ عرض کیا گٹھلی بھر سونا دیا ہے۔ فرمایا: ولیمہ کرو اگرچہ بکری ہی ہو۔"

۴۷۵۲ شرح : حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ مالدار صحابہ کرام میں سے تھے۔ اور بہت بڑے تاجر تھے اور تجارت کے سبب بہت مالدار ہو گئے تھے۔ ایک دفعہ اُنھوں نے شام میں مال بھیجا جب قافلہ مالِ تجارت لے کر واپس آیا تو وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ قافلہ کی آمد پر ڈھول کی آواز سُنی تو بہت خوش ہُوئے کہ قافلہ سلامتی سے واپس آگیا ہے جب نماز میں یہ خیال آیا تو حضورِ قلب میں فتور واقع ہُوا تو بہت غمناک ہُوئے تو اسی وقت سارا مالِ تجارت فقراء اور مساکین کے لئے وقف کر دیا۔ ایک دوسری روائت میں ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے خواب میں دیکھا کہ عبدالرحمٰن بن عوف بہشت میں گھٹنوں اور سُرین کے بل چل رہے ہیں۔ اُنھوں نے اس خوشخبری سے پانچ سو دینار فقراء اور مساکین میں صدقہ کر دیا۔

قولہ وزن نواۃ من ذہب ،، یہ پانچ درہم کا نام ہے اس حدیث میں پانچ دراہم کی مقدار سونا مہر معجل

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّبَتُّلِ وَالْخِصَاءِ

۴۷۵۳ ـ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ اِبْنُ سَعْدٍ قَالَ اَخْبَرَنَا اِبْنُ شِهَابٍ سَمِعَ سَعِيْدَ ابْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ اَبِيْ وَقَّاصٍ يَقُوْلُ رَدَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنِ التَّبَتُّلَ وَلَوْ اَذِنَ لَهٗ لَاخْتَصَيْنَا

پر محمول ہے کم ازکم مہر دس درہم ہے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: لَا مَهْرَ اَقَلُّ مِنْ عَشَرَةِ دَرَاهِمَ ،، وَضَرٌ اَلخ خوشبو ملنا۔ صفراء زرد رنگ۔ (حدیث ۱۹۲۲ ج ۳: کی شرح دیکھیں)

باب بیوی سے مجرد رہنا اور خصی ہونا مکروہ ہے"

۴۷۵۳ ـ ترجمہ : سعید بن مسیّب نے کہا میں نے سعد بن ابی وقاص سے سُنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے عثمان بن مظعون کے مجرد رہنے کو مسترد فرمادیا اگر آپ انہیں اجازت دیتے تو ہم خصی ہو جاتے۔

۴۷۵۳ ـ شرح : تبتُّل بمعنی انقطاع ہے اور حدیث شریف میں جس تبتُّل سے منع کیا گیا ہے۔ وہ عورتوں سے انقطاع اور نکاح ترک کرنا ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کے ارشاد: وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا ،، سے مراد اللہ تعالیٰ کی طرف کلّی انقطاع اور اس کی عبادت ہے۔ ترکِ نکاح مراد نہیں؛ کیونکہ یہ خطاب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم سے ہے؛ حالانکہ آپ کو نکاح سے منع نہیں کیا۔ بلکہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے روایت کی ہے کہ خَيْرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَكْثَرُهَا نِسَاءً اس سے ان کی مراد سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم ہیں تبتُّل یعنی نکاح ترک کرنا نصاریٰ کی شریعت تھی۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے تبتُّل ،، سے منع فرمایا تاکہ نسل زیادہ ہو اور جہاد ہمیشہ قائم رہے۔

قولہ لَوْ اَذِنَ ،، یعنی اگر سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم تبتّل کی اجازت فرمادیتے جبکہ عثمان بن مظعون نے آپ سے اس کی اجازت طلب کی تھی تو لوگوں کے لئے خصی ہونا جائز ہوتا؛ کیونکہ عثمان بن مظعون کا تبتّل

۴۷۵۴ ـ حَدَّثَنَا اَبُو الْیَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ سَعِیْدُ بْنُ الْمُسَیَّبِ اَنَّہٗ سَمِعَ سَعْدَ ابْنَ اَبِیْ وَقَّاصٍ یَقُوْلُ لَقَدْ رَدَّ ذٰلِكَ یَعْنِی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی عُثْمَانَ وَلَوْ اَجَازَ لَہُ التَّبَتُّلَ لَاخْتَصَیْنَا

۴۷۵۵ ـ حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ بْنُ سَعِیْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِیْرٌ عَنْ اِسْمٰعِیْلَ عَنْ قَیْسٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰہِ کُنَّا نَغْزُوْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَیْسَ لَنَا شَیْءٌ فَقُلْنَا اَلَا نَسْتَخْصِیْ فَنَھَانَا عَنْ ذٰلِكَ ثُمَّ رَخَّصَ لَنَا اَنْ نَنْکِحَ الْمَرْاَۃَ بِالثَّوْبِ ثُمَّ قَرَاَ عَلَیْنَا یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَیِّبٰتِ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰہُ لَکُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ

کی اجازت چاہنا دراصل خصی ہونے کی اجازت مطلوب تھی ، چنانچہ عائشہ بنت قدامہ بن مظعون اپنے والدہ اپنے بھائی عثمان بن مظعون سے روایت کرتے ہیں کہ عثمان نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ جنگوں میں عورتوں سے دور رہنا بہت دشوار ہے آپ ہمیں خصی ہونے کی اجازت فرما دیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا ہرگز نہ ہوگا بلکہ روزے رکھو، کیونکہ روزے شہوت کم کرتے ہیں بلکہ جس نے بھی خصی ہونے کی اجازت طلب کی اسے اجازت نہ دی گئی اور اسے روزے رکھنے کا حکم دیا گیا۔ واللہ ورسولہ اعلم !

۴۷۵۴ ـ ترجمہ : سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن مظعون کو خصی ہونے سے منع فرما دیا۔ اگر انھیں تبتّل کی اجازت دیتے تو ہم بھی خصی ہو جاتے "

۴۷۵۵ ـ ترجمہ : قیس نے کہا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جہاد کرتے تھے جبکہ ہمارے پاس کوئی شئی نہ

وَقَالَ اَصْبَغُ اَخْبَرَنِىْ اِبْنُ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ يَزِيْدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّىْ رَجُلٌ شَابٌّ وَّاَنَا اَخَافُ عَلٰى نَفْسِىَ الْعَنَتَ وَلَا اَجِدُ مَا اَتَزَوَّجُ بِهِ النِّسَاءَ فَسَكَتَ عَنِّىْ ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذٰلِكَ فَسَكَتَ عَنِّىْ ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذٰلِكَ فَسَكَتَ عَنِّىْ ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذٰلِكَ فَقَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا اَنْتَ لَاقٍ فَاخْتَصِرْ عَلٰى ذٰلِكَ اَوْ ذَرْ ـ

تھی۔ تو ہم نے عرض کیا یا رسُول اللہ! کیا ہم خصی نہ ہو جائیں تو آپ نے ہمیں اس سے منع کر دیا۔ پھر ہمیں رُخصت دی کہ ہم کپڑے کے عوض عورت سے نکاح کریں (متعہ کریں جو بعد میں منسوخ ہوگیا) پھر یہ تلاوت فرمائی : یَاۤ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَیِّبٰتِ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰہُ لَکُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ ،، اے ایمان والو! اللہ نے جو پاک چیزیں تمہارے لئے حلال کی ہیں انہیں حرام نہ کرو اور حد سے نہ بڑھو! اللہ جل جلالہ حد سے بڑھنے والوں سے محبت نہیں کرتا۔ اصبغ نے کہا مجھے ابن وہب نے یونس بن یزید کے ذریعہ ابن شہاب، ابی سلمہ سے خبر دی کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا : میں نے عرض کیا : یا رسُولَ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم! میں نوجوان مرد ہوں مجھے اپنے آپ پر زناء کا خوف ہے اور میں مال نہیں پاتا ہوں جس کے ساتھ عورتوں سے نکاح کروں۔ آپ خاموش رہے۔ پھر میں نے یہی عرض کیا تو آپ بدستور خاموش رہے۔ پھر میں نے اسی طرح کہا تو آپ نے فرمایا اے ابا ہریرہ جو تو کرنے والا ہے اس پر قلم خشک ہو چکا ہے خصی ہو یا نہ ہو۔

۴۷۵۵ شرح : خصی ہونے یا نہ ہونے کی تقریر ابھی گزری ہے۔ اس حدیث میں عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ان الفاظ ،، ثم رَخَّصَ لَنَا ،، سے معلوم ہوتا ہے کہ عبداللہ بن مسعود نکاحِ متعہ کے جواز کے قائل ہیں۔ قرطبی نے کہا اس وقت عبداللہ بن مسعود کو متعہ کے فسخ کا علم نہ تھا جب نسخ کا علم ہُوا تو اس سے رجوع کر لیا۔ صحیح یہ ہے کہ ایک غزوہ میں متعہ حلال ہُوا تھا اس کے بعد منسوخ ہو گیا پھر غزوہ اوطاس میں تین روز کے لئے حلال ہُوا۔ پھر قطعی طور پر ہمیشہ کے لئے حرام کر دیا گیا۔ قولہ ثم قرء علینا یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا آہ اس آیت کریمہ کا شانِ نزول ابن عباس

بَابُ نِكَاحِ الْاَبْكَارِ

وَقَالَ ابْنُ اَبِیْ مُلَیْکَۃَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لِعَائِشَۃَ لَمْ یَنْکِحِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِکْرًا غَیْرَکِ

رضی اللہ عنہ نے یہ بیان فرمایا کہ ایک آدمی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! جب میں گوشت کھاؤں تو مجھے عورتوں کی خواہش پیدا ہوتی ہے اس لئے میں نے اپنے لئے گوشت حرام کر دیا ہے تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کی حلال کی ہوئی پاک چیزیں حرام نہ کرو!

حلال کو حرام کرنا جائز نہیں

حضرات علماء کرام نے کہا کہ کسی کے لئے یہ جائز نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے جو کھانے پینے لباس نکاح اور مکان وغیرہ اشیاء حلال کی ہیں وہ اُن پر حرام کرے اور جو اللہ تعالیٰ نے حلال کیا ہے اس کو ترک کرنے میں کوئی فضیلت نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی اطاعت کرنے میں ہی فضیلت اور نیکی ہے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو عمل کیا اور اپنی امت کے لئے مسنون قرار دیا اور اس طریقہ پر حضرات ائمہ راشدین، صحابہ کرام اور علماء عظام نے متابعت کی۔ اسی پر عمل کرنے میں ہی سعادت اور نیک بختی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہ لوگ جو اچھے لباس پر قادر ہونے کے باوجود ردّی لباس اختیار کرتے ہیں اور صوف اور ریشم کو ترجیح دیتے ہیں اور اسی طرح جو لوگ گوشت اور گندم کی روٹی ترک کرتے ہیں اور کمزور طعام جو عقل اور دماغ میں فطور پیدا کرے اور قوی بدنیہ جو صحت کا مدار ہیں کو کمزور کرے کو پسند کرتے ہیں یہ لوگ نہایت ہی غلطی پر ہیں؛ کیونکہ اچھے کھانے دل و دماغ پر اچھے اثرات پیدا کرتے ہیں اور ردّی طعام سے جسم بھی کمزور ہوتا ہے اور دل و دماغ بھی متاثر ہوتا ہے (عینی)

قولہ فَاخْتَصِ "، یعنی خصی ہو یا نہ ہو اللہ کی قدر بہرحال نافذ ہوگی۔ یہ صیغۂ امر ہے، لیکن اس میں طلب فعل نہیں بلکہ خصی ہونے پر تہدید ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيَكْفُرْ "، سے تہدید مراد ہے۔ بعض کتب میں لفظ " اِقْتَصِرْ "، ہے۔ اس تقدیر پر معنی یہ ہیں کہ تقدیر و تسلیم پر اقتصار اور اس کو ترک اور اس سے اعراض کرنا ہمارے نزدیک برابر ہے۔ جو نیک و بد تقدیر مقرر کی گئی ہے۔ وہ یقیناً پوری ہو کر رہے گی اور جو تقدیر میں نہیں وہ کبھی پیش نہ آئے گا۔ (بیضاوی)

۴۷۵۶ ــ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَخِيْ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ لَوْ نَزَلْتَ وَادِيًا وَفِيْهِ شَجَرَةٌ قَدْ اُكِلَ مِنْهَا وَوَجَدْتَ شَجَرًا لَمْ يُؤْكَلْ مِنْهَا فِيْ اَيِّهَا كُنْتَ تُرْتِعُ بَعِيْرَكَ قَالَ فِي الَّذِيْ لَمْ يُرْتَعْ مِنْهَا يَعْنِيْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَتَزَوَّجْ بِكْرًا غَيْرَهَا

علامہ طیبی نے کہا معنیٰ یہ ہیں کہ جو کچھ میں نے ذکر کیا اس پر اقتصار کر اور اللہ کی قضاء سے راضی رہو یا جو ذکر کیا ہے اس کو چھوڑ دے اور اپنے حال پر رہے اور خصّی ہو جائے اس تقدیر پر یہ تہدید پر مبنی ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو کسرِ شہوت کے لئے روزے رکھنے کا حکم نہ دیا گیا حالانکہ اُن کے علاوہ دوسروں کو یہ حکم دیا گیا تھا۔ اس کا جواب یہ ہے ابوہریرہؓ غالباً روزہ سے ہوتے تھے؛ کیونکہ وہ اصحابِ صفہ میں سے تھے اور وہ ہمیشہ روزے سے ہوتے تھے۔

باب کنواروں کا نکاح کرنا ،،

ابکار بکر کی جمع ہے۔ عورت اور مرد دونوں پر اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ اسی طرح ثیب کا اطلاق مرد و زن پر ہوتا ہے۔ حدیث میں ہے البکر بالبکر جلد مأۃ و تقریب عام قَالَ ابْنُ اَبِیْ مُلَیْکَۃَ" ابن ابی ملیکہ نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے سوا کسی کنواری خاتون سے نکاح نہیں کیا۔

۴۷۵۶ ــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا : میں نے کہا یا رسول اللہ مجھے خبر دیں کہ آپ اگر کسی وادی میں ٹھہریں جس میں درخت ہوں اُن میں سے بعض کھائے گئے ہوں اور ایک درخت پائیں جس سے کچھ نہ کھایا گیا ہو آپ کس درخت سے اپنے اُونٹ کو کھلائیں گے۔ آپ نے فرمایا جس سے نہیں چرایا گیا۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا مقصد یہ تھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا

۴۷۵۷ — حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُرِيْتُكِ فِي الْمَنَامِ مَرَّتَيْنِ اِذْ رَجُلٌ يَّحْمِلُكِ فِيْ سَرَقَةِ حَرِيْرٍ فَيَقُوْلُ هٰذِهٖ امْرَأَتُكَ فَاكْتَشِفُهَا فَاِذَا هِيَ اَنْتِ فَاَقُوْلُ اِنْ يَّكُنْ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ يُمْضِهٖ ۔

کے سوا کسی کنواری عورت سے نکاح نہیں کیا۔ (ایک روایت میں ہے کہ میں وہ عورت ہوں)

۴۷۵۷ — ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم مجھے خواب میں دو بار دکھائی گئی ہو، اچانک ایک آدمی تمہیں ریشمی کپڑے کے ٹکڑے میں اُٹھائے ہوئے کہتا ہے۔ یہ آپ کی بیوی ہے میں نے اس ٹکڑے کو کھولا تو وہ تمہاری صورت تھی۔ میں نے کہا اگر یہ اللہ کی طرف سے ہے تو وہ اسے جاری کرے گا۔

۴۷۵۷ — شرح: یہ فرشتہ تھا جو مرد کی صورت میں آیا تھا۔ ترمذی کی روایت میں ہے کہ جو فرشتہ ام المؤمنین عائشہ کی صورت لایا تھا وہ جبرائیل علیہ السلام تھے، چنانچہ ابن حبان کی صحیح میں ہے۔ میرے پاس جبرائیل ریشمی کپڑے کے ٹکڑے میں لائے اور کہا یہ دنیا اور آخرت میں آپ کی بیوی ہے۔ طبقات ابن سعد میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جبرائیل علیہ السلام ریشمی کپڑے میں آسمان سے میری صورت لے کر آئے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا اس سے آپ نکاح کریں گے یہ آپ کی بیوی ہے۔

قولہ فَاِذَا هِيَ اَنْتِ ،، کلمہ اذا مفاجاۃ کے لئے ہے اور ضمیر کا مرجع وہ صورت ہے جو ریشمی کپڑے میں تھی۔ قولہ اِنْ يَّكُنْ ،، یعنی جو میں نے دیکھا ہے اگر یہ اللہ کی طرف سے ہے تو اللہ اس کو ضرور نافذ کرے گا۔ ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ دیکھا تھا وہ حتمی اور یقینی تھا، کیونکہ نبیوں کا خواب وحی ہوتا ہے، لیکن یہ احتمال ہے کہ خواب اسم ہو یا کنیت ہو کیونکہ خوابوں کے نام ہیں وہ یہ کہ جو دیکھے بعینہ وہی ہوتا ہے اور ان کی کنیتیں بھی ہیں وہ یہ کہ وہ شئی کی مثل وغیرہ ہوتی ہے۔ قاضی عیاض نے کہا ہو سکتا ہے کہ یہ خواب نبوت سے پہلے ہو۔ اگر نبوت کے بعد ہو تو اس کے تین معانی ہیں۔ اوّل یہ کہ خواب اپنے ظاہر پر ہو یہ تعبیر کی محتاج نہیں تو اس کو اللہ بعینہ جاری

بَابُ تَزْوِيجِ الثَّيِّبَاتِ

وَقَالَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَا تَعْرِضْنَ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا أَخَوَاتِكُنَّ

۴۷۵۸ — حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ حَدَّثَنَا سَيَّارٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَفَلْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَزْوَةٍ فَتَعَجَّلْتُ عَلَى بَعِيرٍ لِي قَطُوفٍ فَلَحِقَنِي رَاكِبٌ مِنْ خَلْفِي فَنَخَسَ بَعِيرِي بِعَنَزَةٍ كَانَتْ مَعَهُ فَانْطَلَقَ بَعِيرِي كَأَجْوَدِ مَا أَنْتَ رَاءٍ مِنَ الْإِبِلِ فَإِذَا النَّبِيُّ

اور نافذ کرے گا تو شک صرف اس میں ہے کہ خواب اپنے ظاہر پر ہے یا تعبیر کا محتاج ہے اور ظاہر سے پھرا ہُوا ہے۔ دُوسرا معنیٰ یہ ہے کہ مراد اگر یہی دنیا کی بیوی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ضرور جاری کرے گا اور یہ بات پُوری ہو کر رہے گی۔ اس تقدیر پر شک صرف اس میں ہے کہ یہ آپ کی دنیاوی بیوی ہے یا اُخروی بیوی ہے۔ تیسرا معنیٰ یہ ہے کہ آپ کو ہرگز شک نہ تھا آپ نے تحقیقی خبر دی ہے اور شک کی صورت میں ذکر کی ہے۔ یہ بلاغت کی قسم ہے۔ اس کو "مزج الشک بالیقین" کہتے ہیں۔"

باب ثَیِّبَہ عورت سے نکاح کرنا

ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ پر اپنی بیٹیاں اور بہنیں پیش نہ کرو "

ثَیِّب بر وزن فَیعِل ثاب بمعنی عاد ہے۔ غالباً وہ دوبارہ نکاح کی طرف عود کرتے ہیں۔ اس لیئے انہیں ثیّب کہتے ہیں مرد و زن پر اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ کسائیؒ سے یہ منقول ہے کہ مرد کو ثیّب اس وقت

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا يُعْجِلُكَ قُلْتُ كُنْتُ حَدِيْثَ عَهْدٍ بِعُرْسٍ قَالَ بِكْرٌ اَمْ ثَيِّبٌ قُلْتُ ثَيِّبٌ قَالَ فَهَلَّا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ قَالَ فَلَمَّا ذَهَبْنَا لِنَدْخُلَ قَالَ اَمْهِلُوْا حَتّٰى تَدْخُلُوْا لَيْلًا اَيْ عِشَاءً لِكَيْ تَمْتَشِطَ الشَّعِثَةُ وَتَسْتَحِدَّ الْمُغِيْبَةُ

کہتے ہیں جبکہ اُس نے اپنی بیوی سے جماع کیا ہو اور عورت کو اس وقت ثیبہ کہتے ہیں جبکہ وہ اپنے شوہر سے ہم بستر ہوئی ہو۔

۴۷۵۸ — ترجمہ : جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غزوہ سے واپس آئے تو میں نے اپنے اونٹ پر چلنے میں جلدی کی جو سست رفتار تھا۔ مجھے پیچھے سے کوئی سوار ملا اُس نے میرے اونٹ کو چھوٹا سا نیزہ مارا جو اس کے پاس تھا۔ تو میرا اونٹ بہترین اونٹ کی طرح چلنے لگا۔ میں نے اچانک دیکھا تو وہ سوار جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ آپ نے مجھے فرمایا تمہیں کس چیز کی جلدی ہے۔ میں نے عرض کیا میری نئی نئی شادی ہوئی ہے۔ آپ نے فرمایا باکرہ عورت سے شادی کی ہے یا ثیبہ سے کی ہے۔ میں نے عرض کیا ثیبہ سے کی ہے۔ آپ نے فرمایا : باکرہ لڑکی سے شادی کیوں نہیں کی تو اس سے ملاعبت (دل لگی) کرتا اور وہ تجھ سے ملاعبت کرتی (اس طرح تم دونوں لطف اندوز ہوتے) جابر نے کہا جب ہم اپنے گھروں کو جانے لگے تو فرمایا ٹھہرو رات کے وقت گھروں کو جانا یعنی عشاء کے وقت تاکہ پراگندہ سروالی عورت کنگھی کرلے اور زیر ناف بال صاف کرلے،،

۴۷۵۸ — شرح : یہ واقعہ غزوۂ تبوک کا ہے قطوف یعنی سست رفتار۔ عنزہ،، چھوٹا نیزہ کتاب البیوع میں چھڑی کا ذکر ہے۔ لیکن اس میں منافات نہیں، کیونکہ اس کا ایک کنارہ ٹیڑھا ہو اور دوسرے کنارے میں لوہا ہو تو اس پر دونوں اطلاق جائز ہیں۔ قولہ مایعجلك،، تیری تیز رفتار کا سبب کیا ہے۔ رات کی عشاء سے تعبیر اس لئے کی ہے کہ رات کو آنے سے آپ نے منع فرمایا ہے، لیکن یہ ممانعت اس وقت ہے جب رات کو اچانک گھر آئے اور اگر بیوی کو معلوم ہو کہ وہ اس رات آرہے ہیں تو رات کو گھر آنا ممنوع نہیں۔ مغیبہ اس عورت کو کہتے ہیں جس کا شوہر سفر میں گیا ہو۔ کیونکہ ایسی عورتیں جن کے شوہر غائب ہیں۔ وہ کنگھی وغیرہ اور زیب و زینت نہیں کرتی ہیں۔ اس لئے انہیں کہا گیا کہ شوہروں کی آمد پر اپنے آپ کو سنوار لیا کریں تاکہ پراگندگی

۴۷۵۹۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَارِبٌ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ تَزَوَّجْتُ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَزَوَّجْتَ فَقُلْتُ تَزَوَّجْتُ ثَيِّبًا فَقَالَ مَا لَكَ وَلِلْعَذَارِيْ وَلِعَابِهَا فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِعَمْرِو ابْنِ دِيْنَارٍ فَقَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلَّا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ

بَابُ تَزْوِيْجِ الصِّغَارِ مِنَ الْكِبَارِ

۴۷۶۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ عَنْ عِرَاكٍ عَنْ عُرْوَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عليه وَسَلَّمَ خَطَبَ عَائِشَةَ اِلٰى اَبِيْ بَكْرٍ فَقَالَ لَهٗ اَبُوْ بَكْرٍ اِنَّمَا اَنَا اَخُوْكَ فَقَالَ اَنْتَ اَخِيْ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ وَكِتَابِهٖ وَهِيَ لِيْ حَلَالٌ

سے اُن کے دلوں میں نفرت راہ نہ پائے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۴۷۵۹ ___ ترجمہ : محارب نے کہا میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے سُنا کہ میں نے شادی کی تو مجھے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کس سے نکاح کیا ہے؟ میں نے عرض کیا بیوہ عورت سے کیا ہے۔ فرمایا تجھے کنواری لڑکیوں سے دل لگی نہیں ہے؟ میں نے یہ عمرو بن دینار سے ذکر کیا تو اُنھوں نے کہا میں نے جابر بن عبداللہ کو یہ کہتے سُنا ہے کہ مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو نے کنواری لڑکی سے شادی کیوں نہیں کی تو اس سے لطف اٹھاتا اور وہ تجھ سے لطف اندوز ہوتی۔

بَابٌ اِلَى مَنْ يُنْكِحُ وَاَىُّ النِّسَاءِ خَيْرٌ وَمَا يُسْتَحَبُّ اَنْ يَتَخَيَّرَ لِنُطْفِهٖ مِنْ غَيْرِ اِيْجَابٍ

۴۷۶۱۔ حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ

باب بڑی عمر والے کا چھوٹی عمر والی سے نکاح کرنا ،،

۴۷۶۰۔ ترجمہ : عراک بن مالک غفاری نے عروہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر صدیق سے عائشہ کے ساتھ نکاح کا ذکر فرمایا تو ابوبکر صدیق نے کہا میں آپ کا بھائی ہوں (عائشہ آپ کی بھتیجی ہے) آپ نے فرمایا تم میرے اللہ کے دین میں بھائی ہو اور عائشہ میرے لئے حلال ہے۔

۴۷۶۰۔ شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح کرنے کی خواہش ذکر کی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ خیال ذکر کیا کہ وہ آپ کی بھتیجی ہے اور بھتیجی سے نکاح جائز نہیں۔ آپ نے فرمایا تم میرے دینی اور اسلامی بھائی ہو، کیونکہ مسلمان سب بھائی بھائی ہیں لیکن نکاح کا معاملہ نسب سے متعلق ہے اور تم نسب میں مجھ سے دُور ہو حقیقی اور نسبی بھتیجی سے نکاح حرام ہے لہٰذا عائشہ سے آپ کا نکاح جائز اور حلال ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ صحیح حدیث میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن مظعون کی بیوی خولہ بنت حکیم کو ابوبکر کے پاس بھیجا کہ ابوبکر سے عائشہ کے ساتھ نکاح کا ذکر کریں تو ابوبکر نے کہا کہ بھائی کی بیٹی سے نکاح کیسے جائز ہوگا؟ خولہ نے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر ابوبکر کا کلام عرض کیا تو آپ نے فرمایا اُن سے کہو وہ میرے دینی بھائی ہیں۔ نسبی بھائی کی بیٹی سے نکاح حرام ہے، لہٰذا تمہاری بیٹی میرے لئے حلال ہے۔ خولہ ابوبکر کے پاس آئیں اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد انہیں پہنچایا تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہماری طرف سے حضور سے عرض کر دیں کہ ہم راضی ہیں۔ اس کا جواب یہ

حَدَّثَنَا اَبُوالزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَیْرُ نِسَاۗءٍ رَکِبْنَ الْاِبِلَ صَالِحُ نِسَاۗءِ قُرَیْشٍ اَحْنَاهُ عَلٰی وَلَدٍ فِیْ صِغَرِهٖ وَاَرْعَاهُ عَلٰی زَوْجٍ فِیْ ذَاتِ یَدِهٖ

یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خولہ بنت حکیم کو پیغام رسانی میں اپنا وکیل مقرر کیا تھا اور وکیل کا کلام مؤکل کا کلام ہوتا ہے۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خولہ کے کلام کو اپنا کلام قرار دیا لہٰذا خولہ کا کلام مجازاً آپ کا کلام تھا۔

باب کس عورت سے نکاح کرے اور کونسی عورتیں بہتر ہیں ،،

اور اپنی نسل کے لئے کونسی عورتیں اختیار کرنا مستحب ہے

۴۷۶۱ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اونٹوں پر سوار ہونے والی بہترین عورتیں قریش کی نیک عورتیں ہیں وہ بچے کی کمسنی میں بہت مہربان عورتیں ہیں اور شوہر کے مال کی بہت نگہبان ہیں۔

۴۷۶۱ — شرح : قولہ اَحْنَاہ ،، یہ حنو بمعنی شفقت سے مشتق ہے "وَلَد" کو نکرہ اس لئے ذکر کیا کہ وہ ہر بچہ پر نہایت مہربان ہیں اگرچہ بچہ اُن کے شوہر کی کسی دوسری عورت سے ہو۔ ابوذر کی روایت میں "اَحْنَاہُ عَلٰی وَلَدِہٖ" ،، ہے اور وَلَدِہ، ضمیر غائب کی طرف مضاف ہے اس تقدیر پر معنی یہ ہے کہ وہ اپنے بچے پر مہربان ہوتی ہیں یعنی اگر ان کا بچہ یتیم ہوجائے تو اس کی رعایت کے لئے وہ دوسری شادی نہیں کرتیں۔ کیونکہ اگر عورت نکاح کرے تو پہلے بچہ کی نگہبانی نہیں کرسکتی۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ قریش کی عورتیں مریم علیہا السلام سے افضل کیسے ہوسکتی ہیں جبکہ علماء مریم کی نبوت کے قائل ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صالح نساء قریش فرمایا ہے اور مریم علیہا السلام قریش سے نہیں ہیں۔ بعض علماء نے جواب یہ دیا ہے۔

بَابُ اِتِّخَاذِ السَّرَارِيْ وَمَنْ اَعْتَقَ جَارِيَتَهٗ ثُمَّ تَزَوَّجَهَا

۴۷۶۲ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا صَالِحُ ابْنُ صَالِحِ الْهَمْدَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الشَّعْبِيُّ قَالَ

کہ جو عورتیں اونٹوں پر سوار ہوتی ہیں اُن میں سے قریش کی نیک عورتیں بہتر ہیں۔ احناء میں قیاس یہ تھا کہ اَحْنَاھُنَّ، کہا جاتا اور صالحہ نساء قریش بالتانیث کہا جاتا لیکن اسے باعتبار شخص ذکر کیا ہے اور مفرد اس لئے ذکر کیا کہ اس سے جنس مراد ہے۔ بعض نسخوں میں صَالِحُوْ نِسَاءِ قُرَیْشٍ بصیغہ جمع ہے اور صالحون سے نون اضافت کے باعث ساقط ہو گیا ہے۔ قریش کی عورتیں اپنے شوہروں کے حقوق کی بہت رعایت کرتی ہیں ان کے مال کی حفاظت کرتی ہیں اور امانت کی صیانت کرتی ہیں اور فضول خرچی نہیں کرتی ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب لونڈیاں رکھنا

جس نے اپنی لونڈی آزاد کر کے اس سے نکاح

سراری سُرِیّہ کی جمع ہے۔ اور بکسر السین بھی پڑھا جاتا ہے جبکہ دونوں صورتوں میں یا کو مشدد و مخفف پڑھتے ہیں۔ سریہ بکسر السین تسّر سے ماخوذ ہے جو سِر بمعنی نکاح سے مشتق ہے یا بمعنی سرور ہے علامہ قسطلانی نے کہا سُرِّیّہ وہ لونڈی ہے جو جماع کے لئے رکھی جائے۔ فقہاء نے ایسی لونڈیوں کے نام میں شرط عائد کی ہے کہ اُن سے کم از کم ایک بار جماع کیا جائے۔ انہیں سراری اس لئے کہتے ہیں کہ غالباً شوہر اپنی بیوی سے ان کا معاملہ پوشیدہ رکھتا ہے۔ ابو درداء کی مرفوع حدیث میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سراری سے نکاح کرو ان کے رحم پاکیزہ اور بابرکت ہوتے ہیں۔ عمر فاروق نے فرمایا ان کی اولاد بہت عقلمند ہوتی ہے۔

۴۷۶۲ــــ ترجمہ: ابو بردہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے پاس لونڈی ہو وہ اس کو اچھی تعلیم دے اور اچھے آداب سکھائے پھر اس کو آزاد کر کے اس سے نکاح کر لے اس کے لئے دگنا ثواب

حَدَّثَنِیْ اَبُوْبُرْدَةَ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَیُّمَا رَجُلٍ کَانَتْ عِنْدَهٗ وَلِیْدَةٌ فَعَلَّمَهَا فَاَحْسَنَ تَعْلِیْمَهَا وَاَدَّبَهَا فَاَحْسَنَ تَادِیْبَهَا ثُمَّ اَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا فَلَهٗ اَجْرَانِ وَاَیُّمَا رَجُلٍ مِنْ اَهْلِ الْکِتٰبِ اٰمَنَ بِنَبِیِّهٖ وَاٰمَنَ بِیْ فَلَهٗ اَجْرَانِ وَاَیُّمَا مَمْلُوْكٍ اَدّٰی حَقَّ مَوَالِیْهِ وَحَقَّ رَبِّهٖ فَلَهٗ اَجْرَانِ قَالَ الشَّعْبِیُّ خُذْهَا بِغَیْرِ شَیْءٍ قَدْ کَانَ الرَّجُلُ یَرْحَلُ فِیْمَا دُوْنَهٗ اِلَی الْمَدِیْنَةِ وَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ عَنْ اَبِیْ حَصِیْنٍ عَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِیْهِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَعْتَقَهَا ثُمَّ اَصْدَقَهَا ۴۷۶۳ حَدَّثَنَا سَعِیْدُ بْنُ تَلِیْدٍ

ہے۔ اور جو کوئی اہل کتاب سے اپنے نبی پر ایمان لائے پھر میری تصدیق کرے اور مجھ پر ایمان لائے اس کے لئے دگنا ثواب ہے

اور جو مملوک اپنے مالکوں کا حق ادا کرے (ان کی خدمت ہے) اور اپنے رب کا حق ادا کرے (اس کی عبادت کرے) اسے دگنا ثواب ہے۔

شعبی نے کہا: یہ حدیث کسی معاوضہ کے بغیر لے جاؤ، حالانکہ اس سے پہلے اس سے کم مسائل میں مدینہ منورہ کا سفر کیا جاتا تھا۔ ابوبکر بن عیاش نے ابوحصین، ابوبردہ کے ذریعہ ابوموسیٰ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس کو آزاد کیا پھر اس سے نکاح کر لیا۔

۴۷۶۲ — شرح: یعنی شعبی نے کہا میں نے یہ مسئلہ تجھے کسی معاوضہ کے بغیر بتایا ہے۔ حالانکہ لوگ اس سے کم مسئلہ کی دریافت کے لئے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ کا سفر کیا کرتے تھے۔ شعبی کا مخاطب خراسانی آدمی تھا۔ (حدیث ۹۵ ج: ۱ کی شرح دیکھیں)

۴۷۶۳ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تین کذبات کے سوا کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ ایک دفعہ ابراہیم علیہ السلام ایک جابر کے پاس سے گزرے جبکہ آپ کے ساتھ سارہ تھیں (رضی اللہ عنہا)، ابوہریرہ نے پوری حدیث

أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ لَمْ يَكْذِبْ إِبْرَاهِيمُ إِلَّا ثَلَاثَ كَذَبَاتٍ بَيْنَمَا إِبْرَاهِيمُ مَرَّ بِجَبَّارٍ وَمَعَهُ سَارَةُ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ فَأَعْطَاهَا هَاجَرَ قَالَتْ كَفَّ اللهُ يَدَ الْكَافِرِ وَأَخْدَمَنِي آجَرَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَتِلْكَ أُمُّكُمْ يَا بَنِي مَاءِ السَّمَاءِ

۴۷۶۴ـــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ أَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ خَيْبَرَ وَالْمَدِينَةِ ثَلَاثًا يُبْنَى عَلَيْهِ بِصَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ فَدَعَوْتُ الْمُسْلِمِينَ

ذکر کی۔ اس ظالم نے سارہ کو ہاجرہ دی۔ سارہ نے کہا اللہ تعالیٰ نے کافر کا ہاتھ روک کے رکھا اور اُس نے مجھے آجرہ دی۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے آسمان کے پانی کے بیٹو یہی تمہاری ماں ہے۔

۴۷۶۳ ـــ شرح : جھوٹ وہ کلام ہے جو واقع کے مطابق نہ ہو۔ ایسا کلام حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کبھی نہیں کیا ہے۔ اس حدیث میں جو تین بار کا ذکر ہے۔ یہ تین مقامات صرف ظاہری شکل میں جھوٹ نظر آتے ہیں۔ دراصل جھوٹ نہیں۔
(حدیث ۲۰۷۸ جلد : ۳ اور حدیث ۳۱۴۳ جلد : ۵ کی شرح میں مکمل تفصیل مذکور ہے)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا : اے آسمان کے پانی کے بیٹو! یہی ہاجرہ تمہاری ماں ہے۔ عرب حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد ہیں اور ان کی والدہ ہاجرہ ہے۔ اکثر عرب وادیوں میں رہتے تھے اور بارش کے پانی سے طہارت وغیرہ کرتے تھے اور وہی پیتے تھے؛ کیونکہ اُن کی زندگی بارش کے پانی پر موقوف تھی۔ اس لئے انہیں فرمایا اے آسمان کے پانی کے بیٹو!

مجمع البحار میں اس کی وجہ اور بیان کی ہے وہ یہ کہ بنی ماء السماء سے مراد انصار ہیں؛ کیونکہ وہ عامر بن حارثہ

إِلَىٰ وَلِيمَتِهِ فَمَا كَانَ فِيهَا مِنْ خُبْزٍ وَّلَا لَحْمٍ أَمَرَ بِالْأَنْطَاعِ فَأُلْقِيَ فِيهَا مِنَ التَّمْرِ وَالْأَقِطِ وَالسَّمْنِ فَكَانَتْ وَلِيمَتَهُ فَقَالَ الْمُسْلِمُونَ إِحْدَىٰ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ أَوْ مِمَّا مَلَكَتْ يَمِينُهُ فَقَالُوا إِنْ حَجَبَهَا فَهِيَ مِنْ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ وَإِنْ لَّمْ يَحْجُبْهَا فَهِيَ مِمَّا مَلَكَتْ يَمِينُهُ فَلَمَّا ارْتَحَلَ وَطَّأَ لَهَا خَلْفَهُ وَمَدَّ الْحِجَابَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ النَّاسِ

کی اولاد میں جو نعمان بن منذر کا چچا ہے۔ اس کا لقب ماء السماء تھا۔ بعض نے کہا حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد کو "بنی ماء السماء" اس لئے کہتے ہیں کہ ان کا نسب پاک ہے اور انہیں شرف ذاتی حاصل ہے۔

۴۷۶۴ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خیبر اور مدینہ منورہ کے درمیان تین روز اس حال میں اقامت فرمائی کہ آپ نے صفیہ بنت حییؓ سے خلوت فرمائی تھی۔ میں مسلمانوں کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ولیمہ کے لئے بلاتا تھا۔ اس ولیمہ میں نہ تو روٹی تھی اور نہ ہی گوشت تھا۔ آپ نے دسترخوان بچھانے کا حکم دیا اور اس پر کھجوریں، پنیر اور گھی رکھا گیا۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ولیمہ تھا۔ مسلمانوں نے کہا کہ صفیہ ام المؤمنین ہے یا آپ کی لونڈی ہے۔ پھر انھوں نے کہا اگر آپ نے پردہ کا حکم دیا تو ام المؤمنین ہے اور اگر پردہ کا حکم نہ دیا تو آپ کی باندی ہے۔ جب وہاں سے کوچ کیا تو ان کے لئے سواری پر اپنے پیچھے جگہ بنائی اور ان کے اور لوگوں کے درمیان پردہ کر دیا۔

۴۷۶۴ — شرح : اس حدیث کی مناسبت باب کے ساتھ اس طرح ہے کہ صحابہ کرام نے صفیہ کے ام المؤمنین ہونے اور آپ کی باندی ہونے پر تردّد کیا تھا۔ اس اختلاف کی وجہ سے حدیث کی مطابقت ہے۔

حدیث : ع ۲۹۲۵ ج : ۶ کی شرح دیکھیں

"وبنیٰ علیہ"، بیوی سے خلوت کرنا ہے۔ دراصل جب کوئی آدمی کسی عورت سے نکاح کرتا تھا تو اس کے ساتھ خلوت کے لئے اس پر قبہ لگاتے تھے تاکہ اس کے ساتھ تنہائی میں رہے۔

بَابُ مَنْ جَعَلَ عِتْقَ الْاَمَةِ صَدَاقَهَا

۴۷۶۵ ـــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ وَّشُعَيْبِ بْنِ الْحَبْحَابِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْتَقَ صَفِيَّةَ وَجَعَلَ عِتْقَهَا صَدَاقَهَا

باب جس نے باندی کو آزاد کرنا ہی اس کا مہر قرار دیا

یعنی اپنی لونڈی کو اس لئے آزاد کرتا ہے کہ اس سے نکاح کرے اور اس کو آزاد کرنا ہی اس کا مہر ہو۔ اس میں علماء کے مختلف اقوال ہیں۔ حسن بصری، ابراہیم نخعی، شعبی اور امام احمد رضی اللہ عنہم نے کہا یہ جائز ہے۔ جب اس سے عقد کیا تو آزادی کے بغیر اس کا کچھ مہر نہ ہوگا۔ سفیان ثوری اور امام ابو یوسف رحمہا اللہ کا مسلک بھی یہی ہے۔ یہی مذہب امام شافعی کا ہے۔

امام نووی نے کہا امام شافعی کا مذہب یہ ہے کہ اگر لونڈی کو شرط پر آزاد کیا۔ اور لونڈی نے قبول کر لیا تو وہ آزاد ہو جائے گی۔ اور معتق سے نکاح کرنا اس پر لازم نہیں، بلکہ وہ اس سے اس کی قیمت وصول کرے گا؛ کیونکہ وہ مفت آزاد ہونے پر راضی نہیں ہوئی تھی۔ اگر وہ راضی ہو گئی اور اُس نے اس سے مقرر مہر پر نکاح کیا تو شوہر پر لازم ہے کہ اس سے اس کی قیمت وصول کرلے اور بیوی شوہر سے مقرر کردہ مہر لے گی۔ اور اگر اس کی قیمت پر اس سے نکاح کیا تھا تو اگر اس کی قیمت شوہر کو یا بیوی کو معلوم ہو تو یہ مہر صحیح ہے نہ تو شوہر بیوی سے اس کی قیمت کا حقدار ہے اور نہ ہی بیوی مہر کی مستحق ہے۔ اور اگر قیمت مجہول ہے تو اس میں دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ مہر صحیح ہے۔ دُوسری صورت یہ ہے کہ مہر صحیح نہیں نکاح جائز ہے اور مہر مثل واجب ہے۔ امام ابو حنیفہ، محمد، زفر اور امام مالک رحمہم اللہ تعالیٰ نے کہا یہ نکاح جائز نہیں۔ امام طحاوی نے کہا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی کے لئے یہ جائز نہیں اور یہ آپ کی خصوصیت ہے؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اجازت دی ہے کہ مہر کے بغیر نکاح کرلیں۔ لہٰذا آپ عتاق پر نکاح کرسکتے ہیں جو مہر نہیں ہے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا اگر کسی نے ایسا نکاح

بَابُ تَزْوِيْجِ الْمُعْسِرِ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ

۴۷۶۶ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ ابْنُ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِنِ السَّاعِدِيِّ قَالَ جَآءَتِ امْرَأَةٌ اِلٰى

کیا تو عورت آزاد ہو جائے گی اور شوہر پر اس کا مہر مثل واجب ہے۔ اور اگر اس نے نکاح کرنے سے انکار کر دیا تو اپنی قیمت میں سعی کر کے اس کو ادا کرے گی۔ امام مالک اور زفر نے کہا اس پر کوئی شئی واجب نہیں۔ اور وہ مفت آزاد ہو جائے گی۔

۴۷۶۵ـ ترجمہ : انس بن مالک نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ کو آزاد کیا اور اس کو آزاد کرنا ہی مہر قرار دیا۔

۴۷۶۵ـ شرح : اس حدیث سے حسن بصری اور ابراہیم اور ان کے ہم مسلک نے استدلال کیا کہ یہ مہر جائز ہے اور آزاد کرنا ہی اس کا مہر ہوگا۔

احناف اس کا جواب یہ ذکر کرتے ہیں کہ یہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کیونکہ مہر کا نام ذکر ہوا تو انھوں نے گمان کیا کہ یہی عتاق مہر ہے پس اگر عتق ہی مہر ہوتا تو حضرت انس اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم صفیہ کے ام المؤمنین ہونے میں تردد نہ کرتے اور یہ نہ کہتے کہ اگر صفیہ کو پردہ میں رکھا تو ام المؤمنین ہیں۔ اگر پردہ میں نہ رکھا تو باندی ہیں، حالانکہ باندی کا مہر نہیں ہوتا۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ مہر کے بغیر نکاح کرنا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات سے ہیں، چنانچہ قرآن کریم میں ہے : وَامْرَءَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا الآیۃ اس سے صاف ظاہر ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر کے بغیر نکاح میں خصوصیت ہے۔

تیسرا جواب یہ ہے کہ امام طحاوی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا قول ذکر کیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا سے صفیہ کی طرح نکاح کیا تھا۔ پھر عبداللہ بن عمر نے کہا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا ایسے واقعہ کا حکم یہ ہے کہ نیا مہر مقرر کرے۔ ہو سکتا ہے کہ عبداللہ بن عمر نے یہ حضور سے سنا ہو یا ہو سکتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت خیال کی ہو۔ ہر دو صورتوں میں مذکور حدیث عتق کے مہر ہونے کی دلیل نہیں۔

رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللهِ جِئْتُ أَهَبُ لَكَ نَفْسِيْ فَنَظَرَ إِلَيْهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عليه وسلم فَصَعَّدَ النَّظَرَ فِيْهَا وَصَوَّبَهُ ثُمَّ طَأْطَأَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأْسَهُ فَلَمَّا رَأَتِ الْمَرْأَةُ أَنَّهُ لَمْ يَقْضِ فِيْهَا شَيْئًا جَلَسَتْ فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ إِنْ لَمْ تَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ فَزَوِّجْنِيْهَا فَقَالَ وَهَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ قَالَ لَا وَاللهِ يَا رَسُوْلَ اللهِ فَقَالَ اذْهَبْ إِلَى أَهْلِكَ فَانْظُرْ هَلْ تَجِدُ شَيْئًا فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لَا وَاللهِ مَا وَجَدْتُ شَيْئًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُنْظُرْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيْدٍ فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لَا وَاللهِ يَا رَسُوْلَ اللهِ وَلَا خَاتَمٌ مِنْ حَدِيْدٍ وَلٰكِنْ هٰذَا إِزَارِيْ قَالَ سَهْلٌ مَالَهُ رِدَاءٌ فَلَهَا نِصْفُهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَصْنَعُ بِإِزَارِكَ إِنْ لَبِسْتَهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا مِنْهُ شَيْءٌ وَإِنْ لَبِسَتْهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ مِنْهُ

چوتھا جواب یہ ہے کہ امام بیہقی نے متصل اسناد کے ساتھ رزینہ کی حدیث ذکر کی کہ رزینہ نے کہا جب قریظہ اور نضیر دونوں قبیلے فتح ہوئے تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم صفیہ کو ہاتھ سے پکڑے ہوئے تشریف لائے پھر آپ نے اس کو آزاد کر کے نکاح کیا۔ اور اس کا مہر مقرر کیا۔ ان دلائل سے صاف ظاہر ہے کہ عتق مہر نہیں ہو سکتا (عینی)

باب غریب آدمی کا نکاح کرنا

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اگر وہ تنگدست ہیں تو اللہ انہیں اپنے فضل سے مالدار کر دیگا"

شَیْئٌ فَجَلَسَ الرَّجُلُ حَتّٰی اِذَا طَالَ مَجْلِسُہٗ قَامَ فَرَاٰہُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُوَلِّیًا فَاَمَرَبِہٖ فَدُعِیَ فَلَمَّا جَاءَ قَالَ مَا ذَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ قَالَ مَعِیْ سُوْرَۃُ کَذَا وَسُوْرَۃُ کَذَا عَدَّدَھَا فَقَالَ تَقْرَأُ عَنْ ظَھْرِ قَلْبِكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ اذْھَبْ فَقَدْ مَلَّکْتُکَھَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ

یعنی تنگدست آدمی کا شادی کرنا جائز ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ اگر مسلمان تنگدست ہوں تو اللہ ان کو غنی کر دے گا۔ تنگدستی نکاح سے مانع نہیں ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مستقبل قریب میں اسے مالدار کر دے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو نکاح کی ترغیب دلائی ہے اور اس آیت کریمہ: وَاَنْکِحُوا الْاَیَامٰی مِنْکُمْ وَالصّٰلِحِیْنَ مِنْ عِبَادِکُمْ وَاِمَائِکُمْ الاٰیۃ میں اللہ نے ان کو غنی کرنے کا وعدہ فرمایا ہے!

۴۷۶۶ — ترجمہ: سہل بن سعد ساعدی نے کہا ایک عورت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میں حاضر ہوئی ہوں اور اپنی ذات آپ کو ہبہ کرتی ہوں (مہر کے بغیر) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھا اور اس کی طرف نظر بلند فرمائی اور نیچی کی پھر سر مبارک جھکا لیا (صلی اللہ علیہ وسلم) جب اس خاتون نے دیکھا کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں فرمایا تو وہ بیٹھ گئی۔ آپ کے صحابہ کرام میں سے ایک صاحب کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! اگر آپ کو اس کی حاجت نہیں تو مجھ سے اس کا نکاح کر دیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تیرے پاس کچھ مال ہے اس نے کہا یا رسول اللہ! بخدا میرے پاس کچھ نہیں۔ آپ نے فرمایا اپنے گھر جاؤ اور دیکھو شاید کوئی شئی مل جائے وہ شخص گیا پھر واپس آیا اور کہا بخدا! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے گھر میں کوئی شئی نہیں پائی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیکھو اگرچہ لوہے کی انگوٹھی ہی سہی۔ وہ گھر گیا پھر لوٹ آیا اور کہا اللہ کی قسم! یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میں لوہے کی انگوٹھی بھی نہیں پاتا ہوں، لیکن یہ میرا ازار ہے۔ سہل نے کہا اس کے پاس چادر بھی نہ تھی۔ اس مرد نے کہا اس کے لئے اس ازار کا نصف ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو ازار کو کیا کرے گا اگر اسے تو نے

بَابُ الْاَكْفَاءِ فِي الدِّيْنِ

وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيْرًا

باندھ لیا تو اس پر کچھ بنا ہوگا اور اگر اُس سے نیچے اور ڈھیلی تو تیرے لئے کچھ نہ ہوگا۔ پس وہ آدمی بیٹھ گیا حتیٰ کہ جب بہت دیر بیٹھا رہا تو اُٹھا اور چلا گیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق حکم دیا زبانی یاد ہیں؟ اس نے کہا جی ہاں! مجھے یاد ہیں۔ آپ نے فرمایا: جاؤ میں نے جو کچھ تجھے قرآن یاد ہے اس کی برکت سے تجھے اس عورت کا مالک بنادیا۔

۴۷۶۶ — **شرح**: ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہو سکتا ہے کہ یہ عورت حجاب نازل ہونے سے پہلے آئی ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ حجاب کے بعد نقاب پہن کر آئی ہو۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جس عورت سے منگنی کرنا ہو اس کا چہرہ دیکھنا جائز ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ لفظِ تملیک سے نکاح جائز ہے اور قسم لینے کے بغیر قسم کھانا جائز ہے۔ تنگدست بھی نکاح کر سکتا ہے۔ (حدیث: ۴۷۰۷ کی شرح دیکھیں)

باب دین واسلام میں کفوء

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! خدا وہ ہے جس نے منی کے پانی سے آدمی پیدا کیا اور اس کو ذو نسب اور سسرال والا بنایا تیرا رب قدرت والا ہے!"

قولہ" مکسور الاکفاء پر معطوف ہے۔ اور کفوء بمعنی مثل اور مساوات ہے۔ یعنی دین میں کفوء واجب ہے لہٰذا مسلمانوں کا نکاح کافروں سے جائز نہیں اور صھر بمعنی اناث ہے کہ جن کے ساتھ مصاہرت کی جائے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نسب وہ ہے جن سے نکاح حلال نہیں اور صھر وہ ہے جن سے نکاح حلال ہے۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس آیت کریمہ کو ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ نسب اور صھر سے کفاءۃ کا تعلق ہے۔ محمد بن سیرین نے کہا یہ آیت کریمہ جناب رسالتمآب سرورِ کائنات مبدءِ جائزات علیہ التحیات والصلوات اور حیدر کرار علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں نازل ہوئی جبکہ حضرت

٤٧٦٧ — حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ
الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ
أَبَا حُذَيْفَةَ بْنَ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ وَكَانَ مِمَّنْ
شَهِدَ بَدْرًا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبَنَّى سَالِمًا
فَأَنْكَحَهُ بِنْتَ أَخِيهِ هِنْدَ بِنْتَ الْوَلِيدِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ
وَهُوَ مَوْلًى لِامْرَأَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ كَمَا تَبَنَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْدًا وَكَانَ مَنْ تَبَنَّى رَجُلًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ دَعَاهُ
النَّاسُ إِلَيْهِ وَوَرِثَ مِنْ مِيرَاثِهِ حَتَّى أَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى
ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ إِلَى قَوْلِهِ وَمَوَالِيكُمْ فَرُدُّوا إِلَى آبَائِهِمْ
فَمَنْ لَمْ يُعْلَمْ لَهُ أَبٌ كَانَ مَوْلًى وَأَخًا فِي الدِّينِ فَجَاءَتْ سَهْلَةُ
بِنْتُ سُهَيْلِ بْنِ عَمْرٍو الْقُرَشِيِّ ثُمَّ الْعَامِرِيِّ وَهِيَ امْرَأَةُ أَبِي
حُذَيْفَةَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّا كُنَّا
نَرَى سَالِمًا وَلَدًا وَقَدْ أَنْزَلَ اللّٰهُ فِيهِ مَا قَدْ عَلِمْتَ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ

علی المرتضیٰ سے آپ نے سیدہ خاتونِ جنت صلوات اللہ وسلامہ علیہا کا نکاح کیا حالانکہ وہ آپکے چچازاد
بھائی ہیں۔ گویا وہ ذو نسب اور ذو صہر ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے نطفہ سے بشر پیدا کیا اور اس کی دو قسمیں ہیں
ایک ذو نسب، چنانچہ کہتے ہیں فلاں بن فلاں، فلانہ بنت فلاں اور دوسرے صہر جس سے نکاح حلال کیا۔

٤٧٦٧ — **ترجمہ** : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابو حذیفہ بن عتبہ
ابن ربیعہ بن عبد شمس جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدر میں حاضر ہوئے
تھے، نے سالم کو متبنّٰی بنایا اور اپنی بھتیجی ہند بنت ولید بن عتبہ بن ربیعہ سے اس کا نکاح کر دیا جبکہ وہ ایک

انصاری عورت کا آزاد کردہ غلام تھا جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زید کو متبنیٰ بنایا تھا۔ جاہلیت میں جو کوئی کسی آدمی کو متبنیٰ بناتا۔ لوگ اس کو اس کی نسبت سے بلاتے تھے اور وہ اس کی میراث پاتا تھا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآىِٕهِمْ الآیۃ نازل کی (کہ انہیں ان کے باپوں کے نام سے بلاؤ الخ) پھر ان کو باپوں کے نام سے بلانے لگے۔ اور جس کا باپ معلوم نہ تھا وہ مولیٰ اور دینی بھائی ہوتا۔ سہلہ بنت سہیل ابن عمرو قرشی پھر عامری جو حذیفہ بن عتبہ کی بیوی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم سالم کو اپنا بچہ سمجھتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں جو نازل کیا ہے، وہ آپ جانتے ہیں اور پوری حدیث ذکر کی "

۴۷۶۷ — **شرح** : اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ ابوحذیفہ نے ایک انصاریہ عورت کے آزاد کردہ غلام سالم سے اپنی بھتیجی ہند کا نکاح کیا اور اس میں صرف دینی کفاءت کا اعتبار کیا یہ سالم فضلاء موالی اور خیارِ صحابہ سے شمار ہوتے ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کی بہترین ثناء بیان کرتے ہوئے کہا جبکہ وہ زخمی ہو چکے تھے۔ آج اگر سالم زندہ ہوتا تو میں خلافت کا معاملہ شوریٰ کے سپرد نہ کرتا اور یہ کام سالم کے حوالہ کرتا جس کو وہ اختیار کرتا وہی خلافت کے لئے مناسب ہوتا۔ وہ یمامہ کی جنگ میں ابوحذیفہ کے ساتھ شہید پائے گئے کہ ایک دوسرے کے سر ان کے پاس تھے۔ ان کے حق میں مذکور آیت کریمہ: وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيْلَ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآىِٕهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ وَمَوَالِيْكُمْ " نازل ہوئی۔

یعنی نہ تمہارے لئے پالکوں کو (منہ بولے بیٹے) تمہارا بیٹا بنایا یہ تمہارے اپنے منہ کا کہنا ہے اور اللہ حق فرماتا ہے اور وہی راہ دکھاتا ہے، انہیں ان کے باپ ہی کا کہہ کر پکارو یہ اللہ کے نزدیک زیادہ ٹھیک ہے۔ پھر اگر تمہیں ان کے باپ معلوم نہ ہوں تو دین میں تمہارے بھائی ہیں اور بشریت میں تمہارے چچا زاد۔

بعض مفسرین نے کہا جب زید بن حارثہ نے اپنی بیوی زینب بنت جحش کو طلاق دے دی اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح فرمایا تو یہودیوں اور منافقوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ "محمد" صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کر لیا ہے، حالانکہ ہمیں اس سے منع کرتے ہیں۔ ان کی تردید کے لئے اللہ نے یہ آیت نازل کی۔

قولہ فذکر الحدیث " امام نے پوری حدیث ذکر نہ کرنے کی وجہ نہیں ذکر کی۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: پوری حدیث یہ ہے کہ سہلہ نے کہا: یارسول اللہ! سالم بالغ ہو چکا ہے وہ ہمارے گھر آتا ہے میرے خیال میں ابوحذیفہ اب اس کا گھر آنا پسند نہیں کرتے ہیں اور دل میں کچھ خیال کرتے ہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے

۴۷۶۸ ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى ضُبَاعَةَ بِنْتِ الزُّبَيْرِ فَقَالَ لَهَا لَعَلَّكِ أَرَدْتِ الْحَجَّ قَالَتْ وَاللّٰهِ لَا أَجِدُنِي إِلَّا وَجِعَةً فَقَالَ لَهَا حُجِّي وَاشْتَرِطِي وَقُولِي اللّٰهُمَّ مَحِلِّي حَيْثُ حَبَسْتَنِي وَكَانَتْ تَحْتَ الْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ

نے فرمایا اے سہلہ تم سالم کو اپنا دودھ پلا دو اس سے ابو حذیفہ کے خدشات دُور ہو جائیں گے، چنانچہ سہلہ نے اپنا دودھ دوہ کر سالم کو پلا دیا تو ابو حذیفہ کا وسوسہ جاتا رہا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جمہور علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ مدت رضاع دو سال یا اڑھائی یا تین سال ہے۔ اس مدت میں دودھ محرّم ہوتا ہے۔ نیز مذکور عمر میں دودھ پینے سے لازم آئے گا کہ اجنبی مرد بیگانی عورت کو مس کرے اور یہ حرام ہے اس کا جواب یہ ہے دودھ پینا مس کو مستلزم نہیں ہوسکتا ہے کہ دودھ دوہ کر پلایا ہو نیز ہو سکتا ہے کہ اس واقعہ کے وقت مدت رضاع کی تعیین نہ ہو اس کے بعد مدت مخصوص کر دی ہو جبکہ یہ آیت کریمہ: وَحَمْلُهٗ وَفِصَالُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ،، نازل ہوئی ہو یا یہ سالم کے لئے خصوصیت ہو۔

۴۷۶۸ـــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضباعہ بنت زبیر بن عبد المطلب کے پاس تشریف لے گئے اور اُن سے فرمایا شاید حج کا ارادہ رکھتی ہو اُنھوں نے عرض کیا جی ہاں اللہ کی قسم! میں اپنے آپ کو بیمار پاتی ہوں فرمایا حج کرو اور ساتھ ہی شرط بھی کر لو (کہ اگر میں عاجز ہو گئی تو احرام کھول دوں گی) اور کہو اے اللہ! میرے حلال ہونے کی وہ جگہ ہے جہاں تو مجھے روک دے۔ وہ مقداد بن اسود کی بیوی تھی۔

۴۷۶۸ـــ شرح : ضباعہ مقداد کی بیوی تھی۔ اس جزء میں حدیث کی عنوان سے مطابقت ہے۔ اس کی تقریر یہ ہے کہ مقداد قریش کا حلیف تھا۔ اس کی نسبت اسود بن عبد یغوث کی طرف کی جاتی تھی کیونکہ وہ اسود کا متبنّیٰ تھا اور اُس نے ضباعہ سے نکاح کیا تھا جبکہ وہ ہاشمیہ شریف النسب تھی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دینی کفاءت کافی ہے۔ نسبی کفاءت ضروری نہیں۔ علماء مجتہدین میں اس شرط کے متعلق اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت ابن مسعود، عمار، ابن عباس، سعید بن مسیّب، عطاء، علقمہ اور شریح رضی اللہ عنہم

۴۷۶۹ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ لِأَرْبَعٍ لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَجَمَالِهَا وَلِدِينِهَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّينِ تَرِبَتْ يَدَاكَ

نے اسے جائز کہا ہے۔ امام شافعی بھی یہی کہتے ہیں۔ احمد اور اسحاق کا قول بھی یہی ہے جبکہ ام المومنین عائشہ، عبداللہ بن عمر، امام ابوحنیفہ اور امام مالک کہتے ہیں۔ یہ شرط ممنوع ہے اور اس احرام سے افعالِ حج ادا کرتا رہے حتیٰ کہ حج پورا کرے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس شرط کو نہ مانتے تھے وہ کہتے تھے کیا تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت کافی نہیں؟ جبکہ آپ نے کوئی شرط نہیں لگائی۔ اگر تمہیں کوئی حج سے روک دے تو وہ بیت اللہ کا طواف کرے۔ صفا مروہ کے درمیان سعی اور حلق یا قصر کرے تو اس کے لئے ہر شئی حلال ہو جاتی ہے۔ حتیٰ کہ آئندہ سال حج کرے ہدی دے اگر ہدی نہ ملے تو روزے رکھے۔ ضباعہ بنت زبیر کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاں کسی کو حج سے روک دیا جائے تو وہ اس جگہ حلال ہو جائے اور ہدی نحر کرے،،

۴۷۶۹ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عورت چار خصلتوں کے باعث نکاح کی جاتی ہے۔ مال، نسب، خوبصورتی اور دینداری کے سبب،، تو دیندار عورت سے نکاح کر تیرے دونوں ہاتھ خاک آلود ہیں۔

۴۷۶۹ — شرح: علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ کلمہ دراصل دعاء ہے لیکن عرب اس کو انکار، تعجب، تعظیم اور کسی شئی کی ترغیب دلانے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ یہاں یہی چوتھا معنیٰ مراد ہے کہ دیندار عورت سے نکاح کرو۔ محی السنہ نے کہا عربوں کی زبان پر یہ کلمہ جاری ہوتا ہے۔ جیسے لا اَبَ لَکَ تیرا باپ نہ ہو تیری ماں تجھے گم پائے لیکن اس سے وقوعِ امر مراد نہیں ہوتا۔ بعض علماء نے کہا اس سے وقوعِ مراد ہے جبکہ وہ دین دار عورت کو نظر انداز کر کے مال دار اور خوبصورت وغیرہ کا متلاشی ہو۔ یعنی جو میں نے حکم دیا ہے اگر وہ نہ کرے تو تیرے دونوں ہاتھ خاک آلود ہوں۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ جاہلیت میں لوگ اپنے آباؤ اجداد کے سبب فخر کیا کرتے تھے۔

۴۷۷۰ — حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ حَمْزَةُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَهْلٍ قَالَ مَرَّ رَجُلٌ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا تَقُولُونَ فِي هٰذَا قَالُوا حَرِيٌّ إِنْ خَطَبَ أَنْ يُنْكَحَ وَإِنْ شَفَعَ أَنْ يُشَفَّعَ وَإِنْ قَالَ أَنْ يُسْتَمَعَ قَالَ ثُمَّ سَكَتَ فَمَرَّ رَجُلٌ مِنْ فُقَرَاءِ الْمُسْلِمِينَ فَقَالَ مَا تَقُولُونَ فِي هٰذَا قَالُوا حَرِيٌّ إِنْ خَطَبَ أَنْ لَا يُنْكَحَ وَإِنْ شَفَعَ أَلَّا يُشَفَّعَ وَإِنْ قَالَ أَلَّا يُسْتَمَعَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا خَيْرٌ مِنْ مِلْءِ الْأَرْضِ مِثْلِ هٰذَا

اور اُن کے مناقب اور مفاخر ذکر کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس حکم کو منسوخ فرمایا، ارشاد فرمایا: اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقَاکُمْ، "تم میں اللہ کے نزدیک باعزت وہ ہے جو دیندار اور متقی ہے
ابن بطال مالکی شارح بخاری نے کہا علماء نے اکفاء میں اختلاف کیا ہے کہ وہ کیا ہیں۔ امام مالک رحمہ اللہ نے کہا کفو صرف دین میں ہے۔ اس میں تمام مسلمان ایک دوسرے کے کفو ہیں۔ عربی اور موالی قرشیہ عورت سے نکاح کر سکتے ہیں۔ انہوں نے عمر فاروق، عبداللہ بن مسعود، عمر بن عبدالعزیز اور ابن سیرین رضی اللہ عنہم سے یہ روایت کی ہے اور اس آیت کریمہ: اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقَاکُمْ" سے استدلال کیا ہے۔ نیز انھوں نے سالم کی حدیث سے استدلال کیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عَلَیْکَ بِذَاتِ الدِّیْنِ کہ دین دار عورت سے نکاح کرو۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سلمان فارسی سے اپنی صاحبزادی کا نکاح کرنے کی خواہش کی تھی۔ نیز سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے بنی بیاضہ ابو ہند کو نکاح کر دو!
انھوں نے کہا یا رسول اللہ "صلی اللہ علیہ وسلم"، کیا ہم اپنی لڑکیاں اپنے آزاد کردہ غلاموں سے نکاح کر دیں؟ تو یہ آیت کریمہ: اِنَّا خَلَقْنَاکُمْ مِنْ ذَکَرٍ وَّ اُنْثٰی الآیۃ" ابوداؤد، امام ترمذی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمہارے پاس کوئی شخص شادی کا پیغام لائے جس کے دین اور اخلاق کو تم پسند کرو تو اس کو نکاح کر دو۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ

نے فرمایا قریش ایک دوسرے کے کفو ہیں۔ عربوں میں سے کوئی بھی قریش کا کفو نہیں اور نہ ہی موالی میں سے کوئی عربوں کا کفو ہے۔ نیز انھوں نے کہا جو کوئی مہر ادا کرنے اور نان و نفقہ پر قادر نہ ہو وہ کبھی کفو نہیں بنتا۔ انھوں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث سے استدلال کیا کہ قریش ایک دوسرے کے کفو ہیں، لیکن جولاہے اور حجام وغیرہ ان کے کفو نہیں ہیں۔ واللہ و رسولہ اعلم!

۴۷۷۰ — ترجمہ: سہل بن سعد انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا تو آپ نے فرمایا اس شخص کے بارے میں تم کیا کہتے ہو؟ صحابہ نے عرض کیا یہ شخص اس کے لائق ہے کہ اگر یہ نسبت کرے تو اس کا نکاح کیا جائے گا اور اگر سفارش کرے تو قبول کی جائے گی اگر یہ بات کرے تو اس لائق ہے کہ اس کی بات سنی جائے۔ سہل نے کہا: پھر آپ خاموش ہو گئے۔ اتنے میں فقراء مسلمین سے ایک آدمی گزرا تو آپ نے فرمایا اس کے متعلق تم کیا کہتے ہو۔ صحابہ نے کہا یہ اس کے لائق ہے کہ اگر یہ نسبت کرے تو نکاح نہ کیا جائے اگر سفارش کرے تو قبول نہ کی جائے۔ اگر بات کرے تو سنی نہ جائے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ پہلے شخص جیسے لوگوں سے زمین بھر جانے سے بہتر ہے۔

۴۷۷۱ — شرح: پہلے گزرنے والے شخص کا نام معلوم نہیں؛ البتہ دوسرا آدمی جو فقراءِ مسلمین سے تھا اس کا نام جعیل بن سراقہ بتایا جاتا ہے بعض نے کہا اس کا نام ابو عمر جعال بن سراقہ تھا۔ اس میں اور اقوال بھی ہیں۔ یہ شخص نیک اور صالح تھا لیکن خوبصورت نہیں تھا۔ اس کے منہ پر چیچک کے سیاہ داغ تھے۔ یہ قدیم الاسلام تھا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ احد میں حاضر تھا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلے جیسے مالدار شخص سے روئے زمین بھر جائے تو یہ فقیر مسکین اس سے بہتر ہے

علامہ قسطلانی رحمہ اللہ نے کہا اس سے ہر فقیر مسلمان کی فضیلت لازم نہیں آتی اور یہ واضح ہے ہاں البتہ فقیر مسلمان دیندار مال دار سے بہتر ہے۔ باب کا عنوان بھی یہی ہے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ کہ فقیر غنی سے افضل ہو۔ اس کا جواب یہ ہے کہ غنی اگر کافر ہے تو بات واضح ہے اور اگر مسلمان ہے تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نورِ نبوت سے معلوم کر لیا ہو گا۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ غنی کو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دیکھا اور پہچانا تھا اور اس کی وصف بھی بیان کی تھی کہ اگر وہ نسبت کرے تو نکاح کر دیا جائے گا اگر سفارش کرے تو قبول کی جائے اور اس کی بات سنی جائے گی۔ ایسے اوصاف والا شخص کیسے کافر ہو سکتا ہے۔ لہٰذا وہ مسلمان ہی ہو گا۔ پس علامہ کرمانی کا کلام منظور فیہ ہے۔

بَابُ الْاَكْفَاءِ فِي الْمَالِ وَتَزْوِيْجُ الْمُقِلِّ الْمُثْرِيَةَ

۴۷۷۱ـ حدثنی یَحْیَی بْنُ بُکَیْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنْ عُقَیْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عُرْوَةُ اَنَّهٗ سَاَلَ عَائِشَةَ وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتٰمٰی قَالَتْ یَا ابْنَ اُخْتِیْ هٰذِهِ الْیَتِیْمَةُ تَكُوْنُ فِیْ حَجْرِ وَلِیِّهَا فَیَرْغَبُ فِیْ جَمَالِهَا وَمَالِهَا وَیُرِیْدُ اَنْ یَّنْتَقِصَ صَدَاقَهَا فَنُهُوْا عَنْ نِکَاحِهِنَّ اِلَّا اَنْ یُّقْسِطُوْا فِیْ اِکْمَالِ الصَّدَاقِ وَاُمِرُوْا بِنِکَاحِ مَنْ سِوَاهُنَّ قَالَتْ وَاسْتَفْتَی النَّاسُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ یَسْتَفْتُوْنَکَ فِی النِّسَآءِ اِلٰی وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْکِحُوْهُنَّ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ لَهُمْ اَنَّ الْیَتِیْمَةَ اِذَا کَانَتْ ذَاتَ جَمَالٍ وَّمَالٍ رَغِبُوْا فِیْ نِکَاحِهَا وَنَسَبِهَا فِیْ اِکْمَالِ الصَّدَاقِ وَاِذَا کَانَتْ مَرْغُوْبَةً عَنْهَا فِیْ قِلَّةِ الْمَالِ وَالْجَمَالِ تَرَکُوْهَا وَاَخَذُوْا غَیْرَهَا مِنَ النِّسَآءِ قَالَتْ

باب مال میں کفوٴ ہونا اور مفلس کا مالدار عورت سے نکاح کرنا "

۴۷۷۱ـ ترجمہ : ابن شہاب نے کہا مجھے عروہ نے خبر دی کہ اُنھوں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس آئت کریمہ : وَاِنْ خِفْتُمْ اَنْ لَّا تُقْسِطُوْا فِی الیَتَامٰی کے بارے میں پوچھا تو اُنھوں نے فرمایا اے میرے بھانجے یہ یتیم عورت ہے جو اپنے ولی کی پرورش میں ہوتی تھی وہ اس کی خوبصورتی اور مال میں رغبت کرتا اور اس کی یہ خواہش ہوتی کہ (اس سے نکاح کرلے) اور اس کا مہر کم دے۔ اس لئے انہیں اُن کے ساتھ نکاح کرنے سے منع کیا گیا

فَكَمَا يَتْرُكُونَهَا حِيْنَ يَرْغَبُوْنَ عَنْهَا فَلَيْسَ لَهُمْ أَنْ يَنْكِحُوْهَا إِذَا رَغِبُوْا فِيْهَا إِلَّا أَنْ يُقْسِطُوْا لَهَا وَيُعْطُوْهَا حَقَّهَا الْأَوْفَى مِنَ الصَّدَاقِ

بَابُ مَا يُتَّقَى مِنْ شُؤْمِ الْمَرْأَةِ

قَوْلُهُ تَعَالَى إِنَّ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ وَأَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ

مگر یہ کہ ان کے مہر میں انصاف کریں اور اُن کے سوا اور عورتوں سے نکاح کرنے کا حکم دیا گیا۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اس کے بعد لوگوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فتویٰ پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ: یَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ - أَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ "، تک نازل فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا کہ یتیم عورت جب خوبصورت اور مال دار ہو تو وہ مہر پورا دینے میں اس سے نکاح اور نسب میں رغبت کرتے (اپنی طرف نسبت کرتے) اور جب وہ قلیل مال و جمال کی وجہ سے پسندنہ ہوتی تو اس کو چھوڑ دیتے اور اس کے سوا دوسری عورتیں لیتے (ام المؤمنین نے کہا) جب ان میں رغبت نہیں ہوتی تو انہیں چھوڑ دیتے ہیں تو ان کے لئے یہ جائز نہیں کہ جب ان میں خوبصورتی اور مالداری کے باعث) رغبت کریں تو اُن سے نکاح کریں مگر یہ کہ ان کے لئے انصاف کریں اور انہیں ان کا پورا حق دیں (پورا مہر ادا کریں)۔

۴۷۷۱ شرح: اس حدیث کی باب سے مطابقت اس طرح ہے کہ جو کوئی مالدار یتیم عورت کا ولی ہو تو اس کے لئے جائز ہے کہ اس سے نکاح کرلے جبکہ اس کو پورا مہر ادا کرے (حدیث: ۴۲۶۰ کی شرح دیکھیں)

باب عورت کی نحوست سے پرہیز کرنا

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تمہاری بعض اولاد اور بیویاں تمہارے لئے دشمن ہیں!

شوم یمن کی ضد ہے۔ یہ دراصل شُئم تھا۔ واؤ ہمزہ کا بدل ہے۔ پھر ہمزہ ترک کر دیا گیا اور شُوم ہی پڑھتے ہیں۔ عورت کا مشئوم یعنی منحوس ہونا یہ ہے کہ بچہ نہ پیدا کرے اور عقیمہ رہے۔ جس عورت کا مہر بہت زیادہ ہو اور وہ بد خلق ہو تو وہ بھی منحوس ہوتی ہے۔ آیت کریمہ میں لفظ "مِنْ" تبعیضیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض عورتیں منحوس ہوتی ہیں۔ ساری نہیں۔

۴۷۷۲ — حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حَمْزَةَ وَسَالِمٍ ابْنَيْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الشُّؤْمُ فِي الْمَرْأَةِ وَالدَّارِ وَالْفَرَسِ

۴۷۷۳ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْعَسْقَلَانِيُّ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ ذَكَرُوْا الشُّؤْمَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ كَانَ الشُّؤْمُ فِيْ شَيْءٍ فَفِي الدَّارِ وَالْمَرْأَةِ وَالْفَرَسِ

۴۷۷۴ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنْ كَانَ فِيْ شَيْءٍ فَفِي الْفَرَسِ وَالْمَرْأَةِ وَالْمَسْكَنِ

۴۷۷۲ — ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : نحوست، عورت، مکان اور گھوڑے میں ہوتی ہے

۴۷۷۲ — شرح : مکان کی نحوست یہ ہے کہ وہ تنگ ہو اور اس کا ہمسایہ بُرا ہو۔ گھوڑے کی نحوست یہ ہے کہ وہ جنگ کے قابل نہ ہو اور دوڑ نہ سکے۔ لبا اوقات بہت سُست پڑجائے۔ عورت کی نحوست۔ اس کا بدخلق ہونا بچہ پیدا نہ کرنا اور شوہر کی نافرمانی کرنا (حدیث ۴ کی شرح دیکھیں)

۴۷۷۳ — ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شوم (نحوست) کو ذکر کیا تو آپ نے فرمایا : اگر نحوست کسی شئ میں ہو تو مکان، عورت اور گھوڑے میں ہوتی ہے۔

۴۷۷۴ — ترجمہ : سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کسی شئ میں نحوست ہے تو وہ گھوڑے،

۴۷۷۵ـــ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ عَنْ سُلَیْمَانَ التَّیْمِیِّ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا عُثْمَانَ النَّھْدِیَّ عَنْ اُسَامَۃَ بْنِ زَیْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا تَرَکْتُ بَعْدِیْ فِتْنَۃً اَضَرَّ عَلَی الرِّجَالِ مِنَ النِّسَآءِ

عورت اور مکان میں ہے۔

۴۷۷۳ـــ ۴۷۷۴ـــ شرح : یعنی حدیث کا مفہوم یہ نہیں کہ مذکور تینوں منحوس ہوتے ہیں بلکہ مقصد یہ ہے کہ اگر نحوست ہو تو وہ صرف اِن تین میں ہو سکتی ہے اور وہ بھی تمام میں نہیں بلکہ بعض میں ہوتی ہے۔ احمد، حاکم اور ابن حبّان نے سعد کی مرفوع حدیث ذکر کی کہ نیک عورت، اچھا مکان اور اچھی سواری ان تینوں میں ابن آدم کی نیک بختی ہیں۔ اور ابن آدم کی بدبختی تین چیزوں میں ہے۔ بری عورت، بُرا مکان اور بُری سواری۔ حاکم نے ذکر کیا : تین چیزیں منحوس ہیں۔ عورت جسے دیکھے تو وہ تجھے بُری لگے اور وہ تجھ سے بدزبانی کرے اور سُست گھوڑا اگر تو اسے مارے تو تجھے مشقت کرنی پڑے اگر چھوڑ دے تو ساتھیوں کو نہ پہنچ سکے اور مکان تنگ ہو اس میں نفع کم ہو۔ ان تینوں میں نحوست منحصر نہیں کیونکہ ایک عدد کا ذکر ماسوا کی نفی نہیں کرتا ہے۔ ہو سکتا ہے ان کے علاوہ بھی بعض چیزوں میں نحوست ہو، چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا : اگر نحوست کسی چیز میں ہے تو مکان۔ خادم اور گھوڑے میں ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

علّامہ قسطلانی نے ذکر کیا اگر نحوست کا وجود ہوتا تو اِن تینوں میں ہوتا، لیکن ان میں اس کا وجود نہیں اور مذکور حدیث ارشاد پر محمول ہے۔ اس میں سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بہترین راہنمائی فرمائی ہے کہ اگر مکان میں سکونت کو اچھا نہیں جانتا تو نقلِ مکانی کر لے اور اگر عورت اچھی نہیں سمجھتا اس کے ساتھ معاشرت بے سود جانتا ہے تو اسے طلاق دیدے۔ اگر گھوڑا سست رفتار ہے تو فروخت کر دے اور اپنے سے زیاں کا ازالہ کرے۔

۴۷۷۵ـــ ترجمہ : اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا میں نے اپنے بعد عورتوں سے زیادہ مضر کوئی فتنہ نہیں چھوڑا

۴۷۷۵ـــ شرح : دیگر اشیاء کی نسبت عورتوں کا فتنہ سخت خطرناک ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : زُیِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّھَوَاتِ مِنَ النِّسَآءِ الاٰیۃ، اس

بَابُ الْحُرَّةِ تَحْتَ الْعَبْدِ

۴۷۷۶ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مٰلِكٌ عَنْ

آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے مذکور اشیاء کو شہوات فرمایا، کیونکہ پہلے انہیں مبہم ذکر کیا۔ پھر بیان کیا کہ وہ عورتیں، بیٹے، سونا چاندی اور گھوڑوں کی کثرت ہے۔ معلوم ہوا کہ مذکور اشیاء بعینہا شہوات ہیں گویا کہ کہا گیا شہوات کی محبت لوگوں کے لئے آراستہ کی گئی ہے اور وہ عورتیں ہیں عورتوں سے شہوات کو علیحدہ ذکر کیا، حالانکہ یہ نفس شہوات ہیں گویا کہ کہا گیا یہ اشیاء صرف شہوات اور اُن سے فائدہ اُٹھانے کے لئے پیدا کی گئی ہیں، لیکن مقام کا مقتضیٰ مذمت ہے۔ عارفین کے نزدیک شہوت کا لفظ رذیل ہے اور شہوت سے فائدہ اُٹھانا بہائم اور چوپایوں کا حصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں دوسری اشیاء سے پہلے عورتوں کو ذکر نے میں یہ اشارہ کیا ہے کہ شہوت میں اصل عورتیں ہیں اور ان کا فتنہ بہت سخت ہے انسان عورت کی وجہ سے لڑکے سے محبت کرتا ہے۔ اور جو عورت اس کی عصمت میں ہو اس کے لڑکے سے محبت کرتا ہے۔ اور اپنی مطلقہ یا فوت شدہ بیوی کے لڑکے سے کم محبت کرتا ہے۔

مجاہد نے اس آیت کریمہ: اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ، کی تفسیر میں ذکر کیا کہ یہ مرد کو قطع رحمی اور اللہ کی معصیت پر اُبھارتی ہیں ان کے ہونے ہوئے طاعت نہیں کر سکتا۔ بعض حکماء نے کہا عورتیں شر ہی شر ہیں۔ ان کی زیادہ شر یہ ہے کہ انسان ان سے مستغنی نہیں ہو سکتا۔ یہ کم عقل اور ناقص دین ہونے کے باوجود آدمی کو اس شئے پر آمادہ کرتی ہیں جس میں عقل و دین کا نقص ہو اور وہ دینی امور کی طلب سے غفلت کرنا اور دنیا کی طلب پر مرمٹنا ہے یہ بہت بڑا فساد ہے۔ صدق اللہ و رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم! (قسطلانی)

ایک روایت میں ہے جب اللہ تعالیٰ نے عورت کو پیدا کیا تو شیطان بہت خوش ہوا اور کہنے لگا یہ میری رسی ہے جسے میں اس میں لانا چاہوں گا۔ وہ اس سے بچ نہیں سکے گا۔ حدیث شریف میں ہے: اَلنِّسَاءُ حَبَائِلُ الشَّيْطَانِ، عورتیں شیطان کی رسیاں ہیں۔ ایک روایت میں ہے شرارتی عورتوں سے پناہ چاہو اور نیک عورتوں سے بچتے رہو۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عورتیں ابلیس لعین کا مضبوط ہتھیار ہیں (عینی)

باب ـ آزاد عورت کا غلام سے نکاح کرنا

۴۷۷۶ ـ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: بریرہ میں تین مسئلے ہیں:

رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ
كَانَ فِي بَرِيرَةَ ثَلَاثُ سُنَنٍ عَتَقَتْ فَخُيِّرَتْ وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ وَدَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَبُرْمَةٌ عَلَى النَّارِ فَقُرِّبَ إِلَيْهِ خُبْزٌ وَأُدْمٌ مِنْ أُدْمِ الْبَيْتِ فَقَالَ لَمْ
أَرَ الْبُرْمَةَ فَقِيلَ لَحْمٌ تُصُدِّقَ عَلَى بَرِيرَةَ وَأَنْتَ لَا تَأْكُلُ الصَّدَقَةَ
قَالَ هُوَ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ

وہ آزاد ہوئی تو اس کو اختیار دیا گیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ ولاء اس کے لئے ہے جو آزاد کرے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لائے جبکہ ہنڈی چولہے پر تھی آپ کو روٹی اور گھر کا کوئی سالن پیش کیا گیا۔ آپ نے فرمایا کیا میں نے ہنڈی کو نہیں دیکھا۔ عرض کیا گیا وہ صدقہ کا گوشت ہے جو بریرہ پر صدقہ کیا گیا ہے اور آپ صدقہ نہیں کھاتے ہیں۔ فرمایا وہ گوشت بریرہ کے لئے صدقہ ہے اور ہمارے لئے ہدیہ اور نذرانہ ہے۔

۴۷۷۶ — **شرح** : ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے بریرہ کو آزاد کیا اور فرمایا اس میں تین شرعی اصول ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ وہ آزاد ہوگئی ہے۔ لہٰذا اسے اختیار ہے کہ وہ اپنے شوہر کے نکاح میں رہے یا اس سے علیحدہ ہو جائے۔ شوہر آزاد ہو یا غلام ہو۔ امام ابوحنیفہ، ابویوسف اور محمد رحمہم اللہ تعالیٰ کا یہی مذہب ہے اور یہی مسلک ظاہریوں کا ہے۔ شعبی، نخعی، ثوری، محمد بن سیرین، مجاہد، حماد بن ابی سلیمان، حسن بن مسلم، ابوقلابہ، ایوب سختیانی اور حسن بن صالح کا یہی مختار ہے۔ البتہ عطاء بن رباح، سعید بن مسیب، حسن بصری، ابن ابی لیلیٰ، اوزاعی، زہری اور لیث بن سعد کہتے ہیں اگر شوہر غلام ہو تو اسے اختیار ہے اگر آزاد ہو تو اختیار نہیں۔ امام مالک و شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ کے نزدیک اسے اختیار ہے۔ رہی یہ بات کہ بریرہ کا شوہر مغیث آزاد تھا یا اسی طرح بیہقی نے روایت کی ہے نیز امام طحاوی، مسلم اور ابوداؤد نے ہشام بن عروہ کے ذریعہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ وہ آزاد تھا۔ اسی طرح بیہقی نے روایت کی ہے۔ امام طحاوی مسلم اور ابوداؤد نے ہشام بن عروہ کے ذریعہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ وہ غلام تھا امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب الطلاق میں عکرمہ کے ذریعہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے

بَابُ لَا يَتَزَوَّجُ أَكْثَرَ مِنْ أَرْبَعٍ

لِقَوْلِهِ تَعَالَىٰ مَثْنَىٰ وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ وَقَالَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ يَعْنِي مَثْنَىٰ أَوْ ثُلَاثَ أَوْ رُبَاعَ وَقَوْلُهُ جَلَّ ذِكْرُهُ أُولِي أَجْنِحَةٍ مَثْنَىٰ وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ يَعْنِي مَثْنَىٰ أَوْ ثُلَاثَ أَوْ رُبَاعَ

یہی روایت کی ہے کہ وہ غلام تھا۔ اِن دونوں حدیثوں میں تطبیق اور موافقت اس طرح ہے کہ علماء اصول نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ مغیث دراصل غلام تھا اس کی حریت طاری تھی جبکہ اس کا عکس نہیں ہو سکتا کیونکہ حریت رِق کے بعد آتی ہے عکس نہیں ہوتا۔ معلوم ہوا جب بریرہ کو اختیار دیا گیا تھا۔ اس وقت وہ حر تھا اس سے پہلے غلام تھا تو جن حضرات نے اس کے عبد اور غلام ہونے کی خبر دی ہے وہ اس سے پہلے اس کی حریت کو معلوم نہ کر سکے تھے، لہٰذا مغیث کے عبد اور حر ہونے کی دونوں روائتیں درست ہیں، لیکن آفتابِ رسالت مہتاب نبوت رازدارِ حکمت صلی اللہ علیہ وسلم نے بریرہ کو اس لئے اختیار نہ دیا تھا کہ وہ عبد تھا اور نہ اس لئے کہ وہ حر تھا، بلکہ آپ نے اس کو اختیار صرف اس لئے دیا تھا کہ وہ آزاد ہو گئی تھی، لہٰذا ہر آزاد ہونے والی منکوحہ لونڈی کو اختیار حاصل ہو گیا کہ وہ اپنے شوہر کے نکاح میں رہے یا نہ رہے۔ حضرات فقہاء احناف رحمہم اللہ تعالیٰ نے کہا لونڈی میں قیود کم ہیں اس لئے اس کی عدت دو حیض ہے لیکن اس کے آزاد ہو جانے سے قید میں اضافہ ہو گیا، چنانچہ اس کی عدت تین حیض اور احداد چار ماہ دس دن ہے۔ اس لئے اسے اختیار دیا گیا ہے، چنانچہ بعض آثار میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بریرہ سے کہا کہ اب تو اپنے آپ کی مالک ہو گئی ہے لہٰذا تجھے اختیار ہے کہ شوہر کے نکاح میں رہے یا نہ،، دوسرا حکم یہ ہے کہ ولاء اس کے لئے ہے جو آزاد کرے جن لوگوں نے بریرہ کو فروخت کیا تھا۔ انہوں نے اس کی ولاء پر اصرار کیا تھا کہ بریرہ کی ولاء ان کے لئے ہونی چاہیئے جس کی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے زور سے تردید کی کہ ولاء اس کے لئے ہے جو آزاد کرے تیسرا حکم یہ ہے کہ ملک بدل جانے سے مبدل منہ بدل جاتا ہے یعنی گوشت بریرہ کے لئے صدقہ تھا اس کے مالک ہوا جب نبی کے لئے بطور ہدیہ پیش صدقہ کا اطلاق نہیں ہوتا۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب چار عورتوں سے زیادہ سے نکاح نہ کرے

کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے! دو دو تین تین اور چار چار۔

۴۷۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى قَالَ الْيَتِيْمَةُ تَكُوْنُ عِنْدَ رَجُلٍ وَهُوَ وَلِيُّهَا فَيَتَزَوَّجُهَا عَلٰى مَالِهَا وَيُسِيْءُ صُحْبَتَهَا وَلَا يَعْدِلُ فِيْ مَالِهَا فَلْيَتَزَوَّجْ مَنْ طَابَ لَهٗ مِنَ النِّسَآءِ سِوَاهَا مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۔

حضرت زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ عنہما نے فرمایا دو دو یا تین تین یا چار چار (واؤ بمعنی اَوْ ہے)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد : دو دو تین تین اور چار چار پروں والے فرشتے۔ یعنی دو دو یا تین تین یا چار چار پروں والے"

شرح : مقصد یہ ہے کہ واؤ عاطفہ ہے اس کا عطف عامل مقدر پہ ہے۔ دراصل کلام اس طرح ہے فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ ثُلٰثَ وَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ رُبٰعَ ۔

علامہ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں نخعی اور ابن ابی لیلیٰ سے نقل کیا کہ یہ تفسیر روافض پر بہترین حجت و دلیل ہے وہ نو آزاد عورتوں سے نکاح جائز کہتے ہیں۔ یہ تفسیر امام زین العابدین کی ہے جو اُن کا امام معصوم ہے اور وہ ان کے کلام کو حجت اور دلیل سمجھتے ہیں۔ اُنھوں نے اشارہ کیا کہ آیت کریمہ میں واؤ تقسیم کے لئے ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے پروں کی صفت ذکر کی ہے کہ وہ دو، دو تین تین اور چار چار پر ہیں یعنی ان کے پر دو یا تین یا چار ہیں اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نو بیویوں سے نکاح کرنا آپ کی خصوصیت ہے جیسے مہر کے بغیر نکاح کرنا آپ کی خصوصیت ہے اور آپ کی وفات کے بعد آپ کی بیبیاں کسی اور سے نکاح نہیں کر سکتیں صحیح حدیث میں ہے کہ جب غیلان بن سلمہ مسلمان ہوئے ان کی دس بیویاں تھا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا اُن میں سے چار اختیار کر لو اور باقی کو جدا کر دو! خوارج کہتے ہیں کہ اٹھارہ عورتوں سے نکاح کرنا جائز ہے۔ کیونکہ یہ عدد معدول ہے ثُلاث دراصل ثلثۃ ثلثۃ تھا۔ اس طرح رُباع اربعۃ اربعۃ تھا۔ اس طرح مجموعہ اٹھارہ ہوتا ہے۔ اگر آیت کریمہ سے مراد یہی ہوتی جو روافض اور خوارج کہتے ہیں تو نو اور اٹھارہ کی تصریح کرنی چاہیئے تھی اور مثنیٰ و ثلاث اور رباع

بَابٌ وَاُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِیْ اَرْضَعْنَكُمْ وَيَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ

۴۷۷۸ ـــ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ اَبِيْ بَكْرٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْبَرَتْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عِنْدَهَا وَاَنَّهَا سَمِعَتْ صَوْتَ رَجُلٍ يَسْتَاذِنُ فِيْ بَيْتِ حَفْصَةَ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ هٰذَا رَجُلٌ يُسْتَاذِنُ فِيْ بَيْتِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُرَاهُ فُلَانًا لِعَمِّ حَفْصَةَ مِنَ الرَّضَاعَةِ قَالَتْ عَائِشَةُ لَوْ كَانَ فُلَانٌ حَيًّا لِعَمِّهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ دَخَلَ عَلَيَّ فَقَالَ نَعَمْ اَلرَّضَاعَةُ تُحَرِّمُ مَا تُحَرِّمُ الْوِلَادَةُ

کی حاجت نہ ہوتی ۔

۴۷۷۷ ـــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا اس آیت کریمہ : وَاِنْ خِفْتُمْ اَنْ لَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتَامٰی ، کی تفسیر میں فرمایا کوئی یتیم عورت کسی مرد کے پاس ہوتی ، حالانکہ وہ اس یتیمہ کا ولی ہوتا تھا ۔ تو وہ اس کے مال کے سبب اس سے نکاح کر لیتا اور اس سے موافقت اچھی نہ کرتا اور نہ ہی اس کے مال میں انصاف و برابری کرتا تھا (اس کے متعلق حکم نازل ہوا) کہ وہ اس یتیمہ کے سوا جو عورتیں اچھی لگیں دو دو یا تین تین سے نکاح کرلے ۔

(حدیث ، ۴۲۶۰ جلد : ۹ کی شرح دیکھیں)

باب تمہاری مائیں جنھوں نے تمہیں دودھ پلایا

(تم پر حرام ہیں) جو نسب کی وجہ سے حرام ہے ۔ رضاعت کے سبب بھی وہ حرام ہے ۔

۴۷۷۹ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قِيلَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا تَتَزَوَّجُ ابْنَةَ حَمْزَةَ قَالَ إِنَّهَا ابْنَةُ أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ وَقَالَ بِشْرُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ سَمِعْتُ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ زَيْدٍ مِثْلَهُ ۔

۴۷۷۸ — ترجمہ : عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ محترمہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خبر دی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے پاس تھے کہ اُنھوں نے ایک آدمی کی آواز سنی جو ام المؤمنین حفصہ کے گھر داخل ہونے کی اجازت چاہتا تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اسے فلاں آدمی خیال کرتا ہوں، کیونکہ وہ حفصہ کا رضاعی چچا ہے ۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے رضاعی چچا کے متعلق کہا اگر فلاں آدمی زندہ ہوتا تو وہ میرے گھر داخل ہوتا ؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں ! جس کو نسب حرام کرتا ہے اس کو رضاعت بھی حرام کرتی ہے۔

۴۷۷۸ — تشریح : قولہ لو کان فلاں " ان کا نام معلوم نہیں ۔ بعض نے کہا وہ ابوالقعیس کا بھائی اُفلح تھا ۔ بعض نے کہا یہ وہم ہے کیونکہ ابوالقعیس ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے رضاعی والد ہیں اور افلح اس کا بھائی اور ام المؤمنین کا رضاعی چچا ہے ۔ قولھا لو کان حیًا آہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ فوت ہوگیا تھا، لیکن ہوسکتا ہے کہ وہ اُن دونوں کا تیسرا بھائی ہو ۔ اس مسئلہ میں امت کا اتفاق ہے کہ جسے نسب حرام کرتا ہے ۔ اسے رضاعت بھی حرام کرتی ہے پس جب رضاعت کے باعث ماں حرام ہوگئی تو اس کا شوہر بھی حرام ہو جائے گا، کیونکہ وہ رضاعی والد ہے، کیونکہ دودھ دونوں سے ہے ۔ پھر اس کی اولاد کی طرف حرمت پھیل جائے گی تو رضاعی باپ کا بھائی رضاعی چچا اور رضاعی ماں کا بھائی رضاعی ماموں پھر رضاعی پھوپھیاں، خالیں، چچے، بہنیں اور بھانجیاں سب حرام ہیں جیسے نسب میں حرام ہیں۔

۴۷۷۹ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا آپ حمزہ کی بیٹی سے نکاح نہیں کر لیتے ؟ آپ نے فرمایا وہ تو میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے ۔ بشر بن عمر نے کہا ہم سے شعبہ نے کہا میں نے قتادہ سے سنا اُنھوں نے کہا میں نے جابر بن عبداللہ

۴۷۸۰ — حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ زَيْنَبَ ابْنَةَ أَبِي سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ ابْنَةَ أَبِي سُفْيَانَ أَخْبَرَتْهَا أَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ انْكِحْ أُخْتِي بِنْتَ أَبِي سُفْيَانَ فَقَالَ أَوَ تُحِبِّيْنَ ذٰلِكِ فَقُلْتُ نَعَمْ لَسْتُ لَكَ بِمُخْلِيَةٍ وَأَحَبُّ مَنْ شَارَكَنِي فِي خَيْرٍ أُخْتِي فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ ذٰلِكِ لَا يَحِلُّ لِي قُلْتُ فَإِنَّا نُحَدَّثُ أَنَّكَ تُرِيْدُ

سے اس طرح سُنا۔

۴۷۷۹ — شرح : حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ اپنے چچا حمزہ کی بیٹی سے نکاح فرمالیں۔ ہوسکتا ہے کہ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہو۔ بہرکیف سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حمزہ کی بیٹی میری رضاعی بھتیجی ہے کیونکہ ثُوَیبَہ نے حمزہ کو دودھ پلانے کے بعد سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلایا تھا۔ محمد بن اسحاق نے کہا حمزہ رضی اللہ عنہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے دو سال عمر میں بڑے تھے بعض نے چار سال کہا ہے اور ثُوَیبَہ ابولہب کی لونڈی تھی اس نے اس کو آزاد کر دیا تھا اس کے مسلمان ہونے میں اختلاف ہے۔ ابن مندہ نے اسے صحابہ میں شمار کیا ہے لیکن حافظ ابونعیم نے کہا ابن مندہ کے سوا کسی نے اس کا اسلام ثابت نہیں کیا۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ثویبہ کا احترام فرماتے تھے۔ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے نکاح کے بعد وہ حضور کے پاس آیا کرتی تھی۔ آپ اسے مدینہ منورہ سے صلہ کے طور پر کچھ بھیجا کرتے تھے حتی کہ فتح خیبر کے وہ فوت ہوگئی۔ ام المؤمنین خدیجہ سلام اللہ علیہا ان کا بہت اکرام کرتی تھیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو معلوم نہ تھا کہ حمزہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا رضاعی بھائی ہے اس لئے کہا کہ اُن کی بیٹی سے نکاح کرلیں (عینی)

قولہ قال لبشر،، بخاری نے یہ اس لئے ذکر کیا قتادہ کا سماع جابر بن زید سے ثابت ہوجائے؛ کیونکہ یہ روایت عَنعَنَہ ہے اور وہ مدلس ہے۔

۴۷۸۰ — ترجمہ : زہری نے کہا مجھے عروہ بن زُبیر نے خبر دی کہ ابوسلمہ کی بیٹی زینب نے انہیں خبر دی کہ ام المؤمنین ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا

اَنْ تَنْكِحَ بِنْتَ اَبِي سَلَمَةَ قَالَ بِنْتَ اُمِّ سَلَمَةَ قُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ لَوْ اَنَّهَا
لَمْ تَكُنْ رَبِيبَتِي فِي حَجْرِي مَا حَلَّتْ لِي اِنَّهَا لَابْنَةُ اَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ
اَرْضَعَتْنِي وَاَبَا سَلَمَةَ ثُوَيْبَةُ فَلَا تَعْرِضْنَ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا اَخَوَاتِكُنَّ
قَالَ عُرْوَةُ وَثُوَيْبَةُ مَوْلَاةٌ لِاَبِي لَهَبٍ كَانَ اَبُو لَهَبٍ اَعْتَقَهَا فَاَرْضَعَتِ
النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا مَاتَ اَبُو لَهَبٍ اُرِيَهُ بَعْضُ اَهْلِهِ بِشَرِّ
حِيبَةٍ قَالَ لَهُ مَاذَا لَقِيتَ قَالَ اَبُو لَهَبٍ لَمْ اَلْقَ بَعْدَكُمْ غَيْرَ اَنِّي سُقِيتُ
فِي هٰذِهِ بِعَتَاقَتِي ثُوَيْبَةَ

اُن سے بیان کیا کہ اُنھوں نے کہا یا رسُول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! آپ میری بہن ابوسفیان کی بیٹی سے نکاح کرلیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم یہ چاہتی ہو؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! اب بھی تو میں آپ کی اکیلی بیوی نہیں ہوں۔ میں چاہتی ہوں کہ جو کوئی خیر اور بھلائی میں میرے ساتھ شریک ہو وہ میری بہن ہو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ تو میرے لئے حلال نہیں ہے۔ میں نے کہا ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ آپ ابوسلمہ کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کیا ام سلمہ کی بیٹی زینب سے؟ میں نے کہا: جی ہاں! سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر وہ میری ربیبہ (میری پرورش میں) نہ ہوتی جب بھی میرے لئے حلال نہ تھی! کیونکہ وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے مجھے اور ابوسلمہ کو ثویبہ نے دودھ پلایا ہے۔ مجھ پہ اپنی بیٹیاں اور لڑکیاں پیش نہ کرو۔ عروہ نے کہا ثویبہ ابولہب کی لونڈی ہے اسے ابولہب نے آزاد کردیا تھا۔ اُس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلایا ہے۔ جب ابولہب مرگیا تو وہ اپنے گھر والوں میں سے کسی کو دکھایا گیا کہ اس کا بُرا حال ہے۔ دیکھنے والے نے ابولہب سے کہا آگے جاکر کیا پیش آیا۔ ابولہب نے کہا تمہارے بعد میں نے کچھ نہ پایا صرف ایک بات ہے (کہ میں نے محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت) کی خوشی میں اسے آزاد کر دیا تھا اس کے باعث میں اس انگل سے پانی پلایا جاتا ہوں۔

۴۷۸۰ ـــ شرح: اس حدیث کی مطابقت عنوان کی دوسری شق میں ہے کہ جو نسب کے سبب حرام ہو وہی رضاعت کے سبب حرام ہے۔ ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے اپنی ہمشیرہ

کا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا کہ اس سے آپ نکاح فرمالیں۔ مسلم اور نسائی کی روایت میں اس کا نام عزہ بنت ابی سفیان ذکر کیا ہے جبکہ طبرانی کی روایت میں حمنہ بنت ابی سفیان مذکور ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تعجب ہے کہ تم اپنی سوکن بناتی ہو، حالانکہ طبع انسانی اس میں غیرت کرتی ہے اور عورت نہیں چاہتی کہ اس کی کوئی سوکن ہو۔ ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم پہلے بھی میں تنہا آپ کی بیوی تو نہیں کہ میری سوکن کوئی نہ ہو۔ اور بھی تو میری سوکنیں ہیں لیکن میری خواہش ہے کہ ام المؤمنین کا شرف حاصل کرنے میں میری بہن میری شریک ہو اور اسے بھی یہ بھلائی میسر ہو جائے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین ام حبیبہ رملہ بنت ابی سفیان کی درخواست کو شرف قبولیت سے نہ نوازا کہ وہ میرے لئے حلال نہیں کیونکہ دو بہنیں ایک شخص کے نکاح میں جمع نہیں ہو سکتی ہیں۔ جبکہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو اس حرمت کا علم نہ تھا اور وہ گمان کرتی تھیں کہ شائد آپ کی خصوصیت کے طور پر جمع کرنا جائز ہو کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح کے اکثر احکام امت کے نکاحوں کے احکام کے خلاف ہیں۔ جب ام المؤمنین رملہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا نے ذکر کیا کہ ہمیں اطلاع ملی ہے کہ آپ زینب بنت ابی سلمہ سے نکاح کا ارادہ رکھتے ہیں تو آپ نے فرمایا وہ بھی میرے لئے حلال نہیں اور اس کے حرام کے دو سبب ہیں ایک تو میری ربیبہ ہے کہ ام المؤمنین ام سلمہ کی بیٹی ہے۔ دوسرے وہ میری رضاعی بھتیجی ہے جبکہ مجھے اور اس کے والد ابو سلمہ کو ثویبہ نے دودھ پلایا ہے۔ لہٰذا اپنی بہنیں اور بیٹیاں مجھ پر پیش نہ کرو! اس کے بعد عروہ نے ثویبہ ابولہب بن عبد المطلب کی لونڈی ہے اس نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے وقت ابولہب کو خوشخبری سنائی تو اس نے اس خوشی میں اسے آزاد کر دیا۔ بخاری نے ذکر کیا کہ اس کے اہل خانہ میں سے کسی نے اس کو خواب میں بُری حالت میں دیکھا تو اس سے پوچھا کہ موت کے بعد تیرے ساتھ کیا سلوک ہوا ہے تو اس نے کہا تمہارے بعد میں نے کوئی راحت نہیں پائی اور مرنے کے بعد آلام و مصائب اور عذاب الٰہی میں مبتلا ہے۔

ابولہب کو عذاب میں تخفیف

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے توضیح سے نقل کیا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کبھی کافر کو اس کے نیک اعمال جو مومنوں کی عبادت شمار ہوتے ہیں کا ثواب دیا جاتا ہے جیسے ابو طالب کے عذاب میں تخفیف کی گئی ہے لیکن ابولہب سے تخفیف ابو طالب کی تخفیف کی نسبت بہت ہی کم ہے کیونکہ ابوطالب نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی اور آپ کی دشمنوں سے حفاظت کی تھی اور ابولہب آپ کا سخت دشمن تھا اور آپ سے شدید عداوت رکھتا تھا ابن بطال مالکی نے کہا یہ حدیث کہ اللہ کی رحمت اس کے غضب پر سبقت لے گئی ہے اس کی تاویل میں بعض علماء

بَابُ مَنْ قَالَ لَا رَضَاعَ بَعْدَ حَوْلَيْنِ

لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ وَمَا يُحَرِّمُ مِنْ قَلِيْلِ الرَّضَاعِ وَكَثِيْرِهٖ

نے کہا اللہ کی [illegible] جنت [illegible] کے لئے دوزخ میں رہنے والوں سے منقطع نہیں ، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی قدرت میں یہ داخل ہے کہ وہ دوزخیوں کے لئے ایسا عذاب پیدا کرے کہ آگ کا عذاب ان کے لئے اس عذاب کی نسبت رحمت اور مخفف ہو۔ محققین کا مذہب یہ ہے کہ کافر نے دُنیا میں جو نیکیاں کی ہیں ان کے عوض اُن کو عذاب میں تخفیف نہ ہوگی بلکہ دُنیا میں ان کا بدل دیا جاتا ہے اور دُنیا ان کے لئے آسائش کا مقام بنا دی جاتی ہے۔

قاضی عیاض نے کہا اس بات پر اجماع اور اتفاق ہے کہ کافروں کو ان کے اعمال نفع نہیں دیتے اور نہ ہی اُن پر انہیں انعام ملتا ہے اور نہ ہی عذاب میں تخفیف ہوتی ہے ، لیکن بعض کافروں کو ان کے جرائم کے باعث سخت عذاب دیا جاتا ہے۔ علامہ کرمانی نے کہا کافروں کو نیک اعمال نفع نہیں دیتے ہیں اور خواب کوئی حجت اور دلیل نہیں۔ اگر تسلیم بھی کرلیں تو ہو سکتا ہے کہ نیک عمل جو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق ہو وہ اس عموم سے مخصوص ہو جیسے ابو طالب کو تخفیفِ عذاب سے نفع پہنچتا ہے۔ سہیلی نے ذکر کیا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب ابو لہب مرگیا تو میں نے ایک سال بعد اس کو خواب میں بُری حالت میں دیکھا۔ اُس نے کہا تم سے جُدا ہونے کے بعد میں نے کبھی آرام نہیں پایا۔ سوا اس کے ہر پیر کے روز مجھ سے عذاب میں تخفیف کی جاتی ہے ، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس روز پیدا ہوئے تو ثویبہ نے ابولہب کو خوشخبری دی تھی۔ اسی خوشی میں اُس نے ثویبہ کو آزاد کر دیا تھا۔ اس لئے اس کے عذاب میں تخفیف کی گئی ہے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انہیں ہلکی سی آگ میں رکھا گیا ہے۔ اگر میں نہ ہوتا تو وہ دوزخ کے نچلے طبقہ میں ہوتا ،، اس مسئلہ کی مکمل تقریر حدیث ع۱۲۸۰ ج : ۲ کی شرح دیکھیں وہاں ہم نے یہ مسئلہ بسط کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

باب جس نے کہا دو سال کے بعد رضاعت ثابت نہیں

کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے! جو کوئی رضاعت پوری کرنا چاہے تو اس کی مدت دو سال ہے اور قلیل وکثیر

رضاع حرمت ثابت کرتا ہے۔ اکثر فقہا کا یہی مذہب ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا رضاعت کی مدت تیس ماہ (اڑھائی سال) ہے۔ انھوں نے اس آیت کریمہ : وَ اِنْ اَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ ،، یعنی اگر دونوں اپنی رضامندی اور مشورہ سے دودھ چھڑانا چاہیں سے یہ اس آیت کریمہ : وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ ،، مائیں اپنی اولاد کو پورے دو سال دودھ پلائیں سے ثابت ہوا کہ دو سال کے بعد رضاعت ہے یعنی دو سال کے بعد دودھ چھڑانے میں باہم رضامندی اور مشورہ سے کام لیں فوراً بچے کو دودھ سے علیحدہ کر دینا ممکن نہیں۔ لہٰذا یہ ضروری امر ہے کہ دو سال کے بعد کچھ مدت میں بچہ دودھ پیئے جس میں دودھ کے ساتھ طعام کھانے کا بھی عادی ہو جاتے ، چنانچہ کبھی اس کی غذا دودھ ہو اور کبھی طعام ہو حتیٰ کہ وہ دودھ کو بھول جائے اور عادت بدلنے کی کم از کم مدت چھ ماہ ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ دارقطنی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع حدیث ذکر کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رضاع وہی ہے جو دو سال تک ہو۔ اس کا جواب یہ ہے کہ صحیح یہ ہے کہ یہ حدیث ابن عباس پر موقوف ہے۔ علاوہ ازیں ابن بطال نے کہا یہ حدیث ہیثم سے ابوالولید نے کی ہے اور وہ غیر معروف ہے ابن عدی نے کہا ہیثم بن جمیل نے اس کو ابن عیینہ سے روایت کیا ہے اور وہ ثقات پر غلطی کرتا رہتا ہے (یعنی)

وَمَا يُحَرِّمُ مِنْ قَلِيْلٍ وَّ كَثِيْرِهٖ

اور جو قلیل وکثیر رضاع سے حرمت ثابت کرتا ہے۔ یہ باب کا دوسرا عنوان ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ حرمت میں قلیل رضاع اور کثیر برابر ہیں۔ لہٰذا ایک گھونٹ دودھ پی لینے سے رضاعت ثابت ہو جائے گی حضرت علی المرتضیٰ ، ابن عمر ، ابن عباس ، سعید بن مسیب ، حسن بصری ، عطا ، مکحول ، طاؤس ، اور حکم کا یہی مذہب ہے۔ امام ابوحنیفہ ، ابویوسف ، محمد ، لیث بن سعد ، مالک ، اوزاعی اور سفیان ثوری کا بھی یہی مسلک ہے۔ ان کی حجت اور دلیل اطلاقِ آیت ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کا مشہور مذہب بھی یہی ہے۔ ایک طائفہ نے کہا ایک گھونٹ سے زائد محرّم ہے ، چنانچہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ دس گھونٹ محرّم ہیں۔ اُن سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ پانچ گھونٹ سے رضاعت ثابت ہے۔ مسلم میں ام المؤمنین سے روایت ہے کہ پہلے قرآن میں دس گھونٹ سے حرمت ثابت ہوتی تھی۔ پھر وہ پانچ گھونٹ سے منسوخ ہو گئے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما گئے اور خمس رضعات قرآن میں پڑھے جاتے تھے یہی مذہب امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ہے۔ ابن حزم نے کہا تین گھونٹ پینے سے رضاعت ثابت ہو جاتی ہے۔ اس مسئلہ میں جمہور کا مذہب قوی تر ہے ، کیونکہ عدد میں اخبار واحادیث مختلف ہیں لہٰذا قلیل تر جس پر دودھ کا اطلاق ہوتا ہے وہ لیا جائے اور وہ ایک گھونٹ ہے۔ مسلم کی روایت میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا خمس رضعات کا قول حجت و دلیل نہیں ، کیونکہ قرآن تواتر سے ثابت

۴۷۸۱ ــــ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْاَشْعَثِ عَنْ اَبِيهِ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا رَجُلٌ فَكَاَنَّهُ تَغَيَّرَ وَجْهُهُ كَاَنَّهُ كَرِهَ ذٰلِكَ فَقَالَتْ اِنَّهُ اَخِيْ فَقَالَ انْظُرْنَ مَنْ اِخْوَانُكُنَّ فَاِنَّمَا الرَّضَاعَةُ مِنَ الْمَجَاعَةِ

ہے اسمعیلی صاحب کی حدیث خبرِ واحد ہے۔ راوی نے اس کو بطور قرآن روایت کیا ہے بطریق خبر ذکر نہیں کیا، لہٰذا اس کا قرآن ہونا ثابت نہ ہوگا۔ راوی نے اس کو بطریق خبر ذکر نہیں تاکہ اس مسئلہ میں اس کا قول قبول کیا جاسکے (عینی)

۴۷۸۱ ــــ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے پاس تشریف لائے جبکہ اُن کے پاس ایک آدمی تھا یہ دیکھ کر آپ کا چہرۂ انور متغیر ہوگیا گویا کہ آپ نے اس شخص کی موجودگی کو بُرا جانا ام المؤمنین نے کہا یا رسول اللہ یہ میرا رضاعی بھائی ہے۔ آپ نے فرمایا غور کرو تمہارے بھائی کون ہیں رضاعت بھوک سے ثابت ہوتی ہے

۴۷۸۱ ــــ شرح: یعنی دودھ کا رشتہ اس وقت ثابت ہوتا ہے جو کمسنی میں پیا جائے کیونکہ اس وقت دودھ بچے کا پیٹ بھرتا ہے۔ اس وقت بچہ کمزور ہوتا ہے۔ یہی دودھ اس کی غذا ہوتی ہے اور اس کا گوشت، ہڈیاں اور پوست اس سے پرورش پاتے ہیں۔ الحاصل رضاعت اس وقت معتبر ہے جبکہ وہ بچہ کو طعام سے بے نیاز کردے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث اس پہ شاہد ہے کہ رضاعت وہ ہے جو ہڈی کو مضبوط کرے اور گوشت کو بڑھائے۔ (ابوداؤد) اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ایک دو گھونٹ تو طعام سے بے نیاز نہیں کرتے اور نہ ہی اس سے ہڈیاں مضبوط اور گوشت کا نمو ہوتا ہے۔ لہٰذا ایک دو گھونٹ سے تحریم ثابت نہیں ہونی چاہیئے۔ اس کا جواب یہ ہے۔ اس حدیث سے صراحتًا یہ واضح ہوتا ہے کہ دودھ طفولیت کے زمانہ میں محرم ہوتا ہے۔ بڑا ہوجائے تو کلاں سالی میں دودھ محرم نہیں ہوتا ہے اور ایام طفولیت دو سال ہیں جیسا کہ صریح نص اس پہ دلالت کرتا ہے۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے تعددِ رضاع کی احادیث مضطرب ہیں۔ ان پر عمل نہیں ہوسکتا ہے۔ لہٰذا اس مسئلہ میں نصِ قطعی کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔ اور وہ مطلق ہے اور یہ بات مسلم الثبوت ہے کہ نصِ قطعی پر خبرِ واحد سے زیادتی کرنا اس کو منسوخ کرتی ہے۔ یہ محال اور باطل ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

بَابُ لَبَنِ الْفَحْلِ

۴۷۸۲ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أَفْلَحَ أَخَا أَبِي الْقُعَيْسِ جَاءَ يَسْتَاذِنُ عَلَيْهَا هُوَ عَمُّهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ بَعْدَ أَنْ نَزَلَ الْحِجَابُ فَأَبَيْتُ أَنْ آذَنَ لَهُ فَلَمَّا جَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرْتُهُ بِالَّذِي صَنَعْتُ فَأَمَرَنِي أَنْ آذَنَ لَهُ

باب مرد کا دُودھ

یعنی اگر کوئی بچی کسی عورت کا دودھ پی لے جبکہ اس عورت کا دودھ مرد کی وجہ سے ہے تو کیا اِس مرد اور دودھ پینے والی بچی کے درمیان حرمت ثابت ہوگی اور بچی اس مرد کی بچی ہوگی یا نہ۔ اس مرد کی طرف دودھ کی نسبت مجازی ہے کیونکہ وہ عورت کے دودھ کا سبب ہے۔ اسی لئے اس کو لبنِ فحل کہتے ہیں۔ اس کی تحریم میں علماءِ کرام کے مختلف اقوال ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما ایک روائت کے مطابق ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہی قول ہے۔ یہی مذہب امام اعظم ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور ان کے تلامذہ کا ہے۔ ثوری، اوزاعی اور لیث رحمہم اللہ بھی یہی کہتے ہیں۔ بعض علماء کے نزدیک لبنِ فحل محرّم نہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر ایک روائت کے مطابق ام المؤمنین عائشہ جابر اور صحابہ کی ایک جماعت کا یہی مسلک ہے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا حضرات فقہاکرام ائمہ اور اہلِ فتویٰ سے کسی نے لبنِ فحل کی حرمت کے اسقاط کا قول نہیں کیا۔ داؤد ظاہری بھی ائمہ اربعہ کی موافقت کرتے ہیں۔ لہٰذا ان حضرات ائمہ کرام کے نزدیک شیرخوار بچہ اور مرد کے درمیان رضاعت ثابت ہوجاتی ہے اور وہ اس مرد کا بچہ کہلاتا ہے اور بچے کی اولاد اس مرد کی اولاد ہوگی۔

۴۷۸۲ — ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت ہے کہ ابوالقعیس کا بھائی اَفلح آیا اور ام المؤمنین سے (گھر میں آنے کی) اجازت طلب کی

بَابُ شَهَادَةِ الْمُرْضِعَةِ

۴۷۸۳ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ وَقَدْ سَمِعْتُهُ مِنْ عُقْبَةَ لٰكِنِّي لِحَدِيثِ عُبَيْدٍ أَحْفَظُ قَالَ تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً فَجَاءَتْنَا امْرَأَةٌ سَوْدَاءُ فَقَالَتْ قَدْ أَرْضَعْتُكُمَا فَأَتَيْتُ

جبکہ وہ ام المومنین کا رضاعی چچا تھا۔ یہ پردہ کی آیت کے نزول کے بعد کا واقعہ ہے۔ میں نے انہیں اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے آپ سے وہ واقعہ بیان کیا جو میں نے کیا تھا تو آپ نے مجھے حکم دیا کہ میں انہیں اجازت دے دیا کروں۔ (کیونکہ وہ حقیقی چچا جیسا ہے)

۴۷۸۲ ـ شرح : مذکورہ افلح ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا رضاعی چچا تھا۔ اس لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المومنین کو اجازت دی کہ انہیں گھر آنے کی اجازت دے دیا کریں، کیونکہ وہ بھی حقیقی چچا کی طرح ہے اور ان کے درمیان حرمت ثابت ہے حدیث کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ محرم کے حق میں بھی اجازت لینا ثابت ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ عورت ایسے حال میں بیٹھی ہو کہ محرم کا اسے دیکھنا جائز نہیں۔

قولہ بعد نزول الحجاب ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کسی غیر محرم کو گھر آنے کی اجازت نہیں دے سکتی اور بالاجماع اس پر پردہ کرنا واجب ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ عورتیں باہر جایا کرتی تھیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس وقت پردہ کی آیت نازل نہیں ہوئی تھی اور ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا افلح کو گھر آنے کی اجازت کا واقعہ نزولِ حجاب کے بعد کا ہے۔

باب دودھ پلانے والی عورت کی شہادت

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور طاوس کہتے ہیں دودھ پلانے والی عورت قسم کھا کر شہادت دے کہ اس نے فلاں بچے کو دودھ پلایا ہے تو اس کی شہادت مقبول ہے۔ زہری، اوزاعی، احمد

النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ تَزَوَّجْتُ فُلَانَةَ بِنْتَ فُلَانٍ فَجَاءَتْنَا امْرَأَةٌ سَوْدَاءُ فَقَالَتْ لِي إِنِّي قَدْ أَرْضَعْتُكُمَا وَهِيَ كَاذِبَةٌ فَأَعْرَضَ عَنْهُ فَأَتَيْتُهُ مِنْ قِبَلِ وَجْهِهِ قُلْتُ إِنَّهَا كَاذِبَةٌ قَالَ كَيْفَ بِهَا وَقَدْ زَعَمَتْ أَنَّهَا قَدْ أَرْضَعَتْكُمَا دَعْهَا عَنْكَ وَأَشَارَ إِسْمَاعِيلُ بِإِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطَى يَحْكِي أَيُّوبَ

اور اسحاق بھی یہی کہتے ہیں ۔ اوزاعی سے ایک روایت یہ ہے کہ مُرضِعہ اگر نکاح سے پہلے شہادت دے تو مقبول ہے نکاح کے بعد مقبول نہیں ۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ۔ بہرکیف اس میں ایک عورت کی شہادت قابل قبول نہیں ۔ البتہ دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی قبول کی جائے گی امام ابوحنیفہ اور ان کے ساتھیوں کا یہی مسلک ہے کہ ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت قابل قبول ہے ۔ امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں تنہا دو عورتوں کی گواہی مقبول ہے ۔ بعض نے کہا چار عورتوں سے کم کی شہادت قبول نہیں ۔ امام شافعی کا بھی یہی قول ہے ۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۴۷۸۳ — ترجمہ : عبداللہ بن ابی مُلیکہ نے کہا مجھے عبید بن ابی مریم نے عقبہ بن حارث سے خبر دی ۔ عبداللہ بن ابی ملیکہ نے کہا میں نے یہ حدیث عقبہ سے سُنی ہے لیکن مجھے عبید کی حدیث خوب یاد ہے ۔ عقبہ نے کہا میں نے ایک عورت سے نکاح کیا تو ایک سیاہ فام عورت آئی اور کہا میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے ۔ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا میں نے فلانہ عورت سے نکاح کیا (ام یحیٰی بنت ابی اھاب) تو ایک سیاہ فام عورت نے آکر کہا ہے کہ میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے حالانکہ وہ جھوٹی ہے ۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف سے منہ پھیر لیا ۔ میں نے آپ کے چہرۂ انور کی طرف سے آکر عرض کیا حضور وہ عورت جھوٹی ہے ۔ آپ نے فرمایا اس کو تو کیسے اپنی بیوی بنائے گا حالانکہ سیاہ فام عورت نے کہا ہے کہ اس نے تم دونوں (بیوی خاوند) کو دودھ پلایا ہے اسے چھوڑ دے ۔ اسماعیل نے اپنی دونوں انگلیوں وسطیٰ اور سبابہ سے اشارہ کرکے بتایا کہ ایوب سختیانی نے ان دونوں کے ساتھ زوجین کی طرف اشارہ کیا ۔

۴۷۸۳ — شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے بطریق احتیاط اور تقویٰ فرمایا کہ اسے چھوڑ دے ۔ حدیث ۸۶/ج ۱ کی شرح دیکھیں ۔

بَابُ مَا يَحِلُّ مِنَ النِّسَاءِ وَمَا يَحْرُمُ

وَقَوْلِهِ تَعَالَىٰ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ الْأُخْتِ إِلَى آخِرِ الْآيَتَيْنِ إِلَىٰ قَوْلِهِ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا وَقَالَ أَنَسٌ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ ذَوَاتُ الْأَزْوَاجِ الْحَرَائِرُ حَرَامٌ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ لَا يَرَىٰ بَأْسًا أَنْ يَنْزِعَ الرَّجُلُ جَارِيَتَهُ مِنْ عَبْدِهِ وَقَالَ وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتَّىٰ يُؤْمِنَّ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَا زَادَ عَلَىٰ أَرْبَعٍ فَهُوَ حَرَامٌ كَأُمِّهِ وَابْنَتِهِ وَأُخْتِهِ وَقَالَ لَنَا أَحْمَدُ ابْنُ حَنْبَلٍ

باب جن عورتوں سے نکاح حلال ہے اور جن سے حرام ہے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تم پر تمہاری مائیں، بیٹیاں، بہنیں، پھوپھیاں، خالہ بھتیجیاں، بھانجیاں حرام ہیں،، إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا،، تک۔

یہاں اللہ تعالیٰ نے چودہ عورتوں سے نکاح کی حرمت ذکر کی ہے۔ ان میں سے سات کا تعلق نسب سے اور سات کا تعلق دودھ سے ہے جن سات کا تعلق نسب سے ہے۔ ان میں سے ایک ماں ہے جیسا کہ آیت کریمہ میں مذکور ہے۔ ماں سے مراد والدہ اس کی والدہ اوپر تک تمام نانیاں حرام ہیں یعنی مادری اور پدری دادیاں تمام حرام ہیں۔ دوم صلبی بیٹی ہے یہ نیچے تک بیٹے کی بیٹیوں پھر ان کی بیٹیوں کو شامل ہے۔ سوم حقیقی بہنیں ہیں۔ چہارم پھوپھیاں ہیں اور وہ باپ دادے کی بہنیں ہیں۔ پنجم: خالائیں ہیں وہ ماں کی بہنیں ہیں۔ ششم بھتیجیاں ہیں وہ حقیقی بھائی یا پدری یا مادری بھائی کی بیٹیاں ہیں۔ ہفتم بھانجیاں

ہیں وہ بہنوں کی لڑکیاں ہیں جس بھی جہت سے بہن ہو پھر نیچے تک اولاد در اولاد سب حرام ہیں اور سات عورتیں جن کا تعلق دودھ سے ہے وہ بھی حرام ہیں ان میں ایک مُرضعہ (دودھ پلانے والی عورت) ہے اس کی ماں پھر اس کی ماں اوپر تک سب حرام ہیں۔ دوم رضاعی بہن جس نے اور ایک عورت کا دودھ پیا ہو یہ بیت تمام اقسام کو جامع ہے۔ ؎ از جانب شیردہ ہمہ خویش شوند ۞ واز جانب شیرخوار زوجین وفروع ان کے علاوہ بیوی کی ماں اگرچہ بیوی سے جماع کیا ہو یا نہ کیا ہو اس کی ماں (ساس) حرام ہے نیز ربیبہ بھی حرام ہے۔ وہ بیوی کے پہلے خاوند کی لڑکی ہے یہ اس وقت حرام ہے جبکہ بیوی سے جماع کر لیا ہو اگر بیوی سے صرف نکاح کیا ابھی جماع نہیں کیا تو اس کے پہلے خاوند کی لڑکی جو اس کے پیٹ سے پیدا ہوئی ہو اس سے نکاح حرام نہیں۔ الحاصل ربیبہ کی ماں سے جماع کر لیا ہو تو ربیبہ حرام ہے اگر جماع نہیں کیا تو حلال ہے یعنی اس کی ماں کو قبل دخول طلاق دے کر ربیبہ سے نکاح کر سکتا ہے۔ نیز صلبی بیٹے کی بیوی حرام ہے۔ منہ بولے بیٹے (متبنّٰی) کی بیوی حرام نہیں۔ یعنی اگر صلبی بیٹا اپنی بیوی کو طلاق دیدے یا فوت ہو جائے تو والد بہو سے نکاح نہیں کر سکتا متبنّٰی طلاق دے تو اس کی مطلقہ سے نکاح جائز ہے دو بہنوں کو جو آزاد ہوں یا لونڈیاں کو جمع کرنا حرام ہے اور ایک عقد میں دونوں سے جماع کرنا حرام ہے۔ قَالَ اَنَسٌ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ ذَوَاتُ الْاَزْوَاجِ الْحَرَائِرِ حَرَامٌ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَلَا يَرٰى بَأْسًا اَنْ يَنْزِعَ الرَّجُلُ جَارِيَتَهٗ مِنْ عَبْدِهٖ ،، حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا شوہر والی محصنہ آزاد عورتوں سے نکاح حرام ہے مگر تمہاری لونڈیاں جو تمہاری ملک میں ہوں (حلال ہیں) ہم اس میں کوئی حرج نہیں جانتے کہ اپنی لونڈی اپنے غلام سے چھڑا لے یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اس آیت کریمہ وَالْمُحْصَنَاتِ کی تفسیر میں ذکر کیا کہ محصنات وہ عورتیں ہیں جن کے شوہر موجود ہیں وہ عورتیں حرام ہیں جب تک ان کے خاوند انہیں طلاق نہ دیں اُن سے نکاح حرام ہے۔ اگر وہ طلاق دے دیں اور ان کی عدت پوری ہو جائے تو اُن سے نکاح حلال ہے۔

اس آیت کریمہ کا شانِ نزول یہ ہے کہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ ہم نے غزوۂ اوطاس میں عورتیں قید کیں جن کے خاوند تھے۔ ہم نے اُن سے جماع کرنا مکروہ جانا۔ اس لئے ہم نے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ کی تفسیر یہ کی کہ اس میں کوئی گناہ نہیں جانتے کہ اپنے غلام کو دی ہوئی لونڈی واپس کرے یعنی غلام کو کہے کہ وہ طلاق دیدے پھر اس سے وطی کرے۔ لیکن اکثر علماء کہتے ہیں کہ اِلَّا مَا مَلَكَتْ ،، سے مراد وہ عورتیں ہیں جو ہمارے قبضے میں آ گئی ہیں اور دار حرب میں اُن کے شوہر موجود ہیں۔ یہ عورتیں مسلمان غازیوں کے لئے حلال ہیں اگرچہ ان کے شوہر دار الحرب میں موجود ہوں۔ کیونکہ قیدی عورتوں کے نکاح ختم ہو جاتے ہیں اور وہ مسلمانوں کی لونڈیاں بن جاتی ہیں اُن سے جماع جائز ہے۔

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنِي حَبِيبٌ عَنْ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ حَرُمَ مِنَ النَّسَبِ سَبْعٌ وَمِنَ الصِّهْرِ سَبْعٌ ثُمَّ قَرَأَ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمُ الْآيَةَ وَجَمَعَ عَبْدُ اللهِ ابْنُ جَعْفَرٍ بَيْنَ ابْنَةِ عَلِيٍّ وَامْرَأَةِ عَلِيٍّ وَقَالَ ابْنُ سِيرِينَ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو حتیٰ کہ وہ مشرف بالاسلام ہوں "

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا چار عورتوں سے زیادہ بیویاں حرام ہیں جیسے ماں، بیٹی اور بہن حرام ہیں۔ امام بخاری نے کہا، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے کہا ہمیں یحیٰی بن سعید نے سفیان کے ذریعہ خبر دی کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نسب سے سات عورتیں حرام ہیں (جن کو ہم ذکر کر چکے ہیں) اور سسرال کے ذریعہ سات عورتیں حرام ہیں حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ الایۃ (یہ آیت کریمہ دونوں قسم کی عورتوں کو متضمن ہے) دو بہنوں کو بعد میں اس لئے ذکر کیا کہ یہ مطلقاً دائماً حرام نہیں بلکہ ان کو ایک نکاح میں جمع کرنا حرام ہے۔

عبد اللہ بن جعفر نے حضرت علی کی بیٹی اور ان کی بیوی کو جمع کیا "

یعنی حضرت عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی زینب بنت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت علی کی بیوی لیلیٰ بنت مسعود نہشلی دونوں کو ایک وقت میں اپنی زوجیت میں رکھا۔ ابن سعد نے اپنے اسناد سے ذکر کیا کہ عبد الرحمٰن بن مہران نے کہا عبد اللہ بن جعفر نے زینب بنت علی رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اور اُن کے ساتھ ہی ان کی بیوی لیلیٰ بنت مسعود سے بھی نکاح کیا۔ ابن سعد نے کہا جب سیدہ زینب رضی اللہ عنہا وفات پاگئیں تو اُن کی وفات

لَا بَأْسَ بِهٖ وَكَرِهَهُ الْحَسَنُ مَرَّةً ثُمَّ قَالَ لَا بَأْسَ بِهٖ وَجَمَعَ الْحَسَنُ ابْنُ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ بَيْنَ ابْنَتَيْ عَمٍّ فِيْ لَيْلَةٍ وَكَرِهَهٗ جَابِرُ بْنُ زَيْدٍ لِلْقَطِيْعَةِ وَلَيْسَ فِيْ تَحْرِيْمٍ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اِذَا زَنَا بِاُخْتِ امْرَاَتِهٖ لَمْ تَحْرُمْ عَلَيْهِ امْرَاَتُهٗ وَيُرْوٰى عَنْ يَحْيَى الْكِنْدِيِّ عَنِ الشَّعْبِيِّ وَاَبِيْ جَعْفَرٍ فِيْمَنْ يَلْعَبُ بِالصَّبِيِّ

کے بعد ام کلثوم بنت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا۔ رضی اللہ عنہم (عینی)

ابن سیرین نے کہا اس میں کچھ حرج نہیں۔ حسن بصری نے اسے پہلے مکروہ جانا پھر کہا کچھ حرج نہیں،، یعنی ابن سیرین نے کہا اس طرح کا جمع جائز ہے۔ سفیان اور اہل عراق اس میں کوئی حرج نہیں دیکھتے اہل حجاز بھی یہی کہتے ہیں۔

حسن بن حسن بن علی نے اپنے دو چچا کی دو بیٹیوں کو ایک رات جمع کیا،،

ان میں سے ایک محمد بن علی کی بیٹی اور دوسری عمرو بن علی کی بیٹی تھی،،

جابر بن زید نے اس جمع کو مکروہ سمجھا اُنھوں نے کہا اس میں قطع رحم ہے،،

لیکن یہ حرام نہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ یعنی محرمات کے سوا تمام عورتیں تمہارے لئے حلال ہیں۔ یعنی دو حقیقی بہنوں کو ایک نکاح میں جمع کرنے میں قطع رحم پائی جاتی ہے۔ کیونکہ غالبًا سوکنوں کے درمیان اختلاف ہو جاتا ہے اور اس صورت میں جبکہ وہ چچازاد بہنیں ہوں قطع رحم کا گمان غالب ہے۔ جابر بن زید تابعی ہیں،،

عکرمہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ بیوی کی بہن سے زناء کیا تو بیوی حرام نہ ہوئی،،

کیونکہ یہ دونوں ایک عقد میں جمع نہیں ہیں اور عقد واحد میں جمع کرنا ممنوع و مُحرّم ہے۔

یحییٰ کندی نے شعبی اور ابو جعفر سے روایت کی جس نے

اِنْ اَدْخَلَهٗ فِيْهِ فَلَا يَتَزَوَّجَنَّ اُمَّهٗ وَيَحْيٰى هٰذَا غَيْرُ مَعْرُوْفٍ
لَمْ يُتَابَعْ عَلَيْهِ وَعِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اِذَا زَنَا بِهَا لَا تَحْرُمُ عَلَيْهِ
امْرَاَتُهٗ وَيُذْكَرُ عَنْ اَبِىْ نَصْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ حَرَّمَهٗ وَاَبُوْ نَصْرٍ هٰذَا
لَمْ يُعْرَفْ بِسَمَاعِهٖ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَيُرْوٰى عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ
وَجَابِرِ بْنِ زَيْدٍ وَالْحَسَنِ وَبَعْضِ اَهْلِ الْعِرَاقِ تَحْرُمُ عَلَيْهِ وَقَالَ

بچے سے غلام بازی کی ،، تو وہ اس کی ماں سے نکاح نہیں کرسکتا ہے۔ یہ یحییٰ غیر معروف ہے۔ اس کی متابعت نہیں کی گئی ہے۔ یعنی جب نابالغ بچہ سے لواطت کی تو بچہ کی ماں لوطی پر حرام ہوجاتی ہے۔ یعنی نابالغ بچے سے لواطت کرنے سے حرمت مصاہرہ ثابت ہوجاتی ہے۔ لہٰذا لوطی اس کی ماں اور بہن وغیرہ سے نکاح نہیں کرسکتا۔ ابن بطال رحمہ اللہ نے کہا امام ابوحنیفہ امام مالک اور شافعی اور امام محمد و ابویوسف رضی اللہ عنہم کا مسلک یہ ہے کہ لواطت سے حرمت مصاہرہ ثابت نہیں ہوتی؛ البتہ سفیان ثوری نے کہا اگر بچہ سے غلام بازی کی تو اس کی ماں لوطی پر حرام ہوجاتی ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر اپنی بیوی کے بچے سے یا اس کے باپ سے یا اس کی بہن سے لواطت کی تو اس کی بیوی لوطی پر حرام ہوجائے گی۔ (عینی)

عکرمہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ اگر کسی آدمی نے اپنی بیوی کی ماں سے زناء کیا ،، تو اس کی بیوی حرام نہ ہوگی ،، ابونصر نے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کو حرام کہا ہے، لیکن اس ابونصر کی حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے سماعت معروف نہیں ہے۔ سفیان ثوری نے کہا ایک آدمی نے کہا اس نے اپنی ساس سے جماع کیا ہے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اسے کہا تیری بیوی تیرے لئے حرام ہوگئی ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ نے کہا کہ بخاری نے کہا ابونصر کا ابن عباس سے سماع معروف نہیں، لیکن ابونصر کی ابن عباس سے سماعت کی امام بخاری کو معرفت نہ ہونے کو یہ مستلزم نہیں کہ اُن کے غیر کو بھی معرفت نہیں علاوہ ازیں اثبات نفی سے اولیٰ ہوتا ہے۔

اَبُوْهُرَيْرَةَ لَا تَحْرُمُ عَلَيْهِ حَتّٰى يَلْتَزِقَ بِالْاَرْضِ يَعْنِىْ تُجَامِعُ وَجَوَّزَهُ ابْنُ الْمُسَيَّبِ وَعُرْوَةُ وَالزُّهْرِىُّ وَقَالَ الزُّهْرِىُّ قَالَ عَلِىٌّ لَا تَحْرُمُ

عمران بن حصین، جابر بن زید، حسن بصری اور بعض اہلِ عراق سے مروی ہے کہ اس پر حرام ہو جاتی ہے،،

یعنی عمران، جابر اور حسن بصری کے علاوہ علماءِ عراق ابراہیم نخعی، سفیان ثوری، امام ابوحنیفہ اور ان کے تلامذہ سب نے کہا کہ جو کوئی اپنی ساس سے زناء کرے اس پر اس کی بیوی حرام ہو جاتی ہے۔ عمران بن حصین کا قول عبدالرزاق نے حسن بصری کے طریق سے ذکر کیا کہ جس نے اپنی ساس سے فجور کیا وہ دونوں اس پر حرام ہو جائیں گی اور جابر بن زید اور حسن بصری کا قول ابن ابی شیبہ نے قتادہ کے طریق سے ذکر کیا کہ جابر بن زید اور حسن بصری ساس سے مس کرنے کو مکروہ جانتے تھے یعنی ساس سے جماع کو مکروہ سمجھتے تھے اور بعض اہلِ عراق کے قول کو ابن ابی شیبہ نے جریر، مغیرہ، ابراہیم اور عامر سے ذکر کیا کہ جو کوئی اپنی بیوی کی لڑکی سے جماع کرے وہ دونوں اس پر حرام ہو جاتی ہیں۔ جریر نے حجاج کے ذریعہ ابن ہانی خولانی سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے عورت کی شرمگاہ کی طرف نظر کی اس پر اس عورت کی ماں اور بیٹی حرام ہو جاتی ہیں۔

ابو ہریرہ رضی اللہ نے کہا حرام نہیں ہوتی یہاں تک کہ زمین سے ملا دے یعنی جماع کرے،،

یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جب عورت سے مس کیا یا اس کا بوسہ لیا تو اس کی ماں اور بیٹی حرام نہ ہوگی حتیٰ کہ جماع کرے تو دونوں حرام ہو جائیں گی۔

سعید بن مسیّب، عروہ اور زُہری نے اس کو جائز کہا۔
زہری نے کہا حضرت علی نے کہا حرام نہیں ہوتی۔

یعنی سعید بن مسیّب، عروہ بن زبیر اور محمد بن مسلم زہری نے کہا جس شخص نے کسی عورت سے جماع کیا اس کے لئے اس عورت کی بیٹی سے نکاح جائز ہے۔ بیہقی نے یحییٰ بن ایوب کے طریق سے زہری سے روایت کی کہ اُن سے ایک مرد کے متعلق پوچھا گیا جس نے اپنی ساس سے جماع کیا ہو تو زہری نے کہا

وَهٰذَا مُرْسَلٌ

بَابٌ قَوْلُهٗ وَرَبَآئِبُكُمُ اللَّاتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ اللَّاتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَلدُّخُوْلُ وَالْمَسِيْسُ وَاللِّمَاسُ هُوَ الْجِمَاعُ وَمَنْ قَالَ بَنَاتُ وَلَدِهَا مِنْ بَنَاتِهٖ

حضرت علی رضی اللہ نے فرمایا حرام حلال کو حرام نہیں کرتا ۔

"اور یہ مُرسل ہے"

یعنی جس کی زہری نے روایت کی یہ مُرسل یعنی منقطع ہے ۔ منقطع پر مرسل کا اطلاق کرتے رہتے ہیں ۔ زُہری نے حضرت علی کو نہیں پایا ۔ امام ابو حنیفہ اور اُن کے تلامذہ رضی اللہ عنہم نے کہا اگر ساس کی فرج کے اندرون کو بنظر شہوت دیکھ لیا تو حرمت مصاہرہ ثابت ہوگی اور اس کی بیوی اُس پر حرام ہو جائے گی ۔ جوان آدمی میں شہوت کی حد یہ ہے کہ نظر سے آلہ تناسل منتشر ہو جائے اور اگر پہلے سے منتشر ہے تو اور سیدھا اور لمبا ہو جائے ۔ اگر آدمی بوڑھا ہو تو اس کے دل میں حرکت پیدا ہو اگر سہوًا یا عمدًا یا مجبورًا مس کر دے تو اس کا حکم بھی یہی ہے

صاحب ہدایہ نے کہا اگر اس حالت میں انزال ہو جائے تو حرمت مصاہرہ ثابت نہ ہوگی ۔

باب اور اُن کی بیٹیاں جو تمہاری گود میں ہیں ان بیبیوں سے جن سے تم صحبت کر چکے ہو"

ربائب ربیبہ کی جمع ہے اس کے معنی عورت کی پہلے شوہر سے لڑکی ۔ اس کو ربیبہ اس لئے کہتے ہیں کہ اس کی ماں کا شوہر غالبًا اس کی پرورش کرتا ہے ۔ ربائب اس شرط پر حرام ہیں کہ ان کی ماؤں سے دخول کیا ہو ۔ تمام علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ جب کوئی کسی عورت سے نکاح کرے پھر اسے طلاق دے یا وہ جماع کرنے سے پہلے مرجائے تو وہ اس کی پہلے خاوند سے بیٹی سے نکاح کر سکتا ہے ۔ امام ابوحنیفہ ، امام مالک ، سفیان ثوری اور اوزاعی کا یہی مسلک ہے ۔ امام شافعی اور ان کے تلامذہ بھی یہی کہتے ہیں ۔ آیت کریمہ میں دَخَلْتُمْ بِهِنَّ " سے مراد جماع ہے اور حُجُوْرِكُمْ اتفاقی قید ہے یہ حرمت کی شرط نہیں ۔

فِی التَّحْرِیْمِ لِقَوْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِاُمِّ حَبِیْبَۃَ لَا تَعْرِضْنَ عَلَیَّ بَنَاتِکُنَّ وَلَا اَخَوَاتِکُنَّ وَکَذٰلِکَ حَلَائِلُ وَلَدِ الْاَبْنَاءِ هُنَّ حَلَائِلُ الْاَبْنَاءِ وَهَلْ تُسَمَّی الرَّبِیْبَۃُ وَاِنْ لَمْ تَکُنْ فِیْ حِجْرِهٖ وَدَفَعَ النَّبِیُّ

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا دخول مسیس اور لماس کے معنی جماع ہیں"

یعنی آیت کریمہ میں دخول سے مراد جماع ہے ایسے ہی مس اور لمس ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا یہی مذہب ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا صحیح تر قول بھی یہی ہے۔

جس نے کہا عورت کے لڑکے کی لڑکیاں تحریم میں اس کی لڑکیاں جیسی ہیں اس کی دلیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے ارشاد ہے کہ میرے لئے اپنی بیٹیاں اور بہنیں پیش نہ کرو!"

یعنی عورت کے لڑکے کی لڑکیوں کا تحریم میں وہی حکم ہے جو اس کی اپنی لڑکیوں کا ہے لہٰذا اس کی پوتیاں اور نواسیاں اس تحریم میں داخل ہیں کیونکہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا تھا جبکہ انھوں نے دربار رسالت میں عرض کیا کہ آپ میری بہن سے نکاح فرمالیں۔ میرے رُو برو اپنی بیٹیاں اور بہنیں پیش نہ کرو اس حدیث کا مدلول یہ ہے کہ لفظِ بنات نواسیاں اور پوتیوں کو بھی شامل ہے۔ اگرچہ وہ اس کی حجر یعنی پرورش میں نہ ہوں۔

اسی طرح پوتوں کی بیویاں بیٹوں کی بیویاں جیسی ہیں

یعنی جیسے بیٹے کی بیوی (بہو) سے نکاح حرام ہے پوتے کی بیوی سے بھی نکاح حرام ہے اس میں سب کا اتفاق ہے۔

کیا اگر پرورش میں (گود میں) یا نہ ہو اس کو بھی ربیبہ کہا جائے گا؟

اس میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے جمہور کے نزدیک یہ شرط نہیں اور "حجور"، کو غالب کے

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبِيْبَةً لَهُ إِلَى مَنْ يَكْفُلُهَا وَسَمَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنَ ابْنَتِهِ ابْنًا

۴۷۸۴ـــ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ زَيْنَبَ عَنْ أُمِّ حَبِيْبَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

اعتبار سے ذکر کیا ہے اور جب کلام اغلب اور عادت کے طور پر ذکر کیا جائے تو مفہوم مخالف کا اعتبار نہیں ہوتا۔ لہٰذا مذکورہ لڑکیاں اگرچہ حجور (گود و پرورش) میں نہ ہوں جب بھی ان کی ماؤں سے جماع کیا جائے تو اُن سے نکاح حرام ہے ورنہ نہیں؛ کیونکہ دخول کی قید شرط ہے۔ علماء ظاہر کہتے ہیں کہ حجور شرط ہے لہٰذا اگر گود میں نہ ہو تو حرام نہیں۔

نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی ربیبہ اس کے حوالہ کی جو اِسکی کفالت کرے

یہ اس امر کی دلیل ہے کہ لڑکی اگر گود میں نہ ہو جب بھی حرام ہے اور گود میں ہونا شرط نہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ سید عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو نوافل اشجعی کی کفالت میں کر دیا اور فرمایا تم میرے ظئر ہو (دایہ) وہ زینب کو اپنے ساتھ لے گیا۔ پھر آیا تو آپ نے فرمایا بچی کا حال کیسا ہے۔ اُس نے کہا وہ اپنی رضاعی ماں کے پاس ہے۔ یہ گود میں شرط نہ ہونے کی واضح دلیل ہے۔

نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی صاحبزادی کے بیٹے کو ابن فرمایا

چنانچہ امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے متعلق فرمایا یہ میرا بیٹا سید ہے یہ بھی اس امر کی دلیل ہے کہ تحریم میں اولاد کی لڑکیوں کا وہی حکم ہے جو اپنی بیٹیوں کا حکم ہے۔ واللہ و رسولہ اعلم!

۴۷۸۴ـــ ترجمہ: ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ کو ابو سفیان کی بیٹی میں رغبت ہے؟ آپ نے فرمایا میں کیا کروں؟ (تمہارے اس کلام کا مقصد کیا ہے) میں نے کہا میں آپ کی اکیلی بیوی نہیں ہوں۔ مجھے زیادہ محبوب یہ ہے کہ آپ کی زوجیت میں جو میرا شریک ہو وہ میری بہن ہو۔ آپ نے فرمایا وہ تو میرے لئے حلال نہیں۔ میں نے عرض کیا مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ آپ نے ام سلمہ کی بیٹی

هَلْ لَكَ فِي بِنْتِ أَبِي سُفْيَانَ قَالَ فَأَفْعَلُ مَاذَا قُلْتُ تَنْكِحُ قَالَ أَتُحِبِّينَ قُلْتُ لَسْتُ لَكَ بِمُخْلِيَةٍ وَأَحَبُّ مَنْ شَرِكَنِي فِيكَ أُخْتِي قَالَ إِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِي قُلْتُ بَلَغَنِي أَنَّكَ تَخْطُبُ دُرَّةَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ ابْنَةَ أُمِّ سَلَمَةَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ لَوْ لَمْ تَكُنْ رَبِيبَتِي مَا حَلَّتْ لِي أَرْضَعَتْنِي وَأَبَاهَا ثُوَيْبَةُ فَلَا تَعْرِضْنَ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا أَخَوَاتِكُنَّ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنَا هِشَامٌ دُرَّةُ بِنْتُ أُمِّ سَلَمَةَ

بَابٌ قَوْلُهُ وَأَنْ تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ

۴۷۸۵ ــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُ

کو نکاح کا پیغام بھیجا ہے۔ آپ نے فرمایا ام سلمہ کی بیٹی کو؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! آپ نے فرمایا (وہ میری ربیبہ ہے) اگر وہ میری ربیبہ نہ ہوتی جب بھی میرے لئے حلال نہیں؛ کیونکہ مجھے اور اس کے والد ابو سلمہ کو ثویبہ نے دودھ پلایا ہے۔ میرے روبرو اپنی بیٹیاں اور بہنیں پیش نہ کرو! لیث نے کہا ہمیں ہشام نے خبر دی کہ اس کا نام درہ بنت ابی سلمہ ہے۔

(حدیث: ۴۷۷۹ ـ ۴۷۸۰ کی شرح دیکھیں)

باب اور یہ کہ تم دو بہنوں کو جمع کرو مگر جو گزر چکا

"یعنی ایک عقد میں دو حقیقی بہنوں کو جمع کرنا حرام ہے"

۴۷۸۵ ــ ترجمہ: ابن شہاب سے روایت ہے کہ عروہ بن زبیر نے انہیں خبر دی کہ زینب بنت ابی سلمہ نے ان سے بیان کیا کہ ام حبیبہ نے کہا: میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میری بہن ابو سفیان کی بیٹی سے

أَنَّ زَيْنَبَ ابْنَةَ أَبِي سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ انْكِحْ أُخْتِي بِنْتَ أَبِي سُفْيَانَ قَالَ وَتُحِبِّينَ قَالَتْ نَعَمْ لَسْتُ لَكَ بِمُخْلِيَةٍ وَأَحَبُّ مَنْ شَارَكَنِي فِي خَيْرٍ أُخْتِي فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ ذَلِكَ لَا يَحِلُّ لِي قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَوَاللَّهِ إِنَّا لَنَتَحَدَّثُ أَنَّكَ تُرِيدُ أَنْ تَنْكِحَ دُرَّةَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ بِنْتَ أُمِّ سَلَمَةَ فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَوَاللَّهِ لَوْ لَمْ تَكُنْ فِي حِجْرِي مَا حَلَّتْ لِي إِنَّهَا لَابْنَةُ أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ أَرْضَعَتْنِي وَأَبَا سَلَمَةَ ثُوَيْبَةُ فَلَا تَعْرِضْنَ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا أَخَوَاتِكُنَّ

بَابُ لَا تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ عَلَى عَمَّتِهَا

۴۷۸۶ — حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنَا عَاصِمٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ سَمِعَ جَابِرًا قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُنْكَحَ الْمَرْأَةُ عَلَى عَمَّتِهَا أَوْ خَالَتِهَا وَقَالَ دَاوُدُ وَابْنُ عَوْنٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ

سے نکاح فرمالیں۔ آپ نے فرمایا کیا تم یہ چاہتی ہو؟ میں نے کہا جی ہاں! میں تنہا آپ کی بیوی نہیں ہوں مجھے یہ محبوب ہے کہ جو اس خیر میں میرا شریک ہو وہ میری بہن ہو (اگرچہ میری اور سوکنیں بھی ہیں) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ تو میرے لئے حلال نہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! بخدا ہمیں خبر ملی ہے کہ آپ نے ابوسلمہ کی بیٹی درّہ کو نکاح کا پیغام بھیجا ہے؟ فرمایا ام سلمہ کی بیٹی کو؟ میں نے کہا جی ہاں! آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم! اگر وہ میری گود میں نہ ہوتی جب بھی میرے لئے حلال نہیں وہ تو میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے۔ مجھے اور ابوسلمہ کو ثویبہ نے دودھ پلایا ہے۔ مجھ پر اپنی بیٹیاں اور بہنیں پیش نہ کرو! (حدیث ۴۷۸۰ ج ۷ کی شرح دیکھیں)

۴۷۸۷ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُجْمَعُ بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَعَمَّتِهَا وَلَا بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَخَالَتِهَا

۴۷۸۸ — حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ قَبِيْصَةُ بْنُ ذُؤَيْبٍ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تُنْكَحَ الْمَرْأَةُ عَلٰى عَمَّتِهَا وَالْمَرْأَةُ وَخَالَتُهَا فَنَرٰى خَالَةَ اَبِيْهَا بِتِلْكَ الْمَنْزِلَةِ لِاَنَّ عُرْوَةَ حَدَّثَنِيْ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ حَرِّمُوْا مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ —

باب کسی عورت سے اس کی پھوپھی پر نکاح نہ کیا جائے"

یعنی پھوپھی اور بھتیجی کو ایک عقد میں جمع نہ کیا جائے ایسے خالہ اور بھانجی کو ایک عقد میں جمع نہ کیا جائے۔"

۴۷۸۶ — ترجمہ: جابر رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت سے اس کی پھوپھی پر اور اس کی خالہ پر نکاح کرنے سے منع فرمایا۔ داؤد بن ابی ہند اور عبداللہ بن عون بصری نے شعبی کے ذریعہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

۴۷۸۶ — شرح: یعنی پھوپھی بھتیجی اسی طرح خالہ اور بھانجی کو ایک عقد میں جمع نہیں کر سکتے۔ اس کا ضابطہ یہ ہے کہ اگر دو عورتوں میں سے ہر ایک کو مرد فرض کریں تو ان کا آپس میں جانبین سے نکاح جائز نہ ہو تو ان کو ایک عقد میں جمع کرنا منع ہے۔

بَابُ الشِّغَارِ

۴۷۸۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ

۴۷۸۷۔ ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورت اور اس کی پھوپھی کو ایک عقد میں جمع نہ کیا جائے اور نہ ہی عورت اور اس کی خالہ کو ایک عقد میں جمع کیا۔

۴۷۸۸۔ ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت اور اس کی پھوپھی اور عورت اور اس کی خالہ کو ایک عقد میں جمع کرنے سے منع فرمایا (زہری نے کہا) ہمارا خیال ہے کہ عورت کے والد کی خالہ بھی اس حکم میں ہے۔ کیونکہ عروہ نے مجھے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے خبر دی ہے کہ انھوں نے فرمایا رضاعت سے وہی حرام جانو جو نسب میں حرام ہے۔

۴۷۸۸۔ شرح : صاحب توضیح نے کہا زہری کا یہ استدلال صحیح نہیں کیونکہ انھوں نے نسب سے جو حرام ہیں ان کی تحریم پر استدلال کیا ہے اس کو رضاع سے تشبیہ دینے کی ضرورت نہ تھی۔ اگر یہ تقریر کی جائے کہ اس حکم کی رضاع میں تصریح پائی جاتی ہے نسب میں بھی اس طرح تصریح ہونی چاہیے تو زیادہ موزوں تھا۔

بابُ نکاحِ بدل

لغت میں شِغار بکسر الشین ہے اور عین مخفف بمعنی رفع ہے کہا جاتا ہے۔ "شَغَرَ الْکَلْبُ بِرِجْلِہٖ" کُتّے نے بول کرتے وقت اپنا پاؤں اٹھایا گویا کہ زوجین مہر اٹھا دیتے ہیں۔ شیخ انوار الحق رحمہ اللہ نے کہا شغار شَاغَرَ یُشَاغِرُ شِغَارًا وَّ مُشَاغَرَۃً سے بمعنی خلو ہے کہا جاتا ہے۔ شَغَرَ الْبَلَدُ مِنَ السُّلْطَانِ، جبکہ شہر بادشاہ سے خالی ہو اس عقد کو شغار اس لئے کہتے ہیں کہ یہ مہر سے خالی ہوتا ہے یا اس کی بعض شرطوں سے خالی ہوتا ہے۔ ابو زید نے کہا شَغَرَتِ الْمَرْاَۃُ شُغُوْرًا، جب تو جماع کے وقت عورت کے پاؤں اٹھائے۔ بہر حال شغر رفع اور خلو کے معانی میں استعمال ہوتا ہے۔ شریعت میں شغار کا معنی یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی بیٹی یا بہن کا نکاح دوسرے شخص سے اس تجویز پر کرے کہ وہ اپنی بیٹی یا بہن کا نکاح اس سے کر دے اور ان پر مہر وغیرہ نہ ہو۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا۔ معلوم نہیں یہ تفسیر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے یا ابن عمر کا

عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الشِّغَارِ وَالشِّغَارُ اَنْ يُّزَوِّجَ الرَّجُلُ اِبْنَتَهٗ عَلٰى اَنْ يُّزَوِّجَهُ الْاٰخَرُ اِبْنَتَهٗ لَيْسَ بَيْنَهُمَا صَدَاقٌ

بَابٌ هَلْ لِلْمَرْاَةِ اَنْ تَهَبَ نَفْسَهَا لِاَحَدٍ

۴۷۹۰ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَانَتْ خَوْلَةُ بِنْتُ حَكِيْمٍ مِنَ اللَّاتِيْ وَهَبْنَ اَنْفُسَهُنَّ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ عَائِشَةُ

کلام ہے یا نافع یا امام مالک نے ذکر کی ہے۔ خطیب وغیرہ نے کہا یہ تفسیر امام مالک رضی اللہ عنہ نے کی ہے۔ ابن حجر نے خیال ظاہر کیا کہ یہ تفسیر نافع نے کی ہے۔ ابن حجر نے خیال ظاہر کیا کہ یہ تفسیر نافع نے کی ہے۔ بعض نے کہا یہ حدیث کے متن میں داخل ہے۔ حدیث یہ ہے۔

۴۷۸۹ — ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شغار سے منع فرمایا اور شغار یہ ہے کہ آدمی اپنی بیٹی کا نکاح دوسرے کے ساتھ اس تجویز پہ کرے کہ وہ اپنی بیٹی کا نکاح اس سے کر دے اور دونوں میں مہر نہیں۔

۴۷۸۹ — شرح: صحیح مسلم میں مالک کے طرق کے غیر سے شغار کی تفسیر نافع کا قول قرار دیا ہے۔ ممنوع نکاحِ شغار کی صورت میں علماءِ کرام میں اختلافِ رائے پایا جاتا ہے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس کی تقریر یہ ہے کہ کوئی آدمی اپنی بیٹی یا اپنی وَلِیّہ کا نکاح دُوسرے شخص سے اس شرط پہ کرے کہ وہ اپنی بیٹی یا ولیّہ کا نکاح اس سے کر دے اور ہر ایک عورت کا مقام مخصوص دوسری کا مہر ہو۔ امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ نے وسیط میں ذکر کیا کہ اس کی کامل صورت یہ ہے کہ کوئی کہے میں تجھے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیتا ہوں اور تو مجھے اپنی بیٹی نکاح کر دے اور شرط یہ ہے کہ ہر ایک کا مقام مخصوص دوسری کا مہر ہوگا۔ جب میری بیٹی کا نکاح منعقد ہو گیا تو تیری بیٹی کا بھی نکاح منعقد ہو جائے گا۔

اَمَا تَسْتَحِي الْمَرْأَةُ اَنْ تَهَبَ نَفْسَهَا لِلرَّجُلِ فَلَمَّا نَزَلَتْ تُرْجِي مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ مَا اَرٰى رَبَّكَ اِلَّا يُسَارِعُ فِي هَوَاكَ رَوَاهُ اَبُوْسَعِيْدِ الْمُؤَدِّبُ وَمُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ وَعَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ يَزِيْدُ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ

بَابُ نِكَاحِ الْمُحْرِمِ

نکاح بدل میں احناف کا مسلک "

حنفیہ کہتے ہیں شغار یہ ہے کہ کوئی آدمی کسی اور کو اپنی بیٹی یا بہن اس شرط پر نکاح کر دے کہ وہ اپنی لڑکی یا بہن یا اپنی لونڈی اس سے نکاح کر دے تاکہ دو عقدوں میں سے ہر ایک دوسرے کا عوض ہو یہ عقد صحیح ہے اور مہر مثل واجب ہے۔ اگر دخول سے پہلے طلاق دی تو متعہ واجب ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا شغار کی صورت میں نکاح باطل ہے اور احکام میں نکاح فاسد جیسا ہے۔ امام احمد اور اسحاق اور ابو ثور بھی یہی کہتے ہیں۔ احناف نے مذکورہ حدیث کا جواب یہ دیا کہ یہ کراہت پر محمول ہے یعنی حدیث میں نہی تنزیہہ کے لئے ہے۔

باب کیا عورت اپنے آپ کو کسی کے لئے ہبہ کر سکتی ہے "

یعنی عورت کسی سے کہے میں اپنا آپ تجھے ہبہ کیا اور مرد کہے میں نے قبول کیا اور مہر وغیرہ ذکر نہیں کیا بعض علماء نے کہا اس طرح نکاح نہیں ہوتا۔ شافعی کا مذہب بھی یہی ہے۔ امام ابو حنیفہ اور ان کے تلامذہ کہتے ہیں۔ اس طرح عقد نکاح ہو جاتا ہے اور مہر مثل واجب ہے۔ اسی طرح لفظ صدقہ اور لفظ بیع سے نکاح ثابت ہو جاتا ہے۔ اگرچہ لفظ تزویج یا لفظ نکاح ذکر نہ کرے۔ امام شافعی نے کہا نکاح صرف تزویج اور نکاح سے ہی منعقد ہوتا ہے۔

۴۷۹۰ ــــ ترجمہ : ہشام نے اپنی والد عروہ سے روایت کی کہ خولہ بنت حکیم اُن

۴۷۹۱ــــ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرٌو قَالَ أَخْبَرَنَا جَابِرُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ أَنْبَأَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ تَزَوَّجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ

عورتوں میں سے ہیں جنہوں نے اپنے نفس نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ہبہ کئے تھے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کیا عورت شرم نہیں کرتی کہ اپنا نفس کسی آدمی کو ہبہ کرتی ہے۔ جب یہ آئت کریمہ "تُرْجِيْ مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ" نازل ہوئی تو میں نے عرض کیا: یا رسُولَ اللہ! صلّی اللہ علیہ وسلّم! میں آپ کے خُدا کو نہیں دیکھتی مگر وہ آپ کی خواہش پوری کرنے میں جلدی کرتا ہے۔ اس کو ابو سعید مؤدب محمد بن بشر، عبدہ نے ہشام سے اُنھوں نے اپنے والد سے اُنھوں نے ام المؤمنین سے وائت کی وہ ایک دُوسرے سے حدیث پر کچھ اضافہ ذکر کرتے تھے (حدیث: ۴۴۶۸ جلد: ۶ کی شرح دیکھیں)

باب محُرِم کا نکاح کرنا"

یعنی احرام کی حالت میں نکاح کرنا صحیح ہے یا نہیں۔ بعض علماء نے کہا غالباً امام بخاری رحمہ اللہ جواز کی طرف مائل ہیں؛ کیونکہ اُنھوں نے اس باب میں صرف ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث ذکر کی ہے اور منع کی حدیث ذکر نہیں کی گویا کہ بخاری کے نزدیک منع کی حدیث صحیح نہیں ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ ظاہر یہ ہے کہ امام بخاری کا مذہب یہی ہے کہ محرم کا نکاح کرنا جائز ہے جواز کی حدیث یہ ہے۔

۴۷۹۱ــــ ترجمہ: جابر بن زید نے کہا ہمیں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے نکاح کیا جبکہ آپ مُحرِم تھے۔

۴۷۹۱ــــ شرح: امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے جوازِ نکاح کے لئے اس حدیث سے استدلال کیا ہے اور اصحابِ شافعیہ نے اس کا جواب دیا کہ ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے نکاح کیا اس حال میں کہ آپ حلال تھے یعنی مُحرِم نہیں تھے۔ وہ اپنے قصّہ کو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے زیادہ جانتی ہیں۔ دُوسرا جواب یہ ہے کہ مُحرِم سے مراد یہ ہے کہ آپ حرم میں داخل تھے جو کوئی حرم میں

داخل ہوا سے مُحرِم کہتے ہیں، چنانچہ ایک شاعر کہتا ہے: قَتَلُوْا ابْنَ عَفَّانَ الْخَلِیْفَۃَ مُحْرِمًا، یعنی اُنھوں نے حضرت عثمان بن عفان خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ منورہ کے حرم میں قتل کیا۔

تیسرا جواب یہ ہے کہ اس واقعہ میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل آپ کے قول کے متعارض ہے چنانچہ ارشاد ہے: لَا یَنْکِحُ الْمُحْرِمُ " محرم نکاح نہ کرے اور قول وفعل میں تعارض کے وقت قول کو ترجیح ہوتی ہے۔ چوتھا جواب یہ ہے کہ یہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات سے ہے۔ احناف چاروں جوابات کو اس طرح مسترد کرتے ہیں کہ ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا کی روایت کو ابن عباس کی روایت پر ترجیح نہیں اور ان کی ابن عباس کو غلطیت مسلم نہیں میمونہ رضی اللہ عنہا اس واقعہ میں اور نہ کسی اور واقعہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کا مقابلہ نہیں کر سکتی ہیں کیونکہ احرام کی حالت میں نکاح کی روایت کثیر صحابہ کرام سے منقول ہے؛ چنانچہ عبداللہ بن مسعود، انس بن مالک، ابوہریرہ، ام المؤمنین عائشہ اور معاذ رضی اللہ عنہم جو اکابر صحابہ کرام ہیں نے یہ روایت ذکر کی ہے۔ ابن ابی شیبہ نے وکیع جریر بن حازم اعمش ابراہیم کے ذریعہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی، اَنَّہٗ لَمْ یَرَ بِتَزْوِیْجِ الْمُحْرِمِ بَاْسًا " یعنی ابن مسعود محرم کے نکاح کرنے میں حرج نہ جانتے تھے۔

نیز امام طحاوی نے صحیح اسناد سے ذکر کیا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ محرم کے نکاح کرنے میں حرج نہ جانتے تھے۔ امام طحاوی نے اپنے اسناد سے حضرت انس رضی اللہ عنہ کا قول ذکر کیا کہ عبداللہ بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے انس بن مالک سے مُحرِم کے نکاح کے متعلق پوچھا تو اُنھوں نے کہا اس میں کچھ حرج نہیں یہ خرید و فروخت کی طرح تو ہے۔ امام طحاوی کا یہ اسناد بالاتفاق صحیح ہے۔ امام طحاوی نے صحیح متصل اسناد کے ساتھ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث ذکر کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا حالانکہ آپ محرم تھے۔ نیز امام بیہقی نے بھی مُعلّٰی بن اسد کے ذریعہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔

شافعیہ کا دوسرا جواب کہ محرم سے مراد یہ ہے کہ حرم میں داخل ہے یہ بھی کمزور ہے کیونکہ جوہری نے کہا مُحرِم کے معنی ہیں حرم کے مہینہ میں داخل ہونے والا اور مذکور شعر میں بھی یہی معنی مراد ہے یعنی اُنھوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو حرم کے مہینہ میں قتل کیا اور بخاری کے یہ الفاظ کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے میمونہ سے نکاح کیا جبکہ آپ مُحرِم تھے اور اُن سے خلوت کی حالانکہ آپ حلال تھے مذکور تفسیر کے مخالف ہے اور اس تفسیر کو مسترد کرتا ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ پر تعجب ہے کہ حدیث میں اس معنی سے راضی ہو کر اسے جواب میں ذکر کرتے ہیں شافعیہ کا تیسرا جواب قول وفعل میں تعارض ہو تو قول راجح ہوتا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ اصولیوں کے نزدیک یہ حکم مختلف فیہ ہے۔ اس کے باوجود سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرات صحابہ عظام رضی اللہ عنہم

بَابُ نَهْيِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نِكَاحِ الْمُتْعَةِ اٰخِيْرًا

۴۷۹۲ـ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ الزُّهْرِيَّ يَقُوْلُ اَخْبَرَنِي الْحَسَنُ ابْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ وَاَخُوْهُ عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِمَا اَنَّ عَلِيًّا قَالَ لِابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُتْعَةِ وَعَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاَهْلِيَّةِ زَمَنَ خَيْبَرَ

کے فتاوی اس قول کے خلاف ہیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ قول منسوخ ہے۔ شافعیہ کا چوتھا جواب کہ یہ آپ کے خصوصیات سے ہے بھی ناقابلِ التفات ہے کیونکہ خصوصیت کا دعویٰ محتاج دلیل ہے۔ کسی نے اس کی تصریح نہیں کی۔ اور جہاں سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلّم کی خصوصیات مذکور ہیں۔ ان میں اس کا قطعًا ذکر نہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ مسلم میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ مُحرم نہ نکاح کرے اور نہ اس کا نکاح کیا جائے اور نہ ہی نکاح کا پیغام دیا جائے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث کے اسناد میں نُبَیۂ بن واھب ہے۔ وہ وثوق اور علم میں عمرو بن دینار، جابر بن زید کے مرتبہ میں نہیں ہے۔ ابن عربی نے کہا امام بخاری نے حضرت عثمان کی حدیث کو ضعیف کہا ہے۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کو صحیح کہا ہے۔ طبری کا کہنا کہ صواب یہ ہے کہ ہمارے نزدیک محرم کا نکاح فاسد ہے۔ اس کی دلیل حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے، بھی صحیح نہیں کیونکہ جب شجرہ ہی ضعیف ہے تو ثمرہ کیسے قوی ہوگا۔ ہاں ہم یہ کہتے ہیں کہ لَا یَنْکِحُ الْمُحْرِمُ کے معنی یہ ہیں کہ مُحرم جماع نہ کرے پس اس حدیث میں نکاح وطئ پر محمول ہے یا اس میں نہی تنزیہہ کے لئے ہے کیونکہ یہ رفث میں وقوع کا سبب ہے۔ (حدیث ۱۸۲۰ ج ۳ کی شرح بھی دیکھیں)

باب سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے آخر میں نکاحِ متعہ سے منع فرمایا"

" آخرًا "، سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ پہلے مباح تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا متعہ منسوخ

۴۷۹۳ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ سُئِلَ عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ فَرَخَّصَ فَقَالَ لَهُ مَوْلًى لَهُ إِنَّمَا ذَالِكَ فِي الْحَالِ الشَّدِيدِ وَفِي النِّسَاءِ قِلَّةٌ أَوْ نَحْوَهُ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَعَمْ

۴۷۹۴ ـ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ عَمْرٌو عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ وَسَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ كُنَّا فِي جَيْشٍ فَأَتَانَا رَسُولُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَدْ أُذِنَ

ہے۔ احادیث نبویہ سے واضح ہوتا ہے کہ متعہ اباحت کے بعد ممنوع ہو چکا ہے۔

۴۷۹۲ ـ ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا (جبکہ ابن عباس نے کہا متعہ میں کچھ حرج نہیں) کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح خیبر کے وقت متعہ، اہلی گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا ہے۔

۴۷۹۳ ـ ترجمہ: ابو جمرہ نے کہا میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا جبکہ ان سے عورتوں سے متعہ کرنے کے متعلق پوچھا گیا کہ متعہ میں رخصت ہے۔ اُن کے آزاد کردہ غلام عکرمہ نے کہا یہ اس وقت رخصت تھی جبکہ جہاد کے وقت سخت تنگی تھی اور عورتیں کم تھیں یا اس قسم کی کوئی وجہ تھی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہاں درست ہے۔

۴۷۹۲ ـ ۴۷۹۳ ـ شرح: بعض علماء نے کہا ابن عباس کا مذہب ہے کہ متعہ جائز ہے؛ لیکن یہ بات عجیب سی معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ عکرمہ کا قول قبول کرنے اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما کے منع کرنے کے باوجود ابن عباس کا یہ مذہب ہو؛ حالانکہ علامہ عینی نے مازری سے نقل کیا ہے کہ متعہ کی ممانعت پر امت کا اجماع ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے پہلے اس کی اباحت کا فتویٰ دیا پھر اس سے رجوع کر لیا اور متعہ کی تحریم کا فتویٰ جاری کیا (اس مسئلہ کی پوری تحقیق حدیث عنہ ۳۹۴ ج ۶ کی شرح میں دیکھیں)

۴۷۹۴ ـ ترجمہ: جابر بن عبد اللہ اور سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہم نے کہا ہم ایک لشکر میں تھے

لَكُمْ أَنْ تَسْتَمْتِعُوا فَاسْتَمْتِعُوا وَقَالَ ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ حَدَّثَنِي إِيَاسُ بْنُ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّمَا رَجُلٍ وَامْرَأَةٍ تَوَافَقَا فَعِشْرَةُ مَا بَيْنَهُمَا ثَلَاثُ لَيَالٍ فَإِنْ أَحَبَّا أَنْ يَتَزَايَدَا أَوْ يَتَتَارَكَا تَتَارَكَا فَمَا أَدْرِي أَشَيْءٌ كَانَ لَنَا خَاصَّةً أَمْ لِلنَّاسِ عَامَّةً قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ وَبَيَّنَهُ عَلِيٌّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ مَنْسُوخٌ

تو جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا قاصد ہمارے پاس آیا اور کہا تمہارے لئے اجازت ہے کہ عورتوں سے متعہ کرلو پس تم متعہ کرو ،، ابن ابی ذئب نے کہا مجھے ایاس بن سلمہ بن اکوع نے اپنے والد سے خبر دی کہ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جو کوئی مرد و زن آپس میں (نکاح) موافق ہوجائیں۔ (مدت ذکر نہ کریں) تو اُن میں معاشرت تین راتیں ہے (تین دن متعہ کریں) اور اگر تین دن سے زیادہ کرنا چاہیں۔ تو زیادہ کرلیں یا اگر ترک کرنا چاہیں تو ترک کردیں۔ معلوم نہیں یہ شئ ہمارے لئے خاص ہے یا عام لوگوں کے لئے ہے۔ ابو عبداللہ بخاری نے کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے بیان کیا کہ متعہ منسوخ ہے۔

۴۷۹۳

شرح : علامہ عینی رحمہ اللہ نے کہا حدیث میں متعہ سے نہی نہیں ہے حالانکہ ترجمہ میں متعہ سے نہی ہے۔ لہٰذا حدیث عنوان کے موافق نہیں۔ اس کی اچھی توجیہہ یہ ہے کہ جابر کی حدیث میں جو مسلم میں مذکور ہے اس کے آخر میں یہ ہے۔ سلمہ بن اکوع نے کہا مجھے معلوم نہیں کہ متعہ کا جواز صرف صحابہ کے ساتھ خاص تھا یا ساری امّت کے لئے ہے۔

ابوذر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں تصریح ہے کہ یہ صرف صحابہ کرام سے مختص ہے ؛ چنانچہ بیہقی نے ذکر کیا کہ تین دن کے لئے عورتوں سے متعہ کرنا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مخصوص تھا۔ پھر سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس سے منع فرمایا۔

شیخ عبدالرزاق رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دوسرے طریق سے روایت کی کہ متعہ کا ناسخ طلاق، عدت اور میراث ہے۔ یعنی اگر متعہ جائز ہوتا تو طلاق کا وجود نہ ہوتا اور نہ ہی وراثت ہوتی ،، واللہ ورسولہ اعلم !

بَابُ عَرْضِ الْمَرْأَةِ نَفْسَهَا عَلَى الرَّجُلِ الصَّالِحِ

۴۷۹۴ ـــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا مَرْحُوْمٌ قَالَ سَمِعْتُ ثَابِتَ الْبُنَانِيَّ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ اَنَسٍ وَعِنْدَهُ اِبْنَةٌ لَهُ قَالَ اَنَسٌ جَاءَتِ امْرَأَةٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعْرِضُ عَلَيْهِ نَفْسَهَا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللهِ اَلَكَ بِيْ حَاجَةٌ فَقَالَتْ بِنْتُ اَنَسٍ مَا اَقَلَّ حَيَاءَهَا وَا سَوْءَتَاهُ وَاسَوْءَتَاهُ قَالَ هِيَ خَيْرٌ مِّنْكِ رَغِبَتْ فِي النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَرَضَتْ عَلَيْهِ نَفْسَهَا ـــ

باب عورت کا نیک مرد پر (نکاح کے لئے) اپنے آپ کو پیش کرنا "

یعنی اس باب میں عورت کا نیک مرد پر (نکاح کے لئے) اپنے آپ کو پیش کرنے کے جواز کا بیان ہے جبکہ اس کی صلاحیت میں رغبت کرے، لیکن باب کی حدیث میں عورت کا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کی درخواست کا مذکور ہے۔ اس پر امام بخاری نے نیک مرد کو قیاس کیا ہے؟ حالانکہ قرآن کریم کے صریح منطوق سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ جواز سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص ہے اور قیاس میں یہ شرط ہے کہ مقیس علیہ مخصوص نہیں ہونا چاہیئے لہٰذا یہ قیاس کیسے صحیح ہوگا۔

۴۷۹۴ ـــ ترجمہ: ثابت بنانی نے کہا میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس تھا جبکہ اُن کے پاس اُن کی صاحبزادی بھی تھی۔ حضرت انس نے کہا ایک عورت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اس حال میں اپنے آپ کو آپ پر (نکاح کے لئے) پیش کرتی تھی۔ اُس نے کہا یا رسول اللہ "صلی اللہ علیہ وسلم"، آپ کو میری حاجت ہے؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی نے کہا اس عورت میں بہت کم حیاء ہے۔ وائے رسوائی، وائے رسوائی " حضرت انس رضی اللہ عنہ

۴۷۹۵ — حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِیْ مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْغَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْحَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ اَنَّ امْرَاَۃً عَرَضَتْ نَفْسَهَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ زَوِّجْنِيْهَا فَقَالَ مَا عِنْدَكَ قَالَ مَا عِنْدِيْ شَيْءٌ قَالَ اِذْهَبْ فَالْتَمِسْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيْدٍ فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لَا وَاللّٰهِ مَا وَجَدْتُ شَيْئًا وَلَا خَاتِمًا مِنْ حَدِيْدٍ وَلٰكِنْ هٰذَا اِزَارِیْ وَلَهَا نِصْفُهٗ قَالَ سَهْلٌ وَمَا لَهٗ رِدَاءٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا تَصْنَعُ بِاِزَارِكَ اِنْ لَبِسْتَهٗ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا مِنْهُ شَيْءٌ وَاِنْ لَبِسَتْهُ

نے کہا یہ عورت تجھ سے بہتر ہے کہ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں رغبت کی ہے اور آپ سے نکاح کی درخواست کی ہے۔

۴۷۹۴ — شرح: اس عورت کا نام معلوم نہیں۔ البتہ سہل بن سعد کی حدیث میں جس عورت کا ذکر ہے کہ اُس نے سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کی درخواست کی تھی اس کا نام لیلی بنت قیس بن خطیم ہے۔

قولہ وَاسَوْاَتَاہ "، یہ واوَ نداء کے لئے ہے لیکن یہ واوَ ندبہ کے ساتھ مختص ہے۔ اس میں الف ندبہ کے لئے ہے اور ہاء سکتہ کی ہے جیسے وازیداہ کہا جاتا ہے ہائے زید۔ اور سَوْءَۃ بفتح السین وسکون الواؤ ہے۔ اس کے بعد ہمزہ ہے یہ فاحش اور رُسوا کن فعل ہے۔ اس کا فرج (شرمگاہ) پر بھی اطلاق ہوتا ہے۔ پہلا فاحش مراد ہے۔

قولہ ھِیَ خَیْرٌ مِّنْکِ "، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ نیک مرد سے عورت کا نکاح کرنے کی درخواست کرنا جائز ہے جبکہ اس کی صلاحیت علم وفضل اور شرافت وبزرگی میں رغبت کرے اس میں کچھ عار نہیں بلکہ اس میں عورت کی فضیلت واضح ہوتی ہے کہ اُس نے اعلیٰ خصائل پر مشتمل بزرگ سے نکاح کی درخواست کی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی نے اس دقیقہ اور مخفی راز کی طرف توجہ نہ کی اور ظاہری صورت کو دیکھ کر کہا کہ یہ عورت کس قدر بے حیاء ہے لیکن اگر کوئی عورت دُنیاوی غرض کے باعث کسی سے نکاح کے لئے

لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ مِنْهُ شَيْءٌ فَجَلَسَ الرَّجُلُ حَتّٰى إِذَا طَالَ مَجْلِسُهُ قَامَ فَرَآهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَاهُ أَوْ دُعِيَ لَهُ فَقَالَ لَهُ مَاذَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ فَقَالَ مَعِي سُورَةُ كَذَا وَسُورَةُ كَذَا لِسُوَرٍ يُعَدِّدُهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْلَكْنَاكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ

بَابُ عَرْضِ الْإِنْسَانِ ابْنَتَهُ أَوْ أُخْتَهُ عَلٰى أَهْلِ الْخَيْرِ

۴۷۹۵ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ

کہے تو یہ شدید بے حیائی اور رسوا کن بات ہے۔

۴۷۹۵ — ترجمہ: سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کی درخواست کی تو ایک شخص نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھ سے اس کا نکاح کر دیں۔ آپ نے فرمایا تمہارے پاس کیا ہے؟ (یعنی مہر ہے) اس نے کہا میرے پاس کچھ نہیں فرمایا جاؤ تلاش کرو اگرچہ لوہے کی انگوٹھی مل جائے وہ گیا پھر واپس آیا اور کہا بخدا! مجھے کچھ نہیں ملا اور نہ ہی لوہے کی انگوٹھی ملی ہے لیکن یہ میرا تہبند ہے آدھا اسے دے دیں سہل نے کہا اس کے پاس چادر نہ تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو تہبند کو کیا کرے گا اگر تو نے اسے پہنا تو اس پر اس سے کچھ نہ ہوگا اور اگر اس نے پہن لیا تو تم پر اس سے کچھ نہ ہوگا (یہ سن کر) وہ آدمی بیٹھ گیا حتی کہ بہت دیر بیٹھا رہا۔ پھر وہ اٹھا تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیکھ لیا اور اس کو بلایا یا اس کو بلایا گیا (وہ آیا) تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا تیرے پاس کچھ قرآن ہے؟ (کس قدر قرآن تجھے یاد ہے) اس نے کہا مجھے فلاں فلاں سورت یاد ہے۔ وہ سورتیں شمار کر رہا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم نے تجھے اس کا مالک بنا دیا اس کے سبب جو تجھے قرآن یاد ہے (اس کو قرآن کی تعلیم دو)

(حدیث ۴۷۰۶ کی شرح دیکھیں)

أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ يُحَدِّثُ أَنَّ عُمَرَ
ابْنَ الْخَطَّابِ حِينَ تَأَيَّمَتْ حَفْصَةُ بِنْتُ عُمَرَ مِنْ خُنَيْسِ بْنِ حُذَافَةَ
السَّهْمِيِّ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُوُفِّيَ بِالْمَدِينَةِ
فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَتَيْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَفْصَةَ
فَقَالَ سَأَنْظُرُ فِي أَمْرِي فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ ثُمَّ لَقِيَنِي فَقَالَ قَدْ بَدَا لِي
أَنْ لَا أَتَزَوَّجَ يَوْمِي هٰذَا فَقَالَ عُمَرُ فَلَقِيتُ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ فَقُلْتُ إِنْ
شِئْتَ زَوَّجْتُكَ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ فَصَمَتَ أَبُو بَكْرٍ فَلَمْ يَرْجِعْ
إِلَيَّ شَيْئًا وَكُنْتُ أَوْجَدَ عَلَيْهِ مِنِّي عَلَى عُثْمَانَ فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ ثُمَّ خَطَبَهَا
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْكَحْتُهَا إِيَّاهُ فَلَقِيَنِي أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ
لَعَلَّكَ وَجَدْتَ عَلَيَّ حِينَ عَرَضْتَ عَلَيَّ حَفْصَةَ فَلَمْ أَرْجِعْ
إِلَيْكَ شَيْئًا قَالَ عُمَرُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ أَبُو بَكْرٍ فَإِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أَرْجِعَ
إِلَيْكَ فِيمَا عَرَضْتَ عَلَيَّ إِلَّا أَنِّي كُنْتُ قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ

باب ــ کسی انسان کا اہلِ خیر پہ اپنی بیٹی یا بہن پیش کرنا جائز ہے

۴۷۹۶ ــ ترجمہ : ابن شہاب زُہری نے کہا مجھے سالم بن عبد اللہ نے خبر دی کہ اُنھوں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ بیان کرتے ہوئے سُنا کہ جس وقت حفصہ بنت عمر فاروق خُنیس بن حذافہ سہمی کے فوت ہو جانے سے بیوہ ہو گئیں اور وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں سے تھے وہ مدینہ منورہ میں (غزوۂ احد میں زخم لگنے سے) فوت ہو گئے

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ ذَکَرَھَا فَلَمْ اَکُنْ لِاُفْشِیَ سِرَّ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَوْ تَرَکَھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَبِلْتُھَا

تھے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا میں عثمان بن عفان کے پاس گیا اور اس پر حفصہ کو پیش کیا (کہ اس سے نکاح کر لے) انہوں نے کہا میں اپنے کام میں غور و خوض کروں گا۔ میں چند دن ٹھہرا پھر مجھے عثمان ملے تو کہا میرے لئے یہ امر ظاہر ہوتا ہے کہ میں اب نکاح نہ کروں۔ عمر فاروق نے کہا میں نے ابو بکر صدیق سے ملاقات کی اور اُن سے کہا اگر تم چاہو تو میں حفصہ بنت عمر کا نکاح تم سے کر دوں (یہ سن کر) ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خاموش رہے۔ اور عمر فاروق کو کچھ جواب نہ دیا مجھے عثمان کی نسبت ابو بکر صدیق پر سخت غصہ آیا میں چند دن ٹھہرا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہ کے نکاح کا پیغام بھیجا تو میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حفصہ کا نکاح کر دیا۔ پھر مجھے ابو بکر صدیق ملے اور کہا کہ شاید تم مجھ سے ناراض ہو گئے جبکہ تم نے حفصہ کو مجھ پر پیش کیا اور میں نے تمہیں کچھ جواب نہیں دیا تھا۔ عمر فاروق نے کہا میں نے کہا ہاں! ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا جب تم نے مجھ پر حفصہ کو پیش کیا تھا مجھے جواب دینے سے کسی نے منع نہ کیا تھا مگر اس کہ میں جانتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہ کو ذکر کیا تھا (ان سے نکاح کی خواہش کی تھی) میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا راز ظاہر کرنا اچھا نہ سمجھا تھا۔ اگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ ارادہ ترک کر دیتے تو میں اسے قبول کر لیتا۔

۴۷۹۶ — شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مرد اپنی ولیہ کو اپنے خاندان میں کسی کے لئے پیش کر سکتا ہے اس میں سبکی نہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا حضرت عثمان کی نسبت حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ پر زیادہ ناراضگی کرنا اس لئے تھا کہ انہیں صدیق اکبر سے زیادہ محبت تھی جہاں محبت زیادہ ہو وہاں ناراضگی بھی زیادہ ہوتی ہے دوسرے یہ کہ حضرت عثمان نے پہلے سکوت کر کے پھر معذرت کی تھی اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خاموشی پر ہی اکتفاء کی تھی قولہ کُنْتُ اَوْجَدَ عَلَیْہِ ،، اس عبارت میں اَوْجَدَ علیہ ،، اسم تفضیل ہے اس میں مفضل اور مفضل علیہ جُدا جُدا ہونے ہیں لیکن یہاں مفضل اور مفضل علیہ شیٔ واحد ہے، لیکن ابو بکر صدیق کے اعتبار سے مفضل اور عثمانِ غنی کے اعتبار سے مفضل علیہ ہے۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہ سے نکاح کے متعلق خفیتہً ابو بکر صدیق سے مشورہ کیا تھا، کیونکہ آپ جانتے تھے کہ ابو بکر ایمان میں بہت پختہ ہیں اس کے متعلق وہ کسی قسم کی غیرت نہیں کریں گے جبکہ ان کی صاحبزادی بھی تو آپ کے نکاح میں تھی۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اس کو صیغۂ راز میں رکھنا اسی خطرہ کے سبب تھا کہ

۴۷۹۷ ــ حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ قَالَ حَدَّثَنَا لَیْثٌ عَنْ یَزِیْدَ بْنِ اَبِیْ حَبِیْبٍ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ زَیْنَبَ ابْنَۃَ اَبِیْ سَلَمَۃَ اَخْبَرَتْہُ اَنَّ اُمَّ حَبِیْبَۃَ قَالَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّا قَدْ تَحَدَّثْنَا اَنَّكَ نَاكِحٌ دُرَّۃَ بِنْتَ اَبِیْ سَلَمَۃَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَعَلٰی اُمِّ سَلَمَۃَ لَوْلَمْ اَنْكِحْ اُمَّ سَلَمَۃَ مَا حَلَّتْ لِیْ اِنَّ اَبَاھَا اَخِیْ مِنَ الرَّضَاعَۃِ ــ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے حفصہ کے نکاح میں کوئی امر ظاہر ہوا اور عمر فاروق کے دل میں وہ واقع ہو جو ابوبکر صدیق کے لئے اُن کے دل میں واقع ہُوا تھا۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اگر کسی پر مرغوب فیہ شئ پیش کی جائے تو وہ اس میں غور و خوض کرنے کے بعد جس نتیجہ پر پہنچے اسے پیش کرنے والے کو خبردار کر دے تا کہ وہ اس کے باعث کسی پر پیش کرنے سے نہ رُکے جیسے حضرت عثمان نے غور و خوض کے بعد حضرت عمر فاروق کو واضح کر دیا تھا کہ میرا خیال ہے کہ میں نکاح نہ کروں نیز کسی کے راز کو مخفی رکھنا چاہئے اگر اس کو اللہ ظاہر کر دے یا صاحب راز ہی اس کو ظاہر کر دے تو جس نے راز مخفی رکھا تھا اُس کو ظاہر کر سکتا ہے جیسے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عمر فاروق سے حفصہ سے سید عالم کے نکاح کا مشورہ صیغہ راز میں رکھا تھا پھر وہ عمر فاروق پر واضح کر دیا۔ نیز جائز ہے کہ اپنے وثوق بہ ساتھی سے ذکر کرے کہ وہ فلاں عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہے حالانکہ ابھی تک اس کو پیغام نکاح نہیں بھیجا تھا۔ نیز جس عورت سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نکاح کرنے کا ارادہ رکھتے ہوں آپ وہ ارادہ ترک کر دیں تو اس عورت سے نکاح کرنے میں رخصت ہے؛ چنانچہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ارادہ ترک کر دیتے تو وہ حفصہ سے نکاح کر لیتے۔

۴۷۹۷ ــ ترجمہ: زینب بنت ابی سلمہ نے عراک بن مالک کو خبر دی کہ ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا ہمیں خبر پہنچی ہے کہ آپ ابو سلمہ کی بیٹی دُرّہ سے نکاح کرنے والے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا ام سلمہ کے ہوتے ہُوئے اس سے نکاح کروں؟ اگر میں ام سلمہ سے نکاح نہ کرتا جب بھی وہ میرے لئے جائز نہیں اس کا باپ میرا رضاعی بھائی ہے۔

(حدیث ۴۷۸۰، ج: ۷ کی شرح دیکھیں)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ جَلَّ وَعَزَّ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا عَرَّضْتُمْ بِهٖ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَآءِ اَوْ اَكْنَنْتُمْ فِيْ اَنْفُسِكُمْ عَلِمَ اللّٰهُ الْاٰيَةَ اِلٰى قَوْلِهٖ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ اَكْنَنْتُمْ اَضْمَرْتُمْ وَكُلُّ شَيْءٍ صُنْتَهٗ فَهُوَ مَكْنُوْنٌ وَقَالَ لِيْ طَلْقٌ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تم پر کوئی گناہ نہیں جو ان مذکورہ عورتوں کو پیغامِ نکاح میں تعریض کرو،، یا اپنے دلوں میں پوشیدہ رکھو اللہ جانتا ہے تا غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ،،

شرح : تعریض کا معنی اور اس کی صورت یہ ہے کہ عورت سے کہے تو خوبصورت باصلاحیت ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے باصلاحیت خاتون میسّر کرے اور یہ نہ کہے کہ میں تجھے چاہتا ہوں۔ اِکْنَان بروزن اِفْعَال کَنَّ یَکِنُّ کَنًّا سے ہے۔ کَنٌّ مفتوح مصدر اور مکسور اسم ہے۔ عینی نے ابن تین سے نقل کیا کہ یہ آیت کریمہ چار احکام کو متضمن ہے۔ اُن میں سے دو مباح ہیں۔ ایک تعریض اور دوسرے اکنان چھپانا اور دو ممنوع ہیں۔ ایک عدت میں نکاح کرنا۔ دوسرے اس میں مواعدت یعنی عدت میں نکاح کا وعدہ کرنا۔

اَكْنَنْتُمْ،، جو تم اپنے دِلوں میں پوشیدہ رکھو، ہر وہ شئی جس کی تو نگہداری کرے وہ مکنون ہے،،

یعنی عورت کی عدت کے ایام میں تعریض اور اکنان دونوں صورتیں مباح ہیں۔ ان میں کچھ حرج نہیں۔ جن عورتوں کے شوہر فوت ہو جائیں اور وہ عدتِ وفات میں ہوں تو اُن سے نکاح کے پیغام میں تعریض کرنا کہ معتدۃ الوفات سے کہے تو بہت اچھی اور نیک ہے میرا مقصد نکاح کرنے کا ہے۔ اللہ تعالیٰ عنقریب مجھے نیک عورت میسّر کر دے گا۔ اس طرح کا کلام کرے جس سے یہ موہوم ہو کہ وہ اس سے نکاح کا ارادہ رکھتا ہے تاکہ اگر اسے رغبت ہو تو وہ اس کے لئے پابند رہے اور کسی کی طرف میلان نہ کرے لیکن اس سے صراحۃً نہ کہے کہ میں تیرے ساتھ نکاح کرنا چاہتا ہوں۔ تعریض اور کنایہ میں فرق یہ ہے کہ تعریض میں کوئی شئی ذکر کی جاتی ہے جو ایسی شئی

يَقُوْلُ إِنِّيْ أُرِيْدُ التَّزْوِيْجَ وَلَوَدِدْتُ أَنَّهُ تَيَسَّرَ لِيْ امْرَأَةٌ صَالِحَةٌ وَقَالَ الْقَاسِمُ يَقُوْلُ إِنَّكِ عَلَيَّ كَرِيْمَةٌ وَإِنِّيْ فِيْكِ لَرَاغِبٌ وَإِنَّ اللّٰهَ لَسَائِقٌ إِلَيْكِ خَيْرًا أَوْ نَحْوَ هٰذَا وَقَالَ عَطَاءٌ يُعَرِّضُ وَلَا يَبُوْحُ يَقُوْلُ إِنَّ لِيْ حَاجَةً وَأَبْشِرِيْ وَأَنْتِ بِحَمْدِ اللّٰهِ نَافِقَةٌ وَتَقُوْلُ هِيَ قَدْ أَسْمَعُ مَا تَقُوْلُ وَلَا تَعِدُ شَيْئًا وَلَا يُوَاعِدُ وَلِيُّهَا بِغَيْرِ عِلْمِهَا وَإِنْ وَاعَدَتْ رَجُلًا فِيْ عِدَّتِهَا ثُمَّ نَكَحَهَا بَعْدُ لَمْ يُفَرَّقْ بَيْنَهُمَا وَقَالَ الْحَسَنُ لَا تُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا اَلزِّنَا وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ الْكِتَابُ أَجَلَهُ تَنْقَضِيَ الْعِدَّةُ

پر دلالت کرے جو ذکر نہیں کی گئی جیسے کوئی محتاج۔ محتاج الیہ سے کہے میں اس لئے آیا ہوں کہ آپ کو سلام کہوں یا آپ کا چہرہ مبارک دیکھوں اور کنایہ یہ ہے کہ کوئی شئی اس کے لئے موضوع لفظ کے بغیر ذکر کی جائے جیسے تو لمبے آدمی کے لئے "طویل النجاد" کہے یا بہت زیادہ مہمان نواز کے لئے "کثیر الرماد" کہے"، پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اللہ جانتا ہے کہ تم اُن میں رغبت کرتے ہوئے بات کرنے سے صبر نہیں کرتے ہو تو تم ان کو ذکر کرو، لیکن اُن سے نکاح کی بات نہ کرو اور معروف بات کرو یعنی تعریض کرو تصریح نہ کرو اور جب تک عدت ختم نہ ہو انہیں شادی کا پیغام نہ دو۔

مجھے طلق نے کہا ہمیں زائدہ نے منصور سے اُنھوں نے
مجاہد سے اُنھوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے"

فِيْمَا عَرَّضْتُمْ"، کی تفسیر میں ذکر کیا کہ میں شادی کا ارادہ کرتا ہوں، میری خواہش ہے کہ مجھے نیک عورت میسّر ہو جائے۔ قاسم نے کہا (اس آیت کا مفہوم یہ ہے) کہ تو میرے نزدیک مکرمہ ہے۔ میں تیری خواہش کرتا ہوں۔ اللہ تجھے بھلائی پہنچائے یا اس طرح سے کہے (جیسے کہے میں تیری حرص کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے نیک عورت عطاء کرے)

بَابُ النَّظَرِ اِلَی الْمَرْأَةِ قَبْلَ التَّزْوِیْجِ

عطاء نے کہا اشارۃً کہے تصریح نہ کرے چنانچہ کہے
مجھے نکاح کی حاجت ہے۔ تمہیں خوشخبری! "

تو بحمد اللہ آرام پہنچانے والی ہے (کھوٹی نہیں) اور وہ عورت کہے جو تو کہتا ہے میں سُنتی ہوں کسی شئی کا وعدہ نہ کر اور اس کا اس کے علم کے بغیر کوئی وعدہ نہ کرے اگر اس عورت نے عدتِ وفات میں کسی سے وعدہ کر لیا پھر اس کے بعد اس سے نکاح کر لیا تو ان دونوں کے درمیان تفریق نہیں کی جائے گی۔ (نکاح صحیح ہوگا)

حسن بصری نے کہا اس آیت کریمہ "لا تُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا"
کے معنی یہ ہیں کہ پوشیدہ زنا کا وعدہ نہ کرو! "

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کریمہ: "حَتّٰی یَبْلُغَ الْکِتَابُ اَجَلَهٗ" کی تفسیر میں ذکر کیا جاتا ہے کہ اس کی عدت ختم ہو جائے "

شرح: یعنی بلوغ اجل سے مراد عدت کا ختم ہونا ہے اور عدت میں تعریض مباح ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابن ابی شیبہ سے نقل کیا کہ تعریض جائز ہے۔ ابراہیم نخعی نے کہا: نکاح کی تعریض میں ہدیہ بھیجنے میں حرج نہیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا جس عدت میں تعریض کی اجازت ہے۔ وہ اس عورت کی عدت ہے جس کا شوہر فوت ہو گیا ہو۔ طلاق بائن کی عدت میں احتیاطاً یہ پسند نہیں۔ اور جس عدت میں شوہر کے لئے رجوع کا حق ہو اس عدت میں ہرگز ہرگز نکاح کی تعریض جائز نہیں "

باب نکاح سے پہلے عورت کو دیکھنا "

یعنی ناکح کا نکاح سے پہلے عورت کو دیکھنا یا عورت کا نکاح سے پہلے مرد کو دیکھنا مستحب ہے۔ امام ابوحنیفہ، ابویوسف، محمد، شافعی، مالک اور احمد رضی اللہ عنہم کا یہی مذہب ہے۔ اس کی دلیل ترمذی کی حدیث ہے

۴۷۹۷ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاَيْتُكِ فِی الْمَنَامِ يَجِیْءُ بِكِ الْمَلَكُ فِیْ سَرَقَةٍ مِّنْ حَرِيْرٍ فَقَالَ لِیْ هٰذَا امْرَاَتُكَ فَكَشَفْتُ عَنْ وَجْهِكِ الثَّوْبَ فَاِذَا هِیَ اَنْتِ فَقُلْتُ اِنْ يَّكُ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ يُمْضِهٖ

کہ مغیرہ بن شعبہ نے ایک عورت سے نکاح کرنے کا ارادہ کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا اس کو ایک نظر سے دیکھ لو بہت مناسب ہے کہ تمہارے درمیان محبت ہمیشہ رہے گی "۔

امام طحاوی اور ابوداؤد نے حضرت جابر سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی کسی عورت کو نکاح کا پیغام بھیجنا چاہے اور اس کو دیکھنے پر قادر ہو تو ضرور دیکھ لے۔ ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ جب تم میں سے کوئی کسی عورت سے شادی کرنا چاہے تو اس کو ایک نظر سے دیکھنے میں گناہ نہیں۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے ایک انصاری عورت سے نکاح کرنے کا ارادہ کیا تو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس عورت کو دیکھ لو! انصار کی عورتوں کی آنکھ کچھ چھوٹی ہوتی ہے (طحاوی ومسلم) آزاد عورت کا چہرہ اور ہاتھ دونوں دیکھ لے۔ چہرہ عورت کے حسن و جمال پر دلالت کرتا ہے اور ہاتھ بدن کی صفائی ظاہر کرتے ہیں۔ اگر لونڈی ہو تو اس کے زیرِ ناف کے سوا باقی جسم دیکھ سکتے ہیں۔ قاضی عیاض نے اوزاعی سے نقل کیا کہ کان اور گوشت کے مواضع بھی دیکھے۔ امام شافعی اور امام احمد رحمہما اللہ نے کہا عورت کو دیکھنے میں اس کی اجازت ضروری نہیں اور ساری عورت کو برہنہ کر کے دیکھنا ہرگز جائز نہیں۔ امام احمد رحمہ اللہ نے کہا اگر عورت کو دیکھنا میسر نہ ہو تو کوئی ایسی عورت بھیجے جس پر پورا وثوق و اعتماد ہو تاکہ وہ عورت کو دیکھ کر ناکح کو خبر دے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خاتون سے نکاح کرنا چاہا تو ایک عورت کو بھیجا کہ اس خاتون کے دانت اور منہ وغیرہ دیکھے۔ بعض علماء نے کہا اجنبیہ عورت کو دیکھنا قطعاً جائز نہیں۔ اسی لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا: اے علی تمہارا بہشت میں خزانہ ہے اور تم اس کے مالک ہو اجنبیہ عورت کو بار بار نہ دیکھو۔ لیکن یہ روایت اس پر محمول ہے کہ اس عورت سے شادی کرنے کا مقصد نہ ہو نیز کسی اور ضرورت کے باعث بھی دیکھ سکتے ہیں۔ یعنی جب عورت گواہی دے یا عورت پر گواہی دے تو اس کا چہرہ دیکھ سکتے ہیں۔

۴۷۹۷ــــ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۴۷۹۸ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ امْرَأَةً جَاءَتْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ جِئْتُ لِأَهَبَ لَكَ نَفْسِي فَنَظَرَ إِلَيْهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَعَّدَ النَّظَرَ إِلَيْهَا وَصَوَّبَهُ ثُمَّ طَأْطَأَ رَأْسَهُ فَلَمَّا رَأَتِ الْمَرْأَةُ أَنَّهُ لَمْ يَقْضِ فِيهَا شَيْئًا جَلَسَتْ فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ أَيْ رَسُولَ اللهِ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ فَزَوِّجْنِيهَا

نے فرمایا میں نے تمہیں خواب میں دیکھا جبرائیل فرشتہ تمہیں ریشمی کپڑے میں لپیٹ کر لایا اور مجھے کہا یہ آپ کی بیوی ہے میں نے تمہارے چہرے سے کپڑا ہٹایا تو وہ تو تھی میں نے کہا اگر یہ واقعہ اللہ کی طرف سے ہے تو اللہ اس کو ضرور واقع کرے گا۔

۴۷۹۷ — شرح : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی صورت کو ریشمی لباس میں لانے والا فرشتہ حضرت جبرائیل علیہ السلام تھے اس حدیث کو عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوات والتسلمات کے خواب حق اور واقعی امر ہوتے ہیں اور وہ بیداری کے حکم میں ہوتے ہیں۔ لہٰذا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ام المؤمنین کی صورت خواب میں دیکھنا ایسا ہے کہ آپ نے بیداری میں دیکھا معلوم ہوا کہ نکاح سے پہلے ہونے والی بیوی کو دیکھنا جائز ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ نے کہا نبیوں کا خواب وحی ہوتا ہے اور اس قول "یَجِیْئُ بِکِ الْمَلَکُ" سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی صورت حقیقۃً دیکھ رہے تھے جبکہ وہ ریشمی کپڑوں میں تھی۔ (حدیث ۴۷۵۰ کی شرح دیکھیں)

۴۷۹۸ — ترجمہ : سہل بن سعد رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ ایک عورت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ کو اپنا نفس ہبہ کرنے کے لئے آئی ہوں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف نظر کی اور اس کی طرف نظر بلند کی اور نیچی کی پھر سر مبارک جھکا لیا۔ جب اس عورت نے دیکھا کہ آپ نے اس کے حق میں کوئی فیصلہ نہیں فرمایا تو وہ بیٹھ گئی۔ آپ کے صحابہ میں سے ایک صحابی اٹھے اور عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! اگر آپ کو اس کی حاجت نہیں تو میرے ساتھ اس کا نکاح کر دیں۔ آپ نے فرمایا

فَقَالَ هَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ قَالَ لَا وَاللّٰهِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَاوَجَدْتُ شَيْئًا قَالَ اذْهَبْ اِلٰى اَهْلِكَ فَانْظُرْ هَلْ تَجِدُ شَيْئًا فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لَا وَاللّٰهِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَا وَجَدْتُ شَيْئًا قَالَ انْظُرْ وَلَوْ خَاتِمٌ مِنْ حَدِيْدٍ وَلٰكِنَّ هٰذَا اِزَارِيْ قَالَ سَهْلٌ مَالَهُ رِدَاءٌ فَلَهَا نِصْفُهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَصْنَعُ بِاِزَارِكَ اِنْ لَبِسْتَهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا مِنْهُ شَيْءٌ وَاِنْ لَبِسَتْهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ شَيْءٌ فَجَلَسَ الرَّجُلُ حَتّٰى طَالَ مَجْلِسُهُ ثُمَّ قَامَ فَرَاٰهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُوَلِّيًا فَاَمَرَ بِهٖ فَدُعِيَ فَلَمَّا جَاءَ قَالَ مَاذَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ قَالَ مَعِيَ سُوْرَةُ كَذَا وَسُوْرَةُ كَذَا وَسُوْرَةُ كَذَا عَدَّدَهَا فَقَالَ اَتَقْرَؤُهُنَّ عَنْ ظَهْرِ قَلْبِكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ اذْهَبْ فَقَدْ مَلَّكْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ

کیا تیرے پاس کچھ ہے (جو مہر میں دے) اُس نے عرض کیا یارسول اللہ! بخدا میرے پاس کچھ نہیں فرمایا اپنے گھر جاؤ شائد کوئی شئی پاؤ وہ گئے اور پھر واپس آئے اور عرض کیا یارسول اللہ! بخدا! میں نے گھر میں کچھ نہیں پایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیکھو اگرچہ لوہے کی انگوٹھی مل جائے۔ وہ گئے اور پھر واپس آئے اور عرض کیا یارسول اللہ! اللہ کی قسم! میں لوہے کی انگوٹھی بھی نہیں پاتا ہوں، لیکن یہ میرا تہبند ہے (سہل نے کہا اس کے پاس چادر نہ تھی) آدھا تہبند اس کا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اپنے تہبند کو کیا کرے گا اگر وہ تو نے پہنا تو اس میں سے اس پر کچھ نہ ہوگا اور اگر اُس نے پہنا تو اس میں سے تجھ پر کچھ نہ ہوگا (یہ سُن کر) وہ آدمی بیٹھ گیا اور لمبا زمانہ بیٹھا رہا پھر اُٹھ کر چلا تو اس کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا جبکہ وہ پشت پھیرے جا رہا تھا تو آپ نے حکم دیا وہ بلایا گیا جب حاضر ہوا تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تجھے قرآن کی سورت آتی ہے اس نے عرض کیا مجھے فلاں فلاں سورت یاد ہے فرمایا کیا وہ سورتیں از بر پڑھتے ہو عرض کیا

بَابُ مَنْ قَالَ لَا نِكَاحَ اِلَّا بِوَلِيٍّ لِقَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ فَدَخَلَ

جی ہاں! آپ نے فرمایا جاؤ میں نے قرآن کریم جو تمہیں یاد ہے کی برکت سے تجھے اس عورت کا مالک بنا دیا۔
(حدیث : ۴۷۶۶ جلد ۷، کی شرح دیکھیں)

باب جس نے کہا ولی کے بغیر نکاح صحیح نہیں

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ولی کے بغیر نکاح صحیح نہیں ہوتا۔ انھوں نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی حدیث "لَا نِكَاحَ اِلَّا بِوَلِيٍّ" سے استدلال کیا اسی طرح ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث "جس عورت نے اپنی ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کیا اس کا نکاح باطل باطل باطل ہے" سے انھوں نے استدلال کیا احناف کے نزدیک بالغہ باکرہ ہو یا بیوہ کا نکاح ولی کی اجازت کے بغیر صحیح ہے اور وہ اپنے نکاح میں خود مختار ہیں۔ احناف نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے استدلال کیا کہ "اَلْاَيِّمُ اَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِيِّهَا" بیوہ عورت اپنی ولی کی نسبت اپنے نفس کی زیادہ حق دار ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ "یعنی اگر شوہر نے اپنی بیوی کو تیسری طلاق دیدی تو وہ عورت اس کے لئے حلال نہیں حتیٰ کہ وہ کسی غیر شخص سے نکاح کرکے ہم بستر ہو"، نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ "اور تم مطلقہ عورتوں کو اپنے سابقہ شوہروں سے نکاح کرنے سے منع نہ کرو (جبکہ طلاق مغلظہ نہ دی ہو) ان آیات سے صاف ظاہر ہے کہ عورتیں ولی کے بغیر خود بخود نکاح کر سکتی ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نکاح کی نسبت ان کی طرف فرمائی ہے اور یہ بھی فرمایا کہ اگر وہ نکاح کریں تو تم منع نہ کرو! نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ "یعنی جب عورتوں کی عدت پوری ہوجائے تو اے اولیاء تم پر کچھ مضائقہ نہیں جو وہ اپنے نفسوں میں اچھا کریں"، اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے مباح کیا کہ وہ اپنے نفسوں میں جو اچھائی چاہیں کریں اور اس میں ولی کی شرط نہیں کی۔ چنانچہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو نکاح کا پیغام بھیجا تو انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرا کوئی ولی حاضر نہیں۔ آپ نے فرمایا تمہارا کوئی بھی ولی حاضر یا غائب ہو وہ میرے ساتھ آپ کے نکاح سے ناراض نہ ہوگا اور ام سلمہ کے پہلے شوہر سے بیٹے عمر بن ابی سلمہ سے فرمایا حالانکہ وہ صرف چھ برس کے تھے کہ اٹھو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی ماں کا نکاح کر دو!

فِیْهِ الثَّیِّبُ وَکَذٰلِكَ الْبِکْرُ وَقَالَ وَلَا تُنْکِحُوا الْمُشْرِکِیْنَ حَتّٰی

سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سلمہ سے ولی کے بغیر نکاح کیا اور بالاجماع ثابت ہے کہ عمر بن ابی سلمہ کی عمر اس وقت چھ برس تھی حالانکہ نابالغ بچہ کسی کا ولی نہیں ہو سکتا ہے۔ اس لئے ام سلمہ نے کہا تھا میرا کوئی ولی موجود نہیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے استدلال صحیح نہیں، کیونکہ امام محمد ابن حسن نے احمد سے روایت کی کہ اُن سے ولی کے بغیر نکاح سے پوچھا گیا کہ کیا اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی شئی ثابت ہے؟ تو اُنھوں نے کہا میرے نزدیک اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ ثابت نہیں علاوہ ازیں حدیث لَا نِکَاحَ اِلَّا بِوَلِیٍّ ،، میں کمال کی نفی ہے۔ عاقلہ بالغہ عورت جو اپنا نکاح خود کرے وہ ولی کا ہی نکاح ہوتا ہے۔ ولی کے بغیر تو نکاح صرف مجنونہ یا نابالغہ کا متصور ہوتا ہے، کیونکہ مجنونہ لعدہ نابالغہ اپنے نفس کے مالک نہیں ہیں۔

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کا جواب یہ ہے کہ اس کے اسناد میں سلیمان بن موسیٰ ہیں امام بخاری نے سلیمان کو ضعیف کہا ہے۔ نسائی نے بھی اسے کمزور کہا ہے۔ احمد نے ابوطالب کی روایت میں: لَا نِکَاحَ اِلَّا بِوَلِیٍّ ،، کو قوی نہیں کہا اور مروزی کی روایت میں کہا کہ میں اس کو صحیح نہیں جانتا ہوں۔ کیونکہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کا خلاف کیا تو اُن سے کہا گیا آپ نے ایسا کیوں کیا ہے۔ ام المؤمنین نے فرمایا اکثر لوگ ایسا ہی کرتے ہیں۔ زہری سے منقول ہے کہ اُنھوں نے اس طرح کی تمام حدیثوں کا انکار کیا ہے (لمعات) امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ عنوان قائم کیا، لیکن اس کے مطابق حدیث ذکر نہیں کی جبکہ امام ترمذی اور ابوداؤد نے ابوموسیٰ اشعری سے روایت کی کہ ولی کے بغیر نکاح صحیح نہیں۔ یہ حدیث امام بخاری کی شرط کے مطابق نہ تھی، لیکن امام بخاری کا میلان اسی طرف ہے کہ ولی کے بغیر نکاح صحیح نہیں۔ اور ان تین آیاتِ قرآن سے استدلال کیا۔ ان میں ایک آیت کریمہ یہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد: جب عورتوں کو طلاق دو اور وہ اپنی عدّت پوری کرلیں تو ان کو نکاح کرنے سے منع نہ کرو (اس میں بیوہ مطلقہ اور کنواری سب عورتیں داخل ہیں) اس آیت کریمہ سے استدلال کا طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے اولیاء کو عورتوں کے نکاح سے منع کرنے سے روکا ہے۔ اگر وہ خود عقدِ نکاح کر سکتیں تو ان کو منع نہ کیا جاتا۔ اس استدلال کا جواب یہ ہے کہ بظاہر کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ خطاب ان لوگوں سے ہے جو اپنی

بیویوں کو طلاق دیتے تھے۔ پھر جاہلیت کی غیرت کے باعث ان کی عدت ختم ہو جانے کے بعد ان کو نکاح کرنے سے روکتے تھے، اور جس سے وہ نکاح کی خواہش رکھتی تھی اسے نکاح نہیں کرنے دیتے تھے۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ یہ آیت کریمہ حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے جبکہ ان کی ہمشیرہ کو ان کے شوہر نے طلاق دی اور عدت گزر جانے کے بعد لوگوں نے انہیں پیغام نکاح بھیجے جن میں اُن کے سابق شوہر بھی تھے تو معقل بن یسار نے سابق بہنوئی کو زجر کی تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ اے ولیو! عورتوں کو نکاح سے نہ روکو! معلوم ہوا کہ عورتوں کا عقد نکاح اولیاء کے سپرد ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس آیت کریمہ کے نزول میں کئی وجوہ ہیں۔ بعض نے کہا اس میں عورتوں کے اولیاء کو خطاب ہے بعض نے کہا اس میں خطاب ان کو ہے جو طلاق دیتے ہیں۔ بعض نے کہا یہ خطاب عام ہے لہٰذا اس تقدیر پر مذکور استدلال مکمل نہ ہوگا۔ علامہ عینی رحمہ اللہ نے ابوبکر جصاص سے نقل کیا جبکہ اُنھوں نے معقل بن یسار کی حدیث سماک کے ذریعہ معقل بن یسار سے روایت کی کہ علماء حدیث کے نزدیک یہ حدیث ثابت نہیں کیونکہ اس کی سند میں ایک مجہول راوی ہے اور حسن بصری کی حدیث مُرسل ہے اور آیت کریمہ سے ظاہر یہی ہے کہ اس میں سابق شوہروں کو خطاب ہے۔ کما ذکرنا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! مشرکوں کو نکاح کر کے نہ دو حتّٰی کہ وہ ایمان لائیں"

یہ استدلال کی دوسری آیت کریمہ ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے ولیوں کو خطاب کیا ہے کہ جن مسلمان عورتوں کے تم ولی ہو اُن کا نکاح مشرکوں سے نہ کرو معلوم ہوا کہ عورتوں کے نکاح کا حق ان کے ولیوں کو ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ آیت کریمہ منسوخ ہے اور "وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الَّذِيْنَ أُوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ" اس کی ناسخ ہے! کیونکہ اس میں ولی اور غیر ولی سب مخاطب ہیں لہٰذا استدلال نامکمل ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور تم نکاح کر دو اپنوں میں سے اُن کا جو بے نکاح ہوں

اس آیت کریمہ سے بھی شوافع نے استدلال کیا کہ ولی کے بغیر نکاح درست نہیں، لیکن یہ استدلال صحیح نہیں کیونکہ مفسّرین نے اس کی تفسیر یہ کی ہے۔ اے مومنو! تم میں سے آزاد مرد و زن اور نیک غلام و لونڈی اور جن میں نکاح کی صلاحیت ہے اُن کا نکاح کر دو۔ "اَيَامٰى"، اَيِّم کی جمع ہے اور وہ عام مردوں اور عورتوں

ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ ح قَالَ وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ
حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ قَالَ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي
عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَخْبَرَتْهُ أَنَّ النِّكَاحَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ كَانَ عَلٰى أَرْبَعَةِ أَنْحَاءٍ فَنِكَاحٌ
مِّنْهَا نِكَاحُ النَّاسِ الْيَوْمَ يَخْطُبُ الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ وَلِيَّتَهُ
أَوِ ابْنَتَهُ فَيُصْدِقُهَا ثُمَّ يَنْكِحُهَا وَنِكَاحٌ الْاٰخَرُ كَانَ الرَّجُلُ
يَقُولُ لِامْرَأَتِهِ إِذَا طَهُرَتْ مِنْ طَمْثِهَا أَرْسِلِي إِلٰى فُلَانٍ
فَاسْتَبْضِعِي مِنْهُ وَيَعْتَزِلُهَا زَوْجُهَا وَلَا يَمَسُّهَا أَبَدًا حَتّٰى
يَتَبَيَّنَ حَمْلُهَا مِنْ ذٰلِكَ الرَّجُلِ الَّذِي تَسْتَبْضِعُ مِنْهُ فَإِذَا
تَبَيَّنَ حَمْلُهَا أَصَابَهَا زَوْجُهَا إِذَا أَحَبَّ وَإِنَّمَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ
رَغْبَةً فِي نَجَابَةِ الْوَلَدِ فَكَانَ هٰذَا النِّكَاحُ نِكَاحَ الْاِسْتِبْضَاعِ
وَنِكَاحٌ اٰخَرُ يَجْتَمِعُ الرَّهْطُ مَا دُوْنَ الْعَشَرَةِ فَيَدْخُلُوْنَ عَلٰى

کو شامل ہے۔ لہٰذا اس آیت میں مخاطب اولیاء نہیں ہیں، ورنہ لازم آئے گا کہ مرد کا بھی ولی ہو۔ "وھو کما تری"۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا بالاجماع مرد اس آیت سے خارج ہیں لہٰذا اس کا حکم صرف عورتوں کے لئے باقی ہے، لیکن علامہ کرمانی کا یہ دعویٰ دلیل کا محتاج ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

"یحییٰ بن سلیمان نے کہا ہمیں ابن وہب نے یونس سے خبر دی ہے"

یحییٰ بن سلیمان بن یحییٰ بن سعید بن مسلم بن عبید بن مسلم کوفی ہیں۔ ان کی کنیت ابوسعید ہے۔ مُنذری نے کہا یحییٰ بن سلیمان مصر میں آئے اور وہاں حدیث پڑھانی شروع کی اور دو سو اڑتیس ہجری میں وہیں وفات پائی۔ یہ امام بخاری کے اُستاد ہیں۔ عبداللہ بن وہب سے روایت کرتے ہیں۔ اور عبداللہ یونس بن یزید ایلی سے

الْمَرْأَةِ كُلُّهُمْ يُصِيبُهَا فَإِذَا حَمَلَتْ وَوَضَعَتْ وَمَرَّ عَلَيْهَا لَيَالٍ بَعْدَ أَنْ تَضَعَ حَمْلَهَا أَرْسَلَتْ إِلَيْهِمْ فَلَمْ يَسْتَطِعْ رَجُلٌ مِنْهُمْ أَنْ يَمْتَنِعَ حَتَّى يَجْتَمِعُوا عِنْدَهَا تَقُولُ لَهُمْ قَدْ عَرَفْتُمُ الَّذِي كَانَ مِنْ أَمْرِكُمْ وَقَدْ وَلَدْتُ فَهُوَ ابْنُكَ يَا فُلَانُ تُسَمِّي مَنْ أَحَبَّتْ بِاسْمِهِ فَيُلْحَقُ بِهِ وَلَدُهَا وَلَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَمْتَنِعَ بِهِ الرَّجُلُ وَنِكَاحُ الرَّابِعِ يَجْتَمِعُ النَّاسُ الْكَثِيرُ فَيَدْخُلُونَ عَلَى الْمَرْأَةِ لَا تَمْتَنِعُ مِمَّنْ جَاءَهَا وَهُنَّ الْبَغَايَا كُنَّ يَنْصِبْنَ عَلَى أَبْوَابِهِنَّ رَايَاتٍ تَكُونُ عَلَمًا فَمَنْ أَرَادَهُنَّ دَخَلَ عَلَيْهِنَّ فَإِذَا حَمَلَتْ إِحْدَاهُنَّ وَوَضَعَتْ

سے روایت کرتے ہیں جبکہ وہ زہری سے روایت کرتے ہیں اور امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ یحیی سے بطریق نقل روایت کرتے ہیں اور حَدَّثَنَا یا اخبرنا نہیں کہتے لیکن احمد بن صالح سے روایت کرتے ہیں جیسا کہ آئندہ حدیث میں مذکور ہے۔

۴۷۹۹ — **ترجمہ** : عروہ بن زبیر نے بیان کیا کہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے انہیں خبر دی کہ جاہلیت میں نکاح کی چار صورتیں تھیں۔ اُن میں سے ایک نکاح وہ ہے جو آج کل لوگ کرتے ہیں کہ کوئی آدمی کسی دوسرے آدمی کی دلبیّہ یا اس کی بیٹی کو نکاح کا پیغام بھیجتا اور اس کا مہر ادا کرتا پھر اس عورت سے نکاح کرتا،،

جاہلیت میں نکاح کی دُوسری صُورت

یہ تھی کہ کوئی آدمی اپنی بیوی سے کہتا جب وہ اپنے حیض سے صاف ہو جاتی کہ فلاں شخص کو پیغام بھیج اور اس سے ہم بستری کر! اور خود اس سے علیحدہ رہتا اور اس سے ہرگز ہم بستر نہ ہوتا حتیٰ کہ اُس مرد سے اس کا حمل ظاہر ہو جاتا جس سے ہم بستری کروائی تھی پھر جب حمل ظاہر اور واضح ہو جاتا تو اگر طبیعت چاہتی تو اس سے جماع کرتا یہ اس لئے کرتے تھے کہ لڑکا اچھا اور خوبصورت پیدا ہو۔ اس نکاح کو وہ نکاحِ استبضاع کہتے تھے۔

حَمْلَهَا جُمِعُوْا لَهَا وَدَعَوْا لَهُمُ الْقَافَةَ ثُمَّ اَلْحَقُوْا وَلَدَهَا بِالَّذِیْ یُرَوْنَ فَالْتَاطَ بِہٖ وَدُعِیَ ابْنَہٗ لَا یَمْتَنِعُ مِنْ ذٰلِکَ فَلَمَّا بُعِثَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ ھَدَمَ نِکَاحَ الْجَاھِلِیَّۃِ کُلَّہٗ اِلَّا نِکَاحَ النَّاسِ الْیَوْمَ

جاہلیت میں نکاح کی تیسری صورت

یہ تھی کہ دس سے کم چند آدمی جمع ہوتے اور تمام باری باری کسی عورت کے پاس جاتے اور اُن میں سے ہر ایک اس عورت سے جماع کرتا جب وہ حاملہ ہو جاتی اور بچہ پیدا کرتی اور وضع حمل ہوئے چند ایام گزر جاتے تو وہ ان لوگوں کو پیغام بھیجتی (جنہوں نے باری باری اس سے جماع کیا تھا) اُن میں سے کوئی آدمی نہ رکتا۔ حتیٰ کہ اس کے پاس سب جمع ہو جاتے وہ عورت اُن سے کہتی تم اپنے حال کو جانتے ہو جو تم سے ظاہر ہوا ہے۔ میں نے بچہ کو جنم دیا ہے لے فلاں اور جس کو چاہتی اس کا نام ذکر کرتی تو وہ بچہ اس سے لاحق کیا جاتا اور وہ مرد ہرگز قادر نہ ہوتا کہ اس کا انکار کر سکے۔

جاہلیت میں نکاح کی چوتھی صورت

یہ تھی کہ بہت لوگ جمع ہوتے اور فاحشہ عورت کے پاس جاتے اور وہ آنے والے کسی شخص کو منع نہ کرتی تھی۔ وہ فاحشہ عورتیں تھیں جنہوں نے اپنے دروازوں پہ جھنڈے گاڑے ہوتے تھے جو اُن کا امتیازی نشان تھا جو کوئی اُن کے پاس جانے کی خواہش کرتا اُن کے پاس چلا جاتا جب ان میں سے کوئی عورت حاملہ ہو جاتی اور وضع حمل کرتی تو وہ سب لوگ اس کے پاس جمع کئے جاتے اور ان کے لئے قیافہ دان کو بلاتے تو جس کے ساتھ وہ مشابہت دیکھتے اس کے ساتھ بچہ لاحق کر دیتے تو وہ اس کے ساتھ مل جاتا اور اس کا بیٹا پکارا جاتا تھا وہ آدمی اس کا انکار نہ کر سکتا تھا۔ جب سرورِ کائنات فخرِ موجودات محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو موجودہ مروّج نکاح کے سوا باقی تمام نکاح ختم کر دیئے۔

۴۷۹۹ — شرح: اس حدیث میں نکاح کی چاروں صورتیں واضح ہیں اور اس میں شک نہیں کہ نکاح کی پہلی قسم جو آجکل مروّج ہے کے سوا باقی تین صورتیں بیحیائی اور بے غیرتی سے خالی نہیں۔ دوسری صورت میں شوہر کا مقصد یہ ہوتا تھا کہ ان کی اولاد خوبصورت

۴۸۰۰ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ وَمَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ فِيْ يَتَامَى النِّسَاءِ اللَّاتِي لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُوْنَ أَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ قَالَتْ هٰذَا فِي الْيَتِيْمَةِ الَّتِيْ تَكُوْنُ عِنْدَ الرَّجُلِ لَعَلَّهَا أَنْ تَكُوْنَ شَرِيْكَتَهٗ فِيْ مَالِهٖ وَهُوَ أَوْلٰى بِهَا فَيَرْغَبُ عَنْهَا أَنْ يُنْكِحَهَا فَيَعْضُلُهَا لِمَالِهَا وَلَا يُنْكِحُهَا غَيْرَهٗ كَرَاهِيَةَ أَنْ يَشْرَكَهٗ أَحَدٌ فِيْ مَالِهَا

ہوتو اس کی بیوی کسی اچھے نوجوان خوبصورت مرد سے جماع کراتی رہتی حتیٰ کہ حاملہ ہو جاتی اسے نکاح استبضاع کہتے تھے، کیونکہ وہ کسی مرد کی منی حاصل کرتے تھے جو رئیس اور اونچے خاندان سے ہوتا تھا۔ یاد رہے کہ آجکل ٹیوب ٹسٹ کے ذریعہ بچہ پیدا کرنے کا طریقہ ظاہر ہو رہا ہے جو محض بیحیائی اور بے غیرتی ہے۔ اور جاہلیت کی طرف عود کرنا ہے "اِسْتَبْضِعِيْ"، بُضْعَة بمعنی فرج سے مشتق ہے۔ اس کے معنی ہیں اس سے مجامعت طلب کر۔

نکاح کی تیسری قسم یہ کہ دس سے کم لوگ عورت کی رضامندی سے اس سے جماع کرتے جب بچہ پیدا ہوتا تو اگر لڑکا ہوتا تو کہتی اے فلاں یہ تیرا لڑکا ہے۔ اگر لڑکی ہوتی تو نہ کہتی کہ یہ تیری بیٹی ہے کیونکہ وہ لڑکیوں کو برا جانتے تھے حتیٰ کہ ان میں سے بعض حقیقی بیٹی کو قتل کر دیتے تھے۔ شریعت مطہرہ میں اسے موؤدہ کہا گیا ہے، چنانچہ قرآن کریم میں ہے: اِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ بِاَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ "، یعنی زندہ درگور بچی کے متعلق پوچھا جائے گا کہ کس گناہ کے باعث اسے قتل کیا گیا۔

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے نکاح کی چار قسمیں ذکر کی ہیں۔ ان کے علاوہ اور تین قسمیں ہیں جنہیں مائی صاحبہ نے ذکر نہیں فرمایا۔ اُن میں سے ایک نکاح الخدن "، ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ "، یعنی خفیہ دوست نہ بنائیں۔ جاہلیت میں کہتے تھے خفیہ بدکاری میں حرج نہیں اور علانیہ بدکاری مذموم ہے۔ دُوسرا نکاح متعہ ہے اور تیسرا نکاح البدل ہے۔ نکاح البدل یہ ہے کہ جاہلیت میں ایک آدمی دوسرے سے کہتا تو اپنی بیوی میرے حوالے کر دے اور میں اپنی بیوی تیرے حوالے کر دیتا ہوں۔ اسلام نے ان تمام اقسام کو ختم کر دیا جو محض بے حیائی اور بے غیرتی پر مشتمل ہیں اور نکاح

۴۸۰۱ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمٌ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُمَرَ حِينَ تَأَيَّمَتْ حَفْصَةُ بِنْتُ عُمَرَ مِنْ خُنَيْسِ ابْنِ حُذَافَةَ السَّهْمِيِّ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ تُوُفِّيَ بِالْمَدِينَةِ فَقَالَ عُمَرُ لَقِيتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ فَقُلْتُ إِنْ شِئْتَ أَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ فَقَالَ سَأَنْظُرُ فِي أَمْرِي فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ ثُمَّ لَقِيَنِي فَقَالَ بَدَا لِي أَنْ لَا أَتَزَوَّجَ يَوْمِي هٰذَا قَالَ عُمَرُ فَلَقِيتُ أَبَا بَكْرٍ فَقُلْتُ إِنْ شِئْتَ أَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ

۴۸۰۰ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس آئت کریمہ اور وہ جو تم پر اللہ کی کتاب میں پڑھا جاتا ہے۔ اُن عورتوں کے بارے میں کہ جنہیں تم وہ چیز نہیں دیتے جو ان کے لئے لکھی گئی ہے اور تم ان سے نکاح کی خواہش کرتے ہو کی تفسیر میں فرمایا یہ اس یتیمہ کے بارے میں نازل ہوئی جو کسی آدمی کی کفالت میں ہوتی (اور وہ مرد اس یتیمہ کا ولی یا وارث ہوتا تھا) شائد وہ یتیمہ اس ولی کے مال میں اس کی شریک ہوتی اور وہ آدمی اس کے بہت قریب ہوتا تو وہ اس سے نکاح کرنے سے اعراض کرتا اور اس کے مال کے باعث اسے کسی اور کے ساتھ نکاح سے منع کرتا تھا اور اس بات کو مکروہ جانتے ہوئے کہ کوئی شخص اس کے مال میں شریک ہو جائے گا کسی سے اس کا نکاح نہ کرتا تھا۔

(اس حدیث کی عنوان سے مطابقت ان الفاظ "وَلَا يُنْكِحُهَا" میں ہے۔ کیونکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرد عورت کا ولی ہے)

۴۸۰۱ — ترجمہ : زہری نے کہا مجھے سالم بن عبداللہ نے خبر دی کہ اُن سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب حفصہ بنت عمر فاروق خُنیس بن حُذافہ سہمی کے نکاح سے بیوہ ہو گئیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی اہلِ بدر سے تھے وہ مدینہ منورہ میں وفات پا گئے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے عثمان بن عفان سے ملاقات کی اور ان پر حفصہ پیش کی اور میں نے کہا اگر تم چاہو تو میں تمہارے ساتھ حفصہ کا نکاح کر دوں۔ عثمان غنی نے کہا میں اپنے معاملہ میں غور و خوض کر لوں۔ میں نے چند روز انتظار کیا

۲۸۰۲ — حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اَبِیْ عَمْرٍو حَدَّثَنِیْ اَبِیْ حَدَّثَنِیْ اِبْرَاهِیْمُ عَنْ یُوْنُسَ عَنِ الْحَسَنِ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَعْقِلُ بْنُ یَسَارٍ اَنَّهَا نَزَلَتْ فِیْهِ قَالَ زَوَّجْتُ اُخْتًا لِیْ مِنْ رَجُلٍ فَطَلَّقَهَا حَتّٰی اِذَا انْقَضَتْ عِدَّتُهَا جَاءَ یَخْطُبُهَا فَقُلْتُ لَهٗ زَوَّجْتُكَ وَفَرَشْتُكَ وَاَكْرَمْتُكَ فَطَلَّقْتَهَا ثُمَّ جِئْتَ تَخْطُبُهَا لَا وَاللّٰهِ لَا تَعُوْدُ اِلَیْكَ اَبَدًا وَكَانَ رَجُلًا لَا بَأْسَ بِهٖ وَكَانَتِ الْمَرْأَةُ تُرِیْدُ اَنْ تَرْجِعَ اِلَیْهِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ هٰذِهِ الْاٰیَةَ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ فَقُلْتُ اَلْاٰنَ اَفْعَلُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَزَوَّجَهَا اِیَّاهُ

کیا۔ پھر وہ مجھے ملے اور کہا میرے لئے یہ بات ظاہر ہوئی ہے کہ میں آج کل نکاح نہ کروں۔ عمر فاروق نے کہا میں نے ابوبکر سے ملاقات کی اور کہا اگر تم چاہو تو میں تم سے حفصہ کا نکاح کر دوں۔

(اس حدیث کا مقصد یہ ہے کہ آدمی عورت کا ولی ہے)

۲۸۰۲ — ترجمہ: حسن بصری رحمہ اللہ سے اس آئت کریمہ " فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ " کی تفسیر میں مروی ہے کہ مجھے معقل بن یسار نے کہا یہ آئت کریمہ ان کے حق میں نازل ہوئی۔ انھوں نے کہا میں نے اپنی ہمشیرہ کا نکاح ایک آدمی سے کر دیا اس نے اسے ایک طلاق دے دی۔ حتیٰ کہ اس کی عدت ختم ہوگئی تو وہ آیا اس حال میں کہ ہمشیرہ کو نکاح کا پیغام دیتا تھا۔ میں نے اسے کہا میں نے تجھے نکاح کر کے دی اور اسے تیرا فراش بنایا اس طرح میں نے تیری عزت کی اور تو نے اسے طلاق دے دی پھر آکر شادی کا پیغام دیتا ہے خدا کی قسم! وہ تیری طرف ہرگز واپس نہیں آسکتی ہے۔ وہ نیک مرد تھا۔ اور عورت کی خواہش بھی یہ تھی کہ اس کے پاس واپس چلی جائے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آئت کریمہ نازل فرمائی۔ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ الاٰیۃ پس میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں ابھی کرتا ہوں اور اپنی ہمشیرہ کا اس سے نکاح کر دیا۔

۲۸۰۲ — شرح: یہ حدیث امام شافعی کی دلیل نہیں بن سکتی کیونکہ معقل بن یسار کا یہ کہنا کہ میں نے تجھ سے اس کا نکاح کر دیا اس کی دلالت

بَابٌ اِذَا كَانَ الْوَلِيُّ هُوَ الْخَاطِبَ وَخَطَبَ الْمُغِيرَةُ

بْنُ شُعْبَةَ اِمْرَأَةً هُوَ اَوْلَى النَّاسِ بِهَا فَاَمَرَ رَجُلًا فَزَوَّجَهُ وَقَالَ

عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ لِاُمِّ حَكِيْمٍ بِنْتِ قَارِظٍ اَتَجْعَلِيْنَ اَمْرَكِ اِلَيَّ

قَالَتْ نَعَمْ فَقَالَ قَدْ تَزَوَّجْتُكِ وَقَالَ عَطَاءٌ لِيُشْهِدْ اَنِّيْ قَدْ نَكَحْتُكِ

اَوْلِيَأْمُرْ رَجُلًا مِنْ عَشِيْرَتِهَا وَقَالَ سَهْلٌ قَالَتِ امْرَأَةٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَهَبُ لَكَ نَفْسِيْ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ لَمْ تَكُنْ

لَكَ بِهَا حَاجَةٌ فَزَوِّجْنِيْهَا

اس پر ہرگز نہیں کہ معقل نے اپنی ہمشیرہ کی اجازت کے بغیر نکاح کر دیا تھا۔ اور لا تعضلوهن، کا مدلول یہ ہے کہ ولایت اس عورت کی تھی۔ معقل کی ہمشیرہ کا نام جمیل بنت یسار تھا اور ان کے شوہر جس نے طلاق دی تھی کا نام جمیل ابوالبراح بن عاصم بن عدی قضاعی تھا۔ وہ انصار کا حلیف تھا۔

باب جب ولی ہی نکاح کا پیغام دے

جیسے اپنے چچا کی بیٹی سے نکاح کی خواہش ہو تو اسے پیغام بھیجے تو کیا دوسرا ولی نکاح کرے یا قاضی اس کا نکاح کرے یا خود ہی نکاح کرے۔ اور دوسرے ولی کی ضرورت نہیں۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا عنوان کا یہ مقتضیٰ نہیں جو اوپر ذکر کیا ہے بلکہ عنوان کا مفہوم یہ ہے کہ جب ولی ہی شادی کا پیغام دے تو کیا یہ جائز ہے یا نہیں، مصنف نے حکم کو مبہم رکھا ہے لیکن اس کے ضمن میں مذکور آثار جواز پر دلالت کرتے ہیں۔ عطاء کا اثر تو صراحتًا جواز پر دلالت کرتا ہے۔

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے ایک عورت کو نکاح کا پیغام بھیجا جبکہ وہ اس کے بہت قریبی تھے۔ انہوں نے ایک آدمی کو کہا تو اس نے ان کا نکاح کر دیا،

چنانچہ بیہقی نے اپنے طریق سے سفیان ثوری کے ذریعے عبد الملک بن عمیر سے روایت کی کہ مغیرہ بن شعبہ نے ایک عورت سے نکاح کا ارادہ کیا، حالانکہ وہ اس عورت کے ولی تھے تو انھوں نے اس عورت کا معاملہ ایک آدمی کے حوالے کیا، حالانکہ خود اس کے زیادہ قریبی تھے تو اس نے مغیرہ سے اس عورت کا نکاح کر دیا۔ اور سعید بن منصور نے شعبی کے طریق سے روایت کی کہ مغیرہ بن شعبہ نے اپنے چچا عروہ بن مسعود کی بیٹی سے نکاح کا ارادہ کیا تو عبد اللہ بن ابی عقیل کو بھیجا اور اس سے کہا اس عورت سے میرا نکاح کر دو۔ عبد اللہ بن ابی عقیل نے کہا میں یہ نہیں کروں گا جبکہ تم اس شہر کے حاکم ہو اور اس عورت کے چچا کے بیٹے ہو۔ پھر مغیرہ نے عثمان بن ابی العاص کو بھیجا تو اس نے اس عورت کا مغیرہ سے نکاح کر دیا۔ اس روایت میں مذکور مرد کے نام کی وضاحت بھی کر دی جو عنوان میں مبہم ہے۔

عبد الرحمٰن بن عوف نے ام حکیم بنت قارظ سے کہا کیا تم اپنا معاملہ میرے حوالہ کرتی ہو؟ اس نے کہا جی ہاں! عبد الرحمٰن نے کہا میں نے تیرے ساتھ نکاح کر لیا ہے۔"

علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ امام بخاری نے اس ترجمہ میں یہ صورت داخل کی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عبد الرحمٰن بن عوف اس عورت کے کسی وجہ سے ولی تھے، لیکن عینی نے کہا اس سے صرف یہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ وکیل تھے ان کا ولی ہونا غیر مفہوم ہے؛ کیونکہ عبد الرحمٰن بن عوف کا یہ کہنا "أَتَجْعَلِيْنَ أَمْرَكِ إِلَيَّ کیا تو اپنا معاملہ میرے حوالہ کرتی ہے؟ اس میں عورت کی طرف سے تفویض ہے اور یہ وکالت ہے۔

اور عطاء نے کہا وہ گواہ کرے کہ میں نے تجھ سے نکاح کیا ہے یا اس کے قبیلہ سے کسی کو حکم کرے۔"

اس کی وضاحت یہ ہے کہ ابن جریج نے کہا میں نے عطاء بن ابی رباح سے کہا ایک عورت کو اس کے چچا کے بیٹے نے نکاح کا پیغام بھیجا جبکہ اس کا اور کوئی آدمی ولی نہ تھا۔ عطاء نے کہا وہ گواہ کرے کہ فلاں نے اس کو نکاح کا پیغام بھیجا ہے اور خاطب گواہ کر کے کہے میں نے تجھ سے نکاح کیا ہے۔ یا اس کے قبیلہ سے کسی کو حکم دے۔ اگرچہ وہ دور کا ولی ہو۔ علامہ کرمانی نے کہا اس کی مراد

۴۸۰۳ — حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْمُعَاوِيَةَ قَالَ
حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ فِيْ قَوْلِهٖ وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ
قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ قَالَتْ هِيَ الْيَتِيْمَةُ تَكُوْنُ
فِيْ حَجْرِ الرَّجُلِ قَدْ شَرِكَتْهُ فِيْ مَالِهٖ فَيَرْغَبُ عَنْهَا اَنْ يَتَزَوَّجَهَا
وَيَكْرَهُ اَنْ يُزَوِّجَهَا غَيْرَهٗ فَيَدْخُلُ عَلَيْهِ فِيْ مَالِهٖ فَيَحْبِسُهَا فَنَهَاهُمُ
اللّٰهُ عَنْ ذٰلِكَ

یہ ہے کہ نکاح کا معاملہ دور کے ولی کے سپرد کرے یا وہ عورت اپنے اقرباء میں سے کسی کو حکم کرے یا محض گواہی پر اکتفاء کرے ایسی صورت میں مجتہدین کے مختلف اقوال ہیں۔ ایک مجتہد کا قول دوسرے پر حجت نہیں ہوتا۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا پہلی وجہ میں کرمانی کا یہ قول عطار کے قول کا معنی نہیں اس کا معنی صرف استشہاد و تحکیم میں ثابت ہے۔

سہل نے کہا ایک عورت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا میں اپنا نفس آپ کو ہبہ کرتی ہوں!"

ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! اگر آپ کو اس عورت کی حاجت نہیں تو اس کا نکاح میرے ساتھ کر دیں۔

شرح: یہ طویل حدیث ہے جو عنقریب ۴۷۹۸ گزری ہے یہ اس کا کچھ حصہ ہے۔ اس کی باب کے عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آدمی کی منگنی کی اور اس عورت سے اس کا نکاح کر دیا کیونکہ آپ تمام مسلمانوں کے ولی ہیں"

۴۸۰۳ — ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس آیت کریمہ "یَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ" کی تفسیر میں فرمایا یہ عورت ہے جو کسی مرد کی کفالت میں ہوتی جبکہ وہ اس کے مال میں شریک تھی اور وہ اس سے نکاح کرنے سے اعراض کرتا تھا اور کسی دوسرے سے نکاح کر دینا بھی پسند نہ کرتا تھا کہ وہ اس کے مال میں داخل ہو کر شریک ہو جائے گا۔ اس لئے وہ عورت کو نکاح سے روک رکھتا تو اللہ نے اس سے منع فرما دیا۔

۴۸۰۴ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُلُوسًا فَجَاءَتْهُ امْرَأَةٌ تَعْرِضُ نَفْسَهَا عَلَيْهِ فَخَفَّضَ فِيهَا النَّظَرَ وَرَفَعَهُ فَلَمْ يُرِدْهَا فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ زَوِّجْنِيهَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ أَعِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ قَالَ مَا عِنْدِي مِنْ شَيْءٍ قَالَ وَلَا خَاتَمٌ مِنْ حَدِيدٍ قَالَ وَلَا خَاتَمٌ مِنْ حَدِيدٍ وَلٰكِنْ أَشُقُّ بُرْدَتِي هٰذِهِ فَأُعْطِيهَا النِّصْفَ وَآخُذُ النِّصْفَ قَالَ لَا هَلْ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ شَيْءٌ قَالَ نَعَمْ قَالَ اذْهَبْ فَقَدْ زَوَّجْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ

۴۸۰۴ — شرح: اس حدیث کی عنوان سے مناسبت فَيَرْغَبُ عَنْهَا أَنْ يَتَزَوَّجَهَا میں ہے کیونکہ یہ اعراض عام ہے کہ خود اس کا متولی ہو اور اپنے غیر کو حکم دے کہ وہ نکاح کر دے۔ اس حدیث سے امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کے جواز پر استدلال کیا ہے کیونکہ جب اللہ تعالیٰ نے مالدار اور خوبصورت عورت سے نکاح کرنے سے اُن کے ولیوں کو عتاب کیا جبکہ وہ ان کے مہر پورے نہ کریں۔ اور جو عورت مالدار اور خوبصورت نہ ہو اُن کے نکاح کر دینے کے ترک پر انہیں عتاب کیا اس سے معلوم ہوا کہ ولی اپنے ساتھ نکاح کر سکتا ہے، کیونکہ حرام شئ کے ترک پر عتاب نہیں کیا جاتا ہے۔ (عینی)

۴۸۰۴ — ترجمہ: سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے اچانک آپ کے پاس ایک عورت آئی جو آپ پر اپنے آپ کو پیش کرتی تھی۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اُوپر سے نیچے تک دیکھا اور اس کو کوئی جواب نہ دیا آپ کے صحابہ میں سے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس کا میرے ساتھ نکاح فرما دیں۔ آپ نے فرمایا کیا تیرے پاس کوئی شئ ہے۔ اس نے کہا میرے پاس کچھ نہیں فرمایا لوہے کی انگوٹھی بھی نہیں؟ عرض کیا لوہے کی انگوٹھی بھی میرے پاس نہیں، لیکن میں اپنی یہ چادر دو ٹکڑے کر دیتا ہوں اور آدھی اسے دیتا

بَابُ اِنْكَاحِ الرَّجُلِ وُلْدَهُ الصِّغَارَ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى وَاللَّائِیْ لَمْ يَحِضْنَ فَجَعَلَ عِدَّتَهَا ثَلٰثَةَ اَشْهُرٍ قَبْلَ الْبُلُوْغِ

ہوں۔ آدھی اپنے پاس رکھتا ہوں۔ فرمایا یہ نہیں کیا تجھے قرآن کریم میں سے کچھ یاد ہے؟ عرض کیا جی ہاں! فرمایا جاؤ میں نے تجھے جو قرآن یاد ہے اس کی برکت اور سبب سے اس کا تیرے ساتھ نکاح کر دیا (اس حدیث کی تفصیل عنقریب گزری ہے)

باب آدمی کا اپنے چھوٹے بچوں کا نکاح کر دینا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور وہ عورتیں جنہیں حیض نہیں آیا (نابالغہ ہیں) اللہ تعالیٰ نے عورت کے بلوغ سے پہلے اس کی عدت تین ماہ کی ہے

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے آدمی کا اپنی چھوٹی اولاد کے نکاح کر دینے کے جواز میں اس آیت کریمہ سے استدلال کیا۔ اس کی تقریر یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے عورت کے بالغ ہونے سے پہلے اس کی عدت تین ماہ ذکر فرمائی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ولی نابالغہ کا نکاح کر سکتا ہے۔ صاحب تلویح نے کہا اس میں مصنف نے شبرمہ کا رد کیا ہے۔ امام طحاوی نے ذکر کیا کہ ابن شبرمہ نے کہا باپ کا چھوٹی اولاد کی تزویج جائز نہیں اور جب وہ بالغ ہو جائیں تو انہیں اختیار ہے کہ باپ کے کئے ہوئے نکاح پر قائم رہیں یا فسخ کر دیں۔

امام بخاری نے کہا یہ قول کتاب و سنت کے خلاف ہے لہٰذا اس طرف التفات نہ کی جائے۔
مہلب نے کہا اس بات پر امت کا اجماع ہے کہ والد اپنی چھوٹی اولاد کا نکاح کر سکتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ جن کو حیض نہ آتا ہو یعنی جو نابالغ ہوں اور ان جیسی بچیوں سے جماع نہ کیا جاتا ہو۔ باپ ان کا نکاح کر سکتے ہیں، کیونکہ یہ آیت کریمہ اپنے عموم کے باعث ان کو شامل ہے۔ لہٰذا ایسی بچیوں کا نکاح والد کر سکتا ہے۔ البتہ باپ کے غیر کے نکاح کر دینے میں اختلاف ہے۔
ابن حزم نے کہا باپ اور غیر باپ چھوٹے بچے کا نکاح نہیں کر سکتا حتیٰ کہ وہ بالغ ہو جائے اگر کیا،

۴۸۰۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَهَا وَهِيَ بِنْتُ سِتِّ سِنِيْنَ وَأُدْخِلَتْ عَلَيْهِ وَهِيَ بِنْتُ تِسْعٍ وَمَكَثَتْ عِنْدَهٗ تِسْعًا

تو وہ ہمیشہ کے لئے فسخ ہوگا۔ بعض لوگوں نے یہ قول پسند کیا ہے۔ مذکور تقریر سے معلوم ہوتا ہے کہ زوجین میں سے جو کوئی بچپن یا نامردی یا کسی اور مرض کے باعث جماع پر قادر نہ ہوا ان کا نکاح جائز ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ ام المؤمنین سودہ رضی اللہ عنہا نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا جبکہ آپ نے انہیں طلاق دینے کا ارادہ کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ مجھے طلاق نہ دیں مجھے مردوں کی خواہش نہیں میں اپنی باری عائشہ کو ہبہ کرتی ہوں

۴۸۰۵۔ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے نکاح فرمایا جبکہ وہ چھ برس کی تھیں اور ان کی رخصتی ہوئی جبکہ وہ نو برس کی تھیں اور حضور کے پاس نو برس رہیں۔ (پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما گئے)

۴۸۰۵۔ شرح: اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی نابالغ بیٹی عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکاح سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نو برس رہیں اور ان کی اٹھارہ برس کی عمر شریف میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اور آپ رضی اللہ عنہا ۵۷ ہجری میں فوت ہوئیں۔

منکوحہ کو سسرال کب بھیجا جائے؟

جب شوہر اور سسرال منکوحہ کی رخصتی میں اختلاف کریں تو امام احمد اور ابوعُبیدہ نے کہا جب منکوحہ نو برس کی ہو جائے تو اس کی رخصتی کر دی جائے جیسا کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی نو برس کی عمر شریف میں کی گئی تھی۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ بھی یہی فرماتے ہیں، لیکن اگر نو برس کی بالغہ ہو جائے اور وہ جماع کی قدرت نہ رکھتی ہو تو سسرال کے لئے جائز ہے کہ اسے شوہر کے پاس بھیجنے سے منع کریں اور اگر وہ نو برس کو نہیں پہنچی اور مرد سے جماع کی قدرت رکھتی ہے تو اس کے

بَابُ تَزْوِيجِ الْاَبِ ابْنَتَهُ مِنَ الْاِمَامِ

وَقَالَ عُمَرُ خَطَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَيَّ حَفْصَةَ فَاَنْكَحْتُهُ

۴۸۰۶ ـ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ اَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَهَا وَهِيَ بِنْتُ سِتِّ سِنِيْنَ وَبَنٰى بِهَا وَهِيَ بِنْتُ تِسْعِ سِنِيْنَ قَالَ هِشَامٌ وَاُنْبِئْتُ اَنَّهَا كَانَتْ عِنْدَهُ تِسْعَ سِنِيْنَ

والدین اس کو شوہر کے پاس جانے سے منع نہ کریں۔ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر منکوحہ نابالغہ ہے تو شوہر پر اس کا نان و نفقہ واجب نہیں حتیٰ کہ وہ بالغ ہو جائے یا اُسے شوہر سے مجامعت کی قدرت ہو۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر مراہقہ کی صحت اچھی ہو اور خوب جسیمہ ہو جماع کی قدرت رکھتی ہو تو اس کا شوہر اس سے جماع کر سکتا ہے؛ ورنہ جب تک جماع کی طاقت نہ ہو تو اس کے گھر والے شوہر کے پاس نہ بھیجیں (عینی)

باب ـ والد کا اپنی بیٹی کا امام سے نکاح کرنا

اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہ سے نکاح کا پیغام بھیجا تو میں نے آپ سے نکاح کر دیا"

۴۸۰۶ ـ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے نکاح کیا جبکہ وہ چھ برس کی تھیں اور ان کی رخصتی ہوئی جبکہ وہ نو برس کی تھیں۔ ہشام نے کہا مجھے خبر پہنچی ہے کہ وہ آپ کے پاس نو سال رہیں

۴۸۰۶ ـ شرح: حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کیا جبکہ آپ امام ہیں۔ ابن بطال مالکی نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ باپ اپنی بیٹی کا نکاح کرنے میں امام سے

بَابُ السُّلْطَانُ وَلِيٌّ بِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَوَّجْنَاكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ٢

۴۸۰۷ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ جَاءَتِ امْرَأَةٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ اِنِّيْ وَهَبْتُ مِنْ نَفْسِيْ فَقَامَتْ طَوِيْلًا فَقَالَ رَجُلٌ زَوِّجْنِيْهَا اِنْ لَمْ يَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ قَالَ هَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ تُصْدِقُهَا قَالَ مَا عِنْدِيْ اِلَّا اِزَارِيْ فَقَالَ اِنْ اَعْطَيْتَهَا اِيَّاهُ جَلَسْتَ لَا اِزَارَ لَكَ فَالْتَمِسْ شَيْئًا فَقَالَ مَا اَجِدُ شَيْئًا فَقَالَ الْتَمِسْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيْدٍ فَلَمْ يَجِدْ فَقَالَ اَمَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ شَيْءٌ قَالَ نَعَمْ سُوْرَةُ كَذَا وَسُوْرَةُ كَذَا لِسُوَرٍ سَمَّاهَا فَقَالَ زَوَّجْنٰكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ

اولی ہے اور بادشاہ اس کا ولی ہے جس کا کوئی ولی نہ ہو اور ولی کا ہونا نکاح کے لئے شرط ہے لیکن حدیث میں شرط کا ذکر نہیں ہے ۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب بادشاہ ولی ہے

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم نے تجھے قرآن یاد ہونے کے سبب اس سے تمہارا نکاح کر دیا ،،

۴۸۰۷ — ترجمہ : سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت جناب

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا میں نے اپنا نفس آپ کو ہبہ کیا اور بہت دیر کھڑی رہی۔ ایک آدمی نے کہا: یا رسُول اللہ! صلّی اللہ علیہ وسلّم! اگر آپ کو حاجت نہیں تو میرے ساتھ اس کا نکاح کر دیں۔ آپ نے فرمایا کیا تیرے پاس کوئی شئی ہے جو اس کو مہر دے۔ اُس نے کہا میرے پاس کوئی شئی نہیں صرف میرا تہبند ہے فرمایا اگر تو اس کو یہ دے گا تو تُو بیٹھا رہے گا تیرے پاس تہبند نہ ہوگا (یعنی برہنہ رہے گا) کوئی اور شئی تلاش کر اُس نے کہا میں کوئی شئی نہیں پاتا فرمایا تلاش کر اگرچہ لوہے کی انگوٹھی مل جائے اُس نے وہ بھی نہ پائی تو آپ نے فرمایا کیا تیرے پاس قرآن سے کچھ ہے؟ (کوئی سُورت یاد ہے؟) اُس نے کہا: جی ہاں! مجھے فلاں فلاں سورت یاد ہے۔ ان کا نام ذکر کیا۔ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہم نے تجھے قرآن کی سورتیں یاد ہونے کے سبب اس سے تیرا نکاح کر دیا۔

۴۸۰۷ — شرح: ابن بطال نے کہا تمام علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ جس کا کوئی ولی نہ ہو اس کا ولی بادشاہ ہے اور جب کفؤ پایا جائے اور اس کا ولی نکاح نہ کرے تو بادشاہ اس کا ولی ہے وہ اس کا نکاح کرے گا۔

اور جب کنواری نوجوان لڑکی کا والد غائب ہو جائے اور بسیار تلاش کے بعد اس کی خبر نہ ملے تو امام ابوحنیفہ اور مالک رحمہما اللہ تعالیٰ نے کہا اُس کا بھائی اُس کی اجازت سے نکاح کر دے۔ امام شافعی نے کہا صرف بادشاہ ہی نکاح کرے گا اور کوئی ولی نکاح نہیں کر سکتا۔ اسی طرح بیوہ یا مطلقہ ہے جبکہ اس کے قریبی ولی غائب ہوں۔

امام مالک، سفیان ثوری اور امام شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ نے کہا ولی عَصَبَہ ہے جو جائیداد کا وارث ہوتا ہے۔ ماموں، نانا اور مادر زاد بھائی امام مالک کے نزدیک نکاح میں ولی نہیں۔

اس مسئلہ میں اہلِ فقہ کا اختلاف ہے کہ نکاح میں ولی مقدم ہے یا وصی کو اولیت ہے۔ امام ابوحنیفہ و امام مالک اور ثوری رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا وصی سے اولیٰ ہے جبکہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ ولی کو اولیٰ کہتے ہیں۔

وصی کو صغیر پر ہرگز ولایت کا حق نہیں۔ ابن حزم نے کہا وصی کو نکاح کرنے میں ہرگز اجازت نہیں مرد کا نکاح ہو یا عورت کا زوجین صغیر ہوں یا کبیر ہوں (عینی)

بَابٌ لَا يُنْكِحُ الْأَبُ وَغَيْرُهُ الْبِكْرَ وَالثَّيِّبَ إِلَّا بِرِضَاهَا

۴۸۰۸ — حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُمْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُنْكَحُ الْأَيِّمُ حَتَّى تُسْتَأْمَرَ وَلَا تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتَّى تُسْتَأْذَنَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ وَكَيْفَ إِذْنُهَا قَالَ أَنْ تَسْكُتَ

باب — باپ اور اس کا غیر بالغہ کنواری یا بیوہ کا نکاح ان کی رضامندی کے بغیر نہیں کرسکتا،،

۴۸۰۸ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیوہ کا نکاح نہ کیا جائے حتی کہ اس سے پوچھ لیا جائے اور نہ بالغہ کنواری کا نکاح کیا جائے حتی کہ اس سے اجازت حاصل کرلی جائے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالغہ کنواری لڑکی کی اجازت کیسے ہوگی! فرمایا کنواری لڑکی کا اجازت طلب کرنے کے وقت خاموش رہنا ہی اجازت ہے۔

۴۸۰۸ — شرح : استیمار کے معنی مشورہ کرنا ہے یعنی بیوہ منہ سے بولے کہ اس کا نکاح کردو، کیونکہ اس کے یہ کہنے میں عار اور شرم و حیا نہیں جبکہ وہ ایک بار تجربہ کرچکی ہے لیکن کنواری لڑکی حیاء کے باعث نہیں بولتی اس لئے اس کی خاموشی ہی اذن متصور ہوتی ہے اس حدیث سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے استدلال کیا کہ ولی بیوہ اور بالغہ کنواری کو نکاح پر مجبور نہیں کرسکتے اس لئے بیوہ سے پوچھا جائے اور بالغہ کنواری سے اجازت حاصل کی جائے اور جب بالغہ عاقلہ اپنی خودکیتہ نکاح ولی کی اجازت پر موقوف ہے۔ امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا عورتوں کی اپنی مرضی سے ان کے اولیاء کے بغیر نکاح منعقد نہیں ہو پاتا، کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ،، ولی کے بغیر نکاح نہیں ہو پاتا، لیکن مذکور حدیث ان کے خلاف ہے، نیز "لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ،، پر سب کا اتفاق نہیں لہٰذا یہ حدیث متفق علیہ نہیں لہٰذا یہ متفق علیہ کا معارضہ

۴۸۰۹ ـــ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ الرَّبِيعِ بْنِ طَارِقٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ أَبِي عَمْرٍو مَوْلَى عَائِشَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ الْبِكْرَ تَسْتَحْيِي قَالَ رِضَاهَا صَمْتُهَا

نہیں کرسکتی ہے اس لئے امام بخاری اور یحییٰ بن معین نے کہا نکاح میں ولی کی شرط میں کوئی صحیح حدیث نہیں اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ امام ترمذی نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ذکر کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو عورت اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرے اس کا نکاح باطل ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ترمذی نے خود کہا ہے کہ اس حدیث میں محدثین کا کلام ہے۔ ترمذی نے یہ حدیث زہری اور عروہ کے ذریعہ ام المؤمنین سے روایت کی ہے۔ ابن جریج نے کہا میں نے زہری سے ملاقات کی اور اُن سے اس حدیث کے متعلق دریافت کیا تو اُنھوں نے اس کا انکار کر دیا۔ اس لئے علماء نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے۔ اگر یہ پوچھا جائے کہ ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے اس کا جواب یہ ہے جب زہری نے ہی اس کا انکار کر دیا تو حسن کیسے ہوئی۔ اگر کوئی یہ سوال پوچھے کہ زہری کا اس حدیث سے انکار کرنا اس کی تکذیب پر نص نہیں بلکہ ہوسکتا ہے کہ زہری نے یہ حدیث روایت کی ہو پھر بھول گئے ہوں، کیونکہ یہ ضروری نہیں کہ ہر حدیث بیان کرنے والے کو یاد ہی رہے الحسن، کا جواب یہ ہے کہ جس حدیث میں تکذیب و نسیان دونوں کا احتمال ہو اس کی حجیت ختم ہو جاتی ہے اس سے استدلال نہیں کر سکتے ہیں۔

۴۸۰۹ ـــ ترجمہ: ابو عمرو مولی عائشہ سے روایت ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا یا رسول اللہ! کنواری لڑکی شرم و حیاء سے بول نہیں سکتی (اس کی رضا کیسے معلوم ہوگی) سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی خاموشی ہی اس کی رضامندی ہے۔

۴۸۰۹ ـــ شرح: اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عاقلہ بالغہ کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر نہ کیا جائے اور اس کی خاموشی رضامندی ہے اور اس کو مجبور کرنے کو جائز نہ فرمایا۔ عاقلہ بالغہ کا اجازت حاصل کرتے وقت ہنس پڑنا اجازت ہے، کیونکہ اس کا ہنسنا فرح و سرور کی علامت ہے اور جب مذاق کے طور پر ہنسے تو یہ رضامندی نہیں۔ ہاں اگر رو پڑے تو یہ اجازت نہیں، کیونکہ یہ ناراضگی کی دلیل ہے۔ فقہاء نے عاقلہ بالغہ کے رونے میں

بَابٌ اِذَا زَوَّجَ ابْنَتَهُ وَهِيَ كَارِهَةٌ فَنِكَاحُهُ مَرْدُوْدٌ

۴۸۱۰ــ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ وَمُجَمِّعٍ ابْنَيْ يَزِيْدَ بْنِ جَارِيَةَ عَنْ خَنْسَاءَ بِنْتِ خِذَامٍ الْاَنْصَارِيَّةِ اَنَّ اَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهِيَ ثَيِّبٌ فَكَرِهَتْ ذٰلِكَ فَاَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَدَّ نِكَاحَهَا

۴۸۱۱ــ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ قَالَ اَخْبَرَنَا يَزِيْدُ اَخْبَرَنَا يَحْيٰى عَنِ الْقٰسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ حَدَّثَهُ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ يَزِيْدَ وَمُجَمِّعَ ابْنَ يَزِيْدَ حَدَّثَاهُ اَنَّ رَجُلًا يُدْعٰى خِذَامًا اَنْكَحَ ابْنَةً لَهُ نَحْوَهُ

تفصیل ذکر کی ہے اُنھوں نے کہا اگر رونے کی تقدیر میں آنسو گرم ہیں تو یہ عدم اجازت کی دلیل ہے اور اگر آنسو ٹھنڈے ہیں تو یہ اجازت کی دلیل ہے، کیونکہ خوشی سے بھی رونا آتا ہے۔ اس وقت آنسو ٹھنڈے ہوتے ہیں۔

باب جس کسی نے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا اور وہ ناراض ہو تو اس کا نکاح مسترد ہے

۴۸۱۰ ترجمہ: خنساء بنت خذام انصاریہ سے روایت ہے کہ اُن کے والد نے اُن کا نکاح کر دیا، حالانکہ وہ بالغہ تھی اُس نے اس نکاح کو اچھا نہ جانا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ نے اس کا نکاح مسترد کر دیا۔

۴۸۱۱ ترجمہ: قاسم بن محمد نے بیان کیا کہ عبدالرحمٰن بن یزید اور مجمع بن یزید نے انہیں خبر دی کہ ایک آدمی جس کو خذام کہا جاتا تھا نے اپنی بیٹی کا نکاح کیا جبکہ اس کی بیٹی نے ناراض ہو کر حضور سے عرض کیا تو آپ نے اس کا نکاح مسترد کر دیا۔

۴۸۱۰-۱۱ شرح: اس حدیث میں مذکورہ عورت بیوہ مذکور ہے لیکن عبدالرزاق

بَابُ تَزْوِيجِ الْيَتِيمَةِ

لِقَوْلِهِ تَعَالَى وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَى فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ وَإِذَا قَالَ لِلْوَلِيِّ زَوِّجْنِي فُلَانَةَ فَمَكُثَ سَاعَةً أَوْ قَالَ مَا مَعَكَ فَقَالَ مَعِي كَذَا وَكَذَا أَوْ لَبِثَا ثُمَّ قَالَ زَوَّجْتُكَهَا فَهُوَ جَائِزٌ فِيهِ سَهْلٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نے اپنے اسناد سے ابوبکر بن محمد سے روایت کی کہ ایک انصاری نے خنساء بنت خدام سے نکاح کیا اور غزوۂ احد میں شہید ہوگیا تو اس کے والد نے اس کا نکاح کسی اور سے کر دیا خنساء جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے پاس گئی اور عرض کیا میرے والد نے میرا نکاح کر دیا ہے، حالانکہ میرا دیور جو میرے بچوں کا چچا ہے مجھے پسند ہے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نکاح مسترد کر دیا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ خنساء کی پہلے شوہر سے اولاد تھی۔ واقدی نے اس کا نام انیس بن قتادہ ذکر کیا ہے بعض نے اسیر کہا ہے۔ دار قطنی اور طبرانی نے ہشیم کے طریق سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ خنساء بنت خزام کے والد نے اس کا نکاح کیا جبکہ وہ راضی نہ تھی۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی تو آپ نے اس کا نکاح مسترد کر دیا۔ اس حدیث میں کنواری یا بیوہ کا ذکر نہیں۔ خنساء کی حدیث جیسی اور احادیث بھی مذکور ہیں جن میں نکاح مسترد کیا گیا ہے ان میں سے عطاء کی حدیث ہے جو انھوں نے جابر سے روایت کی ہے کہ ایک آدمی نے اپنی کنواری عاقلہ بالغہ لڑکی کا نکاح کیا اور اس سے اجازت نہ لی۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی تو آپ نے زوجین میں تفریق کر دی (نسائی)

اور ابوداؤد نے ابن عباس رضی اللہ عنہا کی حدیث ذکر کی کہ ایک کنواری لڑکی کا اس کے والد نے نکاح کر دیا جبکہ وہ اس نکاح سے راضی نہ تھی تو آپ نے نکاح مسترد کر دیا۔ مذکور احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ منکوحہ بیوہ ہو یا باکرہ (کنواری) ان کی رضا کے بغیر نکاح کر دیا جائے تو مسترد کیا جا سکتا ہے اور استرداد کی علت ثیوبت یا بکارت ہے جبکہ وہ نکاح سے راضی نہ ہو۔

باب — یتیم لڑکی کا نکاح کرنا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد: اگر تمہیں ڈر ہو کہ یتیم لڑکیوں میں انصاف کر سکو گے

۸۱۲ ــ حَدَّثَنَا اَبُو الْیَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ وَقَالَ اللَّیْثُ حَدَّثَنِیْ عُقَیْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَخْبَرَنِیْ عُرْوَۃُ بْنُ الزُّبَیْرِ اَنَّہٗ سَاَلَ عَائِشَۃَ قَالَ لَهَا یَا اُمَّتَاہُ وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتٰمٰی اِلٰی مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ قَالَتْ عَائِشَۃُ یَا ابْنَ اُخْتِیْ هٰذِہٖ

اور تو عورتوں میں سے جو تمہیں پسند ہو نکاح کر لو ! ،،

شرح : اس آیت کریمہ کی تفسیر میں بیضاوی نے کہا جب یتامیٰ سے نکاح کرو اور تمہیں خوف ہو کہ اُن میں انصاف نہ کر سکو گے تو دیگر عورتوں میں سے جس سے خوش ہو نکاح کرو۔ در اصل واقعہ اس طرح ہے کہ جب کوئی یتیم لڑکی دیکھتا کہ وہ مالدار اور خوبصورت ہے تو اس سے نکاح کر لیتا ایسا اوقات اس کے پاس چند یتیم عورتیں جمع ہو جاتیں اور ان کے حقوق ادا کرنے کی قدرت نہ ہوتی تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ اگر تمہیں ڈر ہے کہ حقوق پورے نہ کر سکو گے تو ان کے سوا دوسری عورتوں سے نکاح کرو جن کے حقوق ادا کر سکو۔ یتیم لڑکی سے مراد باکرہ بالغہ عورت ہے اور زمانہ ماضی کے اعتبار سے اسے یتیم کہا ہے۔

" جب ولی سے کہا فلاں عورت سے میرا نکاح کر دو تو ولی کچھ وقت دیر کی۔ یا کہا تیرے پاس کیا ہے اُس نے کہا میرے پاس اتنا اتنا ہے یا دونوں خاموش رہے پھر کہا میں نے اس سے تیرا نکاح کر دیا تو جائز ہے اس کی سہل نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ،،

شرح قولہ وَاِذَا قَالَ لِلْوَلِیِّ الخ اس کا عطف تزویج الیتیمہ پر ہے۔ یعنی اس باب میں دو حکم ہیں ایک یتیم سے نکاح کرنا۔ دُوسرا یہ کہ پیغام نکاح دینے والا عورت کے ولی سے کہے فلاں عورت مجھ سے نکاح کر دو تو ولی جواب میں کچھ وقت تاخیر کر دے یا یہ کہے کہ تیرے پاس کوئی شئی ہے جو اس کو مہر میں دے گا وہ کہے میرے پاس اتنا اتنا ہے۔ یعنی ایجاب اور قبول کے درمیان ایسا کلام واقع ہو یا دونوں تاخیر کر دیں پھر کہے میں نے تیرے ساتھ نکاح کر دیا تو ان تینوں صورتوں میں

اَلْيَتِيْمَةُ تَكُوْنُ فِيْ حِجْرِ وَلِيِّهَا فَيَرْغَبُ فِيْ جَمَالِهَا وَمَالِهَا وَيُرِيْدُ اَنْ يَّنْتَقِصَ مِنْ صَدَاقِهَا فَنُهُوْا عَنْ نِكَاحِهِنَّ اِلَّا اَنْ يُّقْسِطُوْا لَهُنَّ فِيْ اِكْمَالِ الصَّدَاقِ وَاُمِرُوْا بِنِكَاحِ مَنْ سِوَاهُنَّ مِنَ النِّسَاءِ قَالَتْ عَائِشَةُ اِسْتَفْتَى النَّاسُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ يَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَاءِ اِلٰى تَرْغَبُوْنَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ لَهُمْ فِيْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ اَنَّ الْيَتِيْمَةَ اِذَا كَانَتْ ذَاتَ مَالٍ وَّجَمَالٍ رَغِبُوْا فِيْ نِكَاحِهَا وَنَسَبِهَا وَالصَّدَاقِ وَاِذَا كَانَتْ مَرْغُوْبًا عَنْهَا فِيْ قِلَّةِ الْمَالِ تَرَكُوْهَا وَاَخَذُوْا غَيْرَهَا مِنَ النِّسَاءِ قَالَتْ فَكَمَا يَتْرُكُوْنَهَا حِيْنَ يَرْغَبُوْنَ عَنْهَا فَلَيْسَ لَهُمْ اَنْ يَّنْكِحُوْهَا اِذَا رَغِبُوْا فِيْهَا اِلَّا اَنْ يُّقْسِطُوْا لَهَا وَيُعْطُوْهَا حَقَّهَا الْاَوْفٰى مِنَ الصَّدَاقِ

نکاح جائز ہے ، کیونکہ باوجود مذکور تاریخ کے مجلس واحد ہے۔

۴۸۱۲ — ترجمہ : عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے پوچھا اور کہا اے میری ماں ! اس آیت کریمہ : وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتَامٰى الٰی قولہ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ،، کی تفسیر کیا ہے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اے میرے بھانجے : یہ وہ یتیم لڑکی ہے جو اپنے ولی کی کفالت میں ہوتی وہ اس کی خوبصورتی اور مالداری میں رغبت کرتا اور اپنے ساتھ نکاح کر لیتا) اور اس کا مہر کم کرنا چاہتا تو ان کو یتیموں کے ساتھ نکاح کرنے سے روک دیا گیا مگر یہ کہ ان کو پورے مہر دیں اور ان کے ماسوا دیگر عورتوں کے ساتھ نکاح کا حکم دیا گیا۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ اس کے بعد لوگوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَاءِ الٰی قولہ تَرْغَبُوْنَ ،، نازل فرمائی اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں انہیں فرمایا : کہ یتیم بالغہ عاقلہ عورت جب خوبصورت اور مالدار ہوتی تو اس کے نکاح اور نسب اور مہر میں رغبت کرتے اور جب وہ خوبصورت نہ ہوتی

بَابٌ اِذَا قَالَ الْخَاطِبُ لِلْوَلِیِّ زَوِّجْنِیْ فُلَانَةَ فَقَالَ قَدْ زَوَّجْتُكَ بِكَذَا وَكَذَا جَازَ النِّكَاحُ وَاِنْ لَمْ يَقُلْ لِلزَّوْجِ اَرَضِيْتَ اَمْ قَبِلْتَ

۴۸۱۳ — حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ اَنَّ امْرَاَةً اَتَتِ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَرَضَتْ عَلَيْهِ نَفْسَهَا فَقَالَ مَا لِیَ الْيَوْمَ فِی النِّسَاءِ مِنْ حَاجَةٍ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ زَوِّجْنِيْهَا قَالَ مَا عِنْدَكَ قَالَ مَا عِنْدِیْ شَیْءٌ قَالَ اَعْطِهَا وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيْدٍ قَالَ مَا عِنْدِیْ شَیْءٌ قَالَ فَمَا عِنْدَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ قَالَ كَذَا وَكَذَا قَالَ فَقَدْ مَلَّكْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ

اور کم مالداری کے باعث اس میں رغبت نہ ہوتی تو انہیں چھوڑ دیتے اور اُن کے علاوہ دُوسری عورتیں لے آتے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جیسے وہ انہیں عدمِ رغبت کی صورت میں چھوڑتے ہیں (اور اُن سے نکاح نہیں کرتے) تو اُن کے لئے جائز نہیں کہ جب ان میں (خوبصورتی اور مالداری کے باعث) رغبت کریں تو اُن سے نکاح کریں مگر یہ کہ ان کے لئے انصاف کریں اور ان کا پُورا حق انہیں دیں اور وہ کامل مہر ہے۔

باب — جب شادی کا پیغام دینے والا عورت کے ولی سے کہے میرا فلاں عورت سے نکاح کر دو!

اور وہ کہے میں نے اتنے اتنے (مہر کے عوض) تیرے ساتھ اس کا نکاح کر دیا تو یہ نکاح جائز ہے اگرچہ زوجہ سے یہ نہ کہے کیا تو راضی ہے یا تو نے قبول کیا؟

بَابٌ لَا يَخْطِبُ عَلٰى خِطْبَةِ أَخِيْهِ حَتّٰى يَنْكِحَ أَوْ يَدَعَ ۴۸۱۳ — حَدَّثَنَا مَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ نَافِعًا يُحَدِّثُ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَبِيْعَ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَيْعِ بَعْضٍ وَلَا

۴۸۱۳ — ترجمہ : سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ ایک عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ پر اپنا آپ پیش کیا تو آپ نے فرمایا مجھے آج کسی دوسری عورت کی حاجت نہیں ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس کا مجھ سے نکاح کر دیں۔ فرمایا تیرے پاس کیا ہے (مہر کتنا ہے)، اس نے کہا میرے پاس کچھ بھی نہیں۔ فرمایا اس کو کچھ دو، اگرچہ لوہے کی انگوٹھی دو۔ اس نے کہا میرے پاس کچھ نہیں۔ فرمایا تو نے کتنا قرآن پڑھا ہے۔ عرض کیا اتنا اتنا قرآن پڑھا ہے۔ فرمایا میں نے اس قرآن کے سبب جو تجھے یاد ہے اس کا تجھے مالک بنا دیا۔

۴۸۱۳ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے آج عورتوں کی حاجت نہیں، حالانکہ آپ نے اسے سر تا پا، ایک نظر سے دیکھا۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ آپ کو حاجت تھی اس کا جواب یہ ہے کہ آپ کا یہ دیکھنا نکاح کے لئے نہیں تھا۔ اجنبیہ عورت کو دیکھنا آپ کے لئے جائز تھا اور یہ آپ کے خصوصیات سے ہے، کیونکہ آپ ساری امت کے باپ ہیں جبکہ آپ کی بیویاں ان کی مائیں ہیں یا ممکن ہے کہ آپ نے کسی اور مصلحت کے لئے دیکھا تھا۔

باب اپنے مسلمان بھائی کے پیغام نکاح پر پیغام نہ بھیجے حتیٰ کہ وہ نکاح کر لے یا اسے ترک کر دے"

۴۸۱۴ — ترجمہ : ابن جریج نے بیان کیا میں نے نافع کو یہ حدیث بیان کرتے ہوئے سنا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

يَخْطُبُ الرَّجُلُ عَلٰى خِطْبَةِ أَخِيْهِ حَتّٰى يَتْرُكَ الْخَاطِبُ قَبْلَهٗ أَوْ يَأْذَنَ لَهُ الْخَاطِبُ

۴۸۱۵ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنِ الْأَعْرَجِ قَالَ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ يَأْثُرُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيْثِ

نے اس سے منع کیا کہ تم میں سے بعض دوسرے کی بیع پر بیع کریں اور یہ کہ اپنے بھائی کی منگیتر پر پیغام نکاح بھیجے۔ حتی کہ پہلا منگیتر منگنی ترک کردے یا وہ اسے اجازت دیدے۔

۴۸۱۴ شرح : قولہ لا یخطب "منصوب یا مرفوع ہے۔ پہلی تقدیر پر "لا" زائدہ ہے اور دوسری تقدیر پر نافیہ ہے۔ نیز ہو سکتا ہے کہ مجزوم نہی کا صیغہ ہو اس تقدیر پر لفظ "قَالَ" مقدر ہے اور نہی پر معطوف ہے۔ یعنی نَهٰی وَ قَالَ لَا یَخْطُبُ "، اور بھائی سے مراد نسبی یا رضاعی یا دینی بھائی ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جب فاطمہ بنت قیس کو طلاق ہوئی اور حضرت معاویہ بن ابی سفیان اور ابوجہم نے انہیں پیغام نکاح بھیجے تو سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو اُسامہ بن زید سے نکاح کرلے اس کا جواب یہ ہے کہ جب زن و شوہر نکاح پر راضی ہو جائیں تو اور کسی کے لئے جائز نہیں کہ وہ اس عورت کو نکاح کا پیغام بھیجے اور اگر صرف مشورہ تک محدود ہیں اور صراحۃً ان میں رضامندی نہ ہوئی ہو تو عورت کو پیغامِ نکاح دینا جائز ہے کیونکہ ابوجہم اور معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہم نے فاطمہ بنت قیس کو پیغامِ نکاح دیا اور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو منع نہ فرمایا اور فاطمہ بنتِ قیس کو مشورہ دیا کہ وہ حضرت اُسامہ سے نکاح کرلے، کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مشورہ تک فاطمہ بنتِ قیس کا کسی طرف میلان نہ ہوا تھا۔ البتہ اگر کسی کی طرف عورت کا میلان ہو جائے اور منگنی طے پا جائے تو اب اسے منگنی کا پیغام دینا جائز نہیں "، اور یہ کہنا صحیح نہیں کہ یہ نہی فاطمہ بنتِ قیس کی حدیث سے منسوخ ہے کیونکہ کسی فقیہ نے یہ نہیں کہا اور فقہاء احادیث کے معانی زیادہ جانتے ہیں بعض نے کہا یہ نہی تحریم کے لئے نہیں لیکن یہ قول بعید تر ہے۔

۴۸۱۵ ترجمہ : اعرج نے کہا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے

وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا تَحَسَّسُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَكُوْنُوْا اِخْوَانًا وَلَا يَخْطِبُ الرَّجُلُ عَلٰى خِطْبَةِ اَخِيْهِ حَتّٰى يَنْكِحَ اَوْ يَتْرُكَ

بَابُ تَفْسِيْرِ تَرْكِ الْخِطْبَةِ

۴۸۱۶ — حَدَّثَنَا اَبُوْ الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ

سے روائت کی کہ آپ نے فرمایا اپنے آپ کو گمان سے دُور رکھو، کیونکہ گمان بہت جھوٹی بات ہے اور لوگوں کی باتیں نہ کریدو اور ایک دُوسرے سے دشمنی کی باتیں نہ کرو اور نہ ہی ایک دُوسرے سے بغض کرو اور اللہ کے بندے بھائی بھائی بنے رہو اور کوئی آدمی اپنے مسلمان بھائی کی منگنی پر منگنی نہ کرے حتی کہ وہ نکاح کرلے یا منگنی ترک کر دے۔

۴۸۱۵ — شرح : اس حدیث میں گمان سے تحذیر کی گئی ہے یعنی اپنے گمان پر عمل نہ کرو! حالانکہ اکثر شرعی احکام ظن پر مبنی ہیں اور مجتہدین کا عمل بھی ظنّیات پر مبنی ہے اور مجتہد پر اپنے ظن پر عمل کرنا واجب ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ اور مسلمانوں پر حسن ظن واجب ہے۔ حدیث شریف میں اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ، نیز فرمایا ظُنُّوْا بِالْمُؤْمِنِیْنَ خَیْرًا۔ ان روایات کے ہوتے ہوئے مذکور حدیث کا معنیٰ کیا ہوگا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث میں ظن سے مراد بدگمانی ہے یعنی باہم بدگمانی سے بچو! یہ سارے جھوٹوں سے زیادہ جھوٹ ہے۔ اس میں گناہ اس لئے زیادہ ہے کہ یہ قلبی امر ہے اور اس کا اعتبار ایمان کی طرح ہے اور کذب زبان کا کام ہے۔ اس میں استقرار نہیں۔ لہٰذا ظن کا فساد زیادہ ہے یا اکثر جھوٹ کا منشا ظن ہے۔ تجسّس اور تحسّس میں فرق یہ ہے کہ لوگوں کی باتیں کان لگا کر سُننا تحسّس ہے اور لوگوں کی باتیں کرنا تجسّس ہے۔ بعض نے کہا دونوں کا معنیٰ واحد ہے اور وہ پوشیدہ خبریں تلاش کرنا ہے۔ تباغضوا ایک دُوسرے سے بغض و عناد کرنا سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک دوسرے کے لئے نفع کی کوشش کرو اور ضرر دفع کرو جیسے بھائیوں میں ہوتا ہے اس طرح ہو جاؤ۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ قولہ حتّٰی یَنْکِحَ، حتی غائت کے لئے آتا ہے۔ یہ حدیث میں لا یخطب کی غائت کس طرح ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ نکاح کے بعد تو خِطبہ (منگنی) ممکن نہیں۔ گویا کہ فرمایا کسی کی منگنی پر ہرگز منگنی نہ کرے۔ جیسے قرآن کریم میں ہے حَتّٰی یَلِجَ الْجَمَلُ فِیْ سَمِّ الْخِیَاطِ، حتی کہ سوئی کے سوراخ میں اونٹ داخل ہو جائے۔

الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ اَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللهِ
ابْنَ عُمَرَ يُحَدِّثُ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ حِيْنَ تَاَيَّمَتْ حَفْصَةُ
قَالَ عُمَرُ لَقِيْتُ اَبَا بَكْرٍ فَقُلْتُ اِنْ شِئْتَ اَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ
بِنْتَ عُمَرَ فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ ثُمَّ خَطَبَهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَلَقِيَنِيْ اَبُوْبَكْرٍ فَقَالَ اِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِيْ اَنْ اَرْجِعَ اِلَيْكَ فِيْمَا
عَرَضْتَ اِلَّا اَنِّيْ قَدْ عَلِمْتُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَدْ ذَكَرَهَا فَلَمْ اَكُنْ لِاُفْشِيَ سِرَّ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَلَوْ تَرَكَهَا لَقَبِلْتُهَا تَابَعَهُ يُوْنُسُ وَمُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ وَابْنُ اَبِي
عَتِيْقٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ

باب منگنی چھوڑنے کی تفسیر

۴۸۱۶ — ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ عمر فاروق نے کہا جب حفصہ بیوہ ہوگئیں تو میں نے ابوبکر سے ملاقات کی اور اُن سے کہا اگر تم چاہو تو میں حفصہ بنت عمر کا نکاح تم سے کردوں؟ میں چند روز ٹھہرا پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہ سے نکاح کا پیغام دیا مجھے ابوبکر صدیق ملے اور کہا جو تم نے مجھ پر پیش کیا تھا اس کا جواب تمہیں دینے میں مجھے صرف اس بات نے منع کیا تھا کہ مجھے علم تھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہ کا ذکر کیا تھا اور میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا راز افشاء نہ کرسکتا تھا اگر آپ انہیں چھوڑ دیتے تو میں ضرور حفصہ قبول کرلیتا۔ یونس، موسیٰ ابن عقبہ اور ابن ابی عتیق نے زُہری سے روایت کرنے میں شعیب کی متابعت کی ہے۔

۴۸۱۶ — شرح: اس حدیث کی عنوان سے موافقت اس طرح ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے ابوبکر ملے الخ کیونکہ اس کلام میں

بَابُ الْخُطْبَةِ

۴۸۱۷ — حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ جَاءَ رَجُلَانِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَخَطَبَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ سِحْرًا

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا منگنی ترک کرنے میں عمر فاروق سے عذر خواہی کرنا ہے اور انہیں یہ جواب دینا ہے کہ وہ جانتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حفصہ سے نکاح کرنا چاہتے ہیں۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے منگنی ترک کرنے کی یہ تفسیر کی ہے۔

باب خُطبہ

۴۸۱۷ — ترجمہ : زید بن اسلم نے کہا میں نے عبداللہ بن عمر کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ دو آدمی مشرق کی جانب سے آئے اور اُنھوں نے لوگوں سے خطاب کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک بعض بیان جادو ہیں۔

۴۸۱۷ — شرح : امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ حدیث باب الطب میں عبداللہ ابن یوسف کے ذریعہ مالک سے روایت ذکر کی ہے۔ ابوداؤد نے قعنبی کے ذریعے مالک اور ترمذی نے بھی ذکر کی ہے اور اسے حسن صحیح کہا ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ان دو مردوں میں سے ایک کا نام زبرقان اور دوسرے کا نام عمرو تھا۔ یہ دونوں تمیمی تھے اور فصاحت و بلاغت میں باکمال تھے وہ نو ہجری میں آئے دونوں نے اپنے خطبوں میں کمالِ فصاحت و بلاغت پر مشتمل کلام کیا۔ زبرقان نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میں بنی تمیم قبیلہ کا سردار ہوں ان میں میری اطاعت کی جاتی ہے اور میں ان کی طرف جملہ امور سرانجام دیتا ہوں اور اُن سے ستم وظلم کی مدافعت کرتا ہوں اور اُن کے حقوق کا احیاء کرتا ہوں ان کو پامال نہیں ہونے دیتا۔ یہ میرا ساتھی عمرو مجھے خوب جانتا ہے کہ میں ایسا شخص ہوں۔ عمرو نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم!

یہ سخت معارضہ کرنے والا ہے اپنے آپ سے مدافعت کرتا ہے اور اس کے قریبی ہی اس کی اطاعت کرتے ہیں۔ زبرقان نے کہا یا رسُولَ اللہ! خدا کی قسم یہ شخص لئیم الحال ہے۔ نیا نیا مالدار احمق ہے اور اپنے قبیلہ میں بدنام ہے۔ بخدا! یا رسُول اللہ! صلّی اللہ علیہ وسلّم! یہ جانتا ہے کہ جو کچھ اس نے کہا ہے وہ مجھ میں نہیں پایا جاتا۔ یہ اس نے صرف حسد کرتے ہوئے کہا۔ عمرو نے کہا: میں تجھ پر حسد کرتا ہوں؟ بخدا یا رسُولَ اللہ! میں نے پہلے بھی سچ کہا ہے۔ اور دوسری بار جھوٹ نہیں کہا لیکن میں وہ انسان ہوں۔ جب میں راضی ہوں تو کہتا ہوں جو کچھ مجھے معلوم ہوتا ہے بہتر ہے اور جب میں غضبناک ہوں تو کہتا ہوں جو کچھ میں نے پایا ہے وہ اچھا نہیں ہے (یہ سُن کر) جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جبکہ ان کے کلام میں انتہائی فصاحت و بلاغت پائی کہ بعض بیان جادو ہیں جو سُننے والوں کو اپنی طرف مائل کرتا ہے۔ اور ان کے دل مسخر کر لیتا ہے۔ اور ان پر غلبہ حاصل کر لیتا ہے جیسے جادو ظاہر حال میں تصرف کرتا ہے۔ ابوداؤد نے عبداللہ بن بُریدہ سے مرفوع حدیث ذکر کی کہ بعض بیان جادو ہیں اور بعض علم جہالت ہیں اور بعض شعر حکمت ہیں اور بعض کلام عیال ہیں۔ صعصعہ بن صوحان نے کہا۔ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سچ فرمایا ہے۔ بعض بیان کے جادو ہونے کا معنیٰ یہ ہے کہ جس شخص پر کسی کا حق ہو اور وہ مقدمات اور حجج و دلائل کے باعث اپنے مقابل پر غلبہ حاصل کر لیتا ہے اور لوگ اس کے جواب میں عاجز ہو جاتے ہیں اور وہ کسی کا حق لے کر جاتا رہتا ہے۔ بعض علموں کے جہل ہونے کی صورت یہ ہے کہ بعض عالم کوئی بات کرتے ہیں جسے جانتے نہیں ہیں اور اس کی تقریر و تحریر میں تکلف کرتے ہیں اور جہالت میں پڑ جاتے ہیں جو شعر حکمت ہیں اُن سے مراد یہ ہے کہ وہ مواعظ، امثال اور معارف پر مشتمل ہوتے ہیں اور بعض عیال بایں معنیٰ ہیں کہ تو اپنا کلام اس کے سامنے ذکر کرے جو اس کی شان کے لائق نہیں اور نہ وہ اسے چاہتا ہے (تیسیر القاری) اس حدیث کی مناسبت عنوان سے اس طرح ہے کہ اُن دو مَردوں کا جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس کلام غرض اور مقصد سے خالی نہ تھا اور حاجت کے وقت خطبہ پڑھنا لوگوں کے دل مائل کرنے اور اجابت میں رغبت کرنے کے لئے قدیم رسم چلی آ رہی ہے اسی لئے نکاح کے وقت خطبہ پڑھا جاتا ہے

کیا عقدِ نکاح کے وقت خُطبہ واجب ہے؟

اہلِ ظاہر کے نزدیک خطبۂ نکاح واجب ہے ان کی دلیل یہ ہے کہ سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سیّدہ طاہرہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کے وقت خطبہ پڑھا تھا اور آپ کا فعل وجوب کے لئے ہے، لیکن فقہا کے نزدیک یہ خطبہ فرض و واجب نہیں بلکہ مستحب ہے۔ امام ترمذی نے کہا بعض

بَابُ ضَرْبِ الدُّفِّ فِي النِّكَاحِ وَالْوَلِيْمَةِ

۴۸۱۸ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ بِشْرِبْنِ الْمُفَضَّلِ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ ذَكْوَانَ قَالَ قَالَتِ الرُّبَيِّعُ بِنْتُ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَآءَ جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ حِيْنَ بُنِيَ عَلَيَّ فَجَلَسَ عَلٰى فِرَاشِيْ كَمَجْلِسِكَ مِنِّيْ فَجَعَلَتْ جُوَيْرِيَاتٌ لَنَا يَضْرِبْنَ بِالدُّفِّ وَيَنْدُبْنَ مَنْ قُتِلَ مِنْ اٰبَائِيْ يَوْمَ بَدْرٍ اِذْ قَالَتْ اِحْدٰهُنَّ وَفِيْنَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِيْ غَدٍ فَقَالَ دَعِيْ هٰذِهٖ وَقُوْلِيْ بِالَّذِيْ كُنْتِ تَقُوْلِيْنَ

اہلِ علم ایسے سفیان ثوری وغیرہ نے کہا کہ خطبہ کے بغیر نکاح صحیح ہے۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سہل بن زید کی حدیث میں ایک شخص سے فرمایا میں نے تجھے بعض قرآن یاد ہونے کی برکت سے اس عورت سے تیرا نکاح کر دیا اور اس میں خطبہ مذکور نہیں۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نکاح میں خطبہ نہ پڑھا جائے وہ شل ہاتھ کی طرح ہے۔ اس حدیث سے ظاہر ہے کہ اصل نکاح ہو جاتا ہے۔ واللہ اعلم

نکاح اور ولیمہ میں دُف مارنا

دُفّ میں دال مضموم ہے مفتوح بھی پڑھا جاتا ہے۔ نکاح میں دُف بجانے میں کوئی اختلاف نہیں۔ اسی طرح ولیمہ میں دُف بجانا مباح ہے رُخصتی کے وقت بھی دُف بجانے میں حرج نہیں۔

۴۸۱۸ — **ترجمہ:** خالد بن ذکوان نے کہا رُبیّع بنت مُعَوّذ بن عفرآء نے کہا جب میری رخصتی ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور میرے بستر پر تشریف فرما ہوئے جیسے تو میرے پاس بیٹھا ہے۔ ہماری چھوٹی چھوٹی بچیوں نے دُف بجانا شروع کر دی اور بدر کی جنگ میں جو میرے آباء قتل ہو چکے ان کا ندبہ کر رہی تھیں (ان کو افسوس سے پکارتی تھیں) اچانک اُن میں سے ایک بچی نے کہہ دیا ہم میں ایسا نبی ہے جو آنے والے دن

بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالٰى وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً وَكَثْرَةِ الْمَهْرِ وَاَدْنٰى مَا يَجُوْزُ مِنَ الصَّدَاقِ وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى وَاٰتَيْتُمْ اِحْدٰهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْئًا وَقَوْلِهٖ جَلَّ ذِكْرُهٗ اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ وَقَالَ سَهْلٌ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيْدٍ

کی باتیں جانتے ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم " حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کہنا چھوڑ دو اور وہ کہو جو پہلے کہتی تھی۔

۴۸۱۸ شرح: روتے ہوئے میت کے محاسن شمار کرنے کو ندبہ کہتے ہیں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ربیع بنت عفراء کے بستر پر اس کے پاس بیٹھ گئے ! کیونکہ حضور کی یہ خصوصیت ہے کہ آپ اجنبیہ سے خلوت کر سکتے ہیں اور اس کو دیکھ سکتے ہیں جیسے آپ ام حرام بنت ملحان کے پاس تشریف لے جاتے اور ان کے گھر آرام فرماتے اور وہ آپ کے سر مبارک کو آرام پہنچاتی تھیں ؛ حالانکہ وہ آپ کی محرمہ نہ تھی اور نہ ہی زوجیت کا تعلق تھا۔ نکاح میں دف بجانا مباح ہے تاکہ عوام کو پتہ چلے کہ شادی ہو رہی ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکیوں کو فِيْنَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِيْ غَدٍ ، کہنے سے روک دیا ، کیونکہ علم صفتِ کمال ہے اور گانا بجانا لہو ولعب سے خالی نہیں تو ایسے مقام میں آپ کی صفت کمال کا ذکر موزون نہ تھا اس لئے فرمایا یہ نہ کہو اور وہ ہی کہو جو اپنے آباؤ اجداد کے محاسن ذکر کرتی تھی اور وہ اشعار کہو جو مغازی اور جنگوں میں بہادری پر مشتمل ہیں۔

نکاح میں دُف بجانا

نکاح و ولیمہ میں دُف بجانا مباح ہے۔ امام ترمذی نے محمد بن حاطب سے روایت نقل کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حلال وحرام نکاح کے درمیان دُف بجانا اور بجنوں کا گانا حد فاصل ہے۔ امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا جبکہ ابن حبان اور حاکم نے صحیح کہا ہے نیز امام ترمذی نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا نکاح کا اعلان کرو اور مساجد میں کرو اور نکاح کے وقت دُف بجاؤ۔

امام نسائی نے قرظہ بن کعب اور ابو مسعود سے روایت نقل کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں شادی کے وقت لہو و لعب کی اجازت دی۔ ابن ماجہ نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ انھوں نے اپنی قریبی انصاریہ عورت کا نکاح کیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم نے اس کے پاس بچیوں کو بھیجا ہے جو وہاں گا نا گائیں عرض کیا گیا نہیں۔ آپ نے فرمایا انصار کو غزلیں بہت پسند ہیں تم اس کے ساتھ غزلیں کہنے والی بچیاں بھیجتے تو اچھا مناسب تھا۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ امام اور عالمِ دین شادیوں میں جا سکتے ہیں، اگرچہ وہاں لہو و لعب ہو، کیونکہ شادیوں میں لہو و لعب مباح ہے کیونکہ اس سے محبت پیدا ہوتی ہے اور خوشی میں اضافہ ہوتا ہے اور اس سے رکنا مستحسن نہیں ہے بلکہ یہ ممدوح و مشروع ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی کے سامنے اس کی تعریف کرنا جائز ہے جبکہ اس میں قابلِ تعریف وصف پائی جائے جیسے چھوٹی بچیوں نے کہا وفینا نبی یعلم ما فی غدٍ کیونکہ مستقبل قریب یا بعید کی باتیں جاننے کی وصف آپ میں پائی جاتی ہے۔ البتہ ممنوع وہ وصف ہے جو ممدوح میں نہ پائی جائے" واللہ ورسولہ اعلم!

باب ــــ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! عورتوں کو اُن کے مہر دو، عطیہ کے طور پر "

اور زیادہ سے زیادہ مہر، اور جو کم از کم مہر جائز ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اگر تم عورتوں میں سے کسی کو زیادہ مہر دو تو اس میں سے کوئی شئ واپس نہ لو اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! ان کا مہر مقرر کرو" سہل نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مہر دو اگرچہ لوہے کی انگوٹھی ہو"

تفسیر: "عورتوں کو ان کے مہر دو" سے امام بخاری کی مراد یہ ہے کہ کم از کم مہر کا حد مقدر نہیں۔ صَدُقات بضم الدال صَدُقۃ کی جمع بمعنی مہر ہے اور صَدَقات بفتح الدال صَدَقہ کی جمع بمعنی خیرات ہے۔ نیز صَدُقات معنی مہور کو صَدْقات بفتح الصاد وسکون الدال اور صُدُقات بضم الصاد والدال بھی پڑھا جاتا ہے۔ قولہ نِحْلَۃً "منصوب مفعول مطلق ہے، کیونکہ نِحلہ اور ایتاء کا

معنی واحد ہے۔ دراصل اِنْحَلُوْهُنَّ مُهُوْرَهُنَّ نِحْلَةً تھا۔ یہ مخاطبین سے حال بھی ہو سکتا ہے یعنی عورتوں کو ان کے مہر بطور ملک دو اس حال میں کہ تم خوش ہو۔ اس طرح بھی ہو سکتا ہے کہ نحلۃً صدقات سے حال واقع ہو بطور نحلہ کا معنی ملت ہو، چنانچہ کہا جاتا ہے: نِحْلَتُهُ الاسلام خیر النحل اس وقت تقدیر عبارت اس طرح ہے کہ وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ مُفَوَّلَتَه مُعْطَاةً ،، یہ بھی احتمال ہے کہ بطور تعلیل منصوب ہو یعنی اٰتُوْهُنَّ صَدُقٰتِهِنَّ لِلنِّحْلَةِ وَالدِّيَانَةِ ،، قولہ کثرۃ المھر ،، مجرور قولہ تعالیٰ پر معطوف ہے یعنی یہ باب کثرت مہر کے بیان میں ہے۔ اس میں یہ اشارہ ہے کہ کثیر مہر بھی جائز ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَاٰتَيْتُمْ اِحْدٰهُنَّ قِنْطَارًا یعنی کثیر مال دیا۔ زمخشری نے کہا قنطار کی تفسیر میں مختلف اقوال ہیں۔ بعض نے کہا اس کے معنی غیر محدود عدد ہے بعض نے کہا محدود عدد ہے پھر اس کی تحدید میں اختلاف ہے بعض ایک ہزار دو سو اوقیہ کہتے ہیں بعض بارہ ہزار اوقیہ کہتے ہیں جبکہ بعض ستر ہزار دینار کہتے ہیں۔ مذکور عنوان میں آیات کثرتِ مہر پر دلالت کرتی ہیں۔ جبکہ حدیث شریف قلتِ مہر پر دلالت کرتی ہے۔ احناف کے نزدیک کم از کم مہر دس درہم ہے اس سے کم جائز نہیں اس کی دلیل یہ ہے کہ دارقطنی نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ لَا مَهْرَ دُوْنَ عَشَرَةِ دَرَاهِمَ ،، کہ دس درہموں سے کم مہر نہیں۔ بیہقی اور ابو عمرو بن عبدالبرّ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کم از کم مہر جس کے ساتھ آدمی اپنے لئے عورت حلال کرتا ہے دس درہم ہیں۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا۔ مہر کثیر اور قلیل ہونے میں علماء میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ مہلّب نے کہا کثیر مہر کی حد نہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور ان میں سے کسی کو تم نے کثیر مال دیا۔ اور عبدالرزاق نے اپنے اسناد سے ابو عبدالرحمٰن سلمی سے ذکر کیا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا عورتوں کے مہر زیادہ نہ دو تو ایک عورت نے کہا اے عمر یہ تمہارے بس کی بات نہیں جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَاٰتَيْتُمْ اِحْدٰهُنَّ قِنْطَارًا ،، اور تم نے عورتوں میں سے کسی کو کثیر مال دیا۔

ابو الفرج اموی نے کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ام کلثوم کو چالیس ہزار درہم مہر ادا کیا تھا اور امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اس کو سو باندی، اور ایک لاکھ درہم مہر ادا کیا تھا اور مصعب بن زبیر نے عائشہ بن بنت طلحہ سے نکاح کیا اور اس کو دس لاکھ درہم مہر ادا کیا تھا اور نجاشی نے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے حبشہ میں نکاح کر کے حضور کی طرف سے چار ہزار درہم مہر ادا کیا (ابو داؤد) اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع بھیج دی۔ حربی نے کہا نجاشی نے چار سو دینار مہر ادا کیا تھا بعض نے دو سو دینار کہا ہے۔ مسلم نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ذکر کی کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا مہر پانچ سو درہم تھا۔ حربی نے کہا سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین سودہ کو ایک مکان مہر دیا تھا اور ام المؤمنین عائشہ

۴۸۱۹ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ تَزَوَّجَ امْرَاَةً عَلٰى وَزْنِ نَوَاةٍ فَرَاَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَشَاشَةَ الْعُرْسِ فَسَاَلَهٗ فَقَالَ اِنِّیْ تَزَوَّجْتُ امْرَاَةً عَلٰى وَزْنِ نَوَاةٍ وَعَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ ابْنَ عَوْفٍ تَزَوَّجَ امْرَاَةً عَلٰى وَزْنِ نَوَاةٍ مِّنْ ذَهَبٍ

رضی اللہ عنہا کو گھریلو سامان مہر دیا جس کی قیمت پچاس درہم تھی ۔ زینب بنت خزیمہ کا مہر پانچ سو دراہم تھا۔ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو حضور نے مہر میں سامان دیا جس کی قیمت دس درہم تھی۔ بعض نے کہا دو مٹکے ایک چکی اور ایک تکیہ مہر دیا۔ ترمذی نے چار سو درہم ذکر کئے ہیں۔ مسلم کی روایت میں ہے کہ ایک انصاری نے نکاح کیا تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا مہر دیا اُس نے کہا چار اوقیہ مہر دیا ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار اوقیہ مہر دیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ تم اس پہاڑ سے چاندی نکالتے ہو

۴۸۱۹ ــــ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ایک عورت سے سونے کی گٹھلی کے وزن کے برابر مہر کے عوض نکاح کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر شادی کی خوشی کے آثار دیکھے تو اس سے دریافت کیا تو عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا میں نے ایک عورت سے سونے کی گٹھلی کے وزن کے برابر مہر کے عوض نکاح کیا ہے۔ قتادہ نے انس سے روایت کی کہ عبدالرحمٰن بن عوف نے ایک عورت سے سونے کی گٹھلی کے برابر مہر کے عوض نکاح کیا۔

۴۸۱۹ ــــ شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمٰن کا کلام سُنا تو خاموش رہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مہر کی مقدار معیّن نہیں ہے اور زوجین جس پر راضی ہو جائیں وہ مہر متصور ہو سکتا ہے۔ گٹھلی کا وزن پانچ درہم تھا۔"

"بشاشہ کے معنی خوشی ہیں"

بَابُ التَّزْوِيجِ عَلَى الْقُرْاٰنِ وَبِغَيْرِ صَدَاقٍ

۴۸۲۰۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ سَمِعْتُ اَبَا حَازِمٍ سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ يَقُوْلُ اِنِّيْ لَفِي الْقَوْمِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ قَامَتِ امْرَاَةٌ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللهِ اِنَّهَا قَدْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لَكَ فَرَ اَ فِيْهَا رَاْيَكَ فَلَمْ يُجِبْهَا شَيْئًا ثُمَّ قَامَتْ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللهِ اِنَّهَا قَدْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لَكَ فَرَاْ فِيْهَا رَاْيَكَ فَلَمْ يُجِبْهَا شَيْئًا ثُمَّ قَامَتِ الثَّالِثَةَ فَقَالَتْ اِنَّهَا قَدْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لَكَ فَرَاْ فِيْهَا رَاْيَكَ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ اَنْكِحْنِيْهَا قَالَ هَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ قَالَ لَا قَالَ اذْهَبْ فَاطْلُبْ وَلَوْ خَاتَمًا

باب قرآن کی تعلیم کے عوض نکاح کر دینا اور مہر ذکر کئے بغیر نکاح کر دینا

۴۸۲۰۔ ترجمہ : ابو حازم نے کہا میں نے سہل بن سعد کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں ایک جماعتِ صحابہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا کہ اچانک ایک عورت کھڑی ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے اپنی ذات آپ کو بخش دی۔ آپ اس میں اپنی رائے قائم کرلیں آپ نے اسے کوئی جواب نہ دیا وہ پھر دوسری بار کھڑی ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے اپنی ذات آپ کو ہبہ کی ہے آپ اس میں اپنی رائے دیکھیں۔ آپ نے اسے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر تیسری بار کھڑی ہوئی اور کہا کہ میں نے اپنا آپ آپ کے لئے ہبہ کر دیا ہے اس میں اپنی رائے دیکھیں۔ پھر ایک آدمی کھڑا ہو گیا اور عرض کیا

مِنْ حَدِيْدٍ فَذَهَبَ فَطَلَبَ ثُمَّ جَآءَ فَقَالَ مَا وَجَدْتُ شَيْئًا وَلَوْ خَاتِمًا مِنْ حَدِيْدٍ قَالَ هَلْ مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ شَيْءٌ قَالَ مَعِيَ سُوْرَةُ كَذَا وَسُوْرَةُ كَذَا قَالَ اذْهَبْ فَقَدْ اَنْكَحْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ

بَابُ الْمَهْرِ بِالْعُرُوْضِ وَخَاتَمٍ مِنْ حَدِيْدٍ

۴۸۲۱ — حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيٰنَ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِرَجُلٍ تَزَوَّجْ وَلَوْ بِخَاتَمٍ مِنْ حَدِيْدٍ

کہا یارسول اللہ! اس عورت کا نکاح مجھ سے کر دیں۔ فرمایا کیا تیرے پاس کچھ ہے (جو مہر میں ادا کرے) اُس نے کہا نہیں فرمایا جاؤ تلاش کرو! اگرچہ لوہے کی انگوٹھی ہو۔ وہ گیا اور تلاش کیا پھر آگیا اور عرض کیا: میں نے کوئی شئے نہیں پائی اور نہ ہی لوہے کی انگوٹھی پائی ہے۔ فرمایا کیا تجھے کچھ قرآن یاد ہے؟ اُس نے کہا مجھے فلاں فلاں سورت یاد ہے۔ فرمایا جاؤ تجھے قرآن یاد ہونے کے سبب میں نے اس کا نکاح تجھ سے کر دیا۔

۴۸۲۱ — ترجمہ: سہل بن سعد سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی سے کہا نکاح کرو اگرچہ لوہے کی انگوٹھی کے عوض نکاح کرو!

۲۰ - ۴۸۲۱ — شرح: سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی حدیث جو متعدد طرق سے منقول ہے سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر لوہے کی انگوٹھی مہر دی جائے تو نکاح درست ہو جاتا ہے۔ اس سے امام شافعی رضی اللہ عنہ نے استدلال کیا کہ تعلیم قرآن پر اُجرت لینا جائز ہے۔ امام ابوحنیفہ اور اُن کے تلامذہ اور امام مالک، لیث اور مُزنی نے کہا کہ تعلیم قرآن مہر نہیں ہو سکتی امام ابوحنیفہ اور ان کے تلامذہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص تعلیم قرآن کے عوض نکاح کرے تو نکاح جائز ہے اور وہ اس نکاح کے حکم میں ہے جس میں مہر ذکر نہ کیا جائے۔ اس صورت میں مہر مثل واجب ہے جبکہ منکوحہ سے

ہم بستری کرلے ؛ ورنہ اس منکوحہ کو متعہ دینا ہوگا۔

امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث کا جواب یہ دیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ جو کچھ تجھے قرآن یاد ہے اس کے عوض اس کا نکاح تجھ سے کر دیا آپ کے خصوصیات سے ہے اور کسی کے لئے جائز نہیں کہ تعلیم قرآن کے عوض تزویج و تملیک کرنے اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مہر کے بغیر ملک بضعہ مباح کیا ہے آپ کے سوا اور کسی کے لئے مباح نہیں کیا ؛ چنانچہ صراحتًہ قرآن کریم میں ہے : خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ،، دوسرے مومنوں کے سوا صرف آپ کے لئے خاص ہے۔ لہٰذا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا حق ہے کہ جو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے مخصوص کر دیا ہے وہ آپ مہر کے بغیر اور کسی کی تملیک کر دیں۔ یہ صرف سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے۔ امام لیث تعلیم قرآن کو مہر قرار نہیں دیتے وہ کہتے ہیں اس عورت نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تھا کہ میں نے اپنی ذات آپ کو ہبہ کر دی ہے یعنی مہر کے بغیر آپ کی ملکیت کر دی ہے۔ اور اس شخص نے کہا تھا کہ آپ اس کا نکاح میرے ساتھ کر دیں۔ اور حدیث میں کہیں مذکور نہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت سے مشورہ کیا ہو یا اس عورت نے کہا ہو کہ اس آدمی سے میرا نکاح کر دیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی ہبہ کے باعث جس میں آپ کے لئے نکاح جائز ہے اس مرد کو وہ ہبہ کر دی۔ اس حدیث (سہل بن زید کی حدیث) کا یہ جواب بھی دیا جاتا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد : بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ،، قرآن کریم کے شرف اور اس کی قدر و منزلت کے بیان کے لئے یعنی میں نے قرآن کریم کی سورتوں کی برکت اور تعظیم کے لئے اس کا نکاح تجھ سے کر دیا اور یہ بھی احتمال ہے کہ لوہے کی انگوٹھی بطور مہر معجّل ہو اگرچہ وہ قلیل ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ لوہے کی انگوٹھی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے، کیونکہ یہ دوزخیوں کا زیور ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس وقت لوہے کی انگوٹھی پہننا جائز تھا پھر ممنوع قرار دیا گیا اور اس کا پہننا منسوخ ہو گیا۔

قولہ فَرَ ،، فاء عاطفہ اور ،، رَ،، امر ہے جیسے وَفٰی یَفِیْ سے امر فِ ہے اسی طرح رَءٰی یَرٰی سے امر ،، رَ،، ہے۔ اس قسم کے الفاظ میں قاعدہ یہ ہے کہ اس کے آخر میں ہا سکتہ لاحق کرتے ہیں جیسے قِہ کیونکہ ایک ہی کلمہ سے ابتداء اور اسی پہ وقف متعسّر ہے۔

باب ۴ سامان اور لوہے کی انگوٹھی مہر دینا

۴۸۲۲ ــــ ترجمہ : سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی سے فرمایا نکاح کر اگرچہ لوہے کی انگوٹھی کے عوض ہو۔ قد مرّ تفصیلہ،،

بَابُ الشُّرُوطِ فِي النِّكَاحِ

وَقَالَ عُمَرُ مَقَاطِعُ الْحُقُوقِ عِنْدَ الشُّرُوطِ وَقَالَ الْمِسْوَرُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ صِهْرًا لَهُ فَأَثْنَى عَلَيْهِ فِي مُصَاهَرَتِهِ فَأَحْسَنَ قَالَ حَدَّثَنِي وَصَدَقَنِي وَوَعَدَنِي فَوَفَى لِي

باب نکاح کے وقت شرطیں لگانا

یعنی اس باب میں عقدِ نکاح کے وقت شرطوں کا بیان ہے شروط کی کئی قسمیں ہیں۔ بعض کا پورا کرنا ضروری ہے جیسے عورت سے اچھا معاملہ کرنا اور بعض شرطیں وہ ہیں جو ضروری نہیں جیسے عورت نکاح کے وقت یہ شرط ذکر کرے کہ وہ پہلی بیوی کو طلاق دیدے اور بعض شرطیں وہ ہیں جن میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے جیسے یہ شرط کی جائے کہ اس کے بعد کسی اور عورت سے نکاح نہ کرے گا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا مسلمان اپنی شرطوں کے پابند ہیں اور وجودِ شرط کے وقت حقوق ختم ہو جاتے ہیں اور مسور بن مخرمہ نے کہا میں نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اپنے داماد کا ذکر کرتے ہوئے سُنا۔ آپ نے اس کی دامادی میں اس کی ثنا کی اور اچھی ثنا کی؛ چنانچہ فرمایا اُس نے (داماد نے) میرے ساتھ بات کی اور سچی کی مجھ سے وعدہ کیا پورا کیا۔

شرح : مَقاطع مَقطع کی جمع ہے۔ یعنی وہ مقامات جن میں وجودِ شرط کے بعد زوجین کے حقوق ختم ہو جاتے ہیں یعنی شروط واجبہ کو پورا کرنا واجب ہے۔ اگر کسی آدمی نے اس شرط پر عورت سے نکاح کیا کہ اسے اس کے گھر سے باہر نہیں لے جائے گا یا اس کے

ہوتے ہوئے کسی اور عورت سے نکاح نہیں کرے گا یا اس قلیم کی کوئی اور مباح شرط ذکر کی تو اس کی وفا میں علماء کا اختلاف ہے۔ بعض نے کہا شوہر پر واجب ہے کہ شرط پوری کرے۔ شیخ عبدالرزاق اور ابن عبدالبر نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی سے یہ شرط ذکر کی کہ اسے گھر سے باہر نہ لے جائے گا تو عمر فاروق نے فرمایا شرط پوری کرے پھر دونوں نے یہی ذکر کیا جو امام بخاری نے ذکر کیا ہے۔ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہا عورت کی شرط پوری کرے۔ بعض متاخرین نے اسے مستحسن کہا ہے۔ بعض علماء نے کہا اللہ سے ڈرتے ہوئے شرط پوری کرے لیکن یہ اس پر واجب نہیں اگر اسے باہر لے جانا ہی چاہتا ہے تو وہ اپنی بیوی کا زیادہ مستحق ہے۔ امام مالک، امام ابو حنیفہ، سفیان ثوری اور امام شافعی یہی کہتے ہیں۔

عطاء نے کہا کہ اگر عورت نے یہ شرط کی کہ اس کا شوہر کسی اور عورت سے نکاح نہیں کرے گا نہ کسی لونڈی سے جماع کرے گا اور نہ وہ گھر سے باہر جائے گی تو جب نکاح کرے گا شرط باطل ہو جائے گی۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ابن وہب نے لیث کے ذریعہ ابن سباق سے روایت کی کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد میں ایک آدمی نے ایک عورت سے اس شرط پر نکاح کیا کہ اسے اس کے گھر سے باہر نہ لے جائیگا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ شرط ختم کر دی اور فرمایا عورت اپنے شوہر کے ساتھ رہے گی اور عورت کی شرط لازم نہ کی۔ اس طرح کی روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے۔ انھوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی شرط لوگوں کی شرطوں سے مقدم ہے اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں متضاد روایات منقول ہیں۔ تابعین اور تبع تابعین نے بھی اس میں اختلاف کیا ہے۔ امام اوزاعی نے پہلا قول اختیار کیا اور کہا عورت کی شرط ثابت رہے گی۔ امام لیث نے دوسرا قول اختیار کیا۔ امام مالک نے بھی ان کی موافقت کی ہے۔

ابوالعاص زوج زینب بنت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ابوالعاص بن ربیع بن عبد العزیٰ بن عبدالشمس بن عبد مناف بن قصی قرشی عبشمی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے بڑے داماد ہیں اُن کا نام لقیط ہے بعض نے مہشم اور بعض نے ہشیم ذکر کیا ہے اُن کی والدہ ہالہ بنت خویلد بن اسد ہیں۔ ہالہ ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کی حقیقی بہن ہیں۔ ابوالعاص جنگ بدر میں کفار قریش کے ساتھ مسلمانوں کے مقابلہ میں آئے اور دوسرے قیدی کافروں کے ساتھ مسلمانوں کے قیدی ہوئے جبکہ مکہ والوں نے قیدیوں کو آزاد کرانے کے لئے فدیہ بھیجا تو اُن کا بھائی عمرو بن ربیع فدیہ لے کر آئے جو انہیں زینب بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا تھا اس میں وہ ہار بھی تھا، جو

۴۸۲۳ — حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِيْدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِیْ حَبِيْبٍ عَنْ اَبِی الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَحَقُّ مَا اَوْفَيْتُمْ مِنَ الشُّرُوْطِ اَنْ تُوْفُوْا بِهٖ مَا اسْتَحْلَلْتُمْ بِهِ الْفُرُوْجَ

ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا نے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو شادی کے وقت پہنایا تھا۔ جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر اس ہار پر پڑی تو آپ پر رقت طاری ہو گئی اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے مشورہ سے ہار واپس کرتے ہوئے فرمایا کہ ابوالعاص کو اس شرط پر آزاد کر دیا جائے کہ وہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو واپس کر دے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا : ابوالعاص نے وعدہ کیا اور اسے پورا کیا اور بات کی اور سچ کہا۔

ابوالعاص کفر کے زمانہ میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے نہایت مخلص تھے جب کفارِ مکہ نے انہیں کہا کہ وہ اپنی بیوی سیدہ زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو طلاق دے دیں تو انھوں نے کفار کی بات مسترد کرتے ہوئے سیدہ زینب کو اپنی زوجیت میں رکھا۔ اس پر سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تعریف کی۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا اپنے شوہر کو شرک و کفر میں ملوث چھوڑ کر مدینہ منورہ تشریف لے آئیں۔ اس کے سات سال بعد ابوالعاص بھی مسلمان ہو گئے۔ تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے نکاح کے ساتھ ابوالعاص کے نکاح میں واپس کر دی اور تجدید نکاح نہ کی (شروع اسلام میں کافر و مسلمان میں مناکحت جائز تھی) بعض روایات میں ہے کہ تجدید نکاح کی۔ وہ بارہ ہجری کے ذی الحجہ میں فوت ہوئے جبکہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں ہی وفات پا گئی تھیں۔"

۴۸۲۳ — ترجمہ : عقبہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا وہ شرطیں جن کو پورا کرنا زیادہ لائق ہے وہ یہ ہے کہ جس کے ساتھ تم نے شرمگاہوں کو حلال جانا (حق زوجیت)

(حدیث ۲۵۳۸ ج : چہارم کی شرح دیکھیں)

بَابُ الشُّرُوطِ الَّتِي لَا تَحِلُّ فِي النِّكَاحِ

وَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ لَا تَشْتَرِطُ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ أُخْتِهَا

۴۸۲۴ ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسٰى عَنْ زَكَرِيَّاءَ هُوَ ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تَسْأَلُ طَلَاقَ أُخْتِهَا لِتَسْتَفْرِغَ صَحْفَتَهَا فَإِنَّمَا لَهَا مَا قُدِّرَ لَهَا

باب ـ وہ شرطیں جو نکاح میں جائز نہیں

ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کوئی عورت (عقدِ نکاح کے وقت) اپنی بہن کی طلاق کی شرط نہ لگائے۔"

یہ تعلیق عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پر موقوف ہے۔ بخاری نے اسے معلق ذکر کیا ہے اور ابوہریرہ کی حدیث کے بعض طرق میں یہ مرفوع ہے۔ اس باب کی حدیث میں یہ ہے کہ کسی عورت کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنی بہن کی طلاق طلب کرے۔ اس کی شرح میں امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ بہن سے مراد نسبی بہن ہو یا رضاعی ہو یا اسلامی بہن ہو" اس کے شوہر کو کہے کہ اسے طلاق دے کر میرے ساتھ نکاح کرے۔ اس میں کافرہ بیوی بھی داخل ہے۔ اگرچہ وہ اسلامی بہن نہیں۔ ابوعمر نے کہا یہاں اُخت (بہن) سے مراد سوکن ہے۔ یعنی اپنے شوہر سے اپنی سوکن کی طلاق کا مطالبہ نہ کرے تاکہ وہ تنہا ہی اس کی زوجیت میں رہے، لیکن یہاں اسلامی بہن مراد ہے، چنانچہ ابن حبان نے ابوکثیر کے طریق سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ کوئی عورت اپنی بہن کی طلاق کا سوال نہ کرے تاکہ اس کا حصہ اپنے لئے فارغ کرائے، کیونکہ ہر مسلمان عورت مسلمان عورت کی بہن ہوتی ہے۔ (عینی)

۴۸۲۴ ـ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

بَابُ الصُّفْرَةِ لِلْمُتَزَوِّجِ

وَرَوَاهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۴۸۲۵ ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ حُمَيْدِنِ الطَّوِيْلِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ جَاءَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِهٖ اَثَرُ صُفْرَةٍ فَسَاَلَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ علیہ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ تَزَوَّجَ امْرَاَةً مِّنَ الْاَنْصَارِ قَالَ كَمْ سُقْتَ اِلَيْهَا قَالَ زِنَةَ نَوَاةٍ مِّنْ ذَهَبٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ

نے فرمایا کسی عورت کے لئے جائز نہیں کہ وہ منگنی کرنے والے سے اپنی بہن کی طلاق کا سوال کرے تاکہ اس کا حصہ اپنے لئے فارغ کرائے۔ کیونکہ اسے وہی میسر ہوگا جو اس کی تقدیر میں ہے۔

۴۸۲۴ ــــ شرح: لغت میں استفراغ بمعنی تقلیب ہے اور صحفہ بمعنی ظرف ہے اس کی جمع صحاف ہے یعنی مطلقہ کا پیالہ الٹنے کا سوال کرتی ہے یعنی جو مطلقہ کے لئے نفقہ اور حسن معاشرت وغیرہ ہے وہ اپنے لئے فارغ کرنا چاہتی ہے۔ حدیث سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ نہی تحریم کے لئے ہے۔ بعض اس کو تغلیظ پر محمول پہ کرتے ہیں۔

باب دولہا کے لئے زرد رنگ استعمال کرنا

یہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے

۴۸۲۵ ــــ ترجمہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں

حاضر ہوئے جبکہ اُن پر زرد رنگ کے نشان تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے پوچھا تو آپ کو بتایا کہ انہوں نے ایک انصاریہ عورت سے نکاح کیا ہے۔ آپ نے فرمایا اس کو مہر میں سے کچھ بھیجا ہے؟ عرض کیا کھجور کی گٹھلی کے برابر سونا بھیجا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ولیمہ کرو اگرچہ بکری ہی ذبح کر دو!

۴۸۲۵ — **شرح**: قولہ وَبِہِ اَثَرُ صُفْرَۃٍ ،، واؤ حالیہ ہے یعنی عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اس حال میں کہ اُن پر زردی کے نشان تھے۔ قسطلانی نے طیبی سے ذکر کیا کہ اس میں زعفران داخل کیا ہوا تھا اور عورت کے کپڑے کا رنگ اُن کے کپڑے کو لگا ہوا تھا ، ورنہ احناف اور شوافع کے نزدیک زعفران کا استعمال حرام ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کپڑے میں زعفران جائز ہے بدن کو ملنا جائز نہیں لیکن یہ قید ظاہر حدیث کے خلاف ہے۔ اس حدیث کے راوی امام مالک ہیں جو کپڑے میں زعفران کو جائز کہتے ہیں۔ مالکیہ کی سند یہی حدیث ہے۔

بعض روایات میں بہ ردع زعفران ،، ہے۔ یعنی زعفران ملا ہوا تھا ؛ چنانچہ کہا جاتا ہے۔ ثوبٌ رَدِیْعٌ ،، زعفران سے رنگا ہوا کپڑا۔ ظاہر یہی ہے کہ ان کے کپڑے زعفران سے رنگے ہوئے تھے بعض کہتے ہیں کہ شروع اسلام میں جو شخص شادی کرتا زرد رنگ کے کپڑے پہنتا تھا اس طرح وہ شادی میں خوشی اور سرور کا اظہار کرتے تھے۔ اس کے مطابق بعض روایات میں وعلیہ بشاشۃ العروس ،، واقع ہے۔ یہ اس لئے کرتے تھے کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اس نے نکاح کیا ہے وہ اس کی ولیمہ وغیرہ میں مدد کریں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا یہ بہترین رنگ ہے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس کو پسند فرماتے تھے۔

ابن عبد البر نے زہری سے نقل کیا کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رنگ کرتے تھے اور اس میں کچھ حرج خیال نہ کرتے تھے۔ امام ابو حنیفہ، شافعی اور ان کے تلامذہ کپڑے میں زعفرانی رنگ کو تحریمی مکروہ کہتے ہیں کیونکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ مرد کا زعفرانی رنگ استعمال کرنا ممنوع ہے۔ قولہ اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاۃٍ ،، اس حدیث سے ظاہریہ نے استدلال کیا کہ جو شخص شادی کرے اس پر ولیمہ کرنا فرض ہے۔ وہ کم ہو یا زیادہ ہو۔ قرطبی نے کہا امام شافعی کا بھی ایک قول یہ ہے۔ امام مالک کا مشہور مذہب بھی یہ ہے۔ ابن تین نے کہا امام احمد کا مذہب یہی ہے ؛ لیکن ابن قدامہ نے مغنی میں ذکر کیا جو شخص نکاح کرے اس کے لئے مستحب ہے کہ ولیمہ کرے اگرچہ بکری ذبح کرے۔

علماء اس بات پر متفق ہیں کہ شادی میں ولیمہ مشروع ہے اور اکثر اہل علم کہتے ہیں کہ واجب نہیں کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین صفیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کے وقت ولیمہ کیا

باب ۔ ۴۸۲۶ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اَوْلَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِزَيْنَبَ فَاَوْسَعَ الْمُسْلِمِيْنَ خُبْزًا فَخَرَجَ كَمَا يَصْنَعُ اِذَا تَزَوَّجَ فَاَتٰى حُجَرَ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ يَدْعُوْ وَيَدْعُوْنَ ثُمَّ انْصَرَفَ فَرَاٰى رَجُلَيْنِ فَرَجَعَ لَا اَدْرِيْ اَخْبَرْتُهٗ اَوْ اُخْبِرَ بِخُرُوْجِهِمَا

اور اس میں گوشت نہ تھا۔ مہلب نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ولیموں میں مختلف عمل رہا ہے۔ یہ انسان کی سہولت کے مطابق ہے اور اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ " میں بکری سے کم ممنوع نہیں اور یسار و غنیٰ کے اعتبار سے بکری کو انتہائی قلیل ذکر کیا ہے۔ یعنی اگر انسان مال دار ہو تو اسے کم از کم بکری ذبح کرنی چاہیے

ولیمہ کا وقت

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ ولیمہ کے وقت میں علماء میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مالکیہ کے نزدیک صحیح تر یہ ہے کہ اس کا وقت زوجین کے اجتماع کے بعد ہے۔ بعض علماء نے کہا عقدِ نکاح کے وقت ولیمہ کیا جاتا ہے۔ بعض نے کہا اجتماع کے بعد اور پہلے جائز ہے۔ ماوردی نے کہا زوجین کے اجتماع کے وقت ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین زینب رضی اللہ عنہا کی عروسی کی اور لوگوں کی دعوت کی اس سے صاف ظاہر ہے کہ زوجین کے اجتماع کے بعد ولیمہ کا وقت ہے۔ بعض مالکیہ نے کہا کہ رخصتی کے وقت ولیمہ مستحب ہے اس کے بعد زوجین کا اجتماع ہوتا ہے۔ اس پر لوگوں کا عمل ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب ۔ ۴۸۲۶ ۔ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین زینب کا ولیمہ کیا اور مسلمانوں کو خوب کھانا کھلایا آپ باہر تشریف لے گئے جیسے آپ نکاح کے وقت کرتے تھے اور امہات المؤمنین کے گھروں میں آئے آپ ان کے لئے دعاء فرماتے اور وہ آپ کے لئے دعائیں کرتی

بَابٌ كَيْفَ يُدْعىٰ لِلْمُتَزَوِّجِ

۴۸۲۷ — حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ هُوَ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى عَلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَوْفٍ اَثَرَ صُفْرَةٍ قَالَ مَا هٰذَا قَالَ اِنِّيْ تَزَوَّجْتُ امْرَاَةً عَلٰى وَزْنِ نَوَاةٍ مِّنْ ذَهَبٍ قَالَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ

تیں پھر آپ واپس آئے تو دو آدمی دیکھے تو آپ واپس چلے گئے۔ پھر میں نہیں جانتا کہ میں نے آپ کو خبر دی یا کسی نے ان دو آدمیوں کے چلے جانے کی خبر دی۔

۴۸۲۶ — شرح: شادی کے طعام کا نام ولیمہ ہے۔ امام نووی نے کہا "ولم" بمعنی جمع ہے۔ یہ زوجین کے اجتماع کے وقت طعام کھلاتے ہیں۔ عام علماء کے نزدیک یہ سنت مستحبہ ہے جو دولہا اپنے حال کے مطابق تھوڑا بہت طعام کھلاتا ہے۔ اوپر کی حدیث میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔

باب — دولہا کو کیسے دعاء دی جائے؟

ابن بطال نے کہا امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصد عام لوگوں کا رد کرنا ہے جو دولہا کو رفاء اور بنین کے الفاظ سے دعاء دیتے ہیں یعنی آپس میں اتفاق اور لڑکوں میں ملیں۔ اور اس طرح کے الفاظ جو کسی روایت میں ہیں وہ ضعیف ہے۔ اس کا اعتبار نہیں۔ یہ جاہلیت کی رسم ہے اس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں اس لئے یہ دعاء منع کر دی۔ نیز اس دعاء میں صرف لڑکوں کا ذکر ہے۔ اس سے یہ وہم ہوتا ہے کہ لڑکیاں اچھی نہیں یہ بھی کفار کی عادت اور جاہلیت کا طریقہ ہے۔

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم دولہا کے لئے یہ دعاء فرمایا کرتے تھے: "بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا بِالْخَيْرِ"، یہ حدیث حسن صحیح ہے (ابوداؤد) قولہ رفا بفتح الراء وتشدید الفاء مھموز اللام بمعنی التئام واجتماع ہے۔ جوہری نے کہا "مد الرفاء"، ممدود بمعنی التئام و اتفاق ہے بعض نے رفی مصدر ہمزہ کے بغیر پڑھا ہے بعض نسخے میں ہمزہ کی جگہ حاء پڑھا ہے۔

بَابُ الدُّعَاءِ لِلنِّسَاءِ اللَّاتِي يُهْدِينَ الْعَرُوسَ وَلِلْعَرُوسِ

۴۸۲۸ـ حَدَّثَنَا فَرْوَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ تَزَوَّجَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَتْنِي أُمِّي فَأَدْخَلَتْنِي الدَّارَ فَإِذَا نِسْوَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فِي الْبَيْتِ فَقُلْنَ عَلَى الْخَيْرِ وَالْبَرَكَةِ وَعَلَى خَيْرِ طَائِرٍ

۴۸۲۷ —— ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمٰن بن عوف پر زردی کے نشان دیکھے تو فرمایا یہ کیا ہے؟ عرض کیا میں نے ایک عورت سے گٹھلی کی مقدار سونے کے عوض نکاح کیا ہے۔ فرمایا بَارَکَ اللّٰہُ لَکَ أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاۃٍ ،، اللہ برکت دے ولیمہ کرو اگرچہ بکری ذبح کرو!

۴۸۲۷ —— شرح : اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ! بارک اللّٰہ لک ،، میں شادی کرنے والے کے لئے دعاء ہے۔ اس سے جاہلیت والوں کا قول " بِالرِّفَاءِ والبنین ،، بھی مسترد ہو جاتا ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ قول بہت ناگوار تھا ؛ کیونکہ ایسا کہنے میں ان کی موافقت ہوتی ہے۔ اسی لئے آپ نے اس قول سے منع فرما دیا۔ پہلے ہم نے ذکر کیا ہے کہ نہی کی یہی وجہ بھی ہے کہ اہلِ جاہلیت کے اس قول میں حمد وثنا کا ذکر نہیں اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کا نام مذکور ہے۔ نیز ایک اور وجہ بھی ہو سکتی ہے کہ اس قول میں لڑکیوں سے بغض ظاہر ہوتا ہے کیونکہ اس میں صرف لڑکوں کا ذکر ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ابن ابی شیبہ نے عمر بن قیس کے طریق سے حدیث ذکر کی کہ اُنہوں نے کہا میں قاضی شریح کے پاس تھا جبکہ ان کے پاس شام سے ایک آدمی آیا تھا اُس نے آتے ہی کہا میں نے شادی کر لی ہے تو شریح نے کہا " بالرفاء والبنین ،، اس کا جواب یہ ہے کہ شریح کو اس سے نہی کا علم نہیں ہوا تھا۔

باب ان عورتوں کے لئے دعاء کرنا جو دلہن کو دولہا کے بھیجنے کے لئے تیار کرتی ہیں اور دلہن کے لئے دعا کرنا

بَابُ مَنْ اَحَبَّ الْبِنَاءَ قَبْلَ الْغَزْوِ

۴۸۲۹ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۴۸۲۸ — ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے نکاح کیا تو میرے پاس میری والدہ آئیں اور مجھے ایک گھر میں پہنچا دیا اس میں انصار عورتیں تھیں۔ انھوں نے کہا خیر و برکت اور بہترین نصیبہ پر تشریف لائی ہو۔

۴۸۲۸ — شرح: بظاہر یہ حدیث عنوان کے مخالف ہے کیونکہ عنوان میں دلہن کو تیار کرنے والی عورتوں کے لئے دعاء کرنا مذکور ہے جبکہ حدیث شریف میں ہے کہ اُن عورتوں نے خیر و برکت اور اچھے نصیبہ کی دُعاء کی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی والدہ ام رومان نے بھی ان کو رخصتی کے لئے تیار کیا تھا اور انصار عورتوں نے ان کے لئے اور جو اُن کے ہمراہ تھیں اور دُلہن کے لئے دُعاء کی جبکہ اُنھوں نے کہا تم خیر پہ آئی ہو! کیونکہ عروس پہ لام مدعوٌ لہا کے معنیٰ میں ہے اور "نساء" پہ لام داعیہ کے معنیٰ میں ہے۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا عنوان اور حدیث میں مطابقت واضح ہے کیونکہ باب الدعاء میں الف لام مضاف الیہ کے عوض ہے۔ دراصل عبارت اس طرح ہے باب دُعاء النسوۃ الداعیات للنسوۃ اللاتی یہدین العروس، اور "داعیات" سے انصار عورتیں مراد ہیں جو دلہن آنے سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر تھیں اور داعیات عورتوں سے مراد ام رومان ام المؤمنین کی والدہ اور جو ان کے ہمراہ عورتیں تھیں کیونکہ عادت یہ ہے کہ جب دلہن کی والدہ دولہا کے گھر دلہن لے کر آئے تو اس کے ہمراہ تھوڑی بہت عورتیں ضرور ہوتی ہیں۔ لہٰذا ام المؤمنین کی والدہ اور اُن کے ہمراہ عورتیں اور دلہن وہ عورتیں ہیں جن کے لئے دُعاء کی گئی اور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں عورتیں جو دلہن آنے سے پہلے موجود تھیں وہ دعاء کرنے والی انصار عورتیں ہیں اُنھوں نے کہا تھا خیر و برکت اور بہترین نصیبہ پہ آئی ہو۔ طائر کے معنیٰ نصیبہ اور انسان کا مقدر ہے جو اللہ کے علم میں ہے۔ (عینی)

باب جس نے غزوہ کرنے سے پہلے رخصتی کو پسند کیا

۴۸۲۹ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

قَالَ غَزَا نَبِيٌّ مِّنَ الْاَنْبِيَاءِ فَقَالَ لِقَوْمِهٖ لَا يَتْبَعُنِيْ رَجُلٌ مَلَكَ بُضْعَ امْرَاَةٍ وَهُوَ يُرِيْدُ اَنْ يَّبْنِيَ بِهَا وَلَمْ يَبْنِ بِهَا

بَابٌ مَنْ بَنٰى بِامْرَاَةٍ وَهِيَ بِنْتُ تِسْعِ سِنِيْنَ

۴۸۳۰ — حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ بْنُ عُقْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ تَزَوَّجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَائِشَةَ وَهِيَ ابْنَةُ سِتٍّ وَبَنٰى بِهَا وَهِيَ ابْنَةُ تِسْعٍ وَمَكَثَتْ عِنْدَهٗ تِسْعًا

نے فرمایا نبیوں میں سے ایک نبی نے غزوہ کا ارادہ کیا تو اپنی قوم سے فرمایا جس شخص نے نکاح کیا ہے اور وہ رخصتی کا ارادہ کرتا ہے اور ابھی تک رخصتی نہیں ہوئی وہ میرے ساتھ نہ آئے۔

۴۸۲۹ — شرح : اس نبی کا نام یوشع بن نون یا داؤد علیہ السلام تھا۔ حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جب جہاد کی تیاری ہو اور کسی نے شادی کی ہو لیکن ابھی تک رخصتی نہیں ہوئی اور نہ ہی زوجین میں اجتماع ہوا ہو تو غزوہ سے پہلے بیوی کو اپنے گھر لا کر جماع کر لے تاکہ اس کا دل غزوہ کے لئے فارغ رہے (حدیث ۲۹۱۶ کی شرح دیکھیں)

باب جس نے اپنی بیوی سے جماع کیا جب کہ وہ نو برس کی ہو!

یعنی جو کوئی نابالغہ سے نکاح کرے وہ اس کے قریب نہ جائے حتی کہ وہ نو برس کی ہو جائے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے خلوت فرمائی جبکہ وہ نو برس کی تھیں۔ فقہاء نے کہا اس میں عورت کی قوت اور طاقت کا اعتبار ہے۔ اگر نو برس کی ہو اور اس میں جماع کی طاقت نہ ہو شوہر اس کے قریب نہ جائے اور اگر نو برس سے کم ہو لیکن جماع کی طاقت رکھتی ہو تو شوہر اس کے قریب جا سکتا ہے۔ اور یہ حدیث فقہاء کے قول کے مخالف نہیں۔،،

بَابُ الْبِنَاءِ فِي السَّفَرِ

۴۸۳۰ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ أَخْبَرَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ أَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ خَيْبَرَ وَالْمَدِيْنَةِ ثَلٰثًا يُبْنٰى عَلَيْهِ بِصَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ فَدَعَوْتُ الْمُسْلِمِيْنَ إِلٰى وَلِيْمَتِهٖ فَمَا كَانَ فِيْهَا مِنْ خُبْزٍ وَّلَا لَحْمٍ أَمَرَ بِالْأَنْطَاعِ فَأُلْقِيَ فِيْهَا مِنَ التَّمْرِ وَالْأَقِطِ وَالسَّمْنِ فَكَانَتْ وَلِيْمَتَهٗ فَقَالَ الْمُسْلِمُوْنَ إِحْدٰى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ أَوْ مِمَّا مَلَكَتْ يَمِيْنُهٗ فَقَالُوْا إِنْ حَجَبَهَا فَهِيَ مِنْ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَإِنْ لَّمْ يَحْجُبْهَا فَهِيَ مِمَّا مَلَكَتْ يَمِيْنُهٗ فَلَمَّا ارْتَحَلَ وَطَّأَ لَهَا خَلْفَهٗ وَمَدَّ الْحِجَابَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ النَّاسِ

۴۸۳۰ـــ ترجمہ : عروہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا جبکہ وہ چھ برس کی تھیں اور اُن سے خلوت فرمائی جبکہ وہ نو برس کی تھیں ۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کے پاس نو سال رہیں ۔ (حدیث ۴۸۰۵ کی شرح دیکھیں)

باب سفر میں بیوی سے خلوت کرنا

۴۸۳۰ـــ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر اور مدینہ منورہ کے درمیان تین دن اقامت فرمائی ۔ صفیہ بنت حیی کی وجہ سے آپ پر قبہ لگایا گیا تھا ۔ (آپ نے صفیہ رضی اللہ عنہا سے خلوت فرمائی) میں نے آپ کے ولیمہ کی لوگوں کو دعوت دی ۔ اِس دعوت ولیمہ میں نہ روٹی اور نہ ہی گوشت تھا ۔ آپ نے دسترخوان بچھانے کا حکم دیا اور اس پر کھجور، پنیر اور گھی رکھا گیا ۔ یہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ولیمہ تھا ۔ مسلمانوں نے کہا صفیہ امہات المؤمنین میں سے ہیں یا آپ کی باندی ہیں ۔ چنانچہ اُنھوں نے کہا اگر آپ نے صفیہ کو پردہ میں رکھا تو آپ امہات المؤمنین سے ہیں اور اگر

بَابُ الْبِنَاءِ بِالنَّهَارِ بِغَيْرِ مَرْكَبٍ وَّلَا نِيْرَانٍ

۴۸۳۱ — حَدَّثَنِيْ فَرْوَةُ بْنُ اَبِي الْمَغْرَآءِ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ ابْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ تَزَوَّجَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَتْنِيْ اُمِّيْ فَاَدْخَلَتْنِي الدَّارَ فَلَمْ يَرُعْنِيْ اِلَّا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضُحًى

پردہ میں نہ رکھا تو آپ کی باندی ہیں (جس کے آپ مالک ہیں) جب کوچ کیا تو اُن کے لئے اپنے پیچھے سواری پر جگہ بنائی اور اُن کے اور لوگوں کے درمیان پردہ کر دیا۔

۴۸۳۰ — شرح: عرب میں یہ رسم تھی کہ دلہن سے خلوت کے وقت اُن پر خیمہ لگا دیتے تھے تاکہ وہ دونوں آپ میں خلوت کریں۔ اس لئے اس کی تعبیر "بُنِیَ عَلَیْہِ" سے کرتے تھے۔ بناء کے معنی بیوی سے جماع کرنا بھی ہے (حدیث: ۴۷۶۴، ج: ۵، ۳۹۴۵۔ ج: ۶ کی شرح دیکھیں)

باب مرد کا بیوی سے دن میں جماع کرنا اور روشنی اور سواری کے بغیر برات لے جانا

جاہلیت میں رسم تھی کہ لوگ دولہا کے آگے آگے قندیلیں جلاتے تھے اور زینت کے لئے دولہا کے آگے اونٹوں پر سواری کرتے تھے۔ عنوان کا مقصد یہ ہے کہ زیب و زینت کے لئے دولہا کے آگے لوگوں کا اونٹوں پر سوار ہونا اور دولہا کے آگے چراغ روشن کرنے مکروہ ہیں۔ سعید بن منصور نے عروہ بن رُوَیم کے طریق سے روایت کی کہ عبداللہ بن قرظ ثمالی جو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی طرف سے حمص پر حاکم تھے ان کے پاس سے دولہا گزرا جس کے آگے لوگ آگ روشن کرکے چل رہے تھے۔ آپ نے انہیں دُرّہ سے مارنا شروع کیا تو وہ سارے بھاگ گئے۔ پھر خطبہ میں فرمایا تم نے دولہا کے آگے آگ روشن کی اور کفر سے مشابہت کی۔ اللہ تعالیٰ ان کی آگ بجھانے والا ہے۔

بَابُ الْاَنْمَاطِ وَنَحْوِهَا لِلنِّسَآءِ

۴۸۳۲ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلِ اتَّخَذْتُمْ اَنْمَاطًا قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ اَنّٰى لَنَا اَنْمَاطٌ قَالَ اِنَّهَا سَتَكُوْنُ

۴۸۳۱ـ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے نکاح کیا تو میری والدہ آئیں اور مجھے گھر میں پہنچایا پس اچانک چاشت کے وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے (مجھ سے خلوت کی)۔ {جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاشت کے وقت دن کو خلوت فرمائی وہاں نہ سواری تھی اور نہ ہی آگ وغیرہ تھی}

باب ـ عورتوں کے لئے بچھونے وغیرہ

اس باب میں عورتوں کے لئے انماط کے استعمال کا ذکر ہے۔ اَنْمَاط نمط کی جمع بمعنی بچھونا ہے ہودج کے اوپر والے کپڑے کو بھی نمط کہتے ہیں۔ پردہ پر نمط کا اطلاق ہوتا ہے۔ قسم اور نوعیت بھی اس کے معنی ہیں، چنانچہ کہا جاتا ہے "لَيْسَ هٰذَا مِنْ ذَالِكَ النَّمَطِ"، یعنی یہ اس قسم سے نہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے "خَيْرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ النَّمَطُ الْاَوْسَطُ"، ایک روایت میں وسط ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دین میں غلو اور تقصیر کو اچھا نہ جانا۔ نمط کا اطلاق لوگوں کی جماعت پر بھی ہوتا ہے جن کا مقصد واحد ہو اور پردوں اور نمدوں پر بھی یہ بولا جاتا ہے۔

۴۸۳۲ـ ترجمہ : جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم نے نمدے بنا لئے ہیں؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے لئے نمدے کہاں سے آئے آپ نے فرمایا عنقریب تمہارے لئے نمدے ہوں گے۔

۴۸۳۲ـ شرح : امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے

بَابُ النِّسْوَةِ اللَّاتِي يَهْدِينَ الْمَرْأَةَ إِلٰى زَوْجِهَا

۴۸۳۳ ـ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا زَفَّتِ امْرَأَةً إِلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشَةُ مَا كَانَ مَعَكُمْ لَهْوٌ فَإِنَّ الْأَنْصَارَ يُعْجِبُهُمُ اللَّهْوُ

کہ نمدوں کا استعمال جائز ہے کیونکہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان سے منع نہیں فرمایا بلکہ ان کی تقریر کی چنانچہ فرمایا عنقریب تمہارے لئے نمدے ہوں گے بشرطیکہ ریشم نہ ہو۔ مسلم کی حدیث میں "انها ستکون" کے بعد جابر نے کہا میری بیوی کے پاس نمدہ تھا میں نے کہا اس کو دُور کر دو تو اُس نے کہا جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا عنقریب تمہارے لئے نمدے ہوں گے لیکن ریشمی نمدوں کی ممانعت حدیثوں سے واضح ہے۔

باب۔ اُن عورتوں کا کام جو نئی دلہن کو اس کے شوہر کے سپرد کرتی ہیں

۴۸۳۳ — ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت کی ایک انصاری مرد کے پاس رخصتی کی گئی تو نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: اے عائشہ کیا تمہارے پاس کوئی سرود کی شئی ہے؟ کیونکہ انصار کو سرود اچھا لگتا ہے۔

۴۸۳۳ — شرح: اس حدیث کی عنوان سے مطابقت "زُفَّتِ امْرَءَةً" میں ہے کیونکہ زُفَّت کے معنی اِہدآء ہیں۔ یعنی عورت کو اس کے شوہر کے پاس بھیجا حدیث میں مذکور یتیمہ عورت تھی جو ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی پرورش میں تھی اس کا نام فارعہ بنت اسعد بن زرارہ ہے اور اس کے انصاری شوہر کا نام نبیط بن جابر انصاری تھا۔ سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم

بَابُ الْهَدِيَّةِ لِلْعَرُوْسِ

۴۸۲۹ وَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ عَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ وَاسْمُهُ الْجَعْدُ
عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ مَرَّ بِنَا فِيْ مَسْجِدِ بَنِيْ رِفَاعَةَ فَسَمِعْتُهُ
يَقُوْلُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا مَرَّ بِجَنَبَاتِ اُمِّ سُلَيْمٍ
دَخَلَ عَلَيْهَا فَسَلَّمَ عَلَيْهَا ثُمَّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عليه وسلم عَرُوْسًا
بِزَيْنَبَ فَقَالَتْ لِيْ اُمُّ سُلَيْمٍ لَوْ اَهْدَيْنَا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
هَدِيَّةً فَقُلْتُ لَهَا افْعَلِيْ فَعَمَدَتْ اِلٰى تَمْرٍ وَّسَمْنٍ وَّاَقِطٍ فَاتَّخَذَتْ
حَيْسَةً فِيْ بُرْمَةٍ فَاَرْسَلَتْ بِهَا مَعِيَ اِلَيْهِ فَانْطَلَقْتُ بِهَا اِلَيْهِ فَقَالَ ضَعْهَا
ثُمَّ اَمَرَنِيْ فَقَالَ ادْعُ لِيْ رِجَالًا سَمَّاهُمْ وَادْعُ لِيْ مَنْ لَقِيْتَ قَالَ

نے فرمایا کیا تم نے اس کے ساتھ کوئی لڑکی بھیجی ہے جو وہاں دف کے ساتھ گائے بجائے کیونکہ انصار کو گانا بجانا اچھا لگتا ہے۔ جابر سے ایک روایت میں ہے کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے زینب! وہ عورت لاؤ جو مدینہ منورہ میں گایا کرتی ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے توضیح سے نقل کیا کہ علماء نے ولیمہ میں دُف وغیرہ بجانے پر اتفاق کیا ہے اور اس میں لہو وغیرہ جائز ہے۔ ولیمہ کو اس لئے خاص کیا کہ اس سے نکاح کا اظہار ہوتا ہے۔ امام مالک نے فرمایا ولیمہ میں ڈھول اور دُف وغیرہ بجانے میں حرج نہیں لیکن شادی کے بغیر یہ مناسب نہیں۔ امام مالک سے اس لہو سے متعلق پوچھا گیا جو بلند آواز سے بجاتے ہیں تو اُنھوں نے کہا اگر خفیف ہو تو حرج نہیں۔ اگر بڑا ہو تو مکروہ ہے۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے کہا محض لہو ولعب اور غنا مکروہ ہے۔ اصبغ نے کہا ولیمہ اور غیر ولیمہ میں غنا جائز نہیں البتہ وہ غنا جائز ہے جو انصار یہ عورتیں رجز کہا کرتی تھیں۔

باب دلہن کو نذرانہ بھیجنا

اس باب میں یہ بیان ہے کہ زفاف کی رات کے بعد صبح کو دلہن کو نذرانے بھیجنا مستحب ہے

فَفَعَلْتُ الَّذِي أَمَرَنِي فَرَجَعْتُ فَإِذَا الْبَيْتُ غَاصٌّ بِأَهْلِهِ فَرَأَيْتُ
النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى تِلْكَ الْحَيْسَةِ وَتَكَلَّمَ بِمَا
شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ جَعَلَ يَدْعُو عَشَرَةً عَشَرَةً يَأْكُلُونَ مِنْهُ وَيَقُولُ لَهُمْ
اُذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ وَلْيَأْكُلْ كُلُّ رَجُلٍ مِمَّا يَلِيهِ قَالَ حَتَّى تَصَدَّعُوا
كُلُّهُمْ عَنْهَا فَخَرَجَ مِنْهُمْ مَنْ خَرَجَ وَبَقِيَ نَفَرٌ يَتَحَدَّثُونَ قَالَ
وَجَعَلْتُ أَغْتَمُّ ثُمَّ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ الْحُجُرَاتِ
وَخَرَجْتُ فِي أَثَرِهِ فَقُلْتُ إِنَّهُمْ قَدْ ذَهَبُوا فَرَجَعَ فَدَخَلَ الْبَيْتَ وَأَرْخَى
السِّتْرَ وَإِنِّي لَفِي الْحُجْرَةِ وَهُوَ يَقُولُ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا

۴۸۳۴ — ترجمہ : ابوعثمان نے کہا ہمارے ساتھ حضرت انس بن مالک بنی رفاعہ کی مسجد میں سے گزرے میں نے انہیں یہ کہتے ہوئے سُنا کہ جب نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم ام سلیم کے گھر کے پاس سے گزرتے تو ان کے گھر تشریف لے جاتے اور انہیں سلام فرماتے پھر انس بن مالک نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے زینب بنت جحش سے شادی کی تو مجھے اُمّ سُلیم نے کہا اگر ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے لئے ہدیہ، نذرانہ بھیجیں (تو اچھا ہے) میں نے کہا ضرور بھیجو تو اُنھوں نے کھجوریں، گھی، پنیر کو ایک برتن میں ڈال کر حیسہ بنایا اور وہ میرے ساتھ آپ کے پاس بھیجا میں وہ آپ کی خدمت میں لے گیا تو مجھے فرمایا یہ یہاں رکھ دو اور مجھے حکم دیا کہ لوگوں کو بلاؤ ان کے آپ نے نام ذکر کئے اور جسے ملو اس کو بھی بلالاؤ توجو آپ نے حکم دیا میں بجالایا میں واپس آیا تو دیکھا کہ گھر لوگوں سے بھرا ہُوا ہے اور میں نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو دیکھا کہ آپ نے اسے حیسہ پہ دستِ اقدس رکھا اور جو اللہ نے چاہا آپ نے پڑھا (برکت کی دعاء کی) پھر آپ نے دس دس کو بلانا شروع کیا کہ وہ اس سے کھاتے جائیں۔ اور اُن سے یہ فرماتے تھے کہ کھانا شروع کرتے وقت اللہ کا نام ذکر کریں (بسملہ پڑھیں) اور ہر آدمی اپنے آگے سے کھائے۔ انس نے کہا (لوگوں نے خوب کھایا) حتیٰ کہ وہ سیر ہو کر حیسہ سے علیحدہ ہو گئے اور بعض لوگ چلے گئے اور چند لوگ (دو یا تین) باقی بیٹھے باتیں کرتے رہے۔ انس نے کہا مجھے ان کے بیٹھے رہنے سے غم لاحق ہُوا۔ پھر نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم امہات المؤمنین رضی اللہ عنہنّ کے حجروں

بُيُوتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰهُ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ قَالَ اَبُوْ عُثْمٰنَ قَالَ اَنَسٌ اِنَّهٗ خَدَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ سِنِيْنَ

کی طرف تشریف لے گئے اور میں بھی آپ کے پیچھے گیا اور میں نے کہا یا رسول اللہ! وہ لوگ چلے گئے ہیں تو آپ واپس آئے اور گھر میں داخل ہو کر پردہ لٹکا دیا اور میں گھر کے صحن میں رہا جبکہ آپ فرماتے تھے: اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں داخل نہ ہو جب تک اذن نہ پاؤ۔ مثلاً کھانے کے لئے بلائے جاؤ نہ یوں کہ خود اس کے پکنے تک راہ تکو ہاں جب بلائے جاؤ تو حاضر ہو اور جب کھا چکو تو متفرق ہو جاؤ نہ یہ کہ بیٹھے باتوں میں دل بہلاؤ بے شک اس میں نبی کو ایذا ہوتی تھی تو وہ تمہارا لحاظ فرماتے تھے اور اللہ حق فرمانے میں نہیں شرماتا۔ ابو عثمان نے کہا کہ انس بن مالک نے کہا انھوں نے دس برس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی ہے۔

۴۸۳۴

شرح: بنو رفاعہ بن حرث بن بہثہ بن سلیم قبیلہ ہے وہ کوفہ اور بصرہ میں آئے اور وہاں مساجد وغیرہ بنائیں اور حدیث میں مذکور مسجد سے مراد وہ مسجد ہے جو انھوں نے بصرہ میں بنائی تھی۔ جنبات جُنُبَہ کی جمع ہے۔ اس کے معنی کنارے کے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ یہ جناب بمعنی فناء سے ماخوذ ہو اور وہ گھر کا صحن ہے یعنی جب ان کے گھر کے صحن سے گزرتے تو ام سلیم کو سلام فرماتے تھے۔ یہ حضرت انس کی والدہ ہیں انہیں ام سلیم بنت ملحان کہا جاتا ہے ان کا نام سہلہ ہے بعض نے رُمیلہ کہا اور بعض نے رمیہ ذکر کیا ہے یہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی خالہ ہیں۔

ام المؤمنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا

یہ اسدیہ ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین ہجری میں اُن کے ساتھ نکاح کیا۔ واقدی نے پانچ ہجری ذکر کی ہے۔ اس سے پہلے وہ زید بن حارثہ کے نکاح میں تھیں جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام تھے۔ ام المؤمنین زینب رضی اللہ عنہا نے بیس ہجری میں وفات پائی اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کی نمازِ جنازہ پڑھی تھی۔ جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اس وقت

بَابُ اِسْتِعَارَةِ الثِّيَابِ لِلْعَرُوْسِ وَغَيْرِهَا

۴۸۳۵ — حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ بْنُ إِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا اسْتَعَارَتْ مِنْ أَسْمَاءَ قِلَادَةً فَهَلَكَتْ فَأَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِهٖ فِيْ طَلَبِهَا فَأَدْرَكَتْهُمُ الصَّلٰوةُ فَصَلَّوْا بِغَيْرِ وُضُوْءٍ فَلَمَّا أَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَكَوْا ذٰلِكَ إِلَيْهِ فَنَزَلَتْ اٰيَةُ التَّيَمُّمِ فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ جَزَاكِ اللّٰهُ خَيْرًا فَوَاللّٰهِ مَا

انس بن مالک بیس برس کے تھے اور ۹۳ ہجری میں فوت ہوئے رضی اللہ عنہ

فوائد حدیث

دولہا اور دلہن کو ہدایا بھیجنا مستحب ہے۔ اسلام سے پہلے لوگ عروس کو ہدایا بھیجا کرتے تھے اسلام نے اس کو برقرار رکھا۔ اگرچہ قلیل ہی ہو اور جب محبت صحیح ہو تو تکلف جاتا رہتا ہے، چنانچہ ام سلیم کا حال افلؔ تھا اس کے مطابق اُنھوں نے ہدیہ بھیجا۔ شادی میں ولیمہ مسنون ہے۔ ابن عربی کے قول کے مطابق زوجین کے اجتماع کے بعد ہونا چاہیئے۔ بیہقی نے کہا سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا خلوت کرنا اس ولیمہ کے بعد تھا۔ ولیمہ میں لوگوں کے نام لئے اور کوئی تکلف کئے بغیر انہیں دعوت دینا سنت ہے۔ اس حدیث میں سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم معجزہ ہے کہ قلیل طعام سے بہت لوگ سیر ہو گئے، چنانچہ مسلم شریف کی روایت میں تین سو سے زائد لوگوں کا ذکر ہے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم بہت حیادار تھے کہ آپ گھر آتے اور جاتے رہے، لیکن باتیں کرنے والوں کو نہیں فرمایا کہ تم چلے جاؤ۔ دوست سے اذیت پہنچے تو صبر کرنا چاہیئے۔ شادی میں طریقہ یہ ہے کہ اگر طعام بچ رہے تو اور لوگوں کو بلا لیا جائے تاکہ نکاح کا اعلان اور زیادہ ہو جائے۔ کھانا کھاتے وقت بسملہ پڑھنا سنت ہے اور مسنون یہ ہے کہ اپنے آگے سے کھائے۔

نَزَلَ بِكِ اَمْرٌ قَطُّ اِلَّا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْهُ مَخْرَجًا وَّ جَعَلَ لِلْمُسْلِمِيْنَ فِيْهِ بَرَكَةً

بَابُ مَا يَقُوْلُ الرَّجُلُ اِذَا اَتٰى اَهْلَهٗ

۴۸۳۶ — حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِي الْجَعْدِ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

باب عروسی کے لئے کپڑے وغیرہ مستعار لینا

یعنی اس باب میں یہ بیان ہے کہ دلہن کے لئے کپڑے اور زیورات وغیرہ شادی کے وقت مستعار لینے میں حرج نہیں "

۴۸۳۵ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے اسماء رضی اللہ عنہا سے ہار مستعار لیا اور وہ گم ہوگیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند صحابہ کرام کو اس کی تلاش میں بھیجا راستہ میں نماز کا وقت ہوگیا تو انہوں نے وضوء کے بغیر نماز پڑھی۔ [illegible]

بغیر [illegible] جب وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ سے یہ شکایت کی اس وقت تیمم کی آیت نازل ہوئی اُسید بن حضیر نے کہا اللہ تعالیٰ آپ کو اچھی جزاء دے خدا کی قسم تم پر کوئی واقعہ نہیں آیا مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے اس سے راہ نکال دی اور اس واقعہ میں مسلمانوں کے لئے برکت کی۔

۴۸۳۵ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ عنوان میں عروسی کے لئے کپڑوں کا مستعار لینا مذکور ہے اور حدیث میں اسماء سے ہار مستعار لینا مذکور ہے اور وہ کپڑا نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ عنوان میں لفظ "وغیرہا" بھی ہے اور کپڑوں کے علاوہ ہار وغیرہ کو بھی شامل ہے۔ نیز اگر یہ کہا جائے کہ جب ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہ نے اسماء سے ہار مستعار لیا تھا وہ اس وقت دلہن نہ تھیں اور عنوان میں دلہن کا ذکر ہے۔ اس کا جواب یہ ہے۔ ہار اور کپڑے وغیرہ ملبوسات

قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَا لَوْ اَحَدُهُمْ يَقُوْلُ حِيْنَ يَاتِيْ اَهْلَهٗ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنِي الشَّيْطَانَ وَ جَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا ثُمَّ قُدِّرَ بَيْنَهُمَا فِيْ ذٰلِكَ اَوْ قُضِيَ وَلَدٌ لَمْ يَضُرَّهٗ شَيْطَانٌ اَبَدًا

سے زینت کی جاتی ہے وہ عام ہے شادی کے وقت ہو یا اس کے بغیر ہو حدیث ۳۲۱ کی شرح دیکھیں

باب — جب شوہر اپنی بیوی کے پاس آئے تو کیا پڑھے ؟

۴۸۳۶ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ انھوں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : خبردار جب تم میں سے کوئی جس وقت اپنی بیوی کے پاس آئے تو کہے بسم اللہ ۔ اے اللہ مجھے شیطان سے دُور کر اور شیطان کو اس سے دور کر جو ہمیں عطا کرے پھر اس جماع میں ان کے لئے بچہ مقدّر ہو یا اس کا فیصلہ ہو جائے تو شیطان اسے کبھی ضرر نہ دے سکے گا۔

۴۸۳۶ — شرح : مسلم اور احمد کی روایت میں ہے کہ اس پر شیطان مسلّط نہ ہو گا یا اس کو شیطان ضرر نہ دے گا یعنی اس بچہ پر شیطان کا تسلط نہ ہوگا کہ وہ نیک عمل نہ کر سکے بعض علماء نے کہا اس سے مراد یہ ہے کہ شیطان اس کو جنون میں مبتلا نہ کر سکے گا کیونکہ کسی نے بھی اس دعاء کو عموم پر محمول نہیں کیا ۔ اس لئے بعض نے کہا کہ بچہ کی ولادت کے وقت اس کے پیٹ کو مسّ نہیں کر سکے گا جس سے بچہ چلانا شروع کر دیتا ہے، لیکن حدیث شریف میں ہے کہ ہر بچہ کو اس کی پیدائش کے وقت شیطان اس کے پیٹ پر مس کرتا ہے جس سے وہ چلانے لگتا ہے ؛ لیکن مریم اور ان کے بیٹے عیسیٰ علیہما السلام اس سے مستثنیٰ ہیں ۔ ایک روایت میں سیدہ فاطمہ علیہا السلام اور حسن و حسین علیہما السلام بھی شیطان کے مس سے محفوظ ہیں کیونکہ جس طرح عمران علیہ السلام نے مریم اور ان کی اولاد کے دعاء کی تھی ۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی سیدہ فاطمہ اور حسن و حسین علیہم السلام کے لئے دُعاء

بَابُ اَلْوَلِيْمَةُ حَقٌّ

وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ

فرمائی تھی کہ اللہ انہیں شیطان کے تصرف و تسلّط سے محفوظ رکھے۔ بعض علماء نے کہا اگر انسان بیوی کے پاس آئے اور بوقت جماع بسم اللہ پڑھ لے تو اللہ کے نام کی برکت سے بچہ پر شیطان تسلّط نہیں جما سکے گا بلکہ بچہ ان لوگوں میں سے ہوگا جن پر نص قطعی کے مطابق شیطان کا تسلّط نہیں۔ بعض علماء نے کہا کہ بچہ کے باپ کے ساتھ اس کی ماں سے جماع میں شیطان شریک نہ ہوگا۔ مجاہد نے کہا جب کوئی اپنی بیوی کے پاس آئے اور بسم اللہ نہ پڑھے تو شیطان اس کے آلۂ تناسل پر لفت ہوجاتا ہے اور اس کے ساتھ جماع کرتا ہے۔ اس لئے دیکھا جاتا ہے کہ بعض بچوں کی شکل و صورت ماں باپ جیسی ہوتی ہے لیکن عادات و اخلاق شیطان جیسے ہوتے ہیں۔" اعاذنا اللہ منہ "

اس حدیث میں قضاء اور قدر کا ذکر ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ثُمَّ قُدِّرَ بَيْنَهُمَا فِيْ ذٰلِكَ اَوْ قُضِيَ وَلَدٌ "

قضاء اور قدر میں فرق

اصطلاح اور لغت کے اعتبار سے قضاء و قدر میں فرق یہ ہے کہ قضاء امر کلی مجمل ہے جو ازل میں ثابت ہے اور قدر اس کی جزئیات سے ہے اور اس امر مجمل کی تفصیل ہے جو مستقبل میں ظہور پذیر ہوتی ہے قرآن کریم میں اس طرف اشارہ بھی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهٗ وَمَا نُنَزِّلُهٗ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ " یعنی ہر شئی کے خزانے ہمارے پاس ہیں اور انہیں معلوم انداز سے کے مطابق اُتارتے ہیں۔ حدیث ۱۴۱ ج ۱ کی شرح دیکھیں "

باب ۴ — ولیمہ حق ہے

عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ولیمہ کرو! اگرچہ بکری ذبح کرو!"

۴۸۳۷ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّهُ كَانَ ابْنَ عَشْرِ سِنِينَ مَقْدَمَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ فَكَانَ أُمَّهَاتِي يُوَاظِبْنَنِي عَلَى خِدْمَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَدَمْتُهُ عَشْرَ سِنِينَ وَتُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا ابْنُ عِشْرِينَ سَنَةً فَكُنْتُ أَعْلَمَ النَّاسِ بِشَأْنِ الْحِجَابِ حِينَ أُنْزِلَ وَكَانَ أَوَّلَ مَا أُنْزِلَ فِي مُبْتَنَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِزَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ أَصْبَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَا عَرُوسًا فَدَعَا الْقَوْمَ فَأَصَابُوا مِنَ الطَّعَامِ ثُمَّ خَرَجُوا وَبَقِيَ رَهْطٌ مِنْهُمْ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَطَالُوا الْمُكْثَ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یعنی شریعت مُطہّرہ میں ولیمہ کا ثبوت ہے۔ یہ باطل نہیں بلکہ سنّتِ مؤکدہ ہے۔ طبرانی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ مرفوع حدیث ذکر کی ہے اور بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث ذکر کی کہ پہلے دن ولیمہ حق ہے۔ دوسرے روز معروف ہے اور تیسرے دن ریاکاری ہے۔ امام مسلم نے ابوہریرہ سے روایت کی کہ بُرا طعام ولیمہ کا طعام ہے اس کے لئے مالدار لوگوں کو بلایا جاتا ہے اور مساکین کو نظرانداز کر دیا جاتا ہے یہ شریعت میں ثابت ہے۔

۴۸۳۷ — ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ میں تشریف لانے کے وقت وہ دس برس کے تھے اور میری مائیں مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرنے کا ہمیشہ حکم دیتی تھیں تو میں نے آپ کی دس سال خدمت کی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی، حالانکہ میں بیس برس کا تھا اور امہات المؤمنین کے پردہ کا حکم میں سب لوگوں سے زیادہ جانتا ہوں جبکہ اللہ تعالیٰ نے پردہ کی آیت نازل فرمائی۔ سب سے پہلے آیتِ حجاب کا نزول جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ام المؤمنین زینب بنت جحش سے شادی کے

فَخَرَجَ وَخَرَجْتُ مَعَهُ لِكَيْ يَخْرُجُوا فَمَشَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَشَيْتُ حَتَّى جَاءَ عَتَبَةَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ ثُمَّ ظَنَّ أَنَّهُمْ خَرَجُوا فَرَجَعَ وَرَجَعْتُ مَعَهُ حَتَّى إِذَا دَخَلَ عَلَى زَيْنَبَ فَإِذَا هُمْ جُلُوسٌ لَمْ يَقُومُوا فَرَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجَعْتُ مَعَهُ حَتَّى إِذَا بَلَغَ عَتَبَةَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ وَظَنَّ أَنَّهُمْ خَرَجُوا فَرَجَعَ وَرَجَعْتُ مَعَهُ فَإِذَا هُمْ قَدْ خَرَجُوا فَضَرَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ بِالسِّتْرِ وَأُنْزِلَ الْحِجَابُ

وقت تھا جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے دولہا بنے تھے۔ آپ نے لوگوں کی دعوت کی تو لوگوں نے خوب کھانا کھایا پھر وہ باہر چلے گئے اور اُن میں سے کچھ لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس باقی رہے اور وہ دیر تک بیٹھے رہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور باہر تشریف لے گئے اور میں بھی آپ کے ساتھ باہر چلا گیا تاکہ وہ لوگ باہر چلے جائیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گئے میں بھی آپ کے ساتھ باہر گیا حتی کہ آپ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ شریفہ کے پاس آئے پھر آپ نے خیال فرمایا کہ وہ چلے گئے ہوں گے اس لئے آپ واپس آگئے تو میں بھی آپ کے ساتھ واپس آیا حتی کہ جب آپ زینب کے پاس تشریف لائے تو دیکھا کہ وہ اپنی جگہ بیٹھے ہوئے ہیں وہاں سے نہیں اُٹھے۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم واپس آگئے اور میں بھی آپ کے ساتھ لوٹ آیا حتی کہ جب ام المؤمنین کے حجرۂ شریفہ کے پاس پہنچے اور خیال فرمایا کہ وہ باہر چلے گئے ہیں تو آپ واپس تشریف لے آئے اور میں بھی آپ کے ہمراہ لوٹ آیا کیا دیکھا کہ وہ جا چکے ہیں۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اور اپنے درمیان پردہ ڈال دیا اور پردہ کی آیت کریمہ نازل ہوئی۔

۴۸۳۷ــــ شرح: حدیث کی عنوان سے مطابقت اِن الفاظ میں ہے: فَدَعَى الْقَوْمَ فَأَصَابُوا مِنَ الطَّعَامِ۔ یہ ولیمہ کا طعام تھا، حدیث میں لفظ "دعوت" نہیں لیکن حق بھی ثابت ہے جیسا کہ حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا میری مائیں آپ کی خدمت کرنے کا ہمیشہ حکم دیتی تھیں۔ ماؤں سے مراد انس کی نانیاں اور خالائیں ہیں۔ ابھی ابھی حدیث ۴۸۳۲ گزری ہے۔

بَابُ الْوَلِيمَةِ وَلَوْ بِشَاةٍ

۴۸۳۸ — حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنِي حُمَيْدٌ سَمِعَ أَنَسًا قَالَ سَأَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ ابْنَ عَوْفٍ وَتَزَوَّجَ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ كَمْ أَصْدَقْتَهَا قَالَ وَزْنَ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ وَعَنْ حُمَيْدٍ سَمِعْتُ أَنَسًا قَالَ لَمَّا قَدِمُوا الْمَدِينَةَ نَزَلَ الْمُهَاجِرُونَ عَلَى الْأَنْصَارِ فَنَزَلَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ عَلَى سَعْدِ ابْنِ الرَّبِيعِ فَقَالَ أُقَاسِمُكَ مَالِي وَأَنْزِلُ لَكَ عَنْ إِحْدَى امْرَأَتَيَّ قَالَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِي أَهْلِكَ وَمَالِكَ فَخَرَجَ إِلَى السُّوقِ فَبَاعَ وَاشْتَرَى فَأَصَابَ شَيْئًا مِنْ أَقِطٍ وَسَمْنٍ فَتَزَوَّجَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ

باب ولیمہ سُنّت ہے اگرچہ ایک بکرا ہو

۴۸۳۸ — ترجمہ: حُمَید نے بیان کیا کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہُوئے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمٰن بن عوف سے پوچھا جبکہ اُنھوں نے ایک انصاریہ عورت سے شادی کی تھی کہ تم نے اس کو کتنا مہر دیا ہے۔ عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا گٹھلی کی مقدار سونا مہر دیا ہے۔ حُمَید سے روایت ہے اُنھوں نے کہا میں نے انس سے سُنا۔ اُنھوں نے کہا جب لوگ ہجرت کر کے مدینہ منورہ آئے اور مہاجرین انصار کے گھروں میں اُترے تو عبدالرحمٰن ابن عوف سعد بن ربیع کے گھر اُترے۔ سعد نے اُن سے کہا میں تجھے اپنا آدھا مال تقسیم کر دیتا ہوں اور اپنی ایک بیوی سے علیحدہ ہو جاتا ہوں۔ عبدالرحمٰن نے کہا اللہ تعالیٰ تمہارے اہل اور مال میں برکت دے پھر وہ بازار گئے اور خرید و فروخت کرنے لگے تو کچھ پنیر اور گھی حاصل کیا اور نکاح کر لیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

۴۸۳۹ — حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ مَا أَوْلَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى شَيْءٍ مِنْ نِسَائِهِ مَا أَوْلَمَ عَلَى زَيْنَبَ أَوْلَمَ بِشَاةٍ

نے فرمایا: ولیمہ کرو اگرچہ بکرا ذبح کر کے ہو [illegible]

۴۸۳۸ — شرح: سعد بن ربیع اور وہ ربیع بن عمرو بن ابی زہیر انصاری خزرجی ہیں وہ انصار میں سے ایک نقیب ہیں۔ وہ جاہلیت میں کاتب تھے۔ عقبہ اولیٰ اور عقبہ ثانیہ میں موجود تھے اس لئے انہیں عقبی کہا جاتا ہے وہ جنگ بدر میں موجود تھے اس لئے انہیں بدری بھی کہا جاتا ہے پھر جنگ اُحد میں شہید ہو گئے۔

سعد بہت مالدار تھے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اُن کے اسلامی بھائی بنے تھے

سعد بہت مالدار تھے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اُن کے اسلامی بھائی بنے تھے۔ سعد نے عبدالرحمٰن سے کہا میری دو بیویاں ہیں جن میں سے ایک کا نام عمرہ بنت حزم انصاریہ اور دوسری کا نام جمیلہ بنت زید بن ابی زہیر ہے ان میں سے جو تمہیں پسند ہے میں اس کو طلاق دیتا ہوں جب اس کی عدت ختم ہو جائے تو اس سے نکاح کر لو۔

جب انہوں نے شادی کر لی تو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ولیمہ کرو اگرچہ بکرا ذبح کرو یہاں لَو تقلیل کے لئے ہے۔ بعض نے تکثیر کے لئے کہا ہے جیسے کہا جاتا ہے۔ اطلبوا العلم وَلَوْ بِالصِّين ،، کیونکہ بعض روایات میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کے وقت سفر میں ولیمہ کیا تھا؛ لیکن اس میں گوشت نہ تھا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۴۸۳۹ — ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی بیوی سے نکاح کے وقت اس قدر ولیمہ نہیں کیا جو زینب بنت جحش سے نکاح کے وقت ولیمہ کیا تھا۔ آپ نے ولیمہ میں بکرا ذبح کیا تھا۔

۴۸۳۹ — شرح: بکرا ذبح کرنا ولیمہ کی حد نہیں اس کو اتفاقاً ذکر کیا ہے۔ قاضی عیاض نے کہا علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ اکثر ولیمہ کی کوئی حد نہیں ہے۔ بعض روایات میں ہے۔ اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ ،، اس سے بعض شافعیہ نے استدلال کیا کہ ایک بکرا ولیمہ کی آخری حد ہے، لیکن یہ استدلال صحیح نہیں؛ کیونکہ جائز ہے کہ ولیمہ کو اکمل کھجوروں، پنیر اور گھی کے اعتبار سے فرمایا ہو جو ام المؤمنین میمونہ کے ولیمہ میں کھلائے تھے یا اس کے معنی یہ ہیں کہ مذکور اشیاء کے لحاظ سے یہ افضل ہے۔

۴۸۴۰ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ عَبْدِ الْوَارِثِ عَنْ شُعَيْبٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْتَقَ صَفِيَّةَ وَتَزَوَّجَهَا وَجَعَلَ عِتْقَهَا صَدَاقَهَا وَاَوْلَمَ عَلَيْهَا بِحَيْسٍ

۴۸۴۱ — حَدَّثَنَا مٰلِكُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ بَيَانٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا يَقُوْلُ بَنَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِامْرَأَةٍ فَاَرْسَلَنِيْ فَدَعَوْتُ رِجَالًا اِلَى الطَّعَامِ

بَابُ مَنْ اَوْلَمَ عَلٰى بَعْضِ نِسَائِهٖ اَكْثَرَ مِنْ بَعْضٍ

۴۸۴۱ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ قَالَ ذُكِرَ تَزْوِيْجُ زَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ عِنْدَ اَنَسٍ فَقَالَ مَا رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْلَمَ عَلٰى اَحَدٍ مِّنْ نِسَائِهٖ مَا اَوْلَمَ عَلَيْهَا اَوْلَمَ بِشَاةٍ

۴۸۴۰ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ کو آزاد کیا۔ پھر اُن سے نکاح فرمایا اور ان کو آزاد کرنا ہی ان کا مہر قرار پایا اور ان کے ولیمہ حیس سے کیا۔

۴۸۴۰ — ب — شرح : یہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصوصیات سے ہے عتق کو مہر قرار پانا اچھی وجہ یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ کو تبرعاً آزاد کیا تھا۔ پھر اُن سے بلا مہر ان کی رضامندی سے نکاح کیا تھا۔ بعض حدیثوں میں ہے کہ پنیر، گھی اور کھجوروں سے میمونہ کا ولیمہ کیا تھا اور اس حدیث میں حیس مذکور ہے لیکن یہ مخالفت نہیں کیونکہ مذکور اشیاء حیس کے اجزاء ہیں اور حیس اُن کا مجموعہ ہے (حدیث ۴۷۶۵ کی شرح دیکھیں)

بَابُ مَنْ أَوْلَمَ بِأَقَلَّ مِنْ شَاةٍ

۴۸۴۲ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورِ بْنِ صَفِيَّةَ عَنْ أُمِّهِ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ قَالَتْ أَوْلَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى بَعْضِ نِسَائِهِ بِمُدَّيْنِ مِنْ شَعِيرٍ

۴۸۴۱ — ترجمہ: بیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت انس کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خاتون سے نکاح فرمایا اور مجھے بھیجا میں نے لوگوں کو طعام کھانے کے لئے بلایا۔

باب جس نے اپنی بعض بیویوں سے نکاح کے وقت دوسریوں سے زیادہ ولیمہ کیا "

۴۸۴۱ — ترجمہ: ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس زینب بنت جحش کی شادی کا ذکر کیا گیا تو انھوں نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی بیوی کا اتنا ولیمہ کرتے نہیں دیکھا جتنا زینب کا ولیمہ کیا تھا اُن کا بکرے سے ولیمہ کیا۔

۴۸۴۱ — شرح: علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المومنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے ولیمہ میں لوگوں کو خوب سیر کرنے میں مقصد یہ تھا کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت کا شکر ادا کیا کہ اُس نے بذریعہ وحی آپ کا زینب سے نکاح کیا چنانچہ قرآن کریم میں ہے: فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا ،، ابن بطال نے کہا آپ نے قصدًا یہ ولیمہ زیادہ نہ کیا تھا بلکہ اتفاق ہی ایسا ہوگیا تھا۔ اگر آپ دوسری بیویوں سے نکاح کے وقت بکرے پاتے تو خوب ولیمے کرتے، کیونکہ آپ تمام لوگوں سے زیادہ سخی تھے، لیکن آپ دنیاوی امور میں مبالغہ نہ کرتے تھے اور اس ولیمہ میں کثرت بیان جواز کے لئے تھی۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے صاحب توضیح سے نقل کیا۔ جو کوئی ولیمہ میں بکثرت کھلائے پلائے وہ افضل ہے کیونکہ اس طرح نکاح کا اعلان زیادہ ہوتا ہے اور اہل ومال میں برکت کی دعائیں زیادہ ہوتی ہیں، کیونکہ ولیمہ میں آنے والے لوگ دعائیں

بَابُ حَقِّ إِجَابَةِ الْوَلِيمَةِ وَالدَّعْوَةِ وَمَنْ أَوْلَمَ بِسَبْعَةِ أَيَّامٍ وَنَحْوِهِ وَلَمْ يُوَقِّتِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا وَلَا يَوْمَيْنِ

کرتے ہیں، لیکن جو کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے وہ بہت اچھا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب میمونہ بنتِ حارث رضی اللہ عنہا سے عمرۃ قضاء میں نکاح کیا تھا۔ ان کے ولیمہ میں کئی بکرے ذبح کئے تھے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے جو کچھ ذکر کیا ہے۔ اپنی دانست کے اعتبار سے کہا ہے۔ وہ ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے ولیمہ کے وقت حاضر نہ تھے اور اس سے واقف نہ ہوئے۔ نیز ام المؤمنین زینب بنت جحش کے ولیمہ میں بہت برکت ہوئی تھی کہ سارے لوگ روٹی گوشت سے سیر ہوئے تھے۔ اس اعتبار سے اس کو اکثر کہا جاتا ہے۔ نیز ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے فتح خیبر کے بعد نکاح کیا تھا۔ اس وقت خیبر فتح ہونے کے باعث وسعت زیادہ ہو گئی تھی اس لئے یہ ولیمہ نسبتاً زیادہ تھا۔

باب جس نے ایک بکرے سے کم ولیمہ کیا

۴۸۴۲ — ترجمہ: منصور بن صفیۃ نے اپنی والدہ صفیۃ بنت شیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بعض بیویوں کا ولیمہ جو کے دو مد سے کیا۔

۴۸۴۲ — شرح: علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا یہ صفیۃ تابعیۃ ہے۔ لہٰذا یہ حدیث مرسل ہے۔ بعض روایات میں عائشہ کا اضافہ ہے۔ اس تقدیر پر یہ حدیث مرفوع متصل ہوگی۔ شیخ ابن حجر نے کہا زیادہ راجح یہ ہے کہ یہ صفیۃ صحابیہ ہے اور جس نے اسناد میں عائشہ کا اضافہ کیا ہے وہ اسناد میں زیادتی کے قبیلہ سے ہے۔ علامہ سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ ابن سعد نے واقدی سے اپنی سند سے روایت کی کہ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکاح کے بعد مجھے اپنے گھر لے گئے تو میں نے ایک مٹکے میں کچھ جو دیکھے۔ میں نے وہ پیسے اور ہنڈی میں ڈالے اور ان میں کچھ چربی ڈالی یہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ولیمہ تھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تھوڑا سا ولیمہ بھی ہو سکتا ہے اس کی حد مقداری کوئی نہیں ہے کہ اس سے کم جائز نہ ہو۔

۴۸۴۳ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا دُعِيَ اَحَدُكُمْ اِلَى الْوَلِيْمَةِ فَلْيَاْتِهَا

باب ـــ ولیمہ اور دعوت قبول کرنا اور جس نے سات دن یا اس سے زیادہ ولیمہ کیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن یا دو دن[2] مقرر نہیں کیے،،

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس باب میں کوئی ایسی حدیث ذکر نہیں کی جس سے معلوم ہو کہ ولیمہ سات روز تک جائز ہے۔ صاحب تلویح نے کہا گویا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے بیہقی کی حدیث کی طرف اشارہ کیا ہے جو انھوں نے صحیح سند کے ساتھ روایت کی ہے کہ ابن سیرین نے مدینہ منورہ میں سات دن ولیمہ کیا اور سات دن لوگوں کو دعوتِ طعام دی۔ اور ان میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بھی مدعو تھے لیکن وہ روزے سے تھے تو وہ اُن کے لئے خیر کی دعا کرتے رہے پھر واپس چلے گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ولیمہ کے لئے ایک یا دو دن وجوبًا یا استحبابًا نہیں کئے اس سے معلوم ہوتا ہے ولیمہ میں کوئی حد معین نہیں اگر یہ سوال کیا جائے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلے دن ولیمہ حق ہے۔ دوسرے دن معروف ہے اور تیسرے دن ریاء کاری ہے تو بخاری کا یہ کہنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یا دو دن معین نہیں فرماتے کیسے صحیح ہوگا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ بخاری کے نزدیک یہ حدیث صحیح نہیں چنانچہ انھوں نے تاریخ کبیر میں ذکر کیا کہ اس حدیث کا اسناد صحیح نہیں،،

علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے امام نووی سے نقل کیا کہ اگر دعوت تین روز کی جائے تو پہلے دن میں اجابت واجب ہے کہ دعوتِ طعام میں ضرور حاضر ہو اور اسے قبول کرے۔ دوسرے دن قبول کرنا اور حاضر ہونا مستحب ہے۔ اور تیسرے دن مکروہ ہے۔ مالکیہ کے نزدیک مال دار سات روز تک دعوت کر سکتا ہے۔

۴۸۴۳ ـــ ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو دعوتِ ولیمہ کے لئے بلایا جائے تو ضرور جائے۔

۴۸۴۴ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَنْصُوْرٌ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فُكُّوا الْعَانِيَ وَاَجِيْبُوا الدَّاعِيَ وَعُوْدُوا الْمَرِيْضَ

۴۸۴۵ — حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيْعِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنِ الْاَشْعَثِ عَنْ مُعٰوِيَةَ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ الْبَرَاءُ ابْنُ عَازِبٍ اَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ وَّنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ اَمَرَنَا

۴۸۴۴ — ترجمہ : ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیدی کو رہائی دلاؤ! دعوت کرنے والوں کی دعوت قبول کرو اور بیمار کی عیادت کرو

۴۸۴۳ - ۴۸۴۴ — شرح : صحیح تر یہ ہے کہ حدیث میں مذکور امر ایجاب کے لئے ہے۔ عانی کے معنی قیدی ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ داعی عام ہے کہ ولیمہ کی دعوت کرے یا کوئی اور دعوت کرے کیا سب کی اجابت ضروری ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جمہور علماء کہتے ہیں کہ ولیمہ کی دعوت قبول کرنا واجب ہے اور اس کے علاوہ دوسری دعوتیں واجب نہیں مستحب ہیں اور جس داعی کی دعوت قبول کرنا واجب ہے وہ داعی صاحب ولیمہ ہے، کیونکہ اس میں نکاح کا اعلان اور اظہار ہے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث میں امر کا صیغہ ایک ہی اطلاق میں وجوب اور ندب میں مستعمل ہے؛ حالانکہ یہ علماء اصول کے نزدیک ممنوع ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ امام شافعی کے نزدیک جائز ہے اور دوسرے مذاہب میں عموم مجاز پر محمول ہے۔ احناف بھی اسے عموم مجاز پر محمول کرتے ہیں (حدیث : ۲۸۳۹ جلد : ۴ کی شرح دیکھیں)

۴۸۴۵ — ترجمہ : براء بن عازب رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سات اشیاء سے منع فرمایا اور ہمیں بیمار کی عیادت جنازہ کے پیچھے چلنا، چھینک لینے والے کو جواب دینا، قسم پوری کرنا، مظلوم کی مدد کرنا، سلام کہنا اور داعی کی دعوت قبول کرنے کا حکم دیا، اور سونے کی انگوٹھی، چاندی کے برتن، ریشمی گدے جو سوار گھوڑے پر ڈالتا ہے۔ ریشمی کپڑے۔ استبرق اور دیباج (ریشم کے موٹے کپڑوں) سے منع فرمایا۔ ابو عوانہ اور شیبانی نے

بِعِيَادَةِ الْمَرِيضِ وَاتِّبَاعِ الْجَنَازَةِ وَتَشْمِيتِ الْعَاطِسِ وَإِبْرَارِ الْمُقْسِمِ وَنَصْرِ الْمَظْلُومِ وَإِفْشَاءِ السَّلَامِ وَإِجَابَةِ الدَّاعِي وَنَهَانَا عَنْ خَوَاتِيمِ الذَّهَبِ وَعَنْ آنِيَةِ الْفِضَّةِ وَعَنِ الْمَيَاثِرِ وَالْقَسِّيَّةِ وَالْإِسْتَبْرَقِ وَالدِّيبَاجِ تَابَعَهُ أَبُو عَوَانَةَ وَالشَّيْبَانِيُّ عَنْ أَشْعَثَ فِي إِفْشَاءِ السَّلَامِ

۴۸۴۶ــــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ دَعَا أَبُو أُسَيْدٍ السَّاعِدِيُّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اشعث سے لفظِ افشاء سلام روایت کرنے میں ابوالاحوص کی متابعت کی۔

۴۸۴۵ــــ شرح : تشمیت عاطس کے معنی چھینک لینے والے کے لئے خیر و برکت کی دُعاء کرنا۔ ابرار المقسم یہ ہے کہ اگر کسی نے مستقبل میں کسی کام کی قسم کھائی اور تم اس کی قسم کی تصدیق کرنے پر قادر ہو۔ اس کو حانث نہ ہونے دو جیسے کسی نے قسم کھائی کہ جب تک یہ کام نہ کرو گے وہ تم سے جُدا نہ ہوگا اور تم وہ کام کرنے پر قادر ہو تو وہ ضرور کرو تاکہ وہ حانث نہ ہو۔ اجابۃ الداعی ، یعنی دعوت قبول کرنا ، کیونکہ سیدِ عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جس نے دعوت قبول نہ کی اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔ حضرت انس سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے سیدِ عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی دعوت کی تو آپ نے قبول فرمائی۔ مَیاثر مِیثرہ کی جمع ہے۔ یہ چھوٹا سا ریشمی بچھونا جو روئی سے بھرا ہوا ہو اس کو سوار اپنے نیچے رکھتے ہیں۔ قسیّہ ، یہ سوتی کپڑا ہے جو ریشم سے مخلوط ہو مصر کے علاقہ میں ایک گاؤں کی طرف منسوب کپڑے ہیں۔ استبرق موٹا ریشم ہے۔ دیباج ریشمی کپڑا ہے۔ اگر کوئی یہ سوال پوچھے حدیث میں جن سے منع کیا گیا ہے وہ چھ ہیں سات نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ساتواں مطلق ریشم ہے۔ مذکورہ امور میں سے بعض واجب ہیں جیسے چھینک لینے والے کو جواب دینا اور دعوتِ ولیمہ قبول کرنا واجب ہیں اور بعض مستحب ہیں تو صیغہ امر واجب اور غیر واجب میں مستعمل ہوا ہے ؛ حالانکہ یہ اصولیوں کے نزدیک جائز نہیں ، لیکن یہاں بھی امر عمومِ مجاز پر محمول ہے۔ (حدیث : ۱۱۷۰ ، جلد : ۲ کی شرح دیکھیں)

فِی عُرْسِہٖ وَکَانَتِ امْرَأَتُہٗ یَوْمَئِذٍ خَادِمَھُمْ وَھِیَ الْعَرُوْسُ قَالَ سَھْلٌ تَدْرُوْنَ مَا سَقَتْ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْقَعَتْ لَہٗ تَمَرَاتٍ مِّنَ اللَّیْلِ فَلَمَّا اَکَلَ سَقَتْہُ اِیَّاہُ

بَابُ مَنْ تَرَکَ الدَّعْوَۃَ فَقَدْ عَصَی اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ

۴۸۴۷ ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِکٌ

۴۸۴۶ ــــ ترجمہ: سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہا ابو اُسید ساعدی نے اپنی شادی میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی۔ اس دن ابو اُسید کی بیوی لوگوں کی خدمت کر رہی تھی، حالانکہ وہ نئی دلہن تھی۔ سہل نے کہا کیا تم جانتے ہو اُس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا پلایا تھا۔ اُس نے رات کو ہی کھجوریں پانی میں ڈال رکھی تھیں۔ جب آپ کھانا کھا چکے تو وہ آپ کو پلایا تھا۔

۴۸۴۶ ــــ شرح: ابو اُسید کا نام مالک بن ربیعہ ساعدی ہے۔ جو بدریوں میں سے سب سے آخر میں فوت ہوئے تھے۔ اُنھوں نے پینسٹھ ہجری میں وفات پائی۔ ان کی بیوی کا نام سلامت بنت وہب بن سلامہ بن امیہ ہے۔ لفظ خادم کا مذکر اور مؤنث دونوں پر اطلاق ہوتا ہے۔ اس لئے فرمایا کَانَتْ اِمْرَءَتُہٗ یَوْمَئِذٍ خَادِمَھُمْ ،، کہ اس روز ابو اُسید کی نئی دلہن لوگوں کی خادم تھی۔ یہ واقعہ نزولِ حجاب سے پہلے کا ہے۔ عروس وصف ہے اس کا اطلاق دولہا اور دلہن دونوں پہ ہوتا ہے۔ اس میں بھی مذکر و مؤنث مساوی ہیں جب تک وہ وصف عروس میں ہوں۔ اور جب ایک دوسرے سے شادی کرے تو مرد کے لئے مُعَرِّسًا کہنا احسن ہے، کیونکہ وہ شادی کرتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دعوت قبول کرنا ضروری ہے اور اگر دعوتِ ولیمہ نہ ہو اس میں علماء میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اور اُن کے تلامذہ، سفیان ثوری اور امام مالک رحمہم اللہ نے کہا دعوتِ ولیمہ قبول کرنا واجب ہے لیکن اس کے علاوہ دوسری دعوت میں جانا واجب نہیں اور دعوت قبول کرنے کی شرط یہ ہے کہ وہاں غیر شرعی امور نہ پائے جائیں عبداللہ بن مسعود اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم ایک دعوت پر گئے وہاں انہوں نے جانداروں کی تصاویر دیکھیں تو واپس آگئے (عینی)

قولہ تدرون ،، یہاں ہمزہ استفہام محذوف یعنی اَتَدْرُوْنَ الخ

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ اَنَّہٗ کَانَ یَقُوْلُ شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِیْمَۃِ یُدْعٰی لَہَا الْاَغْنِیَاءُ وَیُتْرَکُ الْفُقَرَاءُ وَمَنْ تَرَکَ الدَّعْوَۃَ فَقَدْ عَصَی اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ

باب جس نے دعوت قبول نہ کی اُس نے اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی"

بعض نے اس کے معنی یہ بیان کئے ہیں کہ جس نے لوگوں کی دعوت نہ کی اور دعوت کے لئے کسی کو نہ بلایا۔ حالانکہ ایسا نہیں؛ کیونکہ لوگوں کی دعوت کرنا مستحب ہے اور مستحب کے ترک میں گناہ نہیں جیسا کہ حدیث سے ظاہر ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد: الولیمہ حق " سے معلوم ہوتا ہے کہ ترکِ دعوت میں عصیان ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حق کا معنی غیر باطل ہے اور یہ بات مسلّم ہے کہ شادی میں ولیمہ سنت مستحبہ ہے واجب نہیں اور اس میں صیغۂ امر استحباب پر محمول ہے۔

۴۸۴۷ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں بدترین طعام ولیمہ کا طعام ہے۔ جس کے لئے مال داروں کو بلایا جاتا ہے۔ اور غریبوں کو نظرانداز کر دیا جاتا ہے اور جس نے دعوتِ ولیمہ کو قبول نہ کیا۔ اُس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔

۴۸۴۷ — شرح : یعنی وہ طعامِ ولیمہ جس کے لئے مال داروں کو دعوت دی جائے اور فقراء کو نظرانداز کر دیا جائے۔ وہ شر ہے۔ طعام میں شر نہیں۔ شر صرف فعل میں ہے۔ لہٰذا طعام حرام نہ ہوگا۔ طیبی نے کہا " طعام الولیمہ " میں الف و لام خارجی عہد کے لئے ہے؛ کیونکہ لوگوں کی عادت ہے کہ وہ مالداروں کو دعوتِ ولیمہ دیتے ہیں اور غریبوں کو نہیں بلاتے ہیں۔

قولہ " یُدْعٰی لَھَا "، جملہ مستانفہ شر کا بیان ہے اور " وَمَنْ تَرَکَ الدَّعْوَۃَ "، جملہ حالیہ ہے اور " یُدْعٰی "، اس میں عامل ہے۔ یعنی ولیمہ کے لئے مالداروں کو دعوت دی جاتی ہے، حالانکہ اس کو قبول کرنا واجب ہے تو جس کو دعوت دی جائے اس کو قبول کرنا واجب ہے۔ طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ وہ طعامِ ولیمہ اچھا نہیں جس کے لئے ان لوگوں کو بلایا جائے جن کے پیٹ بھرے ہوئے ہیں اور بھوکوں کو

باب من اجاب الیٰ کراعٍ

۴۸۴۸ حدثنا عبدانُ عن ابی حمزۃ عن الاعمش عن ابی حازم عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لودُعیتُ الی کُراعٍ لاجبتُ ولواُھدِیَ الیّ کراعٌ لقبلتُ

نظر انداز کر دیا جائے ۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جس کو دعوتِ ولیمہ دی جائے اور وہ نہ آئے تو وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نافرمان ہے ۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ دعوتِ ولیمہ قبول کرنا واجب ہے ، کیونکہ "عصیان"، یعنی نافرمانی کا اطلاق ترکِ واجب پر ہوتا ہے ۔

ابن بطال مالکی نے کہا حضرات صحابۂ کرام اور تابعین میں دعوتِ ولیمہ کی اجابت کے وجوب میں اتفاق پایا جاتا ہے ۔ البتہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا ہمیں اس شخص کی دعوت قبول کرنے سے منع کیا گیا ہے جو مال داروں کو دعوت دے اور غریبوں کو نظر انداز کر دے ،، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے دعوت کی اور اس میں غریبوں اور مالداروں دونوں کو بلایا قریش آئے جبکہ مساکین بھی اُن کے ساتھ تھے ۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے مساکین سے فرمایا تم بیٹھو اور اُن کے کپڑے خراب نہ کرو ! ہم تمہیں وہی کھلائیں گے جو وہ کھائیں گے ۔ ابن حبیب نے کہا جس نے ولیمہ میں امتیاز کیا کہ اغنیاء کو بلایا اور فقراء کو نہ بلایا اس کی دعوت کوئی شئ نہیں اور اس کی ترکِ اجابت میں معصیت نہیں جبکہ ابن مغیرہ نے روایت کی ہے کہ انھوں نے سفیان ثوری سے سُنا وہ اجابت کی تفسیر کر رہے تھے کہ جب تمہیں وہ شخص دعوت دے جو تیرا دین اور دل خراب نہ کرے اس کی اجابت واجب ہے ۔

علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ مذکورہ حدیث کا پہلا حصہ ولیمہ میں جانے سے منع کرتا ہے بلکہ حرام کرتا ہے اور اس کا آخری حصہ اس کی رغبت دلاتا ہے بلکہ واجب کرتا ہے ،، لہٰذا حدیث کے اوّل و آخر میں منافات ہے ۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ولیمہ کی اجابت کو یہ لازم نہیں کہ ضرور طعام کھائے بلکہ وہاں چلا جائے اور نہ کھائے ۔ پس حدیث میں ترغیب اجابت میں ہے اور تحذیر کھانے میں ہے لہٰذا منافات نہیں ۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا صاحبِ طعام کا فعل (مال داروں کو بلانا) محرّم ہے طعام حرام نہیں ہے ، چنانچہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں تم دعوت میں عاصی نافرمان ہو کہ ایسے لوگوں کو بلاتے ہو جو نہیں آنا چاہتے اور جو آنا چاہتے ہیں انہیں چھوڑ دیتے ہو ۔

بَابُ اِجَابَةِ الدَّاعِيْ فِي الْعُرُسِ وَغَيْرِهَا

۴۸۴۹ــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِيْ مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَجِيْبُوْا هٰذِهِ الدَّعْوَةَ اِذَا دُعِيْتُمْ لَهَا قَالَ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يَاْتِي الدَّعْوَةَ فِي الْعُرُسِ وَهُوَ صَائِمٌ

باب جس نے سری پائے کی دعوت قبول کی

۴۸۴۸ــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر مجھے سری پائے کی دعوت دی جائے تو میں ضرور قبول کروں گا۔ اور اگر مجھے یہ ہدیہ دیا جائے تو میں قبول کروں گا۔

۴۸۴۸ــ شرح : اس حدیث کی مناسبت ابواب ولیمہ سے واضح نہیں ہاں اگر اس کو دعوتِ ولیمہ کیا جائے تو مناسبت ظاہر ہے۔ اس حدیث شریف میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال تواضع اور حسنِ خلق ہے۔ نیز اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہدیہ قبول کرلینا چاہیے اگرچہ کمتر ہو اور حسنِ خلق سے ایسے امور کا اظہار ہوتا ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت کی اجابت کی ترغیب اس لئے دلائی ہے کہ کھانے کی دعوت کا باعث سچی محبت اور جس کو دعوت دی جائے اس کا داعی کا طعام کھانے میں اس کی خوشی اور سرور ہے۔ اور آپس میں مل بیٹھ کر کھانے میں محبت کی زیادتی ہے۔

باب شادی وغیرہ میں دعوت قبول کرنا

یعنی مدعو کا داعی کی اجابت کرنا۔ اجابت مصدر ہے جو مفعول کی طرف مضاف ہے اور فاعل مقدر

بَابُ ذَهَابِ النِّسَآءِ وَالصِّبْيَانِ اِلَى الْعُرْسِ

۴۸۵۰ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ ابْنُ صُهَيْبٍ عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ اَبْصَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَآءً وَّصِبْيَانًا مُّقْبِلِيْنَ مِنْ عُرْسٍ فَقَامَ مُمْتَنًّا فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اَنْتُمْ مِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَيَّ —

ہے یعنی اجابت المدعو الداعیَ "، عرس وہ طعام ہے جو شادی میں کھلایا جاتا ہے اور وہ ولیمہ کا طعام ہے اور اس کا غیر ختنوں کے وقت طعام کھلانا یا سفر سے واپسی پر لوگوں کو دعوت دینا وغیرہ وغیرہ ہیں امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ذکر کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسے شادی وغیرہ کی دعوت دی جائے وہ اسے قبول کرے۔

۴۸۴۹ — ترجمہ : نافع سے روایت ہے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب دعوتِ ولیمہ کے لئے تمہیں بلایا جائے تو اسے قبول کرو عبد اللہ بن عمر ولیمہ اور غیر ولیمہ کی دعوت قبول کرتے تھے ؛ حالانکہ وہ روزے سے ہوتے تھے۔

۴۸۴۹ — شرح : ھٰذہ الدعوۃ سے مراد دعوتِ ولیمہ ہے۔ قَالَ یعنی نافع نے کہا عبد اللہ بن عمر دعوت میں تشریف لے جاتے ؛ حالانکہ وہ روزہ سے ہوتے تھے۔ اس میں یہ اشارہ ملتا ہے کہ ترکِ اجابت میں روزہ عذر نہیں ہے اور روزہ دار کا وہاں جانے کا فائدہ یہ ہے کہ صاحبِ ولیمہ ان کے وہاں جانے سے تبرک حاصل کرتا ہے اور اس کی نیک دعاؤں کا متمنی ہوتا ہے۔ پھر اگر روزہ نافلہ ہو تو اگر صاحب دعوت کو ناگوار گزرے تو روزہ افطار کر دے ورنہ روزے سے رہے۔ یہ شوافع اور حنابلہ کہتے ہیں۔ احناف کے نزدیک دعوتِ ولیمہ کو قبول کرنا ضروری ہے ؛ ورنہ گنہگار ہوگا اگر روزے سے ہو تو ان کے لئے دعا کرے اگر روزے سے نہیں تو کھائے

باب عورتوں اور بچوں کا دعوتِ ولیمہ کے لئے جانا

بَابُ هَلْ يَرْجِعُ اِذَا رَأَى مُنْكَرًا فِى الدَّعْوَةِ وَرَأَى ابْنُ مَسْعُودٍ صُوْرَةً فِى الْبَيْتِ فَرَجَعَ وَدَعَا ابْنُ عُمَرَ اَبَا اَيُّوْبَ فَرَاٰى فِى الْبَيْتِ سِتْرًا عَلَى الْجِدَارِ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ غَلَبَنَا عَلَيْهِ النِّسَاءُ فَقَالَ مَنْ كُنْتُ اَخْشٰى عَلَيْهِ فَلَمْ اَكُنْ اَخْشٰى عَلَيْكَ وَاللّٰهِ لَا اَطْعَمُ لَكُمْ طَعَامًا فَرَجَعَ

۴۸۵۰ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں اور بچوں کو ایک شادی سے واپس آتے دیکھا تو آپ خوشی سے کھڑے ہوگئے اور فرمایا : خدا جانتا ہے کہ میں سچ کہتا ہوں۔ تم سب لوگوں میں سے مجھے زیادہ محبوب ہو۔

۴۸۵۰ — شرح : یہ عورتیں بچے سب انصار تھے۔ قولہ مُمْتَنًّا، مُنَّۃ بضم المیم سے باب افتعال ہے۔ اس کے معنیٰ قوت ہیں۔ یعنی انصار کی عورتوں اور بچوں کو آتے ہوئے دیکھ کر خوش ہوئے اور جلدی کرتے ہوئے قوت سے کھڑے ہوئے۔ بعض نے کہا مِنَّۃ بکسر المیم سے افتعال ہے۔ اس کے یہ معنیٰ ہیں کہ مہربانی کرتے ہوئے اُن کا اکرام کیا کیونکہ جس کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوں اور اس طرح اس کا اکرام کریں تو یہ آپ کا اس پر عظیم انعام اور احسان ہے۔ حدیث ۳۵۴۰ میں لفظ مُمْثِلًا ہے۔ اپنی قدموں پر کھڑے ہوگئے۔ مُمْثَلًا بھی پڑھا گیا ہے یعنی تکلف سے کھڑے ہوئے۔

باب کیا جب دعوت کے موقعہ پر کوئی خلاف شرع دیکھے تو واپس آ جائے ؟“

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے گھر میں جاندار کی تصویر دیکھی تو واپس ہوگئے۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ابوایوب کی دعوت کی تو انہوں نے دیوار پر پردہ دیکھا تو اس پر ردّ عمل کیا، ابن عمر نے کہا اس میں عورتیں ہم پر غالب آگئی ہیں۔ ابوایوب نے کہا : جن لوگوں پر مجھے یہ ڈر تھا آپ پر یہ خوف نہ تھا

۴۸۵۱ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مٰلِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ الْقٰسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا اَخْبَرَتْهُ اَنَّهَا اشْتَرَتْ نُمْرُقَةً فِيْهَا تَصَاوِيْرُ فَلَمَّا رَاٰهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ عَلَى الْبَابِ فَلَمْ يَدْخُلْ فَعَرَفْتُ فِيْ وَجْهِهٖ

خدا کی قسم میں تمہارا کھانا نہیں کھاؤں گا۔ پھر واپس چلے گئے۔ یعنی جب حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے بیٹے سالم کی شادی کی تو ابوایوب خالد بن زید رضی اللہ عنہ کو دعوت طعام دی۔ جب وہ عبداللہ بن عمر کے گھر آئے تو دیوار پر پردہ لٹکتا ہُوا دیکھا تو عبداللہ سے کہا آپ کے گھر میں یہ خلاف شرع کیوں؟ انہوں نے معذرت کرتے ہُوئے کہا یہ عورتوں کا کام ہے وہ ہم پر اس میں غالب ہیں۔ ابوایوب نے کہا مجھے کسی پر ایسے عمل کا خوف تھا تم پر مجھے یہ ڈر نہ تھا کہ تمہارے گھر میں ایسے کام ہوں گے خدا کی قسم میں تمہارا کھانا نہیں کھاؤں گا پھر واپس چلے گئے۔ شیخ دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: قولہ واللہ لا اطعم الخ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ تمہیں بیٹھنے اور کھانا کھانے کی تکلیف نہیں دیتا ہوں کہ بیٹھ کر کھانا کھاؤ کیونکہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک یہ فعل مکروہ تنزیہی تھا۔ پردے کو اُٹھا دینا ضروری نہیں جانتے تھے۔ یہ سُن کر ابوایوب واپس چلے گئے۔ ابوایوب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں ہیں۔

مسائل فقہیہ صاحب ھدایہ نے کہا دعوت قبول کرنا سنّت ہے۔ اگر صاحب دعوت کے گھر کوئی خلاف شرع شئی ہو تو اس کے باعث سنت ترک کرنا جائز نہیں۔ جیسے نماز جنازہ کا ادا کرنا واجب ہے اور اگر وہاں عورتیں نوحہ اور بین کرتی ہوں تو نماز جنازہ ترک نہ کرے گا۔ اور اگر ان کو منع کرنے پر قادر ہے یا عالم دین مقتدیٰ ہے جس کی بات پر لوگ لبیک کہتے ہیں تو اس پر واجب ہے کہ انہیں نوحہ سے منع کرے اور اگر قادر نہیں تو صبر کرے اور باہر نہ جائے۔ اور اگر دسترخوان پر کوئی خلاف شرع شئی دیکھے تو نہ بیٹھے اگرچہ وہ قوم کا مقتدیٰ نہ ہو اور اگر وہاں جانے سے پہلے خلاف شرع کوئی شئی معلوم ہو جائے تو دعوت قبول نہ کرے؛ کیونکہ دعوت کا قبول کرنا مسنون طریقہ پر سنّت ہے۔

۴۸۵۱ — ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ انہوں نے قاسم بن محمد رضی اللہ عنہا کو خبر دی کہ اُنھوں نے ایک تکیہ خریدا جس میں تصاویر تھیں۔ جب اسے جناب رسول اللہ صلی اللہ

الکَرَامَةَ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَتُوْبُ اِلَی اللّٰہِ وَاِلٰی رَسُوْلِہٖ مَاذَا اَذْنَبْتُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا بَالُ ھٰذِہِ النُّمْرُقَۃِ قَالَتْ فَقُلْتُ اِشْتَرَیْتُھَا لِتَقْعُدَ عَلَیْھَا وَتَوَسَّدَھَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَصْحَابَ ھٰذِہِ الصُّوَرِ یُعَذَّبُوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَیُقَالُ لَھُمْ اَحْیُوْا مَا خَلَقْتُمْ وَقَالَ اِنَّ الْبَیْتَ الَّذِیْ فِیْہِ الصُّوَرُ لَا تَدْخُلُہُ الْمَلٰٓئِکَۃُ

بَابُ قِیَامِ الْمَرْاَۃِ عَلَی الرِّجَالِ فِی الْعُرْسِ وَخِدْمَتِھِمْ بِالنَّفْسِ

۴۸۵۲ — حَدَّثَنَا سَعِیْدُ بْنُ اَبِیْ مَرْیَمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ غَسَّانَ قَالَ

صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو دروازے پر ہی کھڑے رہے اور داخل نہ ہوئے میں نے آپ کے چہرۂ جہاں آراء پر کراہت کا اثر پایا تو عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کے حضور توبہ کرتی ہوں ۔ میں نے کون سا گناہ کیا ہے ؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تکیہ کیسا ہے ؟ ام المومنین نے کہا میں نے عرض کیا میں نے یہ اس لئے خریدا ہے کہ آپ اس پر بیٹھا کریں گے اور اس پر ٹیک لگائیں گے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تصویروں والوں کو قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا اور اُن سے کہا جائے گا جو تم نے بنایا ان میں روح ڈالو اور فرمایا جس گھر میں تصویریں ہوں اُن میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے ہیں ۔

۴۸۵۱ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں اس لئے داخل نہ ہوئے تھے کہ اس میں تصاویر تھیں اور یہ اُن منکرات شرعیہ سے ہیں جن کے ہوتے ہوئے دعوت کی اجابت ترک کرنا جائز ہے ۔ اس لئے یہ حدیث ذکر کی جس میں اس مکان میں حاضر ہونا ممنوع ہے جہاں تصاویر ہوں وہاں دعوت ہو یا نہ ہو اَحْیُوْا مَا خَلَقْتُمْ میں امر تعجیز کے لئے ہے ۔

(حدیث : ۳۶۹ ، جلد : ۱ کی شرح دیکھیں)

حَدَّثَنِیْ اَبُوْحَازِمٍ عَنْ سَہْلٍ قَالَ لَمَّا عَرَّسَ اَبُوْ اُسَیْدٍ السَّاعِدِیُّ دَعَا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابَہٗ فَمَا صَنَعَ لَہُمْ طَعَامًا وَلَا قَرَّبَہٗ اِلَیْہِمْ اِلَّا امْرَاَتُہٗ اُمُّ اُسَیْدٍ بَلَّتْ تَمَرَاتٍ فِیْ تَوْرٍ مِنْ حِجَارَۃٍ مِنَ اللَّیْلِ فَلَمَّا فَرَغَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنَ الطَّعَامِ اَمَاثَتْہُ لَہٗ فَسَقَتْہُ تُحْفَۃً بِذٰلِکَ

بَابُ النَّقِیْعِ وَالشَّرَابِ الَّذِیْ لَا یُسْکِرُ فِی الْعُرْسِ

۴۸۵۳ — حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ بُکَیْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا یَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقَارِیُّ عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ سَہْلَ بْنَ سَعْدٍ اَنَّ اَبَا اُسَیْدٍ السَّاعِدِیَّ

باب دلہن کا ولیمہ میں خود بخود مہمان مردوں کی خدمت کرنا

۴۸۵۲ — ترجمہ: ابوحازم نے سہل بن زید سے روایت کی کہ جب ابواُسید ساعدی نے شادی کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی دعوت کی تو اُس نے نہ تو اُن کے لئے کھانا تیار کیا اور نہ ہی ان کے قریب گیا مگر اس کی بیوی نے جو اُسید کی والدہ ہے۔ اُس نے رات کو پتھر کے برتن میں کھجوریں پانی میں ڈال رکھی تھیں۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھانے سے فارغ ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ان کو ہاتھ سے پانی میں ملا پھر آپ کو وہ پلایا حالانکہ یہ آپ کو تحفہ پیش کیا تھا۔ (حدیث ۴۸۴۶ کی شرح دیکھیں)

باب شادی میں کھجوروں کا شیرہ اور نشہ نہ دینے والا شربت کا جواز

دَعَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُرْسِهٖ فَكَانَتِ امْرَأَتُهٗ خَادِمَتَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَهِيَ الْعَرُوْسُ فَقَالَتْ اَوْ قَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا اَنْقَعَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْقَعَتْ لَهٗ تَمَرَاتٍ مِنَ اللَّيْلِ فِيْ تَوْرٍ

بَابُ الْمُدَارَاةِ مَعَ النِّسَاءِ

وَقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا الْمَرْأَةُ كَالضِّلَعِ

۴۸۵۳ — ترجمہ: ابوحازم سے روایت ہے کہ میں نے سہل بن سعد سے سُنا کہ ابوسعید نے اپنی شادی میں سرورِ کونین صلّی اللہ علیہ وسلّم کی دعوت کی اور اس روز اس کی بیوی ان کی خدمت کرتی تھی۔ حالانکہ وہ نئی دلہن تھی اُس نے کہا یا ابوسعید نے کہا کیا تم جانتے ہو کہ اُس نے جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو کیا پلایا۔ اُس نے آپ کے لئے پتھر کے برتن رات کو کھجوریں پانی میں بھگو رکھی تھیں (اُن کا شیرہ پلایا تھا)

۴۸۵۳ — شرح: نقیع وہ کھجوریں ہیں جو پانی میں ڈالی جائیں تاکہ ان کی شیرینی نکل آئے اسے شیرہ کہتے ہیں۔ عنوان میں نقیع کے بعد شراب کو ذکر کیا یہ عام کا خاص پر عطف ہے کیونکہ شراب نقیع تمر سے عام ہے اور الّذی یُسکر شراب کی صفت ہے۔ یعنی وہ شیرہ جو نشہ نہ دے کیونکہ جو نشہ دے اس کو پینا جائز نہیں۔ یہ نقیع اور شراب دونوں میں معتبر ہے کیونکہ نقیع مُسکر بھی پینا جائز نہیں۔ خادم کا اطلاق مذکر و مؤنث دونوں پر ہوتا ہے۔

باب عورتوں کے معاملہ میں نرمی کرنا

اور سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد! عورت انسان کی پسلی کی مانند ہے

شرح: سیّدِ عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا لوگوں سے نیکی کرنا صدقہ ہے۔ مدارات ہمزہ کے بغیر بمعنی مُلائمت ہے یعنی ایک دوسرے سے نیکی اور نرمی کرنا چنانچہ کہا جاتا ہے دَارَیْتُ زَیْدًا میں نے زید سے نرمی کی اور ہمزہ کے ساتھ بمعنی مدافعت ہے یہاں پہلا معنی مراد ہے۔ اصل میں مدارات کے معنی الفت اور دلوں کو مائل کرنا ہے۔

۴۸۵۳ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَرْاَةُ كَالضِّلَعِ اِنْ اَقَمْتَهَا كَسَرْتَهَا وَاِنِ اسْتَمْتَعْتَ بِهَا اِسْتَمْتَعْتَ بِهَا وَفِيْهَا عِوَجٌ

بَابُ الْوَصَاةِ بِالنِّسَآءِ

۴۸۵۴ — حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْجُعْفِيُّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ مَيْسَرَةَ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو پسلی کی طرح فرمایا ہے، جیسا کہ پسلی کی طرح ٹیڑھی ہوتی ہے، کیونکہ یہ حضرت آدم علیہ السلام کی پسلی سے پیدا کی گئی ہے، چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ "اِنَّ حَوَّآءَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعِ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ" یعنی بنی نوع انسان کی ماں حضرت آدم علیہ السلام کی چھوٹی پسلی سے پیدا کی گئی جبکہ وہ سو رہے تھے۔ حدیث میں اس کو پسلی سے تشبیہ اس لئے دی ہے کہ عورت کی طبیعت میں کجی ہے۔ [illegible] حدیث شریف میں اسی طرف اشارہ ہے پھر اس کی وضاحت اس طرح کی کہ اگر تو ٹیڑھی پسلی کو سیدھا کرنا چاہے گا تو اسے توڑ ڈالے گا۔ یہ حال عورت کا ہے کہ اگر اسے بالکل سیدھا کرنے کی کوشش کرے گا تو وہ زیادہ بگڑ جائے گی اور طلاق تک نوبت پہنچے گی یہ اس کا ٹوٹنا ہے اور اگر اسے بالکل اپنے حال پر چھوڑ دے تو اور زیادہ ٹیڑھی ہو جائے گی ان سے میانہ روی اختیار کرنی چاہیئے۔

باب عورتوں کے لئے وصیت کرنا

۴۸۵۴ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان

يُؤْذِي جَارَهُ وَاسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا فَإِنَّهُنَّ خُلِقْنَ مِنْ ضِلَعٍ وَإِنَّ أَعْوَجَ شَيْءٍ فِي الضِّلَعِ أَعْلَاهُ فَإِنْ ذَهَبْتَ تُقِيمُهُ كَسَرْتَهُ وَإِنْ تَرَكْتَهُ لَمْ يَزَلْ أَعْوَجَ فَاسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا

رکھتا ہے وہ اپنے ہمسایہ کو دکھ نہ دے اور عورتوں کے ساتھ نیکی اور بھلائی کرو، کیونکہ وہ پسلی سے پیدا کی گئی ہیں اور سب سے زیادہ ٹیڑھی پسلی اُوپر والی ہے۔ اگر تو اسے سیدھی کرے گا تو اسے توڑ دے گا اور اگر اسے اپنے حال پر چھوڑ دے گا تو وہ ہمیشہ ٹیڑھی ہوتی رہے گا عورتوں کے ساتھ بھلائی کرو!

۴۸۵۴ — شرح : بظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کوئی ہمسایہ کو دُکھ دے وہ مومن نہیں، لیکن ہمسایہ کو اذیت پہنچانے والے سے کمال ایمان کی نفی ہے اصل ایمان کی نفی نہیں۔ یعنی ایسے شخص کا ایمان کامل نہیں۔ اور مطلق ایمان کے لائق اور مناسب نہیں کہ ہمسایہ کو دُکھ پہنچائے۔

قولہ اِسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ، یعنی عورت سے نیکی کرنے کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی وصیت قبول کرو۔ طیبی نے کہا سین بمعنی طلب ہے یعنی عورتوں کے حق میں اپنی طرف سے وصیت طلب کرو۔ ہو سکتا ہے کہ خطاب عام ہو یعنی عورتوں کے بارے میں ایک دوسرے سے وصیت قبول کرو۔

بیضاوی نے کہا اِسْتِیْصَاء بمعنی قبولِ وصیت ہے۔ حدیث کا معنی یہ ہے کہ میں تمہیں عورتوں کے حق میں وصیت کرتا ہوں۔ میری وصیت قبول کرو! کیونکہ وہ پسلی سے پیدا ہوئی ہیں۔ یعنی ان کی خلقت ٹیڑھی ہے۔ اُن سے انتفاع اسی صورت ممکن ہے کہ ان کے ساتھ بھلائی کرتے رہو اور ان کی کجی پر صبر کرتے رہو۔ اور ان کی استقامت میں طمع نہ کرو۔

قولہ اِنَّ اَعْوَجَ شَیْءٍ الخ یعنی عورتیں اوپر والی پسلی جو زیادہ ٹیڑھی ہے سے پیدا کی گئی ہیں۔ اعلاہ میں ضمیر مذکر اور اسی طرح "اَعْوَج" کو مذکر ذکر کیا۔ عَوْجاء نہیں فرمایا، کیونکہ ضلع بمعنی پسلی مؤنث حقیقی نہیں ہے اور اَعْوَج اسم تفضیل ہے حالانکہ عِوَج عیب ہے اور عیب سے اسم تفضیل نہیں آتا، لیکن یہ افعل وصفی ہے منع اس وقت ہے جب وصف سے التباس ہو۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا عورت کو سیدھا کرنا اس کو توڑنا ہے اور وہ طلاق ہے عورتوں کے ساتھ مدارات کا معنی یہ ہے کہ ان کی مرضی کے خلاف نہ کرے۔

۴۸۵۵ — حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا نَتَّقِي الْكَلَامَ وَالْاِنْبِسَاطَ اِلٰى نِسَآئِنَا عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَيْبَةً اَنْ يَّنْزِلَ فِيْنَا شَيْءٌ فَلَمَّا تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَكَلَّمْنَا وَانْبَسَطْنَا

بَابٌ قُوْآ اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا

۴۸۵۶ — حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّكُمْ رَاعٍ

۴۸۵۵ — ترجمہ : عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں عورتوں سے باتیں کرنا اور ان سے خوش طبعی کرنے سے بچتے تھے اس ڈر سے کہ ہمارے بارے میں قرآن نازل ہو جائے گا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما گئے تو باہم کلام بھی کرنے لگے اور اُن سے خوش طبعی کرتے تھے۔

۴۸۵۵ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ اس حدیث میں یہ خبر دی ہے کہ صحابہ کرام عہدِ رسالت میں عورتوں سے گفتگو کرنے اور ان سے خوش طبعی کرنے سے پرہیز کرتے تھے۔ کیونکہ یہ اُن سے بھلائی کی وصیت ہے۔ یعنی حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زمانہ رسالت کی حالت متغیر ہو گئی تھی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا جس روز سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں داخل ہوئے۔ وہاں کی ہر شئی روشن ہو گئی اور نور ہی نور نظر آتا تھا۔ اور جس روز آپ نے انتقال فرمایا اس کی ہر شئی اندھیر کی نذر ہو گئی اور ہم نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن سے ہاتھ اُٹھائے تو ہمارے دل متغیر اور حیران رہ گئے کہ اب کیا ہو گا۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! "اے لوگو! اپنی جانوں اور اہل و اولاد کو آگ سے بچاؤ!"

وَ كُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ فَالْإِمَامُ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلٰى اَهْلِهٖ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلٰى بَيْتِ زَوْجِهَا وَهِيَ مَسْئُوْلَةٌ وَالْعَبْدُ رَاعٍ عَلٰى مَالِ سَيِّدِهٖ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ اَلَا وَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ

بَابُ حُسْنِ الْمُعَاشَرَةِ مَعَ الْاَهْلِ

۴۸۵۶ـــ ترجمہ : عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سب نگہبان ہو امام (حاکم وقت) نگہبان ہے۔ اس سے (رعیت کی نگہبانی کے متعلق) پوچھا جائے گا۔ آدمی اپنے اہل کا نگہبان ہے اس سے پوچھا جائیگا۔ عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگہبان ہے اس سے پوچھا جائے گا۔ غلام اپنے آقا کے مال کا نگہبان ہے اس سے پوچھا جائے گا۔ تم سب نگہبان ہو تم سے (نگہبانی کے متعلق) پوچھا جائے گا۔

۴۸۵۶ـــ شرح : اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ انسان کا اہل اس کی رعیت ہے۔ تو معنی یہ ہوئے کہ اے ایمان والو اپنی جانوں اور جن کے تم نگہبان ہو انھیں دوزخ کی آگ سے بچاؤ۔ انہیں گناہ کرنے سے روکو اور نیک کام کرنے پر آمادہ کرو! انہیں آداب سکھاؤ اور شر سے منع کرو۔ اہل کا اطلاق بیوی پر بھی ہوتا ہے۔ حدیث افک میں ہے کہ جب اسامہ بن زید سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مشورہ لیا تو اُنھوں نے عرض کیا حضور عائشہ آپ کی اہل ہے اور جس کا شرعاً خرچہ وغیرہ تم پر لازم ہو جیسے نوح علیہ السلام نے کہا تھا : اِنَّ ابْنِيْ مِنْ اَهْلِيْ ،، اور حضرت ایوب علیہ السلام کے واقعہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے : وَوَهَبْنَا لَهٗ اَهْلَهٗ حالانکہ ان کے اہل ان کی بیوی اور اولاد تھی۔ عبد (غلام) پر بھی اہل کا اطلاق ہوتا ہے۔ جیسے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : سلمان ہمارے اہلِ بیت سے ہے۔ پس معلوم ہوا کہ اہل کا اطلاق بیوی، اولاد اور غلاموں پر ہوتا ہے! کیونکہ اہل کے معنی یہ ہیں جس کا شرعاً خرچہ واجب ہو اور یہ معنی مذکورہ تمام امور کو شامل ہے اور رعایت کے معنی حفظ و امانت ہیں ؛ چنانچہ کہا جاتا ہے : رَعَاكَ اللّٰهُ تعالیٰ اللہ تیری حفاظت کرے۔ (حدیث ۸۵۵ کی شرح دیکھیں)

باب بیوی سے اچھا معاملہ کرنا

٤٨٥٧ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَا
أَخْبَرَنَا عِيسٰى بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ
عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَلَسَ إِحْدٰى عَشْرَةَ امْرَأَةً
فَتَعَاهَدْنَ وَتَعَاقَدْنَ أَنْ لَا يَكْتُمْنَ مِنْ أَخْبَارِ أَزْوَاجِهِنَّ شَيْئًا قَالَتِ
الْأُولٰى زَوْجِي لَحْمُ جَمَلٍ غَثٍّ عَلٰى رَأْسِ جَبَلٍ لَا سَهْلٌ فَيُرْتَقٰى
وَلَا سَمِينٌ فَيُنْتَقَلُ قَالَتِ الثَّانِيَةُ زَوْجِي لَا أَبُثُّ خَبَرَهُ إِنِّي
أَخَافُ أَنْ لَا أَذَرَهُ إِنْ أَذْكُرْهُ أَذْكُرْ عُجَرَهُ وَبُجَرَهُ قَالَتِ الثَّالِثَةُ
زَوْجِيَ الْعَشَنَّقُ إِنْ أَنْطِقْ أُطَلَّقْ وَإِنْ أَسْكُتْ أُعَلَّقْ قَالَتِ الرَّابِعَةُ
زَوْجِي كَلَيْلِ تِهَامَةَ لَا حَرٌّ وَلَا قُرٌّ وَلَا مَخَافَةَ وَلَا سَآمَةَ قَالَتِ
الْخَامِسَةُ زَوْجِي إِنْ دَخَلَ فَهِدَ وَإِنْ خَرَجَ أَسِدَ وَلَا يَسْأَلُ
عَمَّا عَهِدَ قَالَتِ السَّادِسَةُ زَوْجِي إِنْ أَكَلَ لَفَّ وَإِنْ شَرِبَ
اشْتَفَّ وَإِنِ اضْطَجَعَ الْتَفَّ وَلَا يُولِجُ الْكَفَّ لِيَعْلَمَ الْبَثَّ

معاشرہ کے معنی میل جول کے ہیں۔ یہ عشرت بمعنی صحبت سے ہے اور معاشرہ مفاعلہ ہے جس کی خصوصیت مشارکت بھی ہے یعنی دو آدمیوں کا ماخذ میں شریک ہونا۔

شرح ٤٨٥٧ ـ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ (زمانہ جاہلیت کی) بارہ عورتیں (ایک مجلس میں) بیٹھیں اور انھوں نے آپس میں عہدو پیمان کیا کہ وہ اپنے شوہروں کے حالات اور ان کی عادات سے کچھ نہ مخفی رکھیں گی۔ چنانچہ پہلی عورت نے کہا میرا شوہر کمزور اونٹ کا گوشت ہے جو پہاڑ کی چوٹی پہ ہے نہ تو نرم زمین ہے کہ اس پر چڑھا جا سکے اور نہ ہی گوشت عمدہ ہے کہ اس کو ضرور لایا جائے۔ دوسری نے کہا میرا شوہر میں اس کی خبر ظاہر نہیں کرتی مجھے ڈر ہے کہ میں اسے چھوڑ دوں گی اگر میں اس کو ذکر کروں تو

قَالَتِ السَّابِعَةُ زَوْجِي غَيَايَاءُ أَوْ عَيَايَاءُ طَبَاقَاءُ كُلُّ دَاءٍ لَهُ دَاءٌ
شَجَّكِ أَوْ فَلَّكِ أَوْ جَمَعَ كُلًّا لَكِ قَالَتِ الثَّامِنَةُ زَوْجِي الْمَسُّ
مَسُّ أَرْنَبٍ وَالرِّيحُ رِيحُ زَرْنَبٍ قَالَتِ التَّاسِعَةُ زَوْجِي رَفِيعُ
الْعِمَادِ طَوِيلُ النِّجَادِ عَظِيمُ الرَّمَادِ قَرِيبُ الْبَيْتِ مِنَ النَّادِ
قَالَتِ الْعَاشِرَةُ زَوْجِي مَالِكٌ وَمَا مَالِكٌ مَالِكٌ خَيْرٌ مِنْ
ذَلِكَ لَهُ إِبِلٌ كَثِيرَاتُ الْمَبَارِكِ قَلِيلَاتُ الْمَسَارِحِ وَإِذَا
سَمِعْنَ صَوْتَ الْمِزْهَرِ أَيْقَنَّ أَنَّهُنَّ هَوَالِكُ قَالَتِ الْحَادِيَةَ
عَشْرَةَ زَوْجِي أَبُو زَرْعٍ فَمَا أَبُو زَرْعٍ أَنَاسَ مِنْ حُلِيٍّ أُذُنَيَّ
وَمَلَأَ مِنْ شَحْمٍ عَضُدَيَّ وَبَجَّحَنِي فَبَجِحَتْ إِلَيَّ نَفْسِي وَجَدَنِي
فِي أَهْلِ غُنَيْمَةٍ بِشِقٍّ فَجَعَلَنِي فِي أَهْلِ صَهِيلٍ وَأَطِيطٍ وَدَائِسٍ

اس کے تمام عیب ظاہر اور پوشیدہ ذکر کردوں گی۔ تیسری نے کہا میرا شوہر دراز قد کمزور ہے۔ اگر میں اس کے عیب بولوں تو مجھے طلاق دی جائے گی اور اگر خاموش رہوں تو معلق رہوں گی۔ (نہ شوہر والی اور نہ مطلقہ) چوتھی نے کہا میرا شوہر تہامہ کی رات کی مانند ہے (معتدل ہے) نہ گرم ہے اور نہ سرد ہے نہ زیادہ ڈر اور نہ تنگی کرنے والا۔

پانچویں عورت نے کہا: میرا شوہر اگر گھر میں آئے تو چیتے کی طرح ہے اور اگر باہر جائے تو شیر جیسا ہے اور گھر میں مال کے گم ہونے کی باز پرس نہیں کرتا۔

چھٹی نے کہا میرا شوہر اگر کھانا شروع کرے تو سب کچھ چٹ کر جاتا ہے اور اگر پیئے تو سب کچھ صاف کر دیتا ہے اور اگر لیٹے اور نیند کرنے لگے تو کپڑوں میں لپٹ جاتا ہے اور ہاتھ دراز نہیں کرتا تاکہ بیوی کا غم معلوم کرے۔

ساتویں نے کہا میرا شوہر عاجز ہے یا گمراہ بیوقوف ہے۔ جہاں کی ہر بیماری اس کے لئے ہے اگر تو بات کرے تو سر توڑ دے یا جسم زخمی کر دے یا سب کچھ (سر کا زخم اور بدن کا جسم) جمع کر دے۔

وَمُنَقٍّ فَعِنْدَهُ أَقُولُ فَلَا أُقَبَّحُ وَأَرْقُدُ فَأَتَصَبَّحُ وَأَشْرَبُ فَأَتَقَنَّحُ أُمُّ أَبِي زَرْعٍ فَمَا أُمُّ أَبِي زَرْعٍ عُكُومُهَا رِدَاحٌ وَبَيْتُهَا فَسَاحٌ اِبْنُ أَبِي زَرْعٍ فَمَا ابْنُ أَبِي زَرْعٍ مَضْجَعُهُ كَمَسَلِّ شَطْبَةٍ وَتُشْبِعُهُ ذِرَاعُ الْجَفْرَةِ بِنْتُ أَبِي زَرْعٍ فَمَا بِنْتُ أَبِي زَرْعٍ طَوْعُ أَبِيهَا وَطَوْعُ أُمِّهَا وَمِلْءُ كِسَائِهَا وَغَيْظُ جَارَتِهَا جَارِيَةُ أَبِي زَرْعٍ فَمَا جَارِيَةُ أَبِي زَرْعٍ لَا تَبُثُّ حَدِيثَنَا تَبْثِيثًا وَلَا تُنَقِّثُ مِيرَتَنَا

آٹھویں عورت نے کہا میرا شوہر کو مس کرنا خرگوش کو مس کرنا ہے (بہت نرم ہے) اس کی خوشبو زرنب (خوشبودار بوٹی) کی خوشبو ہے۔

نانویں نے کہا میرا شوہر اونچے گھر والا ہے۔ اس کا شمشیر بند (میان) دراز ہے (قد آور ہے) بہت راکھ والا ہے۔ اس کا گھر لوگوں کے محفل خانہ کے قریب ہے۔

دسویں نے کہا: میرا شوہر مالک ہے کیا مالک ہے اس سے بہتر کوئی نہیں دیکھا گیا۔ اس کے اونٹ ہیں جو باڑوں میں زیادہ ہیں اور چراگاہ میں جانے والے کم ہیں جب وہ سرنگی کی آوازیں سنیں وہ یقین کر لیتے ہیں کہ وہ ہلاک ہونے والے ہیں۔

گیارھویں عورت نے کہا میرا شوہر ابو زرع ہے۔ ابو زرع کیا ہے (اس کی شان بلند ہے) اس نے زیورات سے میرے کان بھر دیئے اور وہ حرکت کرتے ہیں اور میرے دونوں بازو چربی سے بھر دیئے مجھے خوش کیا تو میری جان خوش ہو گئی۔ اس نے مجھے چند بکریوں والے میں پایا جو ایک طرف پڑا تھا تو مجھے گھوڑوں والوں، اونٹوں والوں، اصحاب طعام اور باغات والوں میں کر دیا۔ میں اپنے شوہر کے پاس کوئی بات کہتی ہوں تو مجھے عیب نہیں لگایا جاتا۔ میں سوتی ہوں تو صبح کر دیتی ہوں (کوئی مجھے بیدار نہیں کرتا) میں پانی پیتی ہوں تو خوب اطمینان سے پیتی ہوں۔ ابو زرع کی ماں کیا ہے۔ ابو زرع کی ماں (اس کی شان بلند ہے) اس کے صندوق بھرے ہوئے ہیں۔ اس کا گھر فراخ ہے۔ ابو زرع کا بیٹا ابو زرع کا بیٹا کیسی شان والا ہے۔ اس کی خواب گاہ جیسے شاخ کھینچنے کی جگہ ہے۔ چار ماہ کے بکری کے بچے کی ایک دست اس کا پیٹ بھر دیتی ہے۔ ابو زرع کی بیٹی اس کی کیسی شان ہے وہ اپنے باپ کی تابعدار اور اپنی ماں کی تابعدار ہے۔ اس کی چادر بھری ہوئی ہے (اس کا جسم موٹا ہے کہ

تَنْقِيثًا وَلَا تَمْلَأُ بَيْتَنَا تَعْشِيشًا قَالَتْ خَرَجَ أَبُو زَرْعٍ وَالْأَوْطَابُ تُمْخَضُ فَلَقِيَ امْرَأَةً مَعَهَا وَلَدَانِ لَهَا كَالْفَهْدَيْنِ يَلْعَبَانِ مِنْ تَحْتِ خَصْرِهَا بِرُمَّانَتَيْنِ فَطَلَّقَنِي وَنَكَحَهَا فَنَكَحْتُ بَعْدَهُ رَجُلًا سَرِيًّا رَكِبَ شَرِيًّا وَأَخَذَ خَطِّيًّا وَأَرَاحَ عَلَيَّ نَعَمًا ثَرِيًّا وَأَعْطَانِي مِنْ كُلِّ رَائِحَةٍ زَوْجًا وَقَالَ كُلِي أُمَّ زَرْعٍ وَمِيرِي أَهْلَكِ قَالَتْ فَلَوْ جَمَعْتُ كُلَّ شَيْءٍ أَعْطَانِيهِ مَا بَلَغَ أَصْغَرَ آنِيَةِ أَبِي زَرْعٍ قَالَتْ عَائِشَةُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنْتُ لَكِ كَأَبِي زَرْعٍ لِأُمِّ زَرْعٍ

کپڑا بھر جاتا ہے، اور اپنی سوکن کے لئے غیظ و غضب ہے۔ ابو زرع کی لونڈی وہ بھی کیسی شان والی ہے وہ ہماری باتیں ظاہر نہیں کرتی۔ ہمارا کھانا خراب نہیں کرتی اور ہمارا گھر خس و خاشاک سے نہیں بھرتی۔ اُس نے کہا ابو زرع باہر گیا حالانکہ دودھ سے برتن بھرے ہوئے تھے۔ اُن سے مکھن نکالا جا رہا تھا وہ ایک عورت سے ملا جس کے دو بچے چیتوں کی طرح تھے وہ اس کی بغل کے نیچے دو اناروں کے ساتھ کھیل رہے تھے میرے شوہر نے مجھے طلاق دے دی اور اس سے نکاح کر لیا۔ میں نے اس کے بعد ایک مالدار آدمی سے نکاح کیا جو عربی گھوڑے پر سواری کرتا ہے۔ نیزہ ہاتھ میں پکڑتا ہے۔ اُس نے مجھے بہت نعمتیں دیں اور ہر آرام پہنچانے والی شئ کا جوڑا مجھے دیا اور کہا اے ام زرع کھاؤ اور اپنے اہل کو بھی کھلاؤ۔ ام ابی ذرع نے کہا اگر میں ہر شئ جو مجھے اُس نے دی ہے جمع کروں تو وہ ابو زرع کے چھوٹے سے برتن کو بھی نہیں بھرتی۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ میں تیرے لئے ام زرع کے لئے ابو زرع جیسا ہوں۔

ابو عبداللہ (بخاری رحمہ اللہ) نے کہا سعید بن زید نے ہشام سے روایت کرتے ہوئے لَا تُعَشِّشُ بَيْتَنَا تَعْشِيشًا "، امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ بعض نے اَتَقَمَّحُ میم پڑھا اور یہ صحیح تر ہے۔

۴۸۵۷ شرح: زمانۂ جاہلیت میں گیارہ عورتوں نے عہد کیا تھا کہ وہ اپنے اپنے شوہروں کے کیفیاتِ معاشرت ذکر کریں گی اور اُن میں سے کچھ

نہ رکھیں گی۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی عورت کسی دوسری عورت کی اپنے شوہر سے وصف بیان نہ کرے گویا کہ وہ اسے دیکھ رہا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جب عورتیں مجہول ہوں وہ اپنے شوہروں سے محاسن بیان کر سکتی ہیں۔ معین عورتوں کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے شوہروں سے دوسری معین عورتوں کے محاسن بیان کریں۔

زمانہ جاہلیت کی گیارہ عورتوں کی گفتگو کی تفصیل

پہلی نے کہا اس کا شوہر کمزور اونٹ کا گوشت ہے جو پہاڑ کی چوٹی پر ہے اور راستہ بھی کٹھن ہے وہاں تک پہنچنا بہت مشکل ہے اور نہ موٹا تازہ گوشت ہے کہ اس کو ضرور لایا جا سکے۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ اس میں خیر کم ہے، کیونکہ وہ اونٹ کا گوشت ہے بکری کا نہیں پھر وہ کمزور ہے ردی ہے۔ ہاں ہمیں اس کو حاصل کرنا بہت مشکل ہے پوری مشقت سے وہ حاصل کیا جا سکتا ہے جس کو لوگ پسند نہیں کرتے۔ علامہ خطابی نے کہا قلت خیر کے ساتھ ساتھ اس میں تکبر اور بدخلقی بھی ہے اور اس میں کوئی مصلحت نہیں کہ اس کے حصول کے لئے تکلیف برداشت کی جائے اور اس کی وجہ سے اس کی سوءِ معاشرت برداشت کی جائے۔ اس عورت کا نام معلوم نہیں۔

دوسری عورت کا بیان

اس عورت کا نام عمرہ بنت عمرو یمنی ہے۔ اس نے کہا میں اپنے شوہر کی خبر ظاہر نہیں کرتی ہوں۔ اس کی داستان طویل ہے۔ اگر میں اس کی تفصیل میں جاؤں تو اس کی کثرت کے باعث میں اسے پورا کرنے پر قادر نہیں ہوں یہ معنی اس تقدیر پر ہے جبکہ "اَنْ لَا اَذَرَهٗ"، میں ضمیر کا مرجع خبر ہو اور اگر ضمیر کا مرجع زوج ہو اور حرف لا زائد ہوگا تو معنی یہ ہوگا مجھے ڈر ہے کہ وہ مجھے طلاق دے دیگا تو میں اس کو چھوڑ جاؤں گی۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس میں تیسری تاویل یہ ہے کہ اخاف ان اَبُثَّ خبرہ "، کیونکہ عدم ترک اثبات وتبیین ہے اور ایک روایت میں ہے کہ دوسری عورت نے کہا کہ میں اپنے شوہر کی کوئی بات ذکر نہیں کرتی اور نہ اسے نشر کرتی ہوں۔ عُجَر بُجَر کے معنی تمام امور ہیں یعنی میں اس کی ہر شئی واضح کر دوں گی۔ بعض نے کہا عُجَر ظاہر اور بُجَر باطن ہے یعنی میں اس کے ظاہری اور باطنی عیوب ذکر کر دوں گی اور اگر وہ یہ سُن تو مجھے طلاق دے گا اور میں اس کو چھوڑ دوں گی۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جب انھوں نے عہد

کیا تھا کہ اپنے شوہر کی کوئی بات پوشیدہ نہ رکھے گی۔ تو اس عورت نے خلاف عہد کیوں کیا؟ اس کا جواب یہ ہے اس نے ذکر تو کر دیا ہے جبکہ یہ کہا مجھے ڈر ہے کہ وہ مجھے طلاق دے دے گا کیونکہ اس میں بہت عیب ہیں علاوہ ازیں اگر وہ عہد کا معاہدہ کریں بھی تو انہیں کیا معلوم تھا کہ ان کا اسلام تو ثابت نہیں تاکہ وہ جو عہد کریں اس کا پورا کرنا ان پر واجب ہو۔

تیسری عورت کا بیان

یہ عورت کعب یمانی کی بیٹی ہے۔ اس نے کہا میرا شوہر دراز قد لاغر ہے۔ خلیل نے کہا عَشَنَّق کے معنی دراز گردن ہے۔ اس کی جمع عشانق ہے۔ ابوسعید ضریر نے کہا اس نے اپنے شوہر کی مدح کی ہے۔ عشنق طویل نجیب جو اپنے امر کا مالک ہے کہ عورت کا محکوم نہیں (زن مرید نہیں) میں اس کی ہیبت سے دم نہیں مار سکتی ہوں۔ علامہ کرمانی نے کہا عشنق بلافائدہ طویل قد ہے۔ اگر میں اس کے عیوب ذکر کروں تو مجھے طلاق دے گا اور خاموش رہوں تو معلق رہتی ہوں اور وہ مجھے کسی شمار میں نہیں لاتا۔ اس وقت میں کنواری ہوں اور نہ شوہر والی سہاگن ہوں نہ ادھر کی نہ ادھر کی، جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ ۔

چوتھی عورت کا بیان

یہ عورت ابو برومہ کی بیٹی ہے۔ اس کا نام مہدد ہے۔ اس نے کہا میرا شوہر تہامہ کی رات کی مانند ہے۔ اس میں پورا اعتدال ہے جو کوئی نجد سے بلاد حجاز کی طرف نزول کرے اسے تہامہ کہتے ہیں۔ یہ تہم سے ماخوذ ہے اس کے معنی ہوا کا ٹھہر جانا ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ تَہِمَ الدُّهْنُ اِذَا تَغَيَّرَ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ اہلِ مکہ کی رات جیسا ہے جس میں ہوا ساکن ہو یا ربیع کی رات جیسا ہے جبکہ ہوا برودت سے حرارت کی طرف بدلے اور اس کا اعتدال ظاہر ہے یعنی اس کا شوہر معتدل مزاج ہے۔ نہ گرم ہے اور نہ ٹھنڈا ہے۔ نہ اس سے خوف ہے کہ میرے ساتھ برائی کرے گا۔ اس میں بدی ہی نہیں وہ نہایت ہی کریم ہے۔ نہ گرمی نہ سردی۔

پانچویں عورت کا بیان

اس عورت کا نام کبشہ ہے۔ اس نے اپنے شوہر کو اس کے زیادہ سونے کی وجہ سے چیتے سے تشبیہ دی اور اس کلام کا خلاصہ یہ ہے یعنی جب وہ گھر میں داخل ہو تو آرام کرتا ہے اور جو مال تلف ہو جائے اور جو باقی رہ جائے اس میں اغماض کرتا ہے پرواہ نہیں کرتا اور جب وہ لوگوں میں ہو تو شیر کی طرح ہوتا ہے۔ دوستوں کے ساتھ نرم اور دشمنوں کے ساتھ سخت ہوتا ہے جیسے شیر کی وصف ہے۔ بعض نے اس کے معنی

یہ ذکر کئے ہیں کہ جب وہ گھر میں داخل ہوتا ہے تو چیتے کی طرح مجھ پر اُچھل پڑتا ہے گویا کہ جماع میں بہت جلدی کرتا ہے حالانکہ مجھ میں جماع کی رغبت نہیں ہوتی۔

قولہ لَا یَسْئَلُ عَمَّا عَہِدَ ، یعنی وہ گھر کے عیب نہیں پوچھتا یہ اس کے اچھے خلق کی تعریف ہے اور یہ کہ وہ دنیاوی امور سے بے تعلق ہے۔

چھٹی عورت کا بیان

اس عورت کا نام ہند ہے۔ اُس نے کہا میرا شوہر اگر کھانے لگے تو جو طعام موجود ہو سارا کھا جاتا ہے اور دوسرے کے لئے کچھ نہیں چھوڑتا اگر پانی پینے لگے تو برتن کا سارا پانی پی جاتا ہے (لفّ کا معنی زیادہ طعام کھانے والا اور اشتفاف کے معنی برتن کا سارا پانی پی جانا ہے یہ شفافہ سے ماخوذ ہے اور بچا ہُوا پانی ہے جب وہ بھی پی جائے تو کہا جاتا ہے اِشْتَفَّہٗ) اگر وہ لیٹے تو ایک کونہ میں اپنے کو کپڑے میں لپیٹ لیتا ہے۔ ہاتھ نہیں بڑھاتا اور بیوی کے کپڑوں میں نہیں لاتا تاکہ اس کا غم و اندوہ کا سبب معلوم کرے یعنی وہ ایسا سوتا ہے کہ بیوی کے حال سے بے خبر ہو جاتا ہے۔ ابوعُبَیْد نے کہا اس کے معنی یہ ہیں کہ میرا خیال ہے کہ عورت کے جسم میں کوئی عیب یا مرض ہے جس کے باعث وہ غمناک رہتا ہے گویا کہ وہ اس کے کپڑوں میں ہاتھ داخل نہیں کرتا تاکہ اس کو مس نہ کرے جو بیوی کو تکلیف دہ ہو اس معنی کے مطابق شوہر کی تعریف ہے کہ اس نے شوہر کی مروّت اور حسن خلق سے وصف بیان کی ہے۔ ابن قتیبہ نے اس معنی کو ستر رد کرتے ہوئے کہا کہ اس عورت نے صدر کلام میں شوہر کی مذمت کی ہے تو آخر کلام میں اس کی مدح کیسے کر سکتی تھی۔ انباری نے اس کا جواب دیا کہ اُن عورتوں نے عہد و پیمان کیا تھا کہ وہ اپنے شوہروں کی مدح یا مذمت سے کوئی شئی نہ پوشیدہ کریں گی۔ اور اُن میں سے بعض عورتوں کے شوہروں کے اوصاف تمام اچھے تھے اور وہ قابل ستائش تھے اور بعض اس کے برعکس تھے۔ اور بعض ملے جلے تھے اس لئے اس نے اچھے بُرے دونوں اوصاف ذکر کر دیئے۔

ساتویں عورت کا بیان

اس عورت کا نام حیی بنت علقمہ تھا۔ اس نے کہا میرا شوہر بولنے میں عاجز اور امور میں کمزور ہے یا گمراہ ہے کہ کسی مصلحت کی راہ نہیں پاتا (عیایا ، عیّ بمعنی عجز سے ہے اور غیایا غَیّ بمعنی گمراہی سے ماخوذ ہے علامہ کرمانی رحمہ اللہ نے کہا یہ راوی کو شک نہیں بلکہ لفظ "او" تنویع کے لئے ہے کہ اس میں کمزوری کے دونوں نوع پائے جاتے ہیں۔ اُس نے کہا جو جہان میں مرض ہے وہ اس میں پائی جاتی ہے ۔ اگر تو اس سے گفتگو کرے تو تیرا سر توڑ دے یا بدن میں زخم کر دے (شج کے معنی سر کا زخم ہے اور "فل" سارے بدن

کا حکم ہے یا مارے ایک ضرب یعنی سر اور بدن دونوں زخمی کر دے۔

آٹھویں عورت کا بیان

اس عورت کا نام یاسر بنت حسن بن عبد ہے۔ میرا شوہر اتنا نرم ہے کہ اس کو چھونا ایسا ہے جیسے خرگوش کو مس کیا گیا جب اس کی پشت پر ہاتھ رکھیں تو صاف اور نرم معلوم ہوتی ہے اس کی خوشبو ایسی ہے جیسی زرنب کی خوشبو مہکتی ہے زرنب خوشبو کی قسم ہے یا کوئی جڑی بوٹی ہے جس سے خوشبو آتی ہے اس عورت نے حسن عشرت اور خیانہ نعمت سے شوہر کی وصف کی۔

نانویں عورت کا بیان

اس کا نام کسی کو معلوم نہیں اس نے اپنے شوہر کی مدح اس طرح کی کہ میرا شوہر حسب و نسب کے اعتبار سے لوگوں میں سردار ہے اور دولت مندی میں ممتاز ہے۔ اس کے گھر کے ستون بلند ہیں یعنی اس کا گھر بلند ہے اور وہ بہت سخی ہے۔ اس کا شمشیر بند بہت لمبا ہے۔ یعنی اس کا قد دراز ہے یعنی خوبصورت بھی ہے۔ اس کے باورچی خانہ میں راکھ بہت رہتی ہے کھانا بہت پکتا ہے۔ اس کا گھر منزل خانہ کے قریب ہے وہ اس کے گھر میں بے تکلف آکر کھانا کھاتے ہیں۔ یعنی وہ بہت سخی ہے۔

دسویں عورت کا بیان

اس عورت کا نام کبشہ بنت ارقم ہے اس نے کہا میرا شوہر مالک ہے۔ مالک کیا ہے۔ اس سے بہتر کوئی آدمی نہیں دیکھا گیا۔ اس کے اونٹ ہیں جو باڑوں میں زیادہ ہیں۔ چراگاہ میں کم ہیں۔ جب وہ سرنگی کی آواز سنیں تو یقین کرتے ہیں کہ وہ اب ہلاک ہو جائیں گے۔ یعنی اس کے اونٹ بیٹھنے کی جگہیں زیادہ ہوتے ہیں اور مہمانوں کی آمد میں ان کو نحر کر کے کھلائے جاتے ہیں۔ اس لئے جب چراگاہ میں جاتے ہیں تو کم ہوتے ہیں۔ لوگوں کی عادت ہے کہ جب مہمان آتے ہیں تو ان کے لئے سرنگی اور آلات طرب حاضر کرتے ہیں۔ اس لئے جب وہ ان آلات کی آواز سنتے ہیں تو یقین کرتے ہیں کہ ان کو ذبح کر کے مہمانوں کو کھلا دیا جائے گا۔ اس نے اپنے شوہر کی وصف کی کہ وہ بہت مہمان نواز ہے۔ اس میں یہ اشارہ ہے کہ بہائم کو علم احساسی ہے اگرچہ علم تعقلی نہیں ہے۔

گیارھویں عورت کا بیان

یہ عورت ام زرع بنت اکیمل بن ابی ساعدہ یمنیہ ہے۔ اس کا نام عاتکہ ہے وہ اپنے شوہر

کی مدح کرتی ہے ۔ اُس نے کہا میرا شوہر ابوزرع ہے اس کی شان کتنی بڑی ہے اس نے کثرتِ زیور سے میرے کان متحرک کر دیئے ہیں (اناس فعل ماضی ہے اس کا مجرد ناسَ یَنُوسُ نَوسًا اور حُلی بضم الحاء وکسر اللام اور یاء مشدد حُلیٌ کی جمع ہے یہ سونے یا چاندی کے زیورات ہیں جن سے عورتیں اپنی زینت کرتی ہیں) اُس نے میرے دونوں بازو چربی سے بھر دیئے ہیں کیونکہ وہ مجھے بہت نعمتیں کھلاتا ہے اور اُن کے ساتھ مجھے موٹا کر دیا ہے ۔ اُس نے مجھے خوش کیا تو میری جان خوش ہو گئی اُس نے مجھے ایک طرف پڑی ہوئی تھوڑی سی بکریوں والوں میں پایا ۔ غنیمہ "غنم کی تصغیر ہے ۔ شق ایک جگہ کا نام ہے بعض نے کہا شق پہاڑ ہے ۔ یعنی زاد کم ہونے اور تھوڑی بکریاں ہونے کے باعث پہاڑ کے ایک کنارے رہتے تھے ۔ ابوزرع نے مجھے گھوڑوں والوں ، اونٹوں والوں ، زمین والوں اور باغات والوں میں کر دیا ۔ صہیل گھوڑے کی آواز ، اطیطہ اونٹ کی آواز ہے جبکہ اُن پر بوجھ زیادہ ہو ۔ عرب بکریوں والوں کو کسی شمار میں نہیں لاتے اور گھوڑوں اور اونٹوں والوں کو بہت بڑا جانتے ہیں ۔

دائس وہ ہے جو گندم وغیرہ خوشہ سے نکالتے ہیں ۔ مُنَقٍّ وہ ہے جو دانے توڑی سے علیحدہ کرتا ہے ۔ اس سے مراد کھیتوں والے ہیں ۔ ابوزرع نے مجھے یہ عزت دی ہے کہ میں کوئی بات کروں تو اس کو مسترد نہیں کیا جاتا ۔ اور اگر میں سوتی ہوں تو صبح ہو جاتی ہے ۔ مجھے کوئی بیدار نہیں کرتا میں پانی پیتی ہوں تو خوب اطمینان سے پیتی ہوں اور خوب سیر ہو کر پیتی ہوں ۔ یہ معنی اَتَقَمَّحُ کی تقدیر پر ہیں ۔ صحیح بھی یہی ہے بعض نے اَتَقَنَّحُ نون سے پڑھا ہے ۔ اس کے معنی یہ ہیں میں آہستہ آرام سے پیتی ہوں ۔ ابوعبید نے کہا پانی کو اس لئے ذکر کیا کہ ان میں پانی کی قلت ہے یہ سیر ہو کر پینا بھی بہت بڑی نعمت ہے ۔ ام ابی زرع کی تعریف میں کہا کہ اس کے صندوق بھارے ہیں جن میں سامان اور طعام ہے ۔ عکوم عکم کی جمع ہے اس کے معنی صندوق ہیں ۔ رِداح بکسر الراء یعنی بھارے اور بھرے ہوئے ہیں ۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ عکوم جمع مبتدا ہے اور رداح مفرد ہے ان دونوں میں مطابقت نہیں ۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ہر عکم رداح ہے یا ذِہاب کی طرح رِداء مصدر ہے اس میں جمع اور واحد مساوی ہوتے ہیں ۔ ام ابی زرع کا گھر فراخ ہے ۔ ابن ابی زرع کی یہ شان ہے کہ اس کی خواب جہاں وہ سوتا ہے کھجور کی شاخ کی مقدار ہے ۔ نزاکتِ بدن سے اس کی مدح کی عربوں کے نزدیک مردوں میں نزاکتِ بدن محمود ہے جبکہ عورتوں میں موٹا ہونا محمود ہے ۔ مَسَلّ بفتح المیم وتشدید اللام ہے ۔ یہ مصدر میمی بمعنی مسلول ہے ۔ اسم مکان بھی ہو سکتا ہے "شَطْبَۃ" بفتح الشین وسکون الثاء ہے ۔ اس کے معنی کھجور کے پتے علیحدہ علیحدہ کر کے اُن سے بوری وغیرہ بناتے ہیں ۔ ابن عربی نے کہا اس سے مراد تلوار ہے جو نیام سے باہر نکالی گئی ہو ۔ یہ مجازی معنی ہے کیونکہ عرب مردوں کو تلوار سے تشبیہ دیتے ہیں اور وجہ تشبیہ اس کی سختی اور ہیبت ہے یا اس کی خوبصورتی اور چمک ہے یا اعتدال و صفائی میں کمالِ صورت ہے ۔ قولہ تشبعہٗ الخ یعنی چار ماہ کے بکری کے بچے

کا دست (گوڈی کا گوشت) اس کو سیر کر دیتا ہے۔ جفر بھیڑ یا بکری کا چار ماہ کا بچہ ہے۔ یعنی وہ بہت تھوڑا کھاتا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ اُس نے ابن ابی زرع کی بلند قدر سے مدح کی ہے کہ وہ بطین (زیادہ کھانے والا) نہیں نہ اس کی طبع میں بخل ہے۔ اس کا کھانا پینا معمولی ہے ہر وقت مسلح رہتا ہے اور جنگوں میں فخر کرتا ہے ایسے شخص کی عرب مدح کرتے ہیں۔ بنت ابی زرع کی مدح اس طرح کی کہ وہ اپنے ماں باپ کی تابعدار ہے اور اُن سے نیکی کرتی ہے۔ اس کی چادر کا بھر جانا ہمسایہ کے غصہ کا سبب ہے یعنی اس کا جسم گوشت سے بھرا ہوا ہے اور وہ بہت موٹی ہے۔ جارہ کے معنی سوکن کے بھی ہیں یعنی جب اس کی سوکن اس کی خوبصورتی اور جمال و کمال اور پاکدامنی اور آداب کو دیکھتی ہے تو اس کو غصہ آتا ہے جو سوکنوں کی طبعی عادت ہے۔ ابو زرع کی لونڈی کی مدح یوں کی کہ وہ ہمارے اسرار ظاہر نہیں کرتی اور انہیں خفیہ رکھتی ہے اور ہمارا طعام خراب نہیں کرتی یعنی مال اخذ نہیں کرتی۔ میرۃ، وہ طعام دیہاتی شہر میں لاتے ہیں۔ اور نہ ہمارا گھر خس و خاشاک سے بھرتی ہے بلکہ گھر کی صفائی رکھتی ہے اور اس کا خوب اہتمام کرتی ہے۔ بعض نے کہا اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ ہمارے طعام میں خیانت نہیں کرتی کہ اس کو گھر کے کسی کونہ میں چھپا رکھے۔

خطابی نے کہا تعشیش عَشَّشَ الخبز سے ہے جبکہ وہ خراب ہو جائے یعنی وہ طعام کا خیال رکھتی ہے اور اہل خانہ کو باری باری کھلاتی ہے اور اس سے غافل نہیں ہوتی کہ وہ گھر میں خراب ہو جائے پھر اس عورت نے اپنی طلاق کا حال ذکر کیا کہ ابو زرع ایک روز باہر نکلا جبکہ دودھ کے بھرے ہوئے مشکیزوں سے مکھن نکالا جا رہا تھا۔ ایک عورت سے اُس نے ملاقات کی جس کے پاس دو بچے تھے جیسے چیتے ہوتے ہیں۔ جو اس کے سرین کے نیچے دو اناروں سے کھیل رہے تھے۔ یعنی اس کے سرین بہت موٹے تھے اور دو پستان اناروں کی طرح تھے۔ اس کو دیکھ کر اُس نے مجھے طلاق دے دی اور اس سے نکاح کر لیا۔ میں نے ابو زرع کے بعد ایک ایسے سردار سے نکاح کیا جو اپنی قوم کا بہت بڑا آدمی تھا۔ وہ عربی گھوڑے پر سواری کرتا ہاتھ میں نیزہ رکھتا۔ سری کے معنی سردار اور شری کے معنی ہموار چلنے والا گھوڑا جو تنگ جگہوں سے آرام سے گزر جاتا ہے۔ قاضی عیاض نے ابن سکیت سے نقل کیا کہ شری بمعنی سخی اور جواد ہے یعنی وہ گھوڑے پر اس حال میں سوار ہوتا ہے کہ وہ سخی ہوتا ہے لیکن یہ معنی درست نہیں کیونکہ صحیح روایت میں ہے رکب فرساً عربیاً اور ایک دوسری روایت میں "رکب اعوجیاً" عرب بہترین گھوڑے کو اعوجی کہتے ہیں۔

قولہ اَخَذَ خَطِّیًا بفتح الخا خط ایک مقام ہے جس طرف نیزے منسوب ہوتے ہیں یعنی خطی نیزہ پکڑا پھر اس عورت نے دوسرے شوہر کی تعریف کی جس کا حاصل یہ ہے کہ اُس نے مجھے بہت آرام پہنچایا اور ہر شئی میرے لئے مہیا کی کہ مجھے کسی طرح بھی فکر لاحق نہیں ہوتی تھی وہ بہت مالدار تھا لیکن ابو زرع کی نسبت اس کے مال کا یہ حال ہے کہ اگر وہ سارا جمع کیا جائے تو ابو زرع کے چھوٹے سے برتن میں سما جاتا ہے اور اس کی مقدار کو نہیں پہنچتا ہے۔

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے مقام کی عظمت

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :
اے عائشہ میں تیرے لئے ایسا ہوں جیسے ام زرع کے لئے ابوزرع تھا اس میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی رضامندی کے حق میں تشبیہ ہے جیسے ام زرع ابوزراع سے راضی تھی ۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ضروری نہیں کہ مشبہ بہ اور مشبہ ہر شئ میں ایک دوسرے کی مثل ہوں بلکہ تشبیہ صرف بعض وجوہ میں ہوتی ہے۔ اور کنایاتِ طلاق سے طلاق نیت کے بغیر واقع نہیں ہوتی ؛ کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا میں تیرے لئے ابوزرع کی طرح ہوں ؛ حالانکہ ابوزرع کے جملہ افعال میں سے ایک یہ تھا کہ اس نے ام زرع کو طلاق دے دی تھی اور اس تشبیہ سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے طلاق واقع نہیں ہوئی ؛ کیونکہ آپ نے طلاق کی نیت ہی کی تھی ۔

ایک روایت میں ہے کہ ابوزرع نے ام زرع کو طلاق دے دی تھی اور میں نے طلاق نہیں دی ۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ پہلی امتوں کے اخبار ذکر کرنے جائز ہیں ۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ان عورتوں کی حکایت میں بعض ازواج کی غیبت ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا انکار نہیں فرمایا اس کا جواب یہ ہے کہ یہ گفتگو غیبت میں داخل نہیں کیونکہ برائی بیان کرنے والوں نے کسی کا نام نہیں لیا ۔ نیز مردوں کی حکایات ہیں جو ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے بطور افسانہ ذکر کی ہیں ۔ نیز عورت کو اپنے شوہر کے احسان کا شکر ادا کرنا چاہیئے ۔

نسائی میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ اس عورت کو نظر کرم سے نہیں دیکھتا جو اپنے شوہر کا شکر ادا نہ کرے نیز اگر کسی شخص میں کوئی وصفِ کمال پائی جائے اور اس کے منہ پر اس کی مدح کی جائے جس سے اس میں کوئی فساد نہ آئے تو یہ مدح جائز ہے ۔ اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہر مدح کے مستحق ہیں ؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہر کمال سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطاء فرمایا ہے اس لئے آپ ہر ثناء اور مدح کے مستحق ہیں اور جو کوئی آپ کی مدح کرے حضور اس سے زیادہ کے مستحق ہیں ۔ فصلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم

۴۸۵۸ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ كَانَ الْحَبَشُ يَلْعَبُونَ بِحِرَابِهِمْ فَسَتَرَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَنْظُرُ فَمَا زِلْتُ أَنْظُرُ حَتَّى كُنْتُ أَنَا أَنْصَرِفُ فَاقْدُرُوا قَدْرَ الْجَارِيَةِ الْحَدِيثَةِ السِّنِّ تَسْمَعُ اللَّهْوَ

بَابُ مَوْعِظَةِ الرَّجُلِ ابْنَتَهُ لِحَالِ زَوْجِهَا

۴۸۶۰ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي ثَوْرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ

۴۸۵۹ ـــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حبشی اپنے برچھوں اور نیزوں سے مسجد میں کھیل رہے تھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پردہ کیا اور میں ان کی کھیل دیکھ رہی تھی میں ان کو دیکھتی رہی حتیٰ کہ میں خود ہی اکتا کر لوٹ آئی۔ چھوٹی عمر کی لڑکی کی رغبت کا اندازہ کرو جو حبشیوں کی کھیل اور ان کا نغمہ سنتی تھی۔

۴۸۵۹ ـ شرح : اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ اس میں عورتوں سے معاشرت کا ذکر ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ عورت کا اجنبی مرد کو دیکھنا حرام ہے تمام مذاہب کا اس پر اتفاق ہے اور صحیح احادیث سے بھی یہی واضح ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ نے ذکر کیا کہ اس وقت ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی عمر شریف پندرہ برس یا اس سے زیادہ تھی اس کا جواب یہ ہے کہ اس وقت عورت کا اجنبی مرد کو دیکھنا حرام نہ تھا اس کے بعد یہ اباحت کتاب و سنت سے منسوخ ہو گئی؛ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فِي بُيُوتٍ أَذِنَ اللهُ أَنْ تُرْفَعَ الآية اور حدیث شریف میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جَنِّبُوا مَسَاجِدَكُمْ صِبْيَانَكُمْ وَمَجَانِينَكُمْ "، (عینی)

(اس حدیث کی مکمل تفصیل حدیث: ۹۰۸، ج: ۲ کی شرح میں دیکھیں)

قَالَ لَمْ اَزَلْ حَرِيْصًا عَلٰى اَنْ اَسْاَلَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ عَنِ الْمَرْاَتَيْنِ
مِنْ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّتَيْنِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنْ
تَتُوْبَآ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا حَتّٰى حَجَّ وَحَجَجْتُ مَعَهٗ وَعَدَلَ
وَعَدَلْتُ مَعَهٗ بِاِدَاوَةٍ فَتَبَرَّزَ ثُمَّ جَآءَ فَسَكَبْتُ عَلٰى يَدَيْهِ مِنْهَا
فَتَوَضَّاَ فَقُلْتُ لَهٗ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ مَنِ الْمَرْاَتَانِ مِنْ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّتَانِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنْ تَتُوْبَآ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ
صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا قَالَ وَاعَجَبًا لَكَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ هُمَا عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ
ثُمَّ اسْتَقْبَلَ عُمَرُ الْحَدِيْثَ يَسُوْقُهٗ قَالَ كُنْتُ اَنَا وَجَارٌ لِّيْ مِنَ الْاَنْصَارِ
فِيْ بَنِيْ اُمَيَّةَ بْنِ زَيْدٍ وَهُمْ مِنْ عَوَالِي الْمَدِيْنَةِ وَكُنَّا نَتَنَاوَبُ
النُّزُوْلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَنْزِلُ يَوْمًا وَّاَنْزِلُ يَوْمًا

باب مرد کا اپنی بیٹی کو اس کے شوہر کے معاملہ میں نصیحت کرنا"

۴۸۶۰ —— ترجمہ: عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میری خواہش رہی کہ میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے یہ پوچھوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں میں سے وہ کونسی دو بیبیاں ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اِنْ تَتُوْبَآ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا "یعنی نبی کی دونوں بیبیو اگر اللہ کی طرف تم رجوع کرو تو ضرور تمہارے دل راہ سے کچھ ہٹ گئے ہیں۔ میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کو گیا وہ راستہ سے ایک طرف مائل ہوئے اور میں اُن کے ساتھ مشکیزہ لے کر راستہ سے پھرا اُنھوں نے قضاء حاجت کی حتیٰ کہ وہ آئے تو میں نے اِن کے ہاتھوں پر مشکیزہ سے پانی ڈالا۔ آپ نے وضوء کیا تو

فَاِذَا نَزَلْتُ جِئْتُهُ بِمَا حَدَثَ مِنْ خَبَرِ ذٰلِكَ الْيَوْمِ مِنَ الْوَحْيِ اَوْ غَيْرِهٖ وَاِذَا نَزَلَ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ وَكُنَّا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ نَغْلِبُ النِّسَاءَ فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى الْاَنْصَارِ اِذَا قَوْمٌ تَغْلِبُهُمْ نِسَآؤُهُمْ فَطَفِقَ نِسَاؤُنَا يَاْخُذْنَ مِنْ اَدَبِ نِسَاءِ الْاَنْصَارِ فَصَخِبْتُ عَلَى امْرَاَتِىْ فَرَاجَعَتْنِىْ فَاَنْكَرْتُ اَنْ تُرَاجِعَنِىْ قَالَتْ وَلِمَ تُنْكِرُ اَنْ اُرَاجِعَكَ فَوَاللّٰهِ اِنَّ اَزْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُرَاجِعْنَهٗ وَاِنَّ اِحْدَاهُنَّ لَتَهْجُرُهُ الْيَوْمَ حَتَّى اللَّيْلِ فَاَفْزَعَنِىْ ذٰلِكَ وَقُلْتُ لَهَا قَدْ خَابَ مَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ مِنْهُنَّ ثُمَّ جَمَعْتُ عَلَىَّ ثِيَابِىْ فَنَزَلْتُ فَدَخَلْتُ عَلٰى حَفْصَةَ

میں نے کہا یا امیرالمؤمنین! نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بیویوں میں سے وہ کونسی دو بیبیاں ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "اِنْ تَتُوْبَا اِلَی اللّٰهِ" حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا اے ابن عباس تعجب تم پر وہ عائشہ اور حفصہ ہیں۔ پھر عمر فاروق نے پورا واقعہ بیان کرنا شروع کیا۔ انھوں نے کہا میں اور میرا ایک انصاری ہمسایہ بنی اُمیّہ بن زید کے محلہ میں رہتے تھے وہ مدینہ منورہ کے عوالی میں تھا۔ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے پاس باری باری آیا کرتے تھے۔ ایک دن وہ آتا اور ایک دن میں آیا کرتا تھا جب میں آتا تو اس دن بھی وحی کے احکام اس کو بتاتا اور جب وہ آتا تو وہ بھی اسی طرح کرتا ہم قریش عورتوں پر غالب رہتے تھے جب ہم انصار میں آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ اُن کی عورتیں اُن پر غالب رہتی ہیں تو ہماری عورتیں انصار عورتوں کے عادات سیکھنے لگیں۔ ایک دن میں نے اپنی بیوی کے ساتھ بلند آواز سے کلام کیا تو اُس نے مجھے جواب دیا مجھے اس کا جواب اچھا معلوم نہ ہُوا تو اس نے کہا میرا آپ کو جواب دینا کیوں پسند نہیں کرتے ہو۔ بخدا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم بیویاں بھی آپ کو جواب دیتی ہیں اور اُن سے بعض تو رات تک سارا دن آپ سے علیحدہ رہتی ہیں۔ میں اس سے گھبرایا اور کہا اُن میں سے جس نے ایسا کیا وہ عظیم خسارے میں ہے پھر میں نے اپنے کپڑے پہنے اور حفصہ کے پاس گیا تو میں نے کہا اے حفصہ! کیا تم میں سے بعض بیبیاں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو سارا دن رات تک ناراض رکھتی ہیں۔ انھوں نے کہا جی ہاں! میں نے کہا وہ تو خسارے میں پڑ گئی۔ کیا تم اس سے بے خوف ہو گئی جناب

فَقُلْتُ لَهَا اَیْ حَفْصَةُ اَتُغَاضِبُ اِحْدٰىكُنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
الْيَوْمَ حَتَّى اللَّيْلِ قَالَتْ نَعَمْ فَقُلْتُ قَدْ خِبْتِ وَخَسِرْتِ اَفَتَاْمَنِيْنَ اَنْ
يَّغْضَبَ اللّٰهُ لِغَضَبِ رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَهْلِكِيْ لَا تَسْتَكْثِرِیْ
النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تُرَاجِعِيْهِ فِیْ شَیْءٍ وَّلَا تَهْجُرِيْهِ وَسَلِيْنِیْ
مَا بَدَا لَكِ وَلَا يَغُرَّنَّكِ اَنْ كَانَتْ جَارَتُكِ اَوْضَاَ مِنْكِ وَاَحَبَّ
اِلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيْدُ عَائِشَةَ قَالَ عُمَرُ وَكُنَّا قَدْ تَحَدَّثْنَا
اَنَّ غَسَّانَ تُنْعِلُ الْخَيْلَ لِتَغْزُوَنَا فَنَزَلَ صَاحِبِی الْاَنْصَارِیُّ يَوْمَ
نَوْبَتِهٖ فَرَجَعَ اِلَيْنَا عِشَاءً فَضَرَبَ بَابِیْ ضَرْبًا شَدِيْدًا وَقَالَ اَثَمَّ
هُوَ فَفَزِعْتُ فَخَرَجْتُ اِلَيْهِ فَقَالَ قَدْ حَدَثَ الْيَوْمَ اَمْرٌ عَظِيْمٌ قُلْتُ
مَا هُوَ اَجَاءَ غَسَّانُ قَالَ لَا بَلْ اَعْظَمُ مِنْ ذٰلِكَ وَاَهْوَلُ طَلَّقَ
النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَاءَهٗ فَقُلْتُ خَابَتْ حَفْصَةُ وَخَسِرَتْ
قَدْ كُنْتُ اَظُنُّ هٰذَا يُوْشِكُ اَنْ يَّكُوْنَ فَجَمَعْتُ عَلَیَّ ثِيَابِیْ فَصَلَّيْتُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی کے باعث اللہ تعالیٰ ناراض ہوجائے تو تم تباہ ہو جاؤ؟ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ باتیں مت کرو اور نہ آپ کو کوئی جواب دو اور نہ ہی آپ سے علیحدہ رہو۔ جو ضرورت ہو وہ مجھ سے لو اور اس دھوکہ میں نہ رہو کہ تمہاری ہمسائی تم سے زیادہ خوبصورت ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ محبوب ہے۔ اس سے ان کی مراد ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، ہم آپس میں یہ باتیں کیا کرتے تھے کہ غسانی ہمارے ساتھ لڑائی کرنے کے لئے گھوڑوں کی نعل بندی کر رہے ہیں۔ میرا ساتھی اپنی باری کے دن دربارِ رسالت میں آیا۔ پھر عشاء کے وقت واپس گیا تو میرا دروازہ زور سے کھٹکھٹایا اور کہا کیا وہ سو رہے ہیں؟ میں گھبرا کر اس کی طرف گیا اس نے بیان کیا ایک بہت بڑا حادثہ ہوا ہے میں نے کہا وہ کیا ہے؟ کیا غسان کے لوگ حملہ آور ہوئے ہیں اُس نے کہا بلکہ اس سے زیادہ ہولناک حادثہ واقع

صَلٰوۃَ الْفَجْرِ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
مَشْرُبَۃً لَہٗ فَاعْتَزَلَ فِیْھَا وَدَخَلْتُ عَلٰی حَفْصَۃَ فَاِذَا ھِیَ تَبْکِیْ فَقُلْتُ مَا
یُبْکِیْکِ اَلَمْ اَکُنْ حَذَّرْتُکِ ھٰذَا اَطَلَّقَکُنَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
قَالَتْ لَا اَدْرِیْ ھَا ھُوَ ذَا مُعْتَزِلٌ فِی الْمَشْرُبَۃِ فَخَرَجْتُ فَجِئْتُ اِلَی الْمِنْبَرِ فَاِذَا
حَوْلَہٗ رَھْطٌ یَّبْکِیْ بَعْضُھُمْ فَجَلَسْتُ مَعَھُمْ قَلِیْلًا ثُمَّ غَلَبَنِیْ مَا اَجِدُ فَجِئْتُ
الْمَشْرُبَۃَ الَّتِیْ فِیْھَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لِغُلَامٍ لَّہٗ اَسْوَدَ اِسْتَاْذِنْ
لِعُمَرَ فَدَخَلَ الْغُلَامُ فَکَلَّمَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ
کَلَّمْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَذَکَرْتُکَ لَہٗ فَصَمَتَ فَانْصَرَفْتُ حَتّٰی
جَلَسْتُ مَعَ الرَّھْطِ الَّذِیْنَ عِنْدَ الْمِنْبَرِ ثُمَّ غَلَبَنِیْ مَا اَجِدُ فَجِئْتُ فَقُلْتُ
لِلْغُلَامِ اسْتَاْذِنْ لِعُمَرَ فَدَخَلَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ قَدْ ذَکَرْتُکَ لَہٗ فَصَمَتَ
فَرَجَعْتُ فَجَلَسْتُ مَعَ الرَّھْطِ الَّذِیْنَ عِنْدَ الْمِنْبَرِ ثُمَّ غَلَبَنِیْ مَا اَجِدُ
فَجِئْتُ الْغُلَامَ فَقُلْتُ اسْتَاْذِنْ فَدَخَلَ ثُمَّ رَجَعَ اِلَیَّ فَقَالَ قَدْ ذَکَرْتُکَ

ہُوا ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے۔ عمر فاروق نے کہا حفصہ نقصان میں پڑ گئی اور خسارے والی ہو گئی۔ میں پہلے ہی خیال کرتا تھا کہ عنقریب ایسا ہو جائے گا۔ میں نے اپنے کپڑے پہنے اور فجر کی نماز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھی۔ آپ بالاخانہ پر تشریف لے گئے اور اس میں تنہائی اختیار کر لی۔ میں حفصہ کے پاس گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہ رو رہی ہے۔ میں نے کہا تمہیں کونسی چیز رولا رہی ہے کیا میں نے تمہیں ڈرایا نہیں تھا؟ کیا تمہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طلاق دے دی ہے؟ حفصہ نے کہا مجھے معلوم نہیں آپ اس بالاخانہ میں تشریف رکھتے ہیں۔ میں باہر نکلا اور اس بالاخانہ کی طرف گیا جہاں آپ تشریف رکھتے تھے۔ میں نے آپ کے کالے غلام سے کہا عمر کے لئے اجازت حاصل کرو وہ اندر گیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کی پھر باہر آیا اور کہا میں نے تمہارا ذکر کیا ہے آپ خاموش رہے ہیں۔

لَهُ فَصَمَتَ فَلَمَّا وَلَّيْتُ مُنْصَرِفًا قَالَ إِذَا الْغُلَامُ يَدْعُوْنِي فَقَالَ قَدْ
أَذِنَ لَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا هُوَ مُضْطَجِعٌ عَلٰى رِمَالِ حَصِيْرٍ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ
فِرَاشٌ قَدْ أَثَّرَ الرِّمَالُ بِجَنْبِهِ مُتَّكِئًا عَلٰى وِسَادَةٍ مِّنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا
لِيْفٌ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ قُلْتُ وَأَنَا قَائِمٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَطَلَّقْتَ
نِسَاءَكَ فَرَفَعَ إِلَيَّ بَصَرَهُ فَقَالَ لَا فَقُلْتُ اللّٰهُ أَكْبَرُ ثُمَّ قُلْتُ وَأَنَا
قَائِمٌ أَسْتَأْنِسُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ رَأَيْتَنِي وَكُنَّا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ نَغْلِبُ النِّسَاءَ
فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ إِذَا قَوْمٌ تَغْلِبُهُمْ نِسَاؤُهُمْ فَتَبَسَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ رَأَيْتَنِي وَدَخَلْتُ عَلٰى حَفْصَةَ فَقُلْتُ لَهَا
لَا يَغُرَّنَّكِ أَنْ كَانَتْ جَارَتُكِ أَوْضَأَ مِنْكِ وَأَحَبَّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيْدُ عَائِشَةَ فَتَبَسَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبَسُّمَةً
أُخْرٰى فَجَلَسْتُ حِيْنَ رَأَيْتُهُ تَبَسَّمَ فَرَفَعْتُ بَصَرِي فِي بَيْتِهِ فَوَاللّٰهِ

میں واپس ہوگیا اور اُن لوگوں کے ساتھ بیٹھ گیا جو منبر شریف کے پاس بیٹھے تھے۔ پھر میرے خیال نے غلبہ کیا اور میں غلام کے پاس آیا اور اسے کہا عمر کے لئے اجازت حاصل کرو۔ وہ اندر گیا پھر باہر آیا اور کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تمہارا ذکر کیا ہے۔ آپ خاموش رہے ہیں۔ میں واپس ہوگیا اور ان لوگوں میں بیٹھ گیا جو منبر شریف کے پاس بیٹھے تھے۔ پھر میرا خیال غالب آیا اور میں غلام کے پاس آیا اور اسے کہا عمر کے لئے اجازت حاصل کرو وہ اندر گیا پھر باہر آیا اور کہا میں نے آپ سے ذکر کیا ہے آپ خاموش رہے ہیں۔ جب میں واپس لوٹنے والا تھا تو اچانک غلام مجھے بُلا رہا ہے اس نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں اجازت دے دی ہے۔ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ رسیوں سے بنی ہوئی چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے اور آپ کے جسم شریف اور چٹائی کے درمیان کوئی بچھونا

مَا رَأَيْتُ فِيهِ شَيْئًا يَرُدُّ الْبَصَرَ غَيْرَ أَهَبَةٍ ثَلَاثَةٍ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ
اُدْعُ اللهَ فَلْيُوَسِّعْ عَلَى أُمَّتِكَ فَإِنَّ فَارِسًا وَالرُّومَ قَدْ وُسِّعَ عَلَيْهِمْ
وَأُعْطُوا الدُّنْيَا وَهُمْ لَا يَعْبُدُونَ اللهَ فَجَلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَكَانَ مُتَّكِئًا فَقَالَ أَوَفِي هٰذَا أَنْتَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ إِنَّ أُولٰئِكَ قَوْمٌ
عُجِّلُوا طَيِّبَاتِهِمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ اسْتَغْفِرْ لِي
فَاعْتَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَاءَهُ مِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ الْحَدِيثِ
حِينَ أَفْشَتْهُ حَفْصَةُ إِلَى عَائِشَةَ تِسْعًا وَعِشْرِينَ لَيْلَةً وَكَانَ قَالَ
مَا أَنَا بِدَاخِلٍ عَلَيْهِنَّ شَهْرًا مِنْ شِدَّةِ مَوْجِدَتِهِ عَلَيْهِنَّ حِينَ
عَاتَبَهُ اللهُ فَلَمَّا مَضَتْ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ لَيْلَةً دَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ
فَبَدَأَ بِهَا فَقَالَتْ لَهُ عَائِشَةُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّكَ كُنْتَ قَدْ أَقْسَمْتَ
أَنْ لَا تَدْخُلَ عَلَيْنَا شَهْرًا وَإِنَّمَا أَصْبَحْتَ مِنْ تِسْعٍ وَعِشْرِينَ

نہ تھا اور رسیوں کے آپ کے پہلو شریف پر نشان لگے ہوئے تھے اور آپ چمڑے کے تکیہ سے ٹیک لگائے
ہوئے تھے جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔ میں نے سلام عرض کیا پھر میں نے عرض کیا جبکہ میں کھڑا
تھا یا رسول اللہ! کیا آپ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے؟ آپ نے میری طرف ایک نظر اٹھا کر
فرمایا نہیں میں نے کہا اللہ اکبر پھر میں نے کہا حالانکہ میں کھڑا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دل بہلائی کروں اور
آپ سے وحشت دُور کروں یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ مجھے دیکھیں۔ ہم قریش لوگ عورتوں پر غالب
رہتے تھے۔ جب ہم اِن لوگوں کے پاس آئے تو اِن پر ان کی عورتیں غالب تھیں اور سارا واقعہ بیان کیا (یہ سن کر)
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر آپ اس حال میں مجھے دیکھتے جب میں
حفصہ کے گھر آیا تو میں نے اسے کہا تجھے یہ بات دھوکہ میں نہ رکھے کہ تمہاری پڑوسن تم سے زیادہ خوبصورت
اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ محبوب ہے ان کی مراد ام المؤمنین عائشہ تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم

لَيْلَةً أَعُدُّهَا عَدًّا فَقَالَ الشَّهْرُ تِسْعٌ وَّعِشْرُونَ فَكَانَ ذٰلِكَ الشَّهْرُ تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ لَيْلَةً قَالَتْ عَائِشَةُ ثُمَّ أَنْزَلَ اللّٰهُ التَّخْيِيْرَ فَبَدَأَ بِيْ أَوَّلَ امْرَأَةٍ مِّنْ نِّسَائِهٖ فَاخْتَرْتُهٗ ثُمَّ خَيَّرَ نِسَاءَهٗ كُلَّهُنَّ فَقُلْنَ مِثْلَ مَا قَالَتْ عَائِشَةُ

نے ایک بار اور تبسّم فرمایا جب میں نے آپ کا تبسّم دیکھا تو میں بیٹھ گیا پھر میں نے آپ کے گھر میں نظر اُٹھائی خدا کی قسم! میں نے اس میں تین کچی کھالوں کے سوا کوئی چیز نہ دیکھی۔ تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ اللہ سے دعا کریں کہ آپ کی اُمّت پہ وسعت کرے کیونکہ فارس اور روم کے لوگوں پر وسعت کی گئی ہے۔ اور ان کو دُنیا دی گئی ہے، حالانکہ وہ اللہ کی عبادت نہیں کرتے ہیں۔ آپ بیٹھ گئے حالانکہ آپ تکیہ لگائے ہوئے تھے۔ فرمایا: اے ابنِ خطاب! تم اس حال میں ہو یہ وہ لوگ ہیں جن کو نیک اعمال کی جزاء دنیاوی زندگی میں دے دی گئی ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلّی اللہ علیہ وسلم! اس ناشائستہ کلام کی میرے لئے استغفار کریں۔ اس وجہ سے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنی بیویوں سے انتیس روز علیحدہ رہے تھے۔ جبکہ حفصہ نے عائشہ سے رازِ افشاء کر دیا تھا۔ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بیویوں پر سخت غمگین ہونے کے باعث فرمایا تھا کہ میں اُن کے پاس ایک مہینہ نہ جاؤں گا۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے (آپ کی شان کے شایاں) آپ کو عتاب فرمایا تھا۔ جب انتیس(۲۹) روز گزر گئے تو آپ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے اور بیویوں کے گھروں میں جانے کی ابتدا اُن سے کی۔ ام المؤمنین نے کہا یا رسولَ اللہ! صلّی اللہ علیہ وسلّم! میں نے قسم کھائی تھی کہ ہمارے گھروں میں ایک مہینہ تشریف نہ لائیں گے۔ آج آپ نے انتیس رات کی صبح کی ہے۔ میں ان کو شمار کرتی رہی ہوں حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا یہ مہینہ انتیس دن کا ہے۔ حالانکہ وہ مہینہ انتیس دن کا تھا۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا پھر اللہ تعالیٰ نے تخییر کی۔ آیت کریمہ نازل فرمائی (قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ إِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا ..... أَجْرًا عظیما "تک) آپ نے اپنی بیویوں میں سے پہلے مجھ سے ابتداء کی تو میں نے آپ کو اختیار کیا۔ پھر باقی ساری بیویوں کو اختیار دیا تو تمام نے وہی کہا جو ام المؤمنین عائشہ نے کہا تھا۔

۴۸۶۰ — شرح: اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا کو پند و نصائح کئے کہ اپنی ذاتِ گرامی کو ام المؤمنین عائشہ پر قیاس نہ کرو وہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی محبوبہ ہے الخ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابن عباس پر تعجب اس لئے کیا کہ وہ علمِ تفسیرِ قرآن میں ماہر ہونے کے باوجود اُن پر یہ مسئلہ کیسے مخفی رہا؟ گویا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سوال کو عمر فاروق نے پسند نہ فرمایا۔ حضرت عمر فاروق کا ہمسایہ جس سے آپ نے باری مقرر کر رکھی تھی۔ وہ اوس بن خولی بن عبد اللہ بن حارث انصاری تھا۔ صحیح تر

بَابُ صَوْمِ الْمَرْأَةِ بِإِذْنِ زَوْجِهَا تَطَوُّعًا

۴۸۶۱ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَصُومُ الْمَرْأَةُ وَبَعْلُهَا شَاهِدٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ

یہی ہے بعض محققین نے عتبان کو ذکر کیا ہے ؛ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروق اور عتبان میں بھائی چارہ بنایا تھا۔ لیکن بھائی چارہ کو یہ لازم نہیں کہ وہ ہمسایہ بھی ہو۔ جارہ کا اطلاق ضرہ یعنی سوکن پر بھی ہوتا ہے اس لئے حضرت عمر فاروق نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے لئے لفظ جارہ ادب و تعظیم کے لئے ذکر کیا ہے تاکہ لفظ ضرہ کسی ام المؤمنین کی طرف منسوب نہ کریں۔ اس حدیث شریف کی مکمل تفصیل حدیث: ۴۳۰۵ ج ۲، کی شرح میں دیکھیں۔ واللہ و رسولہ اعلم۔

باب عورت کا نفلی روزہ اپنے شوہر کی اجازت سے رکھنا

اس باب میں یہ بیان ہے کہ عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ نہ رکھے فرض روزے میں شوہر کی اجازت کی ضرورت نہیں کہ رمضان المبارک میں شوہر بھی روزے سے ہوتا ہے ؛ کیونکہ نفل روزے سے شوہر کا حق زیادہ ہے۔ البتہ قضاء رمضان میں اختلاف ہے۔ بعض علماء نے کہا کہ وہ قضاء رمضان کا روزہ بھی شوہر کی اجازت کے بغیر نہیں رکھ سکتی بلکہ شعبان کے مہینہ میں قضاء کرے۔ بعض نے کہا کہ قضاء رمضان کے روزے رکھ سکتی ہے لیکن ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت کہ میں رمضان میں ایام حیض کے روزے شعبان میں قضاء کیا کرتی تھی کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم شعبان میں اکثر روزے سے ہوتے تھے۔ پہلے قول کی تائید کرتی ہے۔ واللہ و رسولہ اعلم!

۴۸۶۱ ـــ ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر روزہ نہ رکھے حالانکہ اس کا شوہر حاضر ہو۔

۴۸۶۱ ـــ شرح : اگر شوہر سفر میں گیا ہو تو عورت نفل روزہ رکھ سکتی ہے کیونکہ اس وقت شوہر اس سے خدمت نہیں لے سکتا ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ

بَابُ اِذَا بَاتَتِ الْمَرْأَةُ مُهَاجِرَةً فِرَاشَ زَوْجِهَا

٤٨٦٢ ـ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عَدِیٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَاَتَهُ اِلٰى فِرَاشِهٖ فَاَبَتْ اَنْ تَجِیْءَ لَعَنَتْهَا الْمَلٰٓئِكَةُ حَتّٰى تُصْبِحَ

نے شرح مہذب میں ذکر کیا کہ ہمارے بعض علماء نے شوہر کی اجازت کے بغیر روزہ رکھنا مکروہ جانتے ہیں، لیکن اگر اُس نے روزہ رکھ لیا تو صحیح ہے اور وہ گنہگار ہوگی۔ مہلب نے کہا نہی تنزیہہ کے لئے ہے۔ تحریم کے لئے نہیں۔

باب ـ جب کوئی عورت اپنے شوہر سے ناراض ہو کر علیحدہ رات گزارے

حدیث کے لفظ پر اعتماد کرتے ہوئے مصنف نے جواب ذکر نہیں کیونکہ حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ ایسی عورت معصیت کے ارتکاب کے سبب لعنت کی مستحق ہے۔

٤٨٦٢ ـ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی آدمی اپنی بیوی کو اپنے بستر کی طرف بلائے اور وہ آنے سے انکار کرے تو صبح تک فرشتے اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔

٤٨٦٢ ـ شرح: یعنی شوہر جب اپنی بیوی کو جماع کے لئے بلائے اور وہ آنے سے انکار کرے تو صبح تک فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں۔ جماع غالباً رات کے وقت ہوتا ہے۔ اس لئے "حتی تصبح" ذکر کیا ہے، ورنہ یہ رات اور دن دونوں کو شامل ہے؛ چنانچہ مسلم نے اپنے اسناد سے ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے جو کوئی آدمی اپنی بیوی کو جماع کے لئے بلائے اور وہ انکار کرے تو آسمان والے اس پر سخت ناراض ہوتے ہیں۔ حتیٰ کہ شوہر اس سے راضی ہو جائے۔ ابن خزیمہ اور ابن حبان نے جابر سے

۴۶۳ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا بَاتَتِ الْمَرْأَةُ مُهَاجِرَةً فِرَاشَ زَوْجِهَا لَعَنَتْهَا الْمَلٰئِكَةُ حَتّٰى تَرْجِعَ

روایت کی کہ تین اشخاص کی نماز قبول نہیں ہوتی اور نہ ان کی نیکی آسمانوں میں جاتی ہے بھگوڑا غلام حتیٰ کہ واپس آجائے۔ نشہ والا حتیٰ کہ صحیح ہو جائے۔ تیسری عورت جس پر اس کا شوہر ناراض ہو حتیٰ کہ وہ خوش ہو جائے۔ اس میں مطلق ذکر کیا ہے۔ یہ رات اور دن دونوں کو شامل ہے لعنت کرنے والے فرشتے کرام کاتبین ہیں یا اور فرشتے ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۴۶۳ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی عورت اپنے شوہر کے فراش سے دور رہے۔ (اور اس کے پاس نہ جائے) تو اس کے واپس آنے تک فرشتے اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔

۴۶۳ — شرح: اس حدیث میں لفظ "مُهَاجِرَةً" باب مفاعلہ سے ہے۔ اس کا خاصہ جانبین سے مشارکت ہے، لیکن یہاں بمعنی ہَاجِرَۃٌ ہے، کیونکہ مفاعلہ کبھی ایک جانب سے بھی آتا ہے جیسے عاقبتُ اللصَّ میں نے چور کو ڈانٹ دی۔
قرآن کریم میں ہے: وَسَارِعُوْا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ، سارعوا بمعنی اسرعوا ہے۔ اللہ کی مغفرت کی طرف تیز چلو۔ المحادیث کی تائید مسلم کی روایت کرتی ہے اس کے یہ الفاظ ہیں: اِذَا بَاتَتِ الْمَرْأَةُ هَاجِرَةً، یعنی جب کوئی عورت شوہر سے جدا رات گزارے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بیوی کو شوہر کی موافقت کرنی چاہیے۔ اور اس کو راضی رکھنا چاہیے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ عورت کا ترکِ جماع پر صبر کرنا مرد سے قوی ہے۔ اس معاملہ میں مرد کمزور ہے۔ اس لیے شارع علیہ السلام نے فرمایا کہ بیوی اپنے شوہر کی موافقت کرے۔

ابن جوزی نے کتاب النساء میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسوفۃ اور مغلسہ پر لعنت فرمائی۔ مسوفہ وہ عورت ہے جب اس کا شوہر ارادہ کرے تو وہ کہے مجھے حیض آیا ہوا ہے، حالانکہ وہ حائضہ نہیں ہے۔ ابن ابی شیبہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ ایک عورت نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! شوہر کا بیوی پر کیا حق ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شوہر کو جماع کرنے سے نہ روکے اگرچہ وہ کجاوہ پر ہو خواہش کرے۔ طبرانی

بَابُ لَا تَأْذَنُ الْمَرْأَةُ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا إِلَّا بِإِذْنِهِ

۴۸۶۴ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ لِلْمَرْأَةِ أَنْ تَصُومَ وَزَوْجُهَا شَاهِدٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ وَلَا تَأْذَنُ فِي بَيْتِهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ وَمَا أَنْفَقَتْ مِنْ نَفَقَةٍ مِنْ غَيْرِ أَمْرِهِ فَإِنَّهُ يُؤَدِّي إِلَيْهِ شَطْرُهُ وَرَوَاهُ أَبُو الزِّنَادِ أَيْضًا عَنْ مُوسَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ فِي الصَّوْمِ

کتاب العشرہ میں یحییٰ بن علاء سے روایت کی کہ وہ شوہر کو نہ روکے اگرچہ تنور پر روٹیاں پکا رہی ہو۔ ایک روایت میں ہے اگرچہ مکان کی چھت پر ہو۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ گنہگار مسلمان پر اس کو ڈرانے کے لئے لعنت کرنا جائز ہے تاکہ وہ گناہ نہ کرے اگر کر بیٹھے تو اس کے لئے توبہ کی دعاء کرے (عینی)

باب عورت شوہر کی اجازت کے بغیر کسی کو گھر داخل ہونے کی اجازت نہ دے

۴۸۶۴ ـــ ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی عورت کے لئے جائز نہیں کہ وہ شوہر کی اجازت کے بغیر روزہ رکھے جبکہ اس کا شوہر حاضر ہو اور اس کی اجازت کے بغیر کسی کو گھر آنے کی اجازت نہ دے اور جو شوہر کی اجازت کے بغیر خرچ کرے تو مال کا ایک حصہ اس کے ذمہ اس کو ادا کرنا ہوگا۔ اسی حدیث کو ابو الزناد نے بھی موسیٰ سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے ابو ہریرہ سے صوم میں ذکر کیا۔

۴۸۶۴ ـــ شرح : شوہر کی اجازت کے بغیر کسی کو گھر آنے کی اجازت دینے سے اس کے دل میں بدگمانی ہونے کا اندیشہ ہے، لیکن اس ممانعت سے ضروریات مستثنیٰ ہیں جیسے کسی شخص کا گھر میں حق ہو یا کوئی ایسی جگہ ہو جو مہمانوں کے لئے مخصوص ہو اور ضروریات

بَابٌ ۴۸۶۵ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ قَالَ اَخْبَرَنَا التَّیْمِیُّ عَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ عَنْ اُسَامَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قُمْتُ عَلٰی بَابِ الْجَنَّةِ فَكَانَ عَامَّةَ مَنْ دَخَلَهَا الْمَسَاكِیْنُ وَاَصْحَابُ الْجَدِّ مَحْبُوْسُوْنَ غَیْرَ اَنَّ اَصْحَابَ النَّارِ قَدْ اُمِرَ بِهِمْ اِلَی النَّارِ وَقُمْتُ عَلٰی بَابِ النَّارِ فَاِذَا عَامَّةُ مَنْ دَخَلَهَا النِّسَاءُ

محظورات کو مباح کر دیتی ہیں۔ حدیث کے آخری حصّہ کے معنیٰ یہ ہیں کہ عورت جو کچھ شوہر کے مال سے خرچ کرے جس کی اسے اجازت نہ ہو یا واجب خرچہ سے زیادہ خرچ کرے تو وہ زیادتی کی ضامن ہوگی! اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ایک روایت میں ہے کہ اگر عورت شوہر کے مال سے اس کی اجازت کے بغیر خرچ کرے تو اس کو نصف ثواب حاصل ہوتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جو معروف خرچہ کرے اور شوہر نے اجازت دی ہوئی ہو کہ جو چاہے صدقہ کرے اس وقت اگر خرچ کرتے وقت شوہر کی اجازت نہ ہو تو کچھ حرج نہیں اس کا ثواب دونوں کو ملے گا۔

باب

۴۸۶۵ ـــ ترجمہ: اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا میں جنّت کے دروازہ پر کھڑا ہُوا تو بیشتر لوگ جو اس میں آئے تھے وہ مساکین تھے اور مالدار لوگ بہشت کے دروازے پر روکے گئے تھے! لیکن دوزخیوں کو آگ میں جانے کا حکم دیا گیا اور میں دوزخ کے دروازہ پر کھڑا ہُوا تو اس میں عموماً عورتیں آئی ہوئی تھیں۔

۴۸۶۵ ـــ شرح: یہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خواب کا واقعہ ہے جو وحی کے حکم میں ہے۔ کیونکہ نبیوں کا خواب وحی ہوتا ہے۔ اس لئے سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کو خواب کی بناء پر ذبح کرنے کا حتمی ارادہ کر لیا تھا، حالانکہ محض خواب پر کسی کو ذبح کرنا جائز نہیں۔ قرآن کریم میں اِنِّیْٓ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْٓ اَذْبَحُكَ" اے بیٹے میں خواب میں تجھے ذبح کرتا دیکھ رہا ہوں تو اسماعیل علیہ السلام نے کہا "یٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ" اے میرے باپ جو آپ کو حکم ہوا ہے وہ کریں۔ معلوم ہُوا کہ خواب میں نبی علیہ السلام مامور من اللہ ہوتے ہیں

بَابُ كُفْرَانِ الْعَشِيْرِ وَهُوَ الزَّوْجُ وَهُوَ الْخَلِيْطُ مِنَ الْمُعَاشَرَةِ فِيْهِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۴۸۶۶ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهُ قَالَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ مَعَهُ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا نَحْوًا مِّنْ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ قَامَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ

حدیث شریف میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فقراء مالداروں سے پانچ سو سال پہلے بہشت میں داخل ہوں گے اور جو عورتیں دوزخ میں دیکھیں وہ نافرمان عورتیں تھیں کیونکہ وہ دوزخ میں مسلمان مردوں سے زیادہ ہوں گی کیونکہ وہ اپنے شوہروں کی نافرمانی کرتی ہیں، حالانکہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اللہ کے سوا کسی کو سجدہ جائز ہوتا تو میں عورتوں کو حکم دیتا کہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں۔

باب عشیر کی نافرمانی کرنا اور وہ شوہر ہے نیز وہ بمعنی خلیط (ساتھی) بھی آتا ہے ،،

ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ انْصَرَفَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَقَالَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذٰلِكَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ رَأَيْنَاكَ تَنَاوَلْتَ شَيْئًا فِي مَقَامِكَ هٰذَا ثُمَّ رَأَيْنَاكَ تَكَعْكَعْتَ فَقَالَ إِنِّي رَأَيْتُ الْجَنَّةَ أَوْ أُرِيتُ الْجَنَّةَ فَتَنَاوَلْتُ مِنْهَا عُنْقُودًا وَلَوْ أَخَذْتُهُ لَأَكَلْتُمْ مِنْهُ مَا بَقِيَتِ الدُّنْيَا وَرَأَيْتُ النَّارَ فَلَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ مَنْظَرًا قَطُّ وَ

عشیر معاشرہ سے ماخوذ ہے۔ اور وہ مُخالِط کے معنی میں آتا ہے۔ اس معنی میں ابو سعید نے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی ہے"۔

۴۸۶۶ — ترجمہ: عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں سورج کو گرہن لگا۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی اور لوگ آپ کے ساتھ تھے۔ آپ نے سورۂ بقرہ پڑھنے کی مقدار طویل قیام فرمایا پھر طویل رکوع کیا پھر سر مبارک اُٹھایا اور طویل مدت کھڑے رہے۔ اور یہ قیام پہلے قیام سے کچھ کم تھا۔ پھر طویل رکوع کیا اور وہ پہلے رکوع سے کم تھا پھر سجدہ کیا پھر آپ کھڑے ہوئے اور طویل قیام کیا جو پہلی رکعت کے قیام سے کم تھا۔ پھر آپ نے طویل رکوع کیا اور وہ پہلے رکوع سے کم تھا۔ پھر سر مبارک اٹھایا پھر سجدہ کیا پھر سلام پھیر دیا، حالانکہ سورج روشن ہو چکا تھا۔ اور فرمایا بے شک چاند اور سورج اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے نشانیاں ہیں جب تم یہ (گرہن) دیکھو اللہ تعالیٰ کو یاد کرو لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نے (دورانِ نماز) آپ کو دیکھا تھا کہ آپ اپنے مقام میں کوئی شئے پکڑ رہے تھے۔ پھر ہم نے آپ کو دیکھا کہ پیچھے کو آ رہے ہیں۔ فرمایا میں نے جنت دیکھی یا مجھے دکھائی گئی تو میں نے اس میں سے پھل لینا چاہا۔ اگر میں وہ لے آتا تو جب تک دُنیا باقی رہتی تم اسے کھاتے رہتے (اور وہ ختم نہ ہوتا) میں نے دوزخ بھی دیکھی تو میں نے آج جیسا قبیح منظر کبھی نہیں دیکھا میں نے دیکھا کہ دوزخ میں اکثر عورتیں تھیں لوگوں نے عرض کیا یا رسولَ اللہ! یہ کیوں؟ فرمایا اُن کے کفر کی وجہ سے۔ کہا گیا وہ اللہ سے کفر کرتی ہیں؟ فرمایا اپنے شوہر کی ناشکری کرتی ہیں و احسان کی ناشکری کرتی ہیں۔ اگر تو زمانہ بھر اُن میں

رَاَیْتُ اَکْثَرَ اَھْلِھَا النِّسَاءَ قَالُوْا لِمَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ بِکُفْرِھِنَّ قِیْلَ یَکْفُرْنَ بِاللّٰہِ قَالَ یَکْفُرْنَ الْعَشِیْرَ وَیَکْفُرْنَ الْاِحْسَانَ لَوْ اَحْسَنْتَ اِلٰی اِحْدٰھُنَّ الدَّھْرَ ثُمَّ رَأَتْ مِنْکَ شَیْئًا قَالَتْ مَا رَأَیْتُ مِنْکَ خَیْرًا قَطُّ

۴۸۶۷ — حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْھَیْثَمِ قَالَ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنْ اَبِیْ رَجَاءٍ عَنْ عِمْرَانَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اطَّلَعْتُ فِی الْجَنَّۃِ فَرَاَیْتُ اَکْثَرَ اَھْلِھَا الْفُقَرَاءَ وَاطَّلَعْتُ فِی النَّارِ فَرَاَیْتُ اَکْثَرَ اَھْلِھَا النِّسَاءَ تَابَعَہٗ اَیُّوْبُ وَسَلْمُ بْنُ زَرِیْرٍ

سے کسی ایک سے احسان کرتا رہے۔ پھر وہ کبھی تم سے کچھ تقصیر دیکھے تو کہتی ہے میں نے تجھ سے خیر کبھی نہیں دیکھی (باب کے عنوان سے مطابقت واضح ہے (یکفرن العشیر حدیث ۹۹۸ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

۴۸۶۷ — ترجمہ: عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے جنت میں نظر کی تو اس میں رہنے والے اکثر فقراء تھے اور ایک نظر سے میں نے دوزخ کو دیکھا تو اس میں رہنے والے اکثر عورتیں تھیں۔ ایوب اور سلم ابن زریر نے عوف کی متابعت کی۔

۴۸۶۷ — شرح: اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ وہ عورتیں اپنے شوہروں کے حقوق کی ناشکری کرتی رہی ہیں اور یہ معصیت (گناہ) ہے اور گناہ عذاب کا سبب ہے اس لئے وہ دوزخ کی سزاوار ہوئیں اور ان کا دوزخیوں سے زیادہ ہونا ان کے داخل ہونے کے وقت ہے۔

اسماء رجال: عثمان بن ھیثم بصرہ کی جامع مسجد کے مؤذن ہیں۔ ایک سو بیس ہجری میں فوت ہوئے۔ عوف اعرابی ہیں اور ابورجاء عمران بن ملحان فتح مکہ میں مسلمان ہوئے ایک سو بیس برس بقید حیات رہے اور عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں فوت ہوئے۔ عمران بن ابی حصین رضی اللہ عنہ صحابی ثقہ ہیں (حدیث ۳۰۲۹، ج: ۵ کی شرح دیکھیں)

بَابٌ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقٌّ قَالَهُ أَبُو جُحَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

٤٨٦٨ ــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ أَلَمْ أُخْبَرْ أَنَّكَ تَصُومُ النَّهَارَ وَتَقُومُ اللَّيْلَ قُلْتُ بَلَى يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ فَلَا تَفْعَلْ صُمْ وَأَفْطِرْ وَقُمْ وَنَمْ فَإِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَإِنَّ لِعَيْنِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَإِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا

باب تیری بیوی کا تجھ پر حق ہے

یہ ابو جحیفہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی ہے

زوج سے مراد زوجہ ہے۔ یعنی زوجین (بیوی، خاوند) میں سے ہر ایک کا دوسرے پر حق ہے عورت کا شوہر پر منجملہ حق یہ ہے کہ اس سے جماع کرے اس کی مقدار میں مختلف اقوال ہیں۔ بعض نے کہا ایک بار واجب ہے بعض نے چار روز میں ایک بار بعض نے کہا۔ ہر طہر میں ایک بار جماع کرے۔ ابن حزم نے کہا شوہر پر فرض ہے کہ اپنی بیوی سے جماع کرے اگر قادر ہو تو کم از کم مہینہ میں ایک بار ضرور کرے! ورنہ نافرمان شمار ہوگا! شیخ عبدالرزاق نے ثوری، مالک بن مغول کے ذریعہ شعبی سے روائت کی کہ ایک عورت نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آکر عرض کیا اے امیر المؤمنین میرا شوہر دن کو روزے سے رہتا ہے اور رات نماز میں کھڑا رہتا ہے۔ عمر فاروق نے فرمایا تو نے اپنے شوہر کی اچھی ثنا کی ہے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا شوہر کو حکم دیا جائے کہ رات بیوی کے پاس رہے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ

بَابٌ اَلْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ فِيْ بَيْتِ زَوْجِهَا

۴۸۶۹ — حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا مُوْسٰى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّكُمْ رَاعٍ وَّكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ وَالْاَمِيْرُ رَاعٍ وَّالرَّجُلُ رَاعٍ عَلٰى اَهْلِ بَيْتِهٖ وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلٰى بَيْتِ زَوْجِهَا وَوَلَدِهٖ فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَّكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ

نے کہا شوہر پر بعینہ جماع فرض نہیں اس پر عورت کا خرچہ اور لباس وغیرہ فرض ہے اور رات اس کے پاس رہے۔ سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر وہ اپنے شوہر سے شکایت کرے تو وہ اپنے لئے تین دن اور اس کے لئے ایک دن مقرر کر دے۔ اس کو اس آدمی کے قائم مقام کیا جائے جس کی چار بیویاں ہیں تو اس کے لئے تین دن اور عورت کے لئے ایک دن ہو گا (عینی)

۴۸۶۸ — ترجمہ : عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبداللہ کیا مجھے خبر نہیں پہنچی کہ تم دن میں روزے سے ہوتے ہو اور رات کو نماز میں کھڑے رہتے ہو۔ میں نے عرض کیا جی ہاں! یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم حضور نے فرمایا ایسا مت کرو روزہ رکھو اور افطار بھی کرو رات کو قیام کرو اور آرام بھی کرو؛ کیونکہ تمہارے جسم کا تم پر حق ہے تمہاری آنکھ کا تم پر حق ہے اور تمہاری بیوی کا تم پر حق ہے (حدیث : ۱۸۵۴، جلد : ۴ کی شرح دیکھیں)

باب عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگہبان ہے

۴۸۶۹ — ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سب نگہبان ہو اور تم سے نگہبانی کے متعلق پوچھا جائے گا۔ امیر نگہبان ہے آدمی اپنے گھر والوں کا

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا
بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ اِلٰى قَوْلِهٖ
اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا ؎ ؎

۸۷۰۔۔۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ قَالَ حَدَّثَنِيْ حُمَيْدٌ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اٰلٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نِّسَائِهٖ شَهْرًا وَّقَعَدَ فِيْ مَشْرُبَةٍ لَّهٗ فَنَزَلَ لِتِسْعٍ وَّعِشْرِيْنَ فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّكَ اٰلَيْتَ عَلٰى شَهْرٍ قَالَ اِنَّ الشَّهْرَ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ

نگہبان ہے عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کی اولاد کی نگہبان ہے۔ تم سب نگہبان ہو اور تم میں سے ہر ایک سے اس کی نگہبانی کے متعلق پوچھا جائے گا (حدیث ۸۵۵ کی شرح دیکھیں)

باب مرد افسر ہیں عورتوں پر اس لئے کہ اللہ نے اُن میں ایک کو دوسرے پر فضیلت دی اور اس لئے کہ مردوں نے اُن پر اپنے مال خرچ کئے .... بے شک اللہ جاننے والا خبردار ہے ؎

۸۷۰۔۔۔ ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھائی کہ ایک ماہ اپنی بیویوں کے پاس نہ جائیں گے اور اپنے بالاخانہ میں تشریف فرما ہوئے اور انتیس روز بعد اُترے آپ سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ آپ نے تو ایک ماہ تک قسم کھائی تھی۔ فرمایا مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے

۸۷۰۔۔۔ شرح: اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے راز افشاء کرنے پر تہدید و تنبیہ کے لئے تنہائی اختیار کرلی

بَابُ هِجْرَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَاءَهُ فِي غَيْرِ بُيُوتِهِنَّ وَيُذْكَرُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ حَيْدَةَ رَفَعَهُ غَيْرَ أَنْ لَا تُهْجَرَ إِلَّا فِي الْبَيْتِ وَالْأَوَّلُ أَصَحُّ

تاکہ ان کی اصلاح ہو جائے اور آئندہ توبہ کریں۔ اٰلیٰ صیغۂ ماضی اِیلاءٌ سے ہے یعنی قسم کھائی اِیلاء کا لغوی معنی مراد ہے۔ شرعی معنی مراد نہیں کیونکہ وہ چار ماہ تک قسم ہوتی ہے۔ اور اس حدیث میں صرف ایک ماہ تک قسم کا ذکر ہے اور "اَلشَّهر" پر الف ولام عہد خارج کے لئے ہے یعنی یہ ماہ انتیس روز کا ہے یا جنسی ہے کہ مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ایلاء کا سبب یہ تھا کہ ام المؤمنین حفصہ سے آپ نے ایک راز ذکر کیا تھا کہ یہ کسی سے ذکر نہ کریں انہوں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے ذکر کر دیا وہ یہ کہ آپ نے ان کے گھر میں ماریہ سے خلوت فرمائی تھی۔

(حدیث : ۴۸۶۰ - جلد : ۷ میں یہ مفصل مذکور ہے)

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی بیویوں کو چھوڑ کر ان کے گھروں کے علاوہ دوسری جگہ سکونت کرنا۔ معاویہ بن حیدہ سے مرفوع مذکور ہے لیکن ان سے تنہائی گھر ہی میں ہو اور پہلا معنی صحیح تر ہے۔

یعنی اسناد کے اعتبار سے روایت فِی غَیْرِ بُیُوتِهِنّ یذکر کی روایت سے صحیح تر ہے اور وہ یہ ہے کہ صرف گھر ہی میں علیحدگی کرے۔ اس نقدیر "یُذْکَرُ" کا فاعل ہجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے یعنی آپ کی ہجرت کا قصہ مرفوع ذکر کیا جاتا ہے، لیکن آپ نے فرمایا کہ صرف گھر ہی میں ہجرت کرے (کرمانی) یعنی اس واقعہ کے ذکر میں اس طرح مروی ہے اور یہ روایت مرجوح ہے اور پہلی روایت کہ دوسری جگہ سکونت کرے راجح ہے۔

معاویہ بن حیدہ یہ مشہور صحابی ہیں ان کا شمار اہلِ بصرہ میں ہوتا ہے۔ انھوں نے خراسان میں جنگ لڑی اور وہیں فوت ہوئے اور وہ بہز بن حکیم بن معاویہ کے دادا ہیں۔

۴۸۷۱ــــ حَدَّثَنَا اَبُوْعَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ ابْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَيْفِيٍّ اَنَّ عِكْرِمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ الْحَارِثِ اَخْبَرَهٗ اَنَّ اُمَّ سَلَمَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَلَفَ لَا يَدْخُلُ عَلٰى بَعْضِ اَهْلِهٖ شَهْرًا فَلَمَّا مَضٰى تِسْعَةٌ وَّعِشْرُوْنَ يَوْمًا غَدَا عَلَيْهِنَّ اَوْرَاحَ فَقِيْلَ لَهٗ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ حَلَفْتَ اَنْ لَّا تَدْخُلَ عَلَيْهِنَّ شَهْرًا قَالَ اِنَّ الشَّهْرَ يَكُوْنُ تِسْعَةً وَّعِشْرِيْنَ يَوْمًا

۴۸۷۲ــــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ يَعْفُوْرٍ قَالَ تَذَاكَرْنَا عِنْدَ اَبِي الضُّحٰى فَقَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ اَصْبَحْنَا يَوْمًا وَّنِسَاءُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْكِيْنَ عِنْدَ كُلِّ امْرَاَةٍ مِّنْهُنَّ اَهْلُهَا فَخَرَجْتُ اِلَى الْمَسْجِدِ فَاِذَا هُوَ

۴۸۷۱ ـــ ترجمہ : ابن جریج نے کہا مجھے یحییٰ بن عبداللہ نے خبر دی کہ عکرمہ بن عبدالرحمٰن ابن حارث نے انہیں خبر دی کہ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ان کو خبر سنائی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھائی کہ آپ اپنی بعض بیویوں کے گھر ایک ماہ نہیں آئیں گے جب انتیس روز گزر گئے تو صبح یا شام کو ان کے گھر تشریف لے گئے۔ آپ سے عرض کیا گیا یا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے قسم کھائی تھی کہ ایک ماہ اُن کے گھر تشریف نہ لائیں گے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ مہینہ انتیس روز کا ہے۔

۴۸۷۲ ـــ ترجمہ : ابو یعفور نے کہا ہم نے ابوالضحیٰ کے پاس مذاکرہ کیا۔ انہوں نے کہا ہمیں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ ایک دن ہم نے اس حال میں صبح کی کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں رو رہی تھیں۔ ان میں سے ہر ایک کے ساتھ

مَلآنٌ مِنَ النَّاسِ فَجَاءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَصَعِدَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِيْ غُرْفَةٍ لَهٗ فَلَمْ يُجِبْهُ اَحَدٌ ثُمَّ سَلَّمَ فَلَمْ يُجِبْهُ اَحَدٌ ثُمَّ سَلَّمَ فَلَمْ يُجِبْهُ اَحَدٌ فَنَادَاهُ فَدَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَطَلَّقْتَ نِسَاءَكَ فَقَالَ لَا وَلٰكِنْ اٰلَيْتُ مِنْهُنَّ شَهْرًا فَمَكَثَ تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ ثُمَّ دَخَلَ عَلٰى نِسَائِهٖ

اس کے اہلِ خانہ جمع تھے۔ میں مسجد میں گیا کیا دیکھتا ہوں کہ مسجد لوگوں سے بھری ہُوئی ہے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آئے جبکہ آپ بالاخانہ میں تشریف فرما تھے۔ اُنھوں نے سلام کہا آپ نے جواب نہ دیا اُنھوں نے پھر سلام کہا آپ نے جواب نہ دیا۔ عمر فاروق نے پھر سلام کہا آپ نے جواب نہ دیا۔ پھر اہنیں غلام اسود نے آواز دی تو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوگئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے بیویوں کو طلاق دے دی ہے؟ حضور نے فرمایا میں نے طلاق نہیں دی۔ میں نے اُن سے ایک ماہ تک ایلاکیا ہے۔ پھر انتیس بلاخانہ میں ٹھہرے۔ پھر اپنی بیویوں کے پاس تشریف لے آئے

۴۸۷۲ — شرح : حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا سلام اجازت کے حصول کے لئے تھا۔ یہ سلامِ استیذان تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : الاستیذان ثلاث، حضور نے فرمایا اجازت کا سلام تین بار ہے۔ اگر تیسری بار کے بعد اجازت نہ ملے تو واپس چلا جائے۔ اس لئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تین بار سلام دیا اور جواب نہ پایا تو واپس چلے گئے۔ پہلی حدیث میں گزرا ہے۔ جب تین مرتبہ کے بعد اجازت نہ پائی تو واپس ہوگئے۔ ایک کالا غلام جو آپ کا دربان تھا اُس نے عمر فاروق کو آواز دی کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت عطا فرمادی ہے۔ اس تقریر سے معلوم ہُوا کہ اس حدیث میں لفظ "نَادَاہُ" کا فاعل مقدر ہے اور وہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ ہے کہ وہی آپ کا دربان تھا، چنانچہ مسلم کی روایت میں صراحۃً مذکور ہے۔ اسی طرح نسائی میں بھی ہے۔ (قسطلانی)

مسلم کی ایک دوسری روایت میں ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا اس کالے غلام کا نام رباح تھا، لیکن اِن دونوں روایات میں تضاد نہیں، کیونکہ حضرت بلال اور رباح دونوں وہاں تھے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بلال رہتے تھے اور رباح بالاخانہ سے باہر بیٹھا ہوتا

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ ضَرْبِ النِّسَاءِ وَقَوْلِهِ وَاضْرِبُوهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ

۴۸۷۳ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَمْعَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَجْلِدُ أَحَدُكُمُ امْرَأَتَهُ جَلْدَ الْعَبْدِ ثُمَّ يُجَامِعُهَا فِي آخِرِ الْيَوْمِ

تھا۔ جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروق کو اجازت دی تو بلال رضی اللہ عنہ، باح کے پاس آئے اور اُن سے کہا کہ عمر فاروق کو آواز دیں کہ انہیں اجازت حاصل ہوگئی ہے۔ اس تقریر سے معلوم ہوتا ہے کہ "نادا،" کا حقیقتاً فاعل رباح ہے اور بلال کی طرف اسناد مجازی ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب عورتوں کو مارنے کی کراہت

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! ان کو اتنا مارو کہ انہیں زخمی نہ کر

۴۸۷۳ ترجمہ: عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی بھی اپنی بیوی کو، غلام کو مارنے کی طرح نہ مارے پھر اس سے آخر دن میں جماع کرے۔

۴۸۷۳ شرح: یعنی یہ بات مناسب نہیں کہ بیوی کو مارے پیٹے اور پھر اسی روز اس سے جماع بھی کرے، لیکن یہاں ایک اشکال ہے کہ اس حدیث شریف میں عورتوں کو مارنے سے منع فرمایا ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "واضربوھن الآیۃ"، کہ انہیں مارو! اس کا جواب یہ ہے کہ کتاب وسنت میں مخالف نہیں کیونکہ حدیث کے معنی یہ ہیں کہ عورتوں کو اتنا مارنا مکروہ تحریمی ہے جو انہیں زخمی کردے اور قرآن کریم نے اس کی تائید کی ہے کہ انہیں ضرب شدید نہ مارو۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے بعض علماء سے نقل کیا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو عورتیں اپنے شوہروں کو ایذا پہنچاتی ہیں۔ انہیں اپنے بستروں سے جدا رکھو! اور اپنے قریب نہ آنے دو اور انہیں ضرب شدید نہ مارو! اس میں ایسی عورتوں کی تذلیل و تحقیر ہے۔ کیونکہ شوہروں کی معصیت کرنا کبائر گناہوں کے برابر ہے اور

بَابُ لَا تُطِيعُ الْمَرْأَةُ زَوْجَهَا فِي مَعْصِيَةٍ

۴۸۷۴۔ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ نَافِعٍ عَنِ الْحَسَنِ هُوَ ابْنُ مُسْلِمٍ عَنْ صَفِيَّةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ

شوہروں کو ان کی تادیب کا حکم دیا ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے شوہروں کو بیویوں پر فوقیت دی ہے کہ نافرمان عورتوں کی مناسبت اصلاح کرتے رہیں۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو مارنے اور غلاموں کے مارنے میں فرق کیا، کیونکہ رقیق اور حُرّ کا حال متباین ہے۔ الحاصل عورتوں کو ضرب شدید سے مارنا مکروہ تحریمی ہے اور تادیب کے لئے مطلق ضرب جائز ہے۔ ابن تین نے کہا اگر عورت گھر کی خدمات میں تقصیر کرے۔ مثلاً آٹا نہ گوندے، روٹی نہ پکائے، گھر کی صفائی نہ کرے وغیرہ وغیرہ۔ اسے مارنے میں علماء کے مختلف اقوال ہیں۔ قیاس چاہتا ہے کہ ان امور خانہ کی عدم تکمیل پر مارنا جائز ہے۔ کیونکہ جب شوہر کے حق جماع سے انکار کے سبب مارنا جائز ہے تو خدمات ضروریہ کی تقصیر کے سبب بھی جائز ہے۔ ابن حزم نے کہا مذکورہ امور میں عورت پر شوہر کی خدمت لازم نہیں اور صحیح حدیث کہ سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی تھی کہ چکی چلانے اور گھر کی صفائی کرنے میں انہیں مشقت اٹھانا پڑتی ہے۔ حجت نہیں کیونکہ ہو سکتا ہے کہ یہ امور بطور تبرّع کرتی تھیں۔ یہ نہیں کہ یہ امور مائی صاحبہ پر واجب تھے؟ اور جو سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ کا علی المرتضیٰ سے عقد نکاح کے وقت فرمایا تھا کہ فاطمہ خانہ داری کے امور سرانجام دے گی۔ وہ بھی تبرّع پر محمول ہے۔ اسی طرح اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کا زبیر کے گھوڑے کی خدمت کرنا اور باہر سے کھجوروں کی گٹھلیاں اٹھا کر لانا محض تبرّع پر محمول ہے یہ امور بطریقِ وجوب نہ کرتی تھیں۔

ایک روایت میں اس طرح ہے کہ " ثُمَّ لَعَلَّهُ أَنْ يُضَاجِعَهَا "، یعنی مارنے کے بعد پھر شائد اس سے جماع کرے گا، اس حدیث میں ان دو امور کو حضور نے بعید تصور کیا کہ دو امور ایک دوسرے کے منافی ہیں۔ عقلمند انسان سے ان کا وقوع نہیں ہونا چاہیئے۔ عورت سے مباشرت اور مباضعت و مجامعت طبعی میل اور ایک دوسرے سے رغبت سے ہوتی ہے تو ایسا کام نہیں کرنا چاہیئے جس سے اُن میں نفرت پیدا ہو اور ظاہر ہے کہ عورت کو سخت مارنے سے ان میں نفرت پیدا ہونے کا احتمال ہے

زَوَّجَتِ ابْنَتَهَا فَتَمَعَّطَ شَعْرُ رَأْسِهَا فَجَاءَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَتْ إِنَّ زَوْجَهَا أَمَرَنِي أَنْ أَصِلَ فِي شَعْرِهَا فَقَالَ لَا إِنَّهُ قَدْ لُعِنَ الْمُوْصِلَاتُ

باب: بیوی گناہ میں اپنے شوہر کی اطاعت نہ کرے "

۴۸۷۴ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ قبیلہ انصار سے ایک عورت نے اپنی بیٹی کی شادی کی تو اس کے سر کے بال گر گئے ۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ سے یہ ذکر کیا اور عرض کیا کہ اس کی بیٹی کے شوہر نے مجھے کہا ہے کہ میں اس کے بالوں کے ساتھ دوسرے بال پیوند کردوں (کیا یہ جائز ہے ؟) ۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسامت کرو بال پیوند کرنے والیوں پر لعنت کی گئی ہے

۴۸۷۴ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ بیوی کی ماں کا بال پیوند کرنے میں بھی بیوی بلکہ شوہر کی اطاعت کرنا ہے ۔

بالوں کے ساتھ بالوں کا پیوند کرنا اس لئے ممنوع اور حرام ہے کہ یہ فاجرہ عورتوں کا طریقہ ہے یا اللہ تعالیٰ کی خلقت کو تبدیل کرنا ہے اور وہ دوائیں جن سے چہرے کی صفائی اور خوبصورتی ہو ممنوع نہیں ۔ اسی طرح چہرے کے بال اکھاڑنا بھی منع نہیں ۔ اور اگر عورت کو داڑھی نکل آئے تو وہ بال اکھاڑنے جائز ہیں ۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شوہر کو خوش رکھنے کے لئے غیر شرعی خوبصورتی کرنا جائز نہیں ۔ آج اس دور میں عورتیں خوبصورتی کے لئے بہت کچھ کرتی ہیں جو اجنبیوں کے لئے جاذب اور موجب شہوت ہیں ۔ قطعاً حرام ہیں ۔ اعاذنا اللہ منہ "

بَابُ قَوْلِهٖ وَاِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا

۴۸۷۵ — حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْمُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ وَاِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا قَالَتْ هِيَ الْمَرْأَةُ تَكُوْنُ عِنْدَ الرَّجُلِ لَا يَسْتَكْثِرُ مِنْهَا فَيُرِيْدُ طَلَاقَهَا وَيَتَزَوَّجُ غَيْرَهَا وَتَقُوْلُ لَهٗ اَمْسِكْنِيْ وَلَا تُطَلِّقْنِيْ ثُمَّ تَزَوَّجْ غَيْرِيْ فَاَنْتَ فِيْ حِلٍّ مِّنَ النَّفَقَةِ عَلَيَّ وَالْقِسْمَةِ لِيْ فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا اَنْ يَّصَّالِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا وَالصُّلْحُ خَيْرٌ

باب اگر کوئی عورت اپنے شوہر کی زیادتی یا بے رغبتی کا اندیشہ کرے"

تو اُن پر گناہ نہیں کہ آپس میں صلح کریں اور صلح خوب ہے

تفسیر : اس آیت کریمہ کا شانِ نزول یہ ہے کہ ام المؤمنین سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کو خوف لاحق ہوا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں طلاق دے دیں گے۔ اُنھوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، آپ مجھے طلاق نہ دیں۔ میں آپ سے اپنی باری عائشہ کے لیے کردیتی ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی درخواست قبول کرتے ہوئے انہیں طلاق نہ دی تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اِنْ خَافَتْ شرط اور فلا جناح علیہما اس کا جواب ہے۔

۴۸۷۵ — **ترجمہ** : ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے اس آیت کریمہ : اِنْ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا "کی تفسیر میں فرمایا : کسی آدمی کے

بَابُ الْعُزْلِ

۴۸۷۶ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا نَعْزِلُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

پاس کوئی عورت ہوتی جس سے وہ زیادہ محبت نہ کرتا اور اس کو طلاق دینے کا ارادہ کرتا اور اس کے علاوہ کسی اور عورت سے نکاح کرنا چاہتا تو وہ اسے کہتی مجھے اپنے پاس ہی روکو اور طلاق نہ دو پھر میرے غیر سے نکاح کرلینا اور میرا نفقہ اور میری باری تمہارے لئے مباح ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ،، یعنی ان پر کچھ حرج نہیں کہ آپس میں صلح کرلیں اور صلح بہتر ہے۔

۴۸۷۵ — شرح: صلح یہ ہے کہ مہر کم کردے یا معاف کردے اور اپنی باری چھوڑ دے اور شوہر کو کوئی ایسی چیز ہبہ کردے جس سے اس کا میلان ہو اور طلاق دینے سے صلح بہتر ہے، کیونکہ اس میں جھگڑا ختم ہوجاتا ہے۔ اس صلح پر امت کا اتفاق ہے لیکن اس صلح کے نقض میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔

عُبیدہ نے کہا وہ صلح پر قائم رہیں اور اگر صلح منقوض ہوگئی تو شوہر طلاق دے سکتا ہے۔ علما کوفہ کہتے ہیں اس میں صلح جائز ہے۔ حسن بصری نے کہا عورت صلح نقض نہیں کرسکتی اور جس پر صلح ہوئی تھی وہ اسی پر قائم رہیں گے۔ ابو بکر نے کہا رجوع کی صورت میں مجھے کچھ یاد نہیں۔ حسن بصری نے کہا وہ صلح پر قائم رہیں اس کو توڑ نہیں سکتے۔ حسن بصری کے قول کے مطابق امام مالک رضی اللہ عنہ کا قیاس ہے جس نے کچھ مدت کے لئے کسی کو عاریہ دی اس میں رجوع نہیں کرسکتا۔ امام شافعی اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہما کا قیاس عُبیدہ کے قول کے مطابق ہے کہ رجوع کرسکتے ہیں، کیونکہ یہ ہونے والے منافع کا ہبہ ہے۔ اس میں رجوع جائز ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب العزل

اس باب میں عزل کرنے کے جواز کا بیان ہے اور وہ انزال کے وقت مرد کا عورت

۴۸۷۷ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ عَمْرٌو أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ سَمِعَ جَابِرًا قَالَ كُنَّا نَعْزِلُ وَالْقُرْاٰنُ يَنْزِلُ وَعَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا نَعْزِلُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْقُرْاٰنُ يَنْزِلُ

شرمگاہ سے آلۂ تناسل باہر کرلینا تاکہ منی رحم میں نہ گرے اور عورت حاملہ نہ ہو اس میں صحیح روایات حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے منقول ہیں۔ سعد بن ابی وقاص، ابوایوب انصاری۔ زید بن ثابت اور عبداللہ بن عباس بھی اس کے قائل ہیں جبکہ مشہور تابعین کرام کا بھی یہی مذہب ہے۔ یہی ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی، علی المرتضیٰ، عبداللہ بن عمر اور ابوامامہ کہتے ہیں "رضی اللہ عنہم" کثیر صحابہ کرام حرہ عورت اور لونڈی میں فرق کرتے ہیں کہ حرہ یعنی آزاد عورت سے اجازت حاصل کئے بغیر عزل جائز نہیں جبکہ لونڈی سے اجازت حاصل کرنے کی ضرورت نہیں۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا یہی قول ہے۔ اکثر علماء کہتے ہیں کہ منکوحہ لونڈی سے عزل کرنا ہو تو اس کے مولیٰ سے اجازت حاصل کرنا واجب ہے جبکہ امام شافعی کے نزدیک نہ تو لونڈی منکوحہ سے اجازت حاصل کرنا ضروری ہے اور نہ ہی اس کے مولیٰ سے اجازت کی ضرورت ہے۔ (عینی)

۴۸۷۶ — ترجمہ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں عزل کیا کرتے تھے۔

۴۸۷۷ ترجمہ : سفیان نے کہا عمرو نے کہا مجھے عطاء نے خبر دی کہ انھوں نے جابر رضی اللہ عنہ سے سنا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں عزل کیا کرتے تھے، حالانکہ قرآن کریم نازل ہو رہا تھا۔ عمرو نے عطاء کے ذریعے جابر سے روایت کی کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں عزل کرتے تھے حالانکہ قرآن نازل ہوتا تھا۔

۴۸۷۶ - ۴۸۷۷ — شرح : یعنی سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں جبکہ نزول وحی ہو رہا تھا ہم کو عزل کرنے سے منع نہ کیا گیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مطلقاً عزل جائز ہے کیونکہ اگر منع ہوتا تو بذریعہ وحی ہمیں روک دیا جاتا۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم نے عرض کیا کہ ہم یہ کام کرتے ہیں تو آپ نے فرمایا تم یہ کام کرتے ہو حالانکہ جو مقدر ہو چکا ہے وہ بہرحال ہو کر رہے گا تم عزل کر دیا

۴۸۷۷ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَسْمَاءَ قَالَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيْزٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ اَصَبْنَا سَبْيًا فَكُنَّا نَعْزِلُ فَسَاَلْنَا رَسُوْلَ

تذکرہ۔ حدیث ۴۸۷۵ میں امام نے عمرو و عطاء کے ذریعے جابر سے روایت کی کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں عزل کرتے تھے اور قرآن نازل ہوتا تھا۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ حضرت جابر کی حدیث دو طریقہ سے مروی ہے۔ ایک علی بن عبداللہ بن مدینی، سفیان بن عیینہ کے ذریعہ عمرو بن دینار سے مروی ہے۔ اس میں اخبار اور سماع کا ذکر ہے لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک کا ذکر نہیں۔ دوسرے طریقہ میں مذکورہ اسناد کے ذریعہ عمرو بن دینار سے عنعنہ کے ساتھ مروی ہے۔ اس میں عہد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور نزول قرآن کا ذکر ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ مسلم نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ جذامہ بنت وہب جو عکاشہ کی ہمشیرہ ہیں۔ چند لوگوں میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور آپ سے عزل کے متعلق عرض کیا تو آپ نے فرمایا یہ وأدِ خفی ہے وہ یہ ہے کہ بچہ کو زندہ درگور کر دیا جائے تاکہ اس کو کھانا نہ کھلانا پڑے اور اولاد زیادہ نہ ہو اس کو مؤودہ صغریٰ کہتے ہیں اور جسے پیدا ہونے کے بعد زندہ درگور کرتے تھے اس کو مؤودہ کبریٰ کہتے ہیں اور ترمذی میں حضرت جابر کی حدیث ہے کہ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! ہم عزل کرتے ہیں تو یہود کہتے ہیں یہ مؤودہ صغریٰ ہے۔ فرمایا یہودی جھوٹ کہتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کوئی جان پیدا کرنا چاہے اس کو کوئی بھی منع نہیں کر سکتا۔ اس حدیث سے ابراہیم نخعی، سالم بن عبداللہ، اسود، اور طاؤس نے عزل کی کراہت پر استدلال کیا ہے۔ ان دونوں حدیثوں میں اتفاق کی صورت کیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ امام طحاوی سے منقول ہے کہ حضرت جابر کی حدیث جذامہ کی حدیث کی ناسخ ہے۔ ابن عربی نے کہا جذامہ کی حدیث مضطرب ہے اور جابر کی حدیث کو ترجیح حاصل ہے کیونکہ اس کے اسناد میں تمام راوی صحت کی شرائط کے مطابق ہیں۔

اگر سوال پوچھا جائے جذامہ فتح مکہ میں مسلمان ہوئی تھی۔ لہٰذا اس کی حدیث متاخر ہے لہٰذا وہ غیر کی حدیث کی ناسخ ہوئی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بھی ذکر کیا ہے کہ وہ فتح مکہ سے پہلے مسلمان ہوئی تھی۔ عبدالحق نے کہا یہ صحیح ہے (عینی)

۴۸۷۸ ترجمہ: ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا۔ ہم نے قیدی پائے تو ہم قیدی

رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَوَ اِنَّكُمْ لَتَفْعَلُوْنَ قَالَهَا ثَلٰثًا مَا مِنْ نَسَمَةٍ كَائِنَةٍ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اِلَّا هِيَ كَائِنَةٌ

بَابُ الْقُرْعَةِ بَيْنَ النِّسَاءِ اِذَا اَرَادَ سَفَرًا

لونڈیوں سے عزل کرتے تھے۔ ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ نے فرمایا کیا تم عزل کرتے ہو؟ یہ تین بار فرمایا۔ کوئی موجود نہیں جو قیامت تک ہونے والا ہو مگر وہ یقیناً ہوگا۔

۴۸۷۸ — شرح:- یہ غزوہ بنی مصطلق کا واقعہ ہے، چنانچہ ابن ابی شیبہ نے مصنف میں ابوسعید سے ذکر کیا کہ ہم نے بنی مصطلق کے قیدی پائے اور ہم نے عورتوں سے جماع میں عزل کرنا شروع کیا۔ ابوسعید نے کہا میں بنی قینقاع کے بازار میں ایک لونڈی کے پاس کھڑا تھا تو ایک یہودی گزرا اُس نے کہا اے ابا سعید یہ لڑکی کیسی ہے میں نے کہا یہ میری لونڈی ہے میں اس کو فروخت کروں گا اُس نے کہا کیا تو اس سے جماع کرتا ہے؟ میں نے کہا ہاں میں اس سے جماع کرتا ہوں اُس نے کہا کیا تو اس کو فروخت کرے گا حالانکہ اس کے پیٹ میں بچہ ہے۔ ابوسعید نے کہا میں اس سے عزل کرتا ہوں۔ یہودی نے کہا یہ موؤدۂ صغریٰ ہے۔ ابوسعید نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور حضور سے واقعہ ذکر کیا تو آپ نے فرمایا یہودی جھوٹ کہتے ہیں۔ یہودی جھوٹ کہتے ہیں (دو بار فرمایا)

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی نفس منفوسہ کے پیدا کرنے میں تقدیر الٰہی ہو چکی ہے اور اس نفس کا وجود مقدر ہو چکا ہے تو وہ یقیناً پیدا ہوگا تم عزل کرو یا نہ کرو۔

باب جب مرد سفر کا ارادہ کرے تو بیویوں میں قرعہ ڈالنا۔

یعنی ایک شخص کی متعدد بیویاں ہیں اور وہ سفر میں جانا چاہتا ہے۔ اس کی خواہش ہے کہ ایک بیوی ہمراہ لے جائے تو اُن میں قرعہ اندازی کرے جس کا نام نکلے اسے سفر میں ہمراہ لے جائے امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا بیویوں میں قرعہ ڈالنا واجب

۴۸۷۹ ـــ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ ابْنُ اَيْمَنَ قَالَ حَدَّثَنِيْ ابْنُ اَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنِ الْقٰسِمِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا خَرَجَ اَقْرَعَ بَيْنَ نِسَائِهٖ فَطَارَتِ الْقُرْعَةُ لِعَائِشَةَ وَحَفْصَةَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ بِاللَّيْلِ سَارَ مَعَ عَائِشَةَ يَتَحَدَّثُ فَقَالَتْ حَفْصَةُ اَلَا تَرْكَبِيْنَ اللَّيْلَةَ بَعِيْرِيْ وَاَرْكَبُ بَعِيْرَكِ تَنْظُرِيْنَ وَاَنْظُرُ فَقَالَتْ بَلٰى فَرَكِبَتْ فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى جَمَلِ عَائِشَةَ وَعَلَيْهَا حَفْصَةُ فَسَلَّمَ عَلَيْهَا ثُمَّ سَارَ حَتّٰى نَزَلُوْا وَافْتَقَدَتْهُ عَائِشَةُ فَلَمَّا نَزَلُوْا جَعَلَتْ رِجْلَيْهَا بَيْنَ الْاِذْخِرِ وَتَقُوْلُ يَا رَبِّ سَلِّطْ عَلَيَّ عَقْرَبًا اَوْ حَيَّةً تَلْدَغُنِيْ وَلَا اَسْتَطِيْعُ اَنْ اَقُوْلَ لَهٗ شَيْئًا ـــ

ہے۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے کہ آیا آپ کے لئے بھی قرعہ واجب ہے یا نہیں۔ دراصل اختلاف کی بنیاد یہ ہے کہ بیویوں میں تقسیم آپ پر واجب تھی یا نہ اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حسنِ معاشرت اور مکارم اخلاق کے باعث آپ پر تقسیم واجب کی تھی۔ وہ کہتے ہیں احناف کے نزدیک سفر میں تقسیم ضروری نہیں جس بیوی کو چاہیئے سفر میں لے جاسکتے ہیں، لیکن بہتر یہ ہے کہ ان میں قرعہ اندازی کریں جس کا نام نکلے اس کو رفیق سفر بنائیں۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابن قصار سے نقل کیا۔ کسی بیوی کو قرعہ اندازی کے بغیر رفیق سفر نہیں بنا سکتے ہیں۔ امام ابوحنیفہ، امام مالک اور امام شافعی کا یہی قول ہے۔

۴۸۷۹ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سفر کے لئے باہر نکلتے تو اپنی بیویوں میں قرعہ اندازی کرتے (ایک دفعہ) ام المؤمنین عائشہ اور ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا کا نام نکلا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

بَابُ الْمَرْأَةُ تَهَبُ يَوْمَهَا مِنْ زَوْجِهَا لِضَرَّتِهَا وَكَيْفَ يُقْسَمُ ذٰلِكَ؟

۴۸۸۰ ـ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ سَوْدَةَ بِنْتَ زَمْعَةَ وَهَبَتْ يَوْمَهَا

رات کے وقت ام المؤمنین عائشہ کے ساتھ سفر کرتے اس حال میں کہ آپ اُن سے رات باتیں کیا کرتے تھے۔ ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا اے عائشہ تم آج رات میرے اونٹ پر سوار ہو جاؤ اور میں تیرے اونٹ پر سواری کرتی ہوں۔ تو میرے اونٹ کو دیکھے اور میں تیرے اونٹ کو دیکھوں (اونٹ ایک دوسرے کے نزدیک ہوں) ام المؤمنین عائشہ نے کہا ایسا ہی کر لیتے ہیں۔ حفصہ (میرے اونٹ پر) سوار ہو گئیں۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مائی صاحبہ کے اونٹ پر آئے جبکہ اس پر حفصہ سوار تھیں۔ آپ نے ان کو سلام فرمایا پھر چلتے رہے۔ حتی کہ ایک مقام پر اُترے تو ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضور کو گم پایا (رات بھر باتیں نہ ہوئیں) جب اُترے تو ام المؤمنین نے اپنے دونوں پاؤں اِذخر گھاس میں کر کے کہا: اے میرے پروردگار مجھ پر کوئی بچھو یا سانپ مسلط کر دے۔ (غالباً اس مقام میں یہ حشرات بکثرت تھے) وہ مجھے ڈس لے اور میں آپ سے کوئی بات نہیں کر سکتی تھی۔

۴۸۷۹ ـ شرح: اس حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ اس سفر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ جب رات کو سفر کرتے تو حضور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ رات گفتگو کیا کرتے تھے جیسے مسافروں کی عادت ہے کہ اس طرح سفر میں سہولت ہوتی ہے۔ اس حدیث سے مہلّب نے استدلال کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر تقسیم واجب نہ تھی کیونکہ اگر تقسیم واجب ہوتی تو وہ ام المؤمنین عائشہ کا اونٹ تبدیل نہ کرتیں؛ لیکن یہ استدلال صحیح نہیں کیونکہ ایک بیوی کی باری میں دوسری بیوی سے بھی گفتگو جائز ہے۔ ابوداؤد نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ اکثر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام بیویوں کے پاس تشریف لے جاتے اور انہیں بوسہ و کنار کرتے لیکن جماع نہ فرماتے تھے اور جس کی باری ہوتی تھی جب اس کے گھر تشریف لے جاتے تو اس کے پاس شب باشی فرماتے تھے۔ مسافر کے حق میں یا سفر کی حالت میں یا نزول کے وقت دن ہو یا رات ہو تقسیم کوئی ضروری نہیں ہے۔

لِعَائِشَةَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَائِشَةَ بِيَوْمِهَا وَيَوْمِ سَوْدَةَ

باب کوئی عورت اپنے شوہر کی باری کا دن اپنی سوکن کو ہبہ کرے اور یہ تقسیم کیسے کرے؟

یعنی شوہر کی طرف سے جو دن بیوی کے لئے مختص ہو وہ دن اپنی سوکن کو ہبہ کرنے کا بیان اور وہ سوکن کو اپنی باری کیسے تقسیم کرے؟ امام نے یہ بطریق استفہام کہا ہے اور یہ بیان نہیں کیا کہ تقسیم کس وجہ سے کرے

۴۸۸۰ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سودہ بنت زمعہ نے اپنی باری کا دن عائشہ کو ہبہ کر دیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ کے لئے ان کا دن اور سودہ کی باری کا دن تقسیم کرتے تھے۔

۴۸۸۰ — شرح : یعنی اس طرح نہ تھا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے لئے دو دن متصل قرار دیئے تھے۔ اس طرح عنوان کے دوسرے حصہ سے مطابقت واضح ہے۔

ام المؤمنین سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا

آپ قریشیہ عامریہ ہیں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد مکہ مکرمہ میں ان سے نکاح کیا۔ اس کے بعد عائشہ رضی اللہ عنہا سے مکہ میں نکاح کیا تھا۔ ام المؤمنین سودہ رضی اللہ عنہا نے حضور کے ساتھ مکہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے آخر عہد خلافت میں وفات پائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔

احادیث میں یہ مذکور ہے کہ جب سودہ رضی اللہ عنہا زیادہ معمرہ ہوگئیں اور انہیں خوف لاحق ہُوا کہ حضور انہیں جدا کر دیں گے تو عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اپنی باری عائشہ کو ہبہ کرتی ہوں مجھے آپ اپنی زوجیت سے علیحدہ نہ کریں۔ میں چاہتی ہوں کہ قیامت کو آپ کی ازواج مطہرات میں سے اٹھوں اور میرا حشر آپ کی معیت میں ہو۔ ابن سعد نے اپنے اسناد سے ذکر کیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں طلاق دے دی تو وہ حضور کے راستہ میں بیٹھ گئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں آپ کو اللہ کی قسم دیتی ہوں جس نے آپ پر قرآن نازل کیا ہے۔ کیا آپ نے کسی ناراضگی کے باعث مجھے طلاق دی ہے۔

بَابُ الْعَدْلِ بَيْنَ النِّسَاءِ وَلَنْ تَسْتَطِيعُوا أَنْ تَعْدِلُوا بَيْنَ النِّسَاءِ إِلَى قَوْلِهِ وَاسِعًا حَكِيمًا

فرمایا ایسی کوئی بات نہیں۔ عرض کیا میں آپ کو قسم دیتی ہوں کہ آپ رجوع کر لیں مجھے مرد کی حاجت نہیں کہ میں بوڑھی ہو چکی ہوں۔ میں اپنی باری آپ کی محبوبہ عائشہ کو ہبہ کرتی ہوں تو سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے رجوع کر لیا۔ لیکن یہ واقعہ اس روایت کے مخالف ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلطَّلَاقُ اَبْغَضُ الْمُبَاحَاتِ ہے۔

علماء کی ایک جماعت نے کہا کہ ایک دن اور رات سے زیادہ تقسیم جائز نہیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ اس کو استحباب اور اولویت پر محمول کرتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ تین دن رات بھی جائز ہے۔ بعض شافعیہ نے نقل کیا کہ ہفتہ ہفتہ، مہینہ مہینہ اور سال سال بھی باری مقرر کرنا جائز ہے۔ ابن منذر نے کہا مجھے یہ پسند نہیں کہ ایک دن رات سے زیادہ باری مقرر کرنے کیونکہ یہ سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تجاوز ہے۔

باب بیویوں میں برابری کرنا

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تمہیں بیویوں کے درمیان عدل اور برابری کرنے کی طاقت نہیں۔ وَاسِعًا حَكِيمًا تک۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ عنوان جو حدیث ابھی ہے کے اور آیت کریمہ کے درمیان تضاد ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ آیت کریمہ کا مفہوم یہ ہے کہ باطنی میلان اور قلبی محبت جو تمہارے اختیار سے باہر ہے اس میں تم برابری نہیں کر سکتے ہو۔ کیونکہ یہ تمہارے اختیار سے باہر ہے۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فَلَا تَلُمْنِي فِيمَا تَمْلِكُ وَلَا أَمْلِكُ یعنی اے خدایا جس میں تو مالک ہے اور میں مالک نہیں مجھے ملامت نہ کر۔ یعنی میلان طبعی اور محبت قلبی میں ملامت نہ کر۔ اور فرمایا دوسری بیویوں سے عائشہ مجھے بہت محبوب ہے۔ اس باب میں کوئی حدیث ذکر نہیں کی۔ شاید اپنی شرط کے مطابق کوئی حدیث نہ پائی گئی۔

باب جب ثیبہ پر کنواری سے نکاح کیا

۴۸۸۱ — ترجمہ: ابو قلابہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ ابو قلابہ نے کہا

بَابٌ إِذَا تَزَوَّجَ الْبِكْرَ عَلَى الثَّيِّبِ

۴۸۸۱ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ وَلَوْ شِئْتُ أَنْ أَقُولَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلٰكِنْ قَالَ السُّنَّةُ إِذَا تَزَوَّجَ الْبِكْرَ أَقَامَ عِنْدَهَا ثَلٰثًا

بَابٌ إِذَا تَزَوَّجَ الثَّيِّبَ عَلَى الْبِكْرِ

۴۸۸۲ — حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ رَاشِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ سُفْيٰنَ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ وَخَالِدٌ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ مِنَ السُّنَّةِ إِذَا تَزَوَّجَ الرَّجُلُ الْبِكْرَ عَلَى الثَّيِّبِ أَقَامَ عِنْدَهَا سَبْعًا وَقَسَمَ وَإِذَا تَزَوَّجَ الثَّيِّبَ عَلَى الْبِكْرِ أَقَامَ عِنْدَهَا ثَلٰثًا ثُمَّ قَسَمَ أَبُو قِلَابَةَ وَلَوْ شِئْتُ لَقُلْتُ إِنَّ أَنَسًا رَفَعَهُ إِلَى

کہا اگر میں چاہوں تو کہہ سکتا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سنت یہ ہے کہ جب آدمی ثیبہ کی موجودگی میں کنواری عورت سے نکاح کرے تو اس کے پاس سات دن گزارے اور جب کنواری کی موجودگی میں ثیبہ سے نکاح کرے تو اس کے پاس تین دن گزارے۔

۴۸۸۱ — شرح : سنت کی وجہ یہ ہے کہ کنواری عورت میں شرم وحیا زیادہ ہوتا ہے تو وہ زیادہ مہلت اور صبر کی محتاج ہے۔ اور وہ آسانی چاہتی ہے اور شوہر کی رفق کو پسند کرتی ہے۔ اس لئے اس کے پاس شوہر زیادہ دن رہے اور شوہر دیدہ عورت نے مردوں کا تجربہ کیا ہوتا ہے۔ اس میں شرم وحیاء کم ہوتا ہے۔ اس لئے نئی صحبت کے اعتبار سے بطور اکرام اس سے تین دن مرافقت کرنی چاہیئے۔ لیکن ظاہر یہ ہے کہ یہ ایام وہ ہوں جو جماع سے مانع نہ ہوں یعنی ان تینوں میں عورت کو حیض نہ آیا ہو۔

النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا سُفْيٰنُ عَنْ اَيُّوْبَ وَخَالِدٍ قَالَ خَالِدٌ وَلَوْ شِئْتُ قُلْتُ رَفَعَهُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب جب کنواری عورت کی موجودگی میں ثیبہ سے نکاح کرے "

۴۸۸۲ — ترجمہ : ابو قلابہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ سنت یہ ہے کہ جب کوئی مرد شوہر دیدہ عورت پر کنواری سے نکاح کرے تو اس کے پاس سات دن گزارے پھر تقسیم کرے اور جب کنواری پر شوہر دیدہ سے نکاح کرے تو اس کے پاس تین دن گزارے پھر تقسیم کرے۔ ابو قلابہ نے کہا اگر میں چاہوں تو کہہ سکتا ہوں کہ انس نے یہ حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک مرفوع کی ہے۔ عبدالرزاق نے کہا ہمیں سفیان نے ایوب اور خالد کے ذریعہ خبر دی۔ خالد نے کہا اگر میں چاہوں تو کہہ سکتا ہوں کہ اس حدیث کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مرفوع کیا۔

۴۸۸۲ — شرح : یعنی کنواری عورت سے نکاح کرنے کے سات روز بعد اور شوہر دیدہ عورت سے نکاح کرنے کے تین روز بعد باقی عورتوں کی مانند تقسیم کرے کہ ہر ایک کے پاس ایک دن اور ایک رات اقامت کرے۔

امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ حدیث دس صحیح طریقوں سے ذکر کی ہے پھر کہا ایک قوم اس طرف گئی ہے کہ جب آدمی شوہر دیدہ عورت سے نکاح کرے تو اسے اختیار ہے۔ اگر چاہے تو اس کے پاس سات روز اقامت کرے اور باقی بیویوں کے پاس بھی سات سات روز اقامت کرے اور اگر چاہے تو اس کے پاس تین دن اقامت کرے اور باقی بیویوں کے پاس ایک ایک دن اور ایک ایک رات اقامت کرے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا امام طحاوی کی قوم سے مراد ابراہیم نخعی، عامر شعبی، امام مالک امام شافعی، امام احمد، اسحاق، ابو ثور اور ابو عبید ہیں پھر امام طحاوی نے کہا دوسرے علماء نے ان کی مخالفت کی ہے۔ انہوں نے کہا اگر اس کے پاس تین دن اقامت کرے تو دوسری بیویوں کے پاس بھی تین تین

بَابُ مَنْ طَافَ عَلٰى نِسَائِهٖ فِيْ غُسْلٍ وَّاحِدٍ

۴۸۸۳ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ اَنَّ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَطُوْفُ عَلٰى نِسَائِهٖ فِي اللَّيْلَةِ الْوَاحِدَةِ وَلَهٗ يَوْمَئِذٍ تِسْعُ نِسْوَةٍ

دن اقامت کرے جیسے سات سات دن اس کے اور دوسری بیویوں کے پاس اقامت کرتا ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ نے کہا اس قوم سے مراد حماد بن ابی سلیمان، حکم بن عتیبہ، امام ابوحنیفہ، ابو یوسف اور امام محمد ہیں رحمہم اللہ تعالیٰ ان کی دلیل ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے جو امام طحاوی نے ذکر کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا۔ اگر آپ چاہتی ہیں تو میں تمہارے پاس سات دن اقامت کرتا ہوں اور سات سات روز دوسری بیویوں کے پاس اقامت کرتا ہوں۔ یہ حدیث امام احمد نے مسند میں مطوّل ذکر کی ہے اور طبرانی نے اس سے زیادہ طویل ذکر کی ہے۔ ابو یعلی اور بیہقی نے بھی اس کو ذکر کیا ہے۔ امام طحاوی نے کہا جب ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم چاہتی ہو تو میں تمہارے پاس سات دن اقامت کرتا ہوں اور سات بعد اُن کے پاس اقامت کرتا ہوں یعنی اُن کے اور تمہارے درمیان برابری کرتا ہوں اور ان میں سے ہر ایک کے لئے سات سات دن اقامت کرتا ہوں۔ جیسے تمہارے پاس سات دن اقامت کرتا ہوں اور ایسے ہی جب اس کے لئے تین دن کرے تو ان میں سے ہر ایک کے لئے تین تین دن کرے شافعیہ کہتے ہیں انس کی مذکور حدیث حنفیہ پر حجت ہے۔ ہم کہتے ہیں ام المؤمنین ام سلمہ کی حدیث شافعیہ پر حجت ہے۔ نیز احناف نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے استدلال کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کے درمیان برابر تقسیم کرتے تھے اور پوری حدیث ذکر کی۔ بظاہر اس کا مقتضیٰ یہ ہے کہ تقسیم میں مطلقاً مساوات ہے واللہ اعلم

باب جس نے ایک غسل میں اپنی تمام بیویوں سے مباشرت کی

یعنی اُن سے ایک غسل میں جماع کیا انس سے مراد یہ ہے کہ ہر جماع کے بعد علیحدہ غسل نہ کیا ،،

۴۸۸۳ — ترجمہ : قتادہ سے روائت ہے کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے انہیں خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات میں اپنی تمام بیویوں سے جماع کرتے اس روز آپ کی نو بیویاں تھیں ۔

۴۸۸۳ — شرح : ایک دوسری روائت میں گیارہ بیویوں کا ذکر ہے۔ ان دونوں حدیثوں میں اتفاق کی صورت یہ ہے کہ گیارہ میں ماریہ اور ریحانہ کو شمار کیا ہے اور نو بیویاں منکوحہ تھیں ۔ ماریہ اور ریحانہ باندیاں تھیں ۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ میں نے اپنے کبار اساتذہ کرام سے سنا ہے کہ ہر ایک نبی کو چالیس آدمیوں کی قوت حاصل تھی ۔ اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو چالیس نبیوں کی قوت حاصل تھی اس طرح سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ہزار چھ سو مردوں کی قوت حاصل تھی ۔ یہ حضور کا معجزہ ہے کہ اس قدر ریاضت کہ کئی کئی دن بھوکے گزر جاتے کھانا نہیں کھاتے تھے ۔ اور روزوں میں وصال فرماتے تھے ۔ حتیٰ کہ پیٹ پر پتھر باندھا کرتے تھے ۔ اور کئی کئی راتیں نماز میں کھڑے رہتے حتیٰ کہ پاؤں میں ورم آگئے تھے ۔ اس کے باوجود حضور میں جماع کی یہ قوت تھی ۔ اتنی قوت ہوتے ہوئے صرف گیارہ عورتوں پر اکتفاء کرنا آپ کے کمال تقویٰ پر دلالت کرتا ہے ، حالانکہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی ایک ہزار عورتوں میں سے تین سو حرہ عورتیں اور سات سو لونڈیاں تھیں جبکہ داؤد علیہ السلام کی ایک سو بیوی تھی ۔ اقول ترمذی میں ہے ۔ کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو جنت کے چالیس مردوں کی قوت حاصل تھی اور جنت کے ہر مرد کی قوت دُنیا کے سو مردوں کی قوت کے برابر ہے ۔ اس طرح سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو بحیثیت بشریت دُنیا میں چار ہزار مردوں کی قوت حاصل تھی ۔ صلی اللہ علیہ وسلم ۔

باب مرد کا اپنی بیویوں کے پاس دن میں جانا

علماء نے کہا ایک بیوی کے گھر اس کی باری کے بغیر آنا درست نہیں مگر کسی ضرورت کی وجہ سے کہ تدبیر منزل مقصود ہو تو جائز ہے ، لیکن زیادہ دیر نہ ٹھہرے ،،

بَابُ دُخُولِ الرَّجُلِ عَلٰی نِسَائِہٖ فِی الْیَوْمِ

۴۸۸۴ــــ حَدَّثَنَا فَرْوَۃُ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُسْھِرٍ عَنْ ھِشَامٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ عَائِشَۃَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا انْصَرَفَ مِنَ الْعَصْرِ دَخَلَ عَلٰی نِسَائِہٖ فَیَدْنُوْ مِنْ اِحْدٰھُنَّ فَدَخَلَ عَلٰی حَفْصَۃَ فَاحْتَبَسَ اَکْثَرَ مَا کَانَ یَحْتَبِسُ

بَابُ اِذَا اسْتَاْذَنَ الرَّجُلُ نِسَاءَہٗ فِیْ اَنْ یُّمَرَّضَ فِیْ بَیْتِ بَعْضِھِنَّ فَاَذِنَّ لَہٗ

۴۸۸۵ــــ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ قَالَ حَدَّثَنِیْ سُلَیْمٰنُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ ھِشَامُ بْنُ عُرْوَۃَ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ عَنْ عَائِشَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَسْاَلُ فِیْ مَرَضِہِ الَّذِیْ مَاتَ فِیْہِ اَیْنَ اَنَا

بیویوں کے درمیان مساوات رات میں ضروری ہے دن میں ضروری نہیں، کیونکہ دن میں اور دنیاوی مشاغل بھی ہوتے ہیں۔

۴۸۸۴ــــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز سے فارغ ہوتے تو اپنی بیویوں کے پاس تشریف لے جاتے اور ان میں سے کسی ایک کے قریب ہوتے آپ ایک روز حفصہ کے پاس تشریف لے گئے تو پہلے جتنا ٹھہرا کرتے تھے اس سے زیادہ ان کے پاس ٹھہرے۔

باب جب مرد اپنی بیویوں سے اجازت طلب کرے

کہ بعض بیویوں کے گھر میں بیماری کے دن گزارے تو عورتیں اسے اجازت دے دیں۔

غَدًا اَيْنَ اَنَا غَدًا يُرِيْدُ يَوْمَ عَائِشَةَ فَاذِنَّ لَهٗ اَزْوَاجُهٗ يَكُوْنُ حَيْثُ شَاءَ فَكَانَ فِيْ بَيْتِ عَائِشَةَ حَتّٰى مَاتَ عِنْدَهَا قَالَتْ عَائِشَةُ فَمَاتَ فِي الْيَوْمِ الَّذِيْ كَانَ يَدُوْرُ عَلَيَّ فِيْهِ فِيْ بَيْتِيْ فَقَبَضَهُ اللّٰهُ وَاِنَّ رَاْسَهٗ لَبَيْنَ نَحْرِيْ وَسَحْرِيْ وَخَالَطَ رِيْقُهٗ رِيْقِيْ بَابُ حُبِّ الرَّجُلِ

۴۸۸۵ — ترجمہ: عروہ نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مرض جس میں وفات پائی میں پوچھتے تھے میں کل کہاں ؟ میں کل کہاں (قیام کروں گا) آپ عائشہ کے دن کا ارادہ کرتے تھے تو آپ کی بیویوں نے آپ کو اجازت دی کہ آپ جہاں چاہیں قیام فرمائیں ۔ تو آپ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں رہے حتیٰ کہ انہی کے پاس وفات پائی ۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا آپ نے اس دن وفات پائی ، جس دن میرے گھر میں آپ کے آنے کی باری تھی ۔ یہ اتفاق تھا ،، اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پاک قبض کی حالانکہ آپ کا سر مبارک میرے سینہ اور میری بغل کے درمیان تھا اور آپ کا لعاب دہن شریف میرے لعابِ دہن سے مل گیا۔

۴۸۸۵ — شرح: علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر بیویوں کی تقسیم واجب تھی ؛ ورنہ آپ اس قدر اصرار نہ فرماتے اور آپ کو اُن سے اجازت لینے کی احتیاج نہ ہوتی لیکن یہ صحیح نہیں کیونکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بیویوں کے اطمینان اور تطییبِ قلوب کے سبب بطور تفضّل اور مہربانی اُن سے اجازت حاصل کرتے تھے ۔ تقسیم آپ پر واجب نہ تھی۔

ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کے لعاب سے لعابِ دہن مبارک ملنے کا سبب یہ تھا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری لمحات میں مسواک طلب فرمائی تو ام المؤمنین نے اپنے دانتوں سے نرم کرکے آپ کو مسواک دی تھی اور ام المؤمنین کی نرم کردہ مسواک سے آپ نے دندانِ مبارک اور منہ میں مسواک کی۔ اس طرح دونوں لعاب مل گئے ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ،،

باب مرد کا اپنی بعض بیویوں کے ساتھ بعض سے زیادہ محبت کرنا ،،

بَعْضَ نِسَائِهِ اَفْضَلَ مِنْ بَعْضٍ ۴۸۸۶ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ دَخَلَ عَلٰى حَفْصَةَ قَالَ يَا بُنَيَّةُ لَا يَغُرَّنَّكِ هٰذِهِ الَّتِيْ اَعْجَبَهَا حُسْنُهَا حُبُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِيَّاهَا يُرِيْدُ عَائِشَةَ فَقَصَصْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ فَتَبَسَّمَ

محبّت کے اصطلاحی معنیٰ میلانِ قلب اور کسی شئی کی طرف متوجہ ہونا اور اکثر اوقات دل و زبان سے اس کو یاد کرتے رہنا ہے جبکہ لغت میں اس کے معنی خلافِ بغض کے ہیں۔

۴۸۸۶ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ ام المؤمنین حفصہ کے پاس تشریف لے گئے اور اُن سے فرمایا اے میری بیٹی یہ خاتون تجھے مغرور نہ کر دے کہ جس کا حُسن حضور کو بہت خوش کرتا ہے اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو اس سے محبّت ہے (وہ محبوبۂ رسول ہے) اس سے مراد عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے یہ بات (جو حفصہ سے کہی تھی) جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے بیان کی تو آپ نے تبسّم فرمایا۔ صلی اللہ علیہ وسلّم

۴۸۸۶ — شرح : یعنی رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلّم ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے دوسری بیویوں کی نسبت زیادہ محبّت کرتے تھے۔ جب مرد عورتوں میں تقسیم مساوی کرے تو بعض سے زیادہ محبّت کرنے میں حرج نہیں ؛ کیونکہ محبّت طبعی ہے کسبی نہیں۔ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا : اے اللہ جو میرے اختیار میں نہیں اس میں مجھے ملامت نہ فرما۔ کیونکہ محبّت کسب سے حاصل نہیں اور اس میں عدل کی استطاعت نہیں اور اللہ تعالیٰ وہ تکلیف دیتا ہے جس کی بندے میں استطاعت ہو ،،

موعظۃ الرجل ابنتہ کے باب میں (حدیث ۴۸۶ کی شرح دیکھیں)

بَابُ الْمُتَشَبِّعِ بِمَا لَمْ يَنَلْ وَمَا يُنْهٰى مِنْ اِفْتِخَارِ الضَّرَّةِ

۴۸۸۷ — حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ فَاطِمَةَ عَنْ اَسْمَاءَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ هِشَامٍ حَدَّثَتْنِيْ فَاطِمَةُ عَنْ اَسْمَاءَ اَنَّ امْرَاَةً قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ لِيْ ضَرَّةً فَهَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ اَنْ تَشَبَّعْتُ مِنْ زَوْجِيْ غَيْرَ الَّذِيْ يُعْطِيْنِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُتَشَبِّعُ بِمَا لَمْ يُعْطَ كَلَابِسِ ثَوْبَيْ زُوْرٍ

باب نیافتہ کے سبب خود کو سیر ظاہر کرنا اور جو سوکن پر فخر کرنے سے منع کیا گیا ہے "

لغت میں مُتشبّع اس کو کہتے ہیں جو خود کو سیر ظاہر کرے، حالانکہ وہ بھوکا ہو اس سے مراد یہ ہے کہ ایسی زینت سے مزین ہو جو اس میں نہ پائی جائے اور اس کے باعث تکبّر کرے۔ اور اس باب کا دوسرا حصہ سوکن پر فخر ظاہر کرنا اور اس کو دل شکستہ کرنا ہے۔

ترجمہ : اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک عورت

۴۸۸۷ — نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری ایک سوکن ہے کیا مجھے گناہ تو نہیں کہ اگر میں اپنے شوہر کی طرف سے جو وہ مجھے دیتا ہے۔ اس سے زیادہ بڑھا کر ظاہر کروں (اس کو آزار پہنچاؤں) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو نہ دیا جائے اس سے بڑھا کر اظہار کرنا ایسا ہے جیسے جھوٹ کے دو کپڑے پہننے والا ہے۔

۴۸۸۷ — شرح : علامہ کرمانی نے کہا " مُتَشَبّع " کے معنیٰ یہ ہیں کہ سیری کو ظاہر

بَابُ الْغَيْرَةِ

وَقَالَ وَرَّادٌ عَنِ الْمُغِيرَةِ قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ لَوْ رَأَيْتُ رَجُلًا مَعَ امْرَأَتِي لَضَرَبْتُهُ بِالسَّيْفِ غَيْرَ مُصْفِحٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعْجَبُونَ مِنْ غَيْرَةِ سَعْدٍ لَأَنَا أَغْيَرُ مِنْهُ وَاللّٰهُ أَغْيَرُ مِنِّيْ

کرے حالانکہ وہ سیر نہیں ہے۔ شبع کو کپڑوں سے تشبیہ دی ہے۔ اس میں وجہ تشبیہ یہ ہے کہ وہ دونوں کو چھپالیتی ہے۔ یہ تشبیہ تخیلی ہے جیسا کہ سکاکی نے اس آیت کریمہ: فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ " میں کہا ہے۔ تشبیہ کا فائدہ مبالغہ ہے یعنی اس کے سر سے پاؤں تک پکڑا ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس کے معنی یہ ہیں کہ جو کسی کے پاس نہیں اس کے ہونے کو ظاہر کرنا مذموم ہے جیسے کوئی شخص صُلحاء کا لباس پہنتا ہے۔ حالانکہ وہ صلح نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے کہ معنٰی یہ ہوں کہ یہ سیری ظاہر کرنے والا اس شخص کی مانند ہے جس نے جھوٹ کو اپنا ازار اور چادر بنا لیا ہو۔ چنانچہ شاعر مدح کرتا ہے ے اِذَا هُوَ بِالْمَجْدِ ارْتَدٰى وَ تَاَزَّرَا "(جب اس نے بندگی کی چادر پہنی اور تہبند باندھا) بعض کہتے ہیں معنی یہ ہیں کہ کسی قوم میں کوئی شخص شرفاء میں سے ہو جو بزرگانہ نفیس کپڑے رکھتا ہو۔ جس وقت کوئی شخص گواہی دینے جائے تو اس سے مانگ کر وہ کپڑے پہن لے تاکہ لوگوں کو یہ معلوم ہو کہ یہ شخص نیک اور شریف ہے۔ ابو عبید نے کہا یہ وہ شخص ہے جو زاہدوں کے کپڑے پہنتا ہے اور ظاہر یہ کرتا ہے کہ وہ زاہد ہے اور اگر وہ ایسا نہ ہو تو اس کے کپڑے جھوٹ اور ریاء کے کپڑے ہیں۔ بعض نے کہا وہ ایسا ہے جو کسی کے دو کپڑے پہنے اور ظاہر یہ کرے کہ وہ اس کے اپنے ہیں۔

بَابُ الغیرت

غَیْرَتْ بفتح الغین وسکون الیاء و فتح الراء ہے۔ قاضی عیاض نے کہا غیرت تغیر قلب اور ہیجان غضب سے مشتق ہے جو کسی مخصوص شی میں مشارکت کے سبب ہوتا ہے۔ بیوی خاوند میں یہ بہت ہوتی ہے۔ یہ معنی آدمیوں کے حق میں ہے۔ اللہ کے حق میں غیرت کے معنی حدیث سے معلوم ہوں گے۔ صاحب محکم نے کہا یہ "غَارَ الرَّجُلُ عَلٰى امْرَأَتِهٖ وَالْمَرْأَةُ عَلٰى بَعْلِهَا " سے ماخوذ ہے مرد کی

۴۸۸۸ـ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ أَحَدٍ أَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ مِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ وَمَا أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ الْمَدْحُ مِنَ اللّٰهِ

صفت غیران اور جمع غیاریٰ ہے نیز رجل غیور کہتے ہیں اس کی جمع غیُر بضم الیاء ہے۔ اور عورت کی صفت میں کہا جاتا ہے در امرءۃ غیریٰ وغیور ومغیار بمعنی سخت غیرت۔ وراد نے مغیرہ سے نقل کیا کہ سعد بن عبادہ نے کہا اگر میں کسی آدمی کو اپنی بیوی کے ساتھ دیکھوں تو اس کو تلوار سے قتل کر دوں گا۔ ذرہ بھی درگزر نہ کروں گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم سعد کی غیرت سے تعجب کرتے ہو میں اس سے زیادہ غیور ہوں اور اللہ مجھ سے زیادہ غیور ہے۔

اللہ تعالیٰ کی غیرت کے معنی یہ ہیں کہ وہ ارتکاب فواحش پر زجر کرتا ہے اور لوگوں پر انہیں حرام کرتا ہے اور ان سے منع کرتا ہے؛ چنانچہ مروی ہے کہ اللہ کی غیرت یہ ہے کہ اس نے فواحش کو حرام کیا ہے یعنی ان سے منع کیا ہے۔ اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضور نے سعد کے قول کی تصویب کی تھی۔ اس سے بعض مالکیوں نے استدلال کیا کہ ایسے مقتول کا خون باطل ہے اس میں نہ دیت ہے اور نہ قصاص ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۴۸۸۸ــ ترجمہ: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے زیادہ غیور کوئی نہیں اس لیے اس نے برے امور حرام کیے ہیں اور کوئی شخص نہیں کہ اس کے نزدیک مدح اللہ سے زیادہ محبوب ہو۔

۴۸۸۸ــ شرح: فواحش فاحشہ کی جمع ہے اور یہ اقوال وافعال میں سے بری خصلت ہے۔ حدیث میں جو گناہ سخت برا ہو اس کو فحش کہا ہے۔ زنا پر بھی فاحشہ کا اطلاق ہوتا ہے۔ قولہ "ما احدٌ"، احدٌ مرفوع ما کا اسم ہے اور احبَّ منصوب اس کی خبر ہے اور مدح مرفوع احب کا فاعل ہے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ کحل کے مسئلہ کی طرح ہے کہ مدح ایک اعتبار سے مفضّل اور دوسرے لحاظ سے مفضّل علیہ ہے۔ حدیث شریف میں اللہ تعالیٰ کے اعتبار سے مفضّل اور بندے کے لحاظ سے مفضّل علیہ ہے۔ دراصل جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام شریف "وَمَا أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ الْمَدْحُ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى"، اللہ تعالیٰ کا مدح کو پسند کرنا

۴۸۸۹ ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ مَا أَحَدٌ أَغْيَرَ مِنَ اللّٰهِ أَنْ يَرَى عَبْدَهُ أَوْ أَمَتَهُ يَزْنِي يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا وَّ لَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا

لوگوں کی مصلحت کے لئے ہے تاکہ اس پر وہ بندوں کو ثواب عطا کرے، کیونکہ جب لوگ اللہ تعالیٰ کی مدح کریں تو اللہ تعالیٰ بھی ان کی ثنا ملاء اعلیٰ میں کرتا ہے ورنہ وہ لوگوں کی مدح سے بے نیاز ہے کیونکہ لوگوں کی مدح اس کو نفع نہیں دیتی اور اس کا ترک اسے ضرر نہیں دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مدح میں سے اس کی تسبیح وتہلیل وتکبیر اور دیگر اذکار ہیں۔

۴۸۸۹ ــــ ترجمہ: عروہ بن زبیر نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امت کوئی بھی اللہ سے زیادہ غیور نہیں کہ وہ اپنے بندے یا لونڈی کو زنا کرتے دیکھے۔ اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امت اگر تم وہ معلوم کر لو جو میں جانتا ہوں تو تم تھوڑا ہنسو اور زیادہ روتے رہو!

۴۸۸۹ ــــ شرح: قولہ او امتہ یزنی، اس حدیث میں اسی طرح مذکور ہے اور باب الصدقہ فی الکسوف، میں یا امۃ محمد واللہ ما احدٌ اغیرَ من اللہ ان یزنی عبدہ او تزنیَ امتہ، بخاری کے بعض شارحین نے کہا جو میرے لئے ظاہر ہے وہ یہ ہے کہ یہاں کاتب سے غلطی ہوئی ہے۔ او تزنی امتہ، لکھنا بھول گیا۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کسی وجہ کے بغیر کاتب کی طرف غلطی منسوب نہیں کرنی چاہیئے، کیونکہ ایسے کلام میں تذکیر و تانیث دونوں جائز ہیں۔ عبد کے اعتبار سے یزنی اور امتہ کے لحاظ سے تانیث جائز ہے۔ یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں زنا کی نحوست اور اس کی بری عاقبت جانتا ہوں اور آخرت کے احوال و اہوال میرے پیش نظر ہیں اگر تمہیں ان کی اطلاع ہو تو ہر وقت روتے رہو اور کبھی تمہیں ہنسنا نصیب نہ ہو مگر گاہے بگاہے۔

۴۸۹۰ — حَدَّثَنَا مُوسٰى بْنُ اِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ اَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهٗ عَنْ اُمِّهٖ اَسْمَاءَ اَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا شَيْئَ اَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ وَعَنْ يَحْيٰى اَنَّ اَبَا سَلَمَةَ حَدَّثَهٗ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهٗ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۴۸۹۱ — حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَغَارُ وَغَيْرَةُ اللّٰهِ اَنْ يَّاْتِيَ الْمُؤْمِنُ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ

۴۸۹۰ — ترجمہ : عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے اپنی والدہ اسماء رضی اللہ عنہا سے خبر سنائی کہ انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ غیور کوئی نہیں۔ یحیٰی سے روایت ہے کہ ابوسلمہ نے انہیں خبر دی کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے انہیں خبر دی کہ انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے

۴۸۹۰ — شرح : یہاں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے حدیث کا متن ذکر نہیں کیا مسلم نے اپنے اسناد کے ساتھ ابوہریرہ سے متن ذکر کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ غیور ہے اور مومن بھی غیرت مند ہے اللہ کی غیرت یہ ہے کہ مومن وہ کام کرے جو اللہ نے حرام کیا ہے۔ ابوہریرہ نے مذکورہ حدیث جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دوسرے طریق سے سنی تھی۔ یہاں اس کی طرف اشارہ کیا ہے اور ابوہریرہ کی روایت سے اس حدیث کی تقویت ذکر کی ہے۔

۴۸۹۱ — ترجمہ : ابوسلمہ سے روایت ہے انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ غیور ہے اور اس کی غیرت یہ ہے کہ مومن وہ فعل کرتا ہے جو اللہ نے حرام کیا ہے۔

۴۸۹۱ — شرح : علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے صغانی سے نقل کیا کہ بخاری کے تمام

۴۸۹۱ — حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِيْ بَكْرٍ قَالَتْ تَزَوَّجَنِي الزُّبَيْرُ وَمَا لَهٗ فِي الْأَرْضِ مِنْ مَّالٍ وَّلَا مَمْلُوْكٍ وَّلَا شَيْءٍ غَيْرَ نَاضِحٍ وَّغَيْرَ فَرَسِهٖ فَكُنْتُ أَعْلِفُ فَرَسَهٗ وَأَسْتَقِي الْمَاءَ وَأَخْرِزُ غَرْبَهٗ وَأَعْجِنُ وَلَمْ

نسخوں میں "اَنْ لَا یَاْتِیَ" یعنی اللہ کی غیرت یہ ہے کہ مومن وہ کام نہ کرے جو اللہ نے حرام کیا ہے لیکن درست یہ ہے کہ "اَنْ یَاْتِیَ" پڑھا جائے۔ یعنی مومن وہ کام کرے جو اللہ نے حرام کیا ہے تو اللہ کو غیرت آتی ہے۔ چنانچہ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا غیرت کے معنی منع ہیں۔ کہا جاتا ہے "اَلرَّجُلُ غَیُوْرٌ عَلٰی اَهْلِهٖ" یعنی اپنے اہل کو اجنبی کے ساتھ باتیں کرنے اور اس کو دیکھنے سے منع کرتا ہے بعض نے کہا غیرت غضب ہے جو غیرت کو لازم ہے۔ پس اللہ کی غیرت یہ ہے کہ فواحش پر اس کا غضب ہوتا ہے۔

علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ "اَن یَاْتِیَ" پڑھنے کی صورت میں جسے صغانی نے صحیح کہا ہے۔ ذرہ بھی شک نہیں کہ اس کا معنیٰ یہ نہیں کہ اللہ کی غیرت نفس اتیان (کام کرنا) یا عدم اتیان ہے لہٰذا یہاں عبارت مقدر ماننا ضروری ہے وہ یہ کہ "لِاَنْ لَا یَاْتِیَ" یعنی اللہ کی غیرت مومن کے اتیان یا عدم اتیان سے بنی پر ہے۔ یہ معنی پہلی حدیث کے موافق ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اسی لئے فواحش کو حرام کیا۔ لہٰذا درست وہی ہے جو تمام نسخوں میں ہے۔ یعنی "ان لا یاتی" صواب ہے۔ پھر علامہ کرمانی نے کہا اگر "لا" کے ساتھ معنی صحیح نہیں ہوتا تو یہ اس کے زائدہ ہونے کا قرینہ ہے جیسے "مَا مَنَعَكَ اَنْ لَا تَسْجُدَ" علامہ خطابی رحمہ اللہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد: "وَغَيْرَةُ اللّٰهِ اَنْ لَا يَاْتِيَ الْمُؤْمِنُ" غیرت کی بہترین تفسیر ہے۔ طیبی نے کہا یہ مبتداء اور خبر بتقدیر لام ہے یعنی "غیرۃُ اللہِ ثابتۃ لاجل ان لا یاتی" واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

۴۸۹۲ — ترجمہ : اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما نے کہا مجھ سے زبیر نے نکاح کیا، حالانکہ اللہ کی زمین میں اس کے پاس نہ مال تھا اور نہ کوئی مملوک تھا۔ اور ایک اونٹنی اور گھوڑے کے سوا کوئی شئی اس کے پاس نہ تھی میں اس کے گھوڑے کو چارہ دیتی اور اس کو پانی پلاتی تھی اور اس کا ڈول سیتی تھی اور آٹا پیستی تھی اور میں روٹی نہ پکا سکتی تھی۔ ہماری ہمسائی انصار عورتیں تھیں۔ وہ عورتیں بہت اچھی تھیں۔ وہ مجھے روٹیاں پکا دیتی تھیں اور میں زبیر کی زمین سے جو انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی۔ اپنے سر پر گٹھلیاں

أَكُنْ أُحْسِنُ أَخْبِزُ وَكَانَ يَخْبِزُ جَارَاتٌ لِيْ مِنَ الْأَنْصَارِ وَكُنَّ نِسْوَةَ صِدْقٍ وَكُنْتُ أَنْقُلُ النَّوٰى مِنْ أَرْضِ الزُّبَيْرِ الَّتِيْ أَقْطَعَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رَأْسِيْ وَهِيَ مِنِّيْ عَلٰى ثُلُثَيْ فَرْسَخٍ فَجِئْتُ يَوْمًا وَالنَّوٰى عَلٰى رَأْسِيْ فَلَقِيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ نَفَرٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَدَعَانِيْ ثُمَّ قَالَ إِخْ إِخْ لِيَحْمِلَنِيْ خَلْفَهُ فَاسْتَحْيَيْتُ أَنْ أَسِيْرَ مَعَ الرِّجَالِ وَذَكَرْتُ الزُّبَيْرَ وَغَيْرَتَهُ وَكَانَ أَغْيَرَ النَّاسِ فَعَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِّيْ قَدِ اسْتَحْيَيْتُ فَمَضٰى فَجِئْتُ الزُّبَيْرَ فَقُلْتُ لَقِيَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلٰى رَأْسِي النَّوٰى وَمَعَهُ نَفَرٌ مِنْ أَصْحَابِهِ فَأَنَاخَ لِأَرْكَبَ فَاسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ وَعَرَفْتُ غَيْرَتَكَ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَحَمْلُكِ النَّوٰى كَانَ أَشَدَّ عَلَيَّ مِنْ رُكُوْبِكِ مَعَهُ قَالَتْ حَتّٰى أَرْسَلَ إِلَيَّ أَبُوْ بَكْرٍ بَعْدَ ذٰلِكَ بِخَادِمٍ يَكْفِيْنِيْ سِيَاسَةَ الْفَرَسِ فَكَأَنَّمَا أَعْتَقَنِيْ

اُٹھا کر لاتی تھی۔ جبکہ وہ زمین مجھ سے چھ میل دُور تھی۔ ایک دن میں آ رہی تھی اور گٹھلیاں میرے سَر پر تھیں پس میں جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے ملی حالانکہ آپ کے ساتھ چند انصار تھے۔ آپ نے مجھے بلایا پھر فرمایا: اَخ اَخ، تاکہ مجھے اپنے پیچھے اونٹ پر بٹھائیں مجھے شرم آئی کہ میں لوگوں کے ساتھ چلوں گی۔ میں نے زبیر اور اس کی غیرت یاد کی جبکہ وہ سب لوگوں سے زیادہ غیور تھے۔ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پہچان لیا کہ میں شرم کرتی ہوں تو آپ تشریف لے گئے۔ پھر میں زبیر کے پاس آئی اور اُن سے کہا مجھے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ملے جبکہ گٹھلیاں میرے سَر پر تھیں اور آپ کے ساتھ چند صحابہ کرام تھے۔ آپ نے اونٹ کو بٹھایا تاکہ میں اس پر سوار ہو جاؤں مجھے اِس سے

۴۸۹۳ ـ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ بَعْضِ نِسَائِهِ

شرم آئی اور میں تمہاری غیرت کو یاد کیا۔ زبیر نے کہا بخدا! تمہارا گٹھلیوں کو سر پہ اٹھانا سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اونٹ پر سوار ہونے سے زیادہ سخت تھا۔ اسماء نے کہا میرا یہ حال رہا حتی کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کے بعد میری طرف خادم بھیجا جو مجھ سے گھوڑے کے انتظام سے کفایت کرتا تھا گویا کہ مجھے آزاد کر دیا۔

۴۸۹۲ ــــ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو ایک جاگیر دی تھی جو بہترین مال تھا اس کا جواب یہ ہے کہ جاگیر کا رقبہ ان کی ملکیت نہ تھی۔ اس زمین سے حاصل شدہ منافع زبیر کو دے رکھے تھے۔ اسی لئے اسماء نے اس کو مستثنیٰ نہیں کیا جیسے اونٹنی اور گھوڑے کو مستثنیٰ کیا تھا۔ نیز بعض ضروریات مکان، لباس اور طعام بھی مستثنیٰ ہیں۔ اِخ اِخ کا ہمزہ مکسور اور خاء ساکن ہے۔ اس کو مخفف اور مشدد دونوں طرح پڑھا جاتا ہے۔ یہ واقعہ نزولِ حجاب سے پہلے کا ہے۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا تمہارا گٹھلیاں اُٹھانا اُونٹ پر سوار ہونے سے زیادہ سخت تھا، کیونکہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بیٹھنے میں کچھ عار نہ تھی اور سر پر گٹھلیاں اُٹھانے میں لوگ خست نفس اور ذلت و خواری محسوس کرتے ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ مسلم کی روایت میں یہ مذکور ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قیدی آئے تو آپ نے اُن میں سے اسماء کو خادم دیا حالانکہ بخاری کی حدیث میں ہے کہ ابوبکر نے اسماء کو خادم دیا اس کا جواب یہ ہے کہ جب قیدی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ نے اُن میں سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خادم دیا تاکہ وہ اپنی صاحبزادی اسماء کی طرف بھیج دیں لہٰذا یہ درست ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خادم دیا تھا، لیکن ابوبکر کے واسطہ سے اسماء تک پہنچا تھا۔ ایسی صورت میں دونوں کی طرف نسبت ہو سکتی ہے۔ اگرچہ حقیقۃً مُعطی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ اس واقعہ سے بعض لوگوں نے استدلال کیا کہ عورت پر لازم ہے کہ جن امور کا شوہر محتاج ہو۔ ان میں شوہر کی مدد کرے لیکن جمہور نے کہا حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اپنی خوشی سے مذکورہ امور سرانجام دیتی تھیں اُن پر یہ لازم نہ تھے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۴۸۹۳ ــــ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بعض بیویوں کے پاس تھے تو امہات المؤمنین میں سے ایک ام المؤمنین

فَأَرْسَلَتْ إِحْدَى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ بِصَحْفَةٍ فِيهَا طَعَامٌ فَضَرَبَتْ
الَّتِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِهَا يَدَ الْخَادِمِ فَسَقَطَتِ
الصَّحْفَةُ فَانْفَلَقَتْ فَجَمَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِلَقَ الصَّحْفَةِ
ثُمَّ جَعَلَ يَجْمَعُ فِيهَا الطَّعَامَ الَّذِي كَانَ فِي الصَّحْفَةِ وَيَقُولُ غَارَتْ
أُمُّكُمْ ثُمَّ حَبَسَ الْخَادِمَ حَتَّى أُتِيَ بِصَحْفَةٍ مِنْ عِنْدِ الَّتِي هُوَ فِي
بَيْتِهَا فَدَفَعَ الصَّحْفَةَ الصَّحِيحَةَ إِلَى الَّتِي كُسِرَتْ صَحْفَتُهَا وَأَمْسَكَ
الْمَكْسُورَةَ فِي الْبَيْتِ الَّتِي كَسَرَتْ

نے پیالہ بھیجا جس میں طعام تھا تو اس ام المؤمنین نے جس کے گھر میں آپ تشریف فرما تھے، خادم کے ہاتھ کو مارا تو پیالہ گر کر ٹوٹ گیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیالہ کے ٹکڑے جمع کئے پھر اس میں وہ طعام جمع کرنا شروع کیا جو پیالہ میں تھا اور فرماتے تھے تمہاری ماں کو غیرت آئی ہے۔ پھر خادم کو روک رکھا حتی کہ اس ام المؤمنین کی طرف سے پیالہ لایا گیا جس کے گھر میں تشریف فرما تھے پھر صحیح پیالہ اس کو بھیجا جس کا پیالہ توڑا گیا تھا اور ٹوٹا ہوا پیالہ اس کے گھر میں رہ کا جس میں پیالہ توڑا گیا تھا۔

۴۸۹۳ — شرح : علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جس نے طعام بھیجا تھا وہ ام المؤمنین صفیہ تھیں۔ بعض نے ام سلمہ کہا ہے۔ جس ام المؤمنین کے گھر تشریف فرما تھے وہ ام المؤمنین عائشہ تھی رضی اللہ عنہا۔

قولہ غَارَتْ أُمُّكُمْ الخ یہ حاضرین کو خطاب ہے اور اُم سے مراد ہاتھ مارنے والی بی بی ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے صاحب مصابیح سے نقل کیا اس سے سارہ کی طرف اشارہ ہے جبکہ انھوں نے ہاجرہ پر غیرت کی حتی کہ ابراہیم علیہ السلام نے اسماعیل علیہ السلام کو بچپن میں ان کی والدہ کے ہمراہ ایسی وادی میں بھیج دیا جہاں کوئی کھیتی باڑی نہ تھی اور وہ چٹیل میدان تھا۔ یعنی عورتوں کی طبع میں ہے کہ وہ سوکن پر غیرت کرتی ہیں۔ یہ شروع سے آرہا ہے۔ اس حدیث میں یہ اشارہ ملتا ہے کہ عورتوں کی غیرت میں نقصان کی صورت میں مؤاخذہ نہیں ہے، کیونکہ جس وقت وہ غیرت میں آتی ہیں تو شدتِ غضب کے باعث جو غیرت کا سبب ہے۔ ان کی عقل محجوب ہو جاتی ہے۔ ابو یعلی نے اپنی سند سے ام المؤمنین

۴۸۹۴ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ أَوْ أَتَيْتُ الْجَنَّةَ فَأَبْصَرْتُ قَصْرًا فَقُلْتُ لِمَنْ هٰذَا قَالُوا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَأَرَدْتُ أَنْ أَدْخُلَهُ فَلَمْ يَمْنَعْنِي إِلَّا عِلْمِي بِغَيْرَتِكَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَا رَسُولَ اللهِ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا نَبِيَّ اللهِ أَوَعَلَيْكَ أَغَارُ

۴۸۹۵ـــ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ يُونُسَ

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوع ذکر کیا کہ غیرت ناک عورت اعلیٰ وادی سے اسفل وادی کو نہیں دیکھتی یعنی اس وقت بلند و پست میں امتیاز نہیں کرتی ہیں۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے مرفوع روایت ذکر کی کہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کی طبع میں غیرت لکھی ہے جو صبر کرے اسے شہید کا ثواب حاصل ہوگا۔ بزار نے ثقہ سند سے یہ حدیث ذکر کی ہے۔ یہ بات مخفی نہ رہے کہ بعض مقربان سے حالتِ سکر میں جو خلافِ شرع صادر ہوتا ہے۔ وہ اسی قبیلہ سے ہے کہ وہ اس وقت مجوب العقل ہوتے ہیں لہٰذا اُن پر کوئی مواخذہ نہیں کہ وہ دیوانہ کے حکم میں ہوتے ہیں کوئی بھی لایعقل مست سے مواخذہ نہیں کرتا (تیسیر القاری)

۴۸۹۴ـــ ترجمہ: جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں جنت میں داخل ہوا یا فرمایا میں جنت میں آیا تو میں نے ایک محل دیکھا میں نے کہا یہ محل کس کا ہے؟ جنت کے خازنوں نے کہا یہ محل عمر بن خطاب کا ہے۔ میں نے محل میں داخل ہونے کا ارادہ کیا اور اس میں داخل ہونے سے مجھے منع کیا مگر اس چیز نے کہ میں تمہاری غیرت جانتا تھا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا یا نبی اللہ! میرے باپ اور ماں آپ پر قربان ہوں کیا میں نے آپ پر غیرت کرنا ہے۔

(مناقب عمر رضی اللہ عنہ میں (حدیث ـــ) کی شرح دیکھیں)

۴۸۹۵-۱ـــ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ایک وقت ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک رات میں سویا ہوا تھا کہ میں نے اپنے آپ کو جنت میں دیکھا۔ اچانک میں نے ایک عورت دیکھی کہ ایک محل کی ایک جانب میں وضو کر رہی تھی۔ میں نے کہا یہ محل کس کا ہے؟ کہا یہ عمر فاروق کا ہے۔ میں نے اس

عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُلُوسٌ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي فِي الْجَنَّةِ فَإِذَا امْرَأَةٌ تَتَوَضَّأُ إِلَى جَانِبِ قَصْرٍ فَقُلْتُ لِمَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا لِعُمَرَ فَذَكَرْتُ غَيْرَتَهُ فَوَلَّيْتُ مُدْبِرًا فَبَكَى عُمَرُ وَهُوَ فِي الْمَجْلِسِ ثُمَّ قَالَ أَوَعَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَغَارُ

بَابُ غَيْرَةِ النِّسَاءِ وَوَجْدِهِنَّ

ب۔۴۸۹۵ — حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَأَعْلَمُ إِذَا كُنْتِ عَنِّي رَاضِيَةً وَإِذَا كُنْتِ عَلَيَّ غَضْبٰى قَالَتْ فَقُلْتُ مِنْ أَيْنَ تَعْرِفُ ذٰلِكَ فَقَالَ أَمَّا إِذَا كُنْتِ عَنِّي رَاضِيَةً

کی غیرت یاد کی اور واپس آگیا۔ عمر فاروق رو پڑے، حالانکہ وہ اس مجلس میں تھے پھر کہا یا رسول اللہ! میں آپ پر غیرت کر سکتا ہوں۔

ا۔۴۸۹۵ شرح: علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا وضوء و وضاءۃ بمعنی روشنی سے ہے یا وضوء سے ہے، لیکن وضاءۃ کی وجہ ظاہر ہے۔ ابن قتیبہ کی روایت میں فَإِذَا امْرَأَةٌ شَوْهَاءُ مذکور ہے۔ اور شوہاء کی تفسیر حَسِینَۃ جمیلہ سے کی جاتی ہے ابن بطال نے کہا یہ روایت درست ہے اور تتوضّأ تصحیف ہے کیونکہ حوریں پاکیزہ ہیں اُن پر وضوء نہیں اسی لئے جو کوئی جنت میں داخل ہو اس کو طہارت لازم نہیں اور نہ ہی اس پر عبادت لازم ہے۔ ابن تین نے کہا تتوضّأ تصحیف ہے۔ کیونکہ بہشت دار تکلیف و عبادت نہیں ہے۔ اور تصحیف اس طرح ہے کہ شوہاء کے بعض حروف تتوضّأ کے بعض حروف کے قریب ہیں۔

وَاِذَا كُنْتِ عَلَيَّ غَضْبٰى قَالَتْ فَقُلْتُ مِنْ اَيْنَ تَعْرِفُ ذٰلِكَ فَقَالَ اَمَّا اِذَا كُنْتِ عَنِّي رَاضِيَةً فَاِنَّكِ تَقُوْلِيْنَ لَا وَرَبِّ مُحَمَّدٍ وَاِذَا كُنْتِ غَضْبٰى قُلْتِ لَا وَرَبِّ اِبْرَاهِيْمَ قَالَتْ قُلْتُ اَجَلْ وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا اَهْجُرُ اِلَّا اسْمَكَ

باب عورتوں کا غیرت کرنا اور اُن کا غضب ناک ہونا

ب-۴۸۹۵ — ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ میں جانتا ہوں جب تو مجھ سے راضی ہوتی ہو اور جب تم غصہ میں ہوتی ہو۔ ام المؤمنین نے کہا میں نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ کیسے پہچانتے ہیں۔ فرمایا جب تم مجھ سے راضی ہوتی ہو تو کہتی ہو لا ورب محمد (قسم میں کہتی ہو مجھے محمد کے رب کی قسم) اور جب تم مجھ پر غضب ناک ہوتی ہو تو کہتی ہو لا ورب ابراہیم (قسم میں کہتی ہو مجھے ابراہیم کے رب کی قسم) ام المؤمنین نے فرمایا میں نے عرض کیا جی ہاں! بخدا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میں صرف آپ کا نام ہی ذکر نہیں کرتی ہوں۔

ب-۴۸۹۵ — شرح: یعنی غصہ کی حالت میں اللہ تعالیٰ عقل سلب کر لیتا ہے اور باطن بدستور محبت سے معمور ہوتا ہے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا یہ غضب سوکن پر غیرت کے باعث ہوتا تھا۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے ترک کی تعبیر ہجران سے کی تاکہ یہ اس پر دلالت کرے کہ اس ترک سے جس میں انہیں اختیار نہیں بہت المناک ہوتی ہیں ج واللہ ورسولہ اعلم! ۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مہلب سے نقل کیا کہ قولہا ما اہجر الا اسمک،، سے معلوم ہوتا ہے کہ اسم مسمّٰی کا غیر ہے۔ اگر اسم مسمّٰی کا عین ہو تو اسم کی ہجرت بعینہ مسمّٰی کی ہجرت ہوگی اور یہ ام المؤمنین کا ہرگز مقصد نہیں۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ اگر کسی نے کہا میں نے شہد کا نام کھایا اس سے بعینہ شہد کا کھانا نہیں سمجھا جاتا ہے۔ صرف اللہ تعالیٰ کا اسم مسمّٰی کا عین ہے۔ اللہ کے ماسویٰ ساری مخلوق میں عین نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے اسماء اور صفات مخلوق کے اسماء اور صفات کے مباین ہیں۔

۴۸۹۳۔ حَدَّثَنِیْ اَحْمَدُ بْنُ اَبِیْ رَجَاءٍ قَالَ حَدَّثَنَا النَّضْرُ عَنْ هِشَامٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ مَا غِرْتُ عَلٰی امْرَاَةٍ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَمَا غِرْتُ عَلٰی خَدِیْجَةَ لِکَثْرَةِ ذِکْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِیَّاهَا وَثَنَائِهٖ عَلَیْهَا وَقَدْ اُوْحِیَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ یُّبَشِّرَهَا بِبَیْتٍ لَّهَا فِی الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ

ج - ۴۸۹۵ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بیوی پر غیرت نہیں کی جو خدیجہ رضی اللہ عنہا پر غیرت کی۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکثرت ان کا تذکرہ اور ثناء کرتے تھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کی گئی کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو جنت میں ان کے گھر کی خوشخبری دیں جو موتیوں سے بنایا گیا ہے۔

ج - ۴۸۹۵ — شرح : علامہ قسطلانی نے کہا ذکر پر ثناء کا عطف خاص کا عام پر عطف ہے۔ کثرتِ ذکر کثرتِ محبت پر دلالت کرتا ہے اور یہ غیرت کا موجب ہے۔ کیونکہ دراصل عورت کی غیرت کا سبب یہ ہے کہ وہ اپنے شوہر کو خیال کرتی ہے کہ وہ اس کی سوکن سے زیادہ محبت کرتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا دوسری امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن پر غیرت کرتی تھیں۔ لیکن خدیجہ رضی اللہ عنہا پر زیادہ غیرت کرتی تھیں حالانکہ وہ وفات پا چکی تھیں۔ کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم خدیجہ کو ام المؤمنین عائشہ پر ترجیح دیتے تھے یہی ان کی غیرت کا سبب تھا۔ نیز خدیجہ کو جنت میں موتیوں کے گھر کی خوشخبری دینا یہ مزید حضور کی خدیجہ سے محبت کا مشعر ہے۔ یہ بھی غیرت کا سبب ہے۔

قصب کے معنی موتی ہیں جو اندر سے خالی ہوتے ہیں۔ قسطلانی نے نقل کیا کہ قصب وہ کپڑا ہے جو مروارید، یاقوت اور دیگر جواہر سے بنا ہوتا ہے۔

بَابُ ذَبِّ الرَّجُلِ عَنْ ابْنَتِهِ فِي الْغَيْرَةِ وَالْإِنْصَافِ

د - ۴۸۹۵ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ أَنَّ بَنِي هِشَامِ بْنِ الْمُغِيرَةِ اسْتَأْذَنُونِي فِي أَنْ يُنْكِحُوا ابْنَتَهُمْ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ فَلَا آذَنُ ثُمَّ لَا آذَنُ ثُمَّ لَا آذَنُ إِلَّا أَنْ يُرِيدَ ابْنُ أَبِي طَالِبٍ أَنْ يُطَلِّقَ ابْنَتِي وَيَنْكِحَ ابْنَتَهُمْ فَإِنَّمَا هِيَ بَضْعَةٌ مِنِّي يُرِيبُنِي مَا أَرَابَهَا وَيُؤْذِينِي مَا آذَاهَا هٰكَذَا

باب آدمی کا اپنی بیٹی سے غیرت دُور کرنا

یعنی وہ چیز دُور کرنا جو بیٹی کو غیرت اور غُصّہ دلائے اس تقدیر پر فی زائد ہے ہوسکتا ہے کہ فی بمعنی لام ہو یعنی غیرت کے سبب ،،

د - ۴۸۹۵ — ترجمہ : مسوَر بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سُنا ؛ حالانکہ آپ منبر شریف پر جلوہ افروز تھے۔ بنی ہشام بن مغیرہ نے اجازت طلب کی ہے کہ وہ اپنی بیٹی کا علی بن ابی طالب سے نکاح کردیں۔ میں اجازت نہیں دیتا ہوں پھر اجازت نہیں دیتا ہوں پھر اجازت نہیں دیتا ہوں مگر یہ کہ علی بن ابی طالب ارادہ کرے کہ میری بیٹی کو طلاق دیدے اور ان کی بیٹی سے نکاح کرلے۔ فاطمہ تو میرے گوشت کا ٹکڑا ہے جو چیز فاطمہ کو ناپسند ہے وہ مجھے ناپسند ہے اور جو چیز اس کو اذیت پہنچانی

ہے وہ مجھے اذیت پہنچاتی ہے۔

د ـ ۴۸۹۵ ــــــ شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی صاحبزادی سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا سے غیرت کو دُور کرنے کی خبر دینا اور اُن کے لئے انصاف کرنا ہے۔

بنو ہاشم ابوجہل کی بیٹی کے چچا تھے اور وہ حارث بن ہشام اور سلمہ بن ہشام ہیں اُنھوں نے فتح مکہ میں اسلام قبول کیا اور مخلص مسلمان تھے۔ ان میں عکرمہ بن ابی جہل بھی شامل ہے وہ بھی مسلمان ہو گئے تھے اور مخلص مسلمان تھے۔ حاکم نے صحیح اسناد کے ساتھ سوید بن غفلہ سے روایت کی کہ حضرت علی رضی اللہ نے حارث بن ہشام سے ابوجہل کی بیٹی جمیلہ سے شادی کی خواہش کی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورہ لیا۔ آپ نے فرمایا اس کا حسب و نسب پوچھتے ہو؟ عرض کیا نہیں، لیکن آپ مجھے اس کے ساتھ نکاح کی اجازت دیں۔ فرمایا یہ نہیں ہو سکتا فاطمہ میرے گوشت کا ٹکڑا ہے۔ اس طرح فاطمہ کو رنج پہنچے گا۔ حضرت علی نے کہا وہ کام ہرگز نہ کروں گا جو سیدہ کو ناپسند ہو۔

صحیح بخاری میں ہے کہ بنی ہشام نے چاہا تھا کہ حضرت علی ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کریں تو سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر شریف پہ بار بار تاکید سے فرمایا کہ میں اجازت نہیں دیتا ہوں۔ ہاں اگر ابوطالب کا بیٹا یہ چاہتا ہے تو سیدہ کو طلاق دیدے اس جملہ میں آپ نے سخت ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا اور حضرت علی کا نام تک نہ لیا اور ابن ابی طالب فرمایا۔

زہری کی روایت میں ہے : أَنَا أَتَخَوَّفُ أَنْ يُفْتَنَ فِي دِيْنِهَا، مجھے ڈر ہے کہ ان کے دین میں فتنہ واقع ہوگا۔ یعنی وہ غیرت پر صبر نہ کر سکیں گی اور غصہ کی حالت میں اپنے شوہر کے حق میں اُن سے وہ صادر ہو جائے جو دین میں ان کے حال کے لائق نہ ہو اور سوکن سے آزار پہنچتا ہے تو فاطمہ کو آزار دینا بعینہٖ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو آزار دینا ہے اس لئے فرمایا : یوذینی ما آذاها،

زہری سے ایک اور روایت ماثور ہے کہ فرمایا میں حرام کو حلال اور حلال کو حرام نہیں کرتا ہوں لیکن بخدا اللہ کے رسول کی بیٹی اللہ کے دشمن کی بیٹی کے ساتھ اکٹھی نہیں رہ سکتی۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو عار باپ کے لئے ہو وہ اس کی اولاد میں باقی رہتی ہے۔ کیونکہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لڑکی کو اللہ کے دشمن کی لڑکی فرمایا؛ حالانکہ وہ مخلص مسلمان تھی۔ اس طرح آباؤ اجداد کی شرافت اولاد کے لئے باعثِ افتخار ہوتی ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

بَابُ يَقِلُّ الرِّجَالُ وَيَكْثُرُ النِّسَاءُ

وَقَالَ اَبُوْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُرَى الرَّجُلُ الْوَاحِدُ تَتْبَعُهُ اَرْبَعُوْنَ امْرَاَةً يَلُذْنَ بِهٖ مِنْ قِلَّةِ الرِّجَالِ وَكَثْرَةِ النِّسَاءِ

۴۸۹۵ـــــ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ الْحَوْضِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَاُحَدِّثَنَّكُمْ حَدِيْثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُحَدِّثُكُمْ بِهٖ اَحَدٌ غَيْرِيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ اَنْ يُرْفَعَ الْعِلْمُ وَيَكْثُرَ الْجَهْلُ وَيَكْثُرَ الزِّنَا وَيَكْثُرَ شُرْبُ الْخَمْرِ وَيَقِلَّ الرِّجَالُ وَيَكْثُرَ النِّسَاءُ حَتّٰى يَكُوْنَ لِخَمْسِيْنَ امْرَاَةً الْقَيِّمُ الْوَاحِدُ

باب مرد کم ہو جائیں گے اور عورتیں زیادہ ہوتی جائیں گی!

ابوموسیٰ اشعری نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ (اے ابا موسیٰ) تو ایک آدمی کو دیکھے گا کہ چالیس عورتیں اس کی ہمراہی کریں گی اور مردوں کی کمی اور عورتوں کی کثرت کے باعث اس مرد سے پناہ چاہیں گی۔

شرح: یہ چالیس عورتیں لونڈیاں ہوں گی یا بہنیں یا بیٹیاں ہوں گی جن کے شوہر نہ ہوں گے اور وہ صلۂ رحمی کے طور پر انہیں اپنی کفالت میں رکھے گا۔ یہ قیامت کی علامت ہے۔

بَابُ لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ اِلَّا ذُوْ مَحْرَمٍ وَالدُّخُوْلُ عَلَى الْمُغِيْبَةِ

۴۸۹۶ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ اَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ اَنَّ

اِس کے بعد کی حدیث میں پچاس عورتوں کا ذکر ہے لیکن یہ مخالفت نہیں کیونکہ ایک عدد دوسرے کے منافی نہیں ہوتا چالیس پچاس میں داخل ہیں۔

ر ـ ۴۸۹۵ ـ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا میں تمہیں حدیث بیان کرتا ہوں جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے۔ میرے سوا کوئی بھی تمہیں یہ حدیث بیان نہیں کرے گا ۔ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ فرماتے تھے۔ قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ علم دین اٹھا لیا جائے گا۔ جہالت زیادہ ہو جائے گی۔ عورتیں زیادہ ہو جائیں گی اور شراب نوشی بکثرت ہوگی۔ مرد کم رہ جائیں عورتیں زیادہ ہوتی جائیں گی حتی کہ پچاس عورتوں کا ایک منتظم ہوگا۔

ش ـ ۴۸۹۵ ـ شرح : مرد عورتوں کے قیّم ہیں۔ اس میں اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ کی طرف اشارہ ہے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ پچاس عورتیں ایک مرد سے نکاح کی خواہش کریں گی وہ حلال ہو یا حرام ہو۔ علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ علی بن سعید نے کتاب الطاعۃ والمعصیۃ میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت ذکر کی کہ جب فتنے عام ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کو علیحدہ کر دے گا۔ حتی کہ ایک آدمی کے پیچھے پچاس عورتیں ہوں گی۔ عورت آدمی سے کہے گی۔ اے اللہ کے بندے مجھے پردہ میں رکھو اور اپنی پناہ دو۔ شیخ عسقلانی نے فتح میں ذکر کیا۔ خصوصاً یہ پانچ امور اس لئے ذکر کئے کہ جن احوال کی حفاظت سے معاش اور معاد کی اصلاح ہوتی ہے وہ مختل ہو جائیں گے۔ کیونکہ علم دین کے اٹھ جانے سے دین میں خلل آجائے گا اور شرب خمر سے عقل مختل ہو جائے گی۔ زناء سے نسب میں خلل پڑ جائے گا اور نفس اور مال میں بھی کثرتِ فتن سے خلل پڑ جائے گا۔

(کتاب العلم میں حدیث ع ۷۹ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِیَّاکُمْ وَالدُّخُوْلَ عَلَی النِّسَاءِ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَفَرَاَیْتَ الْحَمْوَ قَالَ اَلْحَمْوُ الْمَوْتُ۔

باب محرم کے سوا کوئی آدمی اجنبیہ عورت سے خلوت نہ کرے اور جس عورت کا شوہر غائب ہو اس کے پاس آکر خلوت نہ کرے ،،

محرم وہ ہے جس کے ساتھ عورت کا نکاح حرام ہو جیسے باپ بیٹا بھائی چچا وغیرہ۔ اس باب میں دو حکم ہیں۔ ایک اجنبیہ عورت سے خلوت کرنے کا عدم جواز اور دوسرا جس کا شوہر غائب ہو اس کے گھر داخل ہونے کا عدم جواز ،،

پہلا حکم حدیث سے واضح ہوتا ہے جبکہ دوسرا حکم بطریق استنباط معلوم ہو جاتا ہے۔

قولہ والدخول ،، یہ مجرور و مرفوع دونوں طرح پڑھا گیا۔ مجرور ہو تو امرأۃ پر عطف ہو گا۔ ای لا بالدخول علی المغیبۃ اور مرفوع کی تقدیر پر مبتداء محذوف کی خبر ہو گی یعنی کذا الدخول علی المغیبۃ ،، جس عورت کا شوہر غائب ہو اسے مُغیبہ کہتے ہیں۔ اس کی جمع مُغیبات ہے۔

۴۸۹۶ — ترجمہ : عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے آپ کو عورتوں پر داخل ہونے سے دور رکھو۔ ایک انصاری مرد نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! آپ دیور کے متعلق فرمائیں۔ آپ نے فرمایا دیور موت ہے۔

۴۸۹۶ — شرح : حمو سے مراد شوہر کے باپ اور بیٹوں کے بغیر اقارب ہیں کیونکہ شوہر کے آباء اور ابناء عورت کے محارم ہیں کہ ان سے اس کا نکاح کسی وقت جائز نہیں یہ اس سے خلوت کر سکتے ہیں اور موت سے موصوف نہیں ہوتے۔

۴۸۹۷ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنْ أَبِي مَعْبَدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا وَمَعَ ذِي مَحْرَمٍ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ امْرَأَتِي خَرَجَتْ حَاجَّةً وَاكْتُتِبْتُ فِي غَزْوَةِ كَذَا وَكَذَا قَالَ ارْجِعْ فَحُجَّ مَعَ امْرَأَتِكَ

حدیث میں جسے موت فرمایا ہے وہ شوہر کا بھائی یا بھائی کا بیٹا یا چچا کا بیٹا یا بھانجہ وغیرہ ہیں کہ اگر شوہر فوت ہو جائے تو اس کا ان سے نکاح جائز ہے۔ حمو یعنی دیور کو موت اس لئے فرمایا کہ عادۃً اس سے تساہل ہوتا ہے اور وہ اپنے بھائی کی عدم موجودگی میں اس کی بیوی سے خلوت کرتا ہے۔ حالانکہ اس سے خلوت دین کی ہلاکت کا سبب ہے جبکہ صرف بوس وکنار تک محدود ہو یا نفس کی ہلاکت ہے جبکہ رجم واجب ہو جائے اور عورت کی ہلاکت یہ کہ شوہر کو غیرت آئے گی اور وہ اسے طلاق دیدے گا۔ حَمْوٌ بروزن دَلْوٌ ہے۔ وہ شوہر کا بھائی ہے۔

۴۸۹۷ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ خلوت نہ کرے مگر ذی رحم محرم کے ساتھ۔ ایک آدمی کھڑا ہوا اور کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میری بیوی باہر نکلی ہے اس حال میں کہ وہ حج کا قصد کرتی ہے اور فلاں فلاں غزوہ (جنگ) میں میرا نام لکھا گیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واپس چلے جاؤ۔ اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو!

۴۸۹۷ — شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کو حج کرانے کے لئے جہاد سے واپس آنا جائز ہے۔ کیونکہ شوہر پر بیوی کا ستر اور اس کی صیانت و حفاظت واجب ہے۔ جہاد دوسرے لوگ بھی قائم کر سکتے ہیں۔ اگر عورت کے ساتھ محرم نہ ہو اگرچہ وہ کتنی مال دار ہو اس پر حج واجب نہیں۔

(حدیث ع ـــــ کی شرح دیکھیں)

بَابُ مَا يَجُوْزُ اَنْ يَخْلُوَ الرَّجُلُ بِالْمَرْأَةِ عِنْدَ النَّاسِ

۴۸۹۸ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ جَاءَتِ امْرَأَةٌ مِنَ الْاَنْصَارِ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَلَا بِهَا فَقَالَ وَاللّٰهِ اِنَّكُنَّ لَاَحَبُّ النَّاسِ اِلَيَّ

باب مرد کا لوگوں کی موجودگی میں اجنبیہ عورت سے خلوت کرنا جائز ہے"

یعنی اگر کوئی عورت دینی بات یا دنیاوی شئ پوچھنا چاہتی ہے تو امین مرد پر کچھ حرج نہیں کہ وہ لوگوں سے ایک طرف اس سے خلوت کرے لیکن اس سے یہ مراد نہیں کہ وہ لوگوں کی نظروں سے علیحدہ ہو کر خلوت کرے اسی لئے مؤلف نے "عندالناس" کی قید ذکر کی ہے۔ البتہ اس حد تک خلوت کر سکتا ہے کہ حاضرین میں سے کوئی اس عورت کا کلام نہ سن سکے اور نہ اس عورت کا شکوی سن سکے۔

۴۸۹۸ ـــ ترجمہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک انصاریہ عورت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی۔ آپ نے اس سے تنہائی میں گفتگو فرمائی۔ آپ نے فرمایا! بخدا! تم سب لوگوں سے مجھے زیادہ محبوب ہو۔

بَابُ مَا يُنْهٰى مِنْ دُخُوْلِ الْمُتَشَبِّهِيْنَ بِالنِّسَاءِ عَلَى الْمَرْأَةِ

۴۸۹۹ـ حَدَّثَنَا عُثْمٰنُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ ابْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ زَيْنَبَ ابْنَةِ اُمِّ سَلَمَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عِنْدَهَا وَفِي الْبَيْتِ مُخَنَّثٌ فَقَالَ الْمُخَنَّثُ لِاَخِيْ اُمِّ سَلَمَةَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ اُمَيَّةَ اِنْ فَتَحَ اللّٰهُ لَكُمُ الطَّائِفَ غَدًا دَلَلْتُكَ عَلَى ابْنَةِ غَيْلَانَ فَاِنَّهَا تُقْبِلُ بِاَرْبَعٍ وَّتُدْبِرُ بِثَمَانٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلَنَّ هٰذَا عَلَيْكُمْ

۴۸۹۸ـ شرح:

یہ خلوت لوگوں کی موجودگی میں تھی۔ اسی لئے انس نے حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کا یہ کلام سُنا۔ ایک روائت کے مطابق اس عورت کے ہمراہ اس کا لڑکا تھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اجنبیہ عورت کا تنہائی میں راز کی بات کرنے سے جبکہ فتنہ کا خوف نہ ہو دین میں قدح نہیں ہے اور سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم کا حلم اور صبر بہت وسیع تھا اور ہر چھوٹے بڑے کی حاجت پوری کرنے میں فراخدلی فرماتے تھے۔ اس میں انصار کی بھی بہت بڑی منقبت ہے اور عورت سے خلوت کی کیفیت بھی معلوم ہوتی ہے کہ اجنبیہ سے خلوت کیسے کرنی چاہیئے۔

باب عورتوں سے مشابہت کرنے والوں کو اُن کے پاس جانے کی ممانعت

۴۸۹۹ ـ ترجمہ: زینب بنت ام سلمہ نے ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہما

بَابُ نَظَرِ الْمَرْءَةِ اِلَى الْحَبَشِ وَ نَحْوِهِمْ مِنْ غَيْرِ رِيْبَةٍ

۴۹۰۰ـــ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الْحَنْظَلِيُّ عَنْ عِيْسٰى عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ

سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف فرما تھے جبکہ گھر میں ایک ہیجڑہ بھی تھا۔ اس نے ام المومنین ام سلمہ کے بھائی عبداللہ بن ابی امیہ سے کہا اگر کل اللہ تعالی نے تمہیں طائف میں فتح دی تو میں تمہیں غیلان کی بیٹی دکھاؤں گا۔ وہ آتی ہے تو پیٹ پر چار شکن پڑتے ہیں۔ جاتی ہے تو آٹھ پڑتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آئندہ یہ تمہارے پاس نہ آنے پائیں۔

۴۸۹۹ـــ شرح: مخنث وہ ہے جو عورتوں کے اخلاق میں ان سے مشابہت کرے۔ یہ دو قسم ہیں۔ ایک وہ جو پیدائشی ایسے ہوتے ہیں وہ معذور ہیں۔ ان پر ملامت نہیں اس لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ان کے آنے سے منع نہیں فرمایا۔ دوسرا وہ جو تکلف سے عورتوں سے مشابہت کرے۔ یہ مذموم قابل ملامت ہے۔ اس ہیجڑے کا نام ہیت تھا۔ مدینہ منورہ میں یہ دونوں قسمیں موجود تھیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حمی کی طرف یا نقیع کی طرف نکال دیا تھا۔

قولہ تقبل باربع ''یعنی اس کے پیٹ پر چار شکن پڑتے ہیں اور پشت کے دونوں جانب چار چار بٹ پڑتے ہیں یعنی وہ بہت فربہ ہے۔ عرب فربہ عورت کو بہت پسند کرتے ہیں۔ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن ان کو غیر اولی الاربہ سے اعتقاد کرتی تھیں۔ جب اس نے یہ وصف ذکر کی تو معلوم ہو گیا کہ یہ غیر اولی الاربہ سے نہیں ہیں۔ اس لئے آئندہ ان کو گھروں میں آنے سے روک دیا گیا۔ غیر اولی الاربہ'' وہ ہیں جو نامرد ہوں اور عورتوں کے محاسن سے نا آشنا ہوں اور انہیں عورتوں کی کوئی حاجت نہ ہو۔

باب عورت کا حبشیوں وغیرہ کو دیکھنا جب کہ فتنہ کا خوف نہ ہو

قَالَتْ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتُرُنِيْ وَاَنَا اَنْظُرُ اِلَى الْحَبَشَةِ يَلْعَبُوْنَ فِى الْمَسْجِدِ حَتّٰى اَكُوْنَ اَنَا الَّذِىْ اَسْاَمُ فَاقْدُرُوْا قَدْرَ الْجَارِيَةِ الْحَدِيْثَةِ السِّنِّ الْحَرِيْصَةِ عَلَى اللَّهْوِ

۴۹۰۰ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ اس حال میں کہ آپ چادر سے مجھے پردہ کر رہے تھے اور میں حبشیوں کو دیکھ رہی تھی جب وہ مسجد میں کھیل رہے تھے حتیٰ کہ میں ہی تھک جاتی کمسن لڑکی کی قدر کا اندازہ کرو جو کھیل دیکھنے کی کس قدر حریص ہے۔

۴۹۰۰ — شرح : حدیث کے بعض طرق میں ہے کہ یہ حبشیوں کے وفد کے آنے کے بعد کا واقعہ ہے اور وہ سات ہجری کو آئے تھے جبکہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر شریف سولہ برس تھی اور وہ بالغہ تھیں اور یہ حجاب کے بعد کا واقعہ ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کا مرد کو دیکھنے میں حرج نہیں جبکہ امن کی حالت ہو اسی لئے علماء نے عورت پر نگاہ دینے پر اتفاق کیا ہے۔ یہ اس کے چہرے کو دیکھنے سے ہی میسر ہو سکتا ہے اور ظاہر ہے کہ اس وقت وہ بھی مرد کو دیکھے گی جیسے مرد اس کو دیکھتا ہے۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ اس حدیث سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ ہے کہ ابن شہاب کی ام سلمہ کے مولیٰ نبہان سے روایت کا رد کریں وہ یہ کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں اور میمونہ دونوں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں کہ ابن مکتوم نے اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ آپ نے اُن سے فرمایا تم پردہ میں ہو جاؤ! ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا وہ نابینا نہیں؟ وہ نہ تو ہمیں دیکھ سکتا ہے اور نہ پہچان سکتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم نابینا ہو کیا تم اس کو نہیں دیکھتی ہو۔ امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے اور ابن حبان نے بھی اس کی تصحیح کی ہے۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے جب یہ حدیث صحیح ہے اور ائمہ حدیث نے اس کو صحیح کہا ہے تو اس کے رد کی کیا وجہ ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ابن بطال نے کہا اگلی باب میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث نبہان کی حدیث سے صحیح تر ہے کیونکہ نبہان نقل علم میں معروف نہیں اُس نے دو حدیثیں روایت کی ہیں ایک یہ اور دوسری مکاتب کی حدیث کہ جب وہ مال کتابت ادا کر دے تو اس کی مالکہ اس سے

بَابُ خُرُوجِ النِّسَاءِ لِحَوَائِجِهِنَّ

۴۹۰۱ — حَدَّثَنَا فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجَتْ سَوْدَةُ

پردہ کرے۔ اس نبہان کی حدیث پر عمل نہ کیا جائے گا جبکہ وہ احادیث ثابتہ کے معارض ہو۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ نبہان کو نقل علم میں علماء کی جماعت نے پہچانا ہے۔ ان میں ابن حبان اور حاکم نے اس کی حدیث کی تصحیح و توثیق کی ہے۔ ابن حبان نے اسے ثقات میں ذکر کیا ہے جس کو زہری پہچانے اور اس کی وصف بیان کرتے کہ وہ ام سلمہ کا مکاتب ہے اور اس کو کسی نے روایت نہ کیا ہو۔ اس کی روایت رد نہیں کی جا سکتی ہے۔ رہا معارضہ تو وہ بھی یہاں نہیں ہے۔ بلکہ ہم کہتے ہیں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا اس وقت کمسن تھیں۔ ان کا حبشیوں کے دیکھنے میں حرج نہیں یا ہم کہتے ہیں کہ عیدوں میں رخصت ہے جو غیر میں رخصت نہیں یا ہم کہتے ہیں نبہان کی حدیث ام المؤمنین عائشہ کی حدیث کی ناسخ ہے۔ یا ہم کہتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے لئے خصوصیت ہے جو دوسری عورتوں کے لئے نہیں، کیونکہ ان کی بہت بڑی عظمت ہے یا ہم کہتے ہیں کہ حبشی بچے تھے۔ وہ بالغ نہیں تھے۔ علامہ عینی نے کہا بہترین وجہ یہ ہے کہ نبہان کی حدیث میں کوئی شئی ہو کہ اس کو دیکھنے سے عورتوں کو منع کیا گیا ہو، کیونکہ ابن ام مکتوم نابینا تھے۔ شائد اس کی کوئی شئی برہنہ ہو جاتی ہو جس کا اسے شعور نہ ہو اور جواز کا قول کرنے والوں کی تائید یہ عمل کرتا ہے کہ عورتوں کا مساجد کی طرف جانا جائز ہے اور یہ عمل مستمر رہا ہے کہ نقاب پہن کر وہ مساجد، بازار اور سفر میں جا سکتی ہیں تاکہ مرد اُن کے چہرے نہ دیکھیں اور مردوں کو نقاب پہننے کا حکم نہیں تاکہ انہیں عورتیں نہ دیکھیں۔ معلوم ہُوا کہ مردوں اور عورتوں کا حکم جداگانہ ہے۔ (عینی)

(حدیث ۹۰۸ کی شرح دیکھیں)

باب — عورتوں کا ضروری حاجات کے لئے باہر نکلنا جائز ہے

۴۹۰۱ — ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا سودہ بنتِ زمعہ

بِنْتُ زَمْعَةَ لَيْلًا فَرَاٰهَا عُمَرُ فَعَرَفَهَا فَقَالَ اِنَّكِ وَاللّٰهِ يَا سَوْدَةُ مَا تَخْفَيْنَ عَلَيْنَا فَرَجَعَتْ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهٗ وَهُوَ فِيْ حُجْرَتِيْ يَتَعَشّٰى وَاِنَّ فِيْ يَدِهٖ لَعَرْقًا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَرُفِعَ عَنْهُ وَهُوَ يَقُوْلُ قَدْ اَذِنَ اللّٰهُ لَكُنَّ اَنْ تَخْرُجْنَ لِحَوَائِجِكُنَّ

بَابُ اسْتِئْذَانِ الْمَرْاَةِ زَوْجَهَا فِي الْخُرُوْجِ اِلَى الْمَسْجِدِ وَغَيْرِهَا

۴۹۰۲ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اسْتَاْذَنَتِ امْرَاَةُ اَحَدِكُمْ اِلَى الْمَسْجِدِ فَلَا يَمْنَعْهَا

رات کو باہر گئیں تو اُن کو عمر فاروق نے دیکھا تو انہیں پہچان لیا پھر کہا بخدا! اے سودہ تو ہم پر مخفی نہیں رہی وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لوٹ گئیں اور یہ واقعہ حضور سے عرض کیا جبکہ آپ میرے حجرہ میں شام کا کھانا تناول فرما رہے تھے اور آپ کے ہاتھ میں گوشت والی ہڈی تھی تو اللہ تعالیٰ نے آپ پر قرآن نازل فرمایا۔ آپ سے (نزول وحی) کی کیفیت اُٹھی تو آپ فرما رہے تھے۔ اللہ نے تمہیں اجازت دی ہے کہ تم اپنی حاجات کے لئے باہر جا سکتی ہو۔

۴۹۰۱ شرح: ابن بطال نے کہا اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ جن امور کے لئے عورتوں کا باہر جانا مباح ہو اس کے لئے وہ باہر جا سکتی ہیں۔ مثلاً وہ اپنے والدین کی زیارت اور دیگر ذوی الارحام سے ملاقات کرنے جا سکتی ہیں۔ اس کے علاوہ ضروری حاجات کے لئے بھی اُن کا باہر جانا جائز ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر معروف مکان کی طرف جا سکتی ہے کیونکہ اس میں عام اجازت ہوتی ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

بَابُ مَا يَحِلُّ مِنَ الدُّخُولِ وَالنَّظَرِ إِلَى النِّسَاءِ فِي الرَّضَاعِ

۴۹۰۳ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ جَاءَ عَمِّي مِنَ الرَّضَاعَةِ فَاسْتَأْذَنَ عَلَيَّ فَأَبَيْتُ أَنْ آذَنَ لَهُ حَتَّى أَسْأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ إِنَّهُ عَمُّكِ فَأْذَنِي لَهُ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّمَا

باب — عورت کا مسجد وغیرہ کی طرف جانے کے لئے اپنے شوہر سے اجازت طلب کرنا

۴۹۰۲ — ترجمہ: سالم نے اپنے والد عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی عورت تم میں سے کسی ایک سے اجازت طلب کرے تو وہ اس کو منع نہ کرے۔

۴۹۰۲ — شرح: بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ عورت مسجد میں جانے یا بازار میں جانے کی اجازت طلب کرے جب کہ اس کو شرعی ضرورت کے تحت حاجت ہو تو اس کو منع نہ کرے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ فتنہ سے امن وامان ہو۔ حدیث ۸۰۲ کی شرح دیکھیں

باب شیر خواری (رضاعت) کی وجہ سے عورتوں کے پاس جانا اور ان کو دیکھنا مباح وحلال ہے

۴۹۰۳ — ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ نے فرمایا میرا رضاعی چچا آیا اور مجھ سے

أَرْضَعَتْنِي الْمَرْأَةُ يُرْضِعُنِي الرَّجُلُ قَالَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ عَمُّكِ فَلْيَلِجْ عَلَيْكِ قَالَتْ عَائِشَةُ وَذٰلِكَ بَعْدَ أَنْ ضُرِبَ عَلَيْنَا الْحِجَابُ قَالَتْ عَائِشَةُ يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ الْوِلَادَةِ

بَابٌ لَا تُبَاشِرُ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ فَتَنْعَتَهَا لِزَوْجِهَا ۷۲

۴۹۰۴ ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ

اندر آنے کی اجازت طلب کی تو میں نے اس کو اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ یہاں تک کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لوں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے اس کے متعلق آپ سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا وہ تمہارا چچا ہے۔ اس کو اجازت دے دیا کرو۔ ام المؤمنین نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے تو عورت نے دودھ پلایا ہے۔ اس کے مرد نے دودھ نہیں پلایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ تمہارا چچا ہے وہ تمہارے پاس آسکتا ہے۔ ام المؤمنین نے کہا یہ (واقعہ) ہمیں پردہ کا حکم کرنے کے بعد تھا۔ ام المؤمنین نے فرمایا رضاعت سے وہی حرام ہے جو ولادت کے باعث حرام ہے۔

۴۹۰۳ ــــ شرح: اس سے مقصد یہ ہے کہ نسب کے رشتہ سے جو حرام ہیں۔ شیرخواری کے باعث بھی وہ حرام ہیں، لیکن اجانب کی طرح اقارب کو بھی اجازت حاصل کر کے داخل ہونا چاہئے کیونکہ اگر اچانک داخل ہوں گے تو ممکن ہے کہ وہ اُن سے ایسی شئ دیکھ لیں جس پر ان کے لئے اطلاع پانا جائز نہیں یا کوئی ایسی حالت میں ہوں جس پر واقف ہونے کو وہ اچھا نہ جانتی ہوں۔ البتہ اگر بیوی یا اپنی لونڈی ہو جس سے اس کا جماع کرنا جائز ہو تو اُن سے اجازت حاصل کئے بغیر اُن کے پاس داخل ہو سکتا ہے، کیونکہ اس کے لئے اِن کو ہر حال میں دیکھنا جائز ہے۔ اس کے علاوہ ماں، بہن اور دوسرے محارم اجازت میں سب مساوی ہیں۔

مَنْصُوْرٍ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُبَاشِرُ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ فَتَنْعَتَهَا لِزَوْجِهَا كَأَنَّهُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا

۴۹۰۵ — حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِيْ شَقِيْقٌ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُبَاشِرُ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ فَتَنْعَتَهَا لِزَوْجِهَا كَأَنَّهُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا

باب کوئی عورت دوسری عورت سے ملے تو اپنے شوہر سے اس کا حلیہ نہ بیان کرے

۴۹۰۴ — ترجمہ: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا نہیں ہونا چاہیے کہ کوئی عورت کسی عورت سے ملے اور اپنے شوہر سے اس کا حلیہ بیان کرے گویا کہ وہ اس کو دیکھ رہا ہے۔

۴۹۰۵ — ترجمہ: شقیق نے بیان کیا کہ میں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورت کا دوسری عورت کو اس طرح نہیں ملنا چاہیے کہ اس کا حلیہ اپنے شوہر سے بیان کرے گویا کہ وہ اسے دیکھ رہا ہے۔

۴۹۰۴ - ۴۹۰۵ — شرح: سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اس لئے فرمایا ہے کہ اگر وہ اپنے شوہر سے اس عورت کا حسن بیان کرے گی تو اس میں ابتلاء کا خطرہ ہے، کیونکہ اس طرح شوہر کو اس عورت کا حسن پسند آجائے گا اور وہ اپنی بیوی کو طلاق دیدے گا اور اس سے نکاح کرلے گا جبکہ وہ کنواری ہو یا اس کا شوہر نہ ہو اور اگر وہ منکوحہ ہو تو اس کے اپنی بیوی سے مراسم خراب ہوجائیں گے اور اس کے نزدیک بیوی کی قدر و منزلت نہ رہے گی۔ اور اگر اس نے اس عورت کی قباحت ذکر کی تو یہ غیبت ہوگی جو شریعت میں مذموم ہے۔

بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ لَأَطُوفَنَّ اللَّيْلَةَ عَلَى نِسَائِهِ

۴۹۰۶ — حَدَّثَنِي مَحْمُودٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ لَأَطُوفَنَّ اللَّيْلَةَ بِمِائَةِ امْرَأَةٍ تَلِدُ كُلُّ امْرَأَةٍ غُلَامًا يُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللهِ فَقَالَ لَهُ الْمَلَكُ قُلْ إِنْ شَاءَ اللهُ فَلَمْ يَقُلْ وَنَسِيَ فَطَافَ بِهِنَّ وَلَمْ تَلِدْ مِنْهُنَّ إِلَّا امْرَأَةٌ نِصْفَ إِنْسَانٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ قَالَ إِنْ شَاءَ اللهُ لَمْ يَحْنَثْ وَكَانَ أَرْجَى لِحَاجَتِهِ

باب مرد کا کہنا کہ میں آج رات اپنی بیویوں سے جماع کرونگا

اس عنوان سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا کلام بیان کریں اسی لئے اس کے تحت حضرت سلیمان کی حدیث ذکر کی ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تلویح سے نقل کیا کہ ایک غسل میں تمام بیویوں سے جماع کرنا جائز نہیں اور نہ ہی ایک رات میں اُن کے پاس جانا جائز ہے۔ ہاں اگر ان میں تقسیم کی ابتداء ہی اس طرح کی ہو یا ان کی طرف سے اجازت ہو تو جائز ہے۔ شائد حضرت سلیمان علیہ السلام کی شریعت میں عورتوں میں باری کی تقسیم یا ان میں برابری کرنا فرض نہ ہوگا۔

۴۹۰۶ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا سلیمان بن داؤد علیہما السلام نے کہا میں آج ایک سو عورت سے جماع کروں گا۔ ہر عورت سے ایک ایک لڑکا پیدا ہوگا جو اللہ کی راہ میں جہاد کرے گا۔ فرشتے نے سلیمان علیہ السلام سے کہا

بَابٌ لَا يَطْرُقُ أَهْلَهُ لَيْلًا إِذَا أَطَالَ الْغَيْبَةَ مَخَافَةَ أَنْ يُخَوِّنَهُمْ أَوْ يَلْتَمِسَ عَثَرَاتِهِمْ

۴۹۰۷ — حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَارِبُ ابْنُ دِثَارٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْرَهُ أَنْ يَأْتِيَ الرَّجُلُ أَهْلَهُ طُرُوقًا

۴۹۰۸ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَاصِمُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنِ الشَّعْبِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَطَالَ أَحَدُكُمُ الْغَيْبَةَ فَلَا يَطْرُقْ أَهْلَهُ لَيْلًا

انشاء اللہ کہو۔ انھوں نے انشاء اللہ نہ کہا اور بھول گئے پس انھوں نے ساری عورتوں سے جماع کیا تو ان عورتوں میں سے صرف ایک عورت نے نصف لڑکے کو جنم دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر وہ انشاء اللہ کہتے تو ان کی قسم پوری ہو جاتی اور وہ اس میں حانث نہ ہوتے اور اپنی حاجت کو پالیتے

۴۹۰۶ — شرح: مورخین نے ذکر کیا ہے کہ سلیمان علیہ السلام کی ایک ہزار عورت تھی ان میں سے تین سو عورتیں آزاد تھیں اور سات سو لونڈیاں تھیں چونکہ ایک عدد دوسرے عدد کے منافی نہیں ہوتا۔ اس لئے روایات میں تعداد کے اختلاف کے باعث تضاد نہ ہوگا جبکہ بعض روایات میں نوّے بعض میں ستر بعض میں ننانوے اور بعض میں سو عورتوں سے جماع کرنا مذکور ہے۔

باب سفر سے رات کو اپنے گھر نہ آئے جبکہ اس کی غیبت طویل ہو!

کیونکہ ڈر ہے کہ انہیں خیانت کی طرف منسوب کریگا یا ان کی لغزش طلب کرے گا۔

۴۹۰۷ — ترجمہ: جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

یہ پسند نہ کرتے تھے کہ کوئی آدمی اپنے گھر رات کو آئے۔

۴۹۰۸ — ترجمہ: جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص اپنے اہل خانہ سے غیبت دراز کرے تو گھر والوں کے پاس رات کو نہ آئے۔

۴۹۰۷ - ۴۹۰۸ — شرح: رات کو گھر میں آنے کو طروق کہتے ہیں اور لفظ "اللیلۃ" تاکید کے لئے ذکر کیا ہے۔ حدیث شریف کا معنی یہ ہے کہ جب اپنے گھر والوں کے پاس رات کو آئے گا حالانکہ یہ تنہائی کا وقت ہوتا ہے اور لوگوں کے ایک دوسرے سے انقطاع کا وقت ہے۔ یہ اپنے گھر والوں سے سوءِ ظن کا سبب ہے۔ گویا کہ رات کو آنے میں اس کا مقصد یہ ہے کہ ان کو مشکوک حالت میں پائے اور ان کی غفلت کا منتظر رہتا ہے۔ ترمذی میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ معنیبات عورتوں کے گھر میں رات کو نہ آؤ؛ کیونکہ شیطان انسان کے رگ و ریشہ میں سرایت کئے ہوئے ہے جیسے خون سرایت کئے ہوئے ہے۔

ابو عوانہ نے صحیح میں محارب کے ذریعہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ عبداللہ ابن رواحہ رضی اللہ عنہ رات کو اپنی بیوی کے پاس آئے جبکہ اس کے پاس ایک عورت اسے کنگھی کر رہی تھی۔ عبداللہ عورت کو اجنبی مرد خیال کرتے ہوئے اس کی طرف تلوار لے کر لپکے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ذکر کیا تو آپ نے سفر سے آدمی کو رات کے وقت اپنے گھر والوں کے پاس آنے سے منع فرما دیا۔ ابن خزیمہ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر والوں کے پاس رات کو آنے سے منع فرمایا۔ پس دو آدمی رات کو اپنے گھر آئے تو ان دونوں نے اپنی اپنی بیویوں کو مکروہ حالت میں پایا۔ ابن خزیمہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس طرح روایت کی اس میں یہ اضافہ ہے کہ ہر ایک آدمی نے اپنی اپنی بیوی کے ساتھ اجنبی مرد پایا (قسطلانی)

یہ باب تین اجزا پر مشتمل ہے۔ ایک جزء یہ ہے کہ کوئی آدمی سفر سے رات کو اپنے گھر والوں کے پاس نہ آئے۔ اس میں مذکور دونوں حدیثیں اس کے مطابق ہیں۔

دوسرا جزء یہ ہے کہ جب غیبوبیت دراز ہو جائے۔ دوسری حدیث اس کے مطابق ہے۔ تیسرا جزء یہ ہے کہ اس ڈر سے کہ گھر والوں کو خیانت کی طرف منسوب کرے۔ مذکور دونوں حدیثیں اس کے مطابق نہیں۔ البتہ مفہوم کے اعتبار سے اس پر دلالت ہے اور وہ یہ کہ منع کا یہی سبب ہے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْجُزْءُ الثَّانِیْ وَالْعِشْرُوْنَ

بَابُ طَلَبِ الْوَلَدِ

۴۹۰۹ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ هُشَيْمٍ عَنْ سَيَّارٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةٍ فَلَمَّا قَفَلْنَا تَعَجَّلْتُ عَلٰى بَعِيْرٍ قَطُوْفٍ فَلَحِقَنِيْ رَاكِبٌ مِنْ خَلْفِيْ فَالْتَفَتُّ فَإِذَا أَنَا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا يُعْجِلُكَ قُلْتُ إِنِّيْ حَدِيْثُ عَهْدٍ بِعُرْسٍ قَالَ فَبِكْرًا تَزَوَّجْتَ أَمْ ثَيِّبًا قُلْتُ بَلْ ثَيِّبًا قَالَ فَهَلَّا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بائیسواں پارہ

باب فرزند طلب کرنا

یعنی شادی و نکاح سے صرف لذت اور شہوت ذاتی مقصد نہیں ہونا چاہیے بلکہ بیٹے کی خواہش ہونی چاہیے

قَالَ فَلَمَّا قَدِمْنَا ذَهَبْنَا لِنَدْخُلَ فَقَالَ أَمْهِلُوا حَتّٰى تَدْخُلُوا لَيْلًا أَيْ عِشَاءً لِكَيْ تَمْتَشِطَ الشَّعِثَةُ وَتَسْتَحِدَّ الْمُغِيبَةُ قَالَ وَحَدَّثَنِي الثِّقَةُ أَنَّهُ قَالَ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ الْكَيْسَ الْكَيْسَ يَا جَابِرُ يَعْنِي الْوَلَدَ

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا میں قیامت کے روز تمہاری کثرت کی وجہ سے پہلی اُمتوں پر فخر کروں گا ،،

۴۹۰۹ــــ ترجمہ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے کہا میں ایک غزوہ میں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے ہمراہ تھا۔ جب ہم واپس آئے تو میں سست اُونٹ پر جلدی جلدی چلنے لگا تو میرے پیچھے سے ایک سوار مجھے لاحق ہُوا میں اس طرف متوجہ ہُوا تو میں نے اچانک دیکھا کہ میں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ ہوں۔ حضور نے فرمایا تجھے کیا چیز جلدی کروا رہی ہے۔ میں نے کہا میں نے نئی نئی شادی کی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کنواری سے شادی کی ہے یا شوہر دیدہ سے نکاح کیا ہے۔ میں نے عرض کیا بلکہ بیوہ سے شادی کی ہے فرمایا تو نے کنواری لڑکی سے شادی کیوں نہیں کی کہ تو اس سے کھیلتا اور وہ تجھ سے کھیلتی جابر نے کہا جب ہم واپس آئے تو اپنے گھروں میں جانا چاہا تو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ذرا دیر کرو حتی کہ عشاء کے وقت داخل ہو تاکہ جس عورت کا شوہر غائب ہے وہ بکھرے ہُوئے بالوں کی کنگھی کرلے اور زیرِ ناف بال صاف کرلے۔ کہا مجھے ثقہ راوی نے حدیث بیان کی کہ اس حدیث میں فرمایا : اے جابر جماع سے عاجز نہ ہونا۔

۴۹۰۹ــــ شرح : اس حدیث میں رات کے وقت داخل ہونے سے مراد عشاء کا وقت ہے تاکہ اس حدیث کا پہلی حدیثوں سے تعارض نہ ہو جن میں رات کو گھر والوں کے پاس آنے سے منع فرمایا ہے۔ البتہ اگر عورتوں کو آنے کی خبر پہلے سے معلوم ہو جائے تو رات گھر جانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ امام بخاری نے کہا مجھے ثقہ راوی نے خبر دی یا مسدّد نے یہ کہا اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ یہ روایت مجہول سے ہے جبکہ ثقہ کا نام ذکر نہیں کیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جب یہ ثابت ہُوا کہ وہ ثقہ راوی ہے تو اس کا نام ذکر نہ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ شائد امام یا مسدّد نام ذکر کرنے سے بھُول گئے ہوں گے اور اس کی تحقیق

۴۹۱۰ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَيَّارٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا دَخَلْتَ لَيْلًا فَلَا تَدْخُلْ أَهْلَكَ حَتَّى تَسْتَحِدَّ الْمُغِيبَةُ وَتَمْتَشِطَ الشَّعِثَةُ قَالَ قَالَ فَعَلَيْكَ بِالْكَيْسِ الْكَيْسِ تَابَعَهُ عُبَيْدُ اللهِ عَنْ وَهْبٍ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْكَيْسِ

نہ ہوئی ہوگی۔ قولہ الکیس اس کے معنی جماع اور عقل کے ہیں۔ اس سے مراد بچے کی طلب کی ترغیب دلانا ہے۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ یہاں کیس حذر کے قائم مقام ہے۔ یعنی جماع سے عجز میں پرہیز کرنا۔ کبھی رفق اور حسن تانی کے معنی میں آتا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۴۹۱۰ ــــ ترجمہ: جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم رات اپنے شہر میں آؤ تو اپنے گھر والوں کے پاس مت آؤ حتی کہ شوہر سے غائب عورت استرے کے ساتھ زیر ناف بال صاف کرلے اور جس پراگندہ کے سر کے بال بکھرے ہوئے ہیں وہ کنگھی کرلے جابر نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھ پر جماع کرنے سے بچہ کی طلب لازم ہے۔ عبید اللہ نے وہب اور جابر کے ذریعے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیس روایت کرنے میں شعبی کی متابعت کی۔

۴۹۱۰ ـــ شرح: قولہ اَلْکَیْسَ اَلْکَیْسَ ،، یہ اغراء کے طور پر منصوب ہے اور معنی یہ ہیں کہ بیوی سے جماع کرو اور بچہ طلب کرو یا تحذیر کے طور پر منصوب ہے اور معنی یہ ہیں کہ اپنے آپ کو جماع سے عاجز ہونے سے بچاؤ! کیس ،، یعنی جماع اور عقل ہے اس سے مراد بچہ کی طلب کی ترغیب دلانا ہے۔ جب کسی کی عقلمند اولاد ہو تو کہتے ہیں: اَکْیَسَ الرَّجُلُ ،،

علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہاں کیس حذر کے قائم مقام ہے یعنی جماع کے عجز سے بچو!

بَابٌ تَسْتَحِدُّ الْمُغِيْبَةُ وَتَمْتَشِطُ

۴۹۱۱ـــ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ اَخْبَرَنَا سَيَّارٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةٍ فَلَمَّا قَفَلْنَا كُنَّا قَرِيْبًا مِّنَ الْمَدِيْنَةِ تَعَجَّلْتُ عَلٰى بَعِيْرٍ لِّيْ قَطُوْفٍ فَلَحِقَنِيْ رَاكِبٌ مِّنْ خَلْفِيْ فَنَخَسَ بَعِيْرِيْ بِعَنَزَةٍ كَانَتْ مَعَهٗ فَسَارَ بَعِيْرِيْ كَاَحْسَنِ مَا اَنْتَ رَاءٍ مِّنَ الْاِبِلِ فَالْتَفَتُّ فَاِذَا اَنَا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ حَدِيْثُ عَهْدٍ بِعُرْسٍ قَالَ اَتَزَوَّجْتَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ اَبِكْرًا اَمْ ثَيِّبًا قَالَ قُلْتُ بَلْ ثَيِّبًا قَالَ فَهَلَّا بِكْرًا تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ قَالَ فَلَمَّا قَدِمْنَا ذَهَبْنَا لِنَدْخُلَ فَقَالَ اَمْهِلُوْا حَتّٰى تَدْخُلُوْا لَيْلًا اَيْ عِشَاءً لِكَيْ تَمْتَشِطَ الشَّعِثَةُ وَتَسْتَحِدَّ الْمُغِيْبَةُ

باب شوہر سے غائب زیر ناف بال صاف کرلے اور بکھرے بالوں والی کنگھی کرلے“

۴۹۱۱ـــ ترجمہ: شعبی نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ ہم ایک غزوہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ جب ہم واپس آئے ہوئے مدینہ منورہ کے قریب ہوئے تو میں نے اپنے سست اونٹ پر جلدی کی تو مجھے پیچھے سے ایک سوار ملا اور نیزہ جو اس کے ساتھ تھا اس سے میرے اونٹ کو ٹھونکا تو میرا اونٹ اس طرح اچھا چلنے لگا جیسے تو اچھا سے اچھا اونٹ چلتا دیکھے۔ میں نے اس کی

بَابُ لَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ

اِلٰى قَوْلِهٖ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرَاتِ النِّسَآءِ

۴۹۱۲ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ قَالَ اخْتَلَفَ النَّاسُ بِاَيِّ شَيْءٍ دُوْوِيَ جُرْحُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ اُحُدٍ فَسَاَلُوْا سَهْلَ بْنَ سَعْدِ السَّاعِدِيَّ

طرح ترجمہ جبر کی کہ ایک دفعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میاں نے نئی شادی کی ہے فرمایا کیا تو نے نکاح کر لیا ہے؟ عرض کیا جی ہاں! آپ نے فرمایا کنواری سے نکاح کیا ہے یا بیوہ سے کیا ہے۔ جابر نے کہا میں نے عرض کیا بلکہ شوہر دیدہ سے نکاح کیا ہے فرمایا کنواری سے کیوں نہیں نکاح کیا تو اسے کھیلتا اور وہ تجھ سے کھیلتی۔ جابر نے کہا جب ہم مدینہ منورہ میں آئے تو اپنے گھروں میں جانے لگے تو فرمایا ذرا دیر کرو یہاں تک کہ عشاء کے وقت گھروں کو جاؤ تاکہ بکھرے بالوں والی عورت کنگھی کر لے اور شوہر سے غائب عورت اُسترے سے زیر ناف بال صاف کر لے۔

باب اور عورتیں اپنی زینت اپنے شوہروں کے سوا کسی کے سامنے ظاہر نہ کریں ''لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرَاتِ النِّسَآءِ تک''

یہ آیت کریمہ پردہ کے بعد نزول ہوئی۔ چہرہ، دونوں کف یا ہاتھ کہنوں سمیت زینت میں داخل ہیں۔ شعبی نے کہا مملوک اپنی مالکہ کے بال نہیں دیکھ سکتا۔ آیت کریمہ میں ماموں اور چچا کو ذکر نہیں کیا، کیونکہ چچا باپ کی طرح ہے اور ماموں ماں کی طرح ہے اس کی تصریح کی ضرورت نہ تھی۔

۴۹۱۲ — ترجمہ: ابو حازم نے کہا لوگوں نے اختلاف کیا کہ جنگ اُحد میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زخم کی دوا کس شئی سے کی گئی۔ انھوں نے سہل بن سعد ساعدی سے دریافت کیا وہ مدینہ منورہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

وَكَانَ مِنْ اٰخِرِ مَنْ بَقِيَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ فَقَالَ وَمَا بَقِيَ مِنَ النَّاسِ اَحَدٌ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ كَانَتْ فَاطِمَةُ تَغْسِلُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهٖ وَعَلِيٌّ يَاْتِيْ بِالْمَاءِ عَلٰى تُرْسِهٖ فَاُخِذَ حَصِيْرٌ فَحُرِّقَ فَحُشِيَ بِهٖ جُرْحُهٗ

بَابٌ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ

کے صحابہ میں سے آخری صحابی ہیں جو باقی رہے ہیں۔ سہل بن سعد نے کہا لوگوں میں سے کوئی بھی باقی نہیں رہا جو مجھ سے یہ زیادہ جانتا ہو۔ سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا حضور کے چہرہ انور سے پانی سے خون صاف کرتی تھیں اور علی المرتضیٰ ڈھال میں پانی لاتے تھے پھر چٹائی لائی گئی اور اس کو جلایا گیا اور اس کے ساتھ زخم بھر دیا گیا۔ (حدیث ـــــ کی شرح دیکھیں)

آئت کریمہ اور حدیث شریف میں مطابقت اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ سے واضح ہوتی ہے۔

باب اور جو تم میں سے بلوغ کو نہیں پہنچے ہوں

اس سے پہلے یہ آئت کریمہ ہے : اے ایمان والو تم اجازت لے کر داخل ہو وہ جن کے تمہارے ہاتھ مالک ہیں اور وہ جو بلوغ کو نہیں پہنچے تین اوقات میں۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے نسفی سے اس کی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ذکر کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری غلام مدلج بن عمرو کو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی طرف دوپہر کے وقت بھیجا تاکہ انہیں بلا لائیں وہ ان کے گھر میں داخل ہوا تو عمر فاروق کو ایسی حالت میں دیکھا جسے عمر فاروق نے مکروہ سمجھا اور کہا یارسول اللہ میری خواہش ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ اجازت طلب کرنے کی حالت میں ہمیں کوئی امر و نہی فرمائے تو یہ آئت کریمہ نازل ہوئی۔ مقاتل نے کہا یہ آئت کریمہ اسماء بنت مرشد حارثیہ کے حق میں نازل ہوئی۔ اُن کا ایک بوڑھا غلام تھا وہ مکروہ وقت میں اس کے گھر داخل ہوئے وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا۔ ہمارے خادم اور غلام ہمارے گھروں میں ہماری ایسی حالت میں داخل ہوتے ہیں جسے ہم پسند نہیں کرتی ہیں اس وقت یہ آئت کریمہ نازل ہوئی بظاہر یہ مردوں کو خطاب ہے لیکن اس میں مرد اور عورتیں سب

۹۱۴ — حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَابِسٍ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ سَأَلَهُ رَجُلٌ شَهِدْتَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَضْحًى أَوْ فِطْرًا قَالَ نَعَمْ وَلَوْلَا مَكَانِي مِنْهُ مَا شَهِدْتُهُ يَعْنِي مِنْ صِغَرِهِ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى ثُمَّ خَطَبَ وَلَمْ يَذْكُرْ أَذَانًا وَلَا إِقَامَةً ثُمَّ أَتَى النِّسَاءَ فَوَعَظَهُنَّ وَذَكَّرَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ فَرَأَيْتُهُنَّ يَهْوِينَ إِلَى آذَانِهِنَّ وَحُلُوقِهِنَّ يَدْفَعْنَ إِلَى بِلَالٍ ثُمَّ ارْتَفَعَ هُوَ وَبِلَالٌ إِلَى بَيْتِهِ

داخل ہیں۔ جبکہ تغلیباً مردوں کا صیغہ عورتوں کو بھی شامل ہے۔ آیت کریمہ کے معنی یہ ہیں کہ تمہارے مملوک اجازت لے کر گھر میں داخل ہوں۔ ابو یعلی نے کہا: اظہر یہ ہے کہ اس سے چھوٹے غلام مراد ہیں۔ بالغ غلام اپنی مالکہ کو دیکھنے میں آزاد بالغ لوگوں کی طرح ہیں کہ ان کے لئے اپنی مالکہ کی طرف نظر کرنا حرام ہے۔
ثلاث عورات سے مراد دن رات میں تین اوقات ہیں فجر کی نماز سے قبل کیونکہ یہ وقت بستروں سے اٹھنے کا ہے اور رات کے کپڑے اتار کر بیداری کے کپڑے پہننے کا وقت ہے۔
اور جب قیلولہ کے لئے تم دوپہر کو کپڑے اتارو اور عشاء کی نماز کے بعد۔ کیونکہ یہ وہ وقت ہے جس میں بیداری کے کپڑے اتارے جاتے ہیں اور رات کے کپڑے پہنتے ہیں۔ ان اوقات کو اس لئے خاص کیا کہ یہ اوقات خلوت کے ہیں اور کپڑے اتارنے کے اوقات ہیں۔ ان میں سے ہر حال کو عورت کہا کیونکہ عورت کے معنی خلل ہیں اور ان میں لوگوں کا ستر مختل ہوتا ہے۔ (عینی)

۹۱۴ — ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک آدمی نے سوال پوچھا کہ تم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عید بقرہ یا عید فطرہ کے دن موجود تھے؟ انہوں نے کہا جی ہاں اگر مجھے آپ سے قرابت کا مقام حاصل نہ ہوتا تو کمسنی کے باعث میں آپ کے ساتھ موجود نہ ہوتا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (عیدگاہ) تشریف لے گئے اور نماز پڑھی۔ پھر خطبہ دیا اور اذان و اقامت کو ذکر نہ کیا پھر عورتوں کے پاس

بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ لِصَاحِبِهٖ هَلْ اَعْرَسْتُمُ اللَّيْلَةَ وَ طَعْنِ الرَّجُلِ ابْنَتَهٗ فِي الْخَاصِرَةِ عِنْدَ الْعِتَابِ

۴۹۱۶ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقٰسِمِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ عَاتَبَنِيْ اَبُوْبَكْرٍ وَجَعَلَ يَطْعُنُنِيْ بِيَدِهٖ فِيْ خَاصِرَتِيْ فَلَا يَمْنَعُنِيْ مِنَ التَّحَرُّكِ اِلَّا مَكَانُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَأْسُهٗ عَلٰى فَخِذِيْ

تشریف لے گئے۔ اور ان کو وعظ و نصیحت کی اور انہیں صدقہ کرنے کا حکم دیا میں نے عورتوں کو دیکھا کہ وہ اپنے کانوں اور حلقوں کی طرف ہاتھ بڑھا کر بلال کی طرف زیورات پھینکتی تھیں پھر آپ اور بلال اپنے گھر کی طرف تشریف لے گئے۔

۴۹۱۴ ـــ شرح: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ثم ارتفع ھو وبلال یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور بلال عورتوں کی طرف لوٹ گئے۔ اس سے ابن عباس کا مقصد یہ ہے کہ جو کچھ عورتوں سے رونما ہوا تھا اس کا ابن عباس مشاہدہ کرتے تھے، کیونکہ وہ کمسن تھے ان سے عورتیں پردہ نہ کرتی تھیں۔ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ ممکن ہے کہ اس وقت ان کو دیکھتے ہوں گے۔

باب آدمی کا اپنے ساتھی سے کہنا کیا تم نے آج رات جماع کیا ہے؟ اور آدمی کا اپنی بیٹی کے پہلو میں غصہ کے وقت چھونا"

۴۹۱۶ ـــ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا مجھے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سخت عتاب کیا اور اپنے ہاتھ سے میرے پہلو

میں چبھونے لگے اور مجھے حرکت سے صرف جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا موجود ہونا منع کرتا تھا جبکہ آپ کا سر مبارک میری ران پر تھا۔

۴۹۱۶ — **شرح:** اس باب کے دو عنوان ہیں۔ ایک آدمی کا اپنے ساتھی سے کہنا کیا تم نے آج رات جماع کیا ہے؟ اور دوسرا یہ کہ آدمی کا اپنی بیٹی کے پہلو میں غصہ کے وقت طعنہ دینا۔ دوسرا جزو حدیث کا حصہ ہے جو کتاب التیمم میں گزرا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں اپنے مقام میں آرام کے لئے ٹھہرے کہ وہاں پانی نہ تھا اور لوگوں کے پاس بھی پانی نہ تھا۔ وہاں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہار گم ہوگیا اس کی تلاش میں حضرت نے توقف فرمایا لوگ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ام المؤمنین کی شکایت کی کہ انھوں نے لوگوں کو سفر سے روک رکھا ہے، حالانکہ یہاں پانی نہیں اور نہ لوگوں کے پاس پانی ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ام المؤمنین کے پاس جاکر غصہ سے عتاب کیا۔ اس مقام میں تیمم کی آیت نازل ہوئی۔ لوگوں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا شکریہ ادا کیا کہ اے آل ابی بکر یہ تمہاری اسلام میں پہلی نعمت ہے جو مسلمانوں کو پہنچی ہے۔

یہ ظاہر بات ہے کہ امام نے اس باب میں جو حدیث ذکر کی ہے۔ عنوان کے اوّل جزو پر اس کی دلالت نہیں اس میں جو عذر کیا گیا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے پہلے عنوان لکھا اور اس کے مطابق کوئی حدیث نہ پائی جو بخاری کی شرط کے مطابق ہو اور عنوان حدیث کے بغیر رہنے دیا؛ علامہ کرمانی نے شرح بخاری میں ذکر کیا کہ یہاں یہ عذر درست نہیں ہے، کیونکہ امام بخاری نے اپنی تالیف میں ابوطلحہ کی حدیث بار بار ذکر کی ہے جو اس ترجمہ کے موافق ہے اور وہ حدیث یہ ہے کہ ابوطلحہ کی بیوی کا بچہ سخت بیمار ہوگیا اور اسی حالت میں فوت ہوگیا۔ جب ابوطلحہ سفر سے واپس آئے تو گھر آکر پوچھا بچے کا کیا حال ہے۔ بچے کی ماں نے کہا پہلے سے اب آرام ہے اور اس کی وفات ظاہر کرنا مناسب خیال نہ کیا تاکہ ابوطلحہ جو تھکے ماندے آئے ہیں اس خبر سے پریشان اور غمزدہ نہ ہوجائیں اور ان کے آگے کھانا رکھا۔ انھوں نے حسب عادت کھانا تناول کیا اور بیوی سے جماع کرکے سوگئے۔ جب صبح ہوئی تو ان کی بیوی نے بچے کی وفات کا اظہار کیا ابوطلحہ نے بیوی کے صبر و استقلال اور اس کی معیشت کے آداب کی رعایت کرنے پر تعجب کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر واقعہ عرض کیا تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم نے آج رات جماع کیا ہے؟ ابوطلحہ نے کہا جی ہاں! امام بخاری رحمہ اللہ کا باب کا عنوان قائم کرنا اور یہ حدیث ذکر نہ کرنا جو اس کے مطابق ہے۔ اس کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ شارح تراجم نے کہا عنوان کے جزو اوّل کا حق یہ ہے کہ اس کے مطابق حدیث ذکر کی جاتی اور وہ ابوطلحہ کی حدیث ہے جبکہ ان کا بچہ فوت ہوگیا تھا۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کِتَابُ الطَّلَاقِ

قَوْلُ اللّٰہِ تَعَالٰی یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْھُنَّ لِعِدَّتِھِنَّ وَاَحْصُوا الْعِدَّۃَ اَحْصَیْنَاہُ حَفِظْنَاہُ وَعَدَدْنَاہُ وَطَلَاقُ السُّنَّۃِ اَنْ یُّطَلِّقَھَا طَاھِرًا مِّنْ غَیْرِ جِمَاعٍ وَّیُشْھِدَ شَاھِدَیْنِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کتابُ الطّلاق

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اے پیارے نبی لوگوں کو فرمادو! جب عورتوں کو طلاق دو تو ان کی عدّت کے وقت میں طلاق دو اور عدّت شمار کرتے رہو۔ اَحْصَیْنَاہُ کے معنی ہیں ہم نے اس کو محفوظ کیا اور اس کو شمار کرتے رہے۔ طلاق سنّت یہ ہے کہ بیوی کو طہر میں جماع کئے بغیر طلاق دے اور دو گواہ کرلے۔

شرح: نکاح کے بعد طلاق کا بیان مناسب ہے۔ کیونکہ طلاق کا وجود نکاح کے بعد ہوتا ہے۔ اسی طرح ان کے احکام مرتب ہوں گے۔ لغت

۴۹۱۷ — حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ
عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ عَلٰى
عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَسُولَ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا ثُمَّ لِيُمْسِكْهَا حَتّٰى تَطْهُرَ ثُمَّ تَحِيضَ ثُمَّ تَطْهُرَ ثُمَّ إِنْ

میں طلاق کے معنی رفعِ قید ہیں۔ یہ اطلاق بعیر سے ماخوذ ہے جبکہ اس کی رسی کھول دی جائے اور شریعت مطہرہ میں طلاق کے معنی نکاح کی قید کو اٹھا دینا ہے یا عقدِ تزویج کو کھول دینا۔ مذکور آیت کریمہ میں خطاب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے اور مراد آپ کی امت ہے اور جمع کا صیغہ بطور تعظیم ہے۔

قولہ طَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ "یعنی ان کو طہر میں طلاق دو جس میں جماع نہ کیا ہو یہ بھی معنی ہیں کہ ان کے طہر میں طلاق دو جسے وہ عدت سے شمار کرتی ہیں اور حیض میں طلاق نہ دو یہ اُن عورتوں کے لئے ہے جو شوہر دیدہ ہوں اور اُن سے جماع کیا گیا ہو، کیونکہ جن سے جماع نہ کیا گیا ہو ان کی عدت نہیں ہے لہٰذا انہیں حیض میں بھی طلاق دینے میں حرج نہیں۔ طلاق تمام مباحات سے زیادہ مبغوض ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے نزدیک اَبْغَضُ الْمُبَاحَاتِ طلاق ہے اور فرمایا نکاح کرو اور طلاق نہ دو اس سے اللہ کا عرش کانپ جاتا ہے اور عورتوں کو صرف بدکرداری کے باعث طلاق دو کیونکہ اللہ تعالیٰ چکھنے والے مردوں اور عورتوں کو پسند نہیں کرتا۔

سُنّی طلاق یہ ہے کہ اپنی بیوی کو حیض سے پاک ہونے کی حالت میں طلاق دے اور اس طہر میں اس سے جماع نہ کیا گیا ہو اور طلاق پر دو گواہ قائم کر لے۔ اگر حیض میں طلاق دی یا طہر میں جماع کے بعد طلاق دی تو بدعی طلاق ہوگی۔

احناف کے نزدیک طلاق کی تین صورتیں ہیں۔ اول احسن وہ یہ کہ مدخول بہا (جس سے جماع کیا گیا) کو طہر میں ایک طلاق دے جس طہر میں جماع نہ کیا گیا ہو پھر اس کے قریب نہ جائے حتی کہ اس کی عدت ختم ہو جائے۔

دوسری طلاق حسن ہے وہ یہ کہ مدخول بہا کو تین طہروں میں تین طلاقیں دیں۔ ہر ایک طہر میں ایک

شَآءَ اَمْسَكَ بَعْدُ وَاِنْ شَاءَ طَلَّقَ قَبْلَ اَنْ يَّمَسَّ فَتِلْكَ الْعِدَّةُ الَّتِىْ اَمَرَ اللّٰهُ اَنْ تُطَلَّقَ لَهَا النِّسَاءُ

طلاق دے۔ تیسری طلاق بدعی ہے۔ وہ یہ کہ عورت کو بیک کلمہ تین طلاقیں دے یا ایک طہر میں تین طلاقیں دے۔ ان صورتوں میں طلاق ہو جاتی ہے۔ لیکن گنہگار ہوگا۔ طہر میں جماع کرنے کے بعد طلاق دینا بھی بدعی طلاق ہے۔

۴۹۱۷ — ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انھوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اپنی بیوی کو طلاق دیدی حالانکہ وہ حالتِ حیض میں تھی۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق سوال عرض کیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عبداللہ کو حکم دو کہ رجوع کرے پھر اس کو روک رکھے حتیٰ کہ وہ حیض سے پاک ہو جائے پھر اسے حیض آئے پھر حیض سے پاک ہو جائے پھر اس کے بعد اگر چاہے تو اسے روک رکھے اور اگر چاہے تو جماع کئے بغیر طلاق دیدے یہ وہ عدت ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اس کے لئے عورتوں کو طلاق دی جائے ،،

۴۹۱۷ — شرح: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حیض میں طلاق واقع ہو جاتی ہے لیکن حیض میں طلاق دینا حرام ہے۔ اس میں رجوع کرنا احناف کے نزدیک مستحب ہے۔ امام مالک اور صاحب ہدایہ کے نزدیک واجب ہے وہ امر بالرجوع کو وجوب پر محمول کرتے ہیں اور طلاق سنّت یہ ہے کہ طہر میں طلاق دے اور طلاق غیر بائن میں عدت کی رضاء کی ضرورت نہیں اس کی مرضی کے بغیر رجوع جائز ہے اور رجوع قول کے ساتھ صحیح ہے۔

امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر وطئی کرنے پر قادر ہو تو فعل کے ساتھ رجوع کرے گا۔ اس حدیث سے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے استدلال کیا کہ جس نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دی گناہ گار ہوگا اس کو رجوع کر لینا چاہیئے۔ اگر رجوع نہ کیا حتیٰ کہ عدت گزر گئی تو طلاق ہو جائے گی (عینی)

علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا عورت سے رجوع کرنے کی تقدیر پر ایک طہر گزرنے کی شرط کرنا اور دوسرے طہر کا انتظار کرنا مراجعت کے معنی کی تحقیق کے لئے ہے کیونکہ اگر اس طہر میں جماع کر لیا تو طلاق سنّی نہ ہوگی۔ لہٰذا حیض کے بعد دوسرے طہر کی احتیاج ہے تاکہ طلاق سنّی واقع ہو۔ امام نووی نے کہا دوسرے طہر تک تاخیر کا فائدہ یہ ہے کہ طلاق کی غرض سے رجوع نہ ہو، کیونکہ طہر کے انتظار سے عورت کا مقام شوہر سے دور ہو جاتا ہے۔ علامہ بیضاوی نے کہا دوسرے طہر کا انتظار اس لئے ہے کہ

بَابُ اِذَا طُلِّقَتِ الْحَائِضُ يُعْتَدُّ بِذٰلِكَ الطَّلَاقِ

۴۹۱۸ــــ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَنَسِ بْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ قَالَ طَلَّقَ ابْنُ عُمَرَ امْرَاَتَهٗ وَهِيَ حَائِضٌ فَذَكَرَ عُمَرُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِيُرَاجِعْهَا قُلْتُ تُحْتَسَبُ قَالَ فَمَهْ وَعَنْ قَتَادَةَ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا قُلْتُ تُحْتَسَبُ قَالَ اَرَاَيْتَهٗ اِنْ عَجَزَ وَاسْتَحْمَقَ وَقَالَ اَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ حُسِبَتْ عَلَيَّ بِتَطْلِيْقَةٍ

قصدِ جدید سے طلاق واقع ہو اگر چاہے تو طلاق دے۔

باب جس وقت حیض والی عورت کو طلاق دی تو یہ طلاق شمار ہوگی

علامہ عینی نے کہا جس وقت عورت کو حیض کی حالت میں طلاق دی تو اس طلاق کا اعتبار کیا جائے گا۔ اس میں ائمۂ فتویٰ کا اتفاق ہے۔ ظاہری اور خوارج اور رافضی کہتے ہیں طلاق واقع نہ ہوگی۔ اقول۔ اگر حیض کی حالت میں طلاق کا اعتبار نہ ہوتا تو حدیث میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو رجوع کر لے کا حکم نہ دیا جاتا کیونکہ رجوع طلاق کے بعد ہوتا ہے۔

۴۹۱۸ــــ ترجمہ: انس بن سیرین نے کہا میں نے ابن عمر سے سُنا کہ اُنھوں نے کہا عبداللہ بن عمر نے اپنی بیوی کو طلاق دی حالانکہ وہ حالتِ حیض میں تھی۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا۔ تو آپ نے فرمایا اس کو

رجوع کر لینا چاہیئے۔ ابن سیرین نے کہا میں نے ابن عمر سے کہا کیا تم اس طلاق کو شمار کرو گے۔ ابن عمر نے کہا اور کیا ہوگا اگر طلاق شمار نہ کی جائے (طلاق ہو گئی) قتادہ نے یونس بن جبیر کے ذریعہ ابن عمر سے روایت کی کہ فرمایا عبداللہ کو حکم دو کہ رجوع کرلے۔ میں (یونس بن جبیر) نے کہا کیا یہ طلاق شمار کر دی گئی۔ عبداللہ ابن عمر نے کہا مجھے خبر دو اگر عبداللہ عاجز ہو گیا ہو اور حماقت کی وجہ سے طلاق دے دی تو طلاق واقع نہ ہوگی؟ ابو معمر نے کہا ہمیں عبدالوارث نے خبر دی انھوں نے ہمیں ایوب اور سعید بن جبیر کے ذریعہ ابن عمر سے خبر دی کہ انھوں نے کہا مجھ پر ایک طلاق شمار کی گئی۔

۴۹۱۸ شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد "مرہ لیراجعها"، اس بات کی دلیل ہے کہ حیض میں طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

قولہ "فمہ"، دراصل ما استفہامیہ ہے الف کو ھا سے بدلا گیا ہے یعنی فما یکون ان لم تحتسب طلقۃ، اگر طلاق شمار نہ کی جائے تو اور کیا ہوگا۔ ہو سکتا ہے "مہ" زجر کے لئے ہو یعنی خاموش رہو۔ وقوع طلاق میں کوئی شک نہیں اور طلاق کے اعداد میں شمار ہوگی۔ دارقطنی نے ابن عمر سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ایک طلاق ہے۔

قولہ "اِستحمق"، خطابی نے کہا: اس کے معنی یہ ہیں کہ مجھے بتاؤ کیا عبداللہ کا عجز اور حمق طلاق جو اس نے حیض میں واقع کی ہے کو ساقط کر دے گا؟ امام نووی نے کہا کیا اس سے طلاق مرتفع ہو جائیگی اگرچہ وہ عاجز ہو گیا اور حماقت کی "أتحتسب" میں استفہام انکاری ہے یعنی ہاں طلاق کا شمار ہوگا وہ اپنے عجز اور حماقت کے باعث اس کا شمار روک نہیں سکتا۔ قاضی نے کہا اگر عبداللہ رجوع کرنے سے عاجز ہو جائے اور احمق جیسا فعل کرے"

علامہ کرمانی نے کہا احتمال ہے کہ کلمہ اِن نافیہ ہو یعنی ابن عمر عاجز نہیں ہوا، بچہ یا مجنون نہیں کہ اس کی طلاق ہی واقع نہ ہو۔ کرمانی نے کہا عجز طفل کو لازم ہے اور حمق جنون کو لازم ہے یہ اطلاق لازم اور مراد ملزوم ہے۔ اللہ تعالیٰ کرمانی کو جزاء خیر دے۔ صحابی کا احترام کیسے ملحوظ رکھا۔ اگرچہ یہ عبداللہ ہی کا اپنا کلام ہے اور متکلم کو بصورت غائب از روئے التفات ذکر کیا ہے لیکن ہمارے لئے ضروری ہے کہ اس کی احسن الفاظ سے تعبیر کریں۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابن خشاب سے نقل کیا کہ "اِستَحمَقَ"، میں تا مفتوحہ ہے اس کے معنی یہ ہیں۔ عبداللہ نے ایسا فعل کیا ہے جس سے وہ احمق اور عاجز ہو گیا ہے۔ کیا اس کا عجز و حمق اس سے طلاق کا حکم ساقط کر دے گا؟ مادہ استفعال سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ انھوں نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دے کر حمق میں تکلف کیا ہے۔ بعض اصول میں "اُستُحمِقَ" کی تاء مضموم ہے یعنی لوگوں نے عبداللہ کے فعل کو حماقت جانا ہے۔ مہلب نے کہا: ان عجز واستحمق" کے معنی یہ ہیں کہ

بَابُ مَنْ طَلَّقَ وَهَلْ يُوَاجِهُ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ بِالطَّلَاقِ

۴۹۱۹ ــ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ سَأَلْتُ الزُّهْرِيَّ أَيُّ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَعَاذَتْ مِنْهُ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ ابْنَةَ الْجَوْنِ لَمَّا أُدْخِلَتْ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدَنَا مِنْهَا قَالَتْ أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ فَقَالَ لَهَا لَقَدْ عُذْتِ بِعَظِيمٍ الْحَقِي بِأَهْلِكِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ رَوَاهُ حَجَّاجُ بْنُ أَبِي مَنِيعٍ عَنْ جَدِّهِ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّ عُرْوَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ

کیا اس کی عقل گم ہوگئی ہے۔ وہ رجوع نہیں کرسکتا ہے کیا اس کی بیوی مُعلّقہ رہے گی کہ نہ اس کا شوہر ہو اور نہ اسے طلاق ہو، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس سے منع کیا ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ اس طلاق کو شمار کیا جائے گا جو اُصولِ صحیح طریقہ کے بغیر واقع کی ہے۔

باب ــ جس نے طلاق دی

کیا آدمی طلاق دیتے وقت اپنی بیوی کی طرف متوجہ ہو؟

۴۹۱۹ ــ ترجمہ: اوزاعی نے کہا میں نے زہری سے پُوچھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کس بیوی نے حضرت سے استعاذہ کیا تھا۔ زہری نے کہا مجھے عروہ نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے خبر دی کہ جَون کی بیٹی نے استعاذہ کیا جس وقت اس کو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے قریب ہوئے تو اُس نے کہا "اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْکَ" میں اللہ کے ذریعہ تم سے پناہ چاہتی ہوں"، سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تُو نے عظیم کے

۴۹۲۰ـ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ اَبْنُ غَسِيْلٍ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ اَبِيْ اُسَيْدٍ عَنْ اَبِيْ اُسَيْدٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى انْطَلَقْنَا اِلٰى حَائِطٍ يُقَالُ لَهُ الشَّوْطُ حَتّٰى انْتَهَيْنَا اِلٰى حَائِطَيْنِ فَجَلَسْنَا بَيْنَهُمَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِجْلِسُوْا هٰهُنَا وَدَخَلَ وَقَدْ اُتِيَ بِالْجَوْنِيَّةِ فَاُنْزِلَتْ فِيْ بَيْتٍ فِيْ نَخْلٍ فِيْ بَيْتٍ اُمَيْمَةُ بِنْتُ النُّعْمَانِ بْنِ شَرَاحِيْلَ وَمَعَهَا دَايَتُهَا

ساتھ پناہ چاہی ہے۔ اپنے اہل کے ساتھ لاحق ہو جا۔ ابو عبداللہ (بخاری) نے کہا اس کو حجاج بن ابی منیع نے اپنے دادے اور زہری کے ذریعہ روائت کیا کہ ام المؤمنین عائشہ نے کہا۔

۴۹۱۹ـ شرح : ہل یواجہ سے امام نے اشارہ کیا کہ طلاق خلافِ اولیٰ ہے؛ کیونکہ ترکِ مواجہۃ میں نرمی اور آسانی ہے ہاں اگر ضرورت ہو تو عورت کے سامنے طلاق دینا جائز ہے۔ بنتِ جون کا نام اُمیمہ ہے جو اُمّہ کا مصغّر ہے۔ بعض نے کہا اسماء بنت کند جونیہ ہے۔ محدث ابو نعیم کی کتاب الصحابہ میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ عُمرہ بنت جون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پناہ چاہی جس وقت اس کو آپ کے پاس بھیجا گیا تھا۔

قولہ الحقی باہلک ،، یہ کنایات طلاق سے ہے۔ اگر اس میں طلاق کا ارادہ کیا تو طلاق ہوگی اور اگر طلاق کا ارادہ نہیں کیا تو طلاق واقع نہ ہوگی۔ امام ابو حنیفہ اور سفیان ثوری کا یہی مذہب ہے انھوں نے کہا اس میں اگر ایک طلاق کی نیت کی تو ایک طلاق ہوگی اگر تین کی نیت کی تین طلاقیں واقع ہوں گی۔ اور اگر دو کی نیت کی تو ایک طلاق واقع ہوگی۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا اگر طلاق کی نیت کی ایک۔ یا دو یا تین تو وہی واقع ہو جائے گی، ورنہ کچھ نہ واقع ہوگا۔

۴۹۲۰ـ ترجمہ : ابو اُسید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ اُنھوں نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ باہر نکلے حتی کہ ایک باغ میں گئے جسے شوط کہا جاتا ہے جب ہم اس کی دو دیواروں کے درمیان پہنچے تو وہاں بیٹھ گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سب یہاں بیٹھے رہو اور آپ اندر تشریف لے گئے حالانکہ جونیہ کو لایا گیا تھا اور اسے ایک گھر میں اتارا گیا جو نخل میں تھا اور وہ اُمیمہ بنت نعمان بن شراحیل ہے۔ اس کے ساتھ اس کی دایہ تھی جو اس کی نگران

حَاضِنَةٌ لَهَا فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَبِي
نَفْسَكِ لِي قَالَتْ وَهَلْ تَهَبُ الْمَلِكَةُ نَفْسَهَا لِلسُّوقَةِ قَالَ فَأَهْوَى
بِيَدِهِ يَضَعُ يَدَهُ عَلَيْهَا لِتَسْكُنَ فَقَالَتْ أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ فَقَالَ
قَدْ عُذْتِ بِمَعَاذٍ ثُمَّ خَرَجَ عَلَيْنَا فَقَالَ يَا أَبَا أُسَيْدٍ اكْسُهَا رَازِقِيَّتَيْنِ
وَأَلْحِقْهَا بِأَهْلِهَا وَقَالَ الْحُسَيْنُ بْنُ الْوَلِيدِ النَّيْسَابُورِيُّ عَنْ
عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلٍ عَنْ أَبِيهِ وَأَبِي أُسَيْدٍ قَالَا
تَزَوَّجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمَيْمَةَ بِنْتَ شَرَاحِيلَ فَلَمَّا
أُدْخِلَتْ عَلَيْهِ بَسَطَ يَدَهُ إِلَيْهَا فَكَأَنَّهَا كَرِهَتْ ذٰلِكَ فَأَمَرَ أَبَا
أُسَيْدٍ أَنْ يُجَهِّزَهَا وَيَكْسُوَهَا ثَوْبَيْنِ رَازِقِيَّيْنِ

تھی۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس گئے اور فرمایا تو اپنے آپ کو مجھے ہبہ کر دے اُس نے کہا کیا ملکہ اپنا نفس رعیت کو ہبہ کر سکتی ہے ؟

راوی نے کہا آپ نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور اس کے سر پہ رکھا تاکہ اس کو سکون ہو اُس نے کہا اعوذ باللہ منک تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے ایسی ذات کی پناہ مانگی جس کی پناہ مانگی جاتی ہے۔ پھر آپ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا اے ابا اُسید اس کو دو رازقی کپڑے پہنا دو اور اسے اپنے گھر والوں کے پاس پہنچا دو۔ حسین بن ولید نیشاپوری نے عبد الرحمٰن کے ذریعہ عباس بن سہل سے اُس نے اپنے والد اور ابو اُسید سے روایت کی کہ اُن دونوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمیمہ بنت شراحیل سے روایت کی کہ جب اس عورت کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا تو آپ نے اپنا دستِ مبارک اس کی طرف دراز فرمایا تو اُس نے یہ ناپسند کیا آپ نے ابو اُسید کو حکم دیا کہ اُس کو سامان دے کر تیار کرے اور اس کو دو رازقی کپڑے پہنا دے۔

۴۹۲۰ — شرح : جونیہ ازدی قبیلہ کی طرف نسبت ہے اور جونیہ اپنے جدِ اعلیٰ جوُن کی طرف منسوب ہے اور دایہ بمعنی مرضعہ ہے۔ قسطلانی نے کہا

دایہ یعنی قابلہ ہے جو بچے جناتی ہے۔ ابن منیر نے کہا اس عورت نے کہا کیا ملکہ اپنا نفس رعیت کو ہبہ کرتی ہے یا یہ باقی ماندہ اہلِ جاہلیت کا کلام ہے۔

سوقہ اسے کہتے ہیں جو بادشاہ نہ ہو۔ اس عورت نے ملکہ کا غیر ملک سے نکاح کو بعید سمجھا تھا۔ بعض نے کہا اس عورت نے سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانا نہیں تھا اور اپنے آپ کو فخر و مباہات کے طور پر ملکہ کہا لیکن وہ ملکہ نہ تھی۔ رازقیہ سوتی کپڑے ہیں جو آپ نے جونیہ کو بطور استحباب و تفضل متعہ دیئے تھے۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث کی عنوان پر دلالت نہیں ہے، کیونکہ عقدِ نکاح تو تھا نہیں جبکہ اس نے اپنا نفس حضور کو ہبہ نہ کیا تھا اور نہ ہی طلاق بالمشافہ ہوئی تھی، کیونکہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے استعاذہ کرنے کے بعد تشریف لے آئے تھے اور ابو اسید سے کہا تھا کہ اس کو اس کے اہل خانہ کے پاس پہنچا دو۔

اس کا جواب یہ ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جائز ہے کہ عورت کے ولی کی اجازت کے بغیر اپنے ساتھ نکاح فرمالیں اور آپ کا یہ ارشاد "ھَبِی نَفْسَكِ"، مجھے اپنا نفس ہبہ کردے یہ اس عورت کے دلی میلان کے لئے تھا اور جب ارشاد فرمایا کہ اپنے اہل خانہ کے پاس چلی جا تو مواجہتہ یعنی بالمشافہ طلاق پائی گئی اور اس کے بعد سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ابو اسید کو ارشاد فرمانا کہ اس کو اس کے اہلِ خانہ کے پاس پہنچا دو منافی نہیں بلکہ اس کی تقویت کرتا ہے۔

قولہ فی بَیْتٍ فی نَخْلٍ، "بیت" پر تنوین ہے اور بیت کو اُمیمہ کا مضاف کہنا غلط ہے۔ علامہ عینی نے ذکر کیا کہ اس عورت نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانا نہیں تھا۔ اس لئے وہ اس کے بعد اپنے آپ کو شقیہ کہا کرتی تھی۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ابن جوزی نے کہا سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بیوی نے جونیہ سے کہا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے قریب آتے دیکھے تو کہنا اعوذ باللہ منک اس کا جواب یہ ہے نفس حدیث میں ہے کہ جونیہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانا نہ تھا اور آپ کی اس طرف نظر خاطب کی تھی جو کوئی مخطوبہ کی طرف نظر کرتا ہے۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ دارقطنی نے اپنے سنن میں محمد بن عبدالرحمٰن بن ثوبان سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جونیہ کا گھونگھٹ اٹھایا تھا اور اس کو دیکھا تھا لہٰذا خلوت پائی گئی۔ مہر واجب ہوگیا اس سے دخول ہو یا نہ ہو۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ کپڑے بطور متعہ تھے جو اس مطلقہ کو دیئے جاتے ہیں جس سے جماع نہ کیا ہو۔

علامہ قسطلانی نے ابن سعد سے نقل کیا کہ ابو اسید نے کہا مجھے حضور نے حکم دیا کہ میں جونیہ کو اس کے گھر چھوڑ آؤں جب میں اس کو لے کر اس کے اہلِ خانہ کے پاس پہنچا تو وہ چلا چلا کر رونے لگے اور

۴۹۲۱ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ ابْنُ اَبِي الْوَزِيْرِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَمْزَةَ عَنْ اَبِيْهِ وَعَنْ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ بِهٰذَا

حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيٰى عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِيْ غَلَّابٍ يُوْنُسَ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ رَجُلٌ طَلَّقَ امْرَاَتَهٗ وَهِيَ حَائِضٌ قَالَ تَعْرِفُ ابْنَ عُمَرَ اِنَّ ابْنَ عُمَرَ طَلَّقَ امْرَاَتَهٗ وَهِيَ حَائِضٌ فَاَتٰى عُمَرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهٗ فَاَمَرَهٗ اَنْ يُّرَاجِعَهَا فَاِذَا طَهُرَتْ فَاَرَادَ اَنْ يُّطَلِّقَهَا فَلْيُطَلِّقْهَا قُلْتُ فَهَلْ عَدَّ ذٰلِكَ طَلَاقًا قَالَ اَرَاَيْتَ اِنْ عَجَزَ وَاسْتَحْمَقَ

کہا یہ عورت برکت والی نہیں ہے ۔

۴۹۲۱ — ترجمہ : عبد اللہ بن محمد نے بیان کیا کہ ہمیں ابراہیم بن ابی الوزیر نے خبر دی کہ ہمیں عبد الرحمٰن نے حمزہ سے اُس نے اپنے والد اور عباس بن سہل بن سعد سے اُنھوں نے اپنے والد سے یہ حدیث بیان کی ۔

(یہ مذکور حدیث کا دوسرا اسناد ہے)

ترجمہ : ابو غلاب یونس بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ، سے کہا کوئی آدمی اپنی بیوی کو طلاق دے ، حالانکہ وہ حیض کی حالت میں ہو ۔ ابن عمر نے کہا عبد اللہ بن عمر کو پہچانتے ہو ؟ ابن عمر نے اپنی بیوی کو طلاق دی ؛ حالانکہ وہ حائض تھی ۔ عمر فاروق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے یہ ذکر کیا تو حضور نے حکم دیا کہ عبد اللہ رجوع کرے جب وہ پاک ہوجائے اور وہ طلاق دینے کا ارادہ کرے تو اسے طلاق دیدے ۔ میں نے کہا کیا اس کو طلاق شمار کیا گیا ؟ عبد اللہ نے کہا مجھے خبر دو ۔ اگر عبد اللہ عاجز ہوگیا اور حماقت کی وجہ سے طلاق دے دی ۔

بَابُ مَنْ اَجَازَ طَلَاقَ الثَّلٰثِ

لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ وَقَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ فِيْ مَرِيْضٍ طَلَّقَ لَا اَرٰی اَنْ تَرِثَ مَبْتُوْتَةٌ وَقَالَ الشَّعْبِيُّ تَرِثُهٗ فَقَالَ ابْنُ شُبْرُمَةَ تَزَوَّجُ اِذَا انْقَضَتِ الْعِدَّةُ قَالَ نَعَمْ قَالَ اَرَاَيْتَ اِنْ مَاتَ الزَّوْجُ الْاٰخَرُ فَرَجَعَ عَنْ ذٰلِكَ

۴۹۲۱ — شرح: اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس سے پہلی حدیث میں دو طہر شرط قرار دیئے اور اس حدیث میں صرف ایک طہر ذکر کیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ دو طہر محض اولویت اور افضلیت کے لئے ہیں؛ ورنہ واجب صرف طہر کا حصول کافی ہے (کرمانی)

باب جس نے تین طلاق دینا جائز کہا

کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: طلاق دو بار تک ہے۔ پھر بھلائی کے ساتھ روک لینا ہے یا نکوئی کے ساتھ چھوڑ دینا ہے،،

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے ایک مریض کے بارے میں کہا جس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں۔ میں نہیں جانتا کہ اس کی طلاق پوری کرنے والی بیوی اس کی وارث ہو۔ شعبی نے کہا وہ وارث ہوگی۔ عبداللہ بن شبرمہ نے (شعبی سے) کہا کیا یہ عورت عدت کے بعد نکاح کر سکتی ہے شعبی نے کہا جی ہاں! نکاح کر سکتی ہے۔ ابن شبرمہ نے کہا آپ بتائیں جب دوسرا شوہر مرگیا تو اس کی وارث ہوگی؟ یہ سن کر شعبی نے رجوع کر لیا۔

شرح: پہلے ہم باب کے عنوان کی وضاحت کرتے ہیں۔ شیعہ اور بعض ظاہری کہتے ہیں کہ جب کوئی ایک بار تین طلاقیں دے تو طلاق واقع نہیں ہوتی؛ کیونکہ اس نے سنت کی مخالفت کی ہے۔ اشراف میں بعض مبتدعہ سے منقول ہے کہ جب تین طلاقیں

دے تو طلاق واقع نہیں ہوتی، کیونکہ اس نے سنت کی مخالفت کی ہے۔ اشراف میں بعض مبتدعہ سے منقول ہے کہ جب تین طلاقیں اکٹھی دے تو ایک طلاق واقع ہوگی ان کی دلیل یہ ہے کہ رکانہ بن عبد یزید نے اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دیں پھر سخت غمناک ہوئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے پوچھا تم نے کیسے طلاق دی۔ رکانہ نے کہا ایک مجلس میں تین طلاقیں دی ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ایک ہی طلاق ہے اگر چاہتے ہو تو رجوع کر لو رکانہ نے رجوع کر لیا اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث ابن عباس سے مروی ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کا فتویٰ اس کے خلاف ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں۔ اور جب راوی اپنی روایت کے خلاف فتویٰ صادر کرے تو اس کے نزدیک روایت منسوخ ہوتی ہے۔ نیز ابو داؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کی کہ رکانہ نے اپنی بیوی کو طلاق بتہ دی تھی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قسم دی کہ اُس نے کیا ارادہ کیا تھا۔ رکانہ نے کہا یا رسولَ اللہ بخدا میرا ارادہ ایک طلاق تھا اور بار بار کہا بخدا! میرا ارادہ ایک طلاق تھا تو حضور نے ان کی بیوی ان کی طرف واپس کر دی پھر رکانہ نے دوسری طلاق عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں دی اور تیسری طلاق عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں دی۔ چونکہ رکانہ نے طلاق بتہ دی تھی اور بتہ کنایاتِ طلاق سے ہے اس میں طلاق دینے والے کی نیت کا اعتبار ہے کہ اگر ایک طلاق کی نیت کرے تو ایک ہی طلاق ہوگی اور اگر دو کی نیت کرے تب بھی ایک ہی طلاق ہوگی اور اگر تین کی نیت کرے تو تین طلاقیں ہوں گی۔ جب رُکانہ نے قسم کھا کر کہا کہ اُس نے ایک طلاق کی نیت کی تھی تو یہ کہنا غلط ہُوا کہ اس نے ایک مجلس میں تین طلاقیں دی تھیں۔

ابو داؤد نے اس حدیث کو صحیح تر کہا ہے۔ ابو داؤد نے ابن مجاہد کے طریق سے صحیح سند کے ساتھ روایت کی کہ ابن مجاہد نے کہا میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس تھا کہ ایک آدمی آیا اور کہا اُس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی ہیں۔ یہ سُن کر پہلے ابن عباس خاموش رہے یہاں تک کہ میرا یہ گمان ہُوا کہ ابن عباس اس کی بیوی اس کو واپس کر دیں گے پھر فرمایا تم میں سے بعض لوگ حماقت پر سوار ہوتے ہیں پھر آ کر مجھے کہتے ہیں یا ابن عباس یا ابن عباس! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا،، جو اللہ سے ڈرے وہ اس کے لئے کوئی راہ نکال دیتا ہے تو اللہ سے نہیں ڈرا میں تیرے لئے کوئی راہ نہیں پاتا تُو نے اپنے رب کی نافرمانی کی ہے تیری بیوی تجھ سے بائن مغلظ ہو گئی ہے۔ ایک دوسرے طریق سے ابن عباس سے مروی ہے کہ جو شخص ایک بار تین طلاقیں دے تینوں واقع ہو جاتی ہیں۔ مؤطا میں ہے کہ ایک شخص نے ابن عباس سے کہا میں نے اپنی بیوی کو سَو طلاق دی ہے۔ آپ کا اس میں کیا فتویٰ ہے۔ ابن عباس نے کہا تین طلاقیں واقع ہو گئیں اور

۹۷ طلاقوں میں تو نے اللہ کی آیات سے استہزاء کیا۔

جمہور علماء تابعین اور اُن کے بعد تبع تابعین اوزاعی، نخعی، ثوری، ابوحنیفہ اور آپ کے تلامذہ امام مالک اور اُن کے تلامذہ امام شافعی اور اُن کے تلامذہ امام احمد اور اُن کے تلامذہ، اسحاق، ابوثور اور ابوعبید اور دیگر علماء کا یہ مذہب ہے کہ جو اپنی بیوی کو ایک ہی بار تین طلاقیں دے تینوں واقع ہوجاتی ہیں، لیکن گنہگار ہوگا۔ اُنھوں نے کہا جو اس مذہب کی مخالفت کرے وہ اہل سنت کے خلاف ہے۔ مسلم میں ابن عباس کی حدیث کہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے عہدِ مبارک، ابوبکر صدیق کے عہد اور دو سال عمر فاروق کے عہدِ خلافت میں تین طلاقیں ایک طلاق شمار ہوتی تھی۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا لوگوں نے ایک کام میں جلدی کرنی شروع کر دی ہے جس میں ان کو سہولت تھی اگر ہم یہ ان پر جاری کر دیں تو اچھا ہوگا اور ان پر جاری کر دیا"

اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ شروع اسلام میں جب کوئی اپنی بیوی سے کہتا تجھے طلاق تجھے طلاق تجھے طلاق ہے (تاکید کی نیت کیا نئی طلاق کی نیت نہ کی تو ایک ہی طلاق کے وقوع کا حکم دیا جاتا تھا کیونکہ وہ دوسری بار سے نئی طلاق کا ارادہ نہ کرتے تھے تو غالب یہی ہوتا تھا کہ وہ دوسری اور تیسری بار سے پہلی طلاق کی تاکید کرتا تھا۔ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا اور لوگ یہ صیغہ بکثرت استعمال کرتے تھے اور دُوسری اور تیسری بار سے نئی طلاق کا ارادہ کرتے تھے تو عمر فاروق نے تین طلاقوں کا حکم جاری کر دیا بعض علماء نے اس حدیث کا مفہوم یہ بیان کیا کہ پہلے زمانہ میں لوگوں کی عادت تھی کہ وہ اس سے ایک طلاق واقع کرتے تھے پھر عمر فاروق کے زمانہ میں وہ ایک ہی بار تین طلاقیں واقع کرنے لگے تو عمر فاروق نے اسے نافذ کر دیا۔ اس تقدیر پر یہ لوگوں کی عادت کے اختلاف کی خبر ہے۔ ایک مسئلہ میں حکم کی تبدیلی نہیں۔

امام طحاوی نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت کی کہ انہوں نے اس آدمی کے متعلق جو باکرہ کو تین طلاقیں دے۔ کہا وہ اس کے لئے حلال نہیں حتیٰ کہ کسی اور شخص سے نکاح کرے۔

بہرکیف امام ابوحنیفہ، مالک، شافعی اور احمد بن حنبل اور ان کے ساتھیوں سب کا مذہب یہ ہے کہ بیک وقت تین طلاقیں دینے سے تینوں طلاقیں واقع ہوجاتی ہیں، لیکن احناف کہتے ہیں یہ بدعی طلاق ہے؛ چنانچہ دارقطنی نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ میں نے عرض کیا یا رسُولَ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم! اگر میں اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیتا تو کیا ہوتا حضور نے فرمایا اس وقت تو اپنے رب کی نافرمانی کرتا اور تیری بیوی تجھ پر حرام ہوجاتی۔ نیز طلاق میں تین کا عدد اس لئے رکھا گیا ہے کہ طلاق سے ندامت کے بعد تدارک ہوسکے کیونکہ اگر اس نے ایک طلاق دی اور بعد میں نادم ہُوا تو رجوع کرے اور اگر تین طلاقیں دیں تو نادم ہونے کا کوئی فائدہ نہ ہوگا اور فوت کردہ واپس نہ کرسکے گا۔

امام طحاوی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کا یہ جواب دیا کہ ابن عباس کی حدیث منسوخ ہے۔ کیونکہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں منبر پر فرمایا:
اے لوگو! طلاق کے بارے میں تمہیں سہولت تھی۔ اب جس نے طلاق میں اللہ کی سہولت سے جلدی کی ہم اس کو طلاق لازم کر دیں گے۔ اسے امام طحاوی نے صحیح اسناد سے روایت کیا اور ان صحابہ کرام سے خطاب کیا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے خبردار تھے۔ جن کو پتہ تھا کہ ایک طلاق شمار ہوتی تھی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا خطاب سن کر تمام صحابہ کرام خاموش رہے کسی نے عمر فاروق کے فیصلہ کو مسترد نہ کیا تو یہ ان کا تین طلاقوں کے وقوع پر اجماع منعقد ہوا جس نے پہلا حکم منسوخ کر دیا۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں چند اشیاء کے معانی تھے۔ صحابہ کرام نے آپ کے بعد ان معانی کا خلاف کیا جو پہلے حکم کا ناسخ ہوا؛ چنانچہ پہلے امہات الاولاد کی بیع کی جاتی تھی اور شراب میں کوڑوں کی حد مقرر نہ تھی۔ صحابہ کرام نے امہات الاولاد کی بیع جرم قرار دیا اور شراب کی حد اسی (۸۰) کوڑے مقرر کی۔

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ناسخ ہو سکتا ہے؛ کیونکہ جب خبر مشہور سے نسخ جائز ہے تو صحابہ کے اجماع سے بطریق اولیٰ جائز ہے؛ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ صحابہ کو کوئی نص ملا ہو جو پہلے حکم کا ناسخ ہو اور وہ ہم تک نہ پہنچا ہو۔ علاوہ ازیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے طحاوی نے چند احادیث روایت کی ہیں جو ان کی روایت کی تنسیخ کرتی ہیں؛ چنانچہ اعمش نے مالک بن حارث سے روایت کی کہ ایک آدمی ابن عباس کے پاس آیا اور کہا میرے چچا نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی ہیں۔ ابن عباس نے فرمایا تیرے چچا نے اللہ کی نافرمانی کی ہے۔ اور شیطان کی اطاعت کی ہے اس کے لئے اب کوئی راہ باقی نہیں ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا حق یہی ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کوئی شئ معلوم کی ہو پھر وہ منسوخ ہو گئی ہو؛ کیونکہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی ایسی روایت نہیں کرتے جس کی وہ بعد میں مخالفت کریں معلوم ہوا کہ ابن عباس کا پہلی روایت کے خلاف فیصلہ اس روایت کے منسوخ ہونے کی دلیل ہے۔ واللہ و رسولہ اعلم!

لِقَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ

"طلاق دو بار تک ہے۔ پھر بھلائی کے ساتھ روک لینا یا نکوئی کے ساتھ چھوڑ دینا ہے،،

اس آیت کریمہ سے استدلال اس طرح ہے کہ اس کا معنی یہ ہے کہ طلاق دو بار ہے جب دو طلاقوں کو جمع کرنا جائز ہے تو تین کو بھی جمع کرنا جائز ہے۔ علامہ عینی نے کہا احسن یہ ہے کہ اَوْ تَسْرِیْحٌ بِاِحْسَانٍ ،، عام ہے ایک ہی دفعہ تینوں کو شامل ہے ابو حاتم نے یونس بن عبد الاعلیٰ ابن وہب، سفیان ثوری، اسماعیل بن سمیع اور ابو رزین سے روایت کی کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! امساک بمعروف او تسریح باحسان کے متعلق ارشاد فرمائیں کہ تیسری طلاق کونسی ہے۔ آپ نے فرمایا تسریح باحسان ہے یہ اسناد صحیح ہے لیکن مرسل ہے۔ ابن مردویہ نے اپنے اسناد سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ذکر کی کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ نے طلاق دو بار ذکر کی ہے۔ تیسری کونسی طلاق ہے حضور نے فرمایا تیسری اِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِیْحٌ بِاِحْسَانٍ ،، ہے۔

قَالَ ابْنُ زُبَیْرٍ فِیْ مَرِیْضٍ طَلَّقَ لَا اَرٰی اَنْ تَرِثَ مَبْتُوْتَتُهٗ

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا اس مریض کے متعلق جو اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے میں نہیں دیکھتا کہ وہ اس کی وارث ہو بتہ طلاق میں تین کی نیت ہو تو تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں اور تین طلاقوں کے بعد بیوی شوہر کے درمیان زوجیت کا علاقہ نہیں رہتا۔

شعبی نے کہا جب مبتوتہ کی عدت پوری ہو جائے اور اس کا شوہر زندہ ہو تو اس کی وارث ہوگی ابن شبرمہ نے کہا اگر عدت پوری ہو جائے تو کیا وہ نکاح کر سکتی ہے؟ شعبی نے کہا ہاں نکاح کر سکتی ہے۔ ابن شبرمہ نے کہا مجھے خبر دیں اگر دوسرا شوہر بھی مرجائے تو اس کی وارث ہوگی؟ اس طرح وہ دو شوہروں کی ایک ہی حالت میں وارث ہوگی۔ شعبی نے یہ سن کر رجوع کر لیا۔

اس مسئلہ کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص نے مرض موت میں اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں تاکہ وہ اس کی وارث نہ ہو ابھی وہ زندہ تھا کہ عدت پوری ہو گئی۔ شعبی نے کہا وہ اس کی وارث ہوگی۔ ابن شبرمہ نے کہا کیا وہ نکاح کر سکتی ہے؟ جبکہ اس کی عدت پوری ہو جائے اور پہلا شوہر ابھی زندہ ہے۔ شعبی نے کہا جی ہاں نکاح کر سکتی ہے۔ ابن شبرمہ نے کہا اگر دوسرا شوہر فوت ہو جائے تو اس کی بھی وارث ہوگی تو لازم آئے گا کہ ایک حالت میں دو خاوندوں کی وارث ہو۔ یہ سن کر شعبی نے اپنے قول سے رجوع کر لیا۔ ،، ابن شبرمہ ،، کوفہ کے قاضی تھے وہ تابعی ہیں ان کا نام عبداللہ ہے۔ الحاصل امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس باب کے عنوان سے ظاہریہ، روافض اور حجاج بن ارطاۃ کا رد کیا ہے۔ جن کے نزدیک ایک دفعہ تین طلاقیں دینے سے طلاق ہی نہیں ہوتی یا ایک طلاق ہوتی ہے۔

۴۹۲۲ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ
عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ اَخْبَرَهٗ اَنَّ عُوَيْمِرَ
الْعَجْلَانِيَّ جَاءَ اِلٰى عَاصِمِ بْنِ عَدِيٍّ الْاَنْصَارِيِّ فَقَالَ لَهٗ يَا
عَاصِمُ اَرَاَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَاَتِهٖ رَجُلًا اَيَقْتُلُهٗ فَتَقْتُلُوْنَهٗ
اَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ سَلْ لِيْ يَا عَاصِمُ عَنْ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَ عَاصِمٌ عَنْ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَكَرِهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسَائِلَ وَعَابَهَا حَتّٰى كَبُرَ
عَلٰى عَاصِمٍ مَا سَمِعَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَجَعَ عَاصِمٌ
اِلٰى اَهْلِهٖ جَاءَ عُوَيْمِرٌ فَقَالَ يَا عَاصِمُ مَاذَا قَالَ لَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَاصِمٌ لَمْ تَاْتِنِيْ بِخَيْرٍ قَدْ كَرِهَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسْاَلَةَ الَّتِيْ سَاَلْتُهٗ عَنْهَا قَالَ عُوَيْمِرٌ وَاللّٰهِ

۴۹۲۲ — ترجمہ: عویمر عجلانی عاصم بن عدی انصاری کے پاس آئے تو اُن
سے کہا اے عاصم! ایک مرد کی خبر دو جو اپنی بیوی کے ساتھ
کسی مرد کو پائے۔ کیا اس کو قتل کر دے تو تم اسے قتل کر دو گے یا وہ کیا کرے اے عاصم! اس کے
متعلق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میرے لئے پوچھو عاصم نے اس کے متعلق جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلا ضرورت مسائل کو پسند نہ کرتے تھے
اور ان کو معیوب جانتے تھے حتیٰ کہ عاصم پر وہ چیز شاق گزری جو انھوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے سُنا تھا جب عاصم اپنے گھر واپس آئے تو عویمر آگئے اور کہا اے عاصم! جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے تمہیں کیا فرمایا ہے۔ عاصم نے کہا تو میرے پاس اچھی چیز نہیں لایا۔ جو تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے سوال عرض کیا ہے حضور نے اسے پسند نہیں فرمایا۔ عویمر نے کہا بخدا! میں نہیں رکوں گا حتیٰ کہ

وَ انْتَهَى حَتَّى اَسْأَلَهُ عَنْهَا فَاَقْبَلَ عُوَيْمِرٌ حَتَّى اَتَى رَسُوْلَ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَطَ النَّاسِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ
رَجُلًا وَجَدَ مَعَ اِمْرَاَتِهِ رَجُلًا اَيَقْتُلُهُ فَتَقْتُلُوْنَهُ اَمْ كَيْفَ
يَفْعَلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اُنْزِلَ فِيْكَ
وَفِيْ صَاحِبَتِكَ فَاذْهَبْ فَأْتِ بِهَا قَالَ سَهْلٌ فَتَلَاعَنَا وَاَنَا
مَعَ النَّاسِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا فَرَغَا
قَالَ عُوَيْمِرٌ كَذَبْتُ عَلَيْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ اَمْسَكْتُهَا فَطَلَّقَهَا
ثَلَاثًا قَبْلَ اَنْ يَّاْمُرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ابْنُ
شِهَابٍ فَكَانَتْ تِلْكَ سُنَّةَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ۔

آپ سے اس کے متعلق پوچھوں گا۔ پس عُوَیمر (دربار رسالت میں) آئے جبکہ آپ لوگوں میں تشریف فرما تھے اور عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! ایک آدمی کی خبر دیں جو اپنی بیوی کے ساتھ کسی مرد کو دیکھے کیا اس کو قتل کر دے؟ تو آپ اس کو قتل کر دیں گے یا وہ کس طرح کرے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تیرے اور تیری بیوی کے بارے میں قرآن نازل کیا ہے جاؤ! اپنی بیوی کو لے کر آؤ! سہل نے کہا دونوں بیوی خاوند نے لعان کیا اور میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لوگوں کے ساتھ تھا جب دونوں لعان سے فارغ ہوئے تو عویمر نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر میں اس کو اب روکوں تو میں نے اس پر جھوٹ بولا۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کرنے سے پہلے اس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں۔ ابن شہاب نے کہا یہ واقعہ متلاعنان کا طریقہ ہے۔

۴۹۲۲ — شرح: اس حدیث سے امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصد یہ ہے کہ عویمر نے بیوی کو تین طلاقیں دیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو نافذ العمل کیا۔ معلوم ہوا کہ جو کوئی ایک دفعہ تین طلاقیں دے تینوں واقع ہو جاتی ہیں۔ حدیث ۴۴۲۹ کی شرح دیکھیں (تفسیر سورۂ نور)

۴۹۲۳ ــــ حَدَّثَنَا سَعِيدُ ابْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ ابْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ امْرَأَةَ رِفَاعَةَ الْقُرَظِيِّ جَاءَتْ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ رِفَاعَةَ طَلَّقَنِي فَبَتَّ طَلَاقِي وَإِنِّي نَكَحْتُ بَعْدَهُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الزُّبَيْرِ الْقُرَظِيَّ وَإِنَّمَا مَعَهُ مِثْلُ الْهُدْبَةِ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَلَّكِ تُرِيدِينَ أَنْ تَرْجِعِي إِلَى رِفَاعَةَ لَا حَتَّى يَذُوقَ عُسَيْلَتَكِ وَتَذُوقِي عُسَيْلَتَهُ،

۴۹۲۳ ــــ ترجمہ : عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں خبر دی رفاعہ قرظی کی عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! رفاعہ نے مجھے طلاق دی ہے پس بتہ طلاق دی ہے (ایک بار تین طلاقیں دی ہیں) میں نے اس کے بعد عبدالرحمن ابن زبیر قرظی سے نکاح کیا۔ اس کے پاس صرف کپڑے کے پھندنے کی مانند ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شائد تو چاہتی ہے کہ رفاعہ کی طرف واپس چلی جائے تو اس کی طرف رجوع نہیں کرسکتی حتیٰ کہ وہ تجھ سے لطف اندوز ہو اور تو اس کا مزہ چکھے

۴۹۲۳ ــــ شرح : بَتَّ طَلَاقِي ، یعنی اس نے کلیتہً تعلق قطع کر دیا ہے یعنی اس کو ایک ہی دفعہ تین طلاقیں دیدی ہیں عُسَیلہ یعنی جماع ہے۔ یعنی تو پہلے شوہر کی طرف واپس نہیں جاسکتی۔ جب تک دوسرا شوہر تجھ سے جماع نہ کرے۔ فقہاء نے اس جماع میں انزال شرط نہیں اگر التقاء ختانین ہو جائے تو کیا پہلے شوہر کے لئے حلال ہو جائے گی؛ کیونکہ التقاء ختان سے زنا کی صورت میں حد واجب ہوتی ہے۔ روزہ

۴۹۲۴ــ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰی عَنْ عُبَیْدِ اللہِ قَالَ حَدَّثَنَا الْقٰسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَۃَ اَنَّ رَجُلًا طَلَّقَ امْرَاَتَہٗ ثَلٰثًا فَتَزَوَّجَتْ فَطَلَّقَ فَسُئِلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَتَحِلُّ لِلْاَوَّلِ قَالَ لَا حَتّٰی یَذُوْقَ عُسَیْلَتَہَا کَمَا ذَاقَ الْاَوَّلُ

بَابُ مَنْ خَیَّرَ نِسَآءَہٗ

وَقَوْلِ اللہِ تَعَالٰی قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ اِنْ کُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا وَزِیْنَتَہَا فَتَعَالَیْنَ اُمَتِّعْکُنَّ وَاُسَرِّحْکُنَّ سَرَاحًا جَمِیْلًا

فاسد ہوجاتا ہے مہر پورا دینا پڑتا ہے اور زوجین محصن قرار پاتے ہیں اور رجع فاسد ہوجاتا ہے اگر دوسرے شوہر سے اس شرط پر نکاح کیا کہ وہ پہلے کے لئے حلال ہوجائے تو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک دوسرا نکاح صحیح اور شرط باطل ہے اور وہ پہلے شوہر کے لئے حلال ہوجائیگی اور سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد "لَعَنَ اللہُ الْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَہٗ" زجر و تہدید پر محمول ہے۔ کذا قال الطحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ۔

۴۹۲۴ ــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک مرد نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں۔ اس نے کسی اور شخص سے نکاح کیا اور اس نے مجھے طلاق دیدی ہے ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کیا وہ پہلے شوہر کے لئے حلال ہوگئی فرمایا نہیں حتی کہ وہ اس سے جماع کرے جیسے پہلے شوہر نے جماع کیا تھا۔

۴۹۲۴ ــ شرح : اس حدیث سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ ہے کہ ایک دفعہ تین طلاقیں واقع ہوجاتی ہیں، کیونکہ طلق امرءتہ ثلاثا کا متبادر معنی یہی ہے کہ ایک ہی بار تین طلاقیں دیں۔ ان روایات سے واضح ہوتا ہے کہ بیک وقت تین طلاقیں دینے سے تینوں واقع ہوجاتی ہیں اس طرح عنوان سے بھی مطابقت واضح ہے۔

۴۹۲۵ — حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ
الزُّهْرِيِّ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ
اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَمَّا اُمِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِتَخْيِيْرِ اَزْوَاجِهٖ بَدَاَ بِيْ فَقَالَ اِنِّيْ ذَاكِرٌ لَّكِ اَمْرًا فَلَا عَلَيْكِ
اَنْ لَّا تَعْجَلِيْ حَتّٰى تَسْتَاْمِرِيْ اَبَوَيْكِ قَالَتْ وَقَدْ عَلِمَ اَنَّ اَبَوَيَّ
لَمْ يَكُوْنَا يَاْمُرَانِيْ بِفِرَاقِهٖ قَالَتْ ثُمَّ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ قَالَ جَلَّ
ثَنَاؤُهٗ يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ
الدُّنْيَا اِلٰى قَوْلِهٖ اَجْرًا عَظِيْمًا قَالَتْ فَقُلْتُ فَفِيْ اَيِّ هٰذَا اَسْتَاْمِرُ
اَبَوَيَّ فَاِنِّيْ اُرِيْدُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ قَالَتْ ثُمَّ فَعَلَ
اَزْوَاجُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ مَا فَعَلْتُ

باب — جس نے اپنی بیویوں کو اختیار دیا

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اے میرے محبوب! اپنی بیویوں سے فرما دیجئے اگر تم دُنیا کی زندگی اور اس کی زینت چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں مُتعہ طلاق دیتا ہوں اور تمہیں اچھی طرح چھوڑے دیتا ہوں۔

۴۹۲۵ — ترجمہ: ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو اختیار دیا تو ہم نے اللہ اور اس کے رسول کو اختیار کیا تو آپ نے اس

۴۹۲۶ — حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَيَّرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاخْتَرْنَا اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَلَمْ يَعُدَّ ذٰلِكَ عَلَيْنَا شَيْئًا حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَامِرٌ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنِ الْخِيَرَةِ فَقَالَتْ خَيَّرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفَكَانَ طَلَاقًا قَالَ مَسْرُوقٌ لَا أُبَالِي خَيَّرْتُهَا وَاحِدَةً أَوْ مِائَةً بَعْدَ أَنْ تَخْتَارَنِي

اختیار کو کچھ بھی شمار نہ کیا (یعنی یہ تخییر طلاق نہ تھی)

۴۹۲۶ — ترجمہ: مسروق سے روایت ہے اُنھوں نے کہا میں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے تخییر کے متعلق دریافت کیا ام المؤمنین نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو اختیار دیا کیا وہ طلاق تھی؟ مسروق نے کہا میں پرواہ نہیں کرتا کہ میں اُس کو ایک بار یا سو بار اختیار دوں جبکہ وہ مجھے اختیار کر لے۔

۴۹۲۶ — شرح: یعنی مسروق نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ اگر شخص اپنی بیوی کو طلاق اور عدم طلاق میں اختیار دے کیا یہ اختیار دینا طلاق شمار ہوگا یا نہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اختیار دیا تھا اور وہ طلاق نہ تھی یعنی اختیار دینا طلاق نہ تھی اگرچہ سو بار اختیار دے جبکہ عورت اپنے شوہر کو اختیار کرے۔ اسی لئے مسروق نے کہا کہ مجھے یہ پرواہ نہیں کہ میں اپنی بیوی کو ایک بار یا سو بار اختیار دوں اور وہ مجھے اختیار کرے تو طلاق واقع نہ ہوگی۔ ائمۃ الفتویٰ کا یہی قول ہے۔ عمر فاروق اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے کہا اگر وہ اپنے نفس کو اختیار کرے تو ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی۔ ان کا ایک قول یہ ہے کہ طلاق رجعی واقع ہوگی۔ اگر اپنے شوہر کو اختیار کیا تو کوئی شئ واقع نہ ہوگی۔ احناف کا مذہب یہ ہے کہ اگر اس نے اپنا نفس اختیار کر لیا اور شوہر نے طلاق کی نیت کی تھی تو طلاق بائنہ واقع ہوگی۔

بَابٌ اِذَا قَالَ فَارَقْتُكِ اَوْ سَرَّحْتُكِ اَوِ الْخَلِيَّةُ اَوِ الْبَرِيَّةُ اَوْ مَا عُنِيَ بِهِ الطَّلَاقُ فَهُوَ عَلٰى نِيَّتِهٖ

وَقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا وَقَالَ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا وَقَالَ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ وَقَالَ اَوْ فَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ وَقَالَتْ عَائِشَةُ قَدْ عَلِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ اَبَوَيَّ لَمْ يَكُوْنَا يَأْمُرَانِّيْ بِفِرَاقِهٖ

باب اگر اپنی بیوی کو کہے میں نے تجھے جُدا کر دیا یا تجھے چھوڑا یا کہے تو رہا کی ہُوئی ہے یا تو بیزار کی ہُوئی ہے" یا وہ الفاظ کہنے جس سے طلاق کا ارادہ کیا جا سکتا ہو تو وہ اس کی نیت پر موقوف ہے!

شرح : یعنی اگر شوہر کہے فَارَقْتُکِ ، سَرَّحْتُکِ یا کہے انت خلیۃٌ یا کہے انت بریۃٌ یا جس لفظ سے طلاق مراد ہو یہ کنایاتِ طلاق ہیں اگر ان میں طلاق کی نیت کرے تو طلاق ہوگی ورنہ طلاق واقع نہ ہوگی۔ یہ کنایات نکاح نہیں کیونکہ نکاح گواہوں کے بغیر جائز نہیں اور طلاق گواہوں کے بغیر واقع ہو جاتی ہے۔ اگر بیوی سے کہا اَنْتِ خَلِیَّۃٌ یا کہا بَرِیَّۃٌ ، تو خالی ہے تو بَری ہے امام ابوحنیفہ اور سفیان ثوری نے کہا اس میں نیت کا اعتبار ہے اگر ایک طلاق کی نیت کی یا دو طلاقوں کی نیت کی تو ایک بائنہ طلاق واقع ہوگی اور اگر تین طلاقوں کی نیت کی تو تین واقع ہوں گی۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! سَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا الخ یعنی ان کو اچھی طرح چھوڑ دو اور فرمایا :

بَابُ مَنْ قَالَ لِامْرَأَتِهِ أَنْتِ عَلَيَّ حَرَامٌ

قَالَ الْحَسَنُ نِيَّتُهُ وَقَالَ أَهْلُ الْعِلْمِ إِذَا طَلَّقَ ثَلٰثًا فَقَدْ حَرُمَتْ عَلَيْهِ فَسَمَّوْهُ حَرَامًا بِالطَّلَاقِ وَالْفِرَاقِ وَلَيْسَ هٰذَا كَالَّذِي يُحَرِّمُ الطَّعَامَ لِأَنَّهُ لَا يُقَالُ لِطَعَامِ الْحِلِّ حَرَامٌ وَيُقَالُ لِلْمُطَلَّقَةِ حَرَامٌ وَقَالَ فِي الطَّلَاقِ ثَلٰثٌ لَا تَحِلُّ لَهُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ وَقَالَ اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ كَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا سُئِلَ عَمَّنْ طَلَّقَ ثَلٰثًا قَالَ لَوْ طَلَّقْتَ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَنِي بِهٰذَا فَإِنْ طَلَّقَهَا ثَلٰثًا حَرُمَتْ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ

میں تمہیں اچھی طرح چھوڑتا ہوں اور فرمایا پس نیکوئی سے روک رکھے یا بھلائی کے ساتھ چھوڑ دے اور فرمایا یا ان کو نیکوئی سے جدا کر دو! ام المؤمنین عائشہ نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے کہ میرے ماں باپ مجھے آپ سے جدا ہونے کا مشورہ نہ دیں گے۔

شرح: امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے باب کے عنوان میں فارقتک، سرحتک الفاظ ذکر کئے تھے۔ اب اُن کے مطابق وہ آیات ذکر کرتے ہیں جن میں یہ الفاظ ہیں۔ سراح جمیل اور مفارقت سے مفارقت طلاق کے معنی سمجھے جاتے ہیں۔ اس لئے ان میں اگر نیتِ طلاق ہوگی تو طلاق بائنہ واقع ہوگی۔ ورنہ کوئی شئ واقع نہ ہوگی۔

باب جس نے اپنی بیوی سے کہا تو مجھ پر حرام ہے

حسن بصری نے کہا اگر بیوی سے کہے تو مجھ پر حرام ہے طلاق کے وقوع یا عدم وقوع میں اس کی نیت کا اعتبار ہے اور اہل علم نے کہا اگر تین طلاقیں دیں تو اس پر حرام ہوگئی۔ اُنھوں نے بیوی کو طلاق

اور جدا کی گئی عورت حرام کہلاتی ہے یہ اس شخص کی طرح نہیں ہے جو اپنے لئے کھانا حرام کرتا ہے۔ کیونکہ حلال طعام کو حرام نہیں کہا جاتا اور مطلقہ کو حرام کہا جاتا ہے اور طلاق ثلاثہ میں شوہر کے لئے حلال نہیں حتی کہ اس کے غیر سے نکاح کرے۔

لیث نے نافع سے روایت کی کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے جب اس شخص کے متعلق پوچھا گیا جو بیوی کو تین طلاقیں دے تو بعض نے کہا اگر ایک یا دو طلاقیں دیتا تو بہتر ہوتا، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہی حکم دیا تھا اور اگر اس کو تین طلاقیں دیں تو حرام ہو گئی حتی کہ وہ تیرے غیر سے نکاح کرے۔

شرح : انت علی حرام "میں علمائے کرام کے کئی اقوال ہیں۔ امام ابو حنیفہ اور آپ کے اصحاب کہتے ہیں۔ اگر ایک طلاق کی نیت کی تو ایک بائنہ ہو گی۔ اگر تین کی نیت کی تو تین ہوں گی اور وہ مغلظہ ہو جائے گی اور اگر قسم کی نیت کی تو قسم ہو گی اس کا کفارہ دے گا اور اگر فرقت اور قسم کی نیت نہ کی تو جھوٹ ہو گا۔ ہاں اگر دو کی نیت کی تو بھی ایک ہی طلاق واقع ہو گی۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ اگر طلاق کی نیت نہ کی تو قسم ہو گی۔ اس کا کفارہ ادا کرے گا۔

قَالَ اهلُ العلم امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے باب کا عنوان "من قال لامرأته انت علی حرام" ذکر کیا لیکن اس کا جواب ذکر نہ کیا اس لئے "قَالَ اہل العلم" سے جواب کی طرف اشارہ کیا۔ یعنی تحریم حلال اپنے اطلاق پر نہیں کیونکہ جو کوئی بیوی کو تین طلاقیں دے وہ اس پر حرام ہو جاتی ہے۔

"حرمت علیہ" کا یہی معنیٰ ہے۔ فقہا نے اس کا نام حرام بالطلاق رکھا ہے اور جس نے اپنے لئے طعام کھانا حرام کر دیا وہ اس پر حرام نہ ہو گا اور طلاق ثلاثہ کا حکم اور تحریم طعام کا حکم ایک نہیں کیونکہ تین طلاقوں سے بیوی حرام ہو جاتی ہے اور کھانا حرام کرنے سے حرام نہیں ہوتا۔ اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے : "فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَیْرَهٗ" اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد "یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَیِّبٰتِ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ" یعنی دونوں مسئلوں میں فرق ہے اور تحریم مباح قسم ہے۔ امام بخاری نے اس سے ان لوگوں کا رد کیا جو ان میں فرق نہیں کرتے۔

قَالَ اللَّیثُ الخ اس سے اہل علم (فقہا) کے کلام کی تائید کی کہ اگر بیوی کو تین طلاقیں دیں تو اس پر حرام ہو جائے گی۔ اس پر حرام کا اطلاق کیا۔ قَوْلُهٗ لَوْ طَلَّقْتَ مَرَّةً اَوْ مَرَّتَیْنِ "اگر لو شرط کے لئے ہے تو جواب محذوف ہے اور وہ لَکَانَ خَیْرًا لَّكَ ہے اگر تمنی کے لئے ہے تو جواب کی ضرورت نہیں یعنی افسوس کہ تو ایک یا دو طلاقیں دیتا۔ بعض نے کہا اگر لو شرط کے لئے تو اس کا جواب "لَکَانَ لَكَ الرجعة" لیکن اس کا معنی اور لَکَانَ لَكَ خَیْرًا کا معنیٰ واحد ہے یہ اس لئے کہ اس وقت اس کی بہتری ہے اور رجوع کر سکتا ہے لیکن جب تین طلاقیں دیں تو رجوع نہیں ہو سکتا۔

۴۹۲۷ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ ابْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ طَلَّقَ رَجُلٌ امْرَأَتَهُ فَتَزَوَّجَتْ زَوْجًا غَيْرَهُ فَطَلَّقَهَا وَكَانَ مَعَهُ مِثْلُ الْهُدْبَةِ فَلَمْ تَصِلْ مِنْهُ إِلَى شَيْءٍ تُرِيدُهُ فَلَمْ يَلْبَثْ أَنْ طَلَّقَهَا فَأَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ زَوْجِي طَلَّقَنِي وَإِنِّي تَزَوَّجْتُ زَوْجًا غَيْرَهُ فَدَخَلَ بِي وَلَمْ يَكُنْ مَعَهُ إِلَّا مِثْلُ الْهُدْبَةِ فَلَمْ يَقْرَبْنِي إِلَّا هَنَةً وَاحِدَةً وَلَمْ يَصِلْ مِنِّي إِلَى شَيْءٍ أَفَأَحِلُّ لِزَوْجِي الْأَوَّلِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَحِلِّينَ لِزَوْجِكِ الْأَوَّلِ حَتَّى يَذُوقَ الْآخَرُ عُسَيْلَتَكِ وَتَذُوقِي عُسَيْلَتَهُ

۴۹۲۷ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ایک آدمی نے اپنی بیوی کو طلاق دی تو اُس نے اس کے غیر سے نکاح کرلیا پھر اُس نے بھی طلاق دیدی اور اس کے ساتھ کپڑے کے پھندنے کی طرح تھا (نامرد تھا) اس سے کچھ نہ پاسکی جو اس کا ارادہ تھا وہ تھوڑی دیر نہ ٹھہری ہوگی۔ کہ اس کو طلاق دیدی۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ! میرے شوہر نے مجھے طلاق دے دی ہے اور میں نے اس کے غیر سے نکاح کیا وہ میرے پاس آیا جبکہ اس کے ساتھ کپڑے کے پھندنے کی طرح تھا اُس نے میرے ساتھ صرف ایک دفعہ وطی کی اور مجھ سے کچھ نہ پاسکا ہے کیا میں پہلے شوہر کے لئے حلال ہوں؟ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اپنے شوہر کے لئے حلال نہیں یہاں تک کہ وہ تجھ سے لطف اندوز ہو اور تو اس سے لطف اندوز ہو۔

بَابٌ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۴۹۲۸ حَدَّثَنِیْ

۴۹۲۷ — **شرح:** اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت سے فرمایا "اس نے تجھے تین طلاقیں دی ہیں تو اس کے لئے حلال نہیں ہے۔ آپ نے تین طلاقوں کے بعد حرام کا اطلاق کیا ہے پس وہ حرام بالطلاق ہے۔ نیز اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ ایک دفعہ تین طلاقیں دی جائیں تو عورت حرام مغلظہ ہوجاتی ہے۔ اور تحلیل کے بغیر پہلے شوہر سے نکاح نہیں کرسکتی۔ اس عورت کا شوہر رفاعہ قرظی تھا اور دوسرا شوہر عبدالرحمن بن زبیر تھا۔ ابن تین نے کہا ھَنَۃٌ کے معنی یہ ہے کہ اس نے صرف ایک بار جماع کیا ہے۔ خلیل نے کہا "ھنۃ" ایسی شئی سے کنایہ ہے جس کا نام لیتے شرم آتی ہے۔ اس عورت کا نام تمیمہ بنت وھب تھا۔

قولہ لم یصل منی الی شئی " صاحب مصابیح نے کہا اس کے معنی یہ ہیں کہ اس نے صرف ایک بار بھی جماع نہیں کیا اور الا ھنۃ واحدۃ " کے معنی یہ ہیں کہ اس نے جماع کے ارادے سے میرے پاس آنے کا ارادہ ایک ہی بار کیا۔ ہاں اگر اس کا معنی یہ ہو کہ اس نے آلہ تناسل نرم ہونے اور جماع پر قادر نہ ہونے کے باعث پوری طرح جماع نہیں کیا۔ لہذا فلم یقربنی الاھنۃ واحدۃ اور لم یصل منی الی شئی میں مخالفت نہیں ہے یعنی ایک بار جماع کیا اور سیر نہ ہوا، کیونکہ وہ جماع پر قادر نہ تھا۔

باب " تم اپنے اوپر کیوں حرام کئے لیتے ہو وہ چیز جو اللہ نے تمہارے لئے حلال کی "

تفسیر: سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تشریف فرما ہوئے وہ حضور کی اجازت سے اپنے والد عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لئے تشریف لے گئیں حضور نے ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کو سرفراز خدمت کیا۔ یہ ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا پر گراں گزرا حضور نے ان کی دلجوئی کے لئے فرمایا کہ میں نے ماریہ کو اپنے اوپر حرام کر دیا ہے۔ اور میں تمہیں خوشخبری دیتا ہوں کہ میرے بعد امورِ امت کے مالک ابوبکر و عمر ہوں گے رضی اللہ عنہم وہ اس سے خوش ہوگئیں اور نہایت خوشی میں انھوں نے یہ تمام گفتگو ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو سنائی اس پر یہ آیت کریمہ نازل

۴۹۲۹ — حَدَّثَنِی الْحَسَنُ بْنُ صَبَّاحٍ سَمِعَ الرَّبِیعَ بْنَ نَافِعٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِیَۃُ عَنْ یَحْیَی بْنِ اَبِیْ کَثِیْرٍ عَنْ یَعْلَی ابْنِ حَکِیْمٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ اَنَّہٗ اَخْبَرَہٗ اَنَّہٗ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ یَقُوْلُ اِذَا حَرَّمَ امْرَأَتَہٗ لَیْسَ بِشَیْءٍ وَ قَالَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ

ہوئی اور ارشاد فرمایا گیا کہ جو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے حلال کی یعنی ماریہ قبطیہ آپ انہیں اپنے لئے کیوں حرام کرتے ہیں۔ اپنی بیبیوں حفصہ اور عائشہ رضی اللہ عنہما کی رضا جوئی کے لئے ؟

اس آیت کے شانِ نزول میں ایک قول یہ ہے کہ جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ام المؤمنین زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف لے جاتے تو وہ شہد پیش کرتیں۔ اس ذریعہ سے ان کے یہاں کچھ دیر تشریف فرما رہتے۔ یہ شیٔ ام المؤمنین عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہا کو ناگوار گزری اور انہیں رشک ہوا انھوں نے باہم مشورہ کیا کہ جب حضور تشریف فرما ہوں تو عرض کیا جائے دہن مبارک سے مغافیر کی بُو آتی ہے اور مغافیر کی بُو حضور کو ناپسند تھی چنانچہ ایسا کیا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کا منشا معلوم تھا کہ مغافیر تو میرے قریب نہیں آیا زینب کے یہاں شہد میں نے پیا ہے۔ اس کو اپنے اوپر حرام کرتا ہوں۔ مقصود یہ کہ ام المؤمنین زینب رضی اللہ عنہا کے یہاں شہد کا شغل ہونے سے تمہاری دل شکنی ہوتی ہے تو ہم شہد ہی ترک فرما دیتے ہیں اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اکثر مفسرین کہتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ تحریم ماریہ میں نازل ہوئی۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول: لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ ،، اسی اعتبار سے ہے

۴۹۲۸ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جو کوئی اپنی بیوی کو اپنے اوپر حرام کرے اور کہے اَنْتِ عَلَیَّ حَرَامٌ ،، یہ کوئی شیٔ نہیں تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اسوۂ حسنہ ہے۔

۴۹۲۸ — شرح : یعنی یہ قول ،، اَنْتِ عَلَیَّ حَرَامٌ ،، کوئی شیٔ نہیں اس پر کوئی حکم مرتب نہیں ہوتا۔

(حدیث ۴۵۹۱ء کی شرح دیکھیں۔ سورۂ تحریم)

٤٩٢٩ - حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ صَبَّاحٍ قَالَ حَدَّثَنَا
حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ زَعَمَ عَطَاءٌ أَنَّهُ سَمِعَ عُبَيْدَ بْنَ عُمَيْرٍ
يَقُولُ سَمِعْتُ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَمْكُثُ
عِنْدَ زَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ وَيَشْرَبُ عِنْدَهَا عَسَلًا فَتَوَاصَيْتُ أَنَا
وَحَفْصَةُ أَنَّ أَيَّتَنَا دَخَلَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْتَقُلْ
إِنِّي أَجِدُ مِنْكَ رِيحَ مَغَافِيرَ أَكَلْتَ مَغَافِيرَ فَدَخَلَ عَلَى إِحْدَاهُمَا
فَقَالَتْ لَهُ ذٰلِكَ فَقَالَ لَا بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا عِنْدَ زَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ
وَلَنْ أَعُودَ لَهُ فَنَزَلَتْ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ إِلَى
إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللّٰهِ لِعَائِشَةَ وَحَفْصَةَ وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلَى بَعْضِ
أَزْوَاجِهِ لِقَوْلِهِ بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ الْمَغَافِيرُ
شَبِيهٌ بِالصَّمْغِ يَكُونُ فِي الرِّمْثِ فِيهِ حَلَاوَةٌ أَغْفَرَ الرِّمْثُ إِذَا
ظَهَرَ فِيهِ وَاحِدُهَا مُغْفُورٌ وَيُقَالُ مَغَافِيرُ

۴۹۲۹ — ترجمہ: عبید بن عمیر نے کہا میں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زینب بنت جحش کے پاس ٹھہرتے اور ان کے پاس شہد پیتے تھے میں نے اور حفصہ نے مشورہ کیا کہ ہم میں سے جس کے پاس حضور تشریف لائیں۔ وہ کہے میں آپ سے مغافیر کی بو پاتی ہوں چنانچہ دونوں میں سے ایک کے پاس تشریف لے گئے تو انھوں نے آپ سے یہ کہا آپ نے فرمایا ایسا نہیں بلکہ میں نے زینب بنت جحش کے پاس شہد پیا ہے اور آئندہ نہیں پیوں گا تو یہ آیت کریمہ: یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ اِنْ تَتُوْبَا تک نازل ہوئی۔ یہ عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہما کے لئے فرمایا اور جب اپنی بیوی سے خفیہ گفتگو کی، چنانچہ فرمایا: بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا۔

۴۹۳۰ ـ حَدَّثَنَا فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ الْعَسَلَ أَوِ الْحَلْوَاءَ وَكَانَ إِذَا انْصَرَفَ مِنَ الْعَصْرِ دَخَلَ عَلَى نِسَائِهِ فَيَدْنُو مِنْ إِحْدَاهُنَّ فَدَخَلَ عَلَى حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ فَاحْتَبَسَ أَكْثَرَ مَا كَانَ يَحْتَبِسُ فَغِرْتُ فَسَأَلْتُ عَنْ ذَلِكَ فَقِيلَ لِي أَهْدَتْ لَهَا امْرَأَةٌ مِنْ قَوْمِهَا عُكَّةً مِنْ عَسَلٍ فَسَقَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُ شَرْبَةً فَقُلْتُ أَمَا وَاللَّهِ لَنَحْتَالَنَّ لَهُ فَقُلْتُ لِسَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ إِنَّهُ سَيَدْنُو مِنْكِ فَإِذَا دَنَا مِنْكِ فَقُولِي أَكَلْتَ مَغَافِيرَ فَإِنَّهُ سَيَقُولُ لَكِ لَا فَقُولِي لَهُ مَا هَذِهِ الرِّيحُ الَّتِي أَجِدُ فَإِنَّهُ سَيَقُولُ لَكِ سَقَتْنِي

۴۹۲۹ ـ شرح : معافیر مُغْفُوْر بضم المیم کی جمع ہے۔ اس کی خوشبو اچھی نہیں ہوتی۔ کرمانی نے کہا مُغفور بضم المیم بہت کم آتا ہے۔ بعض نے کہا یہ مغفا کی جمع ہے اور وہ گوند کی قسم ہے جو بعض درختوں سے نکالی جاتی ہے۔ اور پانی سے ملا کر پی جاتی ہے۔ اس کی بُو ناپسند ہوتی ہے۔ امام بخاری نے کہا معافیر گوند کے مشابہ ہے۔ اس میں قدرے شیرینی ہوتی ہے۔

۴۹۳۰ ـ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہد اور میٹھی شئی کو بہت پسند فرماتے تھے اور جب عصر کی نماز سے فارغ ہوتے تو اپنی بیبیوں کے پاس تشریف لے جاتے اور اُن میں سے کسی ایک کے قریب تشریف فرما ہوتے حضور حفصہ بنت عمر کے پاس تشریف لے گئے اور اُن کے پاس معمول کی نسبت زیادہ ٹھہرے مجھے غیرت آئی تو میں نے اس کے متعلق پوچھا تو مجھے کہا گیا انہیں ان کی قوم سے کسی نے شہد کی چھوٹی سی مشک بھیجی ہے۔ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے کچھ پلایا ہے۔ میں نے کہا بخدا! میں آپ کے لئے کوئی حیلہ کرتی ہوں تو میں نے سودہ بنتِ زمعہ سے کہا کہ حضور عنقریب تمہارے پاس تشریف لائیں گے جب تمہارے

حَفْصَةُ شَرْبَةَ عَسَلٍ فَقُولِي لَهٗ جَرَسَتْ نَحْلُهُ الْعُرْفُطَ وَسَأَقُولُ ذٰلِكَ وَقُولِي أَنْتِ يَا صَفِيَّةُ ذٰلِكَ قَالَتْ تَقُولُ سَوْدَةُ فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ قَامَ عَلَى الْبَابِ فَأَرَدْتُ أَنْ أُنَادِيَهُ بِمَا أَمَرْتِنِي فَرَقًا مِنْكِ فَلَمَّا دَنَا مِنْهَا قَالَتْ لَهٗ سَوْدَةُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَكَلْتَ مَغَافِيرَ قَالَ لَا قَالَتْ فَمَا هٰذِهِ الرِّيحُ الَّتِي أَجِدُ مِنْكَ قَالَ سَقَتْنِي حَفْصَةُ شَرْبَةَ عَسَلٍ فَقَالَتْ جَرَسَتْ نَحْلُهُ الْعُرْفُطَ فَلَمَّا دَارَ إِلَيَّ قُلْتُ لَهٗ نَحْوَ ذٰلِكَ فَلَمَّا دَارَ إِلَى صَفِيَّةَ قَالَتْ لَهٗ مِثْلَ ذٰلِكَ فَلَمَّا دَارَ إِلَى حَفْصَةَ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَلَا أَسْقِيكَ مِنْهُ قَالَ لَا حَاجَةَ لِي فِيهِ قَالَتْ تَقُولُ سَوْدَةُ وَاللّٰهِ لَقَدْ حَرَمْنَاهُ قُلْتُ لَهَا اسْكُتِي

قریب آئیں تو کہو آپ نے مغافیر کھایا ہے؟ تو آپ فرمائیں گے نہیں پھر آپ سے عرض کرو یہ بُو کیسی ہے جو میں آپ سے پاتی ہوں تو آپ فرمائیں گے مجھے حفصہ نے کچھ شہد پلایا ہے تو آپ سے عرض کرو کہ شاید مکھی نے عرفط کا رس چوسا ہوگا۔ میں بھی آپ سے یہی عرض کروں گی۔ اے صفیہ تم نے بھی یہی کہنا ہوگا۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا سودہ کہتی تھیں بخدا! ابھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دروازے پر ہی قدم میمنت رکھا تھا تو میں نے چاہا کہ میں تمہارے ڈر سے آپ سے وہ عرض کردوں جو مجھے تم نے کہا تھا پس جب اُن کے قریب ہوئے تو سودہ نے عرض کیا یا رسولَ اللہ! کیا آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مغافیر کھایا ہے فرمایا نہیں۔ سودہ نے کہا یہ بُو کیسی ہے جو میں آپ سے پاتی ہوں؟ فرمایا مجھے حفصہ نے تھوڑا سا شہد پلایا ہے۔ سودہ نے کہا شہد کی مکھی نے عرفط چوسا ہوگا۔ جب میرے پاس تشریف لائے تو میں نے بھی اسی طرح عرض کیا جب صفیہ کے پاس تشریف لے گئے تو اُنھوں نے بھی اسی طرح عرض کیا پھر جب حفصہ کے گھر تشریف لے گئے تو اُنھوں نے عرض کیا یا رسولَ اللہ کیا میں آپ کو اس شہد سے نہ پلاؤں؟ فرمایا مجھے اس کی حاجت نہیں۔ اُنھوں نے کہا سودہ کہتی ہیں بخدا! ہم نے اس کو حرام کر دیا ہے۔ میں نے اس سے کہا خاموش رہو۔

۴۹۳۰ — شرح : عُبید بن عمیر کی حدیث اور اس حدیث میں بظاہر مخالفت ہے کیونکہ عُبید بن عُمیر کی حدیث میں سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین زینب رضی اللہ عنہا کے گھر میں شہد پیا تھا اور ام المؤمنین عائشہ اور حفصہ نے اس قول میں اتفاق کیا تھا اور اس وقت تحریم کی آیت کریمہ نازل ہوئی تھی اور فروہ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے ام المؤمنین حفصہ کے ہاتھ سے شہد پیا تھا۔ اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے سودہ سے اتفاق کیا کہ جس کے قریب حضور تشریف لائیں وہ عرض کرے کہ آپ سے مغافیر کی بُو آتی ہے کیا آپ نے مغافیر کھایا ہے؟ علامہ کرمانی نے کہا اس کے بغیر چارہ نہیں کہ کہا جائے یہ دونوں واقعے علیحدہ علیحدہ وقوع پذیر ہوئے ہیں۔ اس طرح ان میں مخالفت نہیں رہتی؛ لیکن یہ بات ظاہر غیر مخفی ہے کہ تعدد کی تقدیر پر ظاہر ہے کہ یہ دونوں واقعات آگے پیچھے ہوئے ہیں۔ ہم فرض کرتے ہیں کہ ام المؤمنین زینب رضی اللہ عنہا کا واقعہ پہلے ہوا تھا اور مذکور آیت کریمہ بھی پہلے واقعہ میں نازل ہوئی تھی۔ اور ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے واقعہ میں بھی اس آیت کریمہ کا مضمون ہے۔ لہٰذا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ یہ کہا جائے کہ حضرت نے دوسرے وقت اس کے خلاف عمل کیا اور حلال کو حرام کیا اور یہ آیت نازل ہوئی۔ علامہ قسطلانی نے کہا کہ ان دونوں حدیثوں میں موافقت کی یہ صورت ہے کہ عبید بن عُمیر کی حدیث زیادہ مضبوط ہے؛ کیونکہ ابن عباس رضی اللہ عنہا اس کے موافق ہیں جبکہ متظاہرین عائشہ اور حفصہ ہیں اگر حفصہ کے پاس شہد پیا ہوتا تو وہ مظاہرہ میں ام المؤمنین عائشہ کے ساتھ نہ ہوتیں اور راجح یہی ہے کہ ام المؤمنین زینب رضی اللہ عنہا کے گھر حضور نے شہد پیا تھا۔ سودہ کے گھر نہیں پیا تھا۔ کیونکہ عبید بن عُمیر کا اسناد ابن ابی ملیکہ کے اسناد سے قوی تر اور اثبت ہے اور کتاب الہبہ کی حدیث بھی اس کی تائید کرتی ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج مطہرات کی دو جماعتیں تھیں ایک میں امہات المؤمنین عائشہ، سودہ، حفصہ اور صفیہ تھیں اور دوسری جماعت زینب بنت جحش، ام سلمہ اور باقی امہات المؤمنین پر مشتمل تھی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہن اسی لئے ام المؤمنین عائشہ کو اُن پر رشک آیا کیونکہ وہ ان کی جماعت میں نہ تھیں۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا عبید بن عمیر کی روایت ظاہر قرآن کے موافق ہے؛ کیونکہ قرآن کریم میں ہے: وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَيْهِ اور وہ صرف دو ہی ہیں زیادہ نہیں اور سُدّی کی تفسیر میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر شہد پیا تھا لیکن یہ روایت مرجوح ہے۔ علامہ کرمانی نے کہا یہ کیسے ہو سکتا کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیاں حیلہ سازی کریں اس کا جواب یہ ہے کہ یہ عورتوں کی طبعی غیرت کا مقتضیٰ ہے جس میں وہ مجبور ہوتی ہیں۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم ام المؤمنین سودہ رضی اللہ عنہا کے گھر کیسے تشریف فرما ہوئے؛ حالانکہ انھوں نے اپنی باری ام المؤمنین عائشہ کو ہبہ کر دی تھی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ صرف عادۃً آنا جانا ہوتا تھا اس کا باری سے تعلق نہیں یا ہو سکتا ہے کہ یہ واقعہ باری ہبہ کرنے سے پہلے کا ہو اس حدیث میں فوائد ہیں جنہیں علامہ نے ذکر کیا ہے اوّل یہ کہ غیرت عورتوں میں طبعی چیز ہے اور اس کی وجہ

بَابُ لَا طَلَاقَ قَبْلَ النِّكَاحِ

وَقَوْلُ اللّٰہِ تَعَالٰی یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَکَحْتُمُ الْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْھُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْھُنَّ فَمَا لَکُمْ عَلَیْھِنَّ مِنْ عِدَّۃٍ تَعْتَدُّوْنَھَا فَمَتِّعُوْھُنَّ وَسَرِّحُوْھُنَّ سَرَاحًا جَمِیْلًا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ جَعَلَ اللّٰہُ الطَّلَاقَ بَعْدَ النِّکَاحِ وَیُرْوٰی فِیْ ذٰلِکَ عَنْ عَلِیٍّ وَسَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ وَعُرْوَۃَ بْنِ الزُّبَیْرِ وَاَبِیْ بَکْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَعُبَیْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُتْبَۃَ وَاَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ وَعَلِیِّ بْنِ حُسَیْنٍ وَشُرَیْحٍ وَسَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ وَالْقَاسِمِ وَسَالِمٍ وَّطَاؤُسٍ وَالْحَسَنِ وَعِکْرِمَۃَ وَعَطَاءٍ وَعَامِرِ بْنِ سَعْدٍ وَجَابِرِ بْنِ زَیْدٍ وَنَافِعِ بْنِ جُبَیْرٍ وَمُحَمَّدِ بْنِ کَعْبٍ وَسُلَیْمَانَ بْنِ یَسَارٍ وَمُجَاھِدٍ وَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَعَمْرِو بْنِ ھَرِمٍ وَالشَّعْبِیِّ اَنَّھَا لَا تُطَلَّقُ

سے حیلہ سازی ہوئی۔ دوم ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا حضور کے نزدیک اعلیٰ مرتبہ ہے۔ حتیٰ کہ ان کی سوکنیں آں سے خفا تھیں۔ سوم عورتوں کی باری کی تقسیم کا تعلق رات سے ہے۔ دن میں سب سے مل سکتے ہیں بشرطیکہ جماع اسی بیوی سے ہو جس کی باری ہو۔ چہارم یہ کہ ادب کا تقاضا یہ ہے کہ جس شئی کے ذکر کرنے میں شرم محسوس ہو وہاں کنایات کے الفاظ استعمال کئے جائیں جیسے اس حدیث میں ہے کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم دن میں ہر ایک بیوی کے قریب تشریف فرما ہوتے اس سے مراد بوس و کنار ہے محض قریب جانا ہی مراد نہیں۔ پنجم اس میں میٹھی شی اور شہد کی فضیلت ہے کیونکہ ان سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو محبت تھی۔ ششم یہ کہ سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم میں انتہائی صبر اور حلم تھا علاوہ آپ بہت کریم تھے صلی اللہ علیہ وسلم!

باب نکاح کرنے سے پہلے طلاق نہیں

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اے ایمان والو! جب تم مومن عورتوں سے نکاح

کرو پھر ان کو مس کرنے سے پہلے طلاق دے دو تو تمہاری ان پر عدت نہیں جس کو تم شمار کرو پس ان کو کچھ سامان دو اور ان کو اچھی طرح چھوڑ دو"

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے طلاق کو نکاح کے بعد کیا ہے اس کے متعلق حضرت علی رضی اللہ عنہ، سعید بن مسیب، عروہ بن زبیر، ابی بکر ابن عبد الرحمٰن، عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ، ابان بن عثمان، علی بن حسین، شریح سعید بن جُبیر، قاسم، سالم، طاؤس، حسن بصری، عِکرِمَہ، عطاء، عامر بن سعد جابر بن زید، نافع بن جُبیر، محمد بن کعب، سلیمان بن یسار، مجاہد، قاسم بن عبد الرحمٰن، عمرو بن ہَرِم اور شعبی سے روائت کی گئی ہے کہ عورت کو نکاح سے پہلے طلاق نہیں دی جاتی"

شرح : علامہ کرمانی نے کہا اس عنوان سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی غرض یہ ہے کہ یہ بیان کریں کہ نکاح سے پہلے طلاق نہیں اور حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ نکاح سے پہلے طلاق صحیح ہے۔ امام نے احناف کا ردّ کیا ہے۔

ان چوبیس فقہاء افاضل کے ذکر کرنے سے مقصد یہ ہے کہ قریب تھا کہ نکاح سے پہلے طلاق نہ ہونے پر اجماع ہو جاتا۔ یہ تمام حضرات علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سوا تابعی ہیں۔ البتہ ابن ہَرِم تبع تابعی ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا حنفیہ کا یہ مذہب نہیں کہ وجودِ نکاح سے پہلے طلاق ہو سکتی ہے اور نہ ہی یہ کسی کا مذہب ہے۔ کرمانی اور جنہوں نے کرمانی کی موافقت کی ان پر تعجّب ہے کہ اُنھوں نے ایسا کلام کیسے کیا پھر بلاوجہ ردّ کیا احناف تو مسئلہ تعلیق سے استدلال کرتے ہیں کہ اگر کسی آدمی نے اجنبیہ عورت سے کہا اگر میں تیرے ساتھ نکاح کروں تو تجھے طلاق ہے جب اس سے نکاح کرے گا احناف کے نزدیک طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ شافعیہ کے نزدیک طلاق واقع نہیں ہوتی۔ ان کی دلیل یہ حدیث ہے کہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جس کا ابن آدم مالک نہیں اس میں نذر ماننا صحیح نہیں اور جس عورت کا مالک نہیں اس کو طلاق دینا صحیح نہیں اور جس شئ کا مالک نہیں اس کی بیع نہیں کر سکتا (ابن ماجہ) حنفیہ کہتے ہیں یہ شرط کے ساتھ معلّق ہے اور وہ قسم ہے جس کی صحت محل کی ملکیت پر موقوف نہیں اور شرط کے موجود ہونے کے بعد

بَابٌ اِذَا قَالَ لِامْرَأَتِهٖ وَهُوَ مُكْرَهٌ هٰذِهٖ اُخْتِيْ فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ لِسَارَةَ هٰذِهٖ اُخْتِيْ وَذٰلِكَ فِيْ ذَاتِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ

طلاق واقع ہو جائے گی تو یہ طلاق وجودِ نکاح کے بعد ہے اسے یہ ہرگز نہیں کہا جاتا کہ یہ نکاح سے پہلے طلاق ہے نکاح سے پہلے طلاق تو یہ ہے کہ کسی اجنبیہ عورت سے کہے تجھے طلاق ہے۔ یہ لغو کلام ہے اس کو طلاق قبل وجودِ نکاح کہا جاتا ہے اور مذکور حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ نکاح کے وجود سے پہلے بالفعل طلاق نہیں اور اگر طلاق کو نکاح سے معلق کر دیا جائے تو اس صورت میں جب نکاح ہوگا تو طلاق واقع ہو گی۔ تنجیز اور تعلیق میں فرق واضح ہے، کیونکہ معلق طلاق میں تعلیق کے وجود کے بعد طلاق ہوتی ہے۔ تو یہ طلاق نکاح کے بعد ہے اور تنجیز میں بالفعل طلاق ہوتی ہے اور اجنبیہ عورت کو بالفعل طلاق دینا جائز نہیں اور نہ ہی یہ کسی کا مذہب ہے۔

باب اگر کوئی جبر کی حالت میں اپنی بیوی سے کہے یہ میری بہن ہے تو اس سے کچھ نہیں ہوتا

حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سارہ سے کہا یہ میری بہن ہے اور یہ اللہ کی رضا کے لئے تھا ،،

سارہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چچا ہاران کی بیٹی اور لوط علیہ السلام کی ہمشیرہ تھیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اُن کے متعلق فرمایا تھا یہ میری بہن ہے۔ یہ واقعہ اس طرح ہے کہ شام میں قحط پڑا تو ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی بیوی سارہ اُمّ اسحاق علیہ السلام کو اور لوط علیہ السلام کو ساتھ لے کر مصر کی طرف تشریف لے گئے وہاں وہ فرعون تھا جو سب سے پہلے فرعون ہُوا ہے اس کی عمر بہت لمبی تھی۔ سارہ بہت خوبصورت خاتون تھیں انہیں ایک شخص نے دیکھا تو فرعون سے ان کے حسن و جمال کا ذکر کیا فرعون نے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیغام بھیجا کہ یہ عورت کون ہے جو تمہارے

بَابُ الطَّلَاقِ فِي الْإِغْلَاقِ وَالْكُرْهِ وَالسَّكْرَانِ وَالْمَجْنُونِ وَأَمْرِهِمَا وَالْغَلَطِ وَالنِّسْيَانِ فِي الطَّلَاقِ وَالشِّرْكِ وَغَيْرِهِ

لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ وَلِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوٰى وَتَلَا الشَّعْبِيُّ لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا وَمَا لَا يَجُوزُ مِنْ إِقْرَارِ الْمُوَسْوِسِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلَّذِي أَقَرَّ عَلٰى

ساقط ہے۔ آپ نے فرمایا یہ میری بہن ہے، کیونکہ ابراہیم علیہ السلام کو ڈر تھا کہ اگر انھوں نے یہ فرمایا کہ میری بیوی ہے تو وہ قتل کر دے گا جب سارہ فرعون کے پاس تشریف لے گئیں تو اس نے سارہ کی طرف ہاتھ بڑھایا تو وہ سینے تک خشک ہوگیا۔ فرعون نے کہا اپنے رب سے دعا کرو کہ ہاتھ صحیح ہو جائے۔ سارہ نے فرمایا اے اللہ اگر یہ سچا ہے تو اس کا ہاتھ درست کر دے۔ بعض نے کہا اس طرح تین بار کیا جب کوئی چارہ کارگر نہ ہوا تو انہیں ایک لونڈی ہاجرہ دے کر ابراہیم علیہ الصلٰوۃ والسلام کی طرف واپس بھیج دیا۔ ہاجرہ رضی اللہ عنہا قبطیہ لونڈی تھیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کی رضا کے لئے فرمایا تھا کہ سارہ میری بہن ہے، کیونکہ وہ آپ کی اسلامی بہن تھیں۔ حضرت ابراہیم، حضرت لوط اور حضرت سارہ کے سوا اس وقت کوئی مسلمان نہ تھا اور ابراہیم علیہ الصلٰوۃ والسلام نے جبر کی حالت میں کہا تھا؛ کیونکہ یہ ڈر تھا کہ اگر فرعون کے حکم کی مخالفت کی تو وہ قتل کر دے گا؛ کیونکہ وہ تھوڑی سی مخالفت پر قتل کر دیتا تھا۔ لہٰذا ابراہیم علیہ السلام بہن کہنے میں مجبور تھے۔

باب اکراہ میں طلاق کا حکم، مکرہ، نشہ کرنے والا اور مجنون کا حکم اور ان دونوں کا امر، طلاق میں غلطی اور نسیان کا حکم اور شرک وغیرہ کا حکم

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عمل کا مدار نیت پر ہے اور ہر انسان کے لئے

نفسہ ابیک جنون وقال علی بقر حمزۃ خواصر شارفی فطفق النبی صلی اللہ علیہ وسلم یلوم حمزۃ فاذا حمزۃ قد ثمل محمرۃ عیناہ ثم قال حمزۃ وھل انتم الا عبید لابی فعرف النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قد ثمل فخرج وخرجنا معہ وقال عثمان لیس لمجنون ولا لسکران طلاق وقال ابن عباس طلاق السکران والمستکرہ لیس بجائز وقال عقبۃ بن عامر لا یجوز طلاق الموسوس وقال عطاء اذا بدا بالطلاق فلہ شرطہ وقال نافع طلق رجل امرأتہ البتۃ ان خرجت فقال ابن عمر ان خرجت فقد بتت منہ وان لم تخرج فلیس بشیء وقال الزھری فیمن قال ان لم افعل کذا وکذا فامرأتی طالق ثلثا یسأل عما قال وعقد علیہ قلبہ حین حلف بتلک الیمین فان سمی اجلا ارادہ وعقد علیہ قلبہ حین حلف جعل

وہی ہے جو وہ نیت کرے "

شرح : اس باب میں اغلاق میں طلاق کا حکم اور دیگر احکام بیان کریں گے۔
اغلاق بمعنی اکراہ ہے یعنی زبردستی طلاق لینا گویا کہ مکرہ پر دروازہ بند کر دیا جاتا ہے اور اس پر تنگی اور سختی کی جاتی ہے تاکہ وہ طلاق دے۔ بعض نے اغلاق بمعنی غضب کہا ہے لیکن یہ صحیح نہیں کیونکہ اکثر لوگ غیظ وغضب میں طلاق دیتے ہیں۔ اگر غصہ میں دی ہوئی طلاق واقع نہ ہو تو وہ کہہ سکتا ہے میں نے غصہ میں طلاق دی تھی۔ بیہقی نے کہا اِغلاق اور غلق دونوں طرح مروی ہے۔
ابن بطال نے کہا جب مکرہ پر زبردستی کی جائے اور اس کو طلاق پر سختی سے مجبور کیا جائے تو اس کی

ذٰلِكَ فِيْ دِيْنِهٖ وَاَمَانَتِهٖ وَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ اِنْ قَالَ لَا حَاجَةَ لِيْ فِيْكِ نِيَّتُهٗ وَطَلَاقُ كُلِّ قَوْمٍ بِلِسَانِهِمْ وَقَالَ قَتَادَةُ اِذَا قَالَ اِذَا حَمَلْتِ فَاَنْتِ طَالِقٌ ثَلٰثًا يَغْشَاهَا عِنْدَ كُلِّ طُهْرٍ مَرَّةً فَاِنِ اسْتَبَانَ حَمْلُهَا فَقَدْ بَانَتْ وَقَالَ الْحَسَنُ اِذَا قَالَ اِلْحَقِيْ بِاَهْلِكِ نِيَّتُهٗ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الطَّلَاقُ عَنْ وَطَرٍ وَالْعَتَاقُ مَا اُرِيْدَ بِهٖ وَجْهُ اللّٰهِ وَقَالَ الزُّهْرِيُّ اِنْ قَالَ مَا اَنْتِ بِامْرَاَتِيْ نِيَّتُهٗ وَاِنْ نَوٰى طَلَاقًا فَهُوَ مَا نَوٰى وَقَالَ عَلِيٌّ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ الْقَلَمَ رُفِعَ عَنْ ثَلٰثٍ عَنِ الْمَجْنُوْنِ حَتّٰى يُفِيْقَ وَعَنِ الصَّبِيِّ حَتّٰى يُدْرِكَ وَعَنِ النَّائِمِ حَتّٰى يَسْتَيْقِظَ وَقَالَ عَلِيٌّ وَكُلُّ الطَّلَاقِ جَائِزٌ اِلَّا طَلَاقَ الْمَعْتُوْهِ ـــ

طلاق واقع نہ ہوگی۔ گویا اس نے طلاق دی ہی نہیں۔ مصنف ابن ابی شیبہ میں ذکر کیا کہ عامر شعبی مُکرَہ کی طلاق کو جائز کہتے ہیں۔ ابراہیم نخعی، ابوقلابہ، سعید بن مسیب اور شریح بھی یہی کہتے ہیں۔ ابن حزم نے کہا زہری، قتادہ اور سعید بن جبیر یہی کہتے ہیں کہ مُکرَہ کی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ امام ابوحنیفہ اور اُن کے اصحاب کا یہی مذہب ہے۔ فرج بن فضالہ نے عمرو بن شراحیل سے روایت کی کہ ایک عورت کے شوہر کو طلاق دینے پر مجبور کیا گیا اُس نے طلاق دیدی پھر یہ فیصلہ عمر فاروق کے پاس لایا گیا تو اُنھوں نے اس کو نافذ کر دیا امام مالک اور شافعی کا مذہب یہ ہے کہ زبردستی طلاق واقع نہیں ہوتی۔

قولہ الکرہ " مجرور فی الاغلاق پر معطوف ہے لیکن یہ جب صحیح ہوتا ہے کہ اغلاق بمعنی غضب جیسے ابوداؤد نے اس کی تفسیر غضب سے کی ہے اور باب کا عنوان " اطلاق علی غیظ " ذکر کیا۔ بعض نے اغلاق کی تفسیر غضب سے کی ہے لیکن اگر " الکرہ " میں کاف سے پہلے میم ذکر کی جائے کیونکہ اس پر سکران کا عطف کیا گیا ہے تو کلام مستقیم ہو جاتا ہے اور باب کے عنوان کا معنی یہ ہوں گے۔ حکم الطلاق فی الاغلاق وحکم المکرہ والسکران الخ یہ عنوان کئی احکام پر مشتمل ہے۔ امام نے ان کو ذکر نہیں کیا اور حدیث پر ہی اکتفا کی ہے۔ ہم اس کی پوری تفصیل ذکر کرتے ہیں "

غصہ میں طلاق کا حکم یہ ہے کہ طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ ایک روایت کے مطابق متاخرین حنابلہ کے

نزدیک واقع نہیں ہوتی۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس عنوان سے ان لوگوں کا رد کیا جو کہتے ہیں کہ غیظ غضب میں طلاق واقع نہیں ہوتی۔

مکرہ کی طلاق میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ امام ابو حنیفہ اور ان کے تلامذہ کہتے ہیں زبردستی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ امام شافعی اور امام مالک کے نزدیک مکرہ کی طلاق واقع نہیں ہوتی۔ اسی طرح نشہ کی حالت میں طلاق دینے والے احناف اور امام مالک کے نزدیک واقع ہو جاتی ہے امام شافعی کے اس میں دو قول ہیں ایک میں جائز کیا اور دوسرے میں منع کیا ہے۔

قولہ والسکران والمجنون وامرھما الخ یعنی نشہ اور جنون کی حالت میں اسی طرح غلطی اور بھول کر طلاق دینے سے طلاق نہیں ہوتی۔ امام بخاری کا یہی مقصد ہے۔ اس کی دلیل یہ بیان کرتے ہیں کہ اعمال کا دارو مدار نیت پر ہے اور ہر آدمی کی نیت کا اعتبار ہے اور یہ بات واضح ہے کہ مست، دیوانہ، ناسی اور مخطی (غلطی کرنے والا) کی نیت نہیں ہوتی لہٰذا ان کی طلاق نہ ہوگی۔

قولہ بالشرک وغیرہ یعنی ان لوگوں کے منہ سے مذکورہ حالات میں کلمہ شرک نکلنے سے وہ مشرک نہیں ہونے حالانکہ شرک ظلم عظیم ہے جب شرک ثابت نہیں ہوتا تو طلاق کیسے ثابت ہوگی۔ شعبی نے یہ آیت تلاوت کی "لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا" اس سے شعبی کا مقصد یہ ہے کہ ناسی اور مخطی کی طلاق واقع نہیں ہوتی۔ اسی طرح شعبی نے کہا جو شخص وسوسہ کرتا ہو اس کی طلاق بھی واقع نہیں ہوتی؛ کیونکہ حدیث نفس میں مکلف ماخوذ نہیں ہے۔ کیونکہ جس شخص نے زناء کا اقرار کیا تھا۔ اس کے بارے میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تجھے جنون تو نہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مجنون پر مؤاخذہ نہیں ہے اور اس کا فعل لغو ہے۔

وَقَالَ عَلِيٌّ بَقَرَ حَمْزَةُ خَوَاصِرَ شَارِفَيَّ "

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا حمزہ رضی اللہ عنہ نے دونوں اونٹنیوں کی کوکھیں پھاڑ ڈالیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حمزہ کو ملامت کرنا شروع کی اچانک دیکھا تو حمزہ نشہ میں دھت تھے ان کی دونوں آنکھیں سرخ تھیں۔ پھر حمزہ نے کہا تم تو میرے باپ کے غلام ہو۔ اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہچانا کہ حمزہ بے ہوش ہیں۔ حضور باہر تشریف لے گئے تو ہم بھی آپ کے ساتھ باہر چلے گئے۔

اس سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے استدلال کیا کہ بیہوش آدمی سے بیہوشی کی حالت میں جو طلاق وغیرہ صادر ہو اس میں اس پر مواخذہ نہیں ہے۔ یہ واقعہ شراب کی حرمت سے پہلے کا ہے کیونکہ اونٹنیوں کا واقعہ بالاتفاق جنگ احد سے پہلے کا ہے؛ جبکہ حمزہ رضی اللہ عنہ جنگ احد میں شہید ہوئے تھے اور یہ واقعہ بدر اور احد کے درمیان کا ہے جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا سے نکاح فرمایا تھا اور صحیح بخاری میں ہے کہ صحابہ کرام کی ایک جماعت نے احد میں صبح کو شراب پیا اور اسی روز وہ شہید ہو گئے اس

صیح سے معلوم ہوتا ہے کہ تحریم خمر جنگ اُحد کے بعد ہوئی تھی۔

قَالَ عُثْمَانُ لَيْسَ لِمَجْنُونٍ وَلَا لِسَكْرَانٍ طَلَاقٌ الخ

امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجنون اور بیہوش کی طلاق واقع نہیں ہوتی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا بیہوش اور مجبور شخص کی طلاق واقع نہیں ہوتی اور عقبہ بن عامر نے کہا مُوَسْوِس کی طلاق واقع نہیں ہوتی۔ کیونکہ وسوسہ خیالی کلام ہے اور اس قسم کے خیال سے جو دل میں آجائے اس سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔

قَالَ عَطَاءٌ إِذَا بَدَءَ بِالطَّلَاقِ فَلَهُ شَرْطُهُ "

عطاء نے کہا جب طلاق دینے کا ارادہ کرے تو وہ شرط سے معلق کرسکتا ہے

اور یہ ضروری نہیں کہ شرط طلاق سے پہلے ہو یا بعد ہو، چنانچہ کہا اگر تو گھر میں داخل ہوگی تو تجھے طلاق ہے یا کہے تجھے طلاق ہے اگر تو گھر میں داخل ہوئی۔ دونوں میں شرط پائے جانے پر طلاق واقع ہوجاتی ہے۔

قولہ قَالَ نافع الخ یعنی نافع نے کہا کسی آدمی نے اپنی بیوی کو طلاق بتہ دی اگر وہ گھر سے نکلے۔ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا اگر وہ گھر سے نکلی تو اس کو بتہ طلاق واقع ہوگی اور اگر گھر سے نہ نکلی تو کوئی شئ واقع نہ ہوگی، کیونکہ طلاق شرط سے معلق ہے تو وجود شرط کے بعد ہی طلاق واقع ہوگی۔

قولہ وَقَالَ الزُّهْرِيُّ الخ زہری نے اس شخص کے بارے میں کہا جو کہے اگر میں نے ایسا ایسا نہ کیا تو میری بیوی کو تین طلاقیں ہیں "

اس کلام کے متعلق اس سے پوچھا جائے گا کہ جس وقت اُس نے یہ قسم کھائی تھی۔ اس کی نیت کیا تھی اگر مدت کو ذکر کرے جو اُس نے ارادہ کیا تھا اور اس پر اس کے دل نے عقد کیا تھا جس وقت قسم کھائی تھی تو اس کو اس کے دین وامانت پر چھوڑا جائے گا۔ ابراہیم نخعی نے کہا اگر کوئی اپنی بیوی سے کہے مجھے تیری حاجت نہیں اس میں اس کی نیت کا اعتبار ہے۔

اس مسئلہ کی صورت واضح ہے کہ اس میں تین طلاق کو شرط سے معلق کیا ہے جب شرط پائی جائے گی تو عورت کو تین طلاق واقع ہوجائے گی اس میں صرف یہ اضافہ کیا ہے کہ اس سے اس قول میں پوچھا جائے گا کہ اس نے کیا نیت کی تھی؟ تو اس کے اور اللہ کے درمیان اس کی نیت کا اعتبار کیا جائے گا۔

مقصد یہ ہے کہ وجودِ شرط کے وقت تین طلاقیں واقع ہوجاتی ہیں۔

ابراہیم نخعی نے کہا جس شخص نے اپنی بیوی سے کہا مجھے تیری ضرورت نہیں تو اس میں اس کی نیت کا

اعتبار ہے۔ اگر اس نے طلاق کا ارادہ کیا تھا تو اسے طلاق واقع ہو جائے گی ورنہ نہیں۔ ابن ابی شیبہ نے اس کو وصل کیا ہے۔

طَلَاقُ كُلِّ قَوْمٍ بِلِسَانِهِمْ

ابراہیم نخعی نے کہا ہر قوم عربی ہو یا غیر عربی ہو طلاق میں اس کی زبان کا اعتبار ہے۔ یعنی ان کا اپنی زبان میں طلاق دینا جائز ہے۔

علامہ عینی رحمہ اللہ نے صاحبِ محیط سے نقل کیا کہ فارسی میں طلاق کے چار کلمات متعارف ہیں اول یہ کہ "ہشتم ترا یا کہے ہشتم تراز زنے" ابن رستم نے اپنے نوادر میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نیت کے بغیر اس کلمہ سے طلاق واقع نہ ہوگی، کیونکہ اس کے معنی تخلیہ ہیں اور تخلیہ الفاظِ کنایات سے ہے نیت کے بغیر ان میں طلاق واقع نہیں ہوتی۔ دوم اگر کوئی کہے بلہ کردم۔ سوم یا کہے کشادہ کردم "ان سے نیت کے بغیر رجعی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ چہارم اپنی بیوی سے کہے "دست باز داشتم" طلاق واقع ہو جائے گی۔ بعض نے رجعی اور بعض نے بائنہ کہا ہے اور اگر کہے تجھ پر چاروں راستے کھلے ہیں تو طلاق کی نیت سے بھی طلاق واقع نہ ہوگی۔ اسی طرح اگر ترکی میں کہے "بوشادم سنی برطلاق" تو ایک طلاق رجعی واقع ہوگی۔ اور اگر کہے "در ایکی طلاق" تو دو طلاق واقع ہوں گی۔ اگر کہے "لوچ طلاق" تو تین واقع ہوں گی" قیاس یہ چاہتا ہے کہ اردو کے الفاظ جو فارسی کے ہم معنی ہیں ان سے بھی اسی طرح طلاق واقع ہو جائے ایسے ہی پنجابی میں ہے مثلاً اگر کہے میں نے بیوی چھڈی، تو اس سے طلاق بائنہ واقع ہوگی کیونکہ یہ سرحتک کے ہم معنی ہے اگر طلاق کی نیت سے کہا ہوگا تو طلاق بائنہ ہوگی ورنہ نہیں۔

قَالَ قَتَادَةُ الخ قتادہ نے کہا جب تجھے حمل ہو جائے تو تجھے تین طلاق تو ہر طہر میں اس سے جماع کرے اگر اس کا حمل ظاہر ہو گیا تو اس سے بائن ہو جائیگی

یعنی قتادہ نے کہا اگر کسی نے اپنی بیوی سے کہا جب تو حاملہ ہو جائے گی تو تجھے تین طلاقیں ہیں تو وہ اس سے ہر طہر میں ایک بار جماع کرے دوبارہ نہ کرے، کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ پہلے جماع سے حاملہ ہو گئی ہو تو اس کو طلاق واقع ہو گئی۔ ابن سیرین نے کہا اس سے جماع کرتا رہے حتیٰ کہ وہ حاملہ ہو جائے جمہور بھی یہی کہتے ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ یکبار تین طلاق واقع ہو جائیں گی۔

قَالَ الْحَسَنُ الخ حسن بصری نے کہا اگر اپنی بیوی سے کہا اپنے اہلِ خانہ سے جا ملو تو اس کی نیّت کا اعتبار ہے۔"

کیونکہ الحقی باہلِک کنایاتِ طلاق سے ہے ان میں نیّت کا اعتبار ہے۔ اگر طلاق کی نیّت سے نہ کہا ہو تو طلاق واقع نہ ہوگی۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا الخ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا طلاق حاجت کے وقت دی جاتی ہے اور غلام آزاد کرنے میں اللہ تعالیٰ کی رضاء مقصود ہوتی ہے۔

یعنی حاجت اور ضرورت کے بغیر طلاق نہیں دی جاتی وہ یہ کہ بیوی نافرمان ہے یا اجازت کے بغیر جہاں چاہے چلی جاتی ہے۔ اور غلام کو آزاد کرنا ثواب کے لئے ہے لہٰذا جب بھی ثواب مطلوب ہو تو غلام آزاد کرے وَطَر بمعنی حاجت ہے اس سے فعل نہیں آتا۔

وَقَالَ الزُّھْرِیُّ الخ اگر اپنی بیوی سے کہے تو میری بیوی نہیں اس کی نیّت کا اعتبار ہے،، اگر اُس نے طلاق کی نیّت سے کہا تو طلاق واقع ہوگی،،

امام ابوحنیفہ اور امام مالک رضی اللہ عنہما کا یہی مذہب ہے۔ امام ابویوسف اور امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ کہتے ہیں۔ یہ طلاق نہیں لیث نے کہا یہ جھوٹ ہے۔"

قَالَ عَلِیٌّ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ الْقَلَمَ رُفِعَ عَنْ ثَلَاثٍ الخ

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کیا تمہیں معلوم نہیں کہ تین شخصوں سے قلم اُٹھا لیا گیا ہے۔ ایک مجنون سے حتی کہ صحیح ہو جائے۔ دوسرا بچہ سے حتیٰ کہ بالغ ہو جائے، تیسرا سونے والا حتیٰ کہ بیدار ہو جائے،،

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کلام سے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو مخاطب کیا، کیونکہ عمر فاروق ایک عورت کے پاس سے گزرے جو پاگل تھی اُس نے زناء کیا تھا اور وہ حاملہ تھی۔ عمر فاروق نے اس کو رجم

۴۹۳۱ ـ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ اَوْفٰى عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَجَاوَزَ عَنْ اُمَّتِىْ مَا حَدَّثَتْ بِهٖ اَنْفُسَهَا مَا لَمْ تَعْمَلْ اَوْ تَكَلَّمْ قَالَ قَتَادَةُ اِذَا طَلَّقَ فِىْ نَفْسِهٖ فَلَيْسَ بِشَیْءٍ

کرنا چاہا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ مذکورہ کلام ذکر فرمایا۔ یہ سن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لَوْلَا عَلِیٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ ،، اگر علی موجود نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہوجاتا ،،

بطابر ایک اور واقعہ ہے کہ ایک عورت زنا سے حاملہ تھی۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ اسے رجم کریں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا جو کہ اس کے پیٹ میں ہے اس نے کیا گناہ کیا ہے؟ کہ وہ بھی اس رجم سے ہلاک ہوجائے گا۔ حضرت عمر فاروق رک گئے اور یہ لفظ کہے: لولا علی لہلک عمر ،،

قَالَ عَلِیٌّ كُلُّ طَلَاقٍ جَائِزٌ اِلَّا طَلَاقَ الْمَعْتُوْهِ

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا ہر طلاق جائز ہے لیکن ناقص عقل والے کی طلاق جائز نہیں ،،

اس میں بچہ، دیوانہ اور مست بھی شامل ہیں کہ ان کی طلاق بھی واقع نہیں ہوتی؛ کیونکہ ان میں عقل ناقص ہے۔ (ترمذی)

۴۹۳۱ ـ **ترجمہ**: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میری امت سے وہ چیز درگزر کی ہے جو اُن کے دلوں میں پیدا ہوتی ہے۔ جب تک اس پر عمل نہ کریں یا کلام نہ کریں۔ قتادہ نے کہا اگر اپنے دل میں طلاق دی تو وہ کوئی شئی نہیں۔

۴۹۳۱ ـ **شرح**: کلام سے مراد جو زبان پر جاری ہو؛ کیونکہ یہی حقیقۃً کلام ہے اور جو کلام نفسی اور دل میں موجود ہو وہ حقیقۃً کلام نہیں، کیونکہ جو کوئی دل سے طلاق کی نیت کرے اور زبان پر لفظ طلاق جاری نہ ہو اس سے طلاق واقع نہیں ہوتی؛

۴۹۳۲ — حَدَّثَنَا اَصْبَغُ قَالَ اَخْبَرَنِیْ ابْنُ وَهْبٍ عَنْ یُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبُوْسَلَمَةَ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَجُلًا مِّنْ اَسْلَمَ اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِی الْمَسْجِدِ فَقَالَ اِنَّهٗ قَدْ زَنٰی فَاَعْرَضَ عَنْهُ فَتَنَحّٰی لِشِقِّهِ الَّذِیْ اَعْرَضَ فَشَهِدَ عَلٰی نَفْسِهٖ اَرْبَعَ شَهَادَاتٍ فَدَعَاهُ فَقَالَ هَلْ بِكَ جُنُوْنٌ هَلْ اُحْصِنْتَ قَالَ نَعَمْ فَاَمَرَ بِهٖ اَنْ یُّرْجَمَ بِالْمُصَلّٰی فَلَمَّا اَذْلَقَتْهُ الْحِجَارَةُ جَمَزَ حَتّٰی اُدْرِكَ بِالْحَرَّةِ فَقُتِلَ

لہٰذا عزم سے طلاق واقع نہ ہوگی، کیونکہ اہلِ علم کا اس پر اتفاق ہے کہ اگر ظہار پر عزم کیا اور زبان سے تلفّظ نہیں کیا تو ظہار نہ ہوگا۔ اگر دل میں کسی کو قذف لگائی تو وہ قاذف نہ ہوگا۔ اگر نمازی کے دل میں کلام پیدا ہُوا تو نماز فاسد نہ ہوگی، حالانکہ نماز میں کلام کرنا حرام ہے۔ اگر حدیث نفس کلام ہو تو نماز باطل ہو نی چاہیے، حالانکہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا میں نماز میں لشکر ترتیب دیتا ہوں۔ سفیان ثوری امام ابوحنیفہ شافعی، احمد اور اسحاق کا یہی مذہب ہے کہ حدیث نفس سے طلاق واقع نہیں ہوتی اور اگر دل میں طلاق پیدا ہُوئی پھر اس کو کاغذ پر لکھ دیا تو طلاق واقع ہو جائے گی، کیونکہ کتابت عمل ہے۔ اگر کسی تختی یا دیوار یا زمین پر طلاق لکھی اور اس کے حروف واضح ہیں تو طلاق واقع ہوگئی ورنہ نہیں اور اگر ہوا میں یا پانی پر طلاق لکھی تو واقع نہ ہوگی اگرچہ طلاق کی نیّت کرے۔

۴۹۳۲ — ترجمہ: ابن شہاب نے کہا مجھے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے جابر سے خبر سُنائی کہ ایک آدمی جو قبیلہ اسلم سے تھا۔ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہُوا جبکہ حضور مسجد میں تشریف فرما تھے۔ اور عرض کیا کہ اس نے زنا کیا ہے۔ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس سے اعراض کیا تو وہ اس طرف پھر گیا۔ جدھر آپ نے چہرۂ انور فرمایا تھا اور اپنی ذات پر چار بار گواہی دی کہ اس نے زنا کیا ہے۔ آپ نے اس کو بلایا اور فرمایا کیا تجھے جنون تو نہیں کیا تو شادی شدہ ہے؟ عرض کیا جی ہاں! حضور نے حکم دیا کہ اس کو مصلّی رجم کر دیا جائے۔ جب اس کو پتھر لگے تو تیز دوڑا حتی کہ حرّہ میں پا یا گیا اور قتل کیا گیا۔

۴۹۳۳ — حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَسَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ أَتَى رَجُلٌ مِنْ أَسْلَمَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَنَادَاهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ الْأَخِرَ قَدْ زَنَى يَعْنِي نَفْسَهُ فَأَعْرَضَ عَنْهُ فَتَنَحَّى لِشِقِّ وَجْهِهِ الَّذِي أَعْرَضَ قِبَلَهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ الْأَخِرَ قَدْ زَنَى فَأَعْرَضَ عَنْهُ فَتَنَحَّى لِشِقِّ وَجْهِهِ الَّذِي أَعْرَضَ قِبَلَهُ فَقَالَ لَهُ ذٰلِكَ فَأَعْرَضَ فَتَنَحَّى لَهُ الرَّابِعَةَ فَلَمَّا شَهِدَ عَلَى نَفْسِهِ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ دَعَاهُ فَقَالَ هَلْ بِكَ جُنُونٌ قَالَ لَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اذْهَبُوا بِهِ فَارْجُمُوهُ وَكَانَ قَدْ أُحْصِنَ وَعَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي مَنْ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيَّ قَالَ كُنْتُ فِيمَنْ رَجَمَهُ فَرَجَمْنَاهُ بِالْمُصَلَّى بِالْمَدِينَةِ فَلَمَّا أَذْلَقَتْهُ الْحِجَارَةُ جَمَزَ حَتَّى أَدْرَكْنَاهُ بِالْحَرَّةِ فَرَجَمْنَاهُ حَتَّى مَاتَ

۴۹۳۳ — ترجمہ : ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن اور سعید بن مسیب رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا قبیلہ اسلم کا ایک آدمی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا جبکہ حضور مسجد میں تشریف فرما تھے۔ عرض کیا : یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! اس کم بخت مرد نے زنا کیا ہے اس سے اپنی ذات کا قصد کیا،، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے چہرہ انور ایک طرف کر لیا تو اس طرف کا قصد کیا جس طرف حضور نے چہرۂ انور کیا تھا اور عرض کیا یارسول اللہ اس کم بخت نے زنا کیا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے چہرۂ انور دُوسری طرف کر لیا تو وہ اسی طرف پھرا جس طرف حضور نے چہرہ کیا تھا اور وہی عرض کیا حضور نے اس سے چہرۂ انور دُوسری طرف پھیر لیا تو اُس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چار بار قصد کیا جب اپنی ذات پہ چار بار شہادت قائم کی تو

آپ نے اس کو پاس بلایا اور فرمایا کیا تجھے جنون ہے اُس نے کہا نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اُس کو لے جاؤ اور سنگسار کر دو، حالانکہ وہ محصن تھا۔ زہری نے کہا مجھے اس شخص نے خبر دی جس نے جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما سے سُنا تھا۔ اُس شخص نے کہا میں اُن لوگوں میں سے ہوں جنہوں نے اس کو سنگسار کیا تھا۔ ہم نے اس کو مدینہ منورہ کے مصلیٰ میں سنگسار کیا۔ جب اس کو پتھر لگے تو وہ تیز دوڑا یہاں تک کہ ہم نے اس کو حرّہ میں پا لیا اور اس کو پتھر مارے حتیٰ کہ وہ فوت ہو گیا۔

۴۹۳۳-۳۲ — شرح: ان دونوں حدیثوں کی مطابقت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کلام شریف "ھَلْ بِكَ جُنُوْنٌ" "کیا تجھے جنون ہے؟" سے ماخوذ ہے، کیونکہ اگر اسے جنون نہ ہوتا تو اس سے اقرار نہ ہوتا۔ مصلیٰ عیدگاہ شہر سے باہر تھا۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا بعض کہتے ہیں مصلیٰ سے مراد وہ جگہ ہے جو بقیع غرقد میں نمازِ جنازہ کے لئے رکھی گئی تھی۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عید کی جگہ مسجد کے حکم میں نہیں ہے اور وہاں رجم کرنا اور اس کو خون آلود کرنا حرام نہیں۔

علماء نے اس رجم میں اختلاف کیا ہے جو چار بار اقرار کرنے کے بعد مستوجب رجم ہوتا ہے۔ سفیان ثوری، ابن ابی لیلیٰ حکم بن عتیبہ اسی کے قائل ہیں۔ حضرت امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب کا یہی مذہب ہے "رضی اللہ عنہم"، ایک صحیح ترین روایت کے مطابق امام احمد کا بھی یہی قول ہے اور یہ دونوں حدیثیں اس مسئلہ کی دلیل ہیں۔ حماد بن ابی سلیمان اور امام مالک و شافعی اور ایک روایت میں امام احمد کہتے ہیں اگر عورت اپنی ذات پر ایک بار اقرار کر لے تو حد واجب ہو جائے گی اور اس سے زیادہ بار اقرار کی ضرورت نہیں اُنہوں نے غامدیہ کی حدیث سے استدلال کیا ہے کہ اس کے ایک بار اقرار کرنے سے رجم کا حکم کر دیا تھا۔ امام طحاوی نے اس کا جواب دیا کہ راوی نے ایک بار اقرار نقل کرنے پر اس لئے اکتفاء کی ہے کہ گمان یہی تھا کہ چار بار اقرار موجبِ رجم ہے جبکہ ماعز اسلمی کی حدیث مشہور تھی اور چار بار اقرار ذکر نہ کرنے کو یہ لازم نہیں کہ چار بار اقرار کی ضرورت ہی نہیں۔ دوسری شرطیں جن کا رجم میں اعتبار ہے بھی مذکور نہیں ہیں اور وہ سات شرطیں ہیں۔ اوّل احصان (شادی شادی ہونا) دوم بالغ ہونا سوم مسلمان ہونا چہارم آزاد ہونا۔ پنجم عاقل ہو۔ ششم اور زنا نہ کیا ہو۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے احصان میں اسلام شرط قرار دیا ہے، کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے شرک کیا وہ محصن نہیں ہے۔ نیز غامدیہ کو بھی چار بار ردّ کیا تھا (مسند بزار) نیز اس مسئلہ میں بھی علماء نے اختلاف کیا ہے کہ اس کے لئے گڑھا کھودا جائے گا یا نہیں۔ بعض نے کہا گڑھا کھودنا عورت کے لئے مخصوص ہے تاکہ کشفِ عورت نہ ہو۔ نووی نے شرح مسلم میں ذکر کیا مرد و زن کے لئے گڑھا کھودنے میں تین وجہیں ہیں۔ امام ابوحنیفہ، امام مالک اور صحیح تر روایت میں امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم نے کہا عورت اور مرد کے لئے گڑھا نہ کھودا

بَابُ الْخُلْعِ وَكَيْفَ الطَّلَاقُ فِيْهِ

جائے۔ ایک روایت میں ہے کہ [illegible] گڑھا کھودا جائے گا۔ زنا اگر گواہی سے ثابت ہو یا اقرار سے ثابت ہو اور عورت میں تین قول ہیں۔ ایک یہ کہ سینہ تک گڑھا کھودنا مستحب ہے دوسرا یہ کہ مستحب نہیں۔ تیسرا یہ کہ اگر گواہی سے زنا ثابت ہو تو گڑھا کھودنا جائز ہے۔ اور اگر اقرار سے ثابت ہو تو گڑھا کھودنا جائز نہیں کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ دوڑ جائے اور اقرار سے رجوع کر لے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ایک بار اقرار ہی کافی ہوتا ہے؛ کیونکہ شریعت میں اقرار حجت ہے۔ جبکہ اس میں صدق کا رجحان ہوتا ہے۔ ایک بار کرے یا بار بار اقرار کرے اس کا جواب یہ ہے کہ قیاس یہی چاہتا ہے لیکن اس کو نص سے ترک کر دیا ہے اور وہ یہ کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ماعز کو رد کیا تھا یہاں تک کہ اس نے چار بار اقرار کیا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب خلع اور اس میں طلاق کیسی ہے؟

خلع بضم الخاء وسکون اللام خَلَعَ الثوب والنعل وغیرہما سے ماخوذ ہے۔ یعنی کپڑا یا جوتا وغیرہ اُتار دیا؛ کیونکہ عورت مرد کا لباس ہے؛ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ "عورتیں تمہارا لباس ہیں تم ان کا لباس ہو"۔ اجرام اور معانی میں فرق کرنے کے لئے اس کی مصدر بضم الخاء ہے؛ چنانچہ اجرام میں خلع الثوب خَلْعًا بفتح الخاء کہا جاتا ہے۔ اور معانی میں خلع امرأتہ خُلْعًا خُلعۃ بالضم کہا جاتا ہے۔ شریعت مطہرہ میں مرد کا اپنی بیوی کو کسی عوض پر جدا کرنا خُلع ہے۔ لہٰذا اگر عورت نے شوہر سے قرضہ لینا ہو یا قصاص کا بدل شوہر پہ ہو تو اس پر خلع جائز ہے۔ ضروری نہیں کہ بدل مال ہو اس کی شرط وہی ہے جو طلاق کی شرط ہے اور اس کا حکم یہ ہے کہ طلاق بائن واقع ہوگی وہ مرد کی طرف سے قسم ہے اور عورت کی طرف سے معاوضہ ہے۔ تمام علماء کا خلع کی مشروعیت پر اتفاق ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا قدیم قول یہ ہے کہ خلع فسخ ہے۔ اگر طلاق کی نیت کرے تو طلاق بائنہ ہوگی اور ایک قول کے مطابق رجعی طلاق ہے۔

صحیح ترین قول یہ ہے کہ خلع طلاق بائن ہے۔ جیسا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت عمر فاروق، علی المرتضیٰ، اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ خلع طلاق بائن ہے احناف نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے استدلال کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خُلع کو طلاق

وَقَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰی وَلَا یَحِلُّ لَکُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّآ اٰتَیْتُمُوْهُنَّ شَیْئًا اِلٰی قَوْلِهِ الظّٰلِمُوْنَ وَ اَجَازَ عُمَرُ الْخُلْعَ دُوْنَ السُّلْطَانِ وَاَجَازَ عُثْمَانُ الْخُلْعَ دُوْنَ عِقَاصِ رَاْسِهَا وَقَالَ طَاؤُسٌ اِلَّا اَنْ یَّخَافَا اَلَّا یُقِیْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فِیْمَا افْتَرَضَ لِکُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا عَلٰی صَاحِبِهٖ فِی الْعِشْرَةِ وَالصُّحْبَةِ وَلَمْ یَقُلْ قَوْلَ السُّفَهَآءِ لَا تَحِلُّ حَتّٰی تَقُوْلَ لَا اَغْتَسِلُ لَکَ مِنْ جَنَابَةٍ

بائن کہا ہے (دارقطنی وبیہقی)

عبدالرزاق نے اپنے مصنف میں ذکر کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خلع کو طلاق کیا ہے احناف کا یہی مذہب ہے کہ خلع طلاق بائن ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد "تمہارے لئے حلال نہیں کہ عورتوں سے وہ لو جو تم نے اُن کو مہر دیا ہے مگر یہ کہ مرد و زن کو خوف ہو کہ وہ اللہ کی حدود قائم نہ رکھ سکیں گے تو اُن پر کچھ حرج نہیں کہ عورت فدیہ دے یہ اللہ کی حدیں ہیں ان سے آگے نہ بڑھو اور جو کوئی اللہ کی حدود سے آگے بڑھے وہی لوگ ظالم ہیں۔"

اس آیت کریمہ کو یہاں ذکر کرنے سے غرض یہ ہے کہ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی بیوی کا اُن سے جھگڑا رہتا تھا اُس نے خلع کی درخواست دربار رسالت میں گذاری تھی۔ یہ اسلام میں سب سے پہلا خلع تھا اُس کے متعلق یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور اَلَّا یُقِیْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ میں حکام اور ازواج دونوں مخاطب ہیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ خلع میں صرف حکام مخاطب ہوں چونکہ ازواج حکام کے حکم سے فدیہ پکڑتے ہیں اس لئے اخذ فدیہ کی نسبت حکام کی طرف کی "اَجَازَ عُمَرُ الْخُلْعَ دُوْنَ السُّلْطَانِ الخ"

۴۹۳۴ـــ حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ جَمِيلٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ امْرَأَةَ ثَابِتِ ابْنِ قَيْسٍ أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ثَابِتُ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بادشاہ (قاضی، حاکم) کے بغیر خلع جائز کہا ہے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عورت کے چٹلے کے سوا خلع جائز کہا ہے "

یعنی عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا یہ ضروری نہیں کہ خلع حاکم یا قاضی کے سامنے ہو اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ہر شئے جس کی عورت اپنے سر کے چٹلے کے سوا مالک ہو کے عوض خلع جائز کہا ہے۔ عقاص بکسر العین عقیقہ کی جمع ہے۔ اس میں حضرات صحابہ کرام اور تابعین عظام سے متعدد روایات منقول ہیں بعض کہتے ہیں شوہر لے جو مہر دیا ہے اس سے زیادہ نہ لے اگر زیادہ لیا ہو تو صدقہ کر دے۔ اکثر علماء یہی کہتے ہیں۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ بھی یہی فرماتے ہیں۔

قَالَ طَاوُسٌ إِلَّا أَنْ يَخَافَا أَنْ لَا يُقِيمَا حُدُودَ اللّٰهِ

طاؤس نے کہا مگر یہ کہ انہیں خوف ہو کہ وہ اللہ کے حدود قائم نہیں رکھ سکیں گے "

کی تفسیر میں کہا، اس سے وہ احکام مراد ہیں جو ان دونوں میں سے ہر ایک پر صحبت اور ایک ساتھ رہنے میں مقدر کئے ہیں" اور طاؤس نے بیوقوفوں کی سی بات نہیں کی،، کہ خلع اس وقت ہی جائز ہے کہ عورت کہے کہ میں تیرے لئے جنابت سے غسل نہیں کروں گی اور اس کو جماع کرنے سے روکے بلکہ خلع اس وقت جائز ہے کہ جب عورت شوہر سے صحبت اور ایک ساتھ رہنے کو جو اس کے لئے مقدر رہے قائم نہ کر سکے [illegible]

[illegible]۔ اس وقت عورت نافرمان شمار ہوگی اور خلع میں اس سے مال لینا جائز ہے۔

قولہ لَا أَغْتَسِلُ یہ وطی سے کنایہ ہے "

۴۹۳۴ـــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ثابت بن قیس کی بیوی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور

أَبُو قَيْسٍ مَا أَعْتُبُ عَلَيْهِ فِي خُلُقٍ وَلَا دِيْنٍ وَلٰكِنِّي أَكْرَهُ الْكُفْرَ فِي الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَرُدِّيْنَ عَلَيْهِ حَدِيْقَتَهُ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِقْبَلِ الْحَدِيْقَةَ وَطَلِّقْهَا تَطْلِيْقَةً

عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! ثابت بن قیس کے خُلق اور دین میں اسے میں عتاب نہیں کرتی لیکن میں اسلام میں کفر کو پسند نہیں کرتی ہوں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو اس کا باغ اسے واپس کرے گی؟ عرض کیا جی ہاں! جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت بن قیس سے فرمایا باغ قبول کرو اور اسے ایک طلاق دے دو! بخاری نے کہا ابن عباس سے روایت کرنے میں ازہر ابن جمیل کی مطابعت نہیں کی گئی۔

۴۹۳۴ — شرح: یعنی ثابت قیس رضی اللہ عنہ کی بیوی نے کہا میں ثابت بن قیس سے مفارقت چاہتی ہوں اور کسی بُرائی یا بدخلقی اور بے دینی کے باعث نہیں لیکن میں اس کی طبیعت سے خوش نہیں مجھے اپنی ذات پر خوف ہے کہ اسلام میں عداوت اور نفاق وغیرہ جو اسلام کے مقتضٰی سے خلاف ہے سرزد نہ ہو جائے یا ہم باہم ایک دوسرے کے لئے حقوق زوجیت پورے نہ کر سکیں یعنی میں اس کے ساتھ نہیں رہ سکتی۔

ایک روایت میں ہے کہ میں ایک دن خیمہ کے پاس کھڑی تھی کہ ثابت کو چند مردوں میں آتے ہوئے دیکھا۔ اچانک میری نظر اس پر پڑی وہ سیاہ فام اور قد و قامت میں بہت ہی چھوٹا اور قبیح المنظر ہے۔ ابن ماجہ کی روایت میں ہے۔ ثابت بن قیس کے منہ پر چیچک تھی اس کی بیوی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر مجھے اللہ کا خوف نہ ہو تو جب وہ میرے پاس آئے میں اس کے چہرے پر تھوک دوں۔ عبدالرزاق کی روایت میں ہے کہ اس نے کہا یا رسول اللہ! آپ میری خوبصورتی اور حسن و جمال کو دیکھتے ہیں جبکہ ثابت کے چہرہ پر چیچک (وہ رنگ میں سیاہ دیکھنے میں بدصورت ہے) اس لئے میں اس سے مفارقت چاہتی ہوں کہ میں اس کے ساتھ نہیں رہ سکتی ہوں۔ ثابت بن قیس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطیب تھے جیسے حسان بن ثابت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شاعر تھے۔ وہ اُحد اور دیگر غزوات میں شریک ہوئے اور یمامہ کی جنگ میں شہید ہوگئے جو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں لڑی گئی تھی ان کی بیوی کا نام جمیلہ بنت عبداللہ بن ابی سلول ہے، لیکن اہل مدینہ منورہ نے کہا کہ وہ حبیبہ بنت سہل

۴۹۳۵ — حَدَّثَنِیْ اِسْحٰقُ الْوَاسِطِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ خَالِدِ الْحَذَّاءِ عَنْ عِکْرِمَۃَ اَنَّ اُخْتَ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اُبَیٍّ بِھٰذَا وَقَالَ تَرُدِّیْنَ حَدِیْقَتَہٗ قَالَتْ نَعَمْ فَرَدَّتْھَا وَاَمَرَہٗ یُطَلِّقُھَا وَقَالَ اِبْرَاھِیْمُ بْنُ طَھْمَانَ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِکْرِمَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَطَلِّقْھَا وَعَنِ ابْنِ اَبِیْ تَمِیْمَۃَ عَنْ عِکْرِمَۃَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّہٗ قَالَ جَاءَتِ امْرَاَۃُ ثَابِتِ بْنِ قَیْسٍ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ لَا اَعْتِبُ عَلٰی ثَابِتٍ فِیْ دِیْنٍ وَلَا خُلُقٍ وَلٰکِنِّیْ لَا اُطِیْقُہٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَتَرُدِّیْنَ عَلَیْہِ حَدِیْقَتَہٗ قَالَتْ نَعَمْ

۴۹۳۶ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ

انصاریہ ہے۔ ثابت بن قیس سے پہلے جمیلہ حنظلہ بن ابی عامر غسیل ملائکہ کی بیوی تھی ان کے شہید ہونے کے بعد اس سے ثابت بن قیس نے نکاح کیا تھا۔ اُن سے خُلع کے بعد اس سے حبیب بن اساف انصاری نے نکاح کیا تھا۔ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے مؤطا میں ثابت بن قیس کی بیوی کا نام حبیبہ بنت سہل ذکر کیا نام مریم مغالیہ ذکر کیا ہے۔ بخاری کی عکرمہ سے روایت میں عبداللہ بن اُبی کی بہن مذکور ہے۔ کما یجیٔ ان شاء اللہ تعالیٰ واللہ ورسولہ اعلم!

۴۹۳۵ — ترجمہ: عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن اُبی کی بہن نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا اور حدیث ذکر کی "سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو اس کا باغ واپس کرے گی۔ عرض کیا جی ہاں اور اُس نے باغ واپس کر دیا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت بن قیس کو حکم دیا کہ اس کو طلاق دیجیے۔ ابراہیم بن طہمان نے خالد اور عکرمہ کے ذریعے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی"

ابْنُ الْمُبَارَكِ الْمُخَرِّمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا قُرَادٌ أَبُو نُوحٍ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَتِ امْرَأَةُ ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا أَنْقِمُ عَلَى ثَابِتٍ فِي دِينٍ وَلَا خُلُقٍ إِلَّا إِنِّي أَخَافُ الْكُفْرَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَرُدِّينَ عَلَيْهِ حَدِيقَتَهُ فَقَالَتْ نَعَمْ فَرَدَّتْ عَلَيْهِ وَأَمَرَهُ فَفَارَقَهَا

۴۹۳۸ — حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عِكْرِمَةَ أَنَّ جَمِيلَةَ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ

۴۹۳۶ — ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ثابت بن قیس کی بیوی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں ثابت کی دینداری اور اس کے خلق پر اسے عتاب نہیں کرتی، لیکن میں اس کو برداشت نہیں کر سکتی ہوں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا اس کا باغ اسے واپس کرے گی؟ عرض کیا جی ہاں! میں واپس کرتی ہوں۔

۴۹۳۷ — ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ثابت بن قیس بن شماس کی بیوی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور عرض کیا یا رسول اللہ میں ثابت بن قیس کی دینداری اور اس کے اچھے خلق کا انکار نہیں کرتی، لیکن میں اسلام میں کفر سے ڈرتی ہوں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو اس کا باغ اسے واپس کرے گی؟ عرض کیا جی ہاں! پھر اس نے ثابت کو باغ واپس کر دیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ اسے جدا کر دے۔

۴۹۳۸ — ترجمہ: ایوب نے عکرمہ سے روایت کی کہ جمیلہ اور مذکور حدیث ذکر کی۔

۳۵-۳۶-۳۷-۴۹۳۸ — شرح: اس باب کی آخری حدیث میں اشارہ کیا ہے کہ جس عورت نے ثابت بن قیس سے خلع کیا تھا۔ اس کا نام جمیلہ ہے۔ اس عورت کے نام میں اقوال مذکور ہیں۔ دارقطنی اور بیہقی نے ابو زبیر کی روایت میں ذکر کیا کہ ثابت بن قیس کی بیوی عبداللہ بن ابی کی لڑکی زینب تھی اور نسائی اور ابن ماجہ کی روایت

بَابُ الشِّقَاقِ

وَهَلْ يُشِيْرُ بِالْخُلْعِ عِنْدَ الضَّرَرِ وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ اِلٰى قَوْلِهٖ خَبِيْرًا

میں ذکر کیا کہ ثابت بن قیس کی بیوی عبداللہ بن ابی کی لڑکی زینب تھی اور نسائی اور ابن ماجہ کی روایت میں مریم مغالیہ نام ذکر کیا ہے نسائی اور طبرانی نے ربیع بنت معوذ کی حدیث میں جمیلہ بنت عبداللہ بن ابی ذکر کیا ہے اسی پر ابن سعد نے طبقات میں جزم کیا ہے کہ وہ جمیلہ بنت عبداللہ بن ابی ہے ۔ بخاری نے عکرمہ سے روایت کی کہ اس میں عبداللہ بن ابی کی بہن کا ذکر کیا ہے کہ اس نے ثابت بن قیس سے خلع کیا تھا۔ اکثر طرق میں اس کا نام حبیبہ بنت سہل مذکور ہے۔ امام مالک نے مؤطا میں یہی ذکر کیا ہے ۔ بعض محدثین نے اسے اصح کہا ہے ۔ ہوسکتا ہے کہ ثابت بن قیس نے متعدد دفعہ خلع کیا ہو کبھی اس کے لئے کبھی اس کے لئے ہو

اسماء رجال : اسحاق واسطی وہ ابو بشر اسحاق بن شاہین واسطی ۔ ابن ابی تمیمہ کا نام ابو بکر کیسان ہے۔ قراد بضم القاف و تخفیف الراء لقب ہے ۔ ان کا نام عبدالرحمن ابن غزوان ہے اور کنیت ابو نوح ہے۔ بہت بڑے حفاظ میں سے ہیں ۔ محدثین نے ان کو ثقہ کہا ہے لیکن ایک حدیث میں ان کی خطاء ذکر کی ہے جو انہوں نے لیث سے بیان کی ہے بخاری میں اس حدیث کے سوا کوئی حدیث نہیں ۔

باب الشِّقاق

کیا ضرورت کے وقت خلع کی طرف اشارہ کرے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اگر تم زوجین میں دشمنی کا خوف کرو تو ایک فیصل شوہر کی طرف سے اور ایک عورت کی طرف سے فیصل بھیجو الخ خبیراً تک "

شرح : اس باب میں اس شقاق کا ذکر ہے جو مذکورہ آیت کریمہ میں ہے۔ شقاق بکسر الشین بمعنی عداوت اور اختلاف ہے ۔ خلع کو اسی لئے شقاق کہتے ہیں کہ زوجین میں سے ہر ایک وہ کام کرتا ہے جو دوسرے کے لئے دشوار ہوتا ہے۔ اس آیت کریمہ میں حکام سے خطاب ہے۔

۴۹۳۹ــ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ بَنِي الْمُغِيْرَةِ اسْتَاذَنُوْا فِيْ اَنْ يُّنْكِحَ عَلِيٌّ اِبْنَتَهُمْ فَلَا اٰذَنُ ۔

ابن بطال نے کہا ایک حَکَم مرد کی طرف سے اور ایک عورت کی طرف سے ہو اگر ان کے خاندان سے کوئی حَکَم نہ ہو تو اجانب سے حَکَم تجویز کر لیا جائے جو فیصلہ کرنے کی صلاحیت رکھتے ہوں۔ جب حَکَم (فیصل) آپس میں اختلاف کریں تو اُن کا فیصلہ نافذ نہ ہوگا اور اگر ان میں اتفاق ہو تو توکیل و اجازت کے بغیر ان کا فیصلہ قابل عمل ہوگا۔ اگر وہ فیصلہ میں ان کی تفریق پر اتفاق کریں تو علماء کوفہ اور امام شافعی اور احمد نے کہا ان کے لئے زوجین کی اجازت ضروری ہے ان کی اجازت کے بغیر تفریق نہیں ؛ کیونکہ طلاق شوہر کے ہاتھ میں ہے مگر وہ اجازت دے تو فبہا ورنہ اس کی طرف سے حاکم طلاق دے گا۔ ابن ابی شیبہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حاکموں کے باعث زوجین میں اتفاق و تفریق ہو سکتی ہے۔ عامر سے ایک مرد اور عورت سے متعلق پوچھا گیا۔ جنہوں نے حاکم مقرر کیا تھا پھر ان کا خیال ہُوا کہ آپس میں رجوع کریں تو عامر نے کہا جب تک اُنھوں نے کلام نہیں کیا رجوع کر سکتے ہیں اور اگر کلام کر لیا ہے تو ان کا رجوع کرنا جائز نہیں۔

۴۹۳۹ ــ ترجمہ : مسور بن مخرمہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بنی مغیرہ نے اجازت طلب کی ہے کہ وہ اپنی بیٹی کا علی سے نکاح کردیں میں اجازت نہیں دیتا ہوں۔

۴۹۳۹ ــ شرح : کرمانی نے کہا اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا اس نکاح سے راضی نہ تھیں اور آپ کے اور حضرت علی المرتضیٰ کے درمیان اس کے باعث اختلاف متوقع تھا۔ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے وقوع کا دفاع فرمایا کہ اس کی اجازت نہیں دیتا تاکہ شروع سے ہی خلع کی راہ بند ہو۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس سے پہلے گزرا ہے کہ بنی ہشام نے یہ ارادہ کیا تھا اور کتاب الجہاد میں ہے کہ یہ لڑکی ابوجہل کی لڑکی تھی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ان دونوں حدیثوں میں مخالفت نہیں کیونکہ ابوجہل عمرو بن ہشام بن مغیرہ ہے لہذا دونوں ایک ہی ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم !

بَابٌ لَا يَكُوْنُ بَيْعُ الْاَمَةِ طَلَاقًا

۴۹۴۰ ـــ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِیْ مٰلِكٌ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنِ الْقٰسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ فِیْ بَرِيْرَةَ ثَلٰثُ سُنَنٍ اِحْدَى السُّنَنِ اَنَّهَا اُعْتِقَتْ فَخُيِّرَتْ فِیْ زَوْجِهَا وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ وَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْبُرْمَةُ تَفُوْرُ بِلَحْمٍ فَقُرِّبَ اِلَيْهِ خُبْزٌ وَاُدُمٌ مِنْ اُدُمِ الْبَيْتِ فَقَالَ اَلَمْ اَرَ بُرْمَةً فِيْهَا لَحْمٌ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنْ ذٰلِكَ لَحْمٌ تُصُدِّقَ عَلٰى بَرِيْرَةَ وَاَنْتَ لَا تَاْكُلُ الصَّدَقَةَ قَالَ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ

باب لونڈی کو بیچنا طلاق نہیں

یعنی کسی نے اپنی لونڈی کا کسی سے نکاح کر دیا۔ اگر لونڈی کا مالک اسے فروخت کر دے تو وہ اس کے شوہر کی طرف سے طلاق واقع نہ ہوگی۔ تمام فقہا کا یہی مسلک ہے۔ بعض نے کہا لونڈی کو بیچنے سے طلاق واقع ہو جاتی ہے۔"

۴۹۴۰ ـــ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بریرہ کے معاملہ میں تین احکام ہیں۔ ان میں سے ایک یہ کہ وہ آزاد کی گئی تو اسے اپنے شوہر کے بارے میں اختیار دیا گیا۔ (۲) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ولاء اسی کے لئے ہے جو آزاد کرے (۳) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لائے، حالانکہ گوشت کی ہنڈیا جوش مار رہی تھی۔ روٹی

بَابُ خِيَارِ الْاَمَةِ تَحْتَ الْعَبْدِ

۴۹۴۱ـــ حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ وَهَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رَاَيْتُهٗ عَبْدًا يَعْنِيْ زَوْجَ بَرِيْرَةَ

۴۹۴۲ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ ذَاكَ مُغِيْثٌ عَبْدُ بَنِيْ فُلَانٍ يَعْنِيْ زَوْجَ بَرِيْرَةَ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلَيْهِ يَتْبَعُهَا فِيْ سِكَكِ الْمَدِيْنَةِ يَبْكِيْ عَلَيْهَا

اور گھر کے سالن سے سالن آپ کے پاس لایا گیا تو فرمایا کیا میں ہنڈیا نہیں دیکھ رہا ہوں کہ اس میں گوشت ہے۔ گھر والوں نے عرض کیا کیوں نہیں لیکن وہ گوشت بریرہ پر صدقہ کیا گیا ہے۔ اور آپ صدقہ نہیں کھاتے فرمایا یہ بریرہ کے لئے صدقہ ہے۔ ہمارے لئے یہ ہدیہ ہے۔

۴۹۴۰ ـــ شرح: اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ جب عتق سے (آزاد کرنا) طلاق واقع نہیں ہوتی تو بیع سے بطریق اَولیٰ طلاق واقع نہ ہوگی۔ اگر عتق سے طلاق واقع ہوجاتی تو سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم بریرہ کو اختیار نہ دیتے؛ کیونکہ اختیار دینا وجودِ نکاح کی دلیل ہے یا کیونکہ نکاح کا عقدہ اس کے شوہر کے ہاتھ میں ہے اس کو کھولنے کا حق بھی شوہر کو ہے لہٰذا لونڈی کا مالک طلاق کے حق سے محروم ہے۔ بریرہ کے معاملے میں تین شرعی احکام ہیں اُن میں سے ایک یہ ہے کہ منکوحہ جب آزاد ہوجائے تو اسے اپنے شوہر کے نکاح میں رہنے میں اختیار ہے چاہے تو اس سے علیحدہ ہوسکتی ہے۔ دوسرا حکم یہ ہے کہ جو کوئی غلام کو آزاد کرے اس کی ولاء کا وہی مستحق ہے بیچنے والا ولاء سے محروم ہے۔ تیسرا حکم یہ ہے کہ ملکیت تبدیل ہوجانے سے شئی میں تبدیلی آجاتی ہے۔ کیونکہ گوشت جو بریرہ پر صدقہ کیا گیا تھا۔ اس کا حکم اور تھا لیکن جب وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کرنا ہُوا تو اس کا تبدیل ہوگیا۔ اب وہ صدقہ نہ رہا نذرانہ بن گیا۔

۴۹۴۳ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ زَوْجُ بَرِيرَةَ عَبْدًا أَسْوَدَ يُقَالُ لَهُ مُغِيثٌ عَبْدٌ لِبَنِي فُلَانٍ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ يَطُوفُ وَرَاءَهَا فِي سِكَكِ الْمَدِينَةِ

باب جو لونڈی غلام کی منکوحہ ہو اُ آزاد ہو جانے سے اسے اختیار ہے ''

۴۹۴۱ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے بریرہ کے شوہر کو عبد دیکھا ہے۔

۴۹۴۲ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا وہ یعنی بریرہ کا شوہر مغیث ہے جو بنی فلاں کا غلام ہے۔ گویا میں اُسے دیکھ رہا ہوں کہ وہ مدینہ منورہ کی گلیوں میں اس کے پیچھے روتا پھرتا ہے۔

۴۹۴۳ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا بریرہ کا شوہر سیاہ غلام تھا اس کو مُغیث کہا جاتا ہے۔ گویا میں اسے دیکھ رہا ہوں وہ اس کے پیچھے مدینہ منورہ کی گلیوں میں پھر رہا ہے۔

۴۱ تا ۴۹۴۳ — شرح : باب کے عنوان اور اس کے تحت بعض احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ بریرہ کا شوہر غلام تھا آزاد نہ تھا۔ محدثین کی جماعت نے بھی عکرمہ کے ذریعہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ بریرہ کا شوہر سیاہ فام غلام تھا۔ اس حدیث سے امام شافعی اور امام مالک نے استدلال کیا کہ اگر منکوحہ لونڈی آزاد ہو جائے اور اس کا شوہر غلام ہو تو اسے اختیار ہے کہ اس کے نکاح میں رہے یا نہ رہے، کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بریرہ کو اختیار دیا تھا جبکہ وہ غلام تھا تو بریرہ نے اپنی ذات کو اختیار کیا شوہر کو اختیار نہ کیا۔ اگر وہ آزاد ہوتا تو آپ اختیار نہ دیتے۔ امام ابوحنیفہ اور آپ کے تلامذہ رضی اللہ عنہم نے کہا منکوحہ لونڈی جب آزاد ہو جائے تو اسے اختیار ہے کہ شوہر کے نکاح میں رہے یا نہ۔

بَابُ شَفَاعَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي زَوْجِ بَرِيْرَةَ

۴۹۴۴ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ زَوْجَ بَرِيْرَةَ كَانَ عَبْدًا

اس کا شوہر غلام ہو یا آزاد ہو اس کی دلیل ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے کہ جب بریرہ آزاد ہوئی تھی اس کا شوہر آزاد تھا اور اسے اختیار دیا گیا (ترمذی) نیز نسائی اور ابن ماجہ کی روایت میں بھی یہی ہے کہ بریرہ کا شوہر اس کے عتق کے وقت آزاد تھا۔ ظاہری بھی یہی کہتے ہیں۔ امام مالک اور شافعی رضی اللہ عنہما کے استدلال کا جواب یہ ہے کہ "اگر وہ آزاد ہوتا تو بریرہ کو اختیار نہ دیا جاتا" یہ اضافہ عروہ نے کیا ہے، کیونکہ نسائی نے تصریح کی ہے کہ قَالَ عُرْوَةُ وَلَوْ كَانَ حُرًّا لَمَا خَيَّرَهَا، نسائی کے الفاظ میں ابن حبان نے اپنی صحیح میں اسی طرح روایت کی ہے۔ طحاوی نے کہا ہو سکتا ہے کہ یہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا کلام ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ عروہ کا کلام ہو پہلے احتمال سے قطعی حجت ثابت نہیں۔ اگر تسلیم بھی کرلیں کہ یہ ام المؤمنین کا کلام ہے لیکن ام المؤمنین سے دو متعارض روایتیں ہیں ایک میں مغیث کو عبد ذکر کیا ہے۔ دوسری میں حُرّ (آزاد) ذکر کیا ہے۔ لہٰذا ان دونوں سے استدلال صحیح نہیں۔

اس مقام کی تحقیق یہ ہے کہ مغیث میں دو حالتوں میں اختلاف ہے۔ ایک یہ کہ وہ عبد تھا دوسری یہ کہ وہ حُرّ تھا۔ یہ مسلّم ہے کہ اصل میں عبد تھا بعد میں حُرّ ہوا تھا، کیونکہ عکس محال ہے کہ حریت کے بعد عبدیت نہیں آسکتی تو اس سے واضح ہوگیا کہ جب مغیث کی بیوی آزاد ہوئی تھی اور اس کو اختیار دیا گیا تھا۔ اس وقت اس کا شوہر آزاد تھا۔ لہٰذا جن روایات میں عبد مذکور ہے وہ پہلی حالت ہے اور جن میں حُرّ مذکور ہے وہ آخری حالت ہے آخری حالت میں بریرہ آزاد ہوئی ہے۔ لہٰذا یہ کہنا کہ اگر وہ حُر ہوتا تو بریرہ کو اختیار نہ دیا جاتا محل تأمل ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ۷ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا بریرہ کے شوہر کی شفاعت کرنا

۴۹۴۴ — ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بریرہ کا شوہر عبد تھا اس کو مُغیث کہا جاتا تھا۔ گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ

يُقَالُ لَهُ مُغِيثٌ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ يَطُوفُ خَلْفَهَا يَبْكِي وَدُمُوعُهُ تَسِيلُ عَلَى لِحْيَتِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَبَّاسٍ يَا عَبَّاسُ أَلَا تَعْجَبُ مِنْ حُبِّ مُغِيثٍ بَرِيرَةَ وَمِنْ بُغْضِ بَرِيرَةَ مُغِيثًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ رَاجَعْتِيهِ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ تَأْمُرُنِي قَالَ إِنَّمَا أَشْفَعُ قَالَتْ فَلَا حَاجَةَ لِي فِيهِ بَابٌ

اس کے پیچھے روتا ہُوا پھر رہا ہے اور اس کے آنسو اس کی داڑھی پر بہہ رہے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے عباس کیا تم بریرہ سے مغیث کی محبت اور مغیث سے بریرہ کے بغض سے تعجب نہیں کرتے ہو؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (بریرہ سے) فرمایا: اگر تو مغیث کی طرف رجوع کر لیتی تو اچھا ہوتا۔ بریرہ نے عرض کیا یا رسُولَ اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! آپ مجھے حکم فرماتے ہیں یا شفاعت فرما رہے ہیں۔ فرمایا میں صرف شفاعت کرتا ہوں۔ بریرہ نے کہا مجھے اس کی حاجت نہیں۔

۴۹۴۴ — شرح: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب حاکم کے پاس مقدمہ آئے تو حاکم خصم سے کہہ سکتا ہے کہ تم اپنا حق دوسرے سے ساقط کر دو یا دعویٰ چھوڑ دو، کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بریرہ سے فرمایا تھا جبکہ وہ مدعیٰ علیہا تھیں کہ اگر تو اس طرف رجوع کر لیتی تو اچھا ہوتا۔

معلوم ہُوا کہ امام، عالم اور خلیفہ سے رعیّت کی حاجات میں شفاعت کرائی جا سکتی ہے۔ بخاری کی روایت میں ہے: «اِشْفَعُوا تُؤْجَرُوا وَيَقْضِي اللهُ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهِ مَا يَشَاءُ» یعنی شفاعت کرو تمہیں ثواب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبی «علیہ السّلام» کی زبان پر جو چاہے فیصلہ کرتا ہے

جو وہاں تھے بہیں آ کے ہو ؎ جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

نیز حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کسی مسلمان کو کسی مسلمان عورت سے محبت ہو اور وہ اس کے عشق میں بیقرار ہو تو جب تک حرام یا گناہ میں ملوّث نہ ہو اس کی محبت کو ظاہر کرنے یا چھپائے رکھنے میں حرج نہیں»

باب

۴۹۴۵ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ اَنَّ عَائِشَةَ اَرَادَتْ اَنْ تَشْتَرِيَ بَرِيْرَةَ فَاَبٰى مَوَالِيْهَا اِلَّا اَنْ يَشْتَرِطُوا الْوَلَاءَ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اشْتَرِيْهَا وَاَعْتِقِيْهَا فَاِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ وَ اُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَحْمٍ فَقِيْلَ اِنَّ هٰذَا مِمَّا تُصُدِّقَ بِهٖ عَلٰى بَرِيْرَةَ فَقَالَ هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ

۴۹۴۶ — حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ وَزَادَ فَخُيِّرَتْ مِنْ زَوْجِهَا

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ وَ لَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ

۴۹۴۵ — ترجمہ: اسود سے روایت ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے بریرہ کو خریدنے کا ارادہ کیا تو بریرہ کے مالکوں نے انکار کر دیا مگر یہ کہ ولاء کی شرط کریں (کہ ولاء ان کی ہوگی) ام المؤمنین نے یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تو آپ نے فرمایا بریرہ کو خرید کر آزاد کر دو۔ ولاء اس کے لئے جو آزاد کرے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گوشت لایا گیا اور عرض کیا گیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! یہ وہ گوشت ہے جو بریرہ پر صدقہ کیا گیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ بریرہ کے لئے صدقہ تھا ہمارے لئے ہدیہ ہے۔

۴۹۴۶ — ترجمہ: آدم نے بیان کیا کہ ہمیں شعبہ نے خبر دی اور یہ اضافہ کیا کہ بریرہ کو اس کے شوہر سے اختیار دیا گیا۔ (یہ حدیث کئی بار گزری ہے)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو یہاں تک کہ وہ مومن ہو جائیں!

البتہ مومنہ لونڈی مشرکہ عورت سے بہتر ہے اگرچہ تمہیں اچھی معلوم ہو!''

امام سخاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ آنے والے بابوں کے لئے بطور تمہید ذکر کی ہے اور مقصود ذکر نہیں کیا کیونکہ اس میں اختلاف ہے۔ تحقیق یہ ہے کہ غیر مسلمہ عورت کے نکاح میں اختلاف ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ آیت کے عموم کے پیش نظر جو آیت سے ظاہر ہے فرمایا کتابیہ عورتوں سے نکاح جائز نہیں؛ کیونکہ کتابی عورتیں یہودی ہوں یا نصرانی مشرکہ ہیں وہ حضرت عیسیٰ اور عُزَیر علیہما السلام کو اللہ کے بیٹے اعتقاد کرتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کی عورتوں کو اس آیت سے مستثنیٰ کیا ہے اور سورۂ مائدہ کی آیت کریمہ ''وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ '' سے اس عموم کی تخصیص کی گئی ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب یہ آیت کریمہ: لَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ الخ نازل ہوئی تو لوگ ان سے رُک گئے حتیٰ کہ اس کے بعد والی آیت کریمہ: وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ نازل ہوئی تو لوگوں نے اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح کیا۔ حضرات صحابہ کرام کی ایک جماعت نے نصرانی عورتوں سے نکاح کیا اور اس میں کچھ حرج نہ سمجھا۔ ابو عبیدہ نے کہا صحابہ کرام اور تابعین کے آثار اس باب میں بسیار منقول ہیں۔

امام مالک، اوزاعی، سفیان ثوری، تمام علماء کوفہ، شافعی اور تمام علماء کا یہی مسلک ہے۔ اس میں کسی کو اختلاف نہیں صرف عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا اختلاف ہے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے نائلہ بنت فرافصہ کلبیہ سے نکاح کیا؛ حالانکہ وہ نصرانیہ تھی۔ حضرت حذیفہ نے یہودی عورت سے نکاح کیا جبکہ اُن کے نکاح میں دو عربی عورتیں بھی تھیں۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہیں خط لکھا کہ یہودی عورت چھوڑ دیں۔ حذیفہ نے جواب لکھا کیا یہودیہ عورت سے نکاح حرام ہے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا حرام نہیں ہے، لیکن مجھے ڈر ہے کہ تم زانیہ عورتوں میں واقع نہ ہو جاؤ جو اُن میں بسیار ہیں۔ اور اس تکافل اور مسافلہ سے زانی عورتوں سے نکاح میں نہ پڑ جاؤ۔ بعض نے کہا مشرک عورتوں سے مراد بُت پرست عورتیں ہیں۔ بعض نے کہا محصنات سے وہ عورتیں مراد ہیں جو زناء کی تہمت سے پاک ہیں۔ بعض نے کہا محصنات سے مراد آزاد عورتیں ہیں۔ لونڈیاں مراد نہیں۔ بعض نے کہا اہل کتاب سے اسرائیلیات مراد ہیں امام شافعی رحمہ اللہ کا یہی مذہب ہے۔ بعض نے کہا اس سے مراد ذمی عورتیں ہیں حربی عورتیں مراد نہیں۔ (عینی)

۴۹۴۷ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ اِذَا سُئِلَ عَنْ نِكَاحِ النَّصْرَانِيَّةِ اَوِ الْيَهُودِيَّةِ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ الْمُشْرِكَاتِ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا اَعْلَمُ مِنَ الْاِشْرَاكِ شَيْئًا اَكْثَرَ مِنْ اَنْ تَقُوْلَ الْمَرْاَةُ رَبُّهَا عِيْسٰى وَهُوَ عَبْدٌ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ

بَابُ نِكَاحِ مَنْ اَسْلَمَ مِنَ الْمُشْرِكَاتِ وَعِدَّتِهِنَّ

۴۹۴۷ — ترجمہ : نافع سے روایت ہے کہ جب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے نصرانیہ اور یہودیہ عورت سے نکاح کے متعلق پوچھا جاتا تھا تو وہ کہتے تھے اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر مشرک عورتوں سے نکاح حرام فرمایا ہے اور میں اس سے بڑا کوئی شرک نہیں جانتا کہ عورت کہے میرا رب عیسیٰ ہے، حالانکہ وہ اللہ کے بندوں میں سے بندہ تھے۔

۴۹۴۷ — شرح : اسی طرح یہودیہ عورت کہتی ہے کہ میرا رب عزیز ہے۔ جمہور علماء کا مذہب یہ ہے کہ ان سے نکاح جائز ہے اور یہ آیت کریمہ وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ منسوخ ہے۔ اس کا ناسخ وَ الْمُحْصَنَاتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ ،، ہے۔ ابو عبید نے کہا اب مسلمانوں کو اہل کتاب سے نکاح کرنے کی رخصت ہے۔ اور یہ تحلیل تحریم کی ناسخ ہے نیز ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ سورۂ بقرہ کی آیت سورۂ مائدہ کی آیت سے منسوخ ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بقرہ کی آیت کو مخصوص اور منسوخ نہیں مانتے۔ وہ اس حدیث میں متفرد ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے نزدیک اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح کرنا حلال ہے اور اولیٰ یہ ہے کہ نہ کرے۔

باب مشرک عورتوں میں سے جو مسلمان ہو جائے اُن سے نکاح کرنا اور ان کی عدت ،،

کافرہ عورت اگر مسلمان ہو جائے اور مسلمانوں کی طرف ہجرت کرکے

۴۹۴۸ـ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ وَقَالَ عَطَاءٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ كَانَ الْمُشْرِكُوْنَ عَلٰى مَنْزِلَتَيْنِ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُؤْمِنِيْنَ كَانُوْا مُشْرِكِيْ اَهْلِ حَرْبٍ يُقَاتِلُهُمْ وَيُقَاتِلُوْنَهٗ وَمُشْرِكِيْ اَهْلِ عَهْدٍ لَا يُقَاتِلُهُمْ وَلَا يُقَاتِلُوْنَهٗ وَكَانَ اِذَا هَاجَرَتِ امْرَاَةٌ مِنْ اَهْلِ الْحَرْبِ لَمْ تُخْطَبْ حَتّٰى تَحِيْضَ وَتَطْهُرَ فَاِذَا طَهُرَتْ حَلَّ لَهَا النِّكَاحُ فَاِنْ هَاجَرَ زَوْجُهَا قَبْلَ اَنْ تَنْكِحَ رُدَّتْ اِلَيْهِ وَاِنْ هَاجَرَ عَبْدٌ مِنْهُمْ اَوْ اَمَةٌ فَهُمَا حُرَّانِ وَلَهُمَا مَا لِلْمُهَاجِرِيْنَ ثُمَّ ذَكَرَ مِنْ اَهْلِ

آجائے تو اس کے شوہر اور اس کے درمیان فرقت واقع ہو جاتی ہے۔ اکثر فقہائے کے نزدیک تین حیض گزار کر نکاح کر سکتی ہے۔ یہ امام شافعی کا مذہب ہے امام ابوحنیفہ، ابویوسف اور امام محمد کے نزدیک اِستبراءِ رحم کے لئے صرف ایک حیض کافی ہے، کیونکہ اسلام قبول کرنے سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے اس کے لئے ایک حیض کافی ہے اور تین حیض مطلقہ عورت کی عدت ہے۔

۴۹۴۸ـ ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنوں کے نزدیک مشرکوں کے دو مرتبے تھے۔ ایک حربی مشرک جن سے حضور جنگ کرتے تھے اور وہ حضور سے لڑتے تھے دوسرے ذمّی مشرک جن سے حضور جنگ نہ کرتے تھے اور نہ وہ حضور سے لڑتے تھے جب حربی مشرکوں کی کوئی عورت مسلمان ہو کر ہجرت کرکے آتی تو اس کو پیغامِ نکاح نہ بھیجا جاتا حتی کہ اسے حیض آتا اور وہ اس سے پاک ہو جاتی جب وہ پاک ہو جاتی تو اس کے لئے نکاح کرنا حلال ہوتا اگر اس کے نکاح کرنے سے پہلے اس کا شوہر بھی

اَلْعَهْدِ مِثْلَ حَدِیْثِ مُجَاهِدٍ وَّاِنْ هَاجَرَ عَبْدٌ اَوْ اَمَةٌ لِّلْمُشْرِکِیْنَ اَهْلِ الْعَهْدِ لَمْ یُرَدُّوْا وَرُدَّتْ اَثْمَانُهُمْ وَقَالَ عَطَاءٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ کَانَتْ قُرَیْبَةُ بِنْتُ اَبِیْ اُمَیَّةَ عِنْدَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَطَلَّقَهَا فَتَزَوَّجَهَا مُعٰوِیَةُ بْنُ اَبِیْ سُفْیَانَ وَکَانَتْ اُمُّ الْحَکَمِ ابْنَةُ اَبِیْ سُفْیٰنَ تَحْتَ عِیَاضِ بْنِ غَنْمِ الْفِهْرِیِّ فَطَلَّقَهَا فَتَزَوَّجَهَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُثْمَانَ الثَّقَفِیُّ

مسلمان ہو کر ہجرت کر کے آجاتا تو اس کو واپس کی جاتی۔ اور اگر ان میں سے کوئی غلام یا لونڈی ہجرت کر کے آتے تو دونوں آزاد ہوتے اور جو مہاجرین کا حکم اور حال ہوتا ان کا بھی وہی حکم وحال ہوتا۔ پھر عطاء نے مشرکانِ اہلِ عہد کے حال سے مجاہد کی حدیث کی مانند ذکر کیا اور اگر مشرکین اہلِ عہد اہل ذمہ سے کوئی غلام یا لونڈی ہجرت کر کے آتے تو اُن کو واپس نہ کیا جاتا اور ان کی قیمتیں واپس کی جائیں۔ عطاء نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ قُرَیبہ بنت ابی اُمیّہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بیوی تھی اُنھوں نے اس کو طلاق دیدی تو اس سے معاویہ بن ابی سفیان نے نکاح کر لیا اور اُمِ حکم بنت ابی سفیان عیاض بن غنم فہری کی بیوی تھی اُنھوں نے اس کو طلاق دیدی تو اس سے عبداللہ بن عثمان ثقفی نے نکاح کر لیا۔

۴۹۴۸ — شرح : قولہ ثم ذکر ،، یعنی پھر عطاء نے اہل عہد (اہل ذمہ) کا قصہ مجاہد کی حدیث کی مثل ذکر کیا اور وہ یہ کہ اگر مشرکین اہل ذمہ سے کوئی غلام یا لونڈی مسلمان ہو کر مسلمانوں کی طرف ہجرت کر کے آتے تو انہیں واپس نہ کیا جاتا بلکہ ان کی قیمت ادا کر دی جاتی تھی جیسے مسلمان قیدیوں کا فدیہ دیا جاتا ہے اور فدیہ ادا کرنے سے وہ مسلمانوں کے مملوک نہیں ہوتے تھے ، کیونکہ مملوک ہونے کی علت کفر ہے اور وہ منتفی ہو چکی ہے۔ قُرَیبہ بنت ابی اُمیہ ام المؤمنین ام سلمہ بنت ابی امیہ کی ہمشیرہ ہے۔ ابو اُمیہ کا نام حذیفہ ہے۔ بعض نے سُہیل ذکر کیا ہے اور ام المؤمنین ام سلمہ کا نام ھند ہے۔ ذہبی نے قریبہ کو صحابیات میں سے شمار کیا ہے۔ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سلمہ سے نکاح فرمایا تھا وہ وہاں موجود تھی۔ اُمِ حکم فتح مکہ میں مسلمان ہوئی۔ وہ ام حبیبہ اور معاویہ کی علاتی بہن ہے۔ ابو عمر نے کہا جب یہ آیت کریمہ : وَلَا تُمْسِکُوْا بِعِصَمِ الْکَوَافِرِ

بَابُ اِذَا اَسْلَمَتِ الْمُشْرِكَةُ اَوِ النَّصْرَانِيَّةُ تَحْتَ الذِّمِّيِّ اَوِ الْحَرْبِيِّ وَقَالَ عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اِذَا اَسْلَمَتِ النَّصْرَانِيَّةُ قَبْلَ زَوْجِهَا بِسَاعَةٍ حَرُمَتْ عَلَيْهِ وَقَالَ دَاوُدُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ الصَّائِغِ سُئِلَ عَطَاءٌ عَنِ امْرَأَةٍ مِنْ اَهْلِ الْعَهْدِ اَسْلَمَتْ ثُمَّ اَسْلَمَ زَوْجُهَا فِي الْعِدَّةِ اَهِيَ امْرَأَتُهُ قَالَ لَا اِلَّا اَنْ تَشَاءَ هِيَ بِنِكَاحٍ جَدِيْدٍ وَصَدَاقٍ وَقَالَ مُجَاهِدٌ اِذَا اَسْلَمَ فِي الْعِدَّةِ يَتَزَوَّجُهَا وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ وَقَالَ الْحَسَنُ

نازل ہوئی اس وقت وہ عیاض بن غنم فہری کی بیوی تھی ۔ اس وقت انہوں نے اس کو طلاق دیدی تو عبداللہ بن عثمان ثقفی نے اس سے نکاح کر لیا تھا ۔

باب جب مشرکہ یا نصرانیہ عورت ذمّی یا حربی کی بیوی مسلمان ہو جائے

یعنی جب عورت اپنے شوہر سے پہلے مسلمان ہو جائے تو ان میں محض عورت کے اسلام قبول کرنے سے ہی فرقت واقع ہو جاتی ہے یا عورت کو اختیار ہے یا عدّت کے اندر اندر موقوف رہے گا ۔ اگر شوہر مسلمان ہو گیا تو نکاح باقی رہے گا ورنہ ان میں تفریق ہو جائے گی ۔ اس مسئلہ میں مشہور اختلاف ہے ابن بطال نے کہا ابن عباس اور عطاء رضی اللہ عنہم کا مذہب یہ ہے کہ نصرانیہ عورت کا شوہر سے پہلے اسلام قبول کرنا اس کے نکاح کو فسخ کر دیتا ہے ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ ،، نہ عورتیں مردوں کے لئے ہیں اور نہ مرد عورتوں کے لئے حلال ہیں ۔ یہ آیت کریمہ اپنے عموم کے اعتبار سے سب کو شامل ہے ۔ عدّت اور غیر عدّت کا وقت مخصوص نہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ

وَقَتَادَةُ فِي مَجُوْسِيَّيْنِ أَسْلَمَا هُمَا عَلَى نِكَاحِهِمَا وَإِذَا سَبَقَ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ وَأَبَى الْآخَرُ بَانَتْ لَا سَبِيْلَ لَهُ عَلَيْهَا وَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ قُلْتُ لِعَطَاءٍ اِمْرَأَةٌ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ جَاءَتْ اِلَى الْمُسْلِمِيْنَ اَيُعَاوَضُ زَوْجُهَا مِنْهَا لِقَوْلِهِ تَعَالٰى وَاٰتُوْهُمْ مَّآ اَنْفَقُوْا

سے بھی اس طرح مروی ہے۔ مجاہد، قتادہ، امام مالک، شافعی اور احمد رضی اللہ عنہم نے کہا اگر شوہر عدت میں مسلمان ہو گیا تو اس سے نکاح کرے ورنہ نہیں۔ امام ابو حنیفہ اور سفیان ثوری نے کہا شوہر پر اسلام پیش کیا جائے گا۔ اگر اس نے اسلام قبول کر لیا تو وہ دونوں پہلے نکاح پر قائم رہیں گے اور اگر اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا تو ان میں تفریق کر دی جائے گی اور شوہر کا انکار تفریق کا سبب ہے اور اگر دارِ حرب میں عورت مسلمان ہو کر دارِ اسلام میں آ گئی تو اختلافِ دارین کے سبب بائن ہو جائے گی

قَالَ عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ إِذَا أَسْلَمَتِ النَّصْرَانِيَّةُ قَبْلَ زَوْجِهَا بِسَاعَةٍ حَرُمَتْ عَلَيْهِ ،، عبد الوارث نے خالد، عکرمہ کے ذریعہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ جب نصرانیہ عورت اپنے شوہر سے پہلے ایک گھڑی اسلام قبول کر لے تو وہ شوہر پہ حرام ہو جاتی ہے (اور یہ اپنے عموم کے اعتبار سے مدخول بہا اور غیر مدخول بہا دونوں کو شامل ہے۔

قولہ قَالَ دَاؤُدُ الخ داؤد نے ابراہیم صائغ سے روایت کی کہ عطاء سے اہل ذمہ کی عورت کے متعلق پوچھا گیا جو اسلام قبول کر لے پھر اس کی عدت میں اس کا شوہر اسلام قبول کر لے تو وہ اس کی بیوی ہے ورنہ نہیں مگر یہ کہ وہ چاہے تو از سرِ نو نکاح کر لے اور نیا مہر مقرر کرے۔

قولہ قَالَ مجاہدؒ الخ مجاہد نے کہا جب عدت میں مسلمان ہو گیا تو اس سے نکاح کر لے اس کی صورت یہ ہے کہ اگر عورت مسلمان ہو جائے پھر اس کی عدت میں اس کا شوہر اسلام قبول کر لے تو وہ اس سے نکاح کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے نہ وہ عورتیں مردوں کے لئے حلال ہیں اور نہ مرد عورتوں کے لئے حلال ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ عطاء کے مذکور قول کی تائید کے لئے ذکر کی ہے اور انھوں نے یہی قول اختیار کیا ہے۔ وہ یہ کہ جب نصرانیہ عورت اسلام قبول کرے پھر اس کی عدت میں شوہر مشرف باسلام ہو جائے تو وہ نکاحِ جدید کے بغیر اس کے لئے حلال نہیں اور اس میں مہر بھی نیا مقرر کرنا ہو گا۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ عطاء نے اس سے پہلے باب میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جب کوئی عورت مسلمان ہو کر دار الحرب سے ہجرت کر کے آئے تو اس کو نکاح کا پیغام نہیں دیا جائے گا حتی کہ

قَالَ لَا اِنَّمَا كَانَ ذَاكَ بَيْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ بَيْنَ اَهْلِ الْعَهْدِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ هٰذَا كُلُّهُ فِي صُلْحٍ بَيْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ قُرَيْشٍ

۴۹۴۹ — حَدَّثَنَا ابْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ وَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنِيْ

اس کو حیض آجائے پھر اس سے پاک ہو جائے اور یہ روایت اُس روائت کے متعارض ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ قولہ لم تخطب حتی تحیض و تطہر" ہو سکتا ہے کہ اس سے مراد یہ ہو کہ جب تک وہ عدت میں ہے اپنے شوہر کا انتظار کرے اور یہ بھی احتمال ہے کہ نکاح کے پیغام کی تاخیر اس لئے ہو کہ وہ معتدہ ہے۔ اور اس کو جب تک عدت میں ہو نکاح کا پیغام نہیں دیا جاتا۔ اور جب کہ دوسرے احتمال پر محمول کیا جائے تو تعارض ختم ہو جائے گا۔"

قولہ قَالَ الْحَسَنُ الخ حسن بصری اور قتادہ نے دو مجوسیوں کے بارے میں کہا جو ایک ساتھ مسلمان ہو گئے کہ وہ اپنے پہلے نکاح پر قائم رہیں۔ اگر ان میں سے ایک پہلے مسلمان ہو گیا اور دوسرے نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا تو وہ شوہر سے بائنہ ہو جائے گی اب شوہر کو اس کی طرف کوئی راہ نہیں ہے۔

قولہ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ الخ ابن جریج نے کہا میں نے عطاء سے کہا کوئی مشرکہ عورت اسلام قبول کر کے مسلمانوں کی طرف آجائے تو کیا اس کے مشرک شوہر کو اس کے مہر کا معاوضہ دیا جائے گا، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان کو وہ دو جو اُنھوں نے خرچ کیا ہے۔ عطاء نے کہا کچھ نہ دے۔ اداءِ معاوضہ اس وقت تھا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اہلِ عہد کے درمیان معاہدہ تھا۔ آج کوئی معاہدہ نہیں لہٰذا کچھ نہ دیا جائے گا۔ قَالَ مُجَاهِدٌ الخ مجاہد نے کہا یہ تمام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور قریش کے درمیان صلح میں تھا کہ اگر مسلمانوں کی عورتیں کفار کی طرف چلی جائیں تو کافر مسلمانوں کو ان کے مہر واپس کریں گے اور انہیں روک لیں گے اور جو کفار کی عورتیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کی طرف ہجرت کر کے آجائیں وہ بھی ایسا ہی کریں گے کہ ان کے مہر واپس کریں گے۔ یہ شرط صلح حدیبیہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور قریش کے درمیان طے پائی تھی" یہ اب نہیں۔

۴۹۴۹ — ترجمہ : ابن شہاب نے کہا مجھے عروہ بن زُبیر رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ

ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِیْ یُوْنُسُ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ اَخْبَرَنِیْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَیْرِ اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَتِ الْمُؤْمِنَاتُ اِذَا هَاجَرْنَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَمْتَحِنُهُنَّ بِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ اِلٰی اٰخِرِ الْاٰیَةِ قَالَتْ عَائِشَةُ فَمَنْ اَقَرَّ بِهٰذَا الشَّرْطِ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ فَقَدْ اَقَرَّ بِالْمِحْنَةِ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَقْرَرْنَ بِذٰلِكَ مِنْ قَوْلِهِنَّ قَالَ لَهُنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنْطَلِقْنَ فَقَدْ بَایَعْتُكُنَّ لَا وَاللّٰهِ مَا مَسَّتْ یَدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَدَ امْرَاَةٍ قَطُّ غَیْرَ اَنَّهُ بَایَعَهُنَّ بِالْكَلَامِ وَاللّٰهِ مَا اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلَی النِّسَاءِ اِلَّا بِمَا اَمَرَهُ اللّٰهُ یَقُوْلُ لَهُنَّ اِذَا اَخَذَ عَلَیْهِنَّ قَدْ بَایَعْتُكُنَّ كَلَامًا

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ محترمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مومن عورتیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کرتیں تو آپ اُن کا اللہ تعالیٰ کے کلام "اے مومنو! جب تمہارے پاس مومن عورتیں ہجرت کر کے آئیں تو ان کا امتحان لو اور اللہ اُن کا ایمان جانتا ہے،، سے ان کا امتحان لیتے ،، جو مومن عورت اس شرط کا اقرار کرتی وہ محنت و ابتلاء میں واقع ہونے کا اقرار کرتی (آزمائش میں پوری اُترتی) جب وہ اپنے قول سے اس شرط کا اقرار کر لیتیں تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن سے فرماتے جاؤ میں نے تمہیں بیعت کر لیا بخدا! جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ نے کسی عورت کے ہاتھ کو مس نہیں کیا۔ سوا اس کے آپ صرف ان کو کلام سے بیعت کرتے تھے۔ خدا کی قسم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں سے وہ ہی شئی لیتے جس کا اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم فرمایا ہے۔ آپ

بَابُ قَوْلِہٖ تَعَالٰی لِلَّذِیْنَ یُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِہِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَۃِ اَشْہُرٍ اِلٰی قَوْلِہٖ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ فَآءُوْ ارَجَعُوْا

عورتوں سے فرماتے جبکہ اُن سے عہد لیتے میں نے تمہیں بیعت کر لیا ہے۔

۴۹۴۹ — شرح ؛ یعنی جب عورتیں اسلام قبول کر کے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آتیں تو آپ حسب ارشاد خداوند اُن کا اس آیت کریمہ سے امتحان لیتے کہ وہ اس شرط پر ثابت قدم رہتی ہیں۔ یہ اُن کا ظاہری ایمان تھا اور باطن کے اعتبار سے اللہ ان کا ایمان جانتا ہے اور وہ چند شرطیں تھیں کہ اللہ کا کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گی چوری نہ کریں گی۔ زنا نہ کریں گی، کسی پر بہتان نہ باندھیں گی جب وہ اس شرط کا اقرار کر لیتیں تو وہ آزمائش میں پوری اترتیں" اور تاکید کے لئے بیعت کی کیفیت کا تکرار کیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا عورتوں کے امتحان کے معنی یہ ہیں کہ انہیں دیکھیں وہ اپنے شوہروں سے بغض کی وجہ سے تو نہیں آئی ہیں اور نہ ہی ایک زمین سے دوسری زمین کی طرف جانے کی رغبت کی وجہ سے آئی ہیں اور نہ دُنیا کی خواہش رکھتی ہیں۔ بلکہ انھوں نے صرف اللہ اور اس کی محبت کے لئے ہجرت کی ہے۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! ان لوگوں کے لئے جو اپنی بیویوں سے ایلاء کرتے ہیں چار ماہ انتظار ہے"

سمیع علیم تک فَاِنْ فَآؤُا " یعنی لوٹیں"

لغت میں ایلاء کے معنی حلف ہیں اٰلٰی یُؤلی ایلاءً بمعنی حلف ہے۔ ایلاء یہ ہے کہ قسم کھا کر کہے کہ وہ چار ماہ اپنی بیوی کے قریب نہ جائے گا۔ یعنی ابتداءِ قسم سے چار ماہ تک جماع نہ کرے گا چار ماہ گزر جانے کے بعد رجوع کرے یا طلاق دے، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر وہ پہلے حال کی طرف لوٹیں۔ اگر چار ماہ سے پہلے جماع کرے گا تو حانث ہوگا اور اس پر قسم کا کفارہ واجب ہے۔ اگر چار ماہ بعد جماع کرے گا تو اس پر کفارہ وغیرہ کچھ نہیں ہے۔ اگر چار ماہ گزر جانے کے بعد جماع نہ کرے تو ایک طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ حضرت عثمان غنی، علی المرتضیٰ، زید بن ثابت عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن مسعود کا یہی مسلک ہے امام ابوحنیفہ اور آپ کے اصحاب کا مذہب بھی یہی ہے اگر چار ماہ سے کم پر ایلاء کرے

۴۹۵۰ــ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اَبِىْ اُوَيْسٍ عَنْ اَخِيْهِ عَنْ سُلَيْمٰنَ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيْلِ اَنَّهٗ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ اٰلٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نِّسَائِهٖ وَكَانَتْ انْفَكَّتْ رِجْلُهٗ فَاَقَامَ فِىْ مَشْرُبَةٍ لَّهٗ تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ ثُمَّ نَزَلَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اٰلَيْتَ شَهْرًا قَالَ الشَّهْرُ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ يَوْمًا

تو یہ شرعی ایلاء نہیں اور ایلاء جب ہی صحیح ہے کہ قسم میں اللہ کا نام ذکر کرے اور کہے واللہ لا اقربک اربعۃ اشہر ،، بخدا میں چار ماہ تیرے قریب نہیں جاؤں گا۔ امام ابوحنیفہ کے نزدیک ذمی کا ایلاء صحیح ہے، لیکن امام مالک، ابویوسف اور محمد کے نزدیک ذمی کا ایلاء صحیح نہیں۔ امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک ایلاء کے صحیح ہونے میں کافر، غلام اور لونڈی برابر ہیں۔ اگر کافر ایلاء کے بعد مشرف باسلام ہوگیا تو ایلاء باقی رہے گا۔ ایلاء سے اگر عورت مطلقہ ہوجائے تو اس کی عدت تین حیض ہے۔ اکثر فقہاء کے نزدیک عبد کا ایلاء دو ماہ ہے۔

جو شخص خود یا بیوی کے بیمار ہونے یا گوشت سے عورت کی فرج بند ہوجانے یا فرج میں ہڈی بڑھ جانے یا کمسنی یا بُعدِ مسافت یا قید ہونے کے سبب بیوی سے جماع نہ کرسکے تو زبانی رجوع کرسکتا ہے چنانچہ کہے میں نے رجوع کیا مگر شرط یہ ہے کہ چار ماہ تک جماع پہ قادر نہ ہوسکے۔ امام شافعی فرماتے ہیں: زبانی رجوع کا اعتبار نہیں (عینی)

۴۹۵۰ــ ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں سے ایلاء کیا جبکہ آپ کا پاؤں نکل گیا تھا۔ تو آپ بالاخانہ میں انتیس روز ٹھہرے رہے پھر اُترے تو حاضرینِ مجلس نے عرض کیا یارسول اللہ آپ نے ایک ماہ کے لئے ایلاء فرمایا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ مہینہ انتیس دن کا ہے۔

۴۹۵۰ــ شرح: ظاہر ہے کہ یہ ایلاء فقہی نہیں جس کا آیت کریمہ میں تذکرہ ہے۔ بلکہ یہ تو حضور نے قسم کھائی کہ ایک مہینہ بیویوں کے پاس نہ جائیں گے لہذا اس باب میں جہاں شرعی ایلا کا ذکر ہے اس حدیث کا ذکر مناسب نہ تھا۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس حدیث کو جس میں ایلاء لغوی مذکور ہے اس باب میں ذکر کرنے سے مقصد یہ ہے کہ شرعی ایلاء

۴۹۵۱ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ فِي الْاِيْلَاءِ الَّذِيْ سَمَّى اللّٰهُ تَعَالٰى لَا يَحِلُّ لِاَحَدٍ بَعْدَ الْاَجَلِ اِلَّا اَنْ يُّمْسِكَ بِالْمَعْرُوْفِ اَوْ يَعْزِمَ الطَّلَاقَ كَمَا اَمَرَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَقَالَ لِيْ اِسْمٰعِيْلُ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اِذَا مَضَتْ اَرْبَعَةُ اَشْهُرٍ يُوْقَفُ حَتّٰى يُطَلِّقَ وَلَا يَقَعُ عَلَيْهِ الطَّلَاقُ حَتّٰى يُطَلِّقَ وَيُذْكَرُ ذٰلِكَ عَنْ عُثْمَانَ وَ عَلِيٍّ وَاَبِي الدَّرْدَاءِ وَعَائِشَةَ وَاثْنَيْ عَشَرَ رَجُلًا مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کا معنی لغوی ایلاء سے جدا نہیں جو مطلق حلف ہے اس طرح یہ حدیث عنوان کے موافق ہے، کیونکہ ایلاء شرعی اور لغوی میں لفظی اشتراک ہے۔

۴۹۵۱ — ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے باب ایلاء میں جس کو اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے۔ مدتِ ایلاء کے بعد کسی کے لئے حلال نہیں مگر یہ کہ عورت کو بھلائی سے روکے یا طلاق کا قصد کرے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور مجھے اسماعیل نے کہا کہ مجھے مالک نے نافع کے واسطہ سے عبداللہ بن عمر سے خبر دی کہ جب چار ماہ گزر جائیں تو توقف کیا جائے۔ حتیٰ کہ وہ طلاق دے اور جب تک طلاق نہ دے گا طلاق واقع نہ ہوگی،، یہ حضرت عثمان علی، ابودرداء، ام المؤمنین عائشہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ صحابہ سے مذکور ہے۔

۴۹۵۱ — شرح: فقہاء کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ جس عورت سے ایلاء کیا اور چار ماہ گزر گئے۔ آیا اس مدت کے بعد عورت مطلقہ ہو جاتی ہے یا تطلیق پر موقوف ہوتی ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایلاء کی مدت چار ماہ گزرنے کے بعد عورت کو طلاق ہو جاتی ہے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ حالف کی مدت ایلاء چار ماہ گزرنے کے بعد اختیار ہے۔ اگر حالف چاہے تو رجوع کرے چاہے تو طلاق دیدے اس کے طلاق دیئے بغیر عورت مطلقہ نہ ہوگی۔ ان کی دلیل عبداللہ بن عمر کی یہی حدیث ہے۔ احناف نے دارقطنی

بَابُ حُكْمِ الْمَفْقُوْدِ فِيْ اَهْلِهٖ وَمَالِهٖ

وَقَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ اِذَا فُقِدَ فِي الصَّفِّ عِنْدَ الْقِتَالِ تَرَبَّصُ امْرَأَتُهٗ سَنَةً وَاشْتَرٰى ابْنُ مَسْعُوْدٍ جَارِيَةً وَالْتَمَسَ صَاحِبَهَا سَنَةً فَلَمْ يَجِدْ وَ فُقِدَ فَاَخَذَ يُعْطِي الدِّرْهَمَ وَالدِّرْهَمَيْنِ وَقَالَ اللّٰهُمَّ عَنْ فُلَانٍ فَاِنْ اَتٰى فَلِيْ وَعَلَيَّ وَقَالَ هٰكَذَا فَافْعَلُوْا بِاللُّقَطَةِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَحْوَهٗ وَقَالَ الزُّهْرِيُّ فِي الْاَسِيْرِ

کی حدیث جسے سعید بن مسیب اور ابوبکر بن عبدالرحمٰن نے روایت کیا ہے استدلال کیا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔ جب چار ماہ گزر جائیں تو عورت مطلقہ ہو جاتی ہے اور عبدالرزاق نے مصنف میں اپنے اسناد کے ساتھ عثمان غنی اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ وہ دونوں ایلاء کے مسئلہ میں کہتے تھے جب چار ماہ گزر جائیں تو عورت ایک طلاق سے مطلقہ ہو جاتی ہے۔ اور وہ عورت اپنے نفس کی مالک ہے شوہر کا اس پر کوئی حق نہیں وہ مطلقہ کی عدت گزارے گی۔ معمر نے قتادہ سے ذکر کیا کہ حضرت علی، عبداللہ بن مسعود اور ابن عباس رضی اللہ عنہم نے کہا جب چار ماہ گزر جائیں تو عورت مطلقہ ہو جاتی ہے اور وہ اپنے نفس کی مالک ہے وہ مطلقہ جیسی عدت پوری کرے گی۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حضرت علی سے اس کے خلاف بھی منقول ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ عبداللہ بن عمر سے بھی بخاری میں مذکور کے خلاف منقول ہے؛ چنانچہ ابن ابی شیبہ نے اپنے مصنف میں اپنے اسناد کے ساتھ ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت کیا کہ اگر کسی نے بیوی سے ایلاء کیا اور ایفاء نہ کی حتیٰ کہ چار ماہ گزر گئے تو اسے ایک بائن طلاق واقع ہو جائے گی۔ دارقطنی نے سہیل بن ابی صالح کے طریق سے ذکر کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ صحابہ کرام نے کہا کہ ایلاء میں کوئی شئی نہیں حتیٰ کہ چار ماہ گزر جائیں اگر رجوع کرے تو فبہا ورنہ طلاق دے لیکن اس روایت میں بارہ صحابہ میں اجمال ہے نہ معلوم وہ کون ہیں اور جو احناف نے ذکر کیا ہے اس میں بارہ صحابہ کی تفصیل مذکور ہے؛ چنانچہ وہ عمر فاروق عثمان غنی، علی المرتضیٰ، عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر اور زید بن ثابت ہیں اور تفصیل و تعیین اجمال سے اقویٰ ہیں لہٰذا انصاف یہ ہے کہ چار ماہ بعد توقف کا قول نہیں کرنا چاہیے (عینی)

فَصْلٌ مَكَانُ الْمَفْقُوْدِ لَا تَتَزَوَّجُ امْرَأَتُهُ وَلَا يُقْسَمُ مَالُهُ فَاِذَا انْقَطَعَ خَبَرُهُ فَسُنَّتُهُ سُنَّةُ الْمَفْقُوْدِ

باب گمشدہ کے مال و دولت اور اس کے اہل وعیال کا حکم

سعید بن مسیب نے کہا جب جنگ کی صف میں لڑائی کے وقت غائب پایا جائے تو اس کی بیوی ایک سال انتظار کرے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک باندی خریدی اور اس کے مالک کو ایک سال تلاش کرتے رہے پھر ایک درہم دو درہم (فقراء کو) دینے شروع کئے اور کہتے اے اللہ یہ فلاں شخص (بائع) کی طرف سے ہیں اگر فلاں آگیا تو یہ میرے ہیں اور اگر نہ آیا تو مجھ پر (غرامت ہے)

ابن مسعود نے کہا جو چیز گری ہوئی ملے اس کے ساتھ بھی اسی طرح کرو۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اسی طرح فرمایا۔ زہری نے اس قیدی کے متعلق فرمایا جس کی رہنے کی جگہ معلوم ہے اس کی بیوی نکاح نہ کرے اور نہ ہی اس کا مال تقسیم کیا جائے جب اس کی خبر منقطع ہو جائے تو اس کا طریقہ گمشدہ کا طریقہ ہے۔

تشریح

: جو شخص گم ہو جائے اور اس کے زندہ ہونے کا پتہ نہ چلے تو اس کے اہل وعیال اور مال و دولت کے حکم کی تفصیل یہ ہے کہ اگر دشمن سے جنگ ہو رہی ہو اور وہ صفِ قتال میں ہے تو اس کی بیوی ایک سال انتظار کرنے کے بعد نکاح کرلے اور اس کا مال بطور وراثت تقسیم کیا جائے۔ بعض نے کہا اتنی مدت انتظار کرے کہ صفِ قتال میں جتنے لوگ گمشدہ تھے وہ سب واپس ہو جائیں اور وہ نہ ملے تو اس کو فوت شدہ قرار دیا جائے اس کے بعد اس کی بیوی نکاح کر سکتی ہے حنفیہ کے نزدیک اتنی مدت انتظار کرے کہ اس کے ہم عصر زندہ نہ رہیں۔ بعض لوگوں نے عام گمشدہ اور صفِ قتال میں گم ہو جانے والوں میں کوئی فرق نہیں کیا۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب تک اس کی

۴۹۵۲ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ يَزِيْدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنْ ضَالَّةِ الْغَنَمِ فَقَالَ خُذْهَا فَإِنَّمَا هِيَ لَكَ أَوْ لِأَخِيْكَ أَوْ لِلذِّئْبِ وَسُئِلَ عَنْ ضَالَّةِ الْإِبِلِ فَغَضِبَ وَاحْمَرَّتْ وَجْنَتَاهُ فَقَالَ مَالَكَ وَلَهَا مَعَهَا الْحِذَاءُ وَالسِّقَاءُ تَشْرَبُ الْمَاءَ وَتَأْكُلُ الشَّجَرَ حَتّٰى يَلْقَاهَا رَبُّهَا وَسُئِلَ عَنِ اللُّقَطَةِ فَقَالَ اَعْرِفْ

موت کا یقین نہ ہو جائے۔ اس کا مال تقسیم نہ کیا جائے۔

قولہ اشتری عبداللہ بن مسعود الخ یعنی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک لونڈی خریدی اور بیچنے والا فروخت کرنے کے بعد رقم وصول کئے بغیر غائب ہو گیا۔ عبداللہ بن مسعود نے اس کو سال بھر تلاش کیا مگر وہ نہ ملا۔ پھر انھوں نے قیمت کے عوض فقراء و مساکین کو ایک ایک دو دو درہم دینے شروع کئے اور کہا اے اللہ! یہ فلاں لونڈی فروخت کرنے والے کی طرف سے صدقہ ہے کہ اس کا ثواب اسے پہنچے بس اگر وہ آجائے اور مجھ سے لونڈی کی قیمت طلب کرے تو اس کا ثواب میرے لئے ہو اور اس کی قیمت میرے ذمہ ہوگی میں اسے ادا کر دوں گا۔ عبداللہ بن مسعود نے کہا جو چیز تمہیں راہ میں مل جائے تو اس کے ساتھ بھی اسی طرح کرو کہ ایک سال انتظار کرنے کے بعد صدقہ کر دو اگر مالک آجائے تو اس کی ضمان ادا کر دو۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی یہی فتویٰ صادر کرتے تھے۔ زہری نے اس قیدی کو جو دشمن کے ہاتھوں گرفتار ہو اور اس کی جگہ معلوم ہو کہ وہ زندہ ہے کے بارے میں کہا کہ اس کی بیوی نکاح نہ کرے اور نہ ہی اس کا مال تقسیم کیا جائے؛ کیونکہ وہ زندوں کے حکم میں ہے اور جب اس کی زندگی کی خبر منقطع ہو جائے اور اس کی جگہ بھی معلوم نہ ہو اس کا معاملہ غائب ہونے والے کی طرح ہے کہ ایک سال انتظار کرنے کے بعد اس کو فوت شدہ قرار دے کر اس کا ترکہ بطور وراثت تقسیم کیا جائے اور اس کی بیوی نکاح کر سکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

۴۹۵۲ — ترجمہ: یزید مولی المنبعث سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گمشدہ بکری کے متعلق سوال عرض کیا گیا تو آپ نے فرمایا اسے پکڑ لو وہ تمہاری ہے یا تمہارے بھائی کی ہے یا بھیڑیئے کی ہے۔ حضور سے گمشدہ اونٹ

وِكَآءَهَا وَعِفَاصَهَا ثُمَّ عَرِّفْهَا سَنَةً فَإِنْ جَآءَ مَنْ يَعْرِفُهَا وَإِلَّا فَاخْلِطْهَا بِمَالِكَ قَالَ سُفْيٰنُ فَلَقِيْتُ رَبِيْعَةَ بْنَ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ سُفْيٰنُ وَلَمْ أَحْفَظْ عَنْهُ شَيْئًا غَيْرَ هٰذَا فَقُلْتُ أَرَأَيْتَ حَدِيْثَ يَزِيْدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ سُفْيٰنُ فَلَقِيْتُ رَبِيْعَةَ فَقُلْتُ لَهٗ

کے متعلق سوال عرض کیا گیا تو آپ غصہ سے بھر گئے اور آپ کے رُخسار سے سُرخ ہو گئے اور فرمایا تجھے اس سے کیا کام اس کے ساتھ پاؤں اور مشکیزہ ہے۔ وہ پانی پیتا رہے گا۔ درخت کھاتا رہے گا حتیٰ کہ اس کا مالک اس کو ملے گا۔ آپ سے لقطہ (گری پڑی شئے) کے متعلق سوال عرض کیا۔ آپ نے فرمایا اس کی تھیلی اور سربندھن پہچان لو اور ایک سال اس کا اعلان کرو اگر اس کو پہچاننے والا کوئی آجائے تو فبہا ورنہ اس کو اپنے مال سے ملا لو۔ سفیان نے کہا میں ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن سے ملا سفیان نے کہا میں نے اس کے سوا اس حدیث سے کچھ یاد نہیں کیا میں نے کہا آپ مجھے گم شدہ کے متعلق یزید مولیٰ منبعث کی حدیث کی خبر دیں۔ کیا وہ زید بن خالد سے مروی ہے؟ اس نے کہا جی ہاں یحییٰ نے کہا ربیعہ نے اس کو یزید سے انہوں نے زید بن خالد سے ذکر کیا ہے۔ سفیان نے کہا میں نے ربیعہ سے ملاقات کی اور ان سے کہا۔

۴۹۵۲ — شرح : لقطہ کی حدیث مفقود الخبر کے باب میں ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ گمشدہ مفقود الخبر کی طرح ہے چنانچہ ضالّہ ہمیشہ مالک کی ملک میں رہتا ہے اس سے مالک کی ملکیت زائل نہیں ہوتی۔ ایسے ہی چاہیئے کہ مفقود الخبر یعنی گمشدہ مرد کی بیوی کا نکاح باقی رہے۔ جب تک اس کی زندگی کی امید منقطع نہ ہو۔

قولہ قال یحییٰ الخ اس کلام سے مقصد یہ ہے کہ یزید مولیٰ منبعث تابعی ہے وہ زید بن خالد صحابی سے روایت کرتے ہیں۔ لہٰذا یہ حدیث مرسل نہیں ہے۔ قولہ قال سفیان " ظاہر ہے کہ یہ تکرار ہے لقطہ وہ ہے جو کسی شخص سے غفلت سے گر جائے۔ سقاء سے مراد پیٹ ہے۔ وکاء جس رسی سے بوری کا سر باندھا جاتا ہے۔ عفاص تھیلی جس میں خرچہ ہوتا ہے۔

حدیث کی تقریر یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر لقطہ کا مالک نہ آئے تو یہ تمہارا ہے اگر تم نے اُٹھایا تو کوئی تیرا بھائی پکڑ لے گا یا مالک آجائے تو وہ پکڑ لے گا اور اگر کسی نے نہ پکڑا تو ضائع ہو جائیگی اور اس کو بھیڑیا کھا جائے گا اور اُونٹ کے متعلق فرمایا وہ دوڑتا خوب ہے اس کا کھانا پینا اسے فراہم ہے وہ لقطہ نہیں اسے نہ پکڑو۔ لقطہ کا حکم یہ ہے کہ اگر کسی کو کوئی گمشدہ شئی ملے تو اس کو اٹھانے اور سال بھر اس کی اشاعت

بَابُ قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا اِلٰی قَوْلِهٖ فَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّیْنَ مِسْکِیْنًا وَقَالَ لِیْ اِسْمٰعِیْلُ حَدَّثَنِیْ مٰلِكٌ اَنَّهٗ سَاَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَنْ ظِهَارِ الْعَبْدِ فَقَالَ نَحْوَ ظِهَارِ الْحُرِّ قَالَ مَالِكٌ وَصِیَامُ الْعَبْدِ

کرے اگر کوئی مالک نہ آئے۔ تو اٹھانے والا غریب ہے تو خود استعمال کرلے اور اگر مالدار ہے تو فقراء پر صدقہ کر دیں لیکن دونوں صورتوں میں اگر مالک آجائے اور اپنی گمشدہ شئ کی شناخت کر دے تو اس کی ضمان ادا کرنا واجب ہے۔ اس حدیث کی مزید تفصیل کتاب العلم اور کتاب اللقطہ میں گزری ہے۔

بَابُ الظِّهَارِ

ظہار بکسر الظاء شرعًا یہ ہے کہ شوہر اپنی بیوی سے کہے اَنْتِ عَلَیَّ کَظَهْرِ اُمِّیْ، تو میرے اوپر میری ماں کی پشت کی مثل ہے یا بیوی کو ایسی عورت سے تشبیہ دے جو اس پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو اس میں بیٹی، بہن، خالہ وغیرہ داخل ہیں ظہار سے مقصد جماع اور اس کے دواعی کو حرام کرنا ہے۔ تمام اعضاء میں سے ظہر (پشت) سے تعبیر کرنا اگرچہ پیٹ، ران اور فرج کے ذکر سے بھی ظہار ہوجاتا ہے۔ اس لئے کہ ظہر محلِ رکوب ہے اور عورت بھی مرد کا رکوب ہے۔ اس لئے اس کے ساتھ استعارہ قریب تر ہے امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا قدیم قول یہ ہے کہ بہن اور دیگر ذی محرم کی ظہر سے تشبیہ دینے سے ظہار ہوجاتا ہے، لیکن متعین یہ ہے کہ کظہر امی، کہے اور اگر کظہر ابی، کہا تو جمہور علماء کے نزدیک ظہار نہ ہوگا۔ امام احمد رحمہ اللہ سے ایک روایت ہے کہ ظہار ہے

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد: قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا اِلٰی فَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّیْنَ مِسْکِیْنًا، قولِہ مکسور ،، ظہار پر معطوف ہے یعنی یہ باب اس آیت کریمہ کے بیان میں ہے۔ اس آیت کریمہ میں ظہار کا ذکر ہے۔ اس کا شانِ نزول یہ ہے کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی سے کہا تو مجھ پر میری ماں کی پشت کی طرح ہے وہ عورت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور شکوی کرنے آئی اور گفتگو کی آیت کے معنی یہ ہیں۔ بے شک اللہ نے سنی اس کی بات جو تم سے اپنے شوہر کے معاملہ میں بحث کرتی ہے اور اللہ سے شکایت کرتی ہے اور اللہ تم دونوں کی گفتگو سن رہا ہے

شَهْرَانِ وَقَالَ الْحَسَنُ ظِهَارُ الْحُرِّ وَالْعَبْدِ مِنَ الْحُرَّةِ وَالْاَمَةِ سَوَاءٌ وَقَالَ عِكْرِمَةُ اِنْ ظَاهَرَ مِنْ اَمَتِهٖ فَلَيْسَ بِشَیْءٍ اِنَّمَا الظِّهَارُ

بے شک اللہ سنتا دیکھتا ہے۔

اس عورت کا نام خولہ بنت ثعلبہ ہے۔ یہ اوس بن صامت کی بیوی ہے۔ اوس بن صامت عبادہ بن صامت کے بھائی اور قبیلہ خزرج سے تعلق رکھتے ہیں اوس نے کسی بات پر اپنی بیوی خولہ سے کہا تو مجھ پر میری ماں کی پشت کی مثل ہے۔ یہ کہنے کے بعد اوس کو ندامت ہوئی۔ یہ کلمہ جاہلیت میں طلاق تھا اوس نے کہا میرے خیال میں تو مجھ پر حرام ہوگئی ہے خولہ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا واقعہ عرض کیا اس نے عرض کیا کہ میرا مال ختم ہو چکا ہے ماں باپ گزر گئے ہیں جسم زیادہ ہوگئی ہے۔ بچے چھوٹے چھوٹے ہیں ان کے باپ کے پاس چھوڑوں تو ہلاک ہو جائیں گے اپنے ساتھ رکھوں تو بھوکے مر جائیں گے کیا صورت ہے کہ میرے اور میرے شوہر کے درمیان جدائی نہ ہو؟ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرے بارے میں میرے پاس کوئی حکم نہیں تو اس پر حرام ہوگئی ہے عورت نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! اوس نے طلاق کا لفظ نہیں کہا وہ میرے بچوں کا باپ ہے اور مجھے بہت ہی پیارا ہے۔ اسی طرح وہ بار بار عرض کرتی رہی اور حسب خواہش جواب نہ پایا تو آسمان کی طرف سر اٹھا کر کہنے لگی۔ یا اللہ میں تجھ سے اپنی احتیاجی، بے بسی اور پریشانی حال کی شکایت کرتی ہوں اپنے نبی پر میرے حق میں ایسا حکم نازل فرما جس سے میری مصیبت رفع ہو۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا خاموش ہو دیکھ چہرۂ مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کے آثار ظاہر ہیں۔ جب وحی پوری ہوگئی تو فرمایا اپنے شوہر کو بلاؤ! اوس حاضر ہوئے تو حضور نے یہ آیات پڑھ کر سنائیں۔ اس عورت کے نام میں کثیر اختلاف ہے۔

مقاتل بن حبان سے روایت ہے کہ یہ عورت خولہ بنت ثعلبہ بن مالک بن حرام خزرجیہ ہے بیضاوی نے یہی روایت پائی ہے۔ ہشام بن عروہ نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ اس عورت کا نام جمیلہ ہے۔ اس کا شوہر اوس بن صامت ہے جو عبادہ بن صامت کا بھائی ہے وہ بدر، احد اور دیگر تمام جنگوں میں حاضر ہوتا رہا۔ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت تک زندہ رہا۔ بعض علماء نے کہا یہ عورت عبداللہ بن ابی راس المنافقین کی باندی تھی۔ یہ وہی عورت ہے جس کے حق میں یہ آیت کریمہ: وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ ،، نازل ہوئی تھی

مِنَ النِّسَآءِ وَفِی الْعَرَبِیَّۃِ لِمَا قَالُوْا اَیْ فِیْمَا قَالُوْا وَفِیْ نَقْضِ مَا قَالُوْا وَھٰذَا اَوْلٰی لِاَنَّ اللّٰہَ لَمْ یَدُلَّ عَلَی الْمُنْکَرِ وَقَوْلِ الزُّوْرِ

"بیوی سے ظہار کرنے سے وہ ماں نہیں بن جاتی"

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جو تم میں اپنی بیویوں کو اپنی ماں کی جگہ کہہ بیٹھتے ہیں وہ ان کی مائیں نہیں ان کی مائیں تو وہی ہیں جن سے وہ پیدا ہیں اور وہ بیشک بُری اور نری جھوٹ بات کہتے ہیں اور بے شک اللہ ضرور معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔ جن الفاظ سے آدمی مظاہر ہو جاتا ہے وہ دو قسم پر ہیں ایک قسم صریح جیسے بیوی سے کہے تو مجھ پر میری ماں کی پشت کی مثل ہے۔ یا کہے تو میرے نزدیک میری ماں کی پُشت کی مثل ہے۔ دُوسری قسم کنایہ جیسے کہے تو مجھ پر میری ماں کی طرح ہے، میری ماں کی مثل ہے۔ اس میں نیت کا اعتبار ہے اگر ظہار کی نیت کی تو ظہار ہوگا ورنہ ظہار نہ ہوگا۔ امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک یہ ظہار ہے۔ امام ابو یوسف کے نزدیک اگر غصہ میں کہے تو ظہار ہے اُن سے یہ بھی منقول ہے کہ یہ ایلاء ہے اور اگر طلاق کی نیت کی تو طلاق بائن واقع ہوگی۔ ذوالمحارم سے تشبیہ دینے سے ظہار ہوتا ہے اگر غیر ذات محرم سے تشبیہ دی تو ظہار نہ ہوگا۔ حسن بصری، عطاء، شعبی یہی کہتے ہیں۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا بھی یہی مسلک ہے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ کا بھی مشہور قول یہی ہے اور اگر کہا جس عورت سے میں نکاح کروں یا کہے فلاں قبیلہ کی عورت میری ماں کی پشت کی مثل ہے تو یہ ظہار ہے۔

"کس سے ظہار درست ہے اور کس سے درست نہیں"

ہر شوہر جس کی طلاق صحیح ہے اس کا ظہار بھی صحیح ہے وہ حُر ہو یا غلام ہو مسلمان ہو یا ذمّی ہو عورت سے دخول کیا ہو یا نہ جماع پر قادر ہو یا نہ ایسے ہی اس کا ظہار ہر بیوی سے درست ہے وہ کمسن ہو یا بوڑھی ہو عاقلہ ہو یا مجنونہ ہو۔ رَتقاء ہو یا صحیحہ ہو مُحرمہ ہو یا غیر مُحرمہ ہو ذمیہ ہو یا مسلمہ ہو یا عدت میں ہو جس میں رجوع ہو سکتا ہے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ذمّی کا ظہار درست ہے۔ امام مالک نے کہا غلام کا ظہار صحیح نہیں۔ امام شافعی اور اہل کوفہ نے کہا لونڈی اور اُمّ ولد سے ظہار صحیح نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَالَّذِیْنَ یُظٰھِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِھِمْ اور لونڈی نساء سے نہیں۔ وہ عورت ہے جس کی فرج میں ہڈی بڑھ گئی ہو۔

کفارہ کا بیان

کفارۂ ظہار جماع سے پہلے غلام آزاد کرے یا لونڈی آزاد کرے کمسن ہو یا عمر رسیدہ ہو۔ مسلمان ہو یا کافر ہو، کیونکہ قرآن کریم میں تقیید مطلق آیا ہے اس کے ساتھ مومن کی قید نہیں؛ لہٰذا کافرہ بھی آزاد کرنا جائز ہے۔ امام شافعی نے فرمایا کافرہ رقبہ جائز نہیں وہ کہتے ہیں مسلمان غلام ہی آزاد کرنا ضروری ہے امام مالک اور امام احمد بھی یہی کہتے ہیں۔ امام ابوحنیفہ، امام شافعی اور امام مالک رضی اللہ عنہم نے کہا عیب ناک غلام جائز نہیں۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ظہار کے کفارہ میں مجنون غلام آزاد کرنا صحیح نہیں۔

کفارہ کے اقسام

کفارہ ظہار میں غلام آزاد کرے۔ اگر عاجز ہو غلام آزاد نہ کرسکے تو دو ماہ کے متواتر روزے رکھے اُن میں ماہِ رمضان اور وہ ایام نہ ہوں جن میں روزہ رکھنا حرام ہے اور وہ عید کے دو دن اور ایام تشریق ہیں۔ اگر ان دونوں میں رات یا دن کو قصداً یا بھول کر جماع کر لیا تو دوبارہ از سرِ نو کفارہ دے گا۔ اگر روزے نہیں رکھ سکتا تو ساٹھ مساکین کو کھانا دے۔ وہ گندم سے آدھا صاع اور جَو کا پورا صاع ہے جیسے روزے کا کفارہ ہے۔

ابن حزم نے کہا اگر ایک یا دو بار یا تین بار ظہار کیا تو ایک ہی کفارہ کافی ہے۔ اگر چوتھی بار ظہار کیا تو دوسرا کفارہ دے گا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا اگر ایک مجلس متعدد بار ظہار کیا تو اس کا ایک ہی کفارہ ہے۔ اگر مختلف جگہوں میں ظہار کیا تو جتنی جگہوں میں ظہار کیا اتنے ہی کفارات واجب ہیں قسم کا بھی یہی حال ہے۔ بعض علماء نے کہا ہر تقدیر پر ایک ہی کفارہ ہے۔

امام اعظم ابوحنیفہ امام الائمہ سراج الائمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جس عورت سے ظہار کیا ہو کفارہ ادا کرنے سے پہلے اس سے بوس و کنار کرنا اور مافوق الازار فائدہ اٹھانا جائز نہیں ہے جیسے کفارہ ادا کرنے سے پہلے جماع حرام ہے اس کے دواعی بھی حرام ہیں۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا بہتر اور مستحب یہ ہے کہ دواعی جماع ممنوع ہیں۔ علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ عبد کے ظہار کا کفارہ صرف روزے ہیں اور آیت کریمہ ثُمَّ یَعُوۡدُوۡنَ لِمَا قَالُوۡا، میں عود کے معنی یہ ہیں کہ عورت کو اپنے اوپر حرام کرنے کے بعد اس سے جماع کا عزم کرے یا اس کی نیت کرے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا یہی مذہب ہے اس کو لازم یہ ہے کہ پہلے کفارہ دے اگر عزم نہ کرے تو عود نہیں۔

امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا لگر بالفعل جماع کیا تو عود ہے محض نیت اور عزم کر لینا عود نہیں لیکن یہ ضروری ہے کہ جماع کرنے سے پہلے کفارہ دیدے۔ ابن بطال نے کہا امام مالک کے نزدیک

عود کے معنی جماع کا عزم ہے اور ایک روائت میں ہے کہ بعینہٖ وطی کرنا عود ہے اور کفارہ پہلے ادا کرنا لازم ہے۔ امام طحاوی نے کہا امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک عود کے معنی یہ ہیں کہ کفارت دینے کے بغیر جماع کو مباح نہ جانے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی منقول ہے کہ ثُمَّ یَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا الخ کے معنی یہ ہیں کہ اگر جماع کرنے کا عزم کرے اور اس سے جماع کرنا چاہے تو یہ عود ہے اور اس سے پہلے کفارہ دینا لازم ہے اور اگر وطی کرنے کا عزم نہ کیا تو یہ عود نہیں۔

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا عود جو کفارہ کا موجب ہے وہ یہ ہے کہ ظہار کے بعد طلاق دینے سے اتنی مدت رُک جائے جس میں اس کو طلاق دینا ممکن تھا اور طلاق نہ دی۔

جس عورت سے ظہار کیا اس کے ساتھ کیا کچھ جائز ہے —؟

احناف کے مذہب میں جس عورت سے ظہار کیا اس سے جماع کرنا حرام ہے ایسے ہی جماع کے دواعی مثلاً بوس وکنار کرنا وغیرہ بھی کفارہ دینے سے پہلے حرام ہیں جیسے کفارہ سے پہلے جماع کرنا حرام ہے۔ سفیان ثوری سے ایک روائت ہے کہ جس عورت سے ظہار کیا۔ کفارہ دینے سے پہلے اس سے بوس وکنار جائز ہے اور ما دون الفرج اس سے مباشرت بھی جائز ہے، کیونکہ یہاں مسیس سے جماع مراد ہے۔ ان سے دوسری روائت یہ ہے کہ احتیاط کے طور پر بوسہ اور اس سے لذت پانے سے رکا رہے۔

جس پر کفارہ واجب ہوا اور وہ مرگیا یا طلاق دے دی

امام مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا غلام پر ظہار کے کفارہ میں دو ماہ کے روزے ہیں انھوں نے مؤطا میں روائت کی کہ ابن شہاب سے عبد کے ظہار کے متعلق پوچھا گیا تو انھوں نے کہا عبد کا ظہار آزاد کے ظہار کی طرح ہے۔ ابوعمر نے کہا اس میں تمام کا اتفاق ہے کہ غلام کا ظہار لازم ہے اور اس کا کفارہ صرف روزے ہیں۔ اگر اس کے مالک نے اسے غلام یا طعام دیا تو اس کا غلام

کو آزاد کرنا اور طعام دینا بھی جائز ہے۔ یہ ابو ثور اور داؤد کا مذہب ہے؛ لیکن دوسرے علماء اس کے خلاف ہیں۔ احناف کہتے ہیں غلام کفارہ ظہار میں صرف روزے رکھے (عینی)

۴۹۵۴ — **ترجمہ**: امام بخاری نے کہا مجھے اسماعیل بن ابی اُویس نے خبر دی کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا کہ اُنھوں نے ابن شہاب سے غلام کے ظہار کے متعلق پوچھا (عبد مملوک کا ظہار صحیح ہے یا نہیں) ابن شہاب نے کہا غلام کا ظہار آزاد کے ظہار کی مثل ہے۔ امام مالک نے کہا غلام کے روزے دو ماہ ہیں۔ حسن بن حُر نے کہا آزاد اور غلام کا ظہار آزاد عورت اور باندی سے مساوی ہے۔ عکرمہ نے کہا اگر اپنی باندی سے ظہار کیا تو یہ کوئی شئی نہیں۔ ظہار صرف ان عورتوں سے ہے جن سے نکاح کیا ہو اور عرب کے کلام میں لِمَا قَالُوْا، بمعنی فِیْمَا قَالُوْا ہے۔ وفی نقض ما قالوا اور لِمَا قَالُوْا کا یہ معنی بہتر ہے؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے منکر اور جھوٹی بات پہ دلالت نہیں کی۔

۴۹۵۴ — **شرح**: قولہ فی العربیۃ لما قالوا الخ اس سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی غرض داؤد ظاہری کی تردید کرنا ہے جبکہ اس نے کہا لِمَا یَعُوْدُوْن میں عود کلمۂ ظہار کا تکرار کرنا ہے۔ قولہ لان اللہ تعالیٰ الخ یہ "ھذا اولیٰ" کی دلیل ہے۔ اولویت کی وجہ یہ ہے کہ اگر اس کا معنی وہ ہو جو داؤد ظاہری نے ذکر کیا ہے تو لازم آئے گا کہ اللہ تعالیٰ منکر اور قولِ زور پر دلالت کرے۔ اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے (باقی تفصیل گزری ہے)

باب طلاق اور دوسرے امور میں اشارہ کرنا

ابن تین نے کہا جس اشارہ سے صحیح اور گنگ سے طلاق سمجھی جائے۔ مہلب نے کہا جب اشارہ مفہمہ ہو یعنی سمجھا جائے تو اس کے ساتھ حکم کیا جائے گا اس کی تائید اس اشارہ سے ہوتی ہے جس کے ساتھ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے کالی لونڈی کے متعلق فیصلہ فرمایا تھا جبکہ اس سے فرمایا: اللہ کہاں ہے؟ اس نے آسمان کی طرف اشارہ کیا۔ حضور نے فرمایا اس کو آزاد کر دو! یہ مومنہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان جو اصل دین اور اہم مقصد ہے میں اشارہ پر حکم فرمایا اور اس کا اعتبار کیا۔ جب اتنے اہم میں اشارہ کے مطابق حکم کرنا جائز ہے تو دیگر امور میں بطریقِ اولیٰ جائز ہے۔ عام فقہا یہی کہتے ہیں۔

امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اگر طلاق کی طرف اشارہ کرے تو طلاق لازم ہے۔ امام الائمہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی فقہاء سے منقول ہے کہ آپ نے کہا یہ قیاس نہیں بلکہ استحسان ہے اور اس مقام میں قیاس باطل ہے کیونکہ کلام تو کیا نہیں اور اشارہ سمجھا نہیں جاتا۔ ابن منذر نے کہا اس کلام میں امام ابوحنیفہ نے اقرار کیا ہے کہ یہ حکم باطل کے ساتھ کیا ہے؛ کیونکہ اُن کے نزدیک قیاس حق ہے جب

بَابُ الْإِشَارَةِ فِي الطَّلَاقِ وَالْأُمُورِ

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُعَذِّبُ اللّٰهُ بِدَمْعِ الْعَيْنِ وَلٰكِنْ يُعَذِّبُ بِهٰذَا وَأَشَارَ إِلَى لِسَانِهِ وَقَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ أَشَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عليه وَسَلَّمَ إِلَيَّ أَيْ خُذِ النِّصْفَ وَقَالَتْ أَسْمَاءُ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْكُسُوفِ فَقُلْتُ لِعَائِشَةَ مَا شَأْنُ النَّاسِ وَهِيَ تُصَلِّي فَأَوْمَتْ بِرَأْسِهَا إِلَى الشَّمْسِ فَقُلْتُ آيَةٌ فَأَوْمَتْ بِرَأْسِهَا أَنْ نَعَمْ وَقَالَ أَنَسٌ أَوْمَأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ إِلَى أَبِي بَكْرٍ أَنْ يَتَقَدَّمَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَوْمَأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ لَا حَرَجَ وَقَالَ أَبُو قَتَادَةَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّيْدِ لِلْمُحْرِمِ أَحَدٌ مِنْكُمْ أَمَرَهُ أَنْ يَحْمِلَ عَلَيْهِ أَوْ أَشَارَ إِلَيْهَا قَالُوا لَا قَالَ فَكُلُوا

استحسان جو قیاس کی ضد ہے کے ساتھ حکم کیا تو قیاس جو امام کے نزدیک حق ہے باطل ہو گیا۔ تو ثابت ہوا کہ امام ابو حنیفہ نے باطل کے ساتھ حکم کرنے کا اقرار کیا ہے۔

علامہ عینی شارح بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کا تعاقب کرتے ہوئے ذکر کیا کہ یہ اس شخص کا کلام ہے جو احکام کے دقائق کے سمجھنے سے قاصر ہے اور امام اعظم ایسے پر جرأت کرتا ہے جو خیر القرون میں شمار ہوتے ہیں اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا یہ قول اس میں قیاس باطل ہے کیا اس سے تمام قیاسیات کا بطلان لازم آئے گا؟ حالانکہ استحسان قیاس کی ضد نہیں بلکہ اس کا نوع ہے، کیونکہ قیاس کی دو قسم ہیں ایک قیاس جلی دوسرے قیاس خفی اور استحسان قیاس خفی ہے جو شخص یہ نہیں جانتا وہ ایسا کلام کیسے کر سکتا ہے۔ جس میں محض افتراء اور بغیر حق کے عظیم انسان پر جرأت ہو۔ اسی طرح ابن بطال نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ پر زبان درازی کی ہے جبکہ اس نے کہا امام بخاری کا اس باب سے ابو حنیفہ کا رد کرنا مقصود ہے؛

کیونکہ جنابِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان احادیث میں اشارہ کے ساتھ حکم فرمایا ہے اور اس سے باب کی حدیث کی طرف اشارہ کیا پھر اس نے ابن منذر کا کلام نقل کیا پھر کہا اس نے ابوحنیفہ کو اپنے اس قول پر محمول کیا ہے وہ یہ کہ ابوحنیفہ وہ سنن نہیں جانتے ہیں جن میں اشارات کے ساتھ مختلف احکام ثابت کیے ہیں ۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ نہایت ہی سوء ادب ہے کس نے کہا ہے کہ امام ابوحنیفہ یہ سنن نہیں جانتے ہیں کس نے ان سے یہ نقل کیا ہے کہ وہ اشارہ کے ساتھ عمل نہیں کرتے ہیں ۔ یہ اُن کے تلامذہ کی کتب میں جن میں واضح طور پر ذکر کیا گیا ہے کہ اشارات کے ساتھ احکام ثابت ہوتے ہیں ۔ ہمارے احناف کہتے ہیں گنگ کا اشارہ اور اس کی کتابت زبانی نطق کی مثل ہے لہٰذا اس پر اشارہ اور کتابت کے ساتھ احکام لازم آئیں گے حتی کہ اس کا نکاح ، طلاق ، عتاق اور خرید و فروخت وغیرہ ایسے احکام اشارہ کے ساتھ جائز ہیں ۔ بخلاف اس شخص کے جس کی زبان بستہ ہو اور اس کی زبان چلنے سے رُک گئی ہو اس کا اشارہ معتبر نہیں ، کیونکہ اشارہ مراد واضح نہیں کر سکتا ۔ البتہ جب زبان بستہ زمانہ دراز تک رہی ہو تو وہ بھی گنگ کی مثل ہوگا " تمرتاشی " ، زبان بستہ کی مدت ایک سال بیان کی ہے ۔

امام ابوحنیفہ سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ زبان بستہ اگر موت کے وقت تک رہی تو اس کے اشارہ کے ساتھ اس کا اقرار معتبر ہوگا اور اس پر استشہاد بھی جائز ہے ۔ فقہاء نے کہا اسی پر فتویٰ ہے ۔ محیط میں ہے کہ اگر کسی عورت کی طرف اشارہ کر کے کہا اے زینب تجھے طلاق ہے اچانک وہ عمرہ تھی تو عمرہ کو طلاق واقع ہو جاتی ہے ، کیونکہ یہ اشارہ ہے اور اعتبار اشارہ کا ہے نام کا نہیں ۔ فَالْحَقُّ اَحَقُّ اَنْ يُّتَّبَعَ " (عینی)

ترجمۃ التعلیقات

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ آنکھ سے آنسو بہانے سے عذاب نہیں دیتا ، لیکن اس وجہ سے عذاب کرتا ہے اور زبان مبارک کی طرف اشارہ کیا ۔

کعب بن مالک نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف اشارہ فرمایا کہ نصف قرضہ لے لو ! اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صلوٰۃ کسوف پڑھی تو میں نے عائشہ سے کہا لوگوں کا کیا حال ہے ؟ اور وہ نماز پڑھ رہی تھیں ۔ انھوں نے سورج کی طرف سر کے ساتھ اشارہ کیا میں نے کہا یہ کسوف (سورج گرہن) کوئی علامت ہے انھوں نے سر کے ساتھ اشارہ کیا کہ ہاں ! (یہ علامت ہے) حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ اقدس سے اشارہ فرمایا کہ کچھ حرج نہیں (حج کے ایام میں) ابو قتادہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے محرم کے لئے

۴۹۵۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَامِرٍ عَبْدُ الْمَلِكِ ابْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ طَافَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى بَعِيْرِهٖ وَكَانَ كُلَّمَا اَتٰى عَلَى الرُّكْنِ اَشَارَ اِلَيْهِ وَكَبَّرَ وَقَالَتْ زَيْنَبُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فُتِحَ مِنْ يَاجُوْجَ وَمَاجُوْجَ مِثْلُ هٰذِهٖ وَعَقَدَ تِسْعِيْنَ

۴۹۵۶۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ عَلْقَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ اَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْجُمُعَةِ سَاعَةٌ لَا يُوَافِقُهَا مُسْلِمٌ قَائِمٌ يُصَلِّيْ يَسْاَلُ اللّٰهَ خَيْرًا اِلَّا اَعْطَاهُ وَقَالَ بِيَدِهٖ وَوَضَعَ اَنْمُلَتَهٗ عَلٰى بَطْنِ الْوُسْطٰى وَالْخِنْصَرِ قُلْنَا يُزَهِّدُهَا وَقَالَ الْاُوَيْسِيُّ

شکار کے متعلق فرمایا کیا تم میں سے کسی نے اس کو حکم دیا کہ وہ شکار کرے یا اس کی طرف اشارہ کیا ہو! صحابہ نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ہم نے شکار کی طرف اشارہ نہیں کیا) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھاؤ اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔

(ان تعلیقات سے جو مختلف احادیث میں مذکور ہیں اور ان میں اشارات سے ثبوتِ احکام ہے ثابت کیا ہے کہ اشارات کے ساتھ احکام جائز ہیں۔

۴۹۵۵ ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ پر سوار ہو کر بیت اللہ کا طواف کیا اور جب بھی رُکن کے پاس تشریف لاتے تو اس کی طرف اشارہ فرماتے اور اللہ اکبر فرماتے۔ ام المؤمنین زینب رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یاجوج و ماجوج کا سوراخ اس کی مثل کھل گیا ہے اور نوّے کے عدد کی گرہ لگائی۔ (انگلیوں سے گرہ لگانا اشارہ کی قسم ہے لہٰذا یہ حدیث عنوان کے مطابق ہے اور یہی بخاری کا مقصد ہے)

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ شُعْبَةَ بْنِ الْحَجَّاجِ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ
عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَدَا يَهُودِيٌّ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَلَى جَارِيَةٍ فَأَخَذَ أَوْضَاحًا كَانَتْ عَلَيْهَا وَرَضَخَ رَأْسَهَا فَأَتَى بِهَا أَهْلُهَا
رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ فِي آخِرِ رَمَقٍ وَقَدْ أُصْمِتَتْ
فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَتَلَكِ فُلَانٌ لِغَيْرِ
الَّذِي قَتَلَهَا فَأَشَارَتْ بِرَأْسِهَا أَنْ لَا قَالَ فَفُلَانٌ لِرَجُلٍ آخَرَ
غَيْرِ الَّذِي قَتَلَهَا فَأَشَارَتْ أَنْ لَا فَقَالَ فَفُلَانٌ لِقَاتِلِهَا فَأَشَارَتْ
أَنْ نَعَمْ فَأَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُضِخَ رَأْسُهُ
بَيْنَ حَجَرَيْنِ

۴۹۵۶ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمعہ کے دن ایک ساعت ہے اس کی کوئی مسلمان موافقت نہیں کرپاتا جو کھڑے ہو کر نماز پڑھتا ہو اور اللہ تعالیٰ سے بھلائی کا سوال کرے مگر اللہ تعالیٰ اس کو عطاء کرتا ہے اور حضور نے دست اقدس سے اشارہ کیا انگلیوں کے پوروں کو درمیانی اور چھوٹی انگلی کے پیٹ پر رکھا۔ ہم نے کہا آپ اس ساعت کی قلت بیان فرماتے تھے۔ اُوَیسی نے کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے شعبہ ابن حجاج کے ذریعہ ہشام بن زید کے واسطہ سے انس سے بیان کیا۔

۴۹۵۶ شرح : انگلیوں کو درمیانی انگلی پر رکھنے میں یہ اشارہ ہے کہ یہ گھڑی نصفِ نہار میں ہے۔ اور خنصر پر رکھنے میں آخر دن طرف اشارہ ہے "

حدیث ع ___ کی شرح دیکھیں (باب الساعۃ یوم الجمعۃ)

۴۹۵۷ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا ایک یہودی نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ایک لڑکی پر زیادتی کی اور اس کے زیورات جو اس پر تھے اُتار لئے اور اس کا سر پتھر سے کچل دیا اس کے گھر والے لڑکی کو

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے جبکہ وہ بندگی کے آخری سانس لے رہی تھی اور خاموش ہوگئی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا تجھے کس نے قتل کیا ہے کیا فلاں شخص نے تجھے قتل کیا ہے اور قتل کرنے والے کے علاوہ کسی اور کا نام لیا اس نے سر سے اشارہ کیا کہ نہیں پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی دوسرے آدمی کے متعلق فرمایا جو قتل کرنے والے کے علاوہ تھا اس نے اشارہ کیا کہ نہیں فرمایا فلاں شخص نے قتل کیا ہے؟ اور قاتل کے متعلق فرمایا اس نے اشارہ کیا کہ ہاں اس نے قتل کیا ہے پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم صادر فرمایا اور اس یہودی کا سر دو پتھروں کے درمیان کچل دیا گیا۔

۴۹۵۷ — شرح: حدیث کی عنوان سے مطابقت واضح ہے جو اس کا دوسرا جزء ہے۔ بعض علماء نے کہا کہ شاید بذریعہ وحی معلوم ہو گیا تھا کہ یہ قاتل واجب القتل ہے جیسے ڈاکو واجب القتل ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودی کے اقرار کے بعد اس کو قتل کرنے کا حکم صادر فرمایا تھا۔

تیز دھار آلہ کے بغیر قتل کرنے میں قصاص

اس مسئلہ میں اہل علم کے درمیان اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ حضرات تابعین کرام سے عمر بن عبد العزیز، قتادہ، حسن بصری، ابن سیرین، مالک، شافعی، احمد، ابو اسحاق، ابو ثور اور ابن منذر اور ظاہریہ نے اس حدیث سے استدلال کیا کہ جس طرح قاتل قتل کرے اسی طرح اسے قتل کیا جائے دوسری علماء کی جماعت نے کہا اگر تیز دھار آلہ ایسے خنجر، تلوار سے قتل کرے تو قصاص واجب ہے ورنہ نہیں یہ حضرات شعبی، ابراہیم نخعی، حسن بصری، سفیان ثوری، ابو حنیفہ، ابو یوسف اور امام محمد بن حسن ہیں۔ انھوں نے پانچ کبار صحابہ کرام ابوبکر صدیق، علی بن ابی طالب، نعمان بن بشیر، ابن مسعود اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم کی روایت سے استدلال کیا ہے؛ چنانچہ ابن ماجہ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ لَا قَوَدَ اِلَّا بِالسَّیْفِ، کہ تلوار کے ساتھ قتل کرنے والے سے ہی قصاص لیا جائے۔

دار قطنی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَا قَوَدَ فِی النَّفْسِ وَغَیْرِهَا اِلَّا بِحَدِیْدَةٍ، یعنی نفس وغیرہ کے قتل میں قصاص نہیں مگر جب تیز دھار آلہ سے قتل کیے جائیں۔ ابن ماجہ نے جابر جعفی کے ذریعہ ابن عازب سے انھوں نے نعمان بن بشیر سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَا قَوَدَ اِلَّا بِالسَّیْفِ، قصاص صرف تیز دھار آلہ کے ساتھ قتل کرنے سے ہے۔ طبرانی نے معجم میں علقمہ کے ذریعے ابن مسعود سے اس طرح روایت کی ہے۔

۴۹۵۸ — حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْفِتْنَةُ مِنْ هٰهُنَا وَاَشَارَ اِلَى الْمَشْرِقِ ۔

۴۹۵۹ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيْدِ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ اَبِيْ اَوْفٰى قَالَ كُنَّا فِيْ سَفَرٍ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا غَرَبَتِ الشَّمْسُ قَالَ لِرَجُلٍ اَنْزِلْ فَاجْدَحْ لِيْ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ اَمْسَيْتَ ثُمَّ قَالَ اَنْزِلْ فَاجْدَحْ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ اَمْسَيْتَ اِنَّ عَلَيْكَ نَهَارًا ثُمَّ قَالَ اَنْزِلْ فَاجْدَحْ فَنَزَلَ فَجَدَحَ لَهٗ فِي الثَّالِثَةِ فَشَرِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اَوْمَاَ بِيَدِهٖ اِلَى الْمَشْرِقِ فَقَالَ اِذَا رَاَيْتُمُ اللَّيْلَ قَدْ اَقْبَلَ مِنْ هٰهُنَا فَقَدْ اَفْطَرَ الصَّائِمُ

اسی طرح دار قطنی نے اپنے سنن میں ابو ہریرہ سے مرفوع روائت ذکر کی ہے۔ اگرچہ ان میں سے بعض احادیث کے اسناد میں ضعف ہے لیکن جب ثقہ روائت سے اس کی تائید ہو جائے تو اس کی تقویت ہو جاتی ہے اور وہ قابل حجت ہوتی ہے۔ علامہ کرمانی نے کہا باب کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر تیز دھار مثقل شئ سے قتل کرنے سے قصاص ثابت ہو جاتا ہے۔ اس کا حنفیہ جواب دیتے ہیں کہ یہ واقعہ شروع اسلام میں پیش آیا تھا جیسے شروع اسلام میں مثلہ مباح تھا پھر منسوخ ہو گیا اور قصاص تیز دھار آلہ سے قتل کرنے ہی سے ہوگا۔ نیز علماء نے ذکر کیا کہ اس یہودی کی عادت تھی کہ وہ اس طرح قتل کیا کرتا تھا اور وہ عادی قاتل تھا۔ اس لئے زجر و تشدید کے لئے اس کو اسی طرح قتل کیا گیا جس طرح وہ قتل کرتا تھا۔ فَلَا قِصَاصَ اِلَّا فِي الْقَتْلِ بِالْحَدِيْدِ، تیز دھار آلہ سے قتل کرنے کی صورت قصاص واجب ہوتا ہے (یعنی)

۴۹۵۸ ترجمہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو

۴۹۶۰ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ اَبِيْ عُثْمٰنَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَمْنَعَنَّ اَحَدًا مِّنْكُمْ نِدَاءُ بِلَالٍ اَوْ قَالَ اَذَانُهُ مِنْ سَحُوْرِهٖ فَاِنَّمَا يُنَادِيْ اَوْ يُؤَذِّنُ لِيَرْجِعَ قَائِمُكُمْ وَلَيْسَ اَنْ يَّقُوْلَ كَاَنَّهٗ يَعْنِي الصُّبْحَ اَوِ الْفَجْرَ وَاَظْهَرَ يَزِيْدُ يَدَيْهِ ثُمَّ مَدَّ اِحْدٰهُمَا مِنَ الْاُخْرٰى وَقَالَ اللَّيْثُ ۴۹۶۱ـ حَدَّثَنِيْ جَعْفَرُ بْنُ

یہ فرماتے ہوئے سنا کہ فتنہ ادھر سے آئے گا اور مشرق کی طرف اشارہ کیا۔

۴۹۵۹ـ ترجمہ: عبداللہ بن ابی اوفی نے کہا ہم ایک سفر میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ جب سورج غروب ہوا تو ایک شخص سے فرمایا اترو اور میرے لئے ستو پانی سے تر کرو اس نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر تھوڑی دیر فرمائیں تو بہتر ہوتا۔ پھر فرمایا اترو اور میرے لئے ستو گھولو اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر تھوڑی دیر فرمائیں تو بہتر ہے۔ ابھی دن ہے پھر فرمایا اترو ستو گھولو وہ شخص سواری سے اترا اور اس نے تیسری بار میں آپ کے لئے ستو گھولے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ستو پیئے پھر اپنے دست اقدس سے مشرق کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا جب تم رات کو دیکھو کہ ادھر سے آرہی ہے تو روزے دار افطار کر دے۔ (حدیث ۔۔۔۔۔ کی شرح دیکھیں)

۴۹۶۰ـ ترجمہ: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کسی کو بلال کی نداء یا فرمایا بلال کی اذان سحری کھانے سے منع نہ کرے، کیونکہ وہ نداء کرتے ہیں یا فرمایا وہ اذان دیتے ہیں تاکہ تم سے تہجد پڑھنے والے کو گھر کی طرف لوٹائیں اور یہ نہیں کہ فجر یا صبح ہو گئی۔ یزید بن زریع نے اپنے دونوں ہاتھ ظاہر کئے پھر ایک کو دوسرے سے پھیلایا

۴۹۶۰ـ شرح: اس حدیث کی عنوان سے مطابقت "و اظہر یدیہ" میں ہے کہ آپ نے دونوں ہاتھ پھیلا کر اشارہ فرمایا کہ صبح کی روشنی اس طرح ہوتی ہے کہ سفیدی مشرق کے کناروں میں پھیل جائے قولہ لیرجع الخ جائز ہے کہ یہ رجوع سے

رَبِيعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْبَخِيلِ وَالْمُنْفِقِ كَمَثَلِ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُبَّتَانِ مِنْ حَدِيدٍ مِنْ لَدُنْ ثُدِيِّهِمَا إِلَى تَرَاقِيهِمَا فَأَمَّا الْمُنْفِقُ فَلَا يُنْفِقُ شَيْئًا إِلَّا مَادَّتْ عَلَى جِلْدِهِ حَتَّى تُجِنَّ بَنَانَهُ وَتَعْفُوَ أَثَرَهُ وَأَمَّا الْبَخِيلُ فَلَا يُرِيدُ يُنْفِقُ إِلَّا لَزِمَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ مَوْضِعَهَا فَهُوَ يُوَسِّعُهَا وَلَا تَتَّسِعُ وَيُشِيرُ بِإِصْبَعِهِ إِلَى حَلْقِهِ

مشتق ہو یا صبح سے ہو۔ قولہ قائمکم ،، مفعول منصوب ہے۔ قائم تہجد پڑھنے والا یعنی نماز پڑھنے والا گھر کی طرف لوٹے اور صبح سے پہلے کچھ دیر سو کر آرام کرے۔

قولہ کانہ ،، اس سے غرض یہ ہے کہ "لیس" کا اسم صبح ہے یعنی صبح کاذب معتبر نہیں بلکہ صبح وہ ہے جو جنوب سے شمال کی طرف مشرق میں پھیل جائے اور وہ صبح صادق ہے۔

قولہ ظہر ،، یعنی یزید بن زریع نے ایک ہاتھ دوسرے کی پشت پر رکھا اور اس کو دوسرے سے جدا کر کے بلند کیا اس میں صبح کاذب کی طرف اشارہ ہے۔

قولہ ثم مداھما من الاخری یہ صبح صادق کی طرف اشارہ ہے۔ (حدیث ــــ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ: لیث نے جعفر بن ربیعہ کے ذریعہ عبدالرحمٰن بن ہرمز سے روایت کی انھوں نے کہا میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ — ۴۹۶۱

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخیل اور مال خرچ کرنے والے کی مثال دو آدمیوں کی مثل ہے جو لوہے کی دو زرہیں پہنے ہوئے ہیں جو چھاتیوں سے ہنسلیوں تک ہیں خرچ کرنے والا خرچ نہیں کرتا مگر زرہ اس کے چمڑے پر لمبی ہوتی جاتی ہے حتیٰ کہ اس کی انگلیوں کے پوروں کو ڈھانپ لیتی ہے اور اس کا اثر مٹا دیتی ہیں اور بخیل خرچ کرنے کا ارادہ نہیں کرتا مگر اس کی زرہ کا ہر حلقہ اپنی جگہ پر چپک جاتا ہے وہ اس کو کشادہ کرتا ہے وہ کشادہ نہیں ہوتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی انگلی شریف کے ساتھ حلق کی طرف اشارہ فرماتے تھے۔

یشیر باصبعہ الی حلقہ میں عنوان سے مطابقت واضح ہے۔

(حدیث ــــ کی شرح دیکھیں)

بَابُ اللِّعَانِ

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ یَکُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ اِلٰی قَوْلِهٖ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ فَاِذَا قَذَفَ الْاَخْرَسُ اِمْرَاَتَهٗ بِکِتَابَةٍ اَوْ اِشَارَةٍ اَوْ بِاِیْمَاءٍ مَّعْرُوْفٍ

بَابُ اللِّعَان

لعان مصدر ہے اس سے ماضی مضارع لَاعَنَ یُلَاعِنُ ملاعَنَۃً ہے۔ یہ لعن سے مشتق ہے یعنی مرد و زن کا رحمتِ الٰہی سے دُور ہونا مرد کو مُلاعِن اور عورت کو ملاعنۃ کہتے ہیں۔ اس کو لعان اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں پانچویں مرتبہ جھوٹے پر لعنت کی جاتی ہے۔ لعان کا شرعی معنیٰ شہادتین ہیں جو قسموں کے ساتھ تاکید کی جائیں اور لعنت و غضب کے ساتھ ملی ہوئی ہوں۔

حنفیہ کے نزدیک شہادت کے اہل ہونا شرط ہے۔ لہٰذا لعان صرف دو مسلمانوں میں جاری ہوگا جو آزاد، بالغ ہوں اور انہیں تہمت میں حد نہ لگی ہو۔ شافعیہ کے نزدیک قسم کی اہلیت شرط ہے لہذا اُن کے نزدیک مسلمان مرد اور عورت کافرہ کے درمیان لعان جائز ہے نیز مرد و زن کافر ول اور غلام اور اس کی بیوی میں بھی لعان جائز ہے۔ کیونکہ یہ تمام قسم کی اہلیت رکھتے ہیں۔ امام مالک و امام احمد رضی اللہ عنہما کا مذہب بھی یہی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور جو اپنی عورتوں کو عیب لگائیں اور ان کے پاس اپنے کے سوا گواہ نہ ہوں تو ایسے گواہی یہ ہے،، کہ چار بار گواہی دے اللہ کے نام سے کہ وہ سچا ہے اور پانچویں یہ کہ اللہ کی لعنت ہو اس پر اگر جھوٹا ہو۔

یعنی اس باب میں اس آیت کریمہ کا ذکر ہے۔ اس کا شانِ نزول یہ ہے کہ جب نو ہجری کو شعبان کے مہینہ میں غزوۂ تبوک سے مسلمانوں کا لشکر واپس آیا اور اُن میں عویمر عجلانی بھی شامل

فَهُوَ كَالْمُتَكَلِّمِ لِاَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَجَازَ الْاِشَارَةَ فِي الْفَرَائِضِ وَهُوَ قَوْلُ بَعْضِ اَهْلِ الْحِجَازِ وَاَهْلِ الْعِلْمِ وَقَالَ

تھے تو اس کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی"۔ بعض کا کہنا ہے کہ یہ آیت ہلال بن اُمیّہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ مہلب نے کہا صحیح یہ ہے کہ قاذف (تہمت لگانے والے) عویمر تھے۔ ابن عباس، ابن عمر اور سہل بن سعد سے روایت ہے کہ عویمر عجلانی نے اپنی بیوی کو تہمت لگائی تھی"۔

صاحب توضیح نے کہا! ان روایات میں منصف ہے ہلال بن امیہ اور اس کا اپنی بیوی کو شریک ابن تابیت کے ساتھ متہم کرنے کا واقعہ صحیح بخاری میں دو جگہ شہادت اور تفسیر کے ابواب میں مذکور ہے۔ صحیح مسلم میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت مذکور ہے کہ ہلال بن امیہ نے اپنی بیوی کو شریک بن سحماء کے ساتھ متہم کیا تھا۔ یہ اسلام میں پہلا شخص ہے جس نے ملاعنہ کیا ہے۔ بعض نے کہا یہ دو واقعات علیحدہ علیحدہ ہیں۔ (عینی)

قَوْلُهٗ وَاِذَا قَذَفَ الْاَخْرَسُ امْرَءَتَهٗ یعنی جب گنگ نے اپنی بیوی کو لکھ کر یا اشارہ یا ایماء معروف جس کو ہر ایک سمجھتا ہو، کے ذریعہ تہمت لگائی تو یہ متکلم کی مانند ہے اور ناطق کے حکم میں ہے! کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرائض میں اشارہ کو جائز فرمایا ہے۔ بعض اہل حجاز (امام مالک) اور دوسرے علماء کا یہی قول ہے۔

تشریح اشارہ اور ایماء میں فرق یہ ہے کہ عموماً اشارہ ہاتھ سے ہوتا ہے اور ایماء سر اور آنکھ کی پلکوں سے بھی کیا جاتا ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص سے فرمایا جو نماز کے افعال جو فرض ہیں پر قادر نہ تھا کہ وہ اشارہ سے نماز پڑھ لے لہٰذا جو احکام فرض نہیں ہیں ان میں اشارہ بطریق اولیٰ معتبر ہے۔ امام مالک اور ان کے تابعین اور دیگر علماء غیر مالکیہ کا یہی مسلک ہے اگر گنگ نے بیوی کو اشارہ سے تہمت لگائی تو اس پر حدِ قذف ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! مریم نے عیسیٰ (علیہ السلام) کی طرف اشارہ کیا

حضرت مریم علیہا السلام نے نومولود حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف اشارہ کیا اور لوگوں نے یہ اشارہ سمجھا جیسے کلام سمجھتے ہیں تو اُنھوں نے کہا ہم اُس سے کس طرح گفتگو کریں جو گہوارہ میں

اللّٰہُ تَعَالٰی فَاَشَارَتْ اِلَیْہِ قَالُوْا کَیْفَ نُکَلِّمُ مَنْ کَانَ فِی الْمَھْدِ صَبِیًّا وَقَالَ الضَّحَّاکُ اِلَّا رَمْزًا اِشَارَۃً وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ

بچہ ہے (معلوم ہُوا کہ اشارہ کلام جیسا ہے) ضحاک نے اِلَّا رَمْزًا ، کی تفسیر اشارہ سے کی ہے ، یعنی اللہ تعالیٰ کے ارشاد : اَنْ لَّا تُکَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَۃَ اَیَّامٍ اِلَّا رَمْزًا ، کی تفسیر میں ضحاک نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے زکریا علیہ السلام سے فرمایا کہ تمہارے ہاں بچہ پیدا ہونے کی علامت یہ ہے کہ تم تین دن لوگوں سے اشارہ سے کلام کروگے۔ اگر اشارہ سے وہ نہ سمجھا جاتا جو کلام سے سمجھا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ یہ نہ فرماتا کہ تم لوگوں سے اشارہ سے کلام کروگے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اشارہ پر حکم مرتب ہوسکتا ہے۔ ایسے ہی ایماء اور کتابت کا حکم ہے۔ مذکور بالا تقریر سے بعض نے استدلال کیا کہ گونگے کا قذف صحیح ہے اور وہ کلام کی طرح ہے۔

قَوْلُہٗ قَالَ بَعْضُ النَّاسِ الخ بعض لوگوں نے کہا گونگے کے قذف میں حد قذف نہیں اور نہ ہی لعان ہے۔ پھر کہا کہ کتابت یا اشارہ یا ایماء سے طلاق دی تو جائز ہے ، حالانکہ طلاق اور قذف میں کچھ فرق نہیں اگر وہ کہیں کہ قذف تو صرف گفتگو سے ہی ہوتی ہے تو انہیں کہا جائے گا کہ طلاق بھی تو گفتگو سے ہی ہوتی ہے۔ ورنہ طلاق اور قذف ایسے عتق وغیرہ سب باطل ہوجائیں گے۔ ایسے ہی بہرہ شخص لعان کرے گا۔ شعبی اور قتادہ نے کہا جب یہ کہا کہ تجھے طلاق ہے اور اپنی انگلیوں کے ساتھ اشارہ کیا تو عورت بائن ہوجائے گی۔ ابراہیم نخعی نے کہا گونگا جب اپنے ہاتھ سے طلاق لکھے تو طلاق لازم ہوجائے گی۔ حماد نے کہا گونگا اور بہرہ اگر اپنے سر سے اشارہ کرے تو جائز ہے "

شرح : مذکور کلام سے امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ اہل حجاز اور علماء کوفہ کے درمیان گونگے کے لعان اور حد قذف میں اختلاف ہے۔ اسی لئے آیت کریمہ وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ اَزْوَاجَھُمْ الاٰیۃ میں گونگے کی قذف ذکر کی اور یَرْمُوْنَ ، کے عموم سے استدلال کیا کہ تہمت عام ہے۔ لفظ سے ہو یا اشارہ مُفْہِمَہ یا ایماءِ مُفہِم سے ہو۔ اس لئے کہا اِذَا قَذَفَ الْاَخْرَسُ اِمْرَءَتَہٗ بِکِتَابَۃٍ الخ تو حد قذف اور لعان گونگے پر لازم ہے اور مذکور عبارات اور نصوص سے ثابت کیا کہ اشارہ ، ایماء اور کتابت سب گفتگو کی مثل ہیں۔ جب گفتگو سے حد قذف اور لعان لازم ہے تو ان سے بھی حد قذف اور لعان لازم ہوگا۔

اور بَعْضُ النَّاسِ سے علماء کوفہ مراد ہیں۔ علامہ کرمانی نے ذکر کیا کہ حنفیہ نے کہا گونگے

لَاحَدَّ وَلَا لِعَانَ ثُمَّ حَتَّمَ اِنَّ طَلَّقُوا بِكِتَابٍ اَوْ اِشَارَةٍ اَوْ اِيْمَاءٍ جَازَ وَلَيْسَ بَيْنَ الطَّلَاقِ وَالْقَذْفِ فَرْقٌ فَاِنْ قَالَ الْقَذْفُ لَا يَكُوْنُ اِلَّا بِكَلَامٍ قِيْلَ لَهُ كَذٰلِكَ الطَّلَاقُ لَا يَكُوْنُ اِلَّا بِكَلَامٍ

پر حد نہیں، کیونکہ اس کی قذف کا اعتبار نہیں اور نہ اس پر لعان ہے؛ چنانچہ صاحب ہدایہ نے ذکر کیا کہ گونگے کی قذف سے لعان ثابت نہیں ہوتا، کیونکہ اس کا تعلق صریح کلام سے ہوتا ہے۔

جیسے حد قذف، یہ صریح کلام سے قذف ثابت ہوتی ہے پھر بعض الناس نے کہا اشارہ سے گونگے کی طلاق واقع ہے، کیونکہ یہ ہر ایک جانتا ہے لہٰذا دفع حاجت کے لئے یہ کلام کے قائم مقام ہے امام بخاری نے حنفیہ کے کلام میں تضاد ثابت کیا کہ حنفیہ نے کہا گونگے کی تہمت کا اعتبار نہیں اور اس کی طلاق کا اعتبار ہے، حالانکہ یہ تخصیص بلا مخصص ہے۔ احناف نے اس کا جواب دیا کہ قذف کی صحت کا تعلق صریح زناء سے ہوتا ہے اس کے معنی سے نہیں ہوتا اور یہ گونگے کے اشارہ سے حاصل نہیں؛ کیونکہ اس میں اشتباہ ہو سکتا ہے، لہٰذا گونگا قاذف نہ ہوگا چونکہ شبہ سے حد ساقط ہو جاتی ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا طلاق اور قذف میں فرق نہیں لیکن یہ دعویٰ ممنوع ہے، کیونکہ طلاق کا لفظ اس کا معنیٰ ادا کرنے میں صریح ہے۔ اور قذف بلا اشارہ میں زناء کی تصریح نہیں ہوتی لہٰذا اس پر حکم مرتب نہ ہوگا۔

قولہ فَاِنْ قَالَ الْقَذْفُ لَا يَكُوْنُ اِلَّا بِالْكَلَامِ ،، یعنی اگر حنفیہ یہ کہیں کہ قذف کلام سے ہوتا ہے اور گونگے کا قذف کلام نہیں لہٰذا اس پر حد مرتب نہ ہوگی اور نہ لعان لازم ہوگا تو اس کا جواب یہ ہے کہ طلاق بھی کلام کے بغیر واقع نہیں ہوتی حالانکہ گونگے کی طلاق تمہارے نزدیک بھی واقع ہو جاتی ہے؛ لیکن امام بخاری کا یہ جواب کمزور ہے، کیونکہ طلاق میں کلام سے مراد اس کا معنیٰ ظاہر کرنا ہے اور لفظِ طلاق نہ کہے تو طلاق واقع نہ ہوگی بخلاف گونگے کے کہ اس کا کلام نہیں اس کا تو صرف اشارہ ہے اور اشارہ میں دو وجہیں پائی جاتی ہیں۔ لہٰذا اس سے حد واجب نہیں جیسے کتابت اور تعریض سے حد واجب نہیں؛ چنانچہ اگر کوئی کسی سے کہے تو نے حرام وطی کی ہے تو وہ قاذف نہ ہوگا، کیونکہ ہو سکتا ہے اس نے شبہ سے وطی کی ہو اسی لئے قائل نے کہا کہ تو نے حرام وطی کی ہے اور اشارہ میں دو معنوں

وَاِلَّا بَطَلَ الطَّلَاقُ وَالْقَذْفُ وَكَذٰلِكَ الْعِتْقُ وَكَذٰلِكَ الْاَصَمُّ يُلَاعِنُ وَقَالَ الشَّعْبِيُّ وَقَتَادَةُ اِذَا قَالَ اَنْتِ طَالِقٌ فَاَشَارَ بِاَصَابِعِهٖ تَبِيْنُ مِنْهُ بِاِشَارَتِهٖ وَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ الْاَخْرَسُ اِذَا كَتَبَ الطَّلَاقَ بِيَدِهٖ لَزِمَهٗ وَقَالَ حَمَّادٌ الْاَخْرَسُ وَالْاَصَمُّ اِنْ قَالَ بِرَاْسِهٖ جَازَ۔

میں تفصیل واضح نہیں اسی لئے تعریض سے حد واجب نہیں ہوتی۔

قَوْلُهٗ اِلَّا بَطَلَ الطَّلَاقُ وَالْقَذْفُ یعنی اگر حنفیہ کہیں کہ قذف کا وقوع بھی صرف کلام سے ہوتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ طلاق کا وقوع بھی کلام سے ہوتا ہے اگر فرق نہ کریں تو طلاق اور قذف دونوں باطل ہوں گے تو صرف قذف کے بطلان کا کیا معنیٰ ہے؟ ایسے ہی عتق کا حکم ہے جو قذف کا حکم ہے تو چاہیئے کہ عتق کا اشارہ بھی باطل ہو حالانکہ اسے حنفیہ صحیح کہتے ہیں، لیکن امام بخاری کا یہ جواب بھی کمزور ہے، کیونکہ ادنیٰ شبہ سے حد ساقط ہو جاتی ہے اور طلاق میں احتیاط اس کے وقوع میں ہے تاکہ حرام میں مبتلا نہ ہو جائے۔

وَكَذٰلِكَ الْعِتْقُ یعنی اسی طرح عتق ہے کہ اشارہ سے ثابت نہیں ہوتا، لیکن احناف اشارہ کے ساتھ عتق کے قائل ہیں۔

قَوْلُهٗ كَذٰلِكَ الْاَصَمُّ يُلَاعِنُ "ایسے ہی بہرہ آدمی لعان کرے گا"، یعنی جب اس نے اشارہ کیا یہاں تک کہ اس کے بار بار اشارہ کرنے سے سمجھا گیا تو اس کا لعان جائز ہے۔

قَوْلُهٗ قَالَ الشَّعْبِيُّ الخ "عامر بن شراحیل شعبی نے کہا گونگے نے اپنی بیوی سے اپنی انگلیوں کے اشارے سے طلاق دی تو انگلیوں کے اشارہ سے جس عدد کی نیت کرے گا۔ وہی عدد طلاق واقع ہوگی اور اس کی نیت کا اعتبار ہے جس کی تعبیر اشارہ سے کرے گا۔

قَالَ اِبْرَاهِيْمُ النَّخَعِيُّ "ابراہیم نخعی نے کہا اگر گونگے نے اپنے ہاتھ سے طلاق لکھی تو اس کی طلاق لازم ہوگی۔ امام مالک اور شافعی کا یہی مذہب ہے۔

قَالَ حَمَّادٌ "امام ابو حنیفہ کے شیخ حماد رضی اللہ عنہما نے کہا گونگے اور بہرے سے

۴۹۶۲ ۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ دُورِ الْأَنْصَارِ قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ بَنُو النَّجَّارِ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ بَنُو عَبْدِ الْأَشْهَلِ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ بَنُو الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ بَنُو سَاعِدَةَ ثُمَّ قَالَ بِيَدِهِ فَقَبَضَ أَصَابِعَهُ ثُمَّ بَسَطَهُنَّ كَالرَّامِي بِيَدِهِ ثُمَّ قَالَ وَفِي كُلِّ دُورِ الْأَنْصَارِ خَيْرٌ

پوچھا گیا کہ تو نے طلاق دی ہے انھوں نے سر کے اشارے سے جواب دیا تو طلاق واقع ہوگئی اس سے امام بخاری کا مقصد احناف کو الزام دینا ہے کہ ان کے شیخ اشارہ سے حکم کے جواز کے قائل ہیں لیکن حنفیہ یہ کہتے ہیں کہ شیخ کی مراد یہ ہے کہ گونگے کا اشارہ معروف جس کو ہر ایک سمجھتا ہو تو وہ عبارت کے قائم مقام ہوتا ہے۔ احناف ایسے اشارہ کے قائل ہیں لہذا اس سے احناف کو الزام نہیں دے سکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۴۹۶۲ ــــ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں انصار کے بہترین خاندانوں کی خبر نہ دوں؟ لوگوں نے عرض کیا ہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! حضور نے فرمایا بنو النجار پھر وہ جو اُن سے ملنے والے بنو عبد الاشہل پھر ان سے ملنے والے بنو الحارث بن خزرج پھر اُن سے ملنے والے بنو ساعدہ میں پھر اپنے دستِ اقدس سے اشارہ فرمایا اور ساری انگلیوں کو جمع کرکے کھول دیا جیسے کوئی ہاتھ سے کوئی شئی پھینکتا ہے۔ انصار کے تمام خاندان بہتر ہیں اور وہ بھلائی سے خالی نہیں۔

۴۹۶۲ ــــ شرح : بعض شراح نے کہا اس حدیث کا اور اس کے بعد والی حدیث کا عنوان یعنی لعان سے تعلق نہیں۔ بعض نے اس کا جواب یہ دیا کہ یہ حدیثیں اس باب سے مقدم ہیں۔ کاتب نے سہوًا موخر لکھ دی ہیں۔ علامہ عینی رحمہ اللہ نے کہا یہ جواب کوئی شئی نہیں بلکہ یہ حدیث اور اس کے بعد مذکور جا رہ

۴۹۶۳ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ اَبُوْحَازِمٍ سَمِعْتُهُ مِنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ صَاحِبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةُ كَهٰذِهٖ مِنْ هٰذِهٖ اَوْكَهَاتَيْنِ وَقَرَنَ بَيْنَ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى

احادیث جو اشارہ کے باب میں مذکور رہیں۔ ان میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے اشارہ ثابت کیا ہے کہ جو اشارہ لعان میں مذکور ہے جائز ہے، کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارہ سے بعض مسائل ثابت ہیں۔ (حدیث ع___ کی شرح دیکھیں)

۴۹۶۳ — ترجمہ: سہل بن ساعدی صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اور قیامت اس انگلی سے اس انگلی کی نسبت بھیجا گیا ہوں یا اِن دو انگلیوں کی طرح بھیجا گیا ہوں اور سبابہ اور درمیانی انگلی کو ملایا۔

۴۹۶۳ — شرح: یعنی میرے اور قیامت کے درمیان بہت کم تفاوت ہے جیسے انگوٹھے کے ساتھ والی انگلی اور درمیانی انگلی کے ساتھ متصل ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ آج سے زمانہ بعثت کو چودہ سو پانچ برس گزر نے کو ہیں جبکہ آپ نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی تھی، حالانکہ ابھی تک قیامت کا وقوع معلوم نہیں کہ کب واقع ہوگی۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ قیامت بہت قریب ہے۔
شیخ دہلوی نے کہا یہ کہنا بعید نہیں کہ چونکہ قیامت کے علامات کا ظہور آپ کے زمانہ بعثت سے مقترن ہے۔ لہٰذا یہ کہہ سکتے ہیں کہ قیامت آپ سے مقترن ہے۔ اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی آخر الزمان کہا جاتا ہے۔ اور اقتران بھی اضافی شئی ہے۔ یعنی دوسرے نبیوں مثلاً نوح کی نسبت آپ قیامت سے مقترن ہیں اور آپ کا زمانہ قیامت سے مقرون ہے۔
لہٰذا احسن لی تاویلہ واللہ ورسولہ اعلم!

۴۹۶۴ — حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا جَبَلَةُ بْنُ سُحَيْمٍ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا يَعْنِيْ ثَلٰثِيْنَ ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا يَعْنِيْ تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ يَقُوْلُ مَرَّةً ثَلٰثِيْنَ وَمَرَّةً تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ ۔

۴۹۶۵ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ قَيْسٍ عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ قَالَ وَاَشَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ نَحْوَ الْيَمَنِ اَلْاِيْمَانُ هٰهُنَا مَرَّتَيْنِ اَلَا وَاِنَّ الْقَسْوَةَ وَغِلَظَ الْقُلُوْبِ فِي الْفَدَّادِيْنَ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنَا الشَّيْطٰنِ رَبِيْعَةَ وَمُضَرَ

۴۹۶۴ — ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں سے اشارہ کرکے فرمایا مہینہ اتنے اتنے اور اتنے یعنی تیس دنوں کا ہوتا ہے پھر اتنے اتنے اور اتنے دن یعنی انتیس (۲۹) دن کا ہوتا ہے۔ ایک بار تیس اور دوسری بار انتیس دن فرمایا۔

۴۹۶۵ — ترجمہ : ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ اقدس سے یمن کی طرف اشارہ کرکے دو بار فرمایا ایمان اس جگہ ہے خبردار! دلوں کی قساوت اور سختی فدادین میں ہے جو سخت آوازوں سے اونٹ چلاتے ہیں اس جگہ سے شیطان کے دو سینگ طلوع کرتے ہیں وہ ربیعہ اور مضر کے قبیلے ہیں۔

۴۹۶۵ — شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ ایمان اس جگہ ہے اور یمن کی طرف اشارہ فرمایا، کیونکہ ایمان کی ابتداء مکہ مکرمہ سے ہوئی اور وہ تہامہ سے ہے اور تہامہ یمن کی زمین سے ہے۔ اسی لئے کعبہ کو یمانیہ کہا جاتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد تبوک میں فرمایا تھا۔ اس روز مدینہ منورہ آپ کے اور یمن کے درمیان تھا تو آپ نے مکہ مکرمہ کی جانب اشارہ فرمایا جبکہ آپ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی طرف جا رہے تھے۔

۴۹۶۶ ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَهْلٍ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيمِ فِي الْجَنَّةِ هٰكَذَا وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى وَفَرَّجَ بَيْنَهُمَا شَيْئًا بَابُ إِذَا عَرَّضَ بِنَفْيِ الْوَلَدِ

بعض نے کہا اس سے مراد انصار ہیں، کیونکہ وہ یمنی ہیں اور اُنھوں نے ایمان اور مومنوں کی مدد کی اور ان کو رہنے کی جگہ دی اس لئے ایمان کی نسبت ان کی طرف کی ہے۔

قولہ فدّادین ،، دال مشدّد ہے۔ فدّاد کی جمع ہے۔ اس کے معنی ہیں سخت آواز۔ اور اگر دال مخفف ہو تو فدان کی جمع ہے اس کے معنی کھیتی باڑی کا آلہ ہے۔ کھیتی باڑی کرنے والوں کی مذمت اس لئے فرمائی کہ آلاتِ حرث دین کے امور سے روکتے ہیں اس سے قساوتِ قلب پیدا ہوتی ہے

قرنا الشیطان ،، شیطان کے سر کے دو کنارے ہیں یہ اس لئے فرمایا کہ وہ سورج کے مطلع کی محاذات میں سینگ کھڑے کر دیتا ہے اور جب سورج طلوع کرے تو اس کے دونوں سینگوں کے درمیان ہوتا ہے۔ تو سورج کی عبادت کرنے والوں کا سجدہ اس کے لئے واقع ہوتا ہے۔

رَبِیْعَہ اور مُضَر فدّادین سے بدل ہے اور وہ مشہور دو قبیلے ہیں۔

۴۹۶۶ — ترجمہ : سہل نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اور یتیم کی کفالت کرنے والے جنت میں اس طرح ہوں گے اور سبّابہ اور وسطیٰ (درمیانی انگلی) سے اشارہ فرمایا اور ان کے درمیان کچھ فاصلہ کیا۔

۴۹۶۶ — شرح : دونوں پاک انگلیوں کے درمیان فاصلہ اس لئے ظاہر کیا کہ نبیوں اور امتیوں کے درجات میں فرق ہے۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اشارہ فرمایا تو آپ کی سبّابہ اور انگوٹھے کے ساتھ والی انگلی دونوں اس وقت برابر ہوگئیں پھر اپنی طبعی حالت کی طرف لوٹ آئیں۔ یہ یتیم کی کفالت کی تاکید کے لئے تھا۔

باب جب نومولود کی نفی کی تعریض کی ،،

۴۹۶۷ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ
عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا
أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وُلِدَ لِي غُلَامٌ
أَسْوَدُ فَقَالَ هَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ مَا أَلْوَانُهَا قَالَ
حُمْرٌ قَالَ هَلْ فِيهَا مِنْ أَوْرَقَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَأَنَّى ذٰلِكَ قَالَ
لَعَلَّ نَزَعَهُ عِرْقٌ قَالَ فَلَعَلَّ ابْنَكَ هٰذَا نَزَعَهُ عِرْقٌ

تعریض یہ ہے کہ تو کوئی شئ ذکر کرے جس سے تو ایسی شئ پر دلالت کرے جو ذکر نہیں کی گئی اور کنایہ یہ ہے کہ تو کسی شئ کو اس کے موضوع لہ لفظ کے بغیر ذکر کرے

۴۹۶۷ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاں بچہ کالا پیدا ہوا ہے حضور نے فرمایا تیرے پاس اونٹ ہیں؟
عرض کیا جی ہاں! فرمایا اُن کے کیا رنگ ہیں عرض کیا سُرخ ہیں فرمایا اُن میں کوئی سیاہی مائل بھی ہے؟ عرض کیا جی ہاں! فرمایا وہ کیونکر ہوا اُس نے کہا شاید کسی رگ نے اس کو اپنی طرف کھینچ لیا ہوگا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یقیناً تیرے اس بیٹے کو کسی رگ نے کھینچ لیا ہوگا۔

۴۹۶۷ — شرح: اس حدیث کی عنوان سے مناسبت وُلِدَ لِي غُلَامٌ أَسْوَدُ میں ہے کیونکہ اس کلام میں اس کی نفی کی طرف اشارہ ہے یعنی میں سفید ہوں اور نومولود سیاہ ہے۔ لہٰذا وہ میرا بیٹا نہیں۔ اس حدیث سے علماء کوفہ اور امام شافعی نے استدلال کیا کہ تعریض کرنے سے نہ حد واجب ہے اور نہ لعان لازم ہے، کیونکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص پر حدِ قذف قائم نہیں کی جس نے اپنی بیوی کو زناء کی تعریض کی تھی۔ امام مالک رضی اللہ عنہ تعریض سے حد اور لعان واجب کرتے ہیں۔ جبکہ اس سے وہ مفہوم ہو جو صریح لفظ سے سمجھا جاتا ہے۔ ابن عربی نے کہا اس حدیث میں قیاس کی صحت کی قطعی دلیل ہے اور علت جامعہ کے ساتھ

بَابُ إِحْلَافِ الْمُلَاعِنِ

۴۹۶۸ — حَدَّثَنَا مُوسَى ابْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ قَذَفَ امْرَأَتَهٗ فَاَحْلَفَهُمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ فَرَّقَ بَيْنَهُمَا

ایک شئی کا حکم دُوسری شئی کے لئے ثابت ہو سکتا ہے۔
امام نووی نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب نومولود کا رنگ والد کے رنگ سے مختلف ہو تو بچہ باپ سے لاحق کیا جائے گا۔ اور محض رنگ کے اختلاف سے بچہ کی نفی کرنا جائز نہیں اس سے معلوم ہُوا کہ بدگمانی کرنا جائز نہیں۔

باب لعان کرنے والے کو قسم دینا "

یعنی لعان کرنے والے کو لعان میں متعارف کلمات سے قسم دینا "

۴۹۶۸ ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک انصاری آدمی نے اپنی بیوی کو تہمت لگائی تو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کو متعارف کلمات سے قسم دی پھر اُن کے درمیان جُدائی کر دی۔

۴۹۶۸ شرح : ابن بطال نے کہا اس سے مراد لعان کی معروف قسمیں ہیں کیونکہ جب مرد اپنی بیوی کو تہمت لگائے۔ اگر وہ چار گواہ قائم نہ کرے جو اس کی تصدیق کریں تو اس پر حدّ قذف واجب ہے جب عجلانی نے اپنی بیوی کو زنا کی تہمت لگائی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ : وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ "، نازل فرمائی تو شوہر کو اس کے عموم سے نکالا اور اس کی چار قسمیں یا پانچویں قسم کے ساتھ چار گواہوں کے قائم مقام کیں تاکہ وہ اپنے آپ سے حدّ دفع کرے جیسے عام لوگ اپنے آپ سے چار گواہ قائم کر کے حدّ قذف دفع کرتے ہیں جب شوہر قسمیں کھا جائے تو پھر اگر عورت لعان نہ کرے تو اس پر حدّ واجب ہوگی اور اگر اس نے لعان کیا اور قسم کھائی تو اپنے آپ سے حدّ دفع کرے گی جیسے شوہر نے کیا تھا (عینی)

بَابٌ يَبْدَأُ الرَّجُلُ بِالتَّلَاعُنِ

۴۹۶۹ — حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَدِيٍّ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانٍ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ هِلَالَ بْنَ أُمَيَّةَ قَذَفَ امْرَأَتَهُ فَجَاءَ فَشَهِدَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ ثُمَّ قَامَتْ فَشَهِدَتْ

باب — پہلے مرد لعان کرے

۴۹۶۹ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہلال بن اُمیّہ نے اپنی بیوی کو گالی دی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوا ، حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے ۔ اللہ جانتا ہے کہ تم دونوں میں سے ایک جھوٹا ہے کیا تم میں سے کوئی تائب ہوتا ہے ؟ پھر عورت کھڑی ہُوئی اور گواہی دی ۔

۴۹۶۹ — شرح : تمام علماء کا اتفاق ہے کہ لعان کی ابتداء مرد سے ہوگی ، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس سے ابتدا کی ہے ۔ اگر عورت نے مرد سے پہلے لعان شروع کیا تو جائز نہ ہوگا اور مرد کے بعد پھر عورت لعان کا اعادہ کرے گی ؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح لعان مرتب کیا ہے ۔ ابن تین نے کہا لعان جائز ہے ، لیکن سنّت کے خلاف ہے ۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے بھی یہی فرمایا ہے ۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے بھی یہی فرمایا ہے ۔ امام شافعی کہتے ہیں ۔ اگر لعان کی ابتداء عورت کرے تو لعان صحیح نہ ہوگا اور وہ دوبار لعان کرے گی ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ جانتا ہے کہ تم دونوں میں سے ایک جھوٹا ہے ۔ بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے یہ لعان ہو جانے کے بعد فرمایا تھا ؛ کیونکہ لعان کے بعد بھی جھوٹ متحقق ہوتا ہے اور توبہ واجب ہوتی ہے ۔ بعض نے کہا یہ لعان سے پہلے فرمایا تھا بعد نہیں فرمایا تھا اس سے دونوں کو ڈرایا اور وعظ و نصیحت فرمائی تھی ۔ واللہ و رسولہ اعلم !

بَابُ اللِّعَانِ وَمَنْ طَلَّقَ بَعْدَ اللِّعَانِ

۴۹۷۰۔ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مٰلِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ سَهْلَ بْنَ سَعْدِنِ السَّاعِدِيَّ اَخْبَرَهٗ اَنَّ عُوَيْمِرًا الْعَجْلَانِيَّ جَاءَ اِلٰى عَاصِمِ بْنِ عَدِيِّنِ الْاَنْصَارِيِّ فَقَالَ لَهٗ يَا عَاصِمُ اَرَاَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَاَتِهٖ رَجُلًا اَيَقْتُلُهٗ فَتَقْتُلُوْنَهٗ اَوْ كَيْفَ يَفْعَلُ سَلْ لِيْ يَا عَاصِمُ عَنْ ذٰلِكَ فَسَاَلَ عَاصِمٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَكَرِهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسَائِلَ وَعَابَهَا حَتّٰى كَبُرَ عَلٰى عَاصِمٍ مَا سَمِعَ مِنْ

باب اللّعان اور جس نے لعان کے بعد طلاق دی''

اس مسئلہ میں فقہاء میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے کہ جب زوجین لعان کر چکے ہوں تو نفس لعان سے دونوں میں جُدائی واقع ہوگی یا لعان سے فراغت کے بعد حاکم ان میں تفریق کرے گا یا شوہر طلاق دے گا۔ امام مالک اور امام شافعی کہتے ہیں۔ نفس لعان سے زوجین میں تفریق واقع ہو جاتی ہے سفیان ثوری اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور اُن کے اتباع نے کہا کہ زوجین میں جُدائی واقع نہ ہوگی۔ یہاں تک کہ ان میں حاکم جدائی کرے۔ عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کہا جب تک شوہر تفریق نہ کرے زوجین ملاعنین میں تفریق نہ ہوگی۔ ابوعبید نے کہا نفس قذف سے دونوں میں تفریق ہو جانی چاہئیے۔ اگرچہ لعان واقع نہ ہو گویا کہ تفریق وجوبِ لعان پر متفرع ہے اور جس حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زوجین میں تفریق کی یہ حنفیہ کا مذہب ہے۔

۴۹۷۰ ـــ ترجمہ: ابن شہاب سے روایت ہے کہ سہل بن سعد ساعدی نے انہیں

رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَجَعَ عَاصِمٌ اِلٰی اَھْلِہٖ جَاءَہٗ عُوَیْمِرٌ فَقَالَ یَا عَاصِمُ مَاذَا قَالَ لَکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَاصِمٌ لِعُوَیْمِرٍ لَمْ تَأْتِنِیْ بِخَیْرٍ قَدْ کَرِہَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمَسْأَلَۃَ الَّتِیْ سَأَلْتُہٗ عَنْھَا فَقَالَ عُوَیْمِرٌ وَاللّٰہِ لَا اَنْتَھِیْ حَتّٰی اَسْأَلَہٗ عَنْھَا فَاَقْبَلَ عُوَیْمِرٌ حَتّٰی جَاءَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَسَطَ النَّاسِ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَرَاَیْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَاَتِہٖ رَجُلًا اَیَقْتُلُہٗ فَتَقْتُلُوْنَہٗ اَمْ کَیْفَ یَفْعَلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ اُنْزِلَ فِیْکَ وَفِیْ صَاحِبَتِکَ فَاذْھَبْ فَأْتِ بِھَا قَالَ سَھْلٌ فَتَلَاعَنَا وَاَنَا مَعَ النَّاسِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا فَرَغَا مِنْ تَلَاعُنِھِمَا قَالَ عُوَیْمِرٌ کَذَبْتُ عَلَیْھَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنْ اَمْسَکْتُھَا فَطَلَّقَھَا ثَلٰثًا قَبْلَ اَنْ یَّاْمُرَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ ابْنُ شِھَابٍ فَکَانَتْ سُنَّۃَ الْمُتَلَاعِنَیْنِ

خبر سنائی کہ عُویمر عجلانی عاصم بن عدی انصاری کے پاس آئے اور اُن سے کہا اے عاصم مجھے اس آدمی کی خبر دو جو اپنی بیوی کے ساتھ کوئی آدمی پائے کیا اس کو قتل کر دے؟ تو تم اسے قتل کر دیتے ہو یا وہ کیا کرے اے عاصم میری طرف سے اس کے متعلق پوچھو عاصم نے یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سوال پسند نہ آتے تھے اور انہیں معیوب جانتے تھے حتی کہ عاصم پر یہ گراں گزرا جو اُنھوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا تھا جب عاصم اپنے گھر واپس آئے تو اُن کے پاس عُویمر آئے اور کہا اے عاصم تمہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا ہے؟ عاصم نے عُویمر سے کہا تو میرے پاس خیر سے نہیں آیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال کو پسند نہیں کیا جس کے متعلق تو نے پوچھا تھا۔ عُویمر نے کہا بخدا! میں نہیں رکوں گا یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے

بَابُ التَّلَاعُنِ فِي الْمَسْجِدِ

۴۹۷۱۔ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنِ الْمُلَاعَنَةِ وَعَنِ السُّنَّةِ فِيْهَا عَنْ حَدِيْثِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ اَخِيْ بَنِيْ سَاعِدَةَ اَنَّ رَجُلًا مِنَ الْاَنْصَارِ جَاءَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ

متعلق پوچھوں گا۔ پھر وہ آئے اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوئے جبکہ حضور لوگوں کے درمیان تشریف فرما تھے۔ عرض کیا یا رسُولَ اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے ایک آدمی کی خبر دیں جو اپنی بیوی کے ساتھ کوئی آدمی پائے کیا اس کو قتل کر دے؟ تو تم اسے قتل کر دیتے ہو، وہ کیا کرے (یہ سُن کر) جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تیرے اور تیری بیوی کے بارے میں حکم نازل فرمایا ہے جاؤ اس کو لے کر آؤ سہل نے کہا دونوں نے لعان کیا اور میں لوگوں کے ساتھ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ جب وہ لعان کر کے فارغ ہُوئے تو عویمر نے کہا یا رسُول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اگر میں اس کو اپنے پاس روک رکھوں تو میں نے اس پر جھوٹ کہا ہے۔ اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے قبل اس کو تین طلاقیں دے دیں۔ ابن شہاب نے کہا یہ لعان کرنے والوں کا طریقہ ہے۔

(عویمر نے لعان کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے قبل اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ بیک کلمہ تین طلاق واقع ہو جاتی ہیں۔ لہٰذا حدیث کی مناسبت عنوان سے واضح ہے)

باب مسجد میں لعان کرنا

بعض علماء نے کہا امام بخاری کی اس عنوان سے غرض احناف کی مخالفت ہے، کیونکہ احناف کے نزدیک لعان مسجد میں متعین نہیں۔ حاکم جہاں بھی ہو یا جہاں بھی وہ چاہے لعان کروا سکتا ہے۔ لیکن مذکور عنوان میں احناف کا خلاف نہیں کیونکہ اس عنوان کا مقصد یہ نہیں کہ لعان مسجد میں ہی متعین ہے بلکہ یہ تو اس لعان کا بیان ہے جو مسجد میں ہُوا تھا۔ اس کو یہ لازم نہیں کہ لعان مسجد میں ہی متعین ہے جس جگہ بھی چاہیں لعان ہو سکتا ہے۔ البتہ جامع مسجد زیادہ مناسب ہے۔

[illegible] وَ

[illegible] آخَرَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] مِنَ التَّلَاعُنِ

[illegible] فَكَانَ ذٰلِكَ تَفْرِيقٌ بَيْنَ

[illegible] فَكَانَتِ السُّنَّةُ

[illegible] وَكَانَتْ حَامِلًا وَكَانَ

[illegible] ثُمَّ جَرَتِ السُّنَّةُ فِي مِيرَاثِهَا أَنَّهَا تَرِثُهُ

[illegible] قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ

[illegible] ابن شہاب کو ملاعنہ اور اس کے مسنون طریقہ

[illegible] خبر دی۔ انہوں نے سہل بن سعد برادر بنی ساعدہ کی حدیث سے

[illegible] کی خدمت میں آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

[illegible] ایک آدمی کی خبر دیں جو اپنی بیوی کے ساتھ کسی دوسرے مرد کو پائے کیا اس کو قتل کر دے یا کس طرح کرے

[illegible] لعان کرنے والوں کے متعلق قرآن میں مذکور ہے۔ نبی کریم صلی اللہ

[illegible] نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تیرے اور تیری بیوی کے متعلق فیصلہ کیا ہے۔ سہل نے کہا دونوں نے مسجد

[illegible] میں لعان کیا [illegible] تھا جب دونوں لعان سے فارغ ہوئے تو اس نے کہا اگر اس عورت

[illegible] کو روک رکھوں تو میں نے اس پر جھوٹ بولا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم فرمانے

[illegible] تین طلاقیں دے دیں۔ جس وقت وہ لعان سے فارغ ہوئے اور اس نے

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ فِي هٰذَا الْحَدِيْثِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنْ جَاءَتْ بِهِ أَحْمَرَ قَصِيْرًا كَأَنَّهُ وَحَرَةٌ فَلَا أُرَاهَا إِلَّا قَدْ صَدَقَتْ وَكَذَبَ عَلَيْهَا وَإِنْ جَاءَتْ بِهِ أَسْوَدَ أَعْيَنَ ذَا أَلْيَتَيْنِ فَلَا أُرَاهُ إِلَّا قَدْ صَدَقَ عَلَيْهَا فَجَاءَتْ بِهِ عَلَى الْمَكْرُوْهِ مِنْ ذٰلِكَ

بیوی کو نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس جُدا کر دیا۔ ابن شہاب نے کہا ان دونوں کے بعد سُنّت یہ ہے کہ لعان کرنے والوں کے درمیان تفریق کر دی جائے۔ وہ عورت حاملہ تھی اور اس کا بیٹا اپنی ماں کے نام سے بُلایا جاتا تھا۔ ابن شہاب نے کہا ایسی عورت کی وراثت میں یہ طریقہ جاری ہُوا کہ وہ اپنے لڑکے کی وارث ہوگی اور لڑکا اس کا وارث ہوگا! جو اللہ تعالیٰ نے لڑکے کا مال سے حصّہ مقرر کیا ہے۔ ابن جُریج نے ابن شہاب کے ذریعہ سہل بن سعد ساعدی کا اس حدیث میں ذکر کیا کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اگر یہ عورت اس حمل سے سُرخ رنگ والا چھوٹا قد بچہ پیدا ہُوا۔ گویا وہ سام ابرص ہے تو میں اس عورت کو گمان کرونگا مگر اس نے سچ کہا ہے اور مرد نے اس پر جھوٹ کہا ہے اور اگر اس حمل سے بڑی بڑی آنکھوں والا اور موٹے موٹے سرینوں والا بچہ پیدا ہُوا تو میں اس مرد کو گمان نہ کردوں گا مگر اُس نے سچ کہا ہے۔ پس اس عورت نے مکروہ حالت پر بچّہ کو جنم دیا۔

۴۹۷۱ — شرح: امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا لعان مسجد میں ہونا چاہیئے البتّہ اگر عورت کی حالت حیض والی ہو تو مسجد کے دروازے پر لعان کرے۔ حدیث میں مذکورہ عورت حاملہ تھی جس کا اس کے شوہر نے انکار کر دیا تھا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حمل کی وجہ سے بھی لعان ہو سکتا ہے۔ ابن ابی لیلیٰ، امام مالک، ایک روائت میں امام ابو یوسف، ابو عبید کا یہی مسلک ہے۔ اُنھوں نے کہا جس نے اپنی بیوی کے حمل کا انکار کیا۔ قاضی ان میں لعان کرائے گا۔ اور بچّہ ماں سے لاحق کیا جائے گا۔

سفیان ثوری، امام ابوحنیفہ اور مشہور روائت کے مطابق امام ابو یوسف، امام محمد اور ایک روائت میں امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ نے کہا حمل کے سبب لعان نہ کیا جائے گا۔ اُنھوں نے متن میں مذکور حدیث کا جواب یہ دیا کہ یہ لعان قذف و تہمت کی وجہ سے تھا حمل کے باعث نہ تھا جب ملاعنہ کا بچّہ ماں سے لاحق کیا جائے گا تو دونوں کے درمیان وراثت جاری ہوگی۔ اس میں علماء کا اتفاق ہے یعنی ماں، بیٹا اور اس کی ماں کی جہت سے اصحابِ فروض بہن، بھائی اور دادی میں وراثت جاری

[illegible]

[illegible] بعد مع المرأة [illegible]

[illegible] مكانه [illegible]

[illegible] گوشت اور طعام کو خراب کر دیتا ہے اور یہ سام ابرص [illegible] [illegible] کو پیدا کرتا ہے۔

[illegible] سیاہ بچہ پیدا ہوا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] زوج کو معلوم ہے (بیہقی)

[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد

[illegible] کا [illegible] رجم کرتا"

[illegible] ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] لعان ذکر کیا گیا عاصم بن عدی نے اس بارے میں بات کی پھر وہ چلے گئے تو ان کی قوم سے [illegible] آیا جس نے یہ شکایت کر دیا تھا کہ اس نے اپنی بیوی کے ساتھ کسی مرد کو [illegible] عاصم نے کہا میں اس بات میں مبتلا نہ ہوا مگر یہ بات کرنے سے مبتلا ہوا وہ اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَہٗ بِالَّذِیْ وَجَدَ عَلَیْہِ امْرَأَتَہٗ وَکَانَ ذٰلِکَ الرَّجُلُ مُصْفَرًّا قَلِیْلَ اللَّحْمِ سَبَطَ الشَّعْرِ وَکَانَ الَّذِیْ ادَّعٰی عَلَیْہِ اَنَّہٗ وَجَدَہٗ عِنْدَ اَھْلِہٖ خَدِلًا اٰدَمَ کَثِیْرَ اللَّحْمِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اللّٰھُمَّ بَیِّنْ فَجَاءَتْ شَبِیْھًا بِالرَّجُلِ الَّذِیْ ذَکَرَ زَوْجُھَا اَنَّہٗ وَجَدَہٗ فَلَاعَنَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَیْنَھُمَا قَالَ رَجُلٌ لِابْنِ عَبَّاسٍ فِی الْمَجْلِسِ ھِیَ الَّتِیْ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوْ رَجَمْتُ اَحَدًا بِغَیْرِ بَیِّنَۃٍ رَجَمْتُ ھٰذِہٖ فَقَالَ لَا تِلْکَ امْرَأَۃٌ کَانَتْ تُظْھِرُ فِی الْاِسْلَامِ السُّوْءَ قَالَ اَبُوْصَالِحٍ وَعَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ خَدِلًا

کے پاس لے گئے اور حضور کو وہ خبر دی جس حال پر اپنی بیوی کو پایا تھا۔ اس کا رنگ زرد اور بدن نحیف تھا اور اس کے بال سیدھے لمبے تھے اور جس آدمی پر دعویٰ کیا تھا کہ اس کو اپنی بیوی کے پاس پایا ہے وہ بڑی بڑی پنڈلیاں والا پُرگوشت گندمی رنگ اور فربہ تھا۔ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اے اللہ! حق ظاہر کر تو اُس نے اس مرد کے مشابہ بچّہ کو جنم دیا جس کا اُس کے شوہر نے ذکر کیا تھا کہ اس کو اپنی بیوی کے پاس پایا ہے۔ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دونوں کے درمیان لعان کے مقتضٰی کے مطابق حکم دیا (ان میں تفریق کر دی)۔ ایک آدمی نے جو اس مجلس میں تھا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کیا یہ وہی عورت ہے جس کے متعلق نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تھا اگر میں کسی کو بلا دلیل رجم کرتا تو اسے رجم کرتا۔ ابن عباس نے کہا وہ اور عورت ہے جس نے اسلام میں زنا ظاہر کیا تھا۔ ابوصالح اور عبداللہ بن یوسف نے خَدِلًا پڑھا ہے۔ (کَثِیْرَ اللَّحْمِ)

۴۹۷۲ — شرح: شیخ دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے نقل کیا کہ عاصم بن عدی نے اس باب میں ایک ایسی بات کہی تھی جو اُن ایسے عظیم انسان کے لائق نہ تھی کیونکہ یہ بات عُجبِ نفس، نخوت، غیرت اور خداوند قدوس کے حکم اور اس کے حول اور قوت پر عدم تفویض

[illegible] کسی کو اپنی بیوی
[illegible] اسی بات کے
[illegible] کو کھایا
[illegible] کرنا جائز
[illegible] سوال
[illegible] زرد
[illegible] رنگ
[illegible] زرد

[illegible]

[illegible] عدی بن جد بن عجلان
[illegible] اور سبط الشعر یعنی سیدھے بالوں
[illegible] اعضاء والا تھا اور
[illegible]

[illegible] اللھم بین" یعنی اے اللہ اس مسئلہ کی
[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت مطہرہ
[illegible] مسئلہ کی حقیقت واضح ہو جائے۔
[illegible] کسی عورت کو شہادت کے بغیر رجم کرتا تو اس
[illegible] سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے
[illegible] لعان کرایا اور مشابہت کے سبب اس عورت کو
[illegible] یا اقرار سے ہوتا ہے۔ مشابہت سے رجم
[illegible] رضی اللہ عنہما نے کہا یہ عورت عویمر کی بیوی نہیں بلکہ
[illegible] اسلام میں فحش کو رواج دے رکھا تھا۔ یعنی وہ کوئی
[illegible] شہادت نہ تھی۔

[illegible]

بَابُ صَدَاقِ الْمُلَاعَنَةِ

۴۹۷۳ ـ حَدَّثَنِیْ عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ اَخْبَرَنَا اِسْمٰعِیْلُ عَنْ اَیُّوْبَ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ رَجُلٌ قَذَفَ امْرَأَتَہٗ فَقَالَ فَرَّقَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَیْنَ اَخَوَیْ بَنِی الْعَجْلَانِ وَقَالَ اللّٰہُ یَعْلَمُ اَنَّ اَحَدَکُمَا کَاذِبٌ فَھَلْ مِنْکُمَا تَائِبٌ فَاَبَیَا وَقَالَ اللّٰہُ یَعْلَمُ اَنَّ اَحَدَکُمَا کَاذِبٌ فَھَلْ مِنْکُمَا تَائِبٌ فَاَبَیَا فَفَرَّقَ بَیْنَھُمَا قَالَ اَیُّوْبُ فَقَالَ لِیْ عَمْرُو بْنُ دِیْنَارٍ اِنَّ فِی الْحَدِیْثِ شَیْئًا لَا اَرَاکَ تُحَدِّثُہٗ قَالَ قَالَ الرَّجُلُ مَالِیْ قَالَ قِیْلَ لَا مَالَ لَکَ اِنْ کُنْتَ صَادِقًا فَقَدْ دَخَلْتَ بِھَا وَ اِنْ کُنْتَ کَاذِبًا فَھُوَ اَبْعَدُ مِنْکَ

باب ملاعنہ عورت کا مہر

۴۹۷۳ ـ ترجمہ: سعید بن جبیر نے کہا میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کوئی آدمی اپنی بیوی کو متہم کرے (اس کا کیا حکم ہے) عبداللہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی عجلان کے دو بہن بھائی میں تفریق کی۔ اور فرمایا اللہ جانتا ہے کہ تم میں سے ایک جھوٹا ہے۔ کیا تم میں سے کوئی تائب ہوتا ہے۔ دونوں نے انکار کر دیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں میں تفریق کر دی۔ ایوب نے کہا مجھے عمرو بن دینار نے کہا اس حدیث میں ایک شئی ہے میں تجھے وہ بیان کرتے نہیں دیکھتا ہوں۔ اس مرد نے کہا میرا مال جو مہر میں نے دیا ہے؟ اس سے کہا گیا تیرا کچھ مال نہیں (کیونکہ) اگر تو سچا ہے (تہمت لگانے میں) تو اس سے دخول کر چکا ہے (لہٰذا مہر پورا ہو گیا) اور اگر تو جھوٹا ہے تو یہ تیرے لئے بہت دُور ہے۔

۴۹۷۳ ـ شرح: قولہ بین اخوی من بنی عجلان،، اس کے معنی یہ ہیں کہ زوجین میں

بَابُ قَوْلِ الْإِمَامِ لِلْمُتَلَاعِنَيْنِ إِنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ ۲

۴۹۷۴ـــــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنِ الْمُتَلَاعِنَيْنِ فَقَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

تفریق کر دی جبکہ وہ دونوں قبیلہ بنی عجلان سے تھے اور یہ باب تغلیب سے ہے کہ اخت کو اخ کی مثل کیا۔ اور زوجین پر بہن بھائی کا اطلاق اس اعتبار سے ہے کہ تمام مومن بھائی بھائی ہیں۔ یا یہ دونوں مرد و زن ایک قبیلہ سے تھے اس لئے ان پر بہن بھائی کا اطلاق کیا۔

قال ایوب"۔ یعنی ایوب سختیانی نے مذکور سند کے ذریعہ بیان کیا جس کا حاصل یہ ہے کہ عمرو بن دینار اور ایوب سختیانی دونوں نے یہ حدیث سعید بن جبیر سے سُنی۔ عمرو نے وہ الفاظ یاد رکھے جو ایوب نے یاد نہ کئے اور وہ یہ کہ مرد نے کہا میرا مال جو میں نے مہر میں دیا ہے اس کا کیا ہوگا تو اسے کہا گیا وہ مال اب تیرا نہیں رہا، کیونکہ اگر تو اس پر دعوی کرنے میں سچا ہے تو جب بھی مال کا مستحق نہیں، کیونکہ تو اس سے جماع کر چکا ہے اور جماع کرنے سے عورت مال کی مالکہ ہو جاتی ہے۔ اور اگر تو اس دعویٰ میں جھوٹا ہے تو مال کا مطالبہ کرنا بہت دور کی بات ہے کیونکہ ایک تو تو نے اس پر بہتان باندھا اور یہ ظلم ہے۔ دوسرے اس مال کا مطالبہ کرتا ہے جس کا تو مستحق نہیں کیونکہ جب تو نے اس سے جماع کیا تو وہ مال کی مستحق ہو گئی۔ لہٰذا مال کا مطالبہ کرنا بعید از عقل ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر عورت زنا کا اقرار بھی کرلے جب بھی اس کا شوہر مال کا مطالبہ نہیں کر سکتا، کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تو اپنے دعویٰ میں سچا ہے تو جب بھی مال کا مستحق نہیں، کیونکہ جب تو نے جماع کر لیا تو عورت مال کی مستحقہ ہو گئی۔ معلوم ہوا کہ اقرار زنا سے پہلے ہی وہ مال کی مستحقہ ہو گئی تھی۔

باب امام کا متلاعنین سے کہنا کہ تم میں سے ایک جھوٹا ہے کیا تم میں سے کوئی تائب ہوتا ہے "

لِلْمُتَلَاعِنَيْنِ حِسَابُكُمَا عَلَى اللّٰهِ اَحَدُكُمَا كَاذِبٌ لَا سَبِيْلَ لَكَ
عَلَيْهَا قَالَ مَالِيْ قَالَ لَا مَالَ لَكَ اِنْ كُنْتَ صَدَقْتَ عَلَيْهَا فَهُوَ بِمَا
اسْتَحْلَلْتَ مِنْ فَرْجِهَا وَاِنْ كُنْتَ كَذَبْتَ عَلَيْهَا فَذَاكَ اَبْعَدُ لَكَ
قَالَ سُفْيٰنُ حَفِظْتُهُ مِنْ عَمْرٍو وَقَالَ اَيُّوْبُ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ
جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ رَجُلٌ لَاعَنَ امْرَاَتَهٗ فَقَالَ بِاِصْبَعَيْهِ وَ
فَرَّقَ سُفْيٰنُ بَيْنَ اِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى فَرَّقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ اَخَوَيْ بَنِي الْعَجْلَانِ وَقَالَ اللّٰهُ يَعْلَمُ اَنَّ اَحَدَكُمَا
كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ قَالَ سُفْيٰنُ حَفِظْتُهُ مِنْ عَمْرٍو
وَاَيُّوْبَ كَمَا اَخْبَرْتُكَ

۴۹۷۴ — ترجمہ: عمرو بن دینار نے کہا میں نے سعید بن جبیر سے سُنا کہ میں نے عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے لعان کرنے والوں کے متعلق سوال پوچھا تو انھوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے متلاعنین (لعان کرنے والوں) سے فرمایا تمہارا حساب اللہ کے ذمہ ہے تم میں سے ایک تو جھوٹا ہے (مرد سے کہا) تیرے لئے اس کی طرف کوئی راہ نہیں۔ اُس نے کہا میرے مال کا کیا ہوگا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرا مال ہی نہیں رہا۔ اگر تو سچا ہے تو وہ اس کا بدل ہوگیا جو تو نے اس کی عصمت حلال پائی ہے۔ اگر تو نے اس پہ جھوٹ بولا ہے تو یہ تیرے لئے اور زیادہ بعید ہے۔ سفیان نے کہا میں نے یہ عمرو بن دینار سے یاد رکھا ہے۔ ایوب نے کہا میں نے سعید بن جبیر سے سُنا ہے۔ انھوں نے کہا میں نے سعید بن جبیر سے سُنا ہے۔ انھوں نے کہا میں نے ابن عمر سے کہا کوئی آدمی اپنی بیوی سے لعان کرتا ہے اور اپنی دونوں انگلیوں سے اشارہ کیا اور سفیان نے اپنی دونوں انگلیوں سبابہ اور وسطیٰ کے درمیان تفریق کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی عجلان کے دو بھائیوں (مرد و زن) میں تفریق کی۔ اور فرمایا اللہ جانتا ہے کہ تم میں سے ایک جھوٹا ہے۔ کیا تم میں سے کوئی تائب ہوتا ہے۔ یہ حضور نے تین بار فرمایا۔ سفیان نے کہا میں نے یہ الفاظ عمرو اور ایوب سے سُنے ہیں

[illegible] لِيهِمَا [illegible]

[illegible]

[illegible] عَنْ عَبْدِ اللهِ [illegible]

[illegible] صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ [illegible]

[illegible]

[illegible] مرد و زن میں تفریق کرنا

[illegible] روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے [illegible] جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] درمیان تفریق کی مرد نے عورت [illegible]

[illegible] احناف کی دلیل ہے کہ جن دو مرد و زن میں لعان [illegible] محض لعان کرنے سے ان میں تفریق نہ ہوگی جب تک [illegible] کہ متلاعنین میں تفریق حاکم کے حکم سے ہوگی۔ [illegible]

[illegible] نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد اور اس کی بیوی کے درمیان لعان کرایا وہ دونوں انصاری [illegible] ان میں تفریق کر دی۔

بَابُ يُلْحَقُ الْوَلَدُ بِالْمُلَاعِنَةِ

۴۹۷۷ ــــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ قَالَ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاعَنَ بَيْنَ رَجُلٍ وَّامْرَأَتِهِ فَانْتَفٰى مِنْ وَّلَدِهَا فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا وَأَلْحَقَ الْوَلَدَ بِالْمَرْأَةِ ــــ

۴۹۷۶ ــــ شرح : جس انصاری نے اپنی بیوی کو متہم کیا تھا وہ ہلال بن اُمیّہ انصاری ہیں۔ اُنھوں نے شریک بن سحماء جو انصار کے حلیف تھے کے ساتھ متہم کیا تھا۔ سحماء اس کی والدہ کا نام ہے اُس کا والد عبد بن مغیث ہے۔ ابو عمرو رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ جریر بن حازم نے ایوب، عکرمہ کے ذریعہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ جب ہلال ابن اُمیّہ نے اپنی بیوی کو تہمت لگائی تو ان سے کہا گیا بخدا! جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ تمہیں اسی کوڑے حدِ قذف ماریں گے۔ ہلال نے کہا اللہ تعالیٰ بہت بڑا عادل اور منصف ہے جو کچھ میں نے دیکھا ہے وہ جانتا ہے تو آیت الملاعنہ نازل ہوئی۔ ابن تین نے کہا صحیح تر یہ ہے کہ ہلال بن اُمیّہ نے عویمر سے پہلے لعان کیا تھا،

ماوردی نے حاوی میں ذکر کیا کہ ہلال کا واقعہ عویمر کے واقعہ سے قبل ہے۔ ابن صباغ نے کہا ہلال کے واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت کریمہ اُن کے واقعہ میں نازل ہوئی اور جو عویمر سے کہا گیا ہے کہ تیرے اور تیری بیوی کے بارے میں قرآن نازل ہُوا ہے، اس کے معنی یہ ہیں کہ جو ہلال کے واقعہ میں نازل ہُوا تھا وہی تمہارے لئے ہے کیونکہ یہ حکم تمام لوگوں کے لئے عام ہے اور علماء اصول نے کہا عموم لفظ کا اعتبار ہے۔ خصوصِ سبب کا لحاظ نہیں ہوتا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ پہلی روایت میں ہے کہ مرد و زن کے درمیان تفریق کر دی اور انہیں قسمیں دیں اور اس روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے لعان کرایا۔ پھر ان میں تفریق کر دی بظاہر ان دونوں میں تضاد ہے اس کا جواب یہ ہے۔ درحقیقت معنی میں کچھ فرق نہیں، کیونکہ لعان تو ضروری ہے اور تفریق حاکم کی طرف سے ہے۔ اس میں احناف کے مذہب کی دلیل ہے کہ لعان جب ہی مکمل ہوتا ہے کہ زوجین میں حاکم تفریق کرے۔

اول یہ کہ

پر اتفاق ہے

کی نفی کی تہمت لگائی

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

ولادت کے ایک دو

ایک دو روز بعد

ان سے ایک روایت

معتمد لکی ہے۔ اور

پیدائش کے فوراً بعد نفی کا

بَابُ قَوْلِ الْاِمَامِ اَللّٰهُمَّ بَيِّنْ

۴۹۷۸ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ سُلَيْمٰنُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْقٰسِمِ عَنِ الْقٰسِمِ ابْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ قَالَ ذُكِرَ الْمُتَلَاعِنَانِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَاصِمُ بْنُ عَدِيٍّ فِيْ ذٰلِكَ قَوْلًا ثُمَّ انْصَرَفَ فَاَتَاهُ رَجُلٌ مِّنْ قَوْمِهٖ فَذَكَرَ لَهٗ اَنَّهٗ وَجَدَ مَعَ امْرَاَتِهٖ رَجُلًا فَقَالَ عَاصِمٌ مَا ابْتُلِيْتُ بِهٰذَا الْاَمْرِ اِلَّا لِقَوْلِيْ فَذَهَبَ بِهٖ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهٗ بِالَّذِيْ وَجَدَ عَلَيْهِ امْرَاَتَهٗ وَكَانَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ مُصْفَرًّا قَلِيْلَ اللَّحْمِ سَبْطَ الشَّعْرِ وَكَانَ الَّذِيْ وَجَدَ عِنْدَ اَهْلِهٖ اٰدَمَ خَدِلًا كَثِيْرَ اللَّحْمِ

باب امام کا کہنا اے اللہ اس کا حکم ظاہر کر

اس عنوان کے معنی یہ ہیں کہ اے اللہ اس عورت سے بچہ پیدا ہو تاکہ اس کی لاعن یا جس کی طرف زنا کی نسبت کی ہے سے مشابہت ظاہر ہو ۔"

۴۹۷۸ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو مرد و زن لعان کرنے والوں کو ذکر کیا گیا۔ عاصم بن عدی نے اس بارے میں ایک بات کی (اگر کوئی اپنی بیوی کے ساتھ کسی غیر کو دیکھے تو کیا کرے) پھر وہ چلے گئے اس کے پاس اس کی قوم سے کوئی آدمی آیا اس نے عاصم سے ذکر کیا کہ اس نے اپنی بیوی کے ساتھ کوئی آدمی پایا ہے۔ عاصم نے کہا میں اس امر میں مبتلا نہ ہوا مگر میرے

[illegible]

[illegible] حضور صلی اللہ علیہ وسلم
[illegible] دگوشت کم اور
[illegible] جسم ہمارا
[illegible] فرمایا تو اس
[illegible] اپنی
[illegible] ان میں تفریق کردی
[illegible] ہے جس کے متعلق جناب رسول اللہ
[illegible] ابن عباس
[illegible] کو فروغ دیا تھا اور

[illegible] طلاقیں دیں پھر اس نے
[illegible] اس نے اس سے جماع نہ کیا۔"

[illegible] رضی اللہ عنہما سے روایت [illegible]

۴۹۷۵ ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ ابْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رِفَاعَةَ الْقُرَظِيَّ تَزَوَّجَ امْرَاَةً ثُمَّ طَلَّقَهَا فَتَزَوَّجَتْ اٰخَرَ فَاَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَتْ اَنَّهٗ لَا يَاْتِيْهَا وَاَنَّهٗ لَيْسَ مَعَهٗ اِلَّا مِثْلُ هُدْبَةٍ فَقَالَ لَا حَتّٰى تَذُوْقِيْ عُسَيْلَتَهٗ وَيَذُوْقَ عُسَيْلَتَكِ

بَابُ قَوْلِهٖ وَاللَّائِيْ يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَائِكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ الْاٰيَةَ

قَالَ مُجَاهِدٌ وَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْا يَحِضْنَ اَوْلَا يَحِضْنَ وَاللَّائِيْ قَعَدْنَ عَنِ الْحَيْضِ وَاللَّائِيْ لَمْ يَحِضْنَ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ

۴۹۷۹ — ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رفاعہ قرظی نے ایک عورت سے نکاح کیا پھر اسے طلاق دے دی اُس نے کسی اور آدمی سے نکاح کر لیا۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ سے ذکر کیا کہ وہ اس سے جماع نہیں کر سکتا ہے اور اس کے پاس نہیں مگر کپڑے کے کنارے کی مثل (یعنی وہ نامرد ہے) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو پہلے شوہر کی طرف رجوع نہیں کر سکتی حتی کہ تو اسکی شہد کو چکھ لے اور وہ تیرا شہد چکھ لے (یعنی تم ایک دوسرے سے جماع کی لذت پاؤ)

(طلاق ثلاثہ کے باب میں اس کی تشریح ہو چکی ہے)

... حیض آتا ہے یا نہیں آتا اور
... حیض نہیں آیا -

... نکاح فسخ ہو
... کے بعد طلاق
... ہے تو اس کی عدت تین ماہ
... اس کی عدت چار ماہ دس دن ہے۔
... کیا ہو یا نہ کیا ہو۔ اگر لونڈی ہو تو
... کے سبب سے حیض نہ آتا ہو یا اس کا
... کی صورت میں ڈیڑھ ماہ اور وفاتِ شوہر
... مکاتبہ اور مستسعاۃ البعض
... حاملہ ہو تو اس کی عدت وضع

... کہ لوگوں نے کہا کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے جناب
... (جن عورتوں کو حیض آتا ہے) ان کی عدت
... اور حیض سے نا امید ہو چکی ہوں ان کی عدت

بَابٌ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ

۴۹۸۰ــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ الْاَعْرَجِ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ اَبِيْ سَلَمَةَ اَخْبَرَتْهُ عَنْ اُمِّهَا اُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ امْرَاَةً مِّنْ اَسْلَمَ يُقَالُ لَهَا سُبَيْعَةُ كَانَتْ تَحْتَ زَوْجِهَا تُوُفِّيَ عَنْهَا وَهِيَ حُبْلٰى فَخَطَبَهَا اَبُو السَّنَابِلِ بْنُ بَعْكَكٍ فَاَبَتْ

کیا ہے تو یہ آیت کریمہ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ ،، نازل ہوئی کہ ان کی عدت تین ماہ ہے پھر ایک آدمی نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ کمسن جسے حیض نہ آتا ہو اس کی عدت کیا ہے ؟ فرمایا ان کی عدت وہی ہے جو بوڑھی عورتیں حیض سے نا اُمید ہو چکی ہوں یعنی تین ماہ ،، پھر ایک شخص کھڑا ہو گیا اور عرض کیا یا رسول اللہ ! صلی اللہ علیہ وسلم حاملہ عورتوں کی عدت کیا ہے فرمایا : وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ،، یعنی ان کی عدت وضع حمل ہے ۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جس عورت کا شوہر فوت ہو جائے اگرچہ اسے غسل دیا جا رہا ہو اور ابھی دفن بھی نہ کیا گیا ہو اور اس کی بیوی حاملہ وضع حمل کر دے تو اس کی عدت ختم ہو جاتی ہے ۔ البتہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ عدت الوفات اَبْعَدُ الْاَجَلَيْنِ ہے ۔ عبداللہ بن مسعود نے کہا جو چاہے میں اس سے مباہلہ کے لئے تیار ہوں کہ سورۂ طلاق قصریٰ جس میں عدت الوفات وضع حمل ہے سورۂ طلاق کبریٰ (نساء) جس میں عدت الوفات چار ماہ دس دن ہے کے بعد نازل ہوئی یعنی سورۂ نساء میں چار ماہ دس دن ان عورتوں کی عدت ہے جو حاملہ نہ ہو اور جو حاملہ ہوں ان کی عدت وضع حمل ہے جیسے سورۂ طلاق میں ہے ۔ واللہ اعلم !

۴۹۸۰ــ ترجمہ : ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن نے کہا کہ زینب بنت ابو سلمہ رضی اللہ عنہا نے انہیں اپنی والدہ ام المؤمنین ام سلمہ زوجۂ محترمہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خبر دی کہ قبیلہ اسلم کی ایک عورت جس کو سُبَیْعَہ کہا جاتا ہے کا شوہر

[illegible]

[illegible] ہے

[illegible]

[illegible] الروایات جلد ۵ [illegible]

[illegible] شوہر فوت [illegible]

[illegible] ابن شہاب نے خط لکھا کہ عبیداللہ
[illegible] سے خبر دی ہے کہ انھوں نے
[illegible] کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
[illegible] نے یہ فتویٰ دیا تھا کہ جب حمل وضع کرے تو نکاح کرے
[illegible] اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ روایت بالمکاتبہ جائز ہے۔
[illegible] کا نام عمر بن عبداللہ بن ارقم بن عبد یغوث بن وہب بن

۴۹۸۲ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ عَنْ سُبَيْعَةَ الْأَسْلَمِيَّةِ نُفِسَتْ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِلَيَالٍ فَجَاءَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَأْذَنَتْهُ أَنْ تَنْكِحَ فَأَذِنَ لَهَا فَنَكَحَتْ

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْءٍ وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ فِيمَنْ تَزَوَّجَ فِي الْعِدَّةِ فَحَاضَتْ عِنْدَهُ ثَلٰثَ حِيَضٍ بَانَتْ مِنَ الْأَوَّلِ وَلَا تُحْتَسَبُ بِهِ لِمَنْ بَعْدَهُ وَقَالَ الزُّهْرِيُّ تُحْتَسَبُ وَهٰذَا أَحَبُّ إِلَى سُفْيٰنَ يَعْنِي قَوْلَ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ مَعْمَرٌ يُقَالُ أَقْرَأَتِ الْمَرْأَةُ إِذَا دَنَا حَيْضُهَا وَأَقْرَأَتْ إِذَا دَنَا طُهْرُهَا وَيُقَالُ مَا قَرَأَتْ بِسَلًى قَطُّ إِذَا لَمْ تَجْمَعْ وَلَدًا فِي بَطْنِهَا

عبد مناف بن زہرہ ہے۔ وہ فتح مکہ میں مشرف باسلام ہوئے تھے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب رہے۔ پھر ابوبکر صدیق اور ان کے بعد عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے کاتب رہے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کئی سال بیت المال پر مقرر کیا پھر وہ مستعفی ہو گئے۔ خلیفہ بن خیاط نے کہا عبداللہ بن ارقم عمر فاروق کے پورے عہدِ خلافت میں بیت المال پر مامور رہے اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں دو برس بیت المال پر حاکم رہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے اُن سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا کوئی نہیں دیکھا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ"

۴۹۸۲ — ترجمہ : مسوّر بن مخرمہ سے روایت ہے کہ سُبَیعہ اسلمیّہ نے اپنے شوہر کی وفات کے چند روز بعد بچہ کو جنم دیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر نکاح کی اجازت چاہی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اجازت دیدی۔ پھر اُس نے نکاح کر لیا۔

۴۹۸۲ — شرح : اس حدیث میں مدّتِ ولادت مبہم ذکر کی ہے۔ مناسب بھی

[illegible]

[illegible] عدت میں نکاح

[illegible] عدت میں نکاح کیا اور اس کے

[illegible] اس شوہر سے اس عورت کی پہلی عدت

[illegible] شوہر کے لئے دوسری عدت پوری

[illegible] سے روایت کرتے ہیں کہ اگر اسے پہلے شوہر کے پاس ایک

[illegible] پھر دوسرے شوہر کے لئے مستقل عدت پوری

[illegible] امام مالک سے ابن قاسم کی روایت کے مطابق

[illegible] اوزاعی، سفیان ثوری اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور ان کے تلامذہ

[illegible]

زُہری نے کہا یہ عورت اس حیض کو پہلے شوہر کے بعد شمار کرے گی۔ زہری کا قول سُفیان ثوری کو بہت پسند ہے"

یعنی پہلا حیض دونوں عدتوں میں شمار ہوگا اور وہ اس میں متداخل ہوں گی اور دوسرے دو حیض دوسرے کے لئے ہوں گے؛ لہٰذا متداخل سمیت اور دو حیض پورے کرکے شوہر ثانی سے نکاح کرسکتی ہے۔

"معمر نے کہا جب عورت کا حیض قریب آجائے تو کہا جاتا ہے "أَقْرَءَتِ الْمَرْءَةُ"

اور جب طہر قریب آجائے تو اقرءت کہا جاتا ہے۔ اور جب عورت کے پیٹ میں بچہ کی صورت پیدا نہ ہوسکے تو تو کہا جاتا ہے۔ مَا قَرَءَتْ بِسَلًى قَطُّ"

اس سے امام کا مقصد یہ ہے کہ لفظ قَرء حیض اور طہر دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اور یہ اضداد میں سے ہے کہ ایک لفظ دو ضدّوں میں استعمال ہو۔ علماء کی ایک جماعت نے کہا قرء بمعنی حیض ہے۔ امام ابوحنیفہ اور اُن کے تلامذہ اور صحیح تر روائت کے مطابق امام احمد بن حنبل بھی یہی کہتے ہیں۔ ابوبکر صدیق عمر فاروق عثمان وعلی اور دیگر صحابہ کرام سے بھی یہی منقول ہے۔

امام مالک، شافعی اور ایک روائت کے مطابق امام احمد کہتے ہیں کہ قرء بمعنی طہر ہے یہ ابن عباس اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔ اِن حضرات کے نزدیک مطلقہ جب تیسرے حیض کے خون میں داخل ہوگی تو عورت اس حیض کو شمار کرے گی۔ اگرچہ اس طہر میں جس میں طلاق واقع ہوئی تھی کے ایک دو دن باقی ہوں۔ اور پہلے حضرات کے نزدیک مطلقہ کسی شخص کے لئے حلال نہ ہوگی۔ حتیٰ کہ تیسرے حیض کے بعد غسل کرے۔ کتب فقہ میں اس مسئلہ کی تفصیل مذکور ہے۔

[illegible]

[illegible] ہیں جبکہ وہ

[illegible] سے ناراض ہو گئیں۔ اس نے

[illegible] کی خدمت میں حاضر ہوئی اور سارا

[illegible] اگرچہ وہ خود نہیں ہے اور اسے حکم

[illegible]

مہمان بہت آتے جاتے ہیں تم ابن ام مکتوم کے گھر عدت پوری کرو وہ نابینا شخص ہے تم اپنے کپڑے بھی کبھی اُتار سکو گی۔ جب عدت پوری ہو جائے تو مجھے اطلاع کرو۔ فاطمہ نے کہا جب میری عدت پوری ہوگئی تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم بد معاویہ بن ابو سفیان اور ابو جہم (تے) اسے منگنی کے پیغام بھیجے ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ابو جہم اپنے کندھے سے لاٹھی نہیں اُتارتے ہیں (عورتوں کو بہت مارتے ہیں) اور معاویہ بن ابو سفیان غریب آدمی ہے تو اُسامہ بن زید سے نکاح کرلے پہلے پہلے تو میں نے اچھا نہ جانا جب میرا اسامہ سے نکاح ہو گیا تو عورتیں مجھ پر رشک کرتی تھیں اور اس میں اللہ تعالیٰ نے میرے لئے خیر ہی خیر کی۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ سے فرمایا تیرے لئے نہ تو خرچہ ہے اور نہ ہی رہنے کا مکان ہے۔ اسی سے بعض علماء نے استدلال کیا کہ جس عورت کو تین طلاقیں دی جائیں اس کے لئے نفقہ اور سکنیٰ نہیں ہے جبکہ وہ حاملہ نہ ہو، لیکن بعض علماء نے کہا مطلقہ ثلاث کے لئے نفقہ اور سکنیٰ ہے حاملہ ہو یا غیر حاملہ ہو۔ امام ابوحنیفہ اور آپ کے تلامذہ کا یہی مذہب ہے۔ امام مالک اور شافعی نے کہا اس کے لئے ہر حال میں سکنیٰ ہے اور اگر حاملہ ہو تو وہ نفقہ کا مستحق ہے ورنہ نہیں۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور اُن کے ہم مسلک حضرات اور حضرت عمر فاروق ام المؤمنین عائشہ اور اسامہ بن زید نے فاطمہ بنت قیس کی حدیث کا انکار کیا ہے اُنھوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے قول سے استدلال کیا کہ ہم اپنے رب کی کتاب اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ایک عورت کے کہنے پر نہیں چھوڑ سکتے ہیں۔ کیا معلوم اُس نے وہم کیا ہے یا بھول گئی ہے۔ مطلقہ ثلاث کے لئے نفقہ اور سکنیٰ دونوں واجب ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْۢ بُيُوْتِهِنَّ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ،، (ابو داؤد)

دُوسرا مسئلہ یہ ہے کہ جس عورت کو تین طلاقیں دی جائیں۔ وہ عدت میں اپنے گھر سے باہر نہیں جا سکتی۔ عبد اللہ بن مسعود اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہی روایت کیا گیا ہے کہ وہ اپنے گھر میں جہاں اسے طلاق ہوئی عدت پوری کرے۔ ابن عباس، جابر، عطاء، طاؤس اور حسن بصری نے کہا جہاں چاہے عدت پوری کرے۔

امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا جس عورت کا شوہر فوت ہو جائے وہ عشاء کے بعد لوگوں کے سونے تک باہر جا سکتی ہے پھر واپس آجائے۔ امام ہمام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ دن کو باہر جا سکتی ہے اور رات اپنے گھر میں ہی رہے گی۔ اور جس عورت کو طلاق دی گئی ہو وہ نہ رات کو اور نہ دن میں باہر نکل سکتی ہے۔ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا مطلقہ اور جس کا شوہر فوت ہو گیا وہ نہ رات نہ دن کے وقت عدت میں باہر نکل سکتی ہے اور جس عورت کو طلاق رجعی دی گئی ہو اس میں تمام علماء کا اتفاق

[illegible]

[illegible] اور نادم ہو اور

[illegible] اللہ تعالیٰ اور رسولہ الاعلی اعلم۔

[illegible] رضی اللہ عنہما

[illegible] ابی سعید بن عاص نے عبدالرحمن

[illegible] ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے

[illegible] جبکہ مروان مدینہ منورہ کا حاکم تھا کہ اللہ سے ڈرو

يَذْكُرَانِ أَنَّ يَحْيَى بْنَ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ طَلَّقَ بِنْتَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ
ابْنِ الْحَكَمِ فَانْتَقَلَهَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَأَرْسَلَتْ عَائِشَةُ أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ
إِلَى مَرْوَانَ وَهُوَ أَمِيرُ الْمَدِينَةِ اتَّقِ اللّٰهَ وَارْدُدْهَا إِلَى بَيْتِهَا
قَالَ مَرْوَانُ فِي حَدِيثِ سُلَيْمٰنَ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْحَكَمِ غَلَبَنِي
وَقَالَ الْقٰسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَوَمَا بَلَغَكِ شَأْنُ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ
قَالَتْ لَا يَضُرُّكَ أَلَّا تَذْكُرَ حَدِيثَ فَاطِمَةَ فَقَالَ مَرْوَانُ إِنْ
كَانَ بِكِ شَرٌّ فَحَسْبُكِ مَا بَيْنَ هٰذَيْنِ مِنَ الشَّرِّ

اور لڑکی کو اپنے گھر واپس کرو۔ سلیمان کی حدیث میں ہے کہ (مائی صاحبہ کے جواب میں) مروان نے کہا عبدالرحمٰن ابن حکم مجھ پر غالب آگیا ہے (میری بات تسلیم نہیں کرتا) اپنی روایت میں قاسم بن محمد نے کہا (کہ مروان نے جواب میں کہا) کیا آپ کو فاطمہ بنت قیس کی خبر نہیں پہنچی۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تجھے یہ بات تکلیف نہ دے کہ فاطمہ کا قصہ ذکر نہ کرو (اس کے جواب میں) مروان نے کہا اگر آپ کے نزدیک کوئی شر ہے تو آپ کو ان دونوں کے درمیان شر کافی ہے۔

۴۹۸۳ — شرح : یعنی ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے مروان کو پیغام بھیجا کہ اپنے بھائی عبدالرحمٰن سے کہو کہ وہ اپنی مطلقہ بیٹی کو وہاں پہنچا دے جہاں اسے طلاق ہوئی ہے۔ اس کو وہاں سے باہر لانا مناسب نہیں تھا۔ مروان نے کہا میرا بھائی مجھ پر غالب ہے وہ میری بات قبول نہیں کرتا۔ قاسم بن محمد نے اپنی روایت میں کہا کہ مروان نے مائی صاحبہ کو جواب دیا کہ یا ام المؤمنین فاطمہ بنت قیس کا قصہ معروف ہے کہ ان کو تین طلاقیں دی گئی تھیں۔ اس کو نان و نفقہ اور مسکن وغیرہ نہ دیا گیا اور اس نے اپنے شوہر کے گھر میں عدت پوری نہ کی تھی۔ بریں قیاس اگر عبدالرحمٰن کی بیٹی بھی اپنے شوہر کے گھر میں عدت پوری نہ کرے تو حرج نہیں ہونا چاہیے۔ اس کے جواب میں ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اگر تو فاطمہ کا قصہ ذکر نہ کرے تو تجھے تکلیف نہیں ہونی چاہیے یعنی فاطمہ پر قیاس نہ کرو، کیونکہ جہاں فاطمہ رہتی تھی۔ وہ جگہ خطرناک تھی اس لئے وہ وہاں سے منتقل ہو گئی تھی یہ سبب عبدالرحمٰن کی بیٹی کے لئے نہیں ہے۔ اس کے جواب میں مروان نے کہا اگر فاطمہ اور اس کے اہل خانہ میں

[illegible]

[illegible] کا مطلب یہ نہیں

[illegible] ام المؤمنین [illegible] رضی اللہ عنہا سے کہا کیا آپ نے

[illegible] سے ملتی ہیں

[illegible] کہا یا ام المؤمنین آپ نے

[illegible] فاطمہ کی خیریت

[illegible] اپنے والد سے بہ نسبت کی کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا

[illegible] کو ان کی جانب سے خطرہ لاحق

بَابُ الْمُطَلَّقَةِ اِذَا خُشِیَ عَلَیْهَا فِیْ مَسْکَنِ زَوْجِهَا اَنْ یُقْتَحَمَ عَلَیْهَا اَوْ تَبْذُوَ عَلٰی اَهْلِهَا بِفَاحِشَةٍ

۴۹۸۶ـــ حَدَّثَنَا حِبَّانُ قَالَ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَنَا ابْنُ جُرَیْجٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ اَنَّ عَائِشَةَ اَنْکَرَتْ ذٰلِكَ عَلٰی فَاطِمَةَ وَ زَادَ ابْنُ اَبِی الزِّنَادِ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِیْهِ عَابَتْ عَائِشَةُ اَشَدَّ الْعَیْبِ وَ قَالَتْ اِنَّ فَاطِمَةَ کَانَتْ فِیْ مَکَانٍ وَّحْشٍ فَخِیْفَ عَلٰی نَاحِیَتِهَا فَلِذٰلِكَ اَرْخَصَ لَهَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

۴۹۸۵ــــ شرح: یعنی فاطمہ بنت قیس وحشتناک مکان میں رہتی تھی جہاں کوئی انیس نہ تھا اور اسے ہر طرف سے خطرہ تھا۔ اس لئے اسے وہاں سے انتقال کی رخصت دی گئی۔ اسی لئے ام المؤمنین فرمایا کرتی تھیں کہ جہاں فاطمہ یہ کہتی ہے کہ مطلقہ ثلاث کے لئے نفقہ سکنیٰ نہیں۔ وہاں اسے اس کا سبب بھی ذکر کرنا چاہیئے۔ اور علت بیان کئے بغیر اسے یہ نہیں ذکر کرنا چاہیئے تھا۔ مطلقہ ثلاث کے لئے نفقہ اور سکنیٰ دونوں ہیں۔ اور فاطمہ بنت قیس کی حدیث کو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مسترد کر دیا تھا۔ جبکہ انھوں نے فرمایا ہم اپنے رب کی کتاب اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ایک عورت کے کہنے پر ترک نہیں کر سکتے۔ ہمیں معلوم نہیں وہ اس بات میں سچی ہے یا جھوٹی ہے اس کو یاد رہا ہے۔ یا بھول گئی ہے۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے مطلقہ ثلاث کے لئے عدت میں نفقہ اور سکنیٰ ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب جب مطلقہ عورت پر اس کے شوہر کے گھر میں ڈر معلوم ہو کہ اس کے گھر میں کوئی اچانک داخل ہو جائیگا یا یہ خوف ہو کہ وہ اس کے اہلِ خانہ کو برا بھلا کہے گی"

[illegible]

[illegible] اٹھ بن مالک رضی اللہ عنہ نے
[illegible] کیا یعنی فاطمہ بنت قیس کی حدیث

[illegible] کے لئے حلال
[illegible] میں حیض اور
[illegible] پوشیدہ رکھیں "

[illegible] رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
[illegible] صفیہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ وہ اپنے خیمہ کے دروازہ پر
[illegible] فرمایا۔ کہ تو ہمیں مکہ میں روکنے والی ہے کیا تو نے
[illegible] اس وقت چلو (حرج نہیں)

بَابُ قَوْلِهِ تَعَالٰی وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِی الْعِدَّةِ وَكَيْفَ يُرَاجِعُ الْمَرْأَةَ اِذَا طَلَّقَهَا وَاحِدَةً اَوِ اثْنَتَيْنِ

۴۹۸۷ — شرح : یعنی جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حج سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ کا ارادہ کیا تو طواف سے پہلے ام المؤمنین صفیہ رضی اللہ عنہا کو حیض آگیا۔ اس لئے وہ اندوہ ناک اور غمگین ہوئیں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یہ کلمہ عقریٰ حلقیٰ فرمایا۔ اس کے معنی میں کئی اقوال ہیں۔ ابوعبیدہ نے کہا اس کے معنی یہ ہیں کہ خدا اللہ اس کے جسم کو زخمی کرے اور اس کے حلق میں درد ہو۔ صاحب محکم نے کہا اس کے معنی یہ ہیں کہ "اللہ اس کو ہلاک کرے اور اس کے بال حلق کرے"۔ بعض نے یہ کہا کہ وہ اپنی قوم کو ہلاک کرے اور ان کا حلق کرے کہ وہ منحوس ہے۔ بعض یوں کہتے ہیں عقریٰ بانجھ ہو اور "حلقیٰ" منحوس ہو بہر حال اس کے معنیٰ جو بھی ہوں اس کا حقیقی معنی مراد نہیں ہے۔ جیسے "تَرِبَتْ يَدَاهُ" کا حقیقی معنیٰ مراد نہیں اسی طرح "قَاتَلَهُ اللّٰهُ" کا حقیقی معنیٰ مراد نہیں ہے بلکہ یہ آپ نے بطور شفقت فرمایا ہے۔

(حدیث ۱۴۶۷ کی شرح دیکھیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم)

باب مطلقہ عورتوں کے شوہر عدّت میں رجوع کرنے کے زیادہ حقدار ہیں

جب بیوی کو ایک یا دو طلاقیں دیں تو اس سے رجوع کس طرح کرے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد: عورتوں کو منع نہ کرو!"

تشریح : بعولہ بعل کی جمع بمعنی شوہر ہے۔ مفسّرین نے کہا جس شخص نے اپنی بیوی کو طلاق رجعی دی۔ جب تک اس کی عدّت ختم نہ ہو وہ اس کو واپس لانے کا مستحق ہے۔ اور اگر عدت ختم ہو جائے تو وہ بائنہ ہو جائے گی اور رجعت کا محل نہ رہے گی۔ اب اسے اجازتِ نکاح حاصل کرنا ہوگا اور شروطِ نکاح کے ساتھ عقدِ جدید کرے گا۔

[illegible] ... فتركها

[illegible] ... ثم ... فج

[illegible] ... سفيان ... قالا

[illegible] ... واخته

[illegible] ... يها

[illegible] ... احمد بن ... رفيع ... بن يحيى

[illegible] ... اذا طلقتم النساء

[illegible] ... حتى انما حمل الى اخر

[illegible] ... صلى الله عليه وسلم فقرأ عليه فترك

[illegible]

[illegible] کرے گا تو رجوع ہو جائے گا۔ سفیان
[illegible] اگر اس کو مس کیا یا قصدِ رجعت
[illegible] جائے گی [illegible] پر گواہ بنانا مناسب ہے
[illegible] سے عدت میں جماع کیا اور گواہ قائم کرنے سے
[illegible] ثابت ہو گا [illegible] جب تک رجعت پر گواہ قائم نہ کرے بیوی اس کو جماع کرنے سے
[illegible] اور گواہ نہ بنائے تو رجوع صحیح ہے۔ احناف بھی یہی
[illegible] قائم کرنا مستحب ہے۔ امام شافعی نے فرمایا رجوع صرف کلام سے ہوتا ہے۔ اور اگر
[illegible] نہ ہو گا اور اس کو مہر مثل ادا کرے گا، لیکن اس میں اشکال
[illegible] کیا ہے البنایہ وطی موجب مہر مثل نہیں۔ امام مالک نے فرمایا جب اس کو
[illegible] سے رجوع پر محمول کیا جائے گا۔ ابن ابی شیبہ نے جابر بن زید سے
[illegible] کیا تو یہ رجوع نہ ہو گا۔

۴۹۸۹ ـــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ تَطْلِيقَةً وَاحِدَةً فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُرَاجِعَهَا ثُمَّ يُمْسِكَهَا حَتَّى تَطْهُرَ ثُمَّ تَحِيضَ عِنْدَهُ حَيْضَةً أُخْرَى ثُمَّ يُمْهِلَهَا حَتَّى تَطْهُرَ مِنْ حَيْضَتِهَا فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يُطَلِّقَهَا فَلْيُطَلِّقْهَا حِينَ تَطْهُرُ مِنْ قَبْلِ أَنْ يُجَامِعَهَا فَتِلْكَ الْعِدَّةُ الَّتِي أَمَرَ اللّٰهُ أَنْ تُطَلَّقَ لَهَا النِّسَاءُ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ إِذَا سُئِلَ عَنْ ذٰلِكَ قَالَ لِأَحَدِهِمْ إِنْ كُنْتَ طَلَّقْتَهَا ثَلَاثًا فَقَدْ حَرُمَتْ عَلَيْكَ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَكَ وَزَادَ فِيهِ غَيْرُهُ عَنِ اللَّيْثِ قَالَ حَدَّثَنِي

۴۹۸۸ ـــ ترجمہ: حسن بصری نے کہا معقل بن یسار کی ہمشیرہ ایک آدمی کی بیوی تھی اس نے اسے طلاق دیدی پھر اس سے علیحدہ رہا حتیٰ کہ اس کی عدت پوری ہوگئی پھر اسے منگنی کا پیغام بھیجا تو معقل بن یسار نے غصہ سے اس کا انکار کر دیا اور کہا اس سے علیحدہ رہا حالانکہ وہ اس پہ قادر تھا پھر اب منگنی کا پیغام دیتا ہے اور اپنی ہمشیرہ اور اس کے شوہر کے درمیان حائل ہوا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آئت کریمہ ”جب تم عورتوں کو طلاق دو اور وہ اپنی عدت پوری کرلیں تو انہیں اپنے سابق شوہر سے نکاح سے منع نہ کرو“ نازل ہوئی۔ پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معقل کو بلایا اور اس کے سامنے یہ آئت کریمہ تلاوت فرمائی تو اس نے غصہ ترک کیا اور اللہ کے حکم کے تابع ہوا“

(ایک روائت میں ہے کہ معقل نے سابق شوہر کو بلایا اور اس سے اپنی ہمشیرہ کا نکاح کر دیا)

۴۹۸۹ ـــ ترجمہ: نافع سے روائت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی بیوی کو ایک طلاق دی، حالانکہ وہ حالت حیض میں تھی۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ رجوع کرے پھر اس کو روک رکھے حتیٰ کہ وہ حیض سے پاک ہو جائے پھر اس کے پاس دوسری بار حیض آئے پھر اس کو مہلت دے حتیٰ کہ حیض سے پاک ہو جائے اب اگر اس کو طلاق دینے کا ارادہ ہو تو جس وقت پاک ہو جائے جماع کرنے سے پہلے طلاق

[illegible]

[illegible] اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے جب عبداللہ
[illegible] ان کی بیوی کے حیض سے پہلے تھے۔ اگر تو نے بیوی
[illegible] کسی اور شخص سے نکاح کرے
[illegible] خبر دی کہ عبداللہ بن عمر
[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے

[illegible] سے رجوع کرنا

[illegible] کہا میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے
[illegible] جبکہ ان کی بیوی حالت حیض میں تھی۔ عمر فاروق
[illegible] (اس کے متعلق) سوال عرض کیا تو آپ نے
[illegible] کا وقت آئے تو اس کو طلاق دے (طہر میں طلاق دے)

بَابٌ تُحِدُّ الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا
وَقَالَ الزُّهْرِيُّ لَا اَرٰى اَنْ تَقْرَبَ الصَّبِيَّةُ الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا
الطِّيْبُ لِاَنَّ عَلَيْهَا الْعِدَّةَ ۴۹۹۱ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ

یونس نے کہا میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ اس طلاق کو شمار کیا جائے گا (جو حیض کی حالت میں دی تھی) تو اُنھوں نے کہا مجھے خبر دو اگر عبداللہ عاجز آگیا ہو اور حماقت کی وجہ سے طلاق دے دی تو طلاق واقع نہ ہوگی؟ (حدیث ۴۹۱۸ ج : ۸ کی شرح دیکھیں)

باب جس عورت کا شوہر فوت ہو جائے وہ چار ماہ دس دن سوگ کرے"

دراصل احداد بمعنی منع ہے۔ اور اس سے مراد وہ عورت ہے جو اپنے آپ کو زینت اور خوشبو وغیرہ سے دُور رکھے اور منگنی کرنے والوں کو منگنی اور اس میں طمع کرنے سے منع کرے۔

زُہری نے کہا میں نہیں جانتا کہ کمسن لڑکی جس کا شوہر فوت ہو جائے وہ خوشبو کے قریب جائے، کیونکہ اس پر عدّت ہے ——"

کمسن لڑکی جس کا شوہر فوت ہو جائے اس کے زینت ترک کرنے میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک اس پر ترکِ زینت واجب نہیں اور دوسرے تینوں ائمہ کرام کے نزدیک واجب ہے۔ ظاہر یہ ہے کہ زہری نے یہ اجتہاد سے کہا ہے اس میں کوئی روائت ذکر نہیں کی اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا اجتہاد اُن کے اجتہاد کے خلاف ہے۔ اور دوسرے ائمہ کا اجتہاد اُن کے موافق ہے اور یہ معلوم نہیں کہ کمسن لڑکی موطوءہ ہے یا غیر موطوءہ ہے۔

۴۹۹۱ —— ترجمہ : حُمَیدبن نافع نے زینب بنت ام سلمہ سے روائت کی کہ اُنھوں نے اسے اِن تینوں حدیثوں کی خبر دی (ان میں سے ایک یہ ہے

[illegible]

[illegible] بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ

[illegible] اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ

[illegible] وسلم کے پاس گئی جبکہ ان کے

[illegible] خلوق وغیرہ کی زردی تھی انہوں

[illegible] رخساروں [illegible] اللہ کی قسم! مجھے خوشبو کی حاجت

[illegible] فرماتے سنا ہے کہ کسی عورت [illegible] اللہ اور قیامت

[illegible] کہ وہ میت پر تین دن سے زیادہ سوگ منائے مگر شوہر پر

[illegible] زینب نے کہا میں ام المومنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے پاس گئی

وَعَشْرًا قَالَتْ زَيْنَبُ وَسَمِعْتُ أُمَّ سَلَمَةَ تَقُولُ جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى
رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ إِنَّ ابْنَتِي تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا
وَقَدِ اشْتَكَتْ عَيْنَهَا أَفَنَكْحُلُهَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَا مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا كُلَّ ذٰلِكَ يَقُولُ لَا ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا هِيَ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ وَعَشْرٌ وَقَدْ كَانَتْ إِحْدَاكُنَّ فِي الْجَاهِلِيَّةِ
تَرْمِي بِالْبَعْرَةِ عَلَى رَأْسِ الْحَوْلِ قَالَ حُمَيْدٌ فَقُلْتُ لِزَيْنَبَ وَمَا تَرْمِي
بِالْبَعْرَةِ عَلَى رَأْسِ الْحَوْلِ قَالَتْ زَيْنَبُ كَانَتِ الْمَرْأَةُ إِذَا تُوُفِّيَ
عَنْهَا زَوْجُهَا دَخَلَتْ حِفْشًا وَلَبِسَتْ شَرَّ ثِيَابِهَا وَلَمْ تَمَسَّ طِيبًا حَتَّى
تَمُرَّ لَهَا سَنَةٌ ثُمَّ تُؤْتَى بِدَابَّةٍ حِمَارٍ أَوْ شَاةٍ أَوْ طَائِرٍ فَتَفْتَضُّ بِهِ
فَقَلَّ مَا تَفْتَضُّ بِشَيْءٍ إِلَّا مَاتَ ثُمَّ تَخْرُجُ فَتُعْطَى بَعْرَةً فَتَرْمِي ثُمَّ
تُرَاجِعُ بَعْدُ مَا شَاءَتْ مِنْ طِيبٍ أَوْ غَيْرِهِ سُئِلَ مَالِكٌ مَا تَفْتَضُّ
بِهِ قَالَ تَمْسَحُ بِهِ جِلْدَهَا

جس وقت ان کا بھائی فوت ہوا تھا تو انھوں نے خوشبو منگائی اور اس سے کچھ خوشبو لگائی پھر فرمایا بخدا مجھے خوشبو کی حاجت نہیں، لیکن میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر شریف پر یہ فرماتے ہوئے سنا کہ کسی عورت کے لئے جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتی ہے حلال نہیں کہ میت پر تین دن سے زیادہ سوگ منائے مگر شوہر پر چار ماہ دس دن سوگ منائے۔ زینب نے کہا میں ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ایک عورت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری بیٹی کا شوہر فوت ہوگیا ہے اور اس کی آنکھوں میں درد ہے کیا میں اس کی آنکھوں میں سرمہ لگا سکتی ہوں؟ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سرمہ مت لگاؤ! دو یا تین بار فرمایا ہر بار فرماتے سرمہ مت لگاؤ۔ پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تو صرف چار ماہ دس دن

[illegible]

... لہٰذا اس [illegible]

... کی حدیث میں سرمہ لگانے [illegible]

... مخصوص سرمہ پر محمول [illegible]

[illegible] فی الجاہلیۃ ، اس میں یہ اشارہ ہے [illegible]

[illegible]

[illegible] کے اعتبار سے مقدم اور نزول کے اعتبار سے متاخر ہے۔

[illegible] اور یا کے بعد شین ہے۔ اس کا معنی چھوٹا سا کمرہ ہے

[illegible] اور بڑا کمرہ ہے۔

بَابُ الْكُحْلِ لِلْحَادَّةِ

۴۹۹۲ حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِیْ اِیَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَیْدُ بْنُ نَافِعٍ عَنْ زَیْنَبَ بِنْتِ اُمِّ سَلَمَةَ عَنْ اُمِّھَا اَنَّ

قولہ فَتَفْتَضُّ بِہٖ ،، ابن قُتَیْبَہ نے کہا میں نے اہل حجاز سے افتضاض کے متعلق پوچھا تو اُنھوں نے ذکر کیا معتدہ عورت نہ تو پانی کو ہاتھ لگاتی نہ ناخن ترشواتی اور نہ بال اترواتی تھی اور سال کے بعد بُری حالت میں باہر نکلتی پھر وہ عدّت کو پرندہ سے توڑتی اور اس کو اپنی شرمگاہ سے مس کرکے پھینک دیتی اس کے بعد وہ زندہ نہیں رہتا تھا۔

خطابی نے کہا یہ ،، فَضَضْتُ الشَّیْءَ ،، سے ہے جبکہ اس کو توڑے اور جُدا جُدا کر دے یعنی وہ سوگ کو اس پرندے سے توڑتی تھی۔ اخفش نے کہا یہ فِضّہ سے ماخوذ ہے صفائی اور سفیدی میں چاندی سے تشبیہ دی گئی ہے۔ یعنی وہ جانور کو مس کرکے غسل کرتی حتیٰ کہ چاندی کی طرح سفید ہو جاتی۔ خلیل نے کہا : اَلْفَضْفَضُ کے معنی خوش ذائقہ پانی ہے ؛ چنانچہ کہا جاتا ہے۔ اِفْتَضَضْتُہٗ بِہٖ یعنی اس کے ساتھ غسل کیا۔

قولہ فَتَرْمِی ،، یعنی اس مینگنے کو اپنے آگے پھینکتی تو یہ اس کو چھوٹے سے ذلیل اور بُرے کمرہ سے نکلنے کو حلال کرتا تھا۔ اس میں یہ اشارہ ہے کہ وہ عدّت کو ایسے پھینکتی جیسے مینگنا پھینکا جاتا ہے بعض نے کہا اس میں یہ اشارہ ہے کہ وہ جس مصیبت پر صبر اور انتظار کرتی رہی جس میں مبتلا تھی جب وہ ختم ہو گئی تو وہ اِس کے نزدیک مینگنے کی مانند ہے جس کو حقارت سے پھینکا جاتا ہے۔ اس میں حقِ زوج کی تعظیم مقصود ہے۔

قولہ سُئِلَ مَالِكٌ الخ یعنی امام مالک رضی اللّٰہ عنہ سے پوچھا گیا : تَفْتَضُّ ،، کے معنی کیا ہیں ؟ اُنھوں نے فرمایا وہ اپنے چمڑے سے مینگنے کو مس کرتی ؛ لیکن ہم نے اس سے پہلے جو ابن قتیبہ سے ابھی ابھی نقل کیا ہے کہ وہ اپنی شرمگاہ کو مس کرکے پھینک دیتی کے منافی نہیں ، لیکن اس سے خاص ہے کیونکہ امام مالک رضی اللّٰہ عنہ نے مطلق جلد ذکر کی ہے اور جو ابن قتیبہ سے منقول ہے وہ شرمگاہ کی جلد ہے۔ بات ایک ہی ہے۔

امام شافعی رضی اللّٰہ عنہ سے روایت ہے تَقْبِصُ بالصاد ہے۔ اور قبص کے معنی انگلیوں کے کناروں سے پکڑنا ہے اور یہ جلدی سے کنایہ ہے یعنی وہ بُرے منظر سے کثرتِ حیاء اور نکاح کے شوق کے باعث دوڑتی ہوئی تیزی سے اپنے والدین کے گھر جاتی تھی (قسطلانی) ، واللّٰہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

[illegible]

[illegible] استعمال کرنا

[illegible] ہے کہا گیا ہے حادث ہے تاکہ
[illegible] ایسی صفت ہے [illegible] بیمار و شریک
[illegible] تھا نہیں [illegible] دوسرا زیادہ راجح
[illegible] کیا جاتا ہے تو حادثہ بھی کہا جا سکتا ہے
[illegible] کیا جائے گا لیکن درست اور بجا ہے جو سطحی
[illegible] سے غالباً غیر مخفی ہے۔
[illegible] صفات میں حدوث کا معنی مقصود ہو تو تاء
[illegible] لاحقہ اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ حدوث کا
[illegible] جیسے مرضعۃ وکاملۃ " امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ

[illegible] زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اپنی والدہ ام المؤمنین ام سلمہ سے

۴۹۹۳ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ عَلْقَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ قَالَتْ أُمُّ عَطِيَّةَ نُهِينَا أَنْ نُحِدَّ أَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثٍ إِلَّا بِزَوْجٍ

روایت کی کہ ایک عورت کا شوہر فوت ہو گیا تو لوگوں نے اس کی دونوں آنکھوں پر خوف محسوس کیا وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ سے آنکھوں میں سرمہ لگانے کی اجازت چاہی تو فرمایا سرمہ نہ لگائے آپ نے فرمایا تم میں سے کوئی عورت (جاہلیت کے زمانہ میں) خراب قسم کے گھر اور گندے کپڑوں میں رہتی تھی۔ جب سال گزر جاتا اور کوئی کتا وہاں سے گزرتا تو اس کی طرف مینگنیاں پھینکتی اور عدت سے باہر ہوتی۔ میں سرمہ کی اجازت نہیں دیتا یہاں تک کہ چار ماہ دس دن گزر جائیں (نافع نے کہا) میں نے زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے سُنا وہ ام المؤمنین ام حبیبہ سے بیان کرتی تھیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی مسلمان عورت جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہے۔ کے لئے حلال نہیں کہ وہ تین دن سے زیادہ سوگ منائے مگر اپنے شوہر پر چار ماہ دس دن سوگ منائے۔ (ام حبیبہ ام المؤمنین زوجۂ محترمہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو سفیان کی بیٹی اور امیر معاویہ کی ہمشیر ہیں۔ ان کا نام رملہ ہے)

۴۹۹۳ — ترجمہ: محمد بن سیرین سے روایت ہے کہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہم کو شوہر پر سوگ منانے کے علاوہ تین دن سے زیادہ سوگ منانے سے منع کیا گیا۔

۴۹۹۳ — شرح: اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ایک روایت کے مطابق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو رخصت دی کہ وہ عدت ختم ہونے تک اپنے شوہر پر سوگ مناتی رہے اور اپنے والد پر سات روز سوگ منائے اور ان کے سوا دوسروں پر تین تین دن سوگ منائے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ صحیح نہیں کیونکہ جب ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے والد ابو سفیان فوت ہوئے تو انھوں نے تین دن سوگ منانے کے بعد خوشبو استعمال کی اور سائل نے جو حدیث ذکر کی ہے وہ ابو داؤد نے مراسیل میں عمرو بن شعیب کے ذریعے مُعضَل ذکر کی ہے علامہ عینی نے کہا ابو داؤد کا اس حدیث کو مراسیل میں ذکر کرنا یہ کوئی توجیہہ نہیں؛ لیکن اگر ارسال سے انقطاع مراد لیا جائے تو توجیہہ ہو سکتی ہے کیونکہ عمر تابعی نہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

... کا حیض کے ...

... استعمال کرنا

... سوگ منانے

... اور

... سے حیض

... کی رخصت دی جاتی ہے اور ہم کو

... کافور کی طرح

... سے پہلے اُن کے دعا کے

... پڑھنا خطبے ظفار

... کی شرح دیکھیں)

بَابٌ تَلْبَسُ الْحَادَّةُ ثِيَابَ الْعَصْبِ

۴۹۹۵ـ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَرْبٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ تُحِدُّ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا عَلَى زَوْجٍ فَإِنَّهَا لَا تَكْتَحِلُ وَلَا تَلْبَسُ ثَوْبًا مَصْبُوغًا إِلَّا ثَوْبَ عَصْبٍ

۴۹۹۶ـ وَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَتْنَا حَفْصَةُ حَدَّثَتْنِي أُمُّ عَطِيَّةَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تَمَسُّ طِيبًا إِلَّا أَدْنَى طُهْرِهَا إِذَا طَهُرَتْ نُبْذَةً مِنْ قُسْطٍ وَأَظْفَارٍ

باب سوگ منانے والی عورت بُننے سے پہلے رنگے ہوئے کپڑے پہنے ''

۴۹۹۵ــ ترجمہ : ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی عورت کے لئے جو اللہ اور قیامت پہ ایمان رکھتی ہے۔ شوہر پہ سوگ کے علاوہ تین دن سے زیادہ سوگ منانا حلال نہیں ۔ ۔ ۔ وہ نہ تو سرمہ استعمال کرے اور نہ رنگے ہوئے کپڑے پہنے مگر وہ کپڑے پہن سکتی ہے جو بُننے سے پہلے ان کے دھاگے رنگے ہوئے ہوں۔

۴۹۹۵ــ شرح : علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابن منذر سے نقل کیا کہ علماء نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ سوگ منانے والی عورت کے لئے رنگے ہوئے کپڑے اور زرد رنگ والے کپڑے پہننے جائز نہیں لیکن سیاہ رنگ کے کپڑے پہن سکتی ہے۔ اس کی عروہ بن زبیر، امام مالک اور امام شافعی نے بھی رخصت دی ہے۔ زہری نے سیاہ رنگ والے کپڑوں کو مکروہ

... ہو گئے تھے

... عنہ نے فرمایا

... الا ...

... عنہ اور

... صلی اللہ علیہ وسلم نے

... ایک قسم ہو جبکہ

... اصل عبارت یہ ہے۔

... اللہ تعالیٰ نے کریم

... فعل مقدر کا مفعول ہے

... یہ ہے کہ قسط و اظفار بخور

... استعمال کرنے کے لئے قرآن کے اثرات پر

... کی رخصت نہیں۔ یعنی قسط اظفار کا

... سے ٹوٹ جائیں

... بال جھڑ جائیں"

... وہ یا مہینے دس دن اپنے آپ کو روکے رہیں"

... سے پہلے ان پر واجب ہے کہ اپنی بیویوں کے لئے

۴۹۹۷ — حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا شِبْلٌ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا قَالَ كَانَتْ هٰذِهِ الْعِدَّةُ تَعْتَدُّ عِنْدَ أَهْلِ زَوْجِهَا وَاجِبٌ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا وَصِيَّةً لِأَزْوَاجِهِمْ مَتَاعًا إِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ إِخْرَاجٍ فَإِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ فِي أَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَعْرُوفٍ قَالَ جَعَلَ اللّٰهُ لَهَا تَمَامَ السَّنَةِ سَبْعَةَ أَشْهُرٍ وَعِشْرِينَ لَيْلَةً وَصِيَّةً إِنْ شَاءَتْ سَكَنَتْ فِي وَصِيَّتِهَا وَإِنْ شَاءَتْ خَرَجَتْ وَهُوَ قَوْلُ اللّٰهِ غَيْرَ إِخْرَاجٍ فَإِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فَالْعِدَّةُ كَمَا هِيَ وَاجِبٌ عَلَيْهَا زَعَمَ ذٰلِكَ عَنْ مُجَاهِدٍ وَقَالَ عَطَاءٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَسَخَتْ هٰذِهِ

۴۹۹۷ — ترجمہ: مجاہد سے روایت ہے کہ وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا یہ عدت جس کی طرف مذکور آیت اشارہ کرتی ہے شوہر کے گھر میں پوری کرنا ⁂ واجب تھا [illegible]

⁂ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ: وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ الآیۃ نازل فرمائی یعنی مرنے والے مردوں کے لئے مناسب یہ ہے کہ وفات کے وقت بیواؤں کے لئے وصیت کریں کہ وہ ایک سال تک سکونت کریں سال بھر تک نان و نفقہ دینے کی وصیت کریں۔ اور ان کو گھر سے باہر نہ نکالیں۔ ابتداء اسلام میں بیوہ کی عدت ایک سال تھی اور ایک سال کامل وہ شوہر کے یہاں رہ کر نان نفقہ پانے کی مستحق ہوتی تھی۔ پھر ایک سال کی عدت باب میں مذکور آیت نے منسوخ کر دی جس میں بیوہ کی عدت چار ماہ دس دن مقرر فرمائی گئی اور سال بھر کا نفقہ آیت میراث سے منسوخ ہوا جس میں عورت کا حصہ شوہر کے ترکہ سے مقرر کیا گیا۔ لہٰذا اس وصیت کا حکم باقی نہ رہا۔ یہ آیت اگرچہ تلاوت میں مقدم ہے لیکن نزول میں مؤخر ہے ربع یا ثمن (چوتھا یا آٹھواں حصہ) وراثت پانے سے نفقہ ساقط ہو گیا۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ کے نزدیک سکنیٰ باقی ہے، لیکن احناف کہتے ہیں اس آیت کے منسوخ ہونے سے سکنیٰ بھی منسوخ ہو گیا لہٰذا اس عورت کے لئے سکنیٰ واجب نہیں ہے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا یہی مذہب ہے۔

[illegible] سال پورا کرنے کے

[illegible] اللہ تعالیٰ

[illegible] چار ماہ دس دن)

[illegible] خانہ

[illegible] اللہ تعالیٰ

[illegible] کرتا ہے اور

[illegible] فلا جناح علیکم فیما

[illegible] منسوخ کر دیا ۔

[illegible] والی عورتیں

[illegible] پر جب

[illegible] کہ کسی شخص

[illegible] کہ سال والی

[illegible] سال بھر کی

[illegible] اس پر اتفاق کیا ہے

[illegible] وہ صرف چار ماہ دس دن

۴۹۹۸ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ قَالَ حَدَّثَنِي حُمَيْدُ بْنُ نَافِعٍ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ بِنْتِ أَبِي سُفْيَانَ لَمَّا جَاءَهَا نَعْيُ أَبِيهَا دَعَتْ بِطِيبٍ فَمَسَحَتْ ذِرَاعَيْهَا وَقَالَتْ مَا لِي بِالطِّيبِ مِنْ حَاجَةٍ لَوْلَا أَنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ تُحِدُّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا

بَابُ مَهْرِ الْبَغِيِّ وَالنِّكَاحِ الْفَاسِدِ

وَقَالَ الْحَسَنُ إِذَا تَزَوَّجَ مُحَرَّمَةً وَهُوَ لَا يَشْعُرُ فُرِّقَ بَيْنَهُمَا وَلَهَا مَا أَخَذَتْ وَلَيْسَ لَهَا غَيْرُهُ ثُمَّ قَالَ بَعْدُ لَهَا صَدَاقُهَا

۴۹۹۹ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ

ہے اور سال بھر عدت میں رہنا یعنی سات ماہ بیس روز زیادہ عدت گزارنا وصیت کے اعتبار سے اس کے اختیار میں ہے۔ اگر وہ چاہے تو وصیت قبول کرے اور پورا سال عدت گزارے اور اگر چاہے تو صرف واجب پر اکتفاء کرے جو چار ماہ دس دن بنے۔ بعض نے یہ معنی بیان کیا ہے کہ پورا سال عدت واجب ہے اور شوہر کے گھر والوں کے پاس سکونت چار ماہ دس دن واجب ہے اور باقی سات ماہ بیس دن میں اسے اختیار ہے اور فالعدۃ کما ھی واجبٌ علیھا ،، اس احتمال کی تائید کرتا ہے یعنی یہ نسخ کا قول نہیں کرتے۔

۴۹۹۸ — ترجمہ : زینب بنت ام سلمہ نے ام حبیبہ بنت ابی سفیان سے روایت کی کہ جب ام حبیبہ کو ان کے والد ابو سفیان کے فوت ہونے کی خبر پہنچی تو ام حبیبہ نے خوشبو منگوائی اور اسے اپنے رخساروں پر مل لیا اور فرمایا مجھے خوشبو لگانے کی ضرورت نہ تھی۔ اگر میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا نہ ہوتا کہ اس عورت کے لئے جو اللہ اور

نکاح فاسد

[illegible]

[illegible] نکاح فاسد [illegible]

[illegible]

[illegible] اگر کسی نے ایسی عورت سے نکاح

۵۰۰۰ ـــ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَوْنُ ابْنُ اَبِیْ جُحَیْفَةَ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ لَعَنَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ وَاٰكِلَ الرِّبٰوا وَمُوْكِلَهٗ وَنَهٰی عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَكَسْبِ الْبَغِیِّ وَلَعَنَ الْمُصَوِّرِیْنَ

کیا جو اس پر حرام ہے اور اس کو تحریم کا علم نہ تھا تو ان کو علیحدہ علیحدہ کر دیا جائے اور نکاح کے وقت جو مہر مقرر کیا تھا وہ عورت وہی لے گی اس کے علاوہ کسی شئی کی مستحق نہیں اس کے بعد حسن بصری نے یہ فتویٰ دیا کہ اس کے لئے مہر مثل ہے۔ ان ہی دو دونوں اقوال پر فقہاء کے قول ہیں۔ بعض مہر مثل کے قائل ہیں اور بعض نکاح کے وقت مقرر شدہ مہر کے قائل ہیں۔ اور جس نے محرّمہ سے نکاح کیا حالانکہ اسے معلوم تھا کہ یہ عورت مجھ پر حرام ہے تو امام مالک، ابو یوسف، محمد اور امام شافعی کے نزدیک اس پہ حد واجب ہے۔ اور مہر وغیرہ کچھ نہیں۔ سفیان ثوری اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہما نے کہا اس پہ حد نہیں تعزیر ہے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ تعزیر چالیس کوڑوں سے کم ہوگی۔

۴۹۹۹ ـــ **ترجمہ** : ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتّے کی قیمت کاہن کی اُجرت اور بدکار عورت کی کمائی سے منع فرمایا۔

۴۹۹۹ ـــ **شرح** : اس حدیث سے حسن بصری، ربیعہ، حماد بن ابی سلیمان اوزاعی شافعی، احمد اور ایک روایت کے مطابق امام مالک رضی اللہ عنہم نے استدلال کیا کہ کتے کی قیمت حرام ہے۔ عطاء، ابراہیم نخعی، امام ابو حنیفہ اور محمد رضی اللہ عنہم نے کہا جن کتوں سے نفع حاصل ہو سکتا ہے اُن کی بیع جائز ہے۔ اور قیمت مباح ہے اُنھوں نے اس حدیث کا جواب یہ دیا ہے کہ ان کی قیمت کی ممانعت اس وقت تھی جب کتوں کو قتل کرنے کا حکم تھا۔ جب شکار وغیرہ کے لئے ان سے انتفاع مباح ہُوا تو ان کی قیمت بھی مباح ہوگئی اور ان کو قتل کرنے کی نہی منسوخ ہوگئی ہاں جن کتوں سے انتفاع جائز نہیں ان کی قیمت حرام ہے (حدیث : ع ۲۰۹۸ ج ۲ :)

کاہن کی مزدوری

کاہن لوگوں کو باطل باتیں بتا کر اُن سے رشوت وصُول کرتے ہیں یہ حرام ہے۔ امام طحاوی

کا

کیا ہے۔ اس لئے

کا اجماع ہے

نبی کریم صلی اللہ

والے

پر لعنت فرمائی

کو پھیرا جاتا

وہ عورت ہے جس

کو خسارہ ہوتا ہے

میں۔

حسن صحیح)

روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ

کی کمائی سے منع فرمایا۔

سے مراد یہ ہے کہ اُن سے بدکاری کرا کر مال وصول

کیا جائے یہ حرام ہے یہ بدکار عورت کی کمائی میں داخل ہے۔

(... ۲۰۹۸، ج: ۳ کی شرح دیکھیں)

بَابُ الْمَهْرِ لِلْمَدْخُولِ عَلَيْهَا وَكَيْفَ الدُّخُولُ أَوْطَلَّقَهَا قَبْلَ الدُّخُولِ وَالْمَسِيْسِ

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ أَنَا إِسْمٰعِيْلُ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ رَجُلٌ قَذَفَ امْرَأَتَهُ فَقَالَ فَرَّقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَخَوَيْ بَنِي الْعَجْلَانِ وَقَالَ اللّٰهُ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ فَأَبَيَا فَقَالَ اللّٰهُ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ فَأَبَيَا فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا قَالَ أَيُّوْبُ فَقَالَ لِي عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ فِي الْحَدِيْثِ شَيْءٌ لَا أُرَاكَ تُحَدِّثُهُ قَالَ قَالَ الرَّجُلُ مَالِي قَالَ لَا مَالَ لَكَ إِنْ كُنْتَ صَادِقًا فَقَدْ دَخَلْتَ بِهَا وَإِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَهُوَ أَبْعَدُ مِنْكَ

باب اس عورت کا مہر جس کو دخول کیا ہے اور دخول کیسے ہوتا ہے یا عورت کو مس کرنے اور دخول کرنے سے پہلے طلاق دی

شرح الباب: جب عورت کو پردہ میں کرے یا کمرے کا دروازہ بند کرے تو پورا مہر واجب ہو جاتا ہے اور طلاق کی صورت میں عدت واجب ہے۔ امام احمد اور احناف کا یہی مسلک ہے۔ امام شافعی کے نزدیک جماع کرنے کے بغیر واجب نہیں۔ مسیس اور دخول دو لفظ ذکر کر کے دو مذہبوں کی طرف اشارہ کیا۔ ایک صرف خلوت پر اکتفا کرنے سے مہر واجب ہے۔ دوسرے مہر واجب ہونے کے لئے جماع ضروری ہے۔

۵۰۰۲ — ترجمہ: سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے ابن عمر سے کہا ایک آدمی نے اپنی بیوی کو تہمت لگائی ہے

[illegible] کہ تم میں [illegible]

[illegible] نے فرمایا [illegible]

[illegible] انکار کیا پھر حضور نے دونوں [illegible]

[illegible] دیکھا کہ اس کی بیان [illegible]

[illegible] ہے لہذا مہر کے [illegible]

[illegible] ایک بار بھی بری [illegible]

[illegible] حضور نے فرمایا اگر تو سچا ہے تو [illegible] اگر جھوٹا ہے تو مہر کا مطالبہ کرنا فضول ہے۔

[illegible] عورت کے لئے متعہ جس کے لئے [illegible] مہر مقرر نہیں کیا گیا،،

[illegible] کے متعین علماء کا اختلاف ہے،،

[illegible] واجب ہے جس سے جماع نہ کیا گیا ہو اور نہ ہی اس [illegible]

کے لئے مہر مقرر کیا گیا ہو۔ علماء کوفہ بھی یہی کہتے ہیں کیونکہ مہر اور متعہ دونوں جمع نہیں ہو سکتے ہیں۔ احناف کہتے ہیں اگر اس سے جماع کر کے طلاق دیدی تو اس کو متعہ دے گا لیکن اس پر اسے جبر نہیں کیا جائے گا۔ سفیان ثوری اور اوزاعی کا بھی یہی مذہب ہے۔ ابو عمر دینے کہا امام شافعی رضی اللہ عنہ سے ایک روایت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے قول جیسی ہے۔ بعض علماء نے کہا ہر مطلقہ کیلئے متعہ ہے اس سے جماع کیا گیا ہو یا نہ۔ جبکہ تفریق شوہر کی جانب سے ہو۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا ہر مطلقہ کے لئے متعہ ہے۔ علماء کی ایک جماعت کہتی ہے کہ متعہ کوئی ضروری نہیں۔ ابن ابی لیلیٰ، مالک اور لیث بھی یہی کہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تم پر حرج نہیں اگر تم عورتوں کو طلاق دو جب تک تم نے ان سے جماع نہیں کیا یا ان کے لئے مہر مقرر نہیں کیا اللہ تمہارے عملوں کو دیکھتا ہے" تک۔

اس آیت کریمہ سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے مطلقاً ہر مطلقہ کے لئے وجوب متعہ پر استدلال کیا ہے۔ پوری آیت کریمہ یہ ہے: مَا لَمْ تَمَسُّوهُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيْضَةً وَّمَتِّعُوْهُنَّ عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ "" یہ آیت کریمہ ایک انصاری مرد کے حق میں نازل ہوئی جس نے قبیلہ بنی حنیفہ کی ایک عورت سے نکاح کیا اور اس کا مہر مقرر نہ کیا اور اس سے جماع کرنے سے قبل اس کو طلاق دے دی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو متعہ دو اگرچہ ٹوپی ہو۔ احناف کہتے ہیں متعہ صرف ایسی عورت کے لئے ضروری ہے اور اس کے علاوہ دوسری مطلقات کیلئے متعہ مستحب ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! طلاق والی عورتوں کے لئے بھی مناسب طور پر متعہ (نان نفقہ) ہے یہ پرہیزگاروں پر واجب ہے" اسی طرح اللہ اپنی آیات بیان کرتا ہے کہ کہیں تمہیں سمجھ ہو"

اس آیت کریمہ کے عموم سے بھی امام بخاری نے مطلقاً ہر مطلقہ کے لئے وجوب متعہ (نان ونفقہ) پر استدلال کیا ہے اور جو علماء اس کے قائل نہیں وہ کہتے ہیں یہ آیت کریمہ منسوخ ہے۔ اس کی ناسخ لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ الآیۃ ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ یہ آیت مذکور آیت سے مقدم ہے۔ تو یہ متاخر کی ناسخ کیسے ہو سکتی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تلاوت میں مقدم ہے اور نزول میں متاخر ہے۔ ابو عمر نے کہا قرآن کریم میں مذکور متعہ میں علماء کا اتفاق ہے کہ اس کی قدر کی

[illegible] لعان کا ذکر ہے ان

[illegible] کے لئے مشروع ہے۔ علامہ کرمانی

[illegible] سے استعمال کرنے والی عورت

[illegible] مطلقہ ہے اور خود اس کا جواب

[illegible] یا آپ تیرے لئے اس کی طرف

[illegible] زائد کلام تاکید کے لئے شوہر

[illegible] رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ النَّفَقَاتِ

بَابُ فَضْلِ النَّفَقَةِ عَلَى الْأَهْلِ

وَقَوْلِهِ وَيَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ قُلِ الْعَفْوَ اِلٰى قَوْلِهِ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَقَالَ الْحَسَنُ اَلْعَفْوُ الْفَضْلُ

۵۰۰۵ — حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِيْ اِيَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ يَزِيْدَ الْاَنْصَارِيَّ عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدِ الْاَنْصَارِيِّ فَقُلْتُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَنْفَقَ الْمُسْلِمُ نَفَقَةً عَلٰى اَهْلِهِ وَهُوَ يَحْتَسِبُهَا كَانَتْ لَهٗ صَدَقَةً

نے لعان کرنے والے مرد و زن سے فرمایا تمہارا حساب اللہ کے ذمّہ ہے تم دونوں میں سے ایک ضرور کاذب ہے (مرد سے فرمایا) تیرے لئے عورت پر کوئی راہ نہیں (تم میں مفارقت ہوگئی) اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میرے مال کا کیا بنے گا۔ حضور نے فرمایا اب وہ مال تیرا نہیں کیونکہ اگر تُو نے اس کے متعلق سچ کہا ہے تو مال اس کا بدل ہوگیا ہے جو تُو نے اس کی فرج سے استفادہ کیا ہے اور اگر تو نے جھوٹ کہا ہے تو یہ تیرے لئے اس کی نسبت بہت بعید ہے (جھوٹ بولتا ہے پھر مہر طلب کرتا ہے)

۵۰۰۳ — شرح: بہت بعید کا معنی یہ ہے کہ جس کے مقابلہ مہر تھا اور وہ جماع تھا وہ پورا کر لینے کے باوجود مہر طلب کرتا ہے۔ یہ تیرے لئے بعید ہے پھر اس کو تہمت لگا کر اسے ایذا پہنچائی جو انتقام کی موجب ہے یہ بہت بعید ہے۔

[illegible]

[illegible] مسعود [illegible]

[illegible] روایت کرتا [illegible]

[illegible] اس لیے کہ اس کا ثواب [illegible]

[illegible] میں ہے کہ [illegible] اہل اس کی [illegible] بیٹا اور

[illegible] جمع کرتا ہے اور وہ بھائی، بہن، چچا کا بیٹا اور

[illegible] اہل وہ ہیں جو اس کے خاص ہوں بعض نے

[illegible] ہیں، کیونکہ جب [illegible] پر نفقہ کرے جو اس

۵۰۰۵ ـ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنَا مٰلِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ اَنْفِقْ يَا ابْنَ اٰدَمَ اُنْفِقْ عَلَيْكَ

۵۰۰۶ ـ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ قَزَعَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مٰلِكٌ عَنْ ثَوْرِ ابْنِ زَيْدٍ عَنْ اَبِي الْغَيْثِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّاعِيْ عَلَى الْاَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِيْنِ كَالْمُجَاهِدِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوِ الْقَائِمِ اللَّيْلِ وَالصَّائِمِ النَّهَارِ

پر واجب ہے وہ موجب ثواب ہے تو جو اس کے بغیر ہے وہ بطریق اولیٰ موجب ثواب ہوگا۔ جہلب نے کہا اہل وعیال پر نفقہ واجب ہے اور چھوٹی اولاد کا نفقہ بھی واجب ہے جبکہ وہ صغیر ہوں بالغ اولاد جو عزیب ہو اور کسب نہ کر سکتے ہوں۔ ان کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے اور جب تک لڑکی کا نکاح نہ کیا جائے اس کا نفقہ بھی بعض کے نزدیک واجب ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۵۰۰۵ ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے ابن آدم تو لوگوں پر خرچ کر میں تجھ پہ خرچ کروں گا۔

۵۰۰۶ ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیواؤں اور مساکین کے لئے سعی کرنے والا اس شخص کی مانند ہے جو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا ہے یا اس کی مانند ہے جو ساری رات عبادت کرنے والا اور دن کو روزہ سے رہنے والا۔

۵۰۰۶ ــــ شرح : یعنی بیوہ عورتوں اور مسکینوں کو نفع پہنچانے کے لئے کوشش کرتا ہے۔ لفظ "او" راوی کو شک ہے اور القائم اللیل والصائم النھار میں قائم اور صائم اسم فاعل لیل ونہار کی طرف مضاف ہیں۔ یہ اضافت لفظی ہے جو تخفیف کا مقتضی ہے اور یہ اضافت الحسن الوجہ کے قبیلہ سے ہے جبکہ حسن صفت مشبہ ہے۔

بَابُ وُجُوبِ النَّفَقَةِ عَلَى الْأَهْلِ وَالْعِيَالِ

۵۰۰۸ — حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْضَلُ الصَّدَقَةِ مَا تَرَكَ غِنًى وَ الْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ تَقُوْلُ الْمَرْأَةُ إِمَّا أَنْ تُطْعِمَنِيْ وَإِمَّا أَنْ تُطَلِّقَنِيْ وَيَقُوْلُ الْعَبْدُ أَطْعِمْنِيْ وَاسْتَعْمِلْنِيْ وَيَقُوْلُ الْابْنُ أَطْعِمْنِيْ إِلٰى مَنْ تَدَعُنِيْ قَالُوْا يَا أَبَا هُرَيْرَةَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا هٰذَا مِنْ كِيْسِ أَبِيْ هُرَيْرَةَ

پھیلاتے پھریں۔ عالہ عائل کی جمع بمعنی فقیر ہے قولہ فی امرءتک ”یعنی عورت کے منہ میں لقمہ کرنا طاعت سے بہت دور ہے جب اس سے اللہ کی رضا مقصود ہو اور اس سے ثواب حاصل ہو تو اس کے علاوہ جس میں طاعت ہو بطریق اولیٰ ثواب حاصل ہوگا۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس حدیث میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے کیونکہ اس کے بعد سعد بن ابی وقاص چالیس برس زندہ رہے حتیٰ کہ عراق اور دیگر ممالک فتح کئے اور لوگوں نے آپ کے سبب دین و دنیا میں منافع حاصل کئے اور کفار مصیبتوں میں مبتلا ہوئے۔ مجمع البحار میں ہے کہ اللہ اور رسول کے کلام میں لفظ ”لعل“ تحقیق کے لئے آتا ہے [illegible] ۱۲۲۱ : ۲ کی شرح دیکھیں

بابٌ — اہل وعیال پر وجوبِ نفقہ

یعنی عورتوں اور باقی گھروالوں پر خرچ کرنا یہاں اہل سے مراد بیوی ہے اور عیال اس پر معطوف عام کا خاص پر عطف ہے۔ مرد جن کو قوت دیتا ہے اور ان پر خرچ کرتا ہے وہ اس کے عیال ہیں۔ عیال دراصل عِوَال تھا کیونکہ اس کی تصریف عال یعول [illegible] واو متحرک کا ماقبل مکسور ہے۔ اس کو یاء سے

۵۰۱۰ — حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنِ خَالِدِ بْنِ مُسَافِرٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُ الصَّدَقَةِ مَا كَانَ عَنْ ظَهْرِ غِنًى وَّابْدَاْ بِمَنْ تَعُوْلُ

یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ جو شخص اپنی بیوی کا نان نفقہ پُورا نہ کر سکے۔ ان میں تفریق کر دینی چاہیئے اور عورت شوہر سے فراق کر سکتی ہے جمہور کا یہی قول ہے علماء کوفہ کہتے ہیں۔ عورت کو صبر کرنا لازم ہے اور مرد کے ذمہ نفقہ فرض ہے۔ عطاء بن ابی رباح ، ابن شہاب زہری ، ابن شبرمہ ، ابو سلیمان اور عمر بن عبدالعزیز بھی یہی کہتے ہیں۔

عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آئت مذکورہ سے یہ استدلال تام نہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا یہ آئت کریمہ اس آدمی کے حق میں نازل ہوئی کہ جو عورت کو طلاق دیدے جب عدت پوری ہونے کو ہو تو رجوع کرے تاکہ دوسرے تک نہ جا سکے پھر طلاق دے دیتا ہے اور وہ عدت میں بیٹھ جاتی ہے پھر جب عدت پوری ہونے کو ہوتی ہے تو رجوع کر لیتا ہے پھر اس کو عدت میں داخل کر دیتا ہے اس کو سخت وعید کے ساتھ منع کیا ، جو اس طرح کرے وہ اپنی جان پر ظلم کرتا ہے لہٰذا اس سے استدلال باطل ہے

۵۰۰۹ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہترین صدقہ وہ ہے جو قوتِ غنی سے ہو۔

۵۰۰۹ — شرح : یعنی صدقہ کرنے کے بعد خود محتاج نہ ہو جائے۔ لفظ ظہر زائد ہے یعنی اہل و عیال کی حاجت ضروریہ سے زائد کا صدقہ کرے

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جنگ تبوک میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال کی فراہمی کے لئے فرمایا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے گھر میں جو کچھ تھا لے کر دربار رسالت میں پیش کر دیا اور اپنے اہل و عیال کے لئے کچھ نہ چھوڑا۔ بایں ہمہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تحسین فرمائی اور اس عمل کو بنظر استحسان دیکھا تھا لیکن اس حدیث کے مقتضٰی کے مطابق وہ صدقہ بہترین نہ تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث کا مفہوم عام لوگوں کے لئے ہے۔ اخص خواص کی نسبت اور ہے۔ نیز یوں بھی ہو سکتا ہے کہ اس حدیث کا معنی یہ ہو کہ بہترین صدقہ وہ ہے جو غنا ذاتی سے ہو اور کثرتِ مال غنی نہیں ، چنانچہ کہا جاتا ہے ؎ غنا بدل است نہ بکثرتِ مال"۔

بَابُ حَبْسِ الرَّجُلِ قُوْتَ سَنَةٍ عَلٰی اَهْلِهٖ وَكَيْفَ نَفَقَاتُ الْعِيَالِ "

۵۰۱۰ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ اَنَا وَكِيْعٌ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ قَالَ لِيْ مَعْمَرٌ قَالَ لِيَ الثَّوْرِيُّ هَلْ سَمِعْتَ فِي الرَّجُلِ يَجْمَعُ لِاَهْلِ قُوْتَ سَنَتِهِمْ اَوْ بَعْضَ السَّنَةِ قَالَ مَعْمَرٌ فَلَمْ يَحْضُرْنِيْ ثُمَّ ذَكَرْتُ حَدِيْثًا حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابِ الزُّهْرِيُّ عَنْ مٰلِكِ بْنِ اَوْسٍ عَنْ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَبِيْعُ نَخْلَ بَنِي النَّضِيْرِ وَيَحْبِسُ لِاَهْلِهٖ قُوْتَ سَنَتِهِمْ

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا دل غنی تھا۔ لہٰذا ان کا صدقہ بہترین صدقہ تھا۔

باب آدمی کا اپنے گھر والوں کے لئے ایک سال کا خرچہ جمع کرنا اور اہل و عیال کا خرچہ کیسے ہو

اس باب کے دو عنوان ہیں ایک اہل و عیال کے لئے سال بھر کا خرچہ جمع کرنا دوسرے یہ بیان کرنا ہے کہ اہل وعیال کا خرچہ کیسا ہے؟ واجب ہے یا مستحب ہے۔

۵۰۱۰ ـــ ترجمہ : سفیان بن عُیَیْنَہ نے کہا مجھے معمر بن راشد نے کہا کہ مجھے سفیان ثوری نے کہا کیا تم نے اس آدمی کے متعلق کچھ سنا ہے جو اپنے اہل و عیال کے لئے سال یا بعض سال کا خرچہ جمع کرے۔ معمر نے کہا مجھے اس کا جواب سمجھ نہ آیا پھر مجھے حدیث یاد آ گئی جو ہم سے ابن شہاب نے مالک بن اوس کے ذریعہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے بیان کی تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بنی نضیر کے کھجور کے باغ فروخت کرتے تھے۔ اس میں سے اپنے اہل و عیال کے سال بھر کا نفقہ روک لیتے تھے

۵۰۱۱ — حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ وَكَانَ مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ ذَكَرَ لِي ذِكْرًا مِنْ حَدِيثِهِ فَانْطَلَقْتُ حَتَّى دَخَلْتُ عَلَى مَالِكِ بْنِ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ مَالِكٌ انْطَلَقْتُ حَتَّى أَدْخُلَ عَلَى عُمَرَ إِذْ أَتَاهُ حَاجِبُهُ يَرْفَأُ فَقَالَ هَلْ لَكَ فِي عُثْمَانَ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ وَالزُّبَيْرِ وَسَعْدٍ يَسْتَأْذِنُونَ قَالَ نَعَمْ فَأَذِنَ لَهُمْ قَالَ فَدَخَلُوا وَسَلَّمُوا فَجَلَسُوا ثُمَّ لَبِثَ يَرْفَأُ قَلِيلًا فَقَالَ لِعُمَرَ هَلْ لَكَ فِي عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ قَالَ نَعَمْ فَأَذِنَ لَهُمَا فَلَمَّا دَخَلَا سَلَّمَا وَجَلَسَا فَقَالَ عَبَّاسٌ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ اقْضِ بَيْنِي وَبَيْنَ هَذَا فَقَالَ الرَّهْطُ عُثْمَانُ وَ

۵۰۱۰ — شرح: زہری کی روایت کے یہ الفاظ ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بنی نضیر کے مال سے جو آپ حضور کا خصوصی فیٔ کا مال تھا اہل و عیال کے لئے سال بھر کا نفقہ رکھ کر باقی ملکی ضروریات کے لئے صرف کرتے تھے۔ اور اس سے گھوڑے اور جنگی سامان خرید فرماتے تھے۔ بنی نضیر خیبر کے یہودیوں کا ایک قبیلہ ہے جو عرب میں داخل تھے وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھائی ہارون علیہ السلام کی طرف منسوب ہیں۔ مہلب نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنے اہل و عیال کے لئے سال بھر کا خوچہ جمع کر لینا احتکار میں داخل نہیں ہے۔ اور اگر کوئی اپنی کھیتی یا کھجور کے باغات سے جمع کرے تو وہ احتکار نہیں ہے۔ اس میں فقہاء متفق ہیں۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اہل و عیال کے لئے سال بھر کا خرچہ جمع کر لینا توکل کے منافی نہیں۔

۵۰۱۱ — ترجمہ: ابن شہاب نے کہا مجھے مالک بن اوس بن حدثان نے خبر دی جبکہ محمد بن جبیر بن مطعم نے مجھ سے حدیث ذکر کی تو میں چلا حتی کہ مالک ابن اوس کے پاس پہنچا اور اس سے پوچھا تو مالک نے کہا میں چلا حتی کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس

أَصْحَابُهُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ اقْضِ بَيْنَهُمَا وَأَرِحْ أَحَدَهُمَا مِنَ الْآخَرِ فَقَالَ عُمَرُ اتَّئِدُوا أَنْشُدُكُمْ بِاللَّهِ الَّذِي بِإِذْنِهِ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ يُرِيدُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفْسَهُ قَالَ الرَّهْطُ قَدْ قَالَ ذَلِكَ فَأَقْبَلَ عُمَرُ عَلَى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ قَالَ أَنْشُدُكُمَا بِاللَّهِ هَلْ تَعْلَمَانِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ذَلِكَ قَالَا قَدْ قَالَ ذَلِكَ قَالَ عُمَرُ فَإِنِّي أُحَدِّثُكُمْ عَنْ هَذَا الْأَمْرِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ خَصَّ رَسُولَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذَا الْمَالِ بِشَيْءٍ لَمْ يُعْطِهِ أَحَدًا غَيْرَهُ

پہنچا اچانک اُن کے پاس ان کا چوکیدار یرفأ آیا اور کہا عثمان، عبدالرحمٰن، زبیرؓ اور سعد بن ابی وقاص اجازت طلب کرتے ہیں کیا آپ انہیں اندر آنے کی اجازت دیتے ہیں؟

عمر فاروق نے فرمایا ہاں انہیں اجازت ہے۔ پس وہ اندر آئے اور سلام کہا پھر بیٹھ گئے پھر یرفأ تھوڑا سا ٹھہرا اور عمر فاروق سے عرض کیا۔ کیا آپ علی اور عباس رضی اللہ عنہما کو اندر آنے کی اجازت دیتے ہیں؟ فرمایا ہاں اور ان کو اجازت دیدی جب وہ اندر آئے تو انھوں نے سلام کہا پھر بیٹھ گئے۔ اچانک حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا یا امیرالمؤمنین میرے اور اس کے درمیان فیصلہ کریں حضرت عثمان اور اُن کے ساتھیوں نے کہا یا امیرالمؤمنین ان کے درمیان فیصلہ کر دیں اور ایک کو دوسرے سے آرام پہنچائیں۔ عمر فاروق نے فرمایا ذرا سا صبر کرو جلدی نہ کرو۔ میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں جس کی قدرت سے آسمان اور زمین قائم ہے۔ کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا جو ہم چھوڑیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔ اس سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذات کریمہ مراد لیتے تھے۔ اس جماعت نے کہا یقیناً حضور نے فرمایا ہے۔ پھر عمر فاروق علی اور عباس کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے؟ دونوں نے کہا یقیناً حضور نے یہ فرمایا ہے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تمہیں اس سے خبردار کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس مال میں مخصوص فرمایا اور آپ کے بغیر کسی کو یہ مال نہیں دیا، چنانچہ

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَمَآ اَفَآءَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مِنْھُمْ اِلٰی قَدِیْرٌ فَکَانَتْ ھٰذِہٖ خَالِصَۃً لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاللّٰہِ مَا اخْتَارَھَا دُوْنَکُمْ وَلَا اسْتَاْثَرَ بِھَا عَلَیْکُمْ لَقَدْ اَعْطَاکُمُوْھَا وَبَثَّھَا فِیْکُمْ حَتّٰی بَقِیَ مِنْھَا ھٰذَا الْمَالُ فَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُنْفِقُ عَلٰی اَھْلِہٖ نَفَقَۃَ سَنَتِھِمْ مِنْ ھٰذَا الْمَالِ ثُمَّ یَاْخُذُ مَا بَقِیَ فَیَجْعَلُہٗ مَجْعَلَ مَالِ اللّٰہِ فَعَمِلَ بِذٰلِکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَیَاتَہٗ وَاَنْشُدُکُمْ بِاللّٰہِ ھَلْ تَعْلَمُوْنَ ذٰلِکَ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ لِعَلِیٍّ وَعَبَّاسٍ اَنْشُدُکُمَا بِاللّٰہِ ھَلْ تَعْلَمَانِ ذٰلِکَ قَالَا نَعَمْ ثُمَّ تَوَفَّی اللّٰہُ نَبِیَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ اَنَا وَلِیُّ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَبَضَھَا اَبُوْبَکْرٍ فَعَمِلَ فِیْھَا بِمَا

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو اللہ نے اپنے رسول کو ان سے فیٔ کا مال دیا الخ پس یہ خالص مال جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تھے۔ بخدا! تمہیں چھوڑ کر وہ مال اپنے لئے جمع نہیں کیا اور نہ ہی تمہارے سوا اپنی ذات کریمہ کو مخصوص کیا ہے۔ وہ مال تم ہی کو دیئے ہیں اور تم میں صرف کر دیئے۔ حتی کہ اس سے یہ مال باقی رہ گیا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مال سے اپنے اہل و اولاد کے لئے سال کا نفقہ لیتے اور جو باقی بچ رہتا اس کو اللہ کی راہ میں خرچ کر دیتے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات طیبہ میں اس پر عمل کیا میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا تم یہ جانتے ہو؟ اُنھوں نے کہا جی ہاں حضرت علی اور عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا میں اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا تم یہ جانتے ہو؟ اُنھوں نے کہا جی ہاں! پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات دی تو ابوبکر صدیق نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ولی ہوں اور اس مال کو اپنے قبضہ میں کر لیا اور اس میں وہی عمل کرتے رہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں عمل کیا تھا اور تم دونوں اس وقت حضرت علی اور حضرت عباس کی طرف متوجہ ہو کر کہا گمان کرتے تھے کہ ابوبکر ایسا ایسا ہے اور اللہ جانتا ہے کہ ابوبکر اس میں صادق نیکوکار حق کے تابع تھے پھر اللہ تعالیٰ نے ابوبکر کو وفات دی تو میں نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق

عَمِلَ بِهٖ فِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنْتُمَا حِيْنَئِذٍ فَاَقْبَلَ عَلٰى
عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ تَزْعُمَانِ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ كَذَا وَكَذَا وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اَنَّهٗ فِيْهَا صَادِقٌ
بَارٌّ رَاشِدٌ تَابِعٌ لِلْحَقِّ ثُمَّ تَوَفَّى اللّٰهُ اَبَا بَكْرٍ فَقُلْتُ اَنَا وَلِيُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِيْ بَكْرٍ فَقَبَضْتُهَا سَنَتَيْنِ اَعْمَلُ فِيْهَا بِمَا عَمِلَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْ بَكْرٍ ثُمَّ جِئْتُمَانِيْ وَكَلِمَتُكُمَا وَاحِدَةٌ
وَاَمْرُكُمَا جَمِيْعٌ جِئْتَنِيْ تَسْاَلُنِيْ نَصِيْبَكَ مِنِ ابْنِ اَخِيْكَ وَاَتٰى هٰذَا
يَسْاَلُنِيْ نَصِيْبَ امْرَاَتِهٖ مِنْ اَبِيْهَا اِنْ شِئْتُمَا دَفَعْتُهٗ اِلَيْكُمَا عَلٰى اَنَّ
عَلَيْكُمَا عَهْدَ اللّٰهِ وَمِيْثَاقَهٗ لَتَعْمَلَانِّ فِيْهَا بِمَا عَمِلَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِمَا عَمِلَ بِهٖ فِيْهَا اَبُوْ بَكْرٍ وَبِمَا عَمِلْتُ بِهٖ فِيْهَا مُنْذُ
وُلِّيْتُهَا وَاِلَّا فَلَا تُكَلِّمَانِيْ فِيْهَا فَقُلْتُمَا ادْفَعْهَا اِلَيْنَا بِذٰلِكَ فَدَفَعْتُهَا اِلَيْكُمَا
بِذٰلِكَ اَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ هَلْ دَفَعْتُهَا اِلَيْهِمَا بِذٰلِكَ قَالَ الرَّهْطُ نَعَمْ فَاَقْبَلَ
عَلٰى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ فَقَالَ اَنْشُدُكُمَا بِاللّٰهِ هَلْ دَفَعْتُهَا اِلَيْكُمَا بِذٰلِكَ قَالَا

کا ولی ہوں تو میں نے وہ مال دو سال اپنے قبضہ میں رکھے اُن میں وہی عمل کرتا رہا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق کرتے رہے پھر تم دونوں میرے پاس آئے اور تمہاری بات ایک ہی تھی اور معاملہ ایک تھا (کوئی جھگڑا نہ تھا) تم میرے پاس آئے مجھ سے اپنے بھتیجے کے مال سے اپنا حصہ مانگتے تھے اور یہ میرے پاس آئے مجھ سے اپنی بیوی کا حصہ اپنے باپ کے مال سے طلب کرتے تھے۔ میں نے کہا اگر تم چاہتے ہو تو میں یہ مال اس شرط پر تمہارے حوالہ کرتا ہوں کہ تم پر اللہ کا عہد و میثاق ہے کہ اس میں وہی عمل کرو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمل کیا ہے اور جو ابوبکر صدیق نے ان میں عمل کیا ہے اور جو میں نے اس میں عمل کیا ہے جب سے ان کا ولی بنایا گیا ہوں، ورنہ اس بارے میں میرے ساتھ گفتگو مت کرو پھر تم نے کہا اس شرط پر یہ مال ہمارے حوالہ کر دیں تو میں نے تمہارے حوالہ کر دیا میں تمہیں اللہ کی

نَعَمْ قَالَ اَفَتَلْتَمِسَانِ مِنِّيْ قَضَاءً غَيْرَ ذٰلِكَ فَوَالَّذِيْ بِاِذْنِهٖ تَقُوْمُ السَّمَاءُ وَالْاَرْضُ لَا اَقْضِيْ فِيْهَا قَضَاءً غَيْرَ ذٰلِكَ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ فَاِنْ عَجَزْتُمَا عَنْهَا فَادْفَعَاهَا اِلَيَّ فَاِنِّيْ اَكْفِيْكُمَاهَا

قسم دیتا ہوں کیا میں نے اس شرط پر تمہارے حوالہ کر دیا تھا؟ موجودہ صحابہ کرام نے کہا جی ہاں! پھر حضرت علی اور عباس رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا میں نے اس شرط پر تمہارے حوالہ کیا تھا؟ دونوں نے کہا جی ہاں! عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تم مجھ سے اس کے سوا کوئی فیصلہ چاہتے ہو اس ذات کی قسم جس کے حکم سے آسمان اور زمین قائم ہے۔ میں اس کے سوا اس مال میں کوئی فیصلہ نہیں کروں گا۔ حتیٰ کہ قیامت قائم ہو جائے۔ اگر تم اس سے عاجز ہو تو یہ میرے حوالہ کر دو میں تم دونوں کی اس میں کفایت کروں گا۔

۵۰۱۱ — **شرح**: اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ یہ واقعہ مشکل نظر آتا ہے، کیونکہ حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہما نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے یہ مال مذکور شرط پر لیا تھا۔ اور دونوں نے اعتراف کیا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو مال ہم چھوڑیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔ اس کے بعد انہیں کیا ضرورت محسوس ہوئی کہ پھر جھگڑا کرتے ہوئے عمر فاروق کے پاس آئے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ مال دونوں کے درمیان مشترک تھا اور شراکت کی وجہ سے اس میں آئے دن وہ جھگڑتے رہتے تھے۔ اس لئے انہوں نے اس بار آکر یہ مطالبہ کیا تھا کہ یہ مال ہم میں آدھا آدھا تقسیم کر دیں، لیکن عمر فاروق رضی اللہ عنہ یہ کہہ کر تقسیم سے انکار کر دیا ہے کہ اگر یہ مال تقسیم کر دیا جائے تو زمانہ گزرنے پر ایسا وقت بھی آسکتا ہے کہ دونوں کی اولاد اس مال کی ملکیت کا دعویٰ کریں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد کہے کہ یہ آپ کو حضور سے آدھا ترکہ حصہ میں آیا ہے اور حضرت علی کی اولاد کہے یہ ہماری جدہ سیدہ فاطمہ کا حصہ ہے جو انہیں حضور سے ترکہ حصہ میں آیا تھا، کیونکہ اگر کوئی شخص فوت ہو جائے اور ایک بیٹی اور ایک چچا چھوڑ جائے تو بیٹی کو ترکہ سے نصف ملے گا اور باقی نصف چچا بطور عصبہ لے گا۔ اس لئے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تقسیم سے انکار کیا تھا۔

(حدیث ۲۸۸۵ ج: ۴ کی شرح دیکھیں)

بَابٌ قَوْلُهُ وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ إِلَى قَوْلِهِ بَصِيرٌ وَقَالَ وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلٰثُونَ شَهْرًا وَقَالَ وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلٰثُونَ شَهْرًا وَقَالَ وَإِنْ تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهُ أُخْرٰى لِيُنْفِقْ ذُوْسَعَةٍ مِنْ سَعَتِهِ إِلَى يُسْرًا وَقَالَ يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ نَهَى اللّٰهُ أَنْ تُضَارَّ وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا وَذٰلِكَ أَنْ تَقُوْلَ الْوَالِدَةُ لَسْتُ مُرْضِعَتَهُ وَهِيَ أَمْثَلُ لَهُ غِذَاءً وَأَشْفَقُ عَلَيْهِ وَأَرْفَقُ بِهِ مِنْ غَيْرِهَا فَلَيْسَ لَهَا أَنْ تَأْبٰى بَعْدَ أَنْ يُعْطِيَهَا مِنْ نَفْسِهِ مَا جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَيْسَ لِلْمَوْلُوْدِ لَهُ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال دودھ پلائیں،، یہ اس کے لئے ہے جو دودھ پلانے کی مدت پوری کرنا چاہے بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيرٌ تک،، اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور اس کا حمل اور دودھ چھڑانے کی مدت تیس ماہ ہیں،،

تشریح : یعنی مائیں اپنے شوہروں سے بچوں کو دو سال دودھ پلائیں جبکہ وہ یہ مدت پوری کرنا چاہیں، کیونکہ مائیں زیادہ حق رکھتی ہیں لیکن جب بچے کا والد زندہ اور مالدار ہو تو ماں پر دودھ پلانا واجب نہیں۔ اور رضاعت کی اُجرت بالاتفاق باپ پر واجب ہے چنانچہ قرآن کریم میں ہے «فَإِنْ أَرْضَعْنَ لَكُمْ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ،، اگر مائیں دودھ پلائیں تو ان کو ان کی اجرت دو، لیکن بالاجماع

اَنْ یُضَارَّ بِوَلَدِہٖ وَالِدَتَہٗ فَیَمْنَعُہَا اَنْ تُرْضِعَہٗ ضِرَارًا لَّہَا اِلٰی غَیْرِہَا
فَلَا جُنَاحَ عَلَیْہِمَا اَنْ یَّسْتَرْضِعَا عَنْ طِیْبِ نَفْسِ الْوَالِدِ وَالْوَالِدَۃِ

یہ ثابت ہے کہ باپ پر رضاعت کی اُجرت اس وقت ہے جبکہ اُس نے بیوی کو طلاق دیدی ہو اور مطلقہ کی عدت پُوری ہو چکی ہو۔ البتہ جس عورت کا شوہر موجود ہو اور اُس نے طلاق نہ دی ہو تو اس تقدیر پر علماء کی مختلف رائے ہے۔ ابن ابی لیلیٰ نے کہا جب تک وہ اس کی بیوی ہے۔ اُسے دودھ پلانے پر مجبور کیا جائے گا۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے بھی یہی کہا ہے۔ سفیان ثوری، امام شافعی اور علماء کوفہ نے کہا عورت پر رضاعت واجب نہیں اور یہ بہرحال شوہر پر لازم ہے۔

قولہ حَمْلُہٗ وَفِصَالُہٗ " اس آیت کریمہ میں یہ اشارہ ہے کہ جس مدت میں دودھ پلانا واجب ہے وہ کتنی مدت ہے اور اس آیت کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حمل کی مدت کم از کم چھ ماہ ہے، کیونکہ رضاعت کی مدت پورے دو سال ہے تو تیس ماہ سے یہ مدت نکالنے کے بعد چھ مہینے باقی رہ جاتے ہیں۔ بعجہ بن عبداللہ جہنی سے روایت ہے کہ ہم سے ایک آدمی نے کسی عورت سے نکاح کیا تو چھ ماہ بعد بچہ پیدا ہوگیا۔ وہ امیرالمؤمنین عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو انھوں نے عورت کو رجم کرنے کا حکم دیا یہ سُن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عثمان کے پاس آئے اور کہا اللہ تعالیٰ فرماتا حمل اور فصال کی مدت تیس (۳۰) ماہ ہے اور فرمایا اس کا فصال دو سال ہے اور جب رضاع کی مدت نکال دی جائے تو باقی چھ ماہ رہ جاتے ہیں یہ حمل کی مدت ہے لہٰذا جب چھ ماہ بعد بچہ پیدا ہوسکتا ہے تو اس حمل کو ناجائز دے کر عورت پر حد قائم کرنا درست نہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور اگر تمہیں تنگی ہو تو قریب ہے کہ بچہ کو کوئی اور عورت دودھ پلانے والی مل جائے گی،، اور مالدار اپنی فراخی کے باعث اس کی اُجرت ادا کرے اور جس پر رزق تنگ ہو الخ (یعنی وہ غریب ہے)

تشریح : اس آیت کریمہ میں یہ اشارہ ہے کہ دُودھ پلانے کی اُجرت والد کے حال

فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا بَعْدَ اَنْ يَّكُوْنَ ذٰلِكَ عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فِصَالُهُ فِطَامُهُ ۔ بَابُ نَفَقَةِ الْمَرْأَةِ اِذَا غَابَ عَنْهَا زَوْجُهَا وَنَفَقَةِ الْوَلَدِ ۔ ۵۰۱۲ ۔ حَدَّثَنَا ابْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا

کے اعتبار سے ہے۔ پس اگر وہ دودھ پلانے میں تنگی محسوس کریں اور شوہر عورت کو رضاعت کی اُجرت دینے سے انکار کرے اور ماں دودھ پلانے سے انکار کرے تو شوہر اس کو دودھ پلانے پر مجبور نہیں کر سکتا۔ کوئی اور عورت دودھ پلائے اور ایسی عورت پائی جا سکتی ہے جو ماں کے انکار پر بچہ کو دودھ پلائے اس میں ماں کو زجر و تہدید ہے اور جو شخص تنگدست ہو تو وہ اپنی وسعت کے مطابق دودھ پلانے کی اُجرت دے گا۔

وَقَالَ يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ یونس نے زہری سے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ نے ماں کو اس کے بچے کے سبب ضرر دینے سے منع فرمایا یعنی جب ماں کہے میں بچہ کو دودھ نہیں پلاؤں گی، حالانکہ ماں بچے کے لئے غذا کے اعتبار سے بہتر ہے اور اس پر زیادہ متفق اور دوسری عورتوں کی نسبت زیادہ مہربان ہے۔ تو اس کو دودھ پلانے سے انکار نہیں کرنا چاہیئے۔ جبکہ اس کا شوہر اس کا وہ حق ادا کرے جو اللہ تعالیٰ نے اس پر فرض کیا ہے۔ اور نہ باپ بچے کی وجہ سے اس کی والدہ کو ضرر دے اور اس کو ضرر پہنچانے کے لئے اس کو دودھ پلانے سے منع کرنے اور اس کے علاوہ سے دودھ پلائے اور ان دونوں پر کوئی حرج نہیں کہ ماں باپ خوشی سے کسی اور عورت سے دودھ پلائیں اور اگر وہ اپنی مرضی اور مشورہ سے بچے سے دودھ چھڑانا چاہیں تو ان پر کچھ حرج نہیں ہے۔
قولہ فصالہ فطامہ ،، لفظ فصال بمعنی فطام ہے یعنی بچہ کو دودھ سے باز رکھنا ،،

باب بیوی کا خرچہ جبکہ اس کا شوہر غائب ہو جائے اور بچے کے خرچہ کا بیان

۵۰۱۲ ـ ترجمہ : ابن شہاب نے کہا مجھے عروہ نے خبر دی کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ عتبہ کی بیٹی آئی اور عرض کیا یا رسول اللہ!

عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَتْ هِنْدُ بِنْتُ عُتْبَةَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَبَا سُفْيٰنَ رَجُلٌ مِّسِّيْكٌ فَهَلْ عَلَيَّ حَرَجٌ اَنْ اُطْعِمَ مِنَ الَّذِيْ لَهٗ عِيَالَنَا قَالَ لَا اِلَّا بِالْمَعْرُوْفِ

۵۰۱۳ — حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَنْفَقَتِ الْمَرْاَةُ مِنْ كَسْبِ زَوْجِهَا عَنْ غَيْرِ اَمْرِهٖ فَلَهَا نِصْفُ اَجْرِهٖ

صلی اللہ علیہ وسلم! ابوسفیان بخیل آدمی ہے کیا مجھ پر کوئی حرج ہے کہ میں اس کے مال میں سے اپنے بچوں کو کھلاؤں۔ حضور نے فرمایا کوئی حرج نہیں اس کے مال سے کھاؤ مگر معروف اندازے سے کھاؤ"

۵۰۱۲ — یعنی اسراف کے بغیر خرچ کر سکتے ہو جو لوگوں میں متعارف ہے کہ وہ اس قدر اولاد پر خرچ کرتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ اولاد کا خرچہ ضروری ہے۔

بنت عتبہ : اس کا نسب یہ ہے ہند بنت عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف یہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہا کی والدہ ہے اپنے شوہر ابوسفیان کے اسلام قبول کرنے کے بعد فتح مکہ میں مشرف باسلام ہوئیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پہلے نکاح پر ثابت رکھا۔ تجدید نکاح نہ فرمائی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں فوت ہوئیں۔ جس روز حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد ابو قحافہ فوت ہوئے تھے۔ ابوسفیان کا نام صخر بن حرب اُمیہ بن عبد شمس ابن عبد مناف ہے۔ وہ تینتیس ہجری کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں فوت ہوئے اور اُن کے بیٹے امیر معاویہ یا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھی اور بقیع میں انہیں دفن کیا گیا جبکہ ان کی عمر ۸۸ برس تھی۔

۵۰۱۳ — ترجمہ : ہمام نے کہا میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے سنا کہ آپ نے فرمایا جب عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر اس کے مال سے اللہ کی راہ میں خرچ کرے تو اس کو آدھا ثواب ملتا ہے۔

بَابُ عَمَلِ الْمَرْأَةِ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا

۵۰۱۴ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِي الْحَكَمُ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ أَنَّ فَاطِمَةَ أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَشْكُو إِلَيْهِ مَا تَلْقَى فِي يَدِهَا مِنَ الرَّحَى وَبَلَغَهَا أَنَّهُ قَدْ جَاءَهُ رَقِيقٌ فَلَمْ تُصَادِفْهُ فَذَكَرَتْ لِعَائِشَةَ فَلَمَّا جَاءَ أَخْبَرَتْهُ عَائِشَةُ قَالَ فَجَاءَنَا وَقَدْ أَخَذْنَا مَضَاجِعَنَا فَذَهَبْنَا نَقُومُ فَقَالَ عَلَى مَكَانِكُمَا فَجَاءَ فَقَعَدَ بَيْنِي وَبَيْنَهَا حَتَّى وَجَدْتُ بَرْدَ قَدَمَيْهِ عَلَى بَطْنِي فَقَالَ أَلَا أَدُلُّكُمَا عَلَى خَيْرٍ مِمَّا سَأَلْتُمَا إِذَا أَخَذْتُمَا مَضَاجِعَكُمَا أَوْ أَوَيْتُمَا إِلَى فِرَاشِكُمَا فَسَبِّحَا ثَلَاثًا

۵۰۱۳ — **شرح** : اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ اگر کوئی عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر صدقہ کرے۔ جس کو شوہر بُرا نہ سمجھے، حالانکہ یہ صدقہ واجب بھی نہیں تو اسے ثواب ملتا ہے۔ تو جو واجب ہے وہ بطریق اولیٰ خرچ کر سکتی ہے۔ عورت کو نصف ثواب اس لئے ملتا ہے کہ جو طعام گھر میں ہے وہ دونوں کا خرچہ ہے۔
(حدیث ۱۹۳۸ ج : ۳ کی شرح دیکھیں)

باب — عورت کا اپنے شوہر کے گھر میں کام کاج کرنا "

۵۰۱۴ — **ترجمہ** : ابن ابی لیلیٰ نے بیان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ سیدہ فاطمہ علیہا السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اس حال میں کہ آپ حضور سے شکایت

وَثَلَاثِيْنَ وَاحْمَدَا ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ وَكَبِّرَا اَرْبَعًا وَّثَلَاثِيْنَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمَا مِنْ خَادِمٍ

کرتی تھیں کہ چکی چلانے سے ان کے ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے ہیں اور انہیں خبر پہنچی ہے کہ حضور کے پاس غلام آئے ہیں۔ انھوں نے حضور کو نہ پایا اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ ذکر کیا جب حضور تشریف لائے تو ام المؤمنین نے آپ کو خبر دار کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے، حالانکہ ہم نے سونے کے لئے بستر ے لے رکھے تھے ہم نے کھڑے ہونے کا قصد کیا تو حضور نے فرمایا اپنی جگہ پر رہو۔ آپ تشریف لائے اور میرے اور سیدہ فاطمہ کے درمیان میٹھ گئے حتیٰ کہ میں نے آپ کے قدموں کی ٹھنڈک اپنے بطن پر پائی حضور نے فرمایا میں تمہیں اس سے بہتر چیز نہ بتاؤں جو تم نے طلب کیا ہے۔ جب اپنے بستر ے پہ جاؤ تو ۳۳ بار سبحان اللہ کہو، ۳۳ بار الحمد للہ کہو اور ۳۴ بار اللہ اکبر کہو یہ تمہارے لئے خادم سے بہتر ہے۔

۵۰۱۴ — **شرح** : کیونکہ یہ آخرت جو ہمیشگی کا مقام ہے۔ میں بے انتہاء ثواب اور راحت کا موجب ہے اور خادم کا آرام اس فانی دُنیا میں اس سے کچھ نسبت نہیں رکھتا ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے طبری سے نقل کیا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جس عورت کو گھر کے کام کاج روٹی پکانا، چکی پیسنا وغیرہ کی طاقت ہو اور یہ متعارف ہو کہ وہ یہ کر سکتی ہے تو شوہر پر یہ لازم نہیں کیونکہ سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا نے اپنے والد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خادم طلب کیا تو حضور نے اُن کے شوہر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم نہیں دیا کہ انہیں خادم لا کر دیں یا کرایہ پہ نوکر لے آئیں جو یہ سارا کام کاج کرے۔ اگر حضرت علی اس کی کفالت کر سکتے تو حضور انہیں ضرور حکم کرتے۔ اس تقریر سے حدیث کی باب سے مناسبت واضح ہو گئی کیونکہ عورت کے خادم میں ابہام ہے اور اس حدیث نے اس کی تفسیر کر دی ہے۔

ابن ماجشون نے امام مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ گھر کی خدمت عورت پر لازم ہے اگرچہ عورت معزز اور اعلیٰ خاندان سے ہو جبکہ اس کا شوہر غریب اور تنگ دست ہو۔ اسی لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ علیہا السلام پہ خدمتِ باطنہ اور حضرت علی پر خدمت ظاہرہ لازم کی لیکن عورت کو گھر کی خدمت پہ مجبور نہیں کر سکتے بلکہ اس پر اجماع ہے کہ بیوی کی جملہ ضروریات شوہر کے ذمّہ ہیں۔ امام طحاوی نے اِس بات پر اجماع نقل کیا ہے کہ اگر عورت نے کام کاج کے لئے خادم رکھ لیا ہو تو شوہر اس کو گھر سے باہر نہیں نکال سکتا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بقدر ضرورت شوہر پہ خادم کا نفقہ

بَابُ خَادِمِ الْمَرْأَةِ

۵۰۱۵ — حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي يَزِيْدَ سَمِعَ مُجَاهِدًا قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِي لَيْلٰى يُحَدِّثُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْأَلُهُ خَادِمًا فَقَالَ أَلَا أُخْبِرُكِ مَا هُوَ خَيْرٌ لَكِ مِنْهُ تُسَبِّحِيْنَ اللّٰهَ عِنْدَ مَنَامِكِ ثَلَاثًا وَثَلَاثِيْنَ وَتَحْمَدِيْنَ اللّٰهَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِيْنَ وَتُكَبِّرِيْنَ اللّٰهَ أَرْبَعًا وَثَلٰثِيْنَ ثُمَّ قَالَ سُفْيٰنُ إِحْدَاهُنَّ أَرْبَعٌ وَثَلٰثُوْنَ فَمَا تَرَكْتُهَا بَعْدُ قِيْلَ وَلَا لَيْلَةَ صِفِّيْنَ قَالَ وَلَا لَيْلَةَ صِفِّيْنَ

لازم ہے۔ علماء کوفہ اور امام شافعی رضی اللہ عنہم نے کہا اگر عورت ان عورتوں میں سے ہو جو خادم رکھا کرتی ہیں تو شوہر پر عورت اور خادم دونوں کا نفقہ لازم ہے۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس میں شک نہیں کہ تسبیح و تحمید وغیرہ کا عظیم ثواب ہے، لیکن یہ خادم سے خدمت لینے سے کیسے بہتر ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ممکن ہے تسبیح کرنے والے کے لئے ایسی قوت پیدا کر دے کہ وہ خادم کی قدرت سے زیادہ پہ قادر ہو جائے یا خادم کی نسبت اس کے لئے بنفسہ سرانجام دینے میں زیادہ آسان ہو جائیں

باب عورت کا خادم

۵۰۱۵ — ترجمہ: حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اس حال میں کہ آپ سے خادم طلب کرتی تھیں۔ حضور نے فرمایا کیا میں تمہارے لئے اس سے بہتر کی تمہیں خبر نہ دوں؟ سونے کے وقت ۳۳ بار سبحان اللہ کہو ۳۳ بار الحمد للہ کہو اور ۳۴ بار اللہ اکبر کہو پھر سفیان نے کہا (راوی الحدیث) ان میں سے ایک ۳۴ بار۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے اس ارشاد کے بعد کبھی ان کو نہیں چھوڑا۔ ان سے کہا گیا جنگ صفین کی رات

بَابُ خِدْمَةِ الرَّجُلِ فِي أَهْلِهِ

۵۰۱۶ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ فِي الْبَيْتِ قَالَتْ كَانَ فِي مِهْنَةِ أَهْلِهِ فَإِذَا سَمِعَ الْأَذَانَ خَرَجَ

بَابُ إِذَا لَمْ يُنْفِقِ الرَّجُلُ فَلِلْمَرْأَةِ أَنْ تَأْخُذَ بِغَيْرِ عِلْمِهِ مَا يَكْفِيهَا وَوَلَدَهَا بِالْمَعْرُوفِ

۵۰۱۷ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ

بھی نہیں چھوڑا کہا صفّین کی رات بھی نہیں چھوڑا۔

۵۰۱۵ — شرح: یعنی کسی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا صفّین کی رات بھی آپ نے یہ کلمات نہیں چھوڑے اُنھوں نے جواب دیا اگرچہ صفّین بڑا سخت معرکہ تھا، لیکن میں نے اس وقت تسبیحات ترک نہیں کیں۔ صفّین،، عراق اور شام کے درمیان مقام ہے جس میں حضرت علی اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان سخت مقابلہ ہُوا تھا (اس جنگ کی پُوری تفصیل تنویر الازہار ترجمہ نور الابصار میں دیکھیں)

باب — مرد کا اپنے اہل وعیال کی بنفسہٖ خدمت کرنا،،۔

۵۰۱۶ — ترجمہ: اسود بن یزید نے کہا میں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال عرض کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں کیا کرتے تھے؟ ام المؤمنین نے فرمایا اپنے اہل وعیال کی خدمت کرتے تھے۔ جب آذان سُنتے تو باہر تشریف لے جاتے (مہنت بمعنی خدمت ہے) (حدیث ۶۴۷ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

عَنْ هِشَامٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ هِنْدًا بِنْتَ عُتْبَةَ قَالَتْ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَبَاسُفْیَانَ رَجُلٌ شَحِیْحٌ وَلَیْسَ یُعْطِیْنِیْ مَا یَكْفِیْنِیْ وَوَلَدِیْ اِلَّا مَا اَخَذْتُ مِنْهُ وَهُوَ لَا یَعْلَمُ فَقَالَ خُذِیْ مَا یَكْفِیْكِ وَوَلَدَكِ بِالْمَعْرُوْفِ

باب جب آدمی خرچہ نہ دے تو عورت کے لئے جائز ہے کہ اس کے علم کے بغیر اتنا لے لے جو اس کو اور اس کی اولاد کو کافی ہو "

۵۰۱۷ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ہند بنت عتبہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! ابوسفیان بخیل مرد ہے وہ مجھے اتنا نہیں دیتا جو مجھے اور میری اولاد کے لئے کافی ہو۔ مگر جو چیزیں لے لوں، حالانکہ وہ نہیں جانتا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس کے مال سے بقدرِ متعارف جو تمہیں اور تمہارے بچوں کے لئے کافی ہو، لے لیا کرو!

۵۰۱۷ — شرح : اس حدیث سے بعض نے استدلال کیا کہ آدمی پر اس کی اولاد کا نفقہ واجب ہے اگرچہ وہ بالغ ہوں لیکن یہ استدلال صحیح نہیں، کیونکہ یہ خاص واقعہ ہے۔ یہ احتمال میں عام نہیں ہو سکتا ہے کہ ہندہ کے بچوں میں کمسن ہوں اور بالغ وہ ہوں جو کسب کی قدرت نہ رکھتے ہوں۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کسی شخص میں کوئی نقص ہو تو جس کا اس پر حق ہے وہ بطور انصاف نقص بیان کر سکتا ہے تاکہ اس کا حق پورا ہو سکے یہ غیبت نہیں ہے، کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہندہ کی شکایت پر اس کے شوہر پر فیصلہ دیا، حالانکہ وہ غائب تھا اگر یہ غیبت ہوتی تو حضور کبھی اس کی سماعت نہ فرماتے۔ اس حدیث سے شافعیہ نے احناف پر حجت قائم کی کہ قضاء علی الغیب جائز ہے جبکہ احناف اس کو جائز نہیں سمجھتے ہیں لیکن یہ حجت صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ یہ مکہ مکرمہ کا واقعہ ہے اور ابو سفیان وہاں موجود تھے۔ حاکم عورت

بَابُ حِفْظِ الْمَرْأَةِ زَوْجَهَا فِيْ ذَاتِ يَدِهٖ وَالنَّفَقَةِ عَلَيْهِ

۵۰۱۸ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاؤُسٍ عَنْ اَبِيْهِ وَاَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُ نِسَاءٍ رَكِبْنَ الْاِبِلَ نِسَاءُ قُرَيْشٍ وَقَالَ الْاٰخَرُ صَالِحُ نِسَاءِ قُرَيْشٍ اَحْنَاهُ عَلٰى وَلَدٍ فِيْ صِغَرِهٖ وَاَرْعَاهُ عَلٰى زَوْجٍ فِيْ ذَاتِ يَدِهٖ وَيُذْكَرُ عَنْ مُعٰوِيَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کے لئے شوہر پر جو نفقہ مقرر کیا ہے اس کی مقدار میں اختلاف ہے۔ امام مالک اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ یسر اور عسر آسانی اور تنگی کی حالت میں جو بھی بقدر کفایت حاکم مقرر کر دے درست ہے۔ اس کی معیّن مقدار نہیں ہے اور عورت کے حال کا اعتبار ہے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا۔ حاکم کے اجتہاد سے اس کی مقدار معین ہے۔ اور مرد کے مال کا اعتبار ہے عورت کے مال کا اعتبار نہیں۔ اگر شوہر مالدار ہے تو ہر روز دو مد اگر متوسط ہے تو ڈیڑھ مد اور اگر تنگدست ہے تو ایک مد نفقہ ہے۔ حاکم کی بیٹی کے لئے بھی وہی واجب ہے جو سپاہی کی بیٹی کے لئے واجب ہے۔

باب عورت کا اپنے شوہر کے مال کی حفاظت کرنا اور نفقہ کا بیان ،،

۵۰۱۸ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہترین عورتیں جو اونٹوں پر سوار ہوتی ہیں قریش کی عورتیں ہیں ۔ دوسرے شخص نے کہا صالح نساءِ قریش ،، قریش کی نیک عورتیں وہ بچے کے بچپن میں اس پر بہت مہربان ہوتی ہیں اور شوہر کے مال کی نگہداشت ہوتی ہیں یہ امیر معاویہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے ذکر کیا جاتا ہے ۔

بَابُ كِسْوَةِ الْمَرْأَةِ بِالْمَعْرُوْفِ

۵۰۱۹ ـــ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَيْسَرَةَ قَالَ سَمِعْتُ زَيْدَ ابْنَ وَهْبٍ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ آتَى إِلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُلَّةً سِيَرَاءَ فَلَبِسْتُهَا فَرَأَيْتُ الْغَضَبَ فِي وَجْهِهِ فَشَقَقْتُهَا بَيْنَ نِسَائِي

۵۰۱۸ ـــ شرح: یعنی حضرت امیر معاویہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث مروی ہے۔ امیر معاویہ کی حدیث امام احمد اور طبرانی نے زید بن ابی عتاب کے ذریعہ امیر معاویہ سے روایت کی اور ابن طاؤس کی مانند ذکر کی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سودہ رضی اللہ عنہا کو منگنی کا پیغام بھیجا جبکہ ان کا شوہر فوت ہو گیا تھا سودہ کے پہلے شوہر سے پانچ چھ بچے تھے اس لئے عرض کیا حضور مجھے آپ سے زیادہ مکرم کوئی نہیں میرے بچے ہیں جو آپ کے ارد گرد گھومتے چلاتے پھیریں گے۔ حضور نے فرمایا اللہ تجھ پہ رحم کرے اونٹوں پر سواری ہونے والی بہترین عورتیں قریش کی نیک عورتیں الخ اور پوری حدیث ذکر کی (حدیث ۲۹۰۴، ج ۳ کا شرح دیکھیں)

باب ـــ عورت کے لئے متعارف لباس

۵۰۱۹ ـــ ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے زرد دھاری دار حلہ دیا۔ میں نے اسے پہنا تو آپ کے چہرۂ انور پہ غضب دیکھا تو میں نے اس کو پھاڑ کر عورتوں میں تقسیم کر دیا اس حال میں کہ وہ ان کی اوڑھنیاں تھیں۔

۵۰۱۹ ـــ شرح: چادر اور تہ بند دو کپڑوں کو حُلّہ کہتے ہیں۔ آتیٰ کا الف ممدودہ ہے اس کے معنی ہیں أعطى "دیا"، چونکہ یہ "اہداء" کے معنی کو متضمن ہے اس لئے اس کو إلیّ سے متعدی کیا ہے۔ نسفی کی روایت میں لفظ "بعث" ہے جبکہ قابسی میں أتی مقصور یعنی جاء ہے اور لفظ "إلیّ" حرف جارہ ضمیر متکلم کے بغیر ہے۔ اس کا فاعل حُلّہ ہے دراصل کلام اس طرح تھا "فَأَعْطَانِيهَا سِيَرَاءَ" بکسر السین وبفتح الیاء اور راء ممدودہ بمعنی چادر

بَابُ عَوْنِ الْمَرْأَةِ زَوْجَهَا فِي وَلَدِهِ

۵۰۲۰ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرٍو
عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ هَلَكَ أَبِي وَتَرَكَ سَبْعَ بَنَاتٍ
أَوْ تِسْعَ بَنَاتٍ فَتَزَوَّجْتُ امْرَأَةً ثَيِّبًا فَقَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجْتَ يَا جَابِرُ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ بِكْرًا
أَوْ ثَيِّبًا قُلْتُ بَلْ ثَيِّبًا قَالَ فَهَلَّا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ وَ
تُضَاحِكُهَا وَتُضَاحِكُكَ قَالَ فَقُلْتُ لَهُ إِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ هَلَكَ وَ
تَرَكَ بَنَاتٍ وَإِنِّي كَرِهْتُ أَنْ أَجِيئَهُنَّ بِمِثْلِهِنَّ فَتَزَوَّجْتُ
امْرَأَةً تَقُومُ عَلَيْهِنَّ وَتُصْلِحُهُنَّ فَقَالَ بَارَكَ اللّٰهُ أَوْ قَالَ خَيْرًا

ہے جن میں زرد دھاریاں ہوتی ہیں۔ بعض نے کہا اس کے کنارے ریشمی تھے بعض نے کہا وہ ریشمی چادر تھی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے اس کو پہنا تو سرکار کے چہرۂ انور پر غضب کے آثار پائے کیونکہ اس کا پہننا مشروع نہ تھا یا وہ ریشمی تھی تو میں نے اس کو پھاڑ کر دوپٹے بنا دیئے اور فاطمہ اور دیگر اقربا میں تقسیم کر دیئے۔ ایک روایت کے مطابق فَشَقَقْتُهَا خُمُرًا بَيْنَ الْفَوَاطِمِ، کہے کہ میں نے اس کو فاطمہ زہراء، فاطمہ بنت اسد والدہ علی المرتضٰی میں تقسیم کر دیا۔ ابن بطال نے کہا علما کا اس پر اجماع ہے۔ شوہر پر بیوی کا نان نفقہ اور پوشاک بقدر کفائت واجب ہے۔ اس میں یُسر اور عُسر ملحوظ ہے

باب بچّوں کے معاملہ میں عورت کا اپنے شوھر کی مدد کرنا

۵۰۲۰ — ترجمہ : جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہا میرا والد فوت ہو گیا اور

بَابُ نَفَقَةِ الْمُعْسِرِ عَلٰى أَهْلِهٖ

۵۰۲۱ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ ابْنُ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَقَالَ هَلَكْتُ قَالَ وَلِمَ قَالَ وَقَعْتُ عَلٰى أَهْلِي فِي رَمَضَانَ قَالَ فَأَعْتِقْ رَقَبَةً قَالَ لَيْسَ عِنْدِي قَالَ فَصُمْ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قَالَ لَا أَسْتَطِيعُ

سات بیٹیاں چھوڑیں۔ میں نے ثیبہ عورت سے نکاح کر لیا تو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا؛ اے جابر! کیا تم نے شادی کر لی ہے میں نے عرض کیا جی ہاں! فرمایا کنواری سے شادی کی ہے یا ثیبہ سے کی ہے؟ میں نے عرض کیا ثیبہ سے کی ہے۔ فرمایا کنواری لڑکی سے شادی کیوں نہیں کی تو اس سے کھیلتا اور وہ تجھ سے کھیلتی تو اس کو ہنساتا اور وہ تجھے ہنساتی۔ جابر نے کہا میں نے آپ سے عرض کیا عبد اللہ (والد) فوت ہو گیا اور انھوں نے چند بیٹیاں چھوڑی ہیں۔ میں نے یہ پسند نہ کیا کہ ان کے پاس ان جیسی لے آؤں اس لیے میں نے ایسی عورت سے نکاح کیا ہے جو ان کی نگہداشت کرے اور ان کی اصلاح کرتی رہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تیرے لئے برکت کرے یا خیر فرمایا۔

۵۰۲۰ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ بہنیں لڑکیوں کے حکم میں ہوتی ہیں یا باپ کی لڑکیاں اس کی لڑکیوں کے حکم میں ہیں خصوصاً جب وہ کمسن ہوں۔ ابن بطال نے کہا اولاد کے معاملہ میں شوہر کی مدد کرنا بیوی پہ واجب نہیں یہ صرف اخلاقی امر اور نیک عورتوں کی عادت ہے۔

باب تنگدست کا اپنے اہل وعیال پر خرچ کرنا

۵۰۲۱ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک آدمی آیا اور عرض کیا میں ہلاک ہو گیا فرمایا کیوں عرض کیا۔ میں نے رمضان مبارک میں اپنی بیوی سے جماع کر لیا ہے فرمایا غلام آزاد کر۔ عرض کیا میرے پاس کوئی غلام نہیں۔ فرمایا دو ماہ متواتر روزے

قَالَ فَاَطْعِمْ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا قَالَ لَا اَجِدُ فَاُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَقٍ فِيْهِ تَمْرٌ قَالَ اَيْنَ السَّائِلُ قَالَ هَا اَنَا ذَا قَالَ تَصَدَّقْ بِهٰذَا قَالَ عَلٰى اَحْوَجَ مِنَّا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَوَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا اَهْلُ بَيْتٍ اَحْوَجُ مِنَّا فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى بَدَتْ اَنْيَابُهٗ قَالَ فَاَنْتُمْ اِذَنْ

بَابٌ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ وَهَلْ عَلَى الْمَرْاَةِ مِنْهُ شَيْءٌ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَا اَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوْلَاهُ اَلْاٰيَةَ

رکھ عرض کیا مجھے طاقت نہیں ہے۔ فرمایا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا۔ عرض کیا میرے پاس کھانا نہیں۔ (اس اثناء میں) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھجوروں کا ٹوکرا لایا گیا۔ حضور نے فرمایا سائل کہاں ہے اُس نے کہا جی ہاں حاضر ہوں۔ فرمایا یہ کھجوروں کا ٹوکرا صدقہ کردو عرض کیا یا رسول اللہ! جو ہم سے زیادہ محتاج ہیں۔ اُن پر صدقہ کروں؟ اس ذات قدوس کی قسم جس نے آپ کو حق سے مبعوث فرمایا ہے۔ مدینہ منورہ کے دو کناروں کے درمیان کوئی گھر والا ہم سے زیادہ محتاج نہیں ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے یہاں تک کہ آپ کے دانت شریف ظاہر ہوگئے اور فرمایا اس وقت تم ہی کھالو!

۵۰۲۱ — شرح: اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تنگدست کا صدقہ اس کے اہل و عیال کے لئے جائز فرمایا کفارہ میں یہ صدقہ اسی شخص کے ساتھ مختص تھا۔ اور کفارہ کو دوسرے وقت پر موقوف کیا۔ دراصل یہ اس شخص کی خصوصیت تھی۔ (حدیث ۱۸۱۳ ج: ۳ کی شرح دیکھیں)

باب عَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ

۵۰۲۱ ـــ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ هَلْ لِي مِنْ أَجْرٍ فِي بَنِي أَبِي سَلَمَةَ أَنْ أُنْفِقَ عَلَيْهِمْ وَلَسْتُ بِتَارِكَتِهِمْ هٰكَذَا وَهٰكَذَا إِنَّمَا هُمْ بَنِيَّ قَالَ نَعَمْ لَكِ أَجْرُ مَا أَنْفَقْتِ عَلَيْهِمْ

اس آئت کریمہ سے امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ جس شیرخوار بچہ کا والد فوت ہوجائے اس کو دودھ پلانے والی عورت کی اُجرت باپ کے وارث پر ہے اور "هَلْ عَلَى الْمَرْءَةِ شَيْءٌ" میں هَلْ استفہام انکاری ہے۔ یعنی کیا فوت شدہ مرد کی عورت پر اس اُجرت سے کوئی شئ ہے؟ یعنی عورت پر مولود کی رضاعت کا حق نہیں ہے اور اس آئت کریمہ: "ضَرَبَ اللهُ مَثَلًا رَجُلَيْنِ أَحَدُهُمَا أَبْكَمُ تا صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ" سے استدلال کیا کہ شیرخوار بچے کی ماں پر دودھ پلانے کی اُجرت واجب نہیں اور عورت کو ابکم کے قائم مقام کیا یعنی ابکم کلام نہیں کرسکتا۔ اس کی ماں وراثت میں اس طرح ہے اور اس کو اس شخص کے لئے بوجھ قرار دیا جو اس کی عیال داری کرتا ہے۔ آئت کے معنی یہ ہیں کہ باپ کے نہ ہونے کی صورت میں شیرخوار بچے کو دودھ پلانے کی اُجرت اس کی مثل ہے جو باپ کی زندگی میں تھی کہ باپ کے ذمہ نفقہ، کپڑے اور دودھ پلانے کی اُجرت تھی جبکہ بچے کا مال نہ ہو۔ اگر اس کا مال ہو تو اس کے مال سے اُجرت ادا کی جائے گی۔ وارث میں علماء اختلاف کرتے ہیں۔ ابن ابی لیلیٰ کے نزدیک جو بھی وارث ہو اور احناف کے نزدیک جو ذی محرم ہو۔ جمہور نے کہا کسی وارث پر عزم نہیں اور نہ ہی اس پر موروث کے بیٹے کا نفقہ واجب ہے۔ زید بن ثابت نے کہا اگر اس کی ماں اور چچا ہو تو ان کی وراثت کے حصہ کے مطابق دونوں پر بچے کو دودھ پلانے کی اُجرت واجب ہے۔

امام بخاری نے "حل علی المرءة" سے زید بن ثابت کا ردّ کیا ہے کہ ماں پر کچھ بھی واجب نہیں۔ وہ تو عبد مملوک کی طرح بے بس ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۵۰۲۱ ـــ ترجمہ: ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ابو سلمہ کے بیٹوں پر خرچ کرنے کا مجھے ثواب ملے گا؟ میں ان کو محتاج نہیں چھوڑ سکتی۔ وہ میرے ہی تو بیٹے ہیں فرمایا ہاں تمہیں اجر ملے گا۔ جو ان پر خرچ کرے گی۔

۵۰۲۲ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ یُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ هِنْدٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَّ اَبَا سُفْیٰنَ رَجُلٌ شَحِیْحٌ فَهَلْ عَلَیَّ حَرَجٌ اَنْ اٰخُذَ مِنْ مَالِهٖ مَا یَکْفِیْنِیْ وَبَنِیَّ قَالَ خُذِیْ بِالْمَعْرُوْفِ

بَابُ قَوْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَكَ كَلًّا اَوْ ضَیَاعًا فَاِلَیَّ

۵۰۲۳ — حَدَّثَنَا یَحْیٰی بْنُ بُکَیْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنْ عُقَیْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یُؤْتٰی بِالرَّجُلِ الْمُتَوَفّٰی عَلَیْهِ الدَّیْنُ

۵۰۲۱ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ بچے کی والدہ اس کے باپ پر بوجھ ہوتی ہے۔ اس لئے اس پر اپنے بیٹوں کا خرچہ واجب نہیں اسی لئے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو ان کے بیٹوں پر خرچ کرنے کا حکم نہیں فرمایا بلکہ آپ نے صرف یہ فرمایا جو تو ان پر خرچ کرے تجھے ثواب ملے گا۔

۵۰۲۲ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہند نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ابو سفیان بخیل آدمی ہے کیا مجھ پر گناہ ہے کہ میں اس کے مال سے اتنا لے لوں جو مجھے اور میرے بیٹوں کو کافی ہو۔ فرمایا بقدر کفاثت لے سکتی ہو۔

۵۰۲۲ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ حضور نے ابو سفیان کی بیوی ہند سے فرمایا جو لوگوں میں متعارف ہے اس قدر اس کے مال سے لے سکتی ہو۔ اور اس کے اپنے مال سے خرچ کرنے کا حکم نہیں فرمایا۔

فَيَسْأَلُ هَلْ تَرَكَ لِدَيْنِهِ فَضْلًا فَإِنْ حُدِّثَ أَنَّهُ تَرَكَ لِدَيْنِهِ وَفَاءً صَلَّى وَإِلَّا قَالَ لِلْمُسْلِمِينَ صَلُّوا عَلَى صَاحِبِكُمْ فَلَمَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْفُتُوحَ قَالَ أَنَا أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ فَمَنْ تُوُفِّيَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فَتَرَكَ دَيْنًا فَعَلَيَّ قَضَاؤُهُ وَمَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهِ

بَابُ الْمَرَاضِعِ مِنَ الْمُوَالِيَاتِ وَغَيْرِهِنَّ

باب سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد! جو کوئی قرض یا بچے چھوڑے وہ میرے ذمہ ہیں

۵۰۲۳ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس فوت شدہ آدمی لایا جاتا جس پر قرض ہوتا تو آپ دریافت فرماتے کیا اُس نے اپنے قرضہ کے لئے مال چھوڑا ہے۔ اگر آپ کو یہ خبر دی جاتی کہ اُس نے اپنے قرض کی ادائیگی کے لئے مال چھوڑا ہے تو اس پر نمازِ جنازہ پڑھتے، ورنہ مسلمانوں سے فرماتے تم اپنے ساتھی کی نماز جنازہ پڑھو۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو فتوحات دیں تو فرمایا میں مومنوں کی جانوں سے ان کے زیادہ قریب ہوں۔ جو کوئی مومن فوت ہو جائے اور قرض چھوڑ جائے تو اس کا ادا کرنا میرے ذمّہ ہے اور جو کوئی مال چھوڑے وہ اس کے وارثوں کے لئے ہے۔

۵۰۲۳ — شرح: سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے زجر و تہدید کے لئے مقروض کی نماز جنازہ نہ پڑھتے تھے اور اس کو ناپسند کرتے ہوئے کہ اس کے قرض کی وجہ سے آپ کی دعاء موقوف رہے گی۔ اس میں قرض کی ادائیگی میں تاخیر کرنے پر تحذیر ہے۔

باب دودھ پلانے والی لونڈیاں وغیرہ

موالیات بفتح المیم مولاۃ بمعنی باندی کی جمع ہے۔ ابتداء میں عرب لونڈیوں سے بچوں کو دودھ پلانا

۵۰۲۴ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ انْكِحْ أُخْتِي بِنْتَ أَبِي سُفْيَانَ قَالَ وَتُحِبِّينَ ذٰلِكِ قَالَتْ نَعَمْ لَسْتُ لَكَ بِمُخْلِيَةٍ وَأَحَبُّ مَنْ شَارَكَنِي فِي الْخَيْرِ أُخْتِي قَالَ فَإِنَّ ذٰلِكِ لَا يَحِلُّ لِي فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَوَاللّٰهِ إِنَّا نَتَحَدَّثُ أَنَّكَ تُرِيدُ أَنْ تَنْكِحَ دُرَّةَ بِنْتَ أُمِّ سَلَمَةَ فَقَالَ بِنْتَ أُمِّ سَلَمَةَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَوَاللّٰهِ لَوْ لَمْ تَكُنْ رَبِيبَتِي فِي حَجْرِي مَا حَلَّتْ لِي إِنَّهَا ابْنَةُ أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ أَرْضَعَتْنِي وَأَبَا سَلَمَةَ ثُوَيْبَةُ فَلَا تَعْرِضْنَ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا أَخَوَاتِكُنَّ وَقَالَ شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ عُرْوَةُ ثُوَيْبَةُ أَعْتَقَهَا أَبُو لَهَبٍ

پسند نہ کرتے تھے جبکہ وہ عرب عورتوں سے دودھ پلانا پسند کرتے تھے۔ تاکہ بچے پر خوشگوار اثرات مرتب ہوں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عربوں پہ واضح کیا کہ حضور نے غیر عربی عورت کا دودھ پیا ہے۔ اور لونڈیوں کا دودھ پلانا معیوب نہیں ہے۔

۵۰۲۴ — **ترجمہ:** عروہ نے بیان کیا کہ زینب بنت ابی سلمہ نے انہیں بتایا کہ ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میری بہن ابوسفیان کی بیٹی سے نکاح کریں فرمایا کہ تم یہ پسند کرتی ہو؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! میں آپ کو خالی رکھنے والی نہیں (یعنی میں آپ کے لئے تنہا نہیں رہنا چاہتی ہوں) کہ اس خیر میں میری بہن کی شرکت مجھے زیادہ محبوب ہے۔ فرمایا وہ تو میرے لئے حلال نہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ کی قسم ہم آپس میں باتیں کر رہے ہیں کہ آپ ابوسلمہ کی بیٹی دُرّہ سے نکاح کرنا چاہتے ہیں۔ فرمایا: ام سلمہ کی بیٹی؟ میں نے عرض کیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کِتَابُ الْاَطْعِمَةِ

بَابُ قَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی کُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰکُمْ وَقَوْلِہٖ کُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا کَسَبْتُمْ وَقَوْلِہٖ کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا

جی ہاں! فرمایا اللہ کی قسم! اگر وہ میری ربیبہ نہ ہوتی (میری پرورش میں) جب بھی میرے لئے حلال نہیں۔ وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے مجھے اور ابوسلمہ کو ثُوَیبہ نے دودھ پلایا ہے مجھ پر اپنی لڑکیاں اور بہنیں پیش نہ کرو۔ شعیب نے زہری سے بیان کیا کہ عروہ نے کہا ثویبہ کو ابولہب نے آزاد کیا تھا"

ابولہب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا تھا اور ثویبہ اس کی لونڈی تھی۔ جب حضور پیدا ہوئے تو اس نے ابولہب کو آپ کی ولادت کی خوشخبری دی تو اس نے حضور کی پیدائش کی خوشی میں ثویبہ کو آزاد کر دیا تھا۔ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اور ابوسلمہ کو دودھ پلایا تھا۔ اس سے حدیث کی عنوان سے مطابقت واضح ہو جاتی ہے کہ ثویبہ لونڈی تھی اور اس نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلایا تھا۔ معلوم ہوا کہ لونڈی کا دودھ پینا مکروہ نہیں (حدیث ع ج ۸ کی شرح دیکھیں)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کِتَابُ الْاَطْعِمَةِ

۵۰۲۵ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا سُفْيٰنُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي مُوْسٰى الْأَشْعَرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَطْعِمُوا الْجَائِعَ وَعُوْدُوا الْمَرِيْضَ وَفُكُّوا الْعَانِيَ قَالَ سُفْيٰنُ وَالْعَانِيُ الْأَسِيْرُ

اِس کتاب میں طعام کے اقسام اور اُن کے حکم کا بیان ہے۔ اَطْعِمَۃ،، طعام کی جمع ہے۔ طعام وہ ہے جو کھایا جائے۔ کبھی طعام صرف گندم کو کہتے ہیں طَعْم بفتح الطاء معنی شئی کی شیرینی وغیرہ چکھنا ہے اور اگر طاء مضموم ہو تو اس کے معنی ہیں "کھانا،، امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے عنوان کے تحت تین آیات ذکر کیں۔

پہلی آئت كُلُوْا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ،، پوری آئت کریمہ کا ترجمہ یہ ہے: اے ایمان والو جو ہم نے تم کو پاک رزق دیا ہے اس سے کھاؤ اور اللہ کا شکر کرو اگر تم اس کی عبادت کرتے ہو،،

مفسّرین نے کہا اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں کو پاک رزق کھانے کا حکم دیا ہے جو اللہ نے ان کو دیا ہے اور وہ اس پر اللہ کا شکر ادا کریں۔ کیونکہ اکل حلال دعاء اور عبادت کی قبولیت کا سبب ہے جیسے اکلِ حرام کے باعث دعاء اور عبادت قبول نہیں ہوتی۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جس شخص کی غذا اور کھانا پینا حرام ہو اس کی دُعاء کیسے قبول ہوگی؟

دُوسری آئت یہ ہے: اے ایمان والو! جو تم نے پاک کمائی کی ہے۔ اس سے خرچ کرو!،،

تیسری آئت کریمہ یہ ہے: اے رسُولوں کی جماعت حلال کھانا کھاؤ اور نیک عمل کرو۔ طیّبات سے مراد حلال ہے۔

۵۰۲۵ — ترجمہ: ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا بھوکے کو کھانا کھلاؤ، بیمار کی عیادت کرو قیدی کو رہائی دلاؤ۔ سفیان نے کہا "عانی" کے معنی اسیر (قیدی) ہیں

(حدیث ۲۸۳۹ ج: ۴ کی شرح دیکھیں)

۵۰۲۶ ـــ حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ عِيسٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ مَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ طَعَامٍ ثَلٰثَةَ أَيَّامٍ حَتّٰى قُبِضَ

۵۰۲۷ ـــ حَدَّثَنَا وَعَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أَصَابَنِي جَهْدٌ شَدِيدٌ فَلَقِيتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَاسْتَقْرَأْتُهُ آيَةً مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَدَخَلَ دَارَهُ وَفَتَحَهَا عَلَيَّ فَمَشَيْتُ غَيْرَ بَعِيدٍ فَخَرَرْتُ لِوَجْهِي مِنَ الْجَهْدِ فَإِذَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ عَلٰى رَأْسِي فَقَالَ يَا أَبَا هِرٍّ فَقُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُولَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ فَأَخَذَ بِيَدِي فَأَقَامَنِي وَعَرَفَ الَّذِي بِي فَانْطَلَقَ بِي إِلٰى رَحْلِهِ فَأَمَرَ لِي بِعُسٍّ مِنْ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ مِنْهُ ثُمَّ قَالَ عُدْ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ فَعُدْتُ فَشَرِبْتُ ثُمَّ قَالَ عُدْ فَعُدْتُ فَشَرِبْتُ حَتَّى اسْتَوٰى

۵۰۲۶ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل وعیال نے تین دن متواتر کھانا سیر ہو کر نہیں کھایا حتیٰ کہ آپ کی روح پاک قبض ہو گئی۔

۵۰۲۶ ـــ شرح : اتنے روز کھانا نہ کھانا اس لئے نہ تھا کہ طعام کی کمی تھی بلکہ اس لئے تھا کہ عربوں کا اس پر اجماع ہے۔ جیسا کہ فضیل ابن عیاض نے ذکر کیا ہے کہ سیر ہو کر طعام کھانا مذموم ہے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ جو کم کھائے اس کا پیٹ درست رہتا ہے اور دل صاف ہوتا ہے۔ جو زیادہ کھائے اس کا پیٹ بیمار رہتا ہے اور دل سخت ہو جاتا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ زیادہ کھانے پینے سے دلوں کو نہ مارو، کیونکہ دل کھیتی کی طرح پھل ہے۔ جب اس پر پانی کا غلبہ ہو تو خراب ہو جاتی ہے۔ اتنا کھانا کھائے

بَطْنِیْ فَصَارَ کَالْقِدْحِ قَالَ فَلَقِیْتُ عُمَرَ وَذَکَرْتُ لَہُ الَّذِیْ کَانَ مِنْ اَمْرِیْ وَقُلْتُ لَہٗ تَوَلّٰی اللّٰہُ ذٰلِکَ مَنْ کَانَ اَحَقَّ بِہٖ مِنْکَ یَا عُمَرُ وَاللّٰہِ لَقَدِ اسْتَقْرَأْتُکَ الْاٰیَۃَ وَلَاَنَا اَقْرَأُ لَھَا مِنْکَ قَالَ عُمَرُ وَاللّٰہِ لَاَنْ اَکُوْنَ اَدْخَلْتُکَ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ یَّکُوْنَ لِیْ مِثْلُ حُمُرِ النَّعَمِ

کر چل پھر سکے۔

۵۰۲۷ — ترجمہ: ابو حازم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ اُنھوں نے کہا مجھے سخت بھوک لگی تو میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملا اور اُن سے قرآن کریم کی آیت پڑھنا چاہی۔ وہ اپنے مکان میں داخل ہو گئے اور مجھے آیت بتا دی میں تھوڑا سا چلا پھر بھوک کی وجہ سے منہ کے بل گر پڑا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے سر پر کھڑے ہیں۔ فرمایا اے ابا ہریرہ میں نے عرض کیا یا رسُولَ اللہ! لبیک وسعدیک" حضور نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے کھڑا کر دیا اور میرا حال پہچانا اور مجھے اپنے گھر لے گئے اور میرے لئے دودھ کے پیالے کا حکم فرمایا۔ میں نے اس پیالہ سے پیا پھر حضور نے فرمایا ابا ہریرہ پھر پیو میں نے دوبارہ پینا شروع کیا۔ حضور نے پھر فرمایا اور پیو میں نے خوب پیا حتی کہ میرا پیٹ بلے پر تیر کی طرح سیدھا ہو گیا۔ ابو ہریرہ نے کہا میں عمر فاروق سے ملا اور اُن سے اپنا حال ذکر کیا۔ میں نے اُن سے کہا اللہ تعالیٰ نے میرے حال کا اس ذات ستودہ صفات کو والی بنایا جو اس میں تم سے زیادہ حق دار ہیں۔ اے عمر! بخدا میں نے تم سے آیت کریمہ کی قرأت طلب کی تھی، حالانکہ میں تم سے زیادہ اسے جانتا تھا۔ عمر فاروق نے کہا بخدا! میرا تجھے اپنے گھر میں لے جانا مجھے اس سے زیادہ محبوب تھا کہ میرے لئے سُرخ اونٹوں کی مانند ہوں۔

۵۰۲۷ — شرح: جُہد بضم الجیم بمعنی طاقت اور بفتح الجیم بمعنی سخت مشقت ہے۔ برعکس بھی استعمال ہوتا ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا آیت کریمہ پوچھنے کا مقصد صرف یہ تھا کہ میں بھوکا ہوں وہ مجھے کچھ کھانے کو دیں لیکن عمر فاروق رضی اللہ عنہ ابو ہریرہ کا یہ حال معلوم نہ کر سکے اور آیت پڑھ کر آگے تشریف لے گئے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس آیت کریمہ: اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ الآیۃ کا ابتدائی حصہ پڑھا تھا اور باقی کا استقرا اس لئے کیا کہ وہ مجھے فقیر سمجھ کر کھلائیں جبکہ وہ بھوک سے نڈھال ہو رہے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے

بَابُ التَّسْمِيَةِ عَلَى الطَّعَامِ وَالْاَكْلِ بِالْيَمِيْنِ

۵۰۲۸ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ الْوَلِيْدُ ابْنُ كَثِيْرٍ اَخْبَرَنِيْ اَنَّهُ سَمِعَ وَهْبَ بْنَ كَيْسَانَ يَقُوْلُ اِنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ اَبِيْ سَلَمَةَ يَقُوْلُ كُنْتُ غُلَامًا فِيْ حَجْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ

نے جو صدورِ رجال پر آگاہ ہیں۔ ابوہریرہ کو اُٹھایا اور ساتھ لے گئے اور اُنہیں دُودھ سے سیر کیا۔ عُسّ یعنی پیالہ ہے۔ جب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے عمر فاروق سے کہا اللہ تعالیٰ نے میری بھوک دفع کرنے کے لئے اس ذات ستودہ صفات کو منتخب فرمایا جو تم سے زیادہ لائق تھے۔ اس لئے اُنھوں نے کہا اے ابا ہریرہ تمہاری دعوت کرنا مجھے زیادہ عزیز تھا، لیکن میں تمہارا [illegible] تھا۔

باب کھانے پر بِسْمِ اللہ پڑھنا اور دائیں ہاتھ سے کھانا

کھانا شروع کرنے کے وقت بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھنا مسنون ہے۔ ابوداؤد اور ترمذی نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوع روایت ذکر کی کہ جب تم میں سے کوئی شئی کھائے تو بسم اللہ پڑھ لے اگر ابتداء میں فراموش ہو جائے تو یوں کہے: بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَآخِرَهٗ، کھانے کے وقت بِسْمِ اللہ پڑھنا مستحب ہے۔ بعض ظاہریہ صیغہ امر کا لحاظ کرتے ہوئے بسم اللہ پڑھنا واجب قرار دیتے ہیں۔ امام نووی نے کہا کہ ابتداء طعام میں بسم اللہ پڑھنا مستحب ہے اس پر علماء کا اتفاق اور اجماع ہے اور بسم اللہ بلند آواز سے پڑھنا مستحب ہے کیونکہ اگر دوسرے سہواً بھول گئے ہوں تو سُن کر وہ بھی پڑھ لیں۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اگر ایک شخص بسم اللہ پڑھ لے تو دوسرے کھانے والوں کا تسمیہ بھی پایا جائے گا۔

دائیں ہاتھ سے کھانا امام غزالی اور نووی نے کہا دائیں ہاتھ سے کھانا مستحب ہے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے اُمّ میں ذکر کیا کہ دائیں ہاتھ سے کھانا واجب ہے کیونکہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم دیا ہے اور بائیں ہاتھ سے

يَدِيْ تَطِيْشُ فِي الصَّحْفَةِ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا غُلَامُ سَمِّ اللّٰهَ وَكُلْ بِيَمِيْنِكَ وَكُلْ مِمَّا يَلِيْكَ فَمَا زَالَتْ تِلْكَ طُعْمَتِيْ بَعْدُ

سے کھانے پر وعید فرمائی ہے ، چنانچہ صحیح مسلم میں ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو بائیں ہاتھ سے کھاتے دیکھا تو فرمایا دائیں ہاتھ سے کھاؤ اُس نے کہا میں دائیں سے نہیں کھا سکتا ۔ یہ اُس نے بطور تکبر کہا تھا ۔ حضور نے اس پر بد دعا فرمائی کہ تجھے طاقت نہ ہو اس کے بعد اس کا ہاتھ منہ تک نہ پہنچا ۔

نیز ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوع روائت ہے کہ بائیں ہاتھ سے شیطان کھاتا ہے نیز مسلم نے روائت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بائیں ہاتھ سے نہ کھاؤ ، کیونکہ بائیں ہاتھ سے شیطان کھاتا ہے ۔

طیبی نے کہا اس حدیث کا معنیٰ یہ ہے شیطان آدمیوں سے اپنے دوستوں کو کہتا ہے کہ وہ بائیں ہاتھوں سے کھائیں ۔ اس کا یہ کہنا اللہ کے نیک بندوں کی ضد کے لئے ہے ۔ علّامہ عینی نے کہا اس میں علماء کے تین اقوال ہیں ۔ بعض نے کہا شیطانوں کی ایک قسم ہے جو کھاتے پیتے ہیں اور بعض نہیں کھاتے ۔ تیسرا قول یہ ہے کہ جنّوں کی تمام اقسام کھاتی پیتی نہیں لیکن یہ قول معتبر نہیں کیونکہ حدیث شریف میں جنّوں کا کھانا پینا ثابت ہے ۔

حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے صحیح اسناد سے ذکر کیا کہ خالص جنّات ہوا کی طرح ہیں ان کی ایک قسم ہے جو کھاتے پیتے اور نکاح کرتے ہیں ۔ علامہ بیضاوی نے ذکر کیا کہ فرشتوں کی ایک قسم ہے جن کو جنّ کہا جاتا ہے ۔ وہ کھاتے پیتے اور نکاح کرتے ہیں ان کی اولاد بھی ہوتی ہے ۔

ابوداؤد نے حدیث ذکر کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دایاں ہاتھ کھانے پینے کے لئے کیا جائے اور دوسرے کاموں کے لئے بایاں ہاتھ ہے ۔ ایک روائت میں ہے بایاں ہاتھ استنجا کے لئے ہے ۔ اگر بائیں ہاتھ کی استعانت کی ضرورت پڑے تو اس کو بالتبع استعمال کیا جائے ۔ قرطبی نے ذکر کیا کہ کھانے والا اپنے آگے سے کھائے اس پر سب احادیث متفق ہیں اس کا خلاف سخت مکروہ ہے جبکہ طعام واحد ہو ۔

۵۰۲۸ — ترجمہ : عمر بن ابی سلمہ نے کہا میں کمسن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت میں تھا ۔ میرا ہاتھ پیالے کی ساری طرفوں پڑتا تھا ۔ تو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بچے ! بسم اللہ پڑھو اور دائیں سے اپنے آگے سے

بَابُ الْاَكْلِ مِمَّا يَلِيْهِ

وَقَالَ اَنَسٌ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُذْكُرُوْا اسْمَ اللّٰهِ وَلْيَاْكُلْ كُلُّ رَجُلٍ مِّمَّا يَلِيْهِ

۵۰۲۹ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ الدِّيْلِيِّ عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ عُمَرَ بْنِ اَبِيْ سَلَمَةَ وَهُوَ ابْنُ اُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَكَلْتُ يَوْمًا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَكَلْتُ يَوْمًا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا فَجَعَلْتُ اٰكُلُ مِنْ نَوَاحِي الصَّحْفَةِ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلْ مِمَّا يَلِيْكَ

کھاؤ اس کے بعد میرا کھانا ہمیشہ اسی طرح رہا۔

۵۰۲۸ ـــ **شرح** : یعنی اس حدیث میں کھانے کی تین چیزوں کی طرف اشارہ ہے اوّل یہ کہ کھانا اپنے آگے سے کھائے۔ دوم ابتداء میں بسم اللہ پڑھے سوئم دائیں ہاتھ سے کھائے۔

باب اپنے آگے سے کھانا

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بسم اللہ پڑھو اور ہر آدمی اپنے آگے سے کھائے ،،

۵۰۲۹ ـــ **ترجمہ** : عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور وہ ام المؤمنین

۵۰۳۰ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ أَبِي نُعَيْمٍ قَالَ أُتِيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِطَعَامٍ وَمَعَهُ رَبِيبُهُ عُمَرُ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ فَقَالَ سَمِّ وَكُلْ مِمَّا يَلِيكَ

بَابُ مَنْ تَتَبَّعَ حَوَالَيِ الْقَصْعَةِ مَعَ صَاحِبِهِ إِذَا لَمْ يَعْرِفْ مِنْهُ كَرَاهِيَةً

۵۰۳۱ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ إِنَّ خَيَّاطًا دَعَا

ام سلمہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے ہیں انھوں نے کہا ایک دن میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانا کھایا میں پیالہ کے چاروں کونوں سے کھانا شروع کیا تو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے آگے سے کھاؤ !

۵۰۳۰ — ترجمہ : وہب بن کیسان ابی نعیم نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور طعام پیش کیا گیا اور آپ کے ساتھ آپ کا ربیب عمر بن ابو سلمہ تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا بسم اللہ پڑھو اور اپنے آگے سے کھاؤ !

باب جو کوئی اپنے ساتھی کے ساتھ پیالہ کے سارے کونوں سے تلاش کرے جبکہ اس سے کراہت نہ جانے ،،

حوالی بمعنی جوانب ہے اور قَصْعَۃ کا قاف مفتوح ہے۔ اس پر کسرہ جائز نہیں۔ وہ دس آدمیوں کو سیر کرتا ہے جبکہ صحفہ وہ پیالہ ہے جو پانچ آدمیوں کو سیر کرتا ہے۔ تتبع ڈھونڈھنا تلاش کرنا۔

رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ لِطَعَامٍ صَنَعَہٗ قَالَ اَنَسٌ فَذَھَبْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ فَرَاَيْتُہٗ يَتَتَبَّعُ الدُّبَّاءَ مِنْ حَوَالَيِ الْقَصْعَۃِ قَالَ فَلَمْ اَزَلْ اُحِبُّ الدُّبَّاءَ مِنْ يَوْمَئِذٍ

بَابُ التَّيَمُّنِ فِي الْاَكْلِ وَغَيْرِہٖ

وَقَالَ عُمَرُ بْنُ اَبِيْ سَلَمَۃَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ كُلْ بِيَمِيْنِكَ

۵۰۳۲ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰہِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعْبَۃُ

۵۰۳۱ ـــ ترجمہ : اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے روایت ہے اُنھوں نے انس بن مالک کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ ایک درزی نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کھانے کی دعوت کی جو اُس نے خود تیار کیا تھا۔ انس نے کہا میں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ گیا تو میں نے آپ کو دیکھا کہ پیالہ کے کناروں سے کدّو کے ٹکڑے ڈھونڈ رہے ہیں۔ انس نے کہا اس دن سے میں ہمیشہ کدّو سے محبت کرتا رہا۔

۵۰۳۱ ـــ شرح : دُبَّاء کو ممدود و مقصور دونوں طرح پڑھنا جائز ہے۔ اس کے معنی گول "کدّو" اس کا واحد دباۃ، دبّہ ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دبلا میں ہمزہ زائد ہے۔ جوہری نے دُبّاء بروزن فعالٌ ہے۔ مہموز اللام ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پیالہ میں کدّو تلاش کر کے کھاتے تھے اور گوشت کے ٹکڑے نہ کھاتے تھے۔ کیونکہ آپ کو کدّو بہت پسند تھا۔ اور خشک گوشت کو پسند نہ کرتے تھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کوئی اپنے اہل و عیال اور خادموں کے ساتھ کھانا کھانے والے برتن میں جہاں سے چاہے چُن چُن کر کھا سکتا ہے جبکہ ساتھ کھانے والا اس کو مکروہ نہ سمجھے ورنہ اپنے آگے سے تجاوز نہ کرے اور یہ مسلّم ہے کہ کوئی بھی جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کراہت نہیں کرتا تھا بلکہ لوگ آپ کے لعابِ دہن کو مبارک جانتے اور جس کو حضور کا دستِ مبارک مس کیا اُس سے تبرّک حاصل کرتے تھے بلکہ بلکہ حضور کے کھنگار اور جو ناک شریف سے نکلے اس کو لے کر اپنے چہروں اور سینوں پر ملتے تھے آپ کے وضوء کا قطرہ زمین پر نہ گرنے دیتے تھے حتیٰ کہ آپ کے پیشاب کو پی جاتے تھے سنگی لگوانے سے نکلنے والا خون پی جاتے تھے۔

عَنْ اَشْعَثَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ التَّيَمُّنَ مَا اسْتَطَاعَ فِيْ طُهُوْرِهٖ وَتَنَعُّلِهٖ وَتَرَجُّلِهٖ وَقَالَ بِوَاسِطٍ قَبْلَ هٰذَا فِيْ شَأْنِهٖ كُلِّهٖ

بَابُ مَنْ اَكَلَ حَتّٰى شَبِعَ

۵۰۳۳ ـــ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مٰلِكٌ عَنْ اِسْحٰقَ

باب کھانے پینے میں دایاں ہاتھ استعمال کرنا "

۵۰۳۲ ـــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وضوء کرنے، جوڑا مبارک پہننے اور کنگھی کرنے میں بقدر استطاعت دائیں ہاتھ سے ابتداء کرتے تھے۔ شعبہ نے اس سے پہلے واسط میں کہا تھا کہ تمام کاموں میں دائیں جانب سے ابتداء کرنا پسند کرتے تھے۔

۵۰۳۲ ـــ شرح : علماء نے اس کی یہ وجہ بیان کی ہے کہ تیامن (دائیں طرف) اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے اور جو محبوبِ خدا ہے وہ حضور کی طبعی شئ ہے۔ اللہ تعالیٰ شیخ دہلوی صاحب التیسیر پر اپنی خصوصی رحمت فرمائے اور ان کی قبر شریف کو ٹھنڈا اور پُر انوار کرے انہوں نے کہا: میں کہتا ہوں تیامن سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طبعی شئ تھی اس لئے یہ اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے کیونکہ محبوب کا فعل محبوب ہوتا ہے (حدیث : ۱۶۷، ج : ۱ کی شرح دیکھیں)

باب جس نے کھایا حتیٰ کہ سیر ہوگیا

۵۰۳۳ ـــ ترجمہ : اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ نے انس بن مالک کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ابو طلحہ نے ام سلیم سے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز شریف میں کمزوری

ابن عبد الله ابن ابي طلحة انه سمع انس بن مالك يقول قال
ابو طلحة لام سليم لقد سمعت صوت رسول الله صلى الله
عليه وسلم ضعيفا اعرف فيه الجوع فهل عندك من شيء
فاخرجت اقراصا من شعير ثم اخرجت خمارا لها فلفت
الخبز ببعضه ثم دسته تحت ثوبي وردتني ببعضه ثم
ارسلتني الى رسول الله صلى الله عليه وسلم قال فذهبت به
فوجدت رسول الله صلى الله عليه وسلم في المسجد ومعه الناس
فقمت عليهم فقال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم ارسلك
ابو طلحة فقلت نعم فقال لطعام قال فقلت نعم فقال
رسول الله صلى الله عليه وسلم لمن معه قوموا فانطلق
وانطلقت بين ايديهم حتى جئت ابا طلحة فقال ابو طلحة
يا ام سليم قد جاء رسول الله صلى الله عليه وسلم بالناس

سُنی ہے۔ میں اُس آواز میں بھُوک سمجھتا ہوں کیا تمہارے پاس کوئی کھانے کی شئ ہے؟ اُمّ سلیم نے جَو کی چند روٹیاں نکالیں پھر اپنا دوپٹہ نکالا اور اس کے ایک حصہ میں روٹیاں لپیٹ دیں پھر اسے میرے کپڑے کے نیچے میری بغل میں چھپا دیا اور اس کا بعض میری چادر بنا دیا۔ پھر مجھے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا۔ انس نے کہا میں وہ لے گیا اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد شریف میں پایا اور آپ کے ساتھ چند لوگ تھے میں ان کے پاس کھڑا ہو گیا تو مجھے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تجھے ابوطلحہ نے بھیجا ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! فرمایا کھانے کے لئے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں سے فرمایا جو آپ کے ساتھ تھے۔ اُٹھو! آپ

وَلَيْسَ عِنْدَنَا مِنَ الطَّعَامِ مَا نُطْعِمُهُمْ فَقَالَتْ اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ فَانْطَلَقَ اَبُوْ طَلْحَةَ حَتّٰى لَقِيَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَقْبَلَ اَبُوْ طَلْحَةَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى دَخَلَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلُمِّيْ يَا اُمَّ سُلَيْمٍ مَا عِنْدَكِ فَاَتَتْ بِذٰلِكَ الْخُبْزِ فَاَمَرَ بِهٖ فَفُتَّ وَعَصَرَتْ اُمُّ سُلَيْمٍ عُكَّةً لَهَا فَاَدَمَتْهُ ثُمَّ قَالَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَقُوْلَ ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَاَذِنَ لَهُمْ فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا ثُمَّ خَرَجُوْا ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَاَذِنَ لَهُمْ فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا ثُمَّ خَرَجُوْا ثُمَّ اَذِنَ لِعَشَرَةٍ فَاَكَلَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ وَشَبِعُوْا وَالْقَوْمُ ثَمَانُوْنَ رَجُلًا

چل پڑے اور میں اُن کے آگے آگے چلنے لگا حتی کہ میں ابوطلحہ کے پاس آیا ابوطلحہ نے کہا اے اُمِ سلیم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو ساتھ لے کر تشریف لے آئے ہیں۔ اور ہمارے پاس اتنا کھانا نہیں جو اُن سب کو کھلائیں۔ اُمِ سلیم نے کہا اللہ اور اُس کا رسول ہی جانیں،، انس نے کہا ابوطلحہ چلے حتی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی اور ابوطلحہ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں آئے اور گھر میں داخل ہوگئے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ام سلیم! جو کچھ تمہارے پاس ہے لے آؤ۔ ام سلیم وہ روٹیاں لے آئیں آپ نے حکم دیا اُن کے ٹکڑے کئے گئے اور ام سلیم نے اپنا برتن جس میں گھی تھا نچوڑا اور اس کو سالن بنا دیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پہ دعا کی جو اللہ نے چاہا کہ دعا کریں۔ پھر فرمایا دس آدمیوں کو آنے کی اجازت دو پس ان کو اجازت دی گئی اُن سب لوگوں نے کھایا حتی کہ وہ سیر ہوگئے اور چلے گئے

(حدیث ۳۲۵۰ ج ۵ کی شرح دیکھیں)

۵۰۳۴ — حَدَّثَنَا مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ وَحَدَّثَ اَبُوْ عُثْمٰنَ اَيْضًا عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثِيْنَ وَمِائَةً فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ مَعَ اَحَدٍ مِّنْكُمْ طَعَامٌ فَاِذَا مَعَ رَجُلٍ صَاعٌ مِّنْ طَعَامٍ اَوْ نَحْوُهٗ فَعُجِنَ ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ مُّشْرِكٌ مُّشْعَانٌّ طَوِيْلٌ بِغَنَمٍ يَّسُوْقُهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبَيْعٌ اَمْ عَطِيَّةٌ اَوْ قَالَ هِبَةٌ قَالَ لَا بَلْ بَيْعٌ قَالَ فَاشْتَرٰى مِنْهُ شَاةً فَصُنِعَتْ وَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَوَادِ الْبَطْنِ يُشْوٰى وَاَيْمُ اللّٰهِ مَا مِنَ الثَّلٰثِيْنَ وَمِائَةٍ اِلَّا قَدْ حَزَّ لَهٗ حُزَّةً مِّنْ سَوَادِ بَطْنِهَا اِنْ كَانَ شَاهِدًا اَعْطَاهُ اِيَّاهَا وَاِنْ كَانَ غَائِبًا خَبَاَهَا لَهٗ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا قَصْعَتَيْنِ فَاَكَلْنَا اَجْمَعُوْنَ وَشَبِعْنَا وَفَضَلَ فِي الْقَصْعَتَيْنِ فَحَمَلْتُهٗ عَلَى الْبَعِيْرِ اَوْ كَمَا قَالَ

۵۰۳۴ — ترجمہ : عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سو تیس آدمی تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم میں سے کسی کے پاس کچھ کھانا ہے۔ اچانک ایک آدمی کے پاس ایک صاع یا اس کے لگ بھگ کھانا تھا۔ پھر ایک مشرک بکھرے ہوئے بالوں والا دراز قد بکریاں چلاتا ہوا آ گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو بیچتا ہے یا عطیہ کرتا ہے مشرک نے کہا عطیہ نہیں بلکہ بیچتا ہوں۔ عبدالرحمٰن نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے ایک بکری خرید لی۔ اس کو ذبح کیا گیا حضور نے اس کی کلیجی بھوننے کا حکم دیا۔ خدا کی قسم ایک سو تیس آدمیوں میں سے کوئی نہ تھا مگر اس کو کلیجی سے کاٹ کر دیا اگر موجود تھا تو اس کو دے دیا اور اگر غائب تھا تو اس کے لئے

۵۰۳۵ـــ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرٌ عَنْ اُمِّهٖ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ شَبِعْنَا مِنَ الْاَسْوَدَيْنِ التَّمْرِ وَالْمَاءِ

بَابُ لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ وَالنِّهْدُ وَالْاِجْتِمَاعُ فِي الطَّعَامِ

۵۰۳۶ـــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ

چھپا کر رکھ لیا۔ پھر اس میں سے دو پیالے بنائے گئے ہم سب نے وہ کھایا اور سیر ہو گئے اور دو پیالوں میں سے گوشت بچ رہا تو میں نے اس کو اونٹ پر لادا یا جیسے بھی فرمایا۔

(حدیث: ۲۰۷۷، ج: ۳ کی شرح دیکھیں)

۵۰۳۵ـــ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی جس وقت ہم نے سیر ہو کر کھجوریں کھائیں اور پانی پیا۔

۵۰۳۵ـــ شرح: علامہ کرمانی نے کہا یعنی ہم نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف میں کبھی پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا تھا۔ ہم دُنیا میں زاہد تھیں جبکہ ہم میں طعام کی قلت تھی۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس حدیث کا یہ معنی صحیح نہیں جو کرمانی نے ذکر کیا ہے بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت وفات پائی جب ہم نے سیر ہو کر کھجوریں کھائیں۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ جب خیبر فتح ہُوا تو ہم نے کہا اب ہم کھجوروں سے سیر ہُوا کریں گے۔

ابن بطال نے کہا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ پیٹ بھر کر کھانا جائز ہے اگرچہ کبھی کبھار بھوک برداشت کرنا افضل ہے۔

طبری نے کہا پیٹ بھر کر کھانا اگرچہ مباح ہے لیکن اس کی ایک حد ہے جب اس حد سے تجاوز ہو تو اسراف اور فضول خرچی ہوگی۔ صرف اس حد تک کھائے کہ وہ اللہ کی اطاعت پر اعانت کرے اور اس کا بوجھ جسم پر گراں نہ ہو۔ اور اللہ کی عبادت سے نہ روکے۔

قَالَ يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ سَمِعْتُ بُشَيْرَ بْنَ يَسَارٍ يَقُوْلُ حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ النُّعْمَانِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى خَيْبَرَ فَلَمَّا كُنَّا بِالصَّهْبَاءِ قَالَ يَحْيٰى وَهِيَ مِنْ خَيْبَرَ عَلٰى رَوْحَةٍ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِطَعَامٍ فَمَا اُتِيَ اِلَّا بِسَوِيْقٍ فَلُكْنَاهُ فَاَكَلْنَا مِنْهُ ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَمَضْمَضَ وَمَضْمَضْنَا فَصَلّٰى بِنَا الْمَغْرِبَ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ قَالَ سُفْيٰنُ سَمِعْتُهُ مِنْهُ عَوْدًا وَّبَدْأً

باب نابینا پر کوئی حرج نہیں اور نہ ہی لنگڑے پر لعلکم تفلحون تک،،

۵۰۳۶ — ترجمہ: سوید بن نعمان نے کہا ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر کی طرف گئے۔ جب ہم صہبا پہنچے، یحییٰ نے کہا صہبا، خیبر سے آدھ منزل پر واقع ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا طلب فرمایا پس آپ کے حضور ستو پیش کیے گئے اور پانی سے تر کیے بغیر کھائے۔ پھر حضور نے پانی طلب فرمایا اور کلی کی اور ہم سب نے کلی کی آپ نے ہم کو مغرب کی نماز پڑھائی اور وضو نہ کیا سفیان نے کہا میں نے یحییٰ بن سعید سے سنا کہ اوّل اور آخر میں ہاتھ نہ دھوئے۔

۵۰۳۶ — شرح: اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ستو کھانے کے لئے جمع ہوئے ان میں تندرست، بیمار، بینا اور کور چشم کی کوئی تخصیص نہ تھی۔ اس طرح بھی ہوسکتا ہے کہ وسطِ آیت سے مطابقت ہو اور وہ یہ کہ "لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا جَمِيْعًا اَوْ اَشْتَاتًا،، اس کا شانِ نزول یہ ہے کہ نابینا، لنگڑے اور بیماروں نے تندرستوں کے ساتھ ایک برتن میں کھانے میں کمی اور زیادتی کے باعث حرج جانا اور اس کو اچھا نہ جانا کہ ایک برتن میں اکٹھے کھائیں تو اس آیت کے نزول کے بعد یہ حرج ختم ہوگیا۔ اس حدیث سے یہ استدلال کیا گیا ہے کہ جس کھانے کو آگ نے

بَابُ الْخُبْزِ الْمُرَقَّقِ وَالْاَكْلِ عَلَى الْخِوَانِ وَالسُّفْرَةِ

۵۰۳۷ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ كُنَّا عِنْدَ اَنَسٍ وَعِنْدَهُ خَبَّازٌ لَهُ فَقَالَ مَا اَكَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُبْزًا مُرَقَّقًا وَلَا شَاةً مَسْمُوطَةً حَتّٰى لَقِيَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ —

آگ نے مس کیا ہو وہ کھانے سے وضوء نہیں جاتا اور اس حدیث نے "الوضوء من مس النار" کو منسوخ کر دیا یا یہ بھی ممکن ہے کہ قولہ عَوْدًا وَّ بَدْءً"، یعنی اولاً و آخراً لم یتوضأ سے متعلق ہے۔ اور وضوء سے کھانے کا وضوء مراد ہے۔ اور وہ ابتداء طعام میں ہاتھ دھونا اور کلی کرنا ہے؛ کیونکہ کھانا کھانے کے وقت ہاتھ دھونے سُنّت ہے۔ نہد کے معنی کھانے کے لئے جمع ہونا ہے۔

(حدیث ۲۰۷ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

باب پتلی روٹی اور خوان و سفرہ پر کھانا

مُرَقّق میدے کی پتلی روٹی ہے۔ خوان بکسر الخاء ہے۔ ضمہ بھی پڑھا جاتا ہے لیکن مشہور خوان بکسر الخاء ہے۔ قاضی عیاض نے کہا خِوان وہ دسترخوان ہے جس پر کھانا نہ لگایا ہو۔ اس کی جمع قلت اَخْوِنہ ہے۔ خوان پہ کھانا متکبّرین کی عادت ہے۔ خِوان تانبے کا بہت بڑا طشت ہے جس کے نیچے تانبے کی کُرسی ہوتی ہے۔ وہ اس کے ساتھ جُڑا ہوتا ہے جو متکبّرین کے آگے رکھا جاتا ہے۔ اس کو کم از کم دو آدمی اُٹھاتے ہیں۔ سِفرہ" وہ طعام ہے جو مسافر ساتھ لے جاتے ہیں وہ بکثرت گول چمڑے میں رکھا جاتا ہے جس کے منہ پر کنڈا ہوتا ہے جس کے ساتھ وہ لٹکایا جاتا ہے۔ طعام کا جلد پر اطلاق کیا ہے جیسے مزادہ کو راویہ کہا جاتا ہے۔ (عینی)

۵۰۳۷ — ترجمہ: قتادہ نے کہا ہم انس کے پاس تھے جبکہ اُن کے پاس اُن کا نانبائی تھا۔ اُنہوں نے کہا نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے میدے کی پتلی روٹی نہیں کھائی اور نہ بھنی ہُوئی بکری کھائی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ سے جاملے۔

۵۰۳۷ — ترجمہ: مسموط سمط سے ماخوذ ہے اس کے معنی ہیں گرم پانی کے

۵۰۳۸ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ ابْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ يُونُسَ قَالَ عَلِيٌّ هُوَ الْإِسْكَافُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ مَا عَلِمْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكَلَ عَلَى سُكُرُّجَةٍ قَطُّ وَلَا خُبِزَ لَهُ مُرَقَّقٌ قَطُّ وَلَا أَكَلَ عَلَى خِوَانٍ قَطُّ قِيلَ لِقَتَادَةَ فَعَلَى مَا كَانُوا يَأْكُلُونَ قَالَ عَلَى السُّفَرِ

کے ساتھ بکری کے چمڑے سے بال نکالنا۔ داؤدی نے کہا مسموط وہ ہے کہ پانی گرم کیا جائے پھر بکری کو ذبح کر کے اس کا پیٹ صاف کر کے چمڑے سمیت اس کو گرم پانی میں ڈال کر اس سے بال جدا کیے جائیں پھر اس کو بھُن لیا جائے جیسے آج کل مرغ کا چرغہ بناتے ہیں۔ ابن بطال نے کہا میدہ کی پتلی روٹی کھانا مباح ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف دُنیا میں زہادت اور بے رغبتی کے لیے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ سے میسر ہے اس کو ترجیح دینے کے لئے اسے ترک کیا ہے۔ اسی لئے آپ نے خوان پر کھانا نہیں کھایا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ تمہاری تقریر سے معلوم ہوتا ہے کہ مسموط بھنا ہُوا گوشت ہے اور انس کی روایت کے مطابق حضور نے بھنا ہُوا گوشت نہیں کھایا، حالانکہ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے روایت کی ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھنا ہُوا شانہ کا گوشت پیش کیا تو آپ نے اس سے تناول فرمایا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ہر ایک نے وہ خبر دی ہے جو اسے معلوم ہُوا اور غیر کی اس نے روایت نہیں کی۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۵۰۳۸ — ترجمہ : قتادہ نے انس رضی اللہ عنہ سے خبر دی کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم نہیں کیا کہ آپ نے چھوٹی پیالی میں کھایا ہو اور نہ ہی آپ کے لئے پتلی روٹی پکائی گئی ہو اور نہ ہی کبھی آپ نے خوان پر کھایا (میز پر) قتادہ سے کہا وہ کس پر کھاتے تھے۔ علی نے کہا سُفر پر (دسترخوان پر)

۵۰۳۸ — شرح : سُکُرُّجَۃ بضم السین والکاف والراءِ المشددہ را پر فتحہ بھی پڑھا جاتا ہے۔ توریشتی نے اس کی تصویب کرتے ہوئے کہا کہ یہ فارسی معرّب ہے۔ اصل میں را مفتوحہ ہے۔ اس کے معنی چھوٹی چھوٹی پیالیاں ہیں جن میں متکبر کھانا کھاتے ہیں۔ قولہ عَلٰی مَا یَاکُلُوْنَ ،، بظاہر یہ تھا کہ علی ما یاکل ،، کہا جاتا لیکن جمع کی طرف اس لئے عدول

۵۰۳۹ ـ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ حُمَيْدٌ اَنَّهٗ سَمِعَ اَنَسًا يَقُوْلُ اَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْنِيْ بِصَفِيَّةَ فَدَعَوْتُ الْمُسْلِمِيْنَ اِلٰى وَلِيْمَتِهٖ اَمَرَ بِالْاَنْطَاعِ فَبُسِطَتْ فَاُلْقِيَ عَلَيْهَا التَّمْرُ وَالْاَقِطُ وَالسَّمْنُ وَقَالَ عَمْرٌو عَنْ اَنَسٍ بَنٰى بِهَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَنَعَ حَيْسًا فِيْ نِطَعٍ

۵۰۴۰ ـ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعٰوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ اَبِيْهِ وَعَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ قَالَ كَانَ اَهْلُ الشَّامِ يُعَيِّرُوْنَ ابْنَ الزُّبَيْرِ يَقُوْلُوْنَ يَا ابْنَ ذَاتِ النِّطَاقَيْنِ فَقَالَتْ لَهٗ اَسْمَاءُ يَا بُنَيَّ اِنَّهُمْ يُعَيِّرُوْنَكَ بِالنِّطَاقَيْنِ هَلْ تَدْرِيْ مَا كَانَ النِّطَاقَانِ اِنَّمَا كَانَ نِطَاقِيْ شَقَقْتُهٗ نِصْفَيْنِ فَاَوْكَيْتُ قِرْبَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَحَدِهِمَا وَجَعَلْتُ فِيْ سُفْرَتِهٖ اٰخَرَ قَالَ فَكَانَ اَهْلُ الشَّامِ اِذَا عَيَّرُوْهُ بِالنِّطَاقَيْنِ يَقُوْلُ اِيْهًا وَالْاِلٰهِ تِلْكَ شَكَاةٌ ظَاهِرٌ عَنْكَ عَارُهَا ـ

گیا کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کرتے تھے اور آپ کے فعل کی اتباع کرتے تھے اس لئے جمع کا صیغہ استعمال کیا۔

۵۰۳۹ ــ ترجمہ : حُمید نے انس رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اقامت فرمائی اس حال میں کہ صفیہ سے خلوت فرمائی تو میں نے مسلمانوں کو دعوت ولیمہ کے لئے بلایا حضور نے دسترخواں بچھانے کا حکم دیا تو وہ بچھایا گیا اور اس پر کھجوریں، پنیر اور گھی رکھا گیا۔ عمرو نے انس سے روایت کی کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ رضی اللہ عنہا سے خلوت فرمائی۔ پھر کھجور، پنیر اور گھی سے بنایا ہوا حیس دسترخوان پر رکھا گیا۔

۵۰۳۹ ــــ شرح : لفات کے معنی ہیں خلوت کرنا۔ حیس حلوہ کی قسم ہے جو کھجور اور پنیر سے گھی ملا کر بنایا جاتا ہے۔

(حدیث ۲۰۹۵ کی شرح دیکھیں)

۵۰۴۰ ــــ ترجمہ : وہب بن کیسان نے کہا شامی لوگ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہا کو شرمندگی دلاتے اور کہتے تھے اے نطاقین والی کے بیٹے اسماء رضی اللہ عنہا نے عبداللہ بن زبیر سے کہا اے میرے بیٹے لوگ تجھے نطاقین والی کا بیٹا کہہ کر شرمندگی دلاتے ہیں۔ کیا نطاقان کو جانتے ہو میرا کمر بند تھا میں نے اس کو دو ٹکڑے کر دیا ان میں سے ایک کے ساتھ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشکیزے کا منہ باندھا اور دوسرا ٹکڑا حضور کے دسترخوان میں رکھ دیا۔ وہب بن کیسان نے کہا جس وقت شامی عبداللہ بن زبیر کو نطاقین کے ساتھ شرمندگی دلاتے وہ کہتے بخدا ایسا ہی ہے۔ یہ عار ہے جو تجھ سے زائل ہونے والی ہے۔

۵۰۴۰ ــــ شرح : حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہا کو شرمندگی دلانے والے اور ان کی توہین کرنے والے شامی ظالم حجاج بن یوسف کے لشکری اور ساتھی تھے جبکہ انھوں نے مکہ مکرمہ میں ابن زبیر سے جنگ کی تھی۔ نطاقین نطاق کا تثنیہ ہے وہ کپڑا ہے جو عورتیں کمر پر پیٹتی ہیں جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے غار ثور میں تشریف لے گئے تو اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا ہر روز پانی اور کھانا وہاں لے جاتی تھیں تاکہ کافر حضور کا پیچھا نہ کریں۔

نطاق وہ کپڑا ہے جو عورت پہنتی ہے اور اپنی کمر سے باندھ کر اوپر کا حصہ گھٹنے تک نیچے لٹکا دیتی ہے۔ ایھا بکسر الہمزہ ہے اور یاء ساکن ہے جس وقت کسی کا کلام قطع کرنا ہو تو یہ کہتے ہیں اس کے معنی اعتراف کرنے کے ہیں یعنی بخدا جو کچھ تم کہتے ہو ایسا ہی ہے مگر یہ میرے لئے عار نہیں ہے۔ "تِلْكَ شَكَاةٌ ظَاهِرٌ عَنْكَ عَارُهَا"، یہ ہذلی کے بیت کا مصرع ہے۔ اس سے عبداللہ بن زبیر نے اپنے حال کی مثال بیان کی ہے پہلا مصرع یہ ہے :

وَعَيَّرَنِي الْوَاشُوْنَ اَنِّي اُحِبُّهَا ۔ تِلْكَ شَكَاةٌ ظَاهِرٌ عَنْكَ عَارُهَا

"چغل خور مجھے شرمندگی دلاتے ہیں کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں یہ ایک شکائت ہے کہ جس کی عار تجھ سے زائل ہونے والی ہے"

یہ ابو ذئب ہذلی کا طویل قصیدہ ہے جس میں وہ نُسیبہ بنت عنس بن محرث ہذلی کا مرثیہ ذکر کرتا ہے۔

۵۰۴۱ ـ حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو عَوَانَةَ عَنْ اَبِیْ بِشْرٍ عَنْ سَعِیْدِ ابْنِ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ اُمَّ حُفَیْدٍ بِنْتَ الْحَارِثِ ابْنِ حَزْنٍ خَالَةَ ابْنِ عَبَّاسٍ اَهْدَتْ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَمْنًا وَاَقِطًا وَاَضُبًّا فَدَعَا بِهِنَّ فَاُکِلْنَ عَلٰی مَائِدَتِهٖ وَتَرَکَهُنَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَالْمُتَقَذِّرِ لَهُنَّ وَلَوْ کُنَّ حَرَامًا مَا اُکِلْنَ عَلٰی مَائِدَةِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَلَا اَمَرَ بِاَکْلِهِنَّ

بَابُ السَّوِیْقِ

۵۰۴۲ ـ حَدَّثَنَا سُلَیْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَیْدٍ عَنْ یَحْیٰی عَنْ بُشَیْرِ بْنِ یَسَارٍ عَنْ سُوَیْدِ بْنِ النُّعْمَانِ اَنَّهٗ

۵۰۴۱ ـ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اُن کی خالہ اُمِ حُفید بنت حارث رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گھی، پنیر اور گوہ ہدیہ کے طور پر بھیجا۔ آپ نے لوگوں کو ان کھانے کے لئے بُلایا وہ حضور کے دسترخوان پر کھائے گئے، لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے طبعی کراہت کے باعث ان کی طرف ہاتھ مبارک نہ بڑھایا۔ اگر وہ حرام ہوتے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دسترخوان پر نہ کھائے جاتے اور نہ ہی حضور اُن کو کھانے کا حُکم فرماتے۔

۵۰۴۱ ـ شرح : مائدہ کا اطلاق دسترخوان پر ہوتا ہے۔ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے گوہ کی طرف دست اقدس اس لئے نہ بڑھایا تھا کہ آپ طبعی طور پر اسے پسند نہ فرماتے تھے۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ گوہ حرام تھی، کیونکہ حرام ہوتی تو حضور کے دسترخوان پر نہ کھائی جاتی۔ اور نہ اس کو کھانے کا حکم فرماتے۔ یہ ابتداء اسلام میں تھا اس کے بعد گوہ کو حرام کردیا جبکہ ابوداؤد میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گوہ کھانے سے منع فرمایا۔ نیز یہ خبائث میں سے ہے اور

اَخْبَرَهُ اَنَّهُمْ كَانُوْا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالصَّهْبَاءِ وَهِيَ عَلٰى رَوْحَةٍ مِّنْ خَيْبَرَ فَحَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَدَعَا بِطَعَامٍ فَلَمْ يَجِدْهُ اِلَّا سَوِيْقًا فَلَاكَ مِنْهُ وَلُكْنَا مَعَهُ ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَمَضْمَضَ ثُمَّ صَلّٰى وَصَلَّيْنَا وَلَمْ يَتَوَضَّأْ

بَابُ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَاْكُلُ حَتّٰى يُسَمّٰى لَهٗ فَيَعْلَمُ مَا هُوَ

۵۰۴۳ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ اَبُو الْحَسَنِ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ اُمَامَةَ

اللہ تعالیٰ نے خبائث کو حرام فرمایا ہے۔

باب ستّو

۵۰۴۲ ـ ترجمہ: سُوَید بن نعمان نے ذکر کیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم صہباء مقام میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ یہ مقام خیبر سے ایک منزل کی مسافت پر واقع ہے۔ نماز کا وقت آگیا تو حضور نے کھانا طلب فرمایا اور ستوؤں کے سوا کچھ نہ پایا۔ آپ نے وہی کھائے اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ کھائے پھر آپ نے پانی طلب فرمایا اور کلی کی پھر نماز پڑھی۔ ہم نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی اور آپ نے وضوء نہ فرمایا۔

۵۰۴۲ ـ شرح: قولہ فلاک ،، یہ لوک سے ہے اس کے معنی ہیں کسی شئ کو نگلنے کے لئے منہ میں پھیرنا۔ اس حدیث سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ستو کھانے سے وضوء نہیں جاتا، حالانکہ وہ آگ سے بھنے ہوتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ جس شئ کو آگ نے مس کیا ہو وہ کھانے سے وضوء فاسد نہیں ہوتا ہے۔

ابْنُ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ الْاَنْصَارِيُّ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ اَخْبَرَهُ اَنَّ خَالِدَ
ابْنَ الْوَلِيْدِ الَّذِيْ يُقَالُ لَهٗ سَيْفُ اللّٰهِ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ دَخَلَ مَعَ رَسُوْلِ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى مَيْمُوْنَةَ وَهِيَ خَالَتُهٗ وَخَالَةُ ابْنِ عَبَّاسٍ
فَوَجَدَ عِنْدَهَا ضَبًّا مَحْنُوْذًا قَدِمَتْ بِهٖ اُخْتُهَا حُفَيْدَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ
مِنْ نَجْدٍ فَقَدَّمَتِ الضَّبَّ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ
قَلَّ مَا يُقَدِّمُ يَدَهٗ لِطَعَامٍ حَتّٰى يُحَدَّثَ بِهٖ وَيُسَمّٰى لَهٗ فَاَهْوٰى رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهٗ اِلَى الضَّبِّ فَقَالَتِ امْرَاَةٌ مِّنَ النِّسْوَةِ الْحُضُوْرِ
اَخْبِرْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا قَدَّمْتُنَّ لَهٗ هُوَ الضَّبُّ يَا
رَسُوْلَ اللّٰهِ فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهٗ عَنِ الضَّبِّ
فَقَالَ خٰلِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ اَحَرَامٌ الضَّبُّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لَا وَلٰكِنْ
لَمْ يَكُنْ بِاَرْضِ قَوْمِيْ فَاَجِدُنِيْ اَعَافُهٗ قَالَ خٰلِدٌ فَاجْتَرَرْتُهٗ فَاَكَلْتُهٗ
وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْظُرُ اِلَيَّ

باب — جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے کوئی شئے پیش کی جاتی تو اسے تناول نہ فرماتے حتی کہ آپ سے ذکر کیا جاتا تو آپ جان لیتے کہ یہ کیا ہے ۔

۵۰۴۳ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ خالد بن ولید جیسے سیف اللہ

(واللہ کی تلوار کہا جاتا ہے) نے ان کو خبر دی کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور وہ ان کی اور ابن عباس کی خالہ ہیں۔ پس آپ کے پاس بھنی ہوئی گوہ پائی جس کو میمونہ ہمشیرہ حُفَیدہ بنت حارث نجد سے لائی تھی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے گوہ رکھی گئی۔ حضور کھانے کی طرف ہاتھ نہ بڑھایا کرتے تھے حتی کہ آپ کو خبر دی جاتی اور آپ کو بتایا جاتا (کہ یہ فلاں شئ ہے) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گوہ کی طرف دستِ اقدس بڑھایا تو وہاں موجود عورتوں میں سے کسی عورت نے کہا جو کچھ تم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھا ہے وہ حضور کو بتادو یارسول اللہ! کیا گوہ حرام ہے؟ فرمایا حرام تو نہیں لیکن یہ میری قوم کی زمین میں نہیں پائی جاتی ہے۔ میں اس کو پسند نہیں کرتا ہوں۔ خالد نے کہا میں نے گوہ کو اپنی طرف کھینچا اور اس کو کھانا شروع کیا، حالانکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف دیکھ رہے تھے۔

۵۰۴۲ — شرح: ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا، خالد بن ولید اور ابن عباس رضی اللہ عنہم دونوں کی خالہ ہیں کیونکہ میمونہ، لبابہ صغریٰ جو خالد بن ولید کی والدہ ہیں۔ لبابہ کبریٰ جو ابن عباس کی والدہ ہیں اور اُم حُفید آپس میں بہنیں ہیں اور حارث بن حزن کی لڑکیاں ہیں۔ دراصل حفیدہ اہل نسبت کے نزدیک ام حفیدہ محفوظ ہے۔ اِن کا نام ہُزیلہ ہے۔

اس حدیث سے امام شافعی، مالک اور احمد بن حنبل نے استدلال کیا کہ گوہ کھانا جائز ہے۔ ظاہریوں کا مذہب بھی یہی ہے۔ ابن حزم نے کہا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے نزدیک گوہ حلال ہے۔ صاحبِ ہدایہ نے ذکر کیا کہ گوہ حرام ہے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ کو اس سے منع فرمایا جبکہ حضور سے اس کے کھانے کے متعلق پوچھا گیا۔ امام ابوحنیفہ، ابو یوسف اور محمد رحمہم اللہ نے گوہ کو حرام کہا ہے کیونکہ بعض احادیث اس کی اباحت پر دلالت کرتی ہیں جبکہ اور احادیث اس کی حرمت ظاہر کرتی ہیں۔ لہٰذا محرم کو مؤخر مانا جائے گا اور وہ اباحت کا ناسخ ہے۔

امام محمد بن حسن نے اسود کے واسطہ سے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گوہ نذرانہ پیش کی گئی تو آپ نے اس کو نہ کھایا اور مجھے کھانے سے منع نہ فرمایا۔ اتنے میں ایک سائل آگیا تو ام المؤمنین عائشہ نے ارادہ کیا کہ گوہ اسے دیدیں تو حضور نے فرمایا کیا اس کو دیتی ہو جو خود نہیں کھاتی ہو۔ یہ حدیثِ نہی تحریم پر دلالت کرتی ہے۔ نیز ابوداؤد نے باب الاطعمہ میں عبدالرحمٰن بن شبل سے روایت ذکر کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گوہ کھانے سے منع فرمایا ہے۔ گویا اس حدیث کے اسناد میں اسماعیل بن عیاش ہے اور وہ ضعیف ہے لیکن بخاری نے کہا اسماعیل بن عیاش شامیوں سے روایت کریں تو اس کی حدیث صحیح ہوتی ہے یحییٰ بن معین نے بھی یہی کہا ہے اور ابوداؤد نے اس حدیث پر سکوت کیا ہے جو اس کی صحت کی دلیل ہے۔

بَابٌ طَعَامُ الْوَاحِدِ يَكْفِي الْاِثْنَيْنِ

۵۰۴۴ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مٰلِكٌ ح وَحَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مٰلِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامُ الْاِثْنَيْنِ كَافِي الثَّلٰثَةِ وَطَعَامُ الثَّلٰثَةِ كَافِي الْاَرْبَعَةِ

باب ایک کا کھانا دو کے لئے کافی ہوتا ہے

یعنی ایک آدمی کا کھانا دو آدمیوں کی بھوک سے کفایت کرتا ہے۔ یہ عنوان صحیح حدیث کے الفاظ ہیں، چنانچہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک کا کھانا دو کے لئے کافی ہوتا ہے اور دو آدمیوں کا کھانا چار کے لئے کافی ہوتا ہے۔

۵۰۴۴ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو آدمیوں کا کھانا تین کے لئے کافی ہے اور تین کا کھانا چار کے لئے کافی ہے۔

۵۰۴۴ ـــ شرح : یعنی جس کھانے سے دو آدمی سیر ہو سکتے ہیں اس سے تین بھی سیر ہو سکتے ہیں اور جس سے تین سیر ہو سکتے ہیں اس سے چار آدمی بھی سیر ہو سکتے ہیں۔ مہلب نے کہا ان احادیث سے مراد کفائت پر قناعت کرنا ہے۔ یعنی مقدورِ کفائت میں حصّہ مراد نہیں، بلکہ اس سے مراد باہم موافقت ہے دو آدمی کھانا کھاتے ہوں تو انہیں تیسرے کو کھانے میں شامل کر لینا چاہیئے۔ اسی طرح چوتھے کو کھانے میں شریک کر لینا چاہیئے۔ ابن منذر نے کہا : ابوہریرہ کی حدیث سے یہ اخذ ہوتا ہے کہ کھانا اکٹھے ہو کر کھانا چاہیئے، کیونکہ اس میں برکت ہے علیحدہ علیحدہ نہیں کھانا چاہیئے۔ طبرانی نے ابن عمر سے روایت کی کہ مل کر اکٹھے کھاؤ اور جُدا جُدا ہو کر نہ کھاؤ۔

بَابٌ اَلْمُؤْمِنُ يَأْكُلُ فِيْ مِعًى وَّاحِدٍ

۵۰۴۵ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ وَاقِدِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ نَافِعٍ كَانَ ابْنُ عُمَرَ لَا يَأْكُلُ حَتّٰى يُؤْتٰى بِمِسْكِيْنٍ يَأْكُلُ مَعَهٗ فَادْخَلْتُ رَجُلًا يَأْكُلُ مَعَهٗ فَاَكَلَ كَثِيْرًا فَقَالَ يَا نَافِعُ لَا تُدْخِلْ عَلَيَّ هٰذَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْمُؤْمِنُ يَأْكُلُ فِيْ مِعًى وَّاحِدٍ وَاَنَّ الْكَافِرَ اَوِ الْمُنَافِقَ فَلَا اَدْرِيْ اَيُّهُمَا قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ يَأْكُلُ فِيْ سَبْعَةِ اَمْعَاءٍ وَقَالَ ابْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهٖ

باب — مومن ایک آنت میں کھاتا ہے،،

یعنی مومن کم خوار ہوتا ہے تاکہ عبادت کرنے میں سستی واقع نہ ہو۔ معًا بکسر المیم اس کی جمع امعاء ہے اور تثنیہ معان ہے۔ پیٹ میں سات آنتیں ہیں ہر ایک کا نام علیحدہ ہے۔ اطباء نے ان کی تشریح کی ہے،،

۵۰۴۵ — ترجمہ : نافع نے کہا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کھانا نہ کھاتے تھے حتیٰ کہ کوئی مسکین لایا جاتا تو اس کے ساتھ کھاتے۔ میں ایک دن ایک آدمی کو لایا جو ان کے ساتھ کھانا کھائے اس نے بہت کھایا۔ عبداللہ نے کہا اے نافع اب اس کو میرے پاس نہ لانا۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ مومن ایک آنت میں کھاتا ہے جبکہ کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے۔

۵۰۴۵ — شرح : یعنی حریص کافر سات آنتیں پُر کرتا ہے جو جسم کی تربیت میں رکھتا ہے اور شہوتِ حیوانی کی استیفاء سے محبت کرتا ہے مسلمان کے کم کھانے

اور کافر کے بسیار کھانے کی یہ وجہ ہو سکتی ہے کہ مسلمان کھانے کی ابتداء میں اللہ کا نام ذکر کرتا ہے جس سے شیطان بھاگتا ہے اور وہ اس کے ساتھ کھانے میں شرکت کی جسارت نہیں کرتا اور جو وہ کھاتا ہے اس میں برکت ہوتی ہے اور کافر اللہ کا نام ذکر نہیں کرتا اور شیطان اس کے ساتھ کھانے میں شریک ہو جاتا ہے اور طعام کی برکت اٹھ جاتی ہے جیسا کہ احادیث نبویہ صلی اللہ علی صاحبہا سے واضح ہوتا ہے۔ نیز مسلمان کا کم کھانا اس لئے ہے کہ پیٹ بھر کر کھانا سستی پیدا کرتا ہے اور مسلمان نہیں چاہتا ہے کہ عبادت کرنے میں سستی کرے۔ نیز زیادہ کھانے سے وضوء جلد فاسد ہو جاتا ہے، حالانکہ بعض عبادتوں میں وضوء شرط ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم کو ہاتھ لگانے کے لئے وضوء واجب ہے اور مسجد میں داخل ہونے کے لئے مستحب ہے اور حدیث میں مذکور شخص اگرچہ مسلمان تھا لیکن وہ طبیعت کفر اور نفاق کی علامت رکھتا تھا۔ اس لئے عبداللہ عمر نے چاہا کہ اس کو کھانے میں اپنے ساتھ شریک کرے۔ مسلمان بھی اگر کھانے وقت بسم اللہ نہ پڑھے تو شیطان کھانے میں شریک ہو جاتا ہے۔

طبرانی نے صحیح اسناد کے ساتھ ابوعبدالرحمٰن حُبلی کے ذریعہ عبداللہ بن عمرو سے روایت کی کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سات آدمی آئے۔ حضور کے صحابہ کرام ان میں سے ایک ایک کو اپنے ہمراہ لے گئے جبکہ ایک کو حضور گھر لے گئے اور اس سے فرمایا تمہارا نام کیا ہے اس نے ابوعزوان بتایا۔ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سات بکریاں دوہیں وہ سات کا دودھ پی گیا۔ پھر اُس سے حضور نے فرمایا اے اباغزوان کیا تجھے اسلام کی خواہش ہے؟ عرض کیا جی ہاں! اور وہیں مسلمان ہو گیا۔ حضور نے اس کے سینہ پر دستِ اقدس پھیرا۔ جب صبح ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے ایک بکری دوہی تو وہ ایک بکری کا دودھ نہ پی سکا فرمایا اے اباعزوان کیا وجہ ہے۔ عرض کیا یارسول اللہ! اس ذات کی قسم ہے جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔ میں یقیناً سیر ہو گیا ہوں فرمایا کل تیری سات آنتیں تھیں اور آج تیری صرف ایک آنت ہے۔

قرطبی نے کہا سات آنتوں سے مراد سات صفات ہیں جو کافر میں پائی جاتی ہیں وہ طبعی خواہش، شہوت نفس، آنکھ کی شہوت، منہ کی خواہش، کان کی خواہش، ناک کی خواہش، بھوک کی خواہش، یہ آخری ضروری ہے جس میں مومن کھاتا ہے اور کافر سب میں کھاتا ہے۔ مگر یہ اغلب کے اعتبار سے ہے ورنہ بعض مسلمان بھی بہت کھاتے ہیں، چنانچہ میرا ایک ساتھ پانچ سیر حلوہ کھا جاتا تھا۔

باب مومن ایک آنت میں کھاتا ہے

اس کے متعلق ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے"

۵۰۴۷ــــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ كَانَ أَبُوْ نَهِيْكٍ رَجُلًا أَكُوْلًا فَقَالَ لَهُ ابْنُ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْكَافِرَ يَأْكُلُ فِيْ سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ قَالَ فَأَنَا أُوْمِنُ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۵۰۴۸ــــ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مٰلِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ الْمُسْلِمُ فِيْ مِعًى وَّاحِدٍ وَالْكَافِرُ يَأْكُلُ فِيْ سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ

۵۰۴۹ــــ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا كَانَ يَأْكُلُ أَكْلًا كَثِيْرًا فَأَسْلَمَ فَكَانَ يَأْكُلُ أَكْلًا قَلِيْلًا فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ الْمُؤْمِنَ يَأْكُلُ فِيْ مِعًى وَّاحِدٍ وَّالْكَافِرُ يَأْكُلُ فِيْ سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ

۵۰۴۶ــــ ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر یا منافق مجھے معلوم نہیں کہ ان دونوں میں سے کس کو ذکر کیا۔ عبیداللہ نے کہا وہ سات آنتوں میں کھاتا ہے۔ ابن بکیر نے کہا ہم سے مالک نے نافع اور ابن عمر کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس جیسی روایت کی۔

۵۰۴۷ــــ ترجمہ : عمرو بن دینار نے کہا ابونہیک بہت کھاتا تھا اس کو عبداللہ ابن عمر نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے۔ ابونہیک نے کہا میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا۔ (ابونہیک مکہ مکرمہ کا رہنے والا تھا۔ کھانا بہت کھاتا تھا)

بَابُ الْاَكْلُ مُتَّكِئًا

۵۰۵۰ — حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْاَقْمَرِ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا جُحَيْفَةَ يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَآ اٰكُلُ مُتَّكِئًا

۵۰۴۸ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مسلمان ایک آنت میں اور کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے

۵۰۴۹ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ایک آدمی بہت کھاتا تھا وہ مسلمان ہوگیا۔ پھر وہ بہت تھوڑا کھاتا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا گیا تو حضور نے فرمایا مومن ایک آنت میں اور کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے۔

۵۰۴۹ — شرح : علماء نے کہا سات آنتوں کا ذکر مبالغہ کے لئے مقصود یہ ہے کہ مومن دُنیا کی نعمتیں کم چاہتا ہے اور زہد و تقویٰ کا خواہشمند ہوتا ہے۔ خصوصی طور پر کھانا مراد نہیں اگرچہ کم کھانا مسلمانوں کا بہترین خلق ہے۔ امام طحاوی نے کہا میں نے ابن عمر سے سُنا ہے کہ علماء کی ایک جماعت نے اس حدیث کو دُنیا کے اسباب میں رغبت پر محمول کیا ہے یعنی مسلمان وہ ہے جو دُنیاوی زیب و زینت میں رغبت کم کرے اور کافروں کا طریقہ یہ ہے کہ وہ دُنیا کے اسباب میں رغبت زیادہ کرتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب تکیہ لگا کر کھانا

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے تکیہ لگا کر کھانے کا جواز یا ممانعت ذکر نہیں کی؛ کیونکہ حدیث میں صراحۃً اس کی ممانعت مذکور نہیں؛ البتہ ترمذی نے اس باب کا عنوان یہ ذکر کیا ہے "باب ماجاء فی کراہیۃ الاکل متکئًا"، پھر اس کے تحت ابوجحیفہ کی حدیث ذکر کی۔ اور تکیہ لگا کر کھانے کی احادیث کو کراہت پر محمول کیا جمہور بھی یہی کہتے ہیں۔ ابن ابی شیبہ نے مصنف میں روایت کی کہ کثیر صحابہ اور تابعین تکیہ لگا کر کھاتے تھے۔ پھر اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ تکیہ لگا کر کھانے سے مراد کیا ہے؟ بعض

۵۰۵۱ — حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْأَقْمَرِ عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِرَجُلٍ عِنْدَهُ لَا آكُلُ وَأَنَا مُتَّكِئٌ

بعض نے کہا چار زانوں بیٹھنا ہے۔ بعض کہتے ہیں بچھونے پر بیٹھ کر کھانا ہے۔ بعض کہتے ہیں اپنی ایک جانب یا ایک ہاتھ پر تکیہ لگانا ہے۔ یہ متکبرین کی عادت ہے۔ غالبًا حدیث اسی حالت پر محمول ہے۔

۵۰۵۰ — ترجمہ: ابو جحیفہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تکیہ لگا کر نہیں کھاتا۔

۵۰۵۱ — ترجمہ: ابو جحیفہ نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا آپ نے اپنے پاس ایک آدمی سے فرمایا میں

۵۰۵۱ — شرح: ابو جحیفہ کی حدیث سے یہی ثابت ہے کہ تکیہ لگا کر کھانا مکروہ ہے۔ جیسا کہ ترمذی میں مذکور ہے۔ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ کثیر صحابہ اور تابعین تکیہ لگا کر کھاتے تھے، چنانچہ ابن ابی شیبہ نے ابن عباس، خالد بن ولید، عبیدہ سلمانی، محمد بن سیرین، عطاء بن یسار اور زہری سے ذکر کیا کہ یہ مطلقًا جائز ہے۔ بہر حال اس میں کراہت تنزیہی ہو سکتی ہے یا اسے خلافِ اولیٰ کہا جا سکتا ہے۔ لہٰذا مستحب یہ ہے کہ دونوں گھٹنوں پر بیٹھ کر دونوں قدم ایک طرف نکال کر کھائیں یا دایاں پاؤں زمین پر گاڑیں اور بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھ کر کھائیں۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ابو داؤد میں عبد اللہ بن عمرو کی حدیث میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکیہ لگا کر کھاتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا گیا۔ اور نسائی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبرائیل کے ساتھ ایک فرشتہ بھیجا اس نے کہا اللہ تعالیٰ نے آپ کو اختیار دیا ہے کہ آپ عبد نبی ہوں یا بادشاہ ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ میں عبد نبی ہوں اس کلمہ کے بعد آپ نے کبھی تکیہ لگا کر کھانا نہیں کھایا۔ (عینی)

نیز علل عبد الرحمٰن میں عبد اللہ بن سائب بن خباب نے والد سے انھوں نے ان کے دادے سے روایت کی کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکیہ لگا کر خشک گوشت کھاتے ہوئے دیکھا ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ عبد اللہ بن عمرو کی حدیث کا محمل یہ ہے کہ فرشتہ کے واقعہ کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تکیہ لگا کر کھانا کھاتے کبھی نہیں دیکھا گیا اور سائب کی حدیث باطل ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم۔

بَابُ الشِّوَاءِ

وَقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَجَاءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ

۵۰۵۲ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ خَالِدِ ابْنِ الْوَلِيْدِ قَالَ اُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِضَبٍّ مَشْوِيٍّ فَاَهْوٰى اِلَيْهِ لِيَاْكُلَ فَقِيْلَ لَهٗ اِنَّهٗ ضَبٌّ فَاَمْسَكَ يَدَهٗ قَالَ خَالِدٌ اَحَرَامٌ هُوَ قَالَ لَا وَلٰكِنَّهٗ لَا يَكُوْنُ بِاَرْضِ قَوْمِيْ فَاَجِدُنِيْ اَعَافُهٗ فَاَكَلَ خَالِدٌ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْظُرُ قَالَ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِضَبٍّ مَحْنُوْذٍ

باب — بھنا ہُوا گوشت

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! ابراہیم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام بھنا ہُوا بچھڑا لے کر آئے

قرآن کریم کی آیت کریمہ کو بھنا ہُوا گوشت کھانے کی تائید کے لئے ذکر کیا ہے ۔ کیونکہ پہلی شریعتوں کے خلاف اس شریعت میں کوئی حکم نازل نہ ہو تو وہ ہمارے لئے حجّت ہوتی ہیں اور ظاہر ہے کہ شرائع ابراہیمی کے خلاف شریعت محمدی نازل نہیں ہُوئی ۔ لہٰذا بچھڑے کا گوشت کھانا جائز ہے ۔ واقعہ یہ ہے کہ حضرت جبرائیل ، میکائیل ، اسرافیل اور دردائیل علیہم السّلام چار فرشتے لوط علیہ السّلام کی قوم کو ہلاک کرنے اور حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو صاحبزادے کی بشارت دینے خوبصورت نوجوانوں کی صورت میں آئے تھے ۔ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی عادت تھی کہ مہمانوں کے بغیر کھانا نہ کھاتے تھے وہ ان کی مہمانی کے لئے گھر سے ایک بھنا ہُوا بچھڑا لے آئے الخ

۵۰۵۲ — ترجمہ : خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو بھنی ہوئی گوہ کا

بَابُ الْخَزِيرَةِ

قَالَ النَّضْرُ الْخَزِيرَةُ مِنَ النُّخَالَةِ وَالْحَرِيرَةُ مِنَ اللَّبَنِ

۵۰۵۳ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مَحْمُودُ بْنُ الرَّبِيعِ الْأَنْصَارِيُّ عَنْ عِتْبَانَ بْنِ مَالِكٍ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مِنَ الْأَنْصَارِ أَنَّهُ أَتَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي أَنْكَرْتُ بَصَرِي وَأَنَا أُصَلِّي لِقَوْمِي فَإِذَا كَانَتِ الْأَمْطَارُ سَالَ الْوَادِي الَّذِي بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ لَا أَسْتَطِيعُ أَنْ آتِيَ مَسْجِدَهُمْ فَأُصَلِّيَ لَهُمْ فَوَدِدْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَنَّكَ تَأْتِي فَتُصَلِّي فِي بَيْتِي فَأَتَّخِذُهُ مُصَلًّى فَقَالَ سَأَفْعَلُ إِنْ شَاءَ اللهُ قَالَ عِتْبَانُ فَغَدَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ حِينَ ارْتَفَعَ النَّهَارُ فَاسْتَأْذَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَذِنْتُ لَهُ فَلَمْ

پیش کیا گیا۔ حضور نے اس کو کھانے کے لئے ہاتھ مبارک بڑھایا تو عرض کیا گیا یہ گوہ ہے۔ حضور نے دستِ اقدس روک لیا۔ حضرت خالد بن ولید نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا یہ حرام ہے؟ فرمایا حرام تو نہیں لیکن یہ میری قوم کی زمین میں نہیں پائی جاتی۔ میں اس کو پسند نہیں کرتا ہوں۔ پس خالد بن ولید نے کھانا شروع کیا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ رہے تھے۔ امام مالک نے ابن شہاب سے "بِضَبٍّ مَشْوِیٍّ" کا بدل "بِضَبٍّ مَحْنُوْذٍ" ذکر کیا ہے (حدیث ۵۰۴۲ کی شرح دیکھیں)

باب خزیرہ

نضر نے کہا خزیرہ میدے سے اور حریرہ دودھ سے بناتے ہیں"

يَجْلِسْ حَتّٰى دَخَلَ الْبَيْتَ ثُمَّ قَالَ لِيْ اَيْنَ تُحِبُّ اَنْ اُصَلِّيَ مِنْ بَيْتِكَ فَاَشَرْتُ اِلٰى نَاحِيَةٍ مِنَ الْبَيْتِ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَبَّرَ فَصَفَفْنَا وَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ وَحَبَسْنَاهُ عَلٰى خَزِيْرَةٍ صَنَعْنَاهُ فَثَابَ فِي الْبَيْتِ رِجَالٌ مِنْ اَهْلِ الدَّارِ ذُوُوْ عَدَدٍ فَاجْتَمَعُوْا فَقَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ اَيْنَ مَالِكُ بْنُ الدُّخَيْشِنِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ ذٰلِكَ مُنَافِقٌ لَا يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ النَّبِيُّ

جوہری نے کہا گوشت کا باریک قیمہ کر کے دیگ میں ڈالتے ہیں پھر اس میں خوب پانی ڈال کر اس کے نیچے آگ جلاتے ہیں۔ جب قیمہ پک جائے تو اس پر آٹا ڈالتے ہیں اس کو خزیرہ کہتے ہیں اور اگر گوشت کی جگہ کوئی اور شئ ہو تو اس کو عصیدہ کہتے ہیں۔

۵۰۵۳ — ترجمہ : محمود بن ربیع انصاری نے بیان کیا کہ عتبان بن مالک جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان انصار صحابہ کرام میں سے ہیں جو جنگ بدر میں حاضر ہوئے تھے۔ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! میری نظر کمزور ہو چکی ہے اور میں اپنی قوم کو نماز پڑھاتا ہوں جب بارشیں ہوں تو نالہ جو میرے اور اُن کے درمیان ہے بہنے لگتا ہے تو میں نماز پڑھانے کے لئے اُن کی مسجد میں نہیں جا سکتا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری خواہش ہے کہ آپ میرے گھر میں نماز پڑھیں تو میں اُس جگہ کو (جہاں حضور نماز پڑھیں) نماز پڑھنے کی جگہ بنا لوں گا۔ حضور نے فرمایا میں انشاء اللہ ضرور یہ کروں گا۔ عتبان نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق صبح کو تشریف لائے جبکہ سورج بلند ہو چکا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت طلب کی تو میں نے حضور کو اجازت دے دی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہ بیٹھے حتیٰ کہ گھر میں داخل ہو گئے۔ پھر مجھے فرمایا! تم اپنے گھر میں کونسی جگہ پسند کرتے ہو جہاں میں نماز پڑھوں! میں نے مکان کے ایک طرف اشارہ کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور تکبیر کہی ہم نے پیچھے صف بندی کی۔ حضور نے دو رکعتیں پڑھیں پھر سلام

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُلْ ذٰلِكَ اَلَا تَرَاهُ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يُرِيْدُ بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ قَالَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّا نَرٰى وَجْهَهٗ وَنَصِيْحَتَهٗ اِلَى الْمُنٰفِقِيْنَ قَالَ فَاِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى النَّارِ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَبْتَغِيْ بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ ثُمَّ سَاَلْتُ الْحُصَيْنَ ابْنَ مُحَمَّدٍ الْاَنْصَارِيَّ اَحَدَ بَنِيْ سَالِمٍ وَكَانَ مِنْ سَرَاتِهِمْ عَنْ حَدِيْثِ مَحْمُوْدٍ فَصَدَّقَهٗ

بَابُ الْاَقِطِ

وَقَالَ حُمَيْدٌ سَمِعْتُ اَنَسًا يَقُوْلُ بَنَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَفِيَّةَ فَاَلْقَى التَّمْرَ وَالْاَقِطَ وَالسَّمْنَ وَقَالَ عَمْرُو بْنُ اَبِيْ عَمْرٍو عَنْ اَنَسٍ صَنَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيْسًا

پھیر دیا ہم نے حضور کو خزیرہ پیش کیا جو ہم نے تیار کیا تھا۔ اہل محلہ سے بے شمار لوگ گھر میں جمع ہو گئے سب موجود تھے اُن میں سے کسی نے کہا مالک بن دُخیشن کہاں ہے ؟ کسی نے کہا وہ منافق ہے اللہ اور اس کے رسُول سے محبت نہیں کرتا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ نہ کہو کیا تم نے اسے دیکھا نہیں کہ وہ لا الہ الا اللہ کہتا ہے۔ اس حال میں کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتا ہے۔ اُس نے کہا اللہ تعالیٰ اور اس کا رسُول جانتے ہیں یا کہا ہم نے کہا ہم اس کا چہرہ اور اس کی خیر خواہی منافقوں کی جانب دیکھتے ہیں حضور نے فرمایا جو شخص لا الہ الا اللہ کہے اس حال میں کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی رضا چاہے اللہ تعالیٰ اس کو آگ پر حرام کر دیتا ہے۔ ابن شہاب نے کہا پھر میں نے حُصین بن انصاری جو قبیلہ بنی سالم کا ایک فرد اور اُن کے سرداروں سے ہے۔ محمود کی حدیث کے متعلق پوچھا تو اُنھوں نے اس کی تصدیق کی۔

(حدیث ۴۱۷ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

۵۰۵۴ ـــ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَهْدَتْ خَالَتِیْ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضِبَابًا وَ اَقِطًا وَلَبَنًا فَوُضِعَ الضَّبُّ عَلٰی مَائِدَتِهٖ فَلَوْ كَانَ حَرَامًا لَمْ يُوْضَعْ وَشَرِبَ اللَّبَنَ وَاَكَلَ الْاَقِطَ

بَابُ السِّلْقِ وَالشَّعِيْرِ

۵۰۵۵ ـــ حَدَّثَنَا يَحْيٰی بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ اِنْ كُنَّا لَنَفْرَحُ بِيَوْمِ الْجُمُعَةِ كَانَتْ لَنَا عَجُوْزٌ تَاْخُذُ اُصُوْلَ السِّلْقِ فَتَجْعَلُهٗ فِیْ قِدْرٍ

باب پنیر

حُمَید نے کہا میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ بنت حُیّی سے خلوت کی اور کھجوریں پنیر اور گھی دسترخوان پر رکھے ‘‘

یہ حضور کا ولیمہ تھا معلوم ہُوا کہ ولیمہ میں گوشت کھلانا ضروری نہیں اس کے بغیر بھی دعوتِ ولیمہ کی جا سکتی ہے ‘‘

۵۰۵۴ ـــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میری خالہ اُم حُفَیدہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گوہ، پنیر اور دودھ نذرانہ بھیجا۔ آپ کے دسترخوان پر گوہ رکھی گئی۔ اگر گوہ حرام ہوتی تو آپ کے دسترخوان پر نہ رکھی جاتی۔ حضور نے دودھ پیا اور پنیر کھایا۔ (حدیث ۵۰۴۳ کی شرح دیکھیں)

لَهَا فَتَجْعَلُ فِيهِ حَبَّاتٍ مِنْ شَعِيرٍ إِذَا صَلَّيْنَا زُرْنَاهَا فَقَرَّبَتْهُ إِلَيْنَا وَكُنَّا نَتَغَدَّى وَلَا نَقِيلُ إِلَّا بَعْدَ الْجُمُعَةِ وَاللّٰهِ مَا فِيهِ شَحْمٌ وَلَا وَدَكٌ"

بَابُ النَّهْشِ وَانْتِشَالِ اللَّحْمِ

۵۰۵۶ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ تَعَرَّقَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتِفًا ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ وَعَنْ أَيُّوبَ وَعَاصِمٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ انْتَشَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرْقًا مِنْ قِدْرٍ فَأَكَلَ ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ

باب چقندر اور جو

۵۰۵۵ — ترجمہ : سہل بن سعد نے کہا ہم جمعہ کے دن بہت خوش ہوتے تھے، کیونکہ ہمارے ہاں ایک بوڑھی تھی جو چقندر کی جڑیں لیتی اور ان کو ہنڈی میں ڈالتی پھر اس میں جو کے چند دانے ڈال کر پکاتی۔ جب ہم نماز جمعہ پڑھ لیتے تو اس کی زیارت کرنے جاتے تو وہ ہمارے قریب کرتی۔ اس لئے ہم جمعہ کے دن بہت خوش ہوتے تھے اور ہم جمعہ کے بعد ہی ناشتہ اور قیلولہ کرتے تھے۔ بخدا اس میں نہ تو چربی ہوتی اور نہ کوئی چکنائی ہوتی تھی۔ (شحم چربی اور ودک چکنائی ہے یہ عام کا عطف خاص پر ہے)

باب گوشت اگلے دانتوں سے نوچ کر اور پکنے سے کچھ پہلے ہنڈیا سے نکال کر کھانا "

نھس کے معنی اگلے دانتوں سے گوشت نوچنا۔ انتشال نشل سے ہے اس کے معنی ہیں گوشت پکنے سے پہلے ہنڈی

۵۰۵۶ بَابُ نَعَرُّقِ الْعَضُدِ

۵۰۵۷ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمٰنُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْحَازِمٍ الْمَدَنِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِيْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ مَكَّةَ ح وَحَدَّثَنِيْ عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ

۵۰۵۶ — ترجمہ : محمد بن سیرین نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شانہ کا گوشت دانتوں سے نوچ کر کھایا۔ پھر اُٹھے اور نماز پڑھی اور وضوء نہ فرمایا۔ ایوب اور عاصم نے عکرمہ کے ذریعہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہنڈی سے گوشت والی ہڈی نوچ کر کھائی۔ پھر نماز پڑھی اور وضوء نہ کیا۔

۵۰۵۶ — شرح : تعرق کے معنی ہیں دانتوں کے ساتھ ہڈیوں سے گوشت نوچنا نہش کے معنی بھی یہی ہیں۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس اسناد میں محمد سے مراد محمد بن سیرین ہیں۔ ان کی ابن عباس سے ملاقات نہیں ہوئی۔ اُنھوں نے صرف عکرمہ سے روایت کی ہے۔ ابن مدینی نے کہا شعبہ نے کہا محمد بن سیرین نے صرف عکرمہ سے احادیث کی روایت کی ہے مختار بن ابی عبید کے زمانہ میں اس نے عکرمہ سے ملاقات کی تھی اور ابن عباس سے کچھ نہیں سُنا۔ بخاری میں صرف یہ حدیث ہے جو محمد نے ابن عباس سے روایت کی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کھانا آگ پر پکایا جائے وہ کھانے سے وضوء ناقض نہیں ہوتا اور جس حدیث میں یہ مذکور ہے کہ جس کو آگ نے مسّ کیا ہو وہ کھانے سے وضوء فاسد ہو جاتا ہے۔ اس حدیث نے اس کو منسوخ کر دیا ہے۔

باب شانہ کا گوشت نوچ کر کھانا

۵۰۵۷ — ترجمہ : ابو قتادہ نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مکہ معظمہ کی طرف نکلے۔ ابو قتادہ نے کہا میں ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کے

جَعْفَرٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ السَّلَمِيِّ عَنْ أَبِيهِ
أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ يَوْمًا جَالِسًا مَعَ رِجَالٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَنْزِلٍ فِي طَرِيقِ مَكَّةَ وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
نَازِلٌ أَمَامَنَا وَالْقَوْمُ مُحْرِمُونَ وَأَنَا غَيْرُ مُحْرِمٍ فَأَبْصَرُوا حِمَارًا
وَحْشِيًّا وَأَنَا مَشْغُولٌ أَخْصِفُ نَعْلِي فَلَمْ يُؤْذِنُونِي لَهُ وَأَحَبُّوا
لَوْ أَنِّي أَبْصَرْتُهُ فَالْتَفَتُّ فَأَبْصَرْتُهُ فَقُمْتُ إِلَى الْفَرَسِ فَأَسْرَجْتُهُ
ثُمَّ رَكِبْتُ وَنَسِيتُ السَّوْطَ وَالرُّمْحَ فَقُلْتُ لَهُمْ نَاوِلُونِي السَّوْطَ
وَالرُّمْحَ فَقَالُوا لَا وَاللهِ لَا نُعِينُكَ عَلَيْهِ بِشَيْءٍ فَغَضِبْتُ فَنَزَلْتُ
فَأَخَذْتُهُمَا ثُمَّ رَكِبْتُ فَشَدَدْتُ عَلَى الْحِمَارِ فَعَقَرْتُهُ ثُمَّ جِئْتُ
بِهِ وَقَدْ مَاتَ فَوَقَعُوا فِيهِ يَأْكُلُونَهُ ثُمَّ إِنَّهُمْ شَكُّوا فِي أَكْلِهِمْ
إِيَّاهُ وَهُمْ حُرُمٌ فَرُحْنَا وَخَبَأْتُ الْعَضُدَ مَعِي فَأَدْرَكْنَا رَسُولَ
اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلْنَاهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ مَعَكُمْ مِنْهُ شَيْءٌ

ساتھ مکہ معظمہ کے راستہ میں ایک مقام میں بیٹھا ہُوا تھا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے آگے قیام کئے ہُوئے تھے اور صحابہ کرام احرام باندھے ہُوئے تھے جبکہ میں مُحرِم نہ تھا۔ لوگوں نے حمار وحشی (گادُخر) دیکھا اور میں جوتی سینے میں مشغول تھا لوگوں نے مجھے گادُخر کی خبر نہ دی لیکن وہ چاہتے تھے کہ میں خود بخود اس کو دیکھ لوں۔ اچانک میں ادھر متوجہ ہُوا تو اس کو دیکھ لیا پھر میں گھوڑے کی طرف گیا اور اس پر زین کستی پھر میں سوار ہوگیا اور کوڑا اور نیزہ بھول گیا۔ لوگوں نے کہا بخدا ہم تیری کچھ مدد نہیں کریں گے۔ میں غصّہ سے بھر گیا اور گھوڑے سے اُتر کر کوڑا اور نیزہ پکڑا پھر سوار ہو گیا اور گادُخر پر حملہ کیا اور اس کے پاؤں کاٹ ڈالے پھر وہ لے کر صحابہ کرام کے پاس آیا حالانکہ وہ مر چکا تھا وہ اس میں واقع ہُوئے اور اس کو کھانا شروع کر دیا۔ پھر اُنھوں نے اس کے کھانے میں شک کیا، حالانکہ وہ سب مُحرِم تھے۔ پس ہم نے

فَنَاوَلْتُهُ الْعَضُدَ فَاَكَلَهَا حَتّٰى تَعَرَّقَهَا وَهُوَ مُحْرِمٌ قَالَ ابْنُ جَعْفَرٍ وَحَدَّثَنِيْ زَيْدُ بْنُ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ مِثْلَهٗ

بَابُ قَطْعِ اللَّحْمِ بِالسِّكِّيْنِ

۵۰۵۸ — حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ جَعْفَرُ بْنُ عَمْرِو بْنِ اُمَيَّةَ اَنَّ اَبَاهُ عَمْرَو بْنَ اُمَيَّةَ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ رَاَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْتَزُّ مِنْ كَتِفِ شَاةٍ فِيْ يَدِهٖ فَدُعِيَ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاَلْقَاهَا وَالسِّكِّيْنَ الَّتِيْ يَحْتَزُّ بِهَا ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ

راستہ لیا اور میں نے اس کا شانہ پوشیدہ رکھ لیا۔ ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا اور حضور سے اس کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کیا تمہارے پاس اس میں سے کچھ ہے؟ میں نے حضور کو شانہ پیش کیا۔ آپ نے وہ کھایا حتیٰ کہ دانتوں کے ساتھ اس کا گوشت نوچ کر کھایا؛ حالانکہ آپ مُحرِم تھے۔ محمد بن جعفر نے کہا مجھے زید بن اسلم نے عطاء بن یسار کے ذریعہ ابوقتادہ سے اس طرح خبر دی

۵۰۵۷ — شرح: عُراق اس ہڈی کو کہتے ہیں جس پر گوشت نہ ہو۔ اگر ہڈی پر گوشت ہو تو اس کو عرق کہتے ہیں۔ کہا جاتا ہے تعرقت العظم و اعْرقتہ "میں نے ہڈی سے گوشت نوچا (حدیث ۱۷۰۶ ج: ۳ کی شرح دیکھیں)

باب چھری سے گوشت کاٹنا

۵۰۵۸ — ترجمہ: عمرو بن اُمیّہ نے جعفر بن عمرو کو خبر دی کہ اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ بکری کا شانہ جو آپ کے ہاتھ مبارک میں تھا چھری سے کاٹ کر کھا رہے تھے آپ کو نماز کے لئے بلایا گیا تو شانہ اور چھری جس سے گوشت کاٹتے تھے پھینک دیا پھر کھڑے ہوئے اور نماز

بَابُ مَا عَابَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا قَطُّ

۵۰۵۹ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا سُفْيٰنُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِي حَازِمٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ مَا عَابَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا قَطُّ اِنِ اشْتَهَاهُ اَكَلَهُ وَاِنْ كَرِهَهُ تَرَكَهُ

پڑھی اور وضوء نہ کیا۔

۵۰۵۸ — شرح : علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابن حزم سے نقل کیا گوشت چھُری سے کاٹ کر کھانا جائز ہے۔ نیز روٹی بھی چھری سے کاٹ کر کھانے میں حرج نہیں، کیونکہ روٹی وغیرہ کو چھری سے کاٹنے میں نہی وارد نہیں ہے۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ طبرانی نے ابن عباس اور ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہم سے روائت کی ہے کہ روٹی چھری سے کاٹ کر نہ کھاؤ جیسے عجمی کرتے ہیں۔ جب تم میں سے کوئی گوشت کھانے کا ارادہ کرے تو اس کو چھری سے نہ کاٹے لیکن اس کو ہاتھ میں پکڑ کر دانتوں سے نوچ کر کھائے

نیز ابوداؤد میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا گوشت چھری سے کاٹ کر نہ کھاؤ، کیونکہ یہ عجمیوں کی عادت ہے۔ اس کو دانتوں سے نوچ کر کھاؤ،
اس کا جواب یہ ہے کہ طبرانی کی حدیث کی سند میں عباد بن بشر ثقفی ہے اور وہ ضعیف ہے اور ابوداؤد کی حدیث کے متعلق نسائی نے کہا ابومعشر کی بہت حدیثیں منکر ہیں اُن میں سے ایک یہ ہے۔ ابن عدی نے اس کو ضعیف غیر متابع علیہ کہا ہے۔ ابومعشر کا نام نجیح ہے (عینی)

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے کبھی کھانے پر عیب نہیں لگایا

یعنی حلال کھانے کو کبھی حضور نے بُرا نہیں کہا اور حرام کھانے کی مذمت فرماتے تھے اور اس کے تناول سے روکتے اور منع فرماتے تھے، کیونکہ عیب لگانا خلقت کے اعتبار سے ہے اور اللہ تعالیٰ کی خلقت کو معیوب جاننا

بَابُ النَّفْخِ فِي الشَّعِيرِ

۵۰۶۰ — حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ أَنَّهُ سَأَلَ سَهْلًا هَلْ رَأَيْتُمْ فِي زَمَانِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّقِيَّ قَالَ لَا فَقُلْتُ كُنْتُمْ تَنْخُلُونَ الشَّعِيرَ قَالَ لَا وَلٰكِنْ كُنَّا نَنْفُخُهُ

جائز نہیں۔ اگر وہ لوگوں کی بنائی ہوئی ہو تو مکروہ نہیں۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا طعام کے آداب سے یہ ہے کہ اس پر عیب نہ لگایا جائے۔

۵۰۵۹ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی طعام کو معیوب نہیں جانا اگر اس کی خواہش ہوتی تو تناول فرماتے اگر خواہش نہ ہوتی تو چھوڑ دیتے! (حدیث ۳۳۳۶ ج : ۵ کی شرح دیکھیں)

باب جَو کے آٹے میں پھونک مارنا

یعنی جو پیسنے کے بعد اس میں پھونک مارنا تاکہ چھلکے وغیرہ اُڑ جائیں اور خالص آٹا باقی رہ جائے اور چھانی سے نہ چھانا جائے پھر اسے روٹی یا ستو وغیرہ کے لئے استعمال کیا جائے۔

۵۰۶۰ — ترجمہ : ابوحازم نے کہا کہ اُنھوں نے سہل سے پوچھا کیا تم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں میدہ کی روٹی دیکھی تھی؟ سہل نے کہا نہیں میں نے کہا کیا تم جَو کا آٹا چھانتے تھے؟ کہا نہیں لیکن ہم اسے پھونک لیا کرتے تھے۔

۵۰۶۰ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا میدے کی روٹی نہ دیکھنا بعثت کے بعد ہے، کیونکہ بعثت سے پہلے حضور شام کی طرف تجارت کے لئے جایا کرتے تھے اور وہاں میدے کی روٹی بکثرت تھی۔ اسی طرح چھاننیاں

بَابُ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ يَأْكُلُوْنَ

۵۰۶۱ ــــ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَبَّاسٍ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِي عُثْمٰنَ النَّهْدِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا بَيْنَ أَصْحَابِهِ تَمْرًا فَأَعْطٰى كُلَّ إِنْسَانٍ سَبْعَ تَمَرَاتٍ إِحْدَاهُنَّ حَشَفَةٌ فَلَمْ يَكُنْ فِيهِنَّ تَمْرَةٌ أَعْجَبُ إِلَيَّ مِنْهَا شَدَّدْتُ فِي مَضَاغِي۔

وغیرہ بھی وہاں بکثرت تھیں، لہٰذا حضور نے وہاں میدے کی روٹی اور چھانی وغیرہ یقیناً دیکھی ہوگی اور بعثت کے بعد آپ مکہ معظمہ، طائف اور مدینہ منورہ ہی رہے۔ البتہ تبوک جو شام کے اطراف میں ہے وہاں تشریف لے گئے، لیکن وہاں طویل اقامت نہ فرمائی اور واپس تشریف لے آئے تھے اس کا جواب یہ ہے کہ بعثت سے پہلے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تاجر نہ تھے، کیونکہ ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچا ابوطالب کے ہمراہ شام کی جانب نکلے جبکہ آپ کی عمر شریف بارہ (۱۲) سال دو (۲) ماہ دس (۱۰) دن تھی (واقدی) بحیرہ راہب کا واقعہ اسی سفر میں تھا۔ پھر دوسری بار پچیس (۲۵) برس کی عمر شریف میں خدیجۃ الکبریٰ کے غلام کے ساتھ مال لے کر شام کی طرف تشریف لے گئے اور بصری سے تجاوز نہ کیا اور تھوڑی مدت بعد واپس تشریف لے آئے اور کوئی شیٔ نہ تھی؛ لہٰذا میدہ کی روٹی اور چھانی وغیرہ کو دیکھنا متصور نہیں ہوتا، کیونکہ حضور نے اس مدت میں رومیوں سے میل جول نہیں فرمایا اور نہ ان کے ہاں کھانا کھایا تھا تو میدے کی روٹیوں کو کیسے دیکھا ہوگا اور ایسے ہی چھانیاں آپ کے پیش نظر نہ ہوئیں تو ان کو دیکھنا غیر یقینی ہوا۔ پھر بعثت کے بعد حضور نے میدہ کی روٹی اور چھانی کی سماعت کی تھی، کیونکہ عدم رؤیت عدم سماعت کو مستلزم نہیں، کیونکہ ان کی چھانیاں موجود تھیں، لیکن ان کو استعمال نہ کرتے تھے اور صرف پھونک لیا کرتے تھے اور اسی پر اکتفاء کرتے تھے۔ جو کا آٹا ہو یا کسی اور طعام کا آٹا ہو وہ اسی طرح کیا کرتے تھے؛ چونکہ عموماً ان کا طعام جو تھے اسی لئے یہ ذکر کئے ہیں۔ غایت مافی الباب یہ ہے کہ دنیا وی زہادت کے باعث حضور نے چھانی طلب نہیں کی۔ اس لئے اس کو عیاناً نہ دیکھا تھا اور نہ ہی چھانی سے صاف کردہ آٹے کی روٹی کھائی تھی۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۵۰۶۲ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ قَيْسٍ عَنْ سَعْدٍ قَالَ رَأَيْتُنِيْ سَابِعَ سَبْعَةٍ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَالَنَا طَعَامٌ اِلَّا وَرَقُ الْحُبْلَةِ اَوِ الْحَبَلَةِ حَتّٰى يَضَعَ اَحَدُنَا مَا تَضَعُ الشَّاةُ ثُمَّ اَصْبَحَتْ بَنُوْ اَسَدٍ تُعَزِّرُنِيْ عَلَى الْاِسْلَامِ خَسِرْتُ اِذًا وَضَلَّ سَعْيِيْ

باب نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم اور آپ کے صحابہ کرام کیا کھاتے تھے؟

۵۰۶۱ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم میں کھجوریں تقسیم فرمائیں اور ہر ایک کو سات سات کھجوریں دیں اور مجھے بھی سات کھجوریں دیں جن میں سے ایک ردی کھجور تھی۔ اُن کھجوروں میں سے مجھے ردی کھجور سے زیادہ پسند کوئی کھجور نہ تھی کیونکہ وہ چبانے میں سخت تھی۔

۵۰۶۱ ـــ شرح : اس سے مقصود فقر کا اظہار ہے، کیونکہ اس وقت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہی حال تھا۔ حشفہ ردی کھجور ہے وہ کھجور پر نہیں پکتی اور اس کی پختگی پوری نہیں ہوتی اور خشک ہوجاتی ہے۔ قولہ مَضَاغِیْ "بفتح المیم وکسرہا" ابن اثیر نے کہا "اَلْمَضَاغ" بفتح المیم وہ طعام ہے جو چبایا جائے نفس مضغ پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے۔

۵۰۶۲ ـــ ترجمہ : سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتواں شخص تھا (جو آپ پر ایمان لائے تھے) اور ہمارا طعام صرف خاردار درخت کی پتیاں تھیں۔ حتیٰ کہ ہم بکریوں کی طرح مینگنیاں کرتے تھے۔ پھر بنو اسد مجھے اسلام کی تعلیم کرتے ہیں۔ اس وقت (یعنی اگر میں ان کی تعلیم کا محتاج ہوں) تو میں خسارے میں پڑ گیا اور میرے عمل ضائع ہوگئے۔

۵۰۶۳ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ عَنْ أَبِي حَازِمٍ قَالَ سَأَلْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ فَقُلْتُ هَلْ أَكَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّقِيَّ فَقَالَ سَهْلٌ مَا رَأَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّقِيَّ مِنْ حِينَ ابْتَعَثَهُ اللّٰهُ حَتَّى قَبَضَهُ اللّٰهُ قَالَ فَقُلْتُ لَهُ هَلْ كَانَ لَكُمْ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنَاخِلُ قَالَ مَا رَأَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۵۰۶۲ — شرح : حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اُن دس حضرات میں سے ہیں، جن کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مجلس میں جنت کی خوشخبری دی تھی جنہیں عشرہ مبشرہ کہا جاتا ہے۔ حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ ہے کہ وہ قدیم الاسلام ہیں اور جو سب سے پہلے مسلمان ہوئے تھے اُن میں آپ ساتویں ہیں اور وہ حضرت ابوبکر صدیق، عثمان غنی، علی المرتضیٰ، زید بن حارثہ زبیر بن عوام، عبدالرحمٰن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم ہیں۔ حُبلہ میں راوی نے شک کیا ہے کہ حاء مفتوح اور باء مجزوم ہے یا دونوں مضموم ہیں اور وہ خاردار درخت ہے جسے کیکر یا جھاؤ کہا جاتا ہے۔ اس حدیث سے مقصد یہ ہے کہ ابتداءِ اسلام میں سردرِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی معیشت بہت کمزور تھی اس کے باوجود ان میں قناعت تھی اور اللہ تعالیٰ کے مقسوم پر راضی تھے۔

قولہ تعزرنی "، یہ تعزیر بمعنی تادیب ہے یعنی بنو اسد مجھے اسلام کے احکام کی تعلیم کرتے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ عمر فاروق کی طرف سے کوفہ کے حاکم تھے۔ وہاں کے لوگوں نے عمر فاروق سے ان کی شکایت کی کہ وہ نماز اچھی طرح نہیں پڑھاتے ہیں۔ امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے انہیں مدینہ منورہ واپس بلا کر واقعہ کی تفتیش شروع کی جس میں وہ بری ثابت ہوئے اس لئے سعد نے کہا اگر میں بنو سعد کی تادیب و تعلیم کا محتاج ہوں تو اس وقت میرے عمل رائیگاں گئے، کیونکہ ہم نے کٹھن وقت میں اسلام قبول کیا جبکہ ہم درختوں کے پتوں سے گزارہ کرتے تھے۔ اس کے باوجود اگر ہم اسلام کے احکام میں ان کی تعلیم کے محتاج ہیں تو ہمارے پہلے عمل تو ضائع ہو گئے اس واقع کی تفصیل ہم ص ۶۷۵ ج: ۵ میں ذکر کر چکے ہیں (بعض شراح نے کہا بنو اسد سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مراد ہیں لیکن یہ صحیح نہیں کیونکہ عمر فاروق بنی عدی سے ہیں اور وہ بنو اسد سے نہیں۔

۵۰۶۳ — ترجمہ : ابو حازم نے کہا میں نے سہل بن سعد سے پوچھا کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

مُنْخُلًا مِنْ حِيْنِ ابْتَعَثَهُ اللّٰهُ حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ قَالَ قُلْتُ كَيْفَ كُنْتُمْ تَأْكُلُوْنَ الشَّعِيْرَ غَيْرَ مَنْخُوْلٍ قَالَ كُنَّا نَطْحَنُهُ وَنَنْفُخُهُ فَيَطِيْرُ مَا طَارَ وَمَا بَقِيَ ثَرَّيْنَاهُ فَاَكَلْنَاهُ

۵۰۶۴ — حَدَّثَنِیْ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَخْبَرَنَا رَوْحُ ابْنُ عُبَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ ذِئْبٍ عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّهٗ مَرَّ بِقَوْمٍ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ شَاةٌ مَصْلِيَّةٌ فَدَعَوْهُ فَاَبٰى اَنْ يَّاْكُلَ فَقَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الدُّنْيَا وَلَمْ يَشْبَعْ مِنْ خُبْزِ الشَّعِيْرِ

نے میدہ کی روٹی کھائی ہے۔ سہل نے کہا جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے میدہ کی روٹی نہیں دیکھی جب سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو معبوث فرمایا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی روح پاک کو قبض کیا۔ ابوحازم نے کہا میں نے سہل سے کہا کیا جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے عہد مبارک میں تمہارے پاس چھاننیاں ہوتی تھیں۔ سہل نے کہا جب سے جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اللہ تعالیٰ نے معبوث فرمایا ہے آپ نے چھاننی نہیں دیکھی حتیٰ کہ انتقال فرما گئے۔ ابوحازم نے کہا میں نے سہل سے کہا تم چھلنے بغیر جو کیسے کھاتے تھے۔ سہل نے کہا ہم انہیں پیستے تھے پھر پھونک لیا کرتے تھے اور جو اُڑنے والا ہوتا اُڑ جاتا اور جو آٹا باقی رہتا اسے گوندھ کر روٹی پکا لیتے تھے پھر اسے کھا لیتے تھے (حدیث ۵۰۶۰ ج ۷ کی شرح دیکھیں)

۵۰۶۴ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ لوگوں کے پاس سے گزرے جن کے آگے بھنی ہُوئی بکری تھی۔ انھوں نے ابوہریرہ کو بلایا تو انھوں نے ان کی دعوت قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اور کہا جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم دُنیا سے تشریف لے گئے اور جَو کی روٹی بھی سیر ہو کر نہیں کھائی۔

۵۰۶۴ — شرح: اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس وقت یہ خیال کیا تھا کہ سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی دنیاوی معیشت میں تنگی تھی۔ اس لئے بھنی ہوئی بکری کھانے سے

۵۰۶۵ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ يُونُسَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ مَا أَكَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى خِوَانٍ وَلَا فِي سُكُرُّجَةٍ وَلَا خُبِزَ لَهٗ مُرَقَّقٌ قُلْتُ لِقَتَادَةَ عَلٰى مَا يَأْكُلُونَ قَالَ عَلَى السُّفَرِ

۵۰۶۶ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا شَبِعَ اٰلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْذُ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ مِنْ طَعَامِ الْبُرِّ ثَلٰثَ لَيَالٍ تِبَاعًا حَتّٰى قُبِضَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سے انکار کردیا، حالانکہ اُنھوں نے ابوہریرہ کو کھانے کی دعوت دی تھی۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت قبول کرنے کی ترغیب دلائی ہے۔ ابوہریرہ نے کیوں انکار کیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ترکِ اجابت نہیں، کیونکہ حضور نے جس دعوت کو قبول کرنے کی ترغیب دلائی ہے۔ اس سے دعوتِ ولیمہ مراد ہے ہر دعوت مراد نہیں۔

۵۰۶۵ — ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خوان اور چھوٹی چھوٹی پیالیوں میں نہیں کھایا اور نہ ہی حضور کے لئے تپلی روٹی پکائی گئی تھی۔ میں نے قتادہ سے کہا وہ کس پر کھانا کھاتے تھے اُنھوں نے کہا دسترخوان پہ کھاتے تھے (حدیث ۵۰۳۸-۳۷ جلد: ۷ کی شرح دیکھیں)

۵۰۶۶ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے۔ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے گندم کی روٹی سیر ہوکر تین دن تک متواتر کبھی نہیں کھائی حتی کہ وفات پاگئے۔

۵۰۶۶ — شرح : طعام البُر میں طعام کی اضافت عام کی اضافت خاص طرف ہے۔

بَابُ التَّلْبِيْنَةِ

۵۰۶۷ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا كَانَتْ اِذَا مَاتَ الْمَيِّتُ مِنْ اَهْلِهَا فَاجْتَمَعَ لِذٰلِكَ النِّسَاءُ ثُمَّ تَفَرَّقْنَ اِلَّا اَهْلَهَا وَخَاصَّتَهَا اَمَرَتْ بِبُرْمَةٍ مِنْ تَلْبِيْنَةٍ فَطُبِخَتْ ثُمَّ صُنِعَ ثَرِيْدٌ فَصُبَّتِ التَّلْبِيْنَةُ عَلَيْهَا قَالَتْ كُلْنَ مِنْهَا فَاِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَلتَّلْبِيْنَةُ مُجِمَّةٌ لِفُؤَادِ الْمَرِيْضِ تَذْهَبُ بِبَعْضِ الْحُزْنِ

اگر طعام سے صرف گندم مراد ہو تو اضافت بیانیہ ہے جیسے شجر الاراک میں اضافت بیانیہ ہے۔ بھوک اختیار کرنا اور سیر ہو کر نہ کھانے سے ظاہر ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیاوی عیش میں رغبت نہ تھی ایسے ہی حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا حال تھا۔ ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے گوشت کا ثرید کھایا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ میں ڈکار لے رہا تھا۔ حضور نے فرمایا اے ابو جحیفہ ڈکار روکو جو لوگ دنیا میں زیادہ سیر ہو کر کھاتے ہیں وہ قیامت میں بھوکے ہوں گے اس کے بعد ابو جحیفہ نے فوت ہونے تک کبھی سیر ہو کر کھانا نہیں کھایا جب وہ صبح کھاتے تو شام کو نہ کھاتے تھے اور جب شام کو کھاتے تھے تو صبح کو نہیں کھاتے تھے اور جب شام کو کھاتے تھے تو صبح کو نہیں کھاتے تھے۔

باب تلبینہ

"تلبینہ شوربا ہے جو آٹے یا میدہ سے بنایا جاتا ہے کبھی اس میں شہد بھی ملایا جاتا ہے اس کو تلبینہ اس لئے کہتے ہیں کہ یہ سفید اور پتلا ہونے میں دودھ کے مشابہ ہے جو رقیق پکا ہوا ہو وہ نافع ہوتا ہے۔ اور اگر وہ سخت ہو جائے تو اسے خزیرہ کہتے ہیں۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تلبینہ بغیض نافع ہے۔ بغیض اس لئے فرمایا کہ مریض اس کو اچھا نہیں سمجھتا جیسے دواء کو اچھا نہیں جانتا۔ اس کو تلبین بھی کہتے ہیں یہ لبن سے

بَابُ الثَّرِيْدِ

۵۰۶۸ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنِيْ شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ الْجَمَلِيِّ عَنْ مُرَّةَ الْهَمْدَانِيِّ عَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَمُلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيْرٌ وَلَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَاءِ اِلَّا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَاٰسِيَةُ امْرَاَةُ فِرْعَوْنَ وَفَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلٰى سَائِرِ الطَّعَامِ

تفعیل کے وزن پر ہے۔

۵۰۶۷ ـــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی ان کے رشتہ داروں سے فوت ہو جاتا تو عورتیں جمع ہوتیں پھر وہ چلی جاتیں اور صرف اس کے رشتہ دار اور خاص لوگ رہ جاتے تو وہ ہنڈیا میں تلبینہ بنانے کا حکم دیتیں؛ چنانچہ تلبینہ پکایا جاتا پھر ثرید بنایا جاتا اور اس پر تلبینہ ڈالا جاتا پھر ام المؤمنین فرمائیں اس سے کھاؤ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے تلبینہ بیمار کے دل کو سکون دیتا ہے اور کچھ غم دور کرتا ہے۔

۵۰۶۷ ـــ شرح : مُجِمَّۃٌ بفتح المیم بروزن مَفْعِلَۃٌ ہے۔ جَمٌّ یَجِمُّ سے مشتق ہے۔ میم مضموم اور جیم مکسور بھی مروی ہے اس وقت یہ اسم فاعل ہے یہاں فؤاد سے مراد فم معدہ ہے۔ غذا کی کمی کے باعث اعضاء کی خشکی زیادہ ہو جاتی ہے۔ خصوصاً معدہ پر خشکی کے غلبہ سے غمناک کا دل کمزور ہو جاتا ہے اور یہ غذا معدہ کو مرطوب اور قوی کرتی ہے۔ جس سے غم دور ہوتا ہے اور دل کو تسکین ملتی ہے۔

باب ثرید

روٹی کے ٹکڑے کر کے انہیں شوربا میں ڈالتے ہیں اسے ثرید کہتے ہیں یہ عربوں کی مرغوب غذا ہے

۵۰۶۹ — حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِي طُوَالَةَ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلٰى سَائِرِ الطَّعَامِ

۵۰۷۰ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُنِيْرٍ سَمِعَ اَبَا حَاتِمٍ الْاَشْهَلِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ اَنَسٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى غُلَامٍ لَهُ خَيَّاطٍ فَقَدَّمَ اِلَيْهِ قَصْعَةً فِيْهَا ثَرِيْدٌ قَالَ وَاَقْبَلَ عَلٰى عَمَلِهٖ قَالَ فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَتَبَّعُ الدُّبَّاءَ قَالَ فَجَعَلْتُ اَتَتَبَّعُهُ وَاَضَعُهُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَمَا زِلْتُ بَعْدُ اُحِبُّ الدُّبَّاءَ —

۵۰۶۸ — ترجمہ: ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت مرد کامل ہوئے اور عورتوں میں سے صرف مریم بنت عمران اور فرعون کی بیوی آسیہ کاملہ ہوئیں تمام عورتوں پر عائشہ کی فضیلت تمام کھانوں پر ثرید کی فضیلت کی طرح ہے (حدیث: ۳۲۱۴ ج: ۵ کی شرح دیکھیں)

۵۰۶۹ — ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورتوں پر عائشہ کی فضیلت ایسی ہے جیسے سارے کھانوں پر ثرید کی فضیلت ہے (حدیث ۳۵۲۴ کی شرح دیکھیں)

۵۰۷۰ — ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کے درزی غلام کے پاس پہنچے اس نے حضور کو پیالہ پیش کیا جس میں ثرید تھا۔ پھر اپنے کام کی طرف متوجہ ہُوا انس نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کدو تلاش کرتے تھے۔ میں بھی کدو تلاش کرنے لگا اور اسے حضور کے آگے رکھتا جاتا تھا۔ انس نے کہا اس کے بعد میں ہمیشہ کدو سے محبت کرتا تھا۔

بَابُ شَاةٍ مَسْمُوطَةٍ وَالْكَتِفِ وَالْجَنْبِ

۵۰۷۱ — حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيَى عَنْ قَتَادَةَ قَالَ كُنَّا نَأْتِي أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ وَخَبَّازُهُ قَائِمٌ قَالَ كُلُوا فَمَا أَعْلَمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَغِيفًا مُرَقَّقًا حَتَّى لَحِقَ بِاللّٰهِ وَلَا رَأَى شَاةً مَسْمُوطَةً بِعَيْنِهِ قَطُّ

۵۰۷۲ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ الضَّمْرِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْتَزُّ مِنْ كَتِفِ شَاةٍ فَأَكَلَ مِنْهَا فَدُعِيَ إِلَى الصَّلٰوةِ فَقَامَ فَطَرَحَ السِّكِّينَ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ

باب بھنی ہوئی بکری، شانہ اور پہلو کا گوشت

۵۰۷۱ — ترجمہ: قتادہ نے کہا ہم انس بن مالک کے پاس آئے جبکہ اُن کا خبّاز (باورچی) کھڑا تھا۔ حضرت انس نے کہا جو یہ روٹی پکاتا ہے کھاؤ میں نہیں جانتا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پتلی چپاتی کھائی ہو حتی کہ اللہ تعالٰی سے جا ملے اور نہ ہی آپ نے اپنی آنکھوں سے بھنی ہوئی بکری دیکھی ہے۔

۵۰۷۱ — شرح: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے علم کی نفی کی اور ان کی مراد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کھانے کی نفی ہے۔ علامہ کرمانی نے شارح تراجم سے نقل کیا کہ حضرت انس کا مقصود یہ ہے کہ بھنی ہوئی بکری کھانا جائز ہے، کیونکہ حضور کا بھنی ہوئی بکری کو نہ دیکھنے کو یہ لازم نہیں کہ آپ نے اس کا کوئی بھنا ہوا عضو بھی نہیں دیکھا، کیونکہ حضور نے بکری کے پائے کھائے ہیں، حالانکہ وہ بھنے جاتے ہیں، لیکن یہ بات مخفی نہ رہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بھنی ہوئی بکری کے

بَابُ مَا كَانَ السَّلَفُ يَدَّخِرُوْنَ فِيْ بُيُوْتِهِمْ وَاَسْفَارِهِمْ مِنَ الطَّعَامِ وَاللَّحْمِ وَغَيْرِهٖ

وَقَالَتْ عَائِشَةُ وَاَسْمَاءُ ابْنَتَا اَبِيْ بَكْرِنِ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ صَنَعْنَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِيْ بَكْرٍ سُفْرَةً ۲

کھانے اور اس کو دسترخوان پر رکھنے کی نفی کی ہے ، کیونکہ متکبر اسی طرح کرتے ہیں کہ گوشت روسٹ کردہ دسترخوان پر لگاتے ہیں اور پھر بڑے مزے سے کھاتے ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم متکبروں کی طرح مزے سے ایسا گوشت نہ کھاتے تھے۔ (حدیث : ۵۰۲۷ ، ج : ۷ کی شرح دیکھیں)

۵۰۷۲ — **ترجمہ** : عمرو بن اُمیّہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ بکری کے شانہ سے گوشت کاٹتے تھے۔ پھر آپ نے اس سے کھایا آپ کو نماز کے لئے بلایا گیا تو آپ اُٹھے اور چھری پھینک دی اور وضو نہ کیا (حدیث ۵۰۵۵ ج : ۷ کی شرح دیکھیں)

باب پہلے لوگ اپنے گھروں اور سفر میں جو کھانا اور گوشت وغیرہ ذخیرہ کرتے تھے

ام المؤمنین عائشہ اور اسماء رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لئے توشہ دان بنایا تھا "

یعنی جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم عازم مدینہ منورہ ہوئے اور مکہ مکرمہ سے ہجرت فرمائی تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ہمراہ لے کر غار ثور میں تشریف لے گئے اس وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی دونوں صاحبزادیوں نے ان کے لئے کھانا تیار کر کے ہمراہ کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسافر کے لئے سفر میں توشہ دان ساتھ لے جانا جائز ہے۔ صحیح احادیث میں مذکور ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سفر میں کھانا لے جاتے تھے نیز

٥٠٧٣ — حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَابِسٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ أَنَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُؤْكَلَ لُحُومُ الْأَضَاحِيِّ فَوْقَ ثَلَاثٍ قَالَتْ مَا فَعَلَهُ إِلَّا فِي عَامٍ جَاعَ النَّاسُ فِيهِ فَأَرَادَ أَنْ يُطْعِمَ الْغَنِيُّ الْفَقِيرَ وَإِنْ كُنَّا لَنَرْفَعُ الْكُرَاعَ فَنَأْكُلُهُ بَعْدَ خَمْسَ عَشْرَةَ قِيلَ مَا اضْطَرَّكُمْ إِلَيْهِ فَضَحِكَتْ قَالَتْ مَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خُبْزِ بُرٍّ مَأْدُومٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ حَتَّى لَحِقَ بِاللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَقَالَ ابْنُ كَثِيرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَابِسٍ بِهٰذَا

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اہلِ خانہ کے لئے ایک سال کا خرچہ جمع فرماتے تھے مومنوں کے لئے یہی حجت کافی ہے اور کھانا ذخیرہ کرنے سے ایمان میں باعث نقصان نہیں۔ لہٰذا مستقبل کے لئے طعام ذخیرہ کرنا مباح ہے اور یہ توکل کے منافی نہیں، لیکن حضرات صوفیہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ مجاہدہ نفس میں عزیمت پر عمل کرتے ہیں اور یہ ہر وقت محمود اور قابل ستائش ہے، چنانچہ ایک غزوہ کی تیاری میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے گھر کا سارا سامان دربار رسالت میں پیش کر دیا جبکہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے گھر کا آدھا سامان حاضر کیا تھا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بنظر استحسان دیکھا اور عمر فاروق پر صدیق کو فضیلت دی۔ لہٰذا یہ کہنا کہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کے اثر سے امام نے صوفیہ کا رد کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں کل کے لئے طعام ذخیرہ کرنا جائز نہیں اور سیر ہو کر کھانا کھانے کے بعد زائد طعام کا صدقہ نہ کرنے والا کامل مومن نہیں اور جو اس کا خلاف کرے وہ اللہ پر توکل نہیں کرتا اور اس کے ساتھ سوء ظن رکھتا ہے۔ محل نظر ہے۔ الحاصل صوفیہ کا مسلک عزیمت پر مبنی ہے جبکہ ذخیرہ کرنے میں اباحت ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم! ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا علاتی بہنیں ہیں کیونکہ ان کے والد ماجد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، لیکن ان کی مائیں جدا جدا ہیں جبکہ ام المؤمنین کی والدہ ام رومان بنت عامر ہیں اور اسماء کی والدہ ام عزیٰ قیلہ ہیں وہ عبداللہ بن ابی بکر کی حقیقی ہمشیرہ ہیں جبکہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا عبدالرحمٰن بن ابی بکر کی عینی ہمشیرہ ہیں۔

٥٠٧٣ — ترجمہ: عبدالرحمٰن بن عابس نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے ام المؤمنین

٥٠٧٤ — حَدَّثَنِیْ عبد اللہ بن محمد قال حدثنا سفین عن عمرو عن عطاء عن جابر قال کنا نتزود لحوم الھدی علی عھد النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی المدینۃ تابعہ محمد عن ابن عیینۃ وقال ابن جریج قلت لعطاء اقال حتی جئنا المدینۃ قال لا

عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ میں کھانے سے منع فرمایا ہے ؟ اُنھوں نے فرمایا صرف ایک سال منع کیا تھا جس سال لوگ (قحط کے باعث) بھوکے تھے تو حضور نے ارادہ کیا کہ مال دار غریبوں کو گوشت کھلائیں (اور حال یہ ہے) کہ ہم پائے رکھ لیتے تھے اور پندرہ دن کے بعد کھاتے تھے۔ کہا گیا تمھیں ایسا کرنے پر کس نے مجبور کیا تھا۔ ام المؤمنین ہنس پڑیں اور فرمایا جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عیال نے سالن کے ساتھ گیہوں کی روٹی تین دن سیر ہو کر نہیں کھائی حتی کہ اللہ سے جا ملے۔ ابن کثیر نے کہا ہمیں سفیان نے خبر دی کہ عبد الرحمن بن عابس نے یہ بیان کیا۔

٥٠٧٣ — شرح : طعام سے مراد ہر وہ ہے جو کھائی جائے جائے اور پائے بھی کھائے جاتے ہیں لہٰذا باب سے مناسبت ظاہر ہے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا مقصد یہ ہے کہ ایک دفعہ قحط کے سال حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کا گوشت ذخیرہ کرنے سے منع فرمایا تھا تاکہ مالدار غرباء کو طعام کھلائیں۔ اس کے بعد یہ حکم منسوخ ہوگیا۔

سائل کے جواب میں ام المؤمنین کا ہنسنا بطور تعجب تھا کہ جب اس کو علم ہے کہ آلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی معیشت میں وسعت نہ تھی اور کئی کئی روز وہ کھانا نہ کھاتے تھے تو مجبوری کا سبب دریافت کرنا تعجب سے خالی نہیں۔

٥٠٧٤ — ترجمہ : حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک عہد میں قربانی کا گوشت مدینہ منورہ تک لاتے تھے۔ عبد اللہ بن محمد کی محمد بن سلام نے سفیان بن عُیَینہ سے روایت کرنے میں متابعت کی۔ ابن جریج نے کہا میں نے عطاء سے کہا کیا اُنھوں نے یہ کہا تھا حتیٰ کہ ہم مدینہ منورہ آجاتے۔ عطاء نے کہا یہ نہیں کہا۔

کتاب الاضاحی میں اس کو مفصل ذکر کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

بَابُ الْحَيْسِ

۵۰۷۵— حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو مَوْلَى الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَنْطَبٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِي طَلْحَةَ الْتَمِسْ غُلَامًا مِنْ غِلْمَانِكُمْ يَخْدُمُنِي فَخَرَجَ بِي أَبُو طَلْحَةَ يُرْدِفُنِي وَرَاءَهُ فَكُنْتُ أَخْدُمُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلَّمَا نَزَلَ فَكُنْتُ أَسْمَعُهُ يُكْثِرُ أَنْ يَقُولَ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَضَلَعِ الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ فَلَمْ أَزَلْ أَخْدُمُهُ حَتّٰى أَقْبَلْنَا مِنْ خَيْبَرَ وَأَقْبَلَ بِصَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ قَدْ حَازَهَا فَكُنْتُ أَرَاهُ يُحَوِّي وَرَاءَهُ بِعَبَاءَةٍ أَوْ بِكِسَاءٍ ثُمَّ يُرْدِفُهَا وَرَاءَهُ حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِالصَّهْبَاءِ صَنَعَ حَيْسًا فِي نِطَعٍ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَدَعَوْتُ رِجَالًا فَأَكَلُوا وَكَانَ ذٰلِكَ بِنَاءَهُ بِهَا ثُمَّ أَقْبَلَ حَتّٰى

بَابُ الْحَيْسِ

حَیس وہ کھانا ہے جو کھجور، پنیر اور گھی سے بنایا جاتا ہے۔"

۵۰۷۵— ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطلحہ سے فرمایا اپنے بچوں میں سے کوئی بچہ تلاش کرو جو میری خدمت کیا کرے پس ابوطلحہ مجھے لے کر نکلے اس حال میں کہ مجھے سواری پر اپنے پیچھے بٹھایا تھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی کسی مقام میں اُترتے میں حضور کی خدمت کرتا میں نے آپ کو بکثرت یہ فرماتے

إِذَا بَدَا لَهُ أُحُدٌ قَالَ هٰذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ فَلَمَّا أَشْرَفَ عَلَى الْمَدِينَةِ قَالَ اللّٰهُمَّ إِنِّي أُحَرِّمُ مَا بَيْنَ جَبَلَيْهَا مِثْلَ مَا حَرَّمَ بِهِ إِبْرَاهِيمُ مَكَّةَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي مُدِّهِمْ وَصَاعِهِمْ

بَابُ الْأَكْلِ فِي إِنَاءٍ مُفَضَّضٍ

سُنا اے اللہ! میں تیرے ذریعہ غم واندوہ عجز، سستی، بخل، قرضہ کا بوجھ اور لوگوں کے غالب ہوجانے سے پناہ چاہتا ہوں میں ہمیشہ حضور کی خدمت کرتا رہا حتیٰ کہ ہم خیبر سے واپس آئے اور صفیہ بنت حیی کو لیکر آئے جن کو غنیمت میں سے اپنے لئے اختیار کیا تھا۔ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا تھا کہ حضور اپنے پیچھے اس کے لئے کمبل یا چادر تان رہے ہیں پھر ان کو پیچھے بٹھایا یہاں تک کہ ہم صہبا مقام میں پہنچے تو آپ نے حیس دسترخوان پر تیار کروایا پھر مجھے بھیجا تو میں نے لوگوں کو بُلایا پس اُنھوں نے کھایا یہ صفیہ سے زفاف کی خلوت تھی پھر حضور چلے حتیٰ کہ آپ کے سامنے جبل اُحد ظاہر ہُوا تو فرمایا یہ اُحد پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے ہم اس سے محبت کرتے ہیں جب آپ مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو فرمایا اے اللہ! میں مدینہ منورہ کو حرام قرار دیتا ہوں جو دو پہاڑوں کے درمیان ہے جیسے ابراہیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کو حرام قرار دیا تھا۔ اے اللہ! مدینہ منورہ والوں کے صاع میں برکت فرما۔

۵۰۷۵ — شرح: ابوطلحہ کا نام زید بن سہل ہے وہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے شوہر تھے۔ جو حضرت انس بن مالک کی والدہ ہیں۔ ھَمٌّ اور حزن ہم معنی ہیں۔ بعض نے کہا ھَمّ مکروہ حال والی شئی ہے جس کا کوئی تصوّر کرتا ہے اور حُزن ہر وہ مکروہ شئی ہے جو زمانہ ماضی سے متعلق ہو۔ عجز ضروری اشیاء کے ادا کرنے پر قادر نہ ہونا بعض روایات میں غلبۃ الرجال کی جگہ قہر الرجال ہے یعنی قرض خواہوں کا غلبہ کرنا اور قرض کی ادائیگی کے لئے ان کا تقاضا کرنا حالانکہ کوئی چیز ادا کرنے کے لئے پاس نہ ہو۔ یحوی کے معنی تاننے کے ہیں۔ عباء وہ کمبل ہے جس میں سیاہ لکیریں ہوتی ہیں۔ اُحد کے محبّت کرنے کا معنی یہ ہے کہ احد والے لوگ محبّت کرتے ہیں یا مجازی معنی مراد ہے۔

حدیث ۲۰۹۵ ج: ۳ کی شرح اور باب کے عنوان کی شرح میں اس مسئلہ کی بسط سے تفصیل مذکور ہے۔

۵۰۷۶ — حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَيْفُ بْنُ اَبِيْ سُلَيْمٰنَ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يَقُوْلُ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِيْ لَيْلٰى اَنَّهُمْ كَانُوْا عِنْدَ حُذَيْفَةَ فَاسْتَسْقٰى فَسَقَاهُ مَجُوْسِيٌّ فَلَمَّا وَضَعَ الْقَدَحَ فِيْ يَدِهٖ رَمٰى بِهٖ وَقَالَ لَوْلَا اَنِّيْ نَهَيْتُهٗ غَيْرَ مَرَّةٍ وَلَا مَرَّتَيْنِ كَاَنَّهٗ يَقُوْلُ لَمْ اَفْعَلْ هٰذَا وَلٰكِنِّيْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تَلْبَسُوا الْحَرِيْرَ وَلَا الدِّيْبَاجَ وَلَا تَشْرَبُوْا فِيْ اٰنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَلَا تَاْكُلُوْا فِيْ صِحَافِهَا فَاِنَّهَا لَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَهِيَ لَكُمْ فِي الْاٰخِرَةِ

باب چاندی کے ملمع کئے ہوئے برتن میں کھانا

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک چاندی کے ملمع کردہ برتن میں سے پینا جائز ہے۔ بشرطیکہ چاندی کے ٹکڑے پر منہ نہ رکھے۔ اس شرط کے ساتھ تخت اور کرسی جو چاندی سے ملمع ہو پر بیٹھنا بھی جائز ہے۔ امام ابویوسف رحمہ اللہ اس کو مکروہ جانتے ہیں۔ امام محمد رحمہ اللہ بھی یہی کہتے ہیں۔ ایک روایت کے مطابق وہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے متفق ہیں۔ اور وہ برتن جو چاندی سے بنایا گیا ہو اس میں کھانا پینا مرد و زن سب کے لئے حرام ہے اور جس برتن کے ٹکڑے چاندی یا سونے سے باندھے ہوئے ہوں اس میں کھانا پینا جائز ہے اس لئے فقہاء کہتے ہیں کہ جب برتن چاندی کے تاروں سے مضبوط کیا گیا ہو تو چاندی کے مقام سے پرہیز کرے اور اگر برتن پر چاندی یا سونے کا پانی چڑھایا ہو تو اگر وہ پگھلانے سے جدا ہو جاتا ہے تو اس میں کھانا پینا جائز نہیں اور اگر جدا نہیں ہوتا تو احناف کے مذہب میں اس میں کھانا پینا جائز ہے۔

۵۰۷۶ — ترجمہ: عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے کہا لوگ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے۔ حذیفہ نے پانی طلب کیا تو ایک مجوسی پانی لایا جب پیالہ ہتھیلی پر رکھا تو اس کو پھینک دیا اور کہا اگر میں نے ایک بار یا دو بار منع نہ کیا ہوتا (تو میں اس کو نہ پھینکتا)

بَابُ ذِكْرِ الطَّعَامِ

۵۰۷۷ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوعَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مِثْلُ الْأُتْرُجَّةِ رِيحُهَا

گویا کہ اُنھوں نے کہا میں نے یہ نہیں کیا (پیالہ نہیں پھینکا) لیکن میں نے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلّم سے سُنا ہے کہ آپ فرماتے تھے ریشم نہ پہنو اور نہ دیباج پہنو اور نہ ہی سونے چاندی کے برتنوں میں پانی پیو، کیونکہ یہ کافروں کے لئے دُنیا میں ہیں اور ہمارے لئے آخرت میں ہیں۔

۵۰۷۶ — شرح : علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے صاحبِ توضیح سے نقل کیا کہ حدیث اور عنوان میں مطابقت نہیں کیونکہ حدیث کا مدلول یہ ہے کہ چاندی کے برتن میں نہ کھاؤ اور عنوان میں چاندی سے مرصع برتن کا ذکر ہے، لیکن جو برتن حضرت حُذیفہ کے پاس لایا گیا تھا وہ مرصّع تھا اور پینے کی جگہ پر چاندی کا ٹکڑا تھا۔ ایسے ہی ہاتھ سے پکڑنے کے لئے کوئی جگہ چاندی سے خالی نہ تھی؛ لیکن یہ وجہ بعید ہے۔

علامہ کرمانی نے جواب دیا کہ اگرچہ لفظ مُفَضَّض، سے یہ ظاہر ہے کہ اس میں چاندی کے ٹکڑے تھے، لیکن وہ سارا چاندی سے بنا ہُوا تھا یعنی عنوان سے بھی یہی معنی مُراد ہے۔ اس پر عینی نے اعتراض کیا کہ کرمانی کا یہ کہنا کہ عنوان میں اس سے مراد وہ ہے جو چاندی کے برتن کو شامل ہو تو اس شمول سے کیا مراد ہے؟ اگر یہ مراد ہے کہ لغت میں دونوں معنوں پر اس کا اطلاق ہوتا ہے تو اس کے لئے دلیل کی ضرورت ہے اگر اصطلاحی معنی مراد ہے تو یہ بھی صحیح نہیں، کیونکہ فقہاء نے چاندی سے ملمع برتن اور چاندی کے برتن میں فرق بیان کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں چاندی کا برتن مطلقاً حرام ہے اور مفضّض یعنی جس میں چاندی کے ٹکڑے لگے ہوں مذکورہ شرط سے حرام نہیں۔ یعنی چاندی کے ٹکڑے کو ہاتھ نہ لگے اور نہ اس پر مُنہ رکھے۔ ابن منذر نے کہا مفضّض اور اس طرح مُضَبَّب سونے چاندی کا برتن نہیں۔ جب تک اس پر ہی نہ آئے حرام نہیں۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اس لئے برتن پھینک دیا تھا کہ زبانی طور پر بار بار کہنے کے باوجود وہ یہ برتن لے آئے تھے اس لئے زجر و تہدید کے طور پر اس کو پھینکا اور زبانی کلام پر اکتفاء نہ کی۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ریشمی کپڑے باریک ہوں یا موٹے ہوں اور سونے چاندی کے برتن حرام ہیں۔ چاروں اماموں نے یہی کہا ہے۔

طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا طَيِّبٌ وَمَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مَثَلُ التَّمْرَةِ لَا رِيحَ لَهَا وَطَعْمُهَا حُلْوٌ وَمَثَلُ التَّمْرَةِ لَا رِيحَ لَهَا وَطَعْمُهَا حُلْوٌ وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ لَيْسَ لَهَا رِيحٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مَثَلُ الرَّيْحَانَةِ رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ

باب کھانے کا ذکر

۵۰۷۷ — ترجمہ : ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن جو قرآن پڑھتا ہے، کی مثال نارنگی سی ہے جس کی خوشبو اچھی اور مزہ بھی اچھا ہے اور مومن جو قرآن نہیں پڑھتا اس کی مثال کھجور سی ہے جس کی خوشبو نہیں اور مزہ اچھا ہے اور منافق جو قرآن پڑھتا ہے کی مثال ریحانہ کے پھول سی ہے۔ جس کی خوشبو اچھی ہے اور اس کا مزا کڑوا ہے اور منافق جو قرآن نہیں پڑھتا کی مثال تمہ سی ہے جس کی نہ خوشبو ہے اور اس کا مزا کڑوا ہے۔

۵۰۷۷ — شرح : مومن سے مراد کامل مومن ہے اور منافق سے مراد عملی منافق ہے اعتقادی منافق مراد نہیں۔ اس حدیث کی مناسبت عنوان باب سے اس طرح ہے کہ اس میں پاکیزہ اور خوش ذائقہ طعام کھانے کی اباحت اور تلخ طعام کی کراہت کی طرف اشارہ ہے جبکہ حدیث شریف میں تلخ طعام کی مذمت کی ہے؛ کیونکہ قرآن پڑھنے والے مومن کو نارنگی سے تشبیہ دی ہے جو خوش ذائقہ اور خوشبودار ہوتی ہے اور قرآن نہ پڑھنے والے مومن کو کھجور سے تشبیہ دی جو خوش ذائقہ ہے اور خوشبودار نہیں اور منافق کو تمہ اور ریحانہ سے تشبیہ دی جس کا مزہ تلخ ہے۔ اس میں یہ اشارہ ہے کہ جس کا مزہ تلخ ہو وہ منافق کی طرح مکروہ اور مردود ہے۔ نیز حدیث میں لفظ طعم کا بار بار ذکر ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ فضائل قرآن میں یہ حدیث مذکور ہے اس میں مومن قرآن پڑھنے والا اور اس پر عمل کرنے والا مذکور ہے یہاں صرف قرآن پڑھنے والا مومن مذکور ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں قرآن پڑھنے والے اور نہ پڑھنے والے میں فرق بیان کرنا مقصود ہے اس پر عمل کرنے کا حکم مقصود نہیں۔ جبکہ عمل مومن کامل کو لازم ہے اسے ذکر کیا جائے یا نہ ذکر کیا جائے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۵۰۷۸ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا خٰلِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلٰى سَائِرِ الطَّعَامِ

۵۰۷۹ ـ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ حَدَّثَنَا مٰلِكٌ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عليه وَسَلَّمَ قَالَ اَلسَّفَرُ قِطْعَةٌ مِّنَ الْعَذَابِ يَمْنَعُ اَحَدَكُمْ نَوْمَهُ وَطَعَامَهُ فَاِذَا قَضٰى نَهْمَتَهُ مِنْ وَجْهِهِ فَلْيُعَجِّلْ اِلٰى اَهْلِهِ

بَابُ الْاُدْمِ

۵۰۸۰ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ رَبِيْعَةَ اَنَّهُ سَمِعَ الْقٰسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ يَقُوْلُ كَانَ فِيْ بَرِيْرَةَ ثَلٰثُ سُنَنٍ اَرَادَتْ عَائِشَةُ اَنْ تَشْتَرِيَهَا فَتُعْتِقَهَا فَقَالَ اَهْلُهَا وَلَنَا الْوَلَاءُ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوْ شِئْتِ شَرَطْتِيْهِ لَهُمْ فَاِنَّمَا

۵۰۷۸ ـــ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عائشہ کی عورتوں پر فضیلت ثرید کی باقی طعام پر فضیلت سی ہے

حدیث ع ۲۵۲۴ ج : ۵ کی شرح دیکھیں۔

۵۰۷۹ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سفر عذاب کا ٹکڑا ہے تم میں سے کسی کو نیند کرنے اور کھانے پینے سے روکتا ہے۔ جب تم میں سے کوئی سفر میں حاجت پوری کرلے تو جلد اپنے گھر لوٹ آئے۔

(حدیث : ع ـــــ ج : کی شرح دیکھیں)

باب ترکاریوں کا بیان

اَلْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ قَالَ وَاُعْتِقَتْ فَخُيِّرَتْ فِيْ اَنْ تَقِرَّ تَحْتَ زَوْجِهَا اَوْ تُفَارِقَهٗ وَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا بَيْتَ عَائِشَةَ وَعَلَى النَّارِ بُرْمَةٌ تَفُوْرُ فَدَعَا بِالْغَدَاءِ فَاُتِيَ بِخُبْزٍ وَّ اُدْمٍ مِّنْ اُدْمِ الْبَيْتِ فَقَالَ اَلَمْ اَرَ لَحْمًا قَالُوْا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّهٗ لَحْمٌ تُصُدِّقَ بِهٖ عَلٰى بَرِيْرَةَ فَاَهْدَتْهُ لَنَا فَقَالَ هُوَ صَدَقَةٌ عَلَيْهَا وَهَدِيَّةٌ لَّنَا

اُدُم بضم الہمزہ والدال ادام کی جمع بمعنی ترکاریاں ہے۔ بعض نے کہا دال مفتوح ہو تو مفرد مضموم ہو تو جمع ہے "

۵۰۸۰ —— ترجمہ : قاسم بن ربیعہ نے کہا بریرہ میں تین شرعی حکم ہیں۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے انکو خریدنے کا ارادہ کیا کہ آزاد کریں گی۔ تو بریرہ کے مالکوں نے کہا ولاء ہمارے لئے ہوگی۔ ام المومنین یہ واقعہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو حضور نے فرمایا اگر چاہتی ہو تو ان سے یہ شرط کر لو کہ ولاء اس کے لئے جو اس کو آزاد کرے، راوی نے کہا بریرہؓ آزاد کر دی گئی تو اس کو یہ اختیار دیا گیا کہ اپنے شوہر (مغیث) کے نکاح میں رہے یا اس سے علیحدہ ہو جائے۔ جنابؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے جبکہ آگ پر ہنڈی جوش مار رہی تھی۔ حضور نے ناشتہ طلب فرمایا تو روٹی اور گھر میں موجود سالن پیش کیا گیا تو فرمایا کیا میں گوشت نہیں دیکھتا ہوں؟ گھر والوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! کیوں نہیں گوشت پک رہا ہے وہ گوشت بریرہ پر صدقہ کیا گیا ہے۔ اس نے وہ ہمیں بطور ہدیہ دیا ہے (اور آپ صدقہ نہیں کھاتے ہیں) سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ بریرہ پر صدقہ تھا اور ہمارے لئے ہدیہ ہے۔

۵۰۸۰ —— شرح : قولہ وَلَنَا الْوَلَاءُ " معطوف علیہ مقدر ہے وہ یہ کہ "فَقَالَ اَهْلُهَا نبیع ولنا الولاء "یعنی بریرہ کے مالکوں نے کہا ہم اسے بیچتے ہیں لیکن

بَابُ الْحَلْوَاءِ وَالْعَسَلِ

۵۰۸۱ ـ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الْحَنْظَلِيُّ عَنْ اَبِيْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ الْحَلْوٰى وَالْعَسَلَ

ولاء ہماری ہوگی ۔ کہا گیا ہے کہ بریرہ کے مالکوں کے لئے شرط لگانا کہ ولاء مائی صاحبہ کی ہوگی دھوکہ ہے اور شرط فاسد ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ام المومنین رضی اللہ عنہا کی خصوصیات سے ہے ۔ یا زجر و توبیخ مُراد ہے ، کیونکہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ولاء کا حکم ذکر فرمایا اور اُن کیلئے وضاحت کر دی کہ یہ شرط لگانا کہ ولاء ہماری ہوگی صحیح نہیں ہے ، لیکن جب اُنھوں نے شرط پر اصرار کیا تو حضور نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا پرواہ نہ کرو ، شرط لگا دیا نہ لگاؤ ولاء بہرحال اسی کے لئے ہے جو آزاد کرے ۔ یہ حدیث بیس بار سے زیادہ بار گزر چکی ہے (کرمانی)

باب حلوا اور شہد

ہر میٹھی چیز جو کھائی جائے اُس کو حلوہ کہتے ہیں اور یہ مومن کے مزاج کے موافق ہے ۔ حضور میٹھی شئی کو بہت پسند فرماتے تھے اس میں مروّج مٹھائی اور سویّاں وغیرہ بھی شامل ہیں ۔ علامہ خطابی نے کہا حلوا اس شئی کو کہتے ہیں جو چینی وغیرہ ملا کر بنایا جائے پھل پر بھی حلوا کا اطلاق ہوتا ہے ۔ ثعلبی نے کہا جس حلوا کو حضور پسند کرتے تھے وہ کھجور کو دودھ سے ملا کر خمیر بنایا جاتا تھا ۔ خطابی نے کہا سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم طبع شریف کے چاہنے کے مطابق میٹھی شئی کے کچھ لقمے تناول فرماتے تھے تو حاضرین مجلس یہ سمجھتے تھے کہ آپ کو حلوے سے بہت محبت ہے اسی طرح حضور شہد سے محبت کرتے تھے ۔ ابن بطال مالکی نے کہا حلوا اور شہد پاکیزہ چیز ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہماری دی ہوئی پاکیزہ چیزیں کھاؤ ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ لذیذ چیز کھانا مباح ہے ۔ اس میں لذیذ کھانے جو حلوا اور شہد کے مشابہ ہیں داخل ہیں ۔

۵۰۸۱ ترجمہ : ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حلوا اور شہد سے محبت کرتے تھے

۵۰۸۲ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ شَيْبَةَ قَالَ اَخْبَرَنِي ابْنُ اَبِي الْفُدَيْكِ عَنِ ابْنِ اَبِي ذِئْبٍ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كُنْتُ اَلْزَمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِشِبَعِ بَطْنِي حِيْنَ لَا اٰكُلُ الْخَمِيْرَ وَلَا اَلْبَسُ الْحَرِيْرَ وَلَا يَخْدُمُنِي فُلَانٌ وَلَا فُلَانَةٌ وَاُلْصِقُ بَطْنِي بِالْحَصْبَاءِ وَاَسْتَقْرِئُ الرَّجُلَ الْاٰيَةَ وَهِيَ مَعِيَ كَيْ يَنْقَلِبَ بِي فَيُطْعِمَنِي وَخَيْرُ النَّاسِ لِلْمَسَاكِيْنِ جَعْفَرُ بْنُ اَبِي طَالِبٍ يَنْقَلِبُ بِنَا فَيُطْعِمُنَا مَا كَانَ فِي بَيْتِهِ حَتّٰى اِنْ كَانَ لَيُخْرِجُ اِلَيْنَا الْعُكَّةَ لَيْسَ فِيْهَا فَنَشُقُّهَا فَنَلْعَقُ مَا فِيْهَا

بَابُ الدُّبَّاءِ

۵۰۸۳ـــ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا اَزْهَرُ بْنُ سَعْدٍ

۵۰۸۲ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں صرف شکم سیری پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں موجود رہتا تھا۔ جس وقت میں نہ تو خمیری روٹی کھاتا تھا اور نہ ریشمی کپڑا پہنتا تھا اور نہ کوئی لونڈی اور غلام میری خدمت کرتا تھا۔ میں بھوک کے باعث پیٹ سنگریزوں سے ملائے رکھتا تھا اور کسی آدمی سے قرآن کریم کی آیت پوچھتا تھا حالانکہ وہ مجھے یاد ہوتی تھی (میں اس لئے آیت پوچھتا تھا) کہ وہ مجھے ساتھ لے جائے اور کھانا کھلائے مساکین کے حق میں لوگوں میں سے بہترین حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے وہ ہمیں ساتھ لے جاتے تھے اور ان کے گھر جو طعام ہوتا تھا وہ ہمیں کھلاتے تھے حتی کہ وہ ہماری طرف شہد کا خالی برتن لے آتے جس میں کچھ نہ ہوتا تھا ہم اس کو پھاڑ کر جو اس میں ہوتا چاٹ لیتے تھے (حدیث : ۳۴۷۱ ح : ۵ کی شرح دیکھیں)

باب کدو

۵۰۸۳ـــ ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ اَنَسٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتٰى مَوْلًى خَيَّاطًا فَاُتِيَ بِدُبَّآءٍ فَجَعَلَ يَاكُلُهٗ فَلَمْ اَزَلْ اُحِبُّهٗ مُنْذُ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْكُلُهٗ

بَابُ الرَّجُلِ يَتَكَلَّفُ الطَّعَامَ لِاِخْوَانِهٖ

۵۰۸۴ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ كَانَ مِنَ الْاَنْصَارِ رَجُلٌ يُقَالُ لَهٗ اَبُوْ شُعَيْبٍ وَكَانَ لَهٗ غُلَامٌ لَحَّامٌ فَقَالَ اصْنَعْ لِيْ طَعَامًا اَدْعُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَامِسَ خَمْسَةٍ فَدَعَا النَّبِيَّ

نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنے غلام کے پاس تشریف لے گئے جو درزی تھا وہ کدّو لایا اور جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اسے کھانے لگے۔ جب سے میں نے حضور کو کدّو کھاتے ہوئے دیکھا کدّو سے محبّت کرتا ہوں

۵۰۸۳ — شرح : باب کے اس عنوان میں یہ اشارہ ہے کہ کدو میں ایک خصوصیت ہے جس کی وجہ سے سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم اُس سے محبّت کرتے تھے

طبرانی نے واثلہ بن اسقع سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تم کدّو ضرور کھایا کرو یہ دماغ کے لئے مقوی ہے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے کہ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تم کدو بکثرت پکایا کرو وہ مغموم دل کو مضبوط کرتا ہے (فوائد شافعی) حضرت انس کی حدیث میں ہے کہ کدّو عقل زیادہ کرتا ہے۔ (حدیث : ۱۹۴۶ ، ج : ۳ کی شرح دیکھیں)

باب جو شخص اپنے دینی بھائیوں کے لئے کھانے میں تکلّف کرے ‘‘

۵۰۸۴ — ترجمہ : ابو مسعود انصاری نے کہا ایک انصاری مرد جسے ابوشعیب کہا جاتا

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَامِسَ خَمْسَةٍ فَتَبِعَهُمْ رَجُلٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكَ دَعَوْتَنَا خَامِسَ خَمْسَةٍ وَهٰذَا رَجُلٌ قَدْ تَبِعَنَا فَإِنْ شِئْتَ أَذِنْتَ لَهٗ وَإِنْ شِئْتَ تَرَكْتَهٗ قَالَ بَلْ أَذِنْتُ لَهٗ

تھا۔ اس کا ایک گوشت فروش غلام تھا۔ اُس نے غلام سے کہا کھانا پکاؤ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کروں گا اس حال میں کہ حضور پانچویں ہوں۔ اِن کے پیچھے ایک اور آدمی ہوگیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے ہم پانچ آدمیوں کی دعوت کی ہے اور یہ مرد ہمارے پیچھے آگیا ہے اگر چاہو تو اس کو اجازت دو اگر چاہو تو اسے واپس کردو اُس نے کہا بلکہ میں اجازت دیتا ہوں۔

۵۰۸۴ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ میزبان نے پانچ آدمیوں میں حصر کیا تھا کہ ان کی دعوت کرے گا اور حاضر متکلف ہے، کیونکہ اُس نے اپنی ذات پر پانچ آدمیوں کی دعوت لازم کرلی تھی۔ یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ اس آدمی نے چھٹے آدمی کی اجازت میں تکلف کیا اگرچہ ایک کا کھانا دو کھا سکتے ہیں اور انہیں کافی ہو سکتا ہے لیکن یہ تکلف سے خالی نہیں۔ جو شخص بن بلائے دعوت میں شامل ہوجائے اسے طفیلی کہتے ہیں یہ کوفہ کے آدمی کی طرف منسوب ہے جس کا نام طفیل تھا جو بنی عبداللہ بن غطفان سے تعلق رکھتا تھا۔ اس کی عادت تھی کہ وہ ولیموں اور شادیوں میں بن بلائے پہنچ جایا کرتا تھا اس کو لوگ طفیل الاعراس کہا کرتے تھے۔ اس کے بعد جس شخص میں ایسی وصف ہو وہ بھی اسی طرح مشہور ہوجاتا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے لئے جسے ہم نے طفیلی کہا ہے اجازت طلب کی تھی حالانکہ ابوطلحہ کی حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام ساتھیوں سے فرمایا تھا سب چلو اس کا جواب یہ ہے کہ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ابوطلحہ کی رضامندی جانتے تھے اس لئے وہاں اجازت طلب نہ فرمائی تھی اور یہاں ابوشعیب کی اجازت غیر معروف تھی اس لئے اجازت حاصل کرنا پڑی تھی۔ نیز ابوطلحہ کے کھانے کا اتنے لشکر کے لئے کافی ہونا خلافِ عقل تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا اور اس میں وہ برکت شامل تھی جو خالق کائنات جل جلالہ نے پیدا فرمائی تھی اس میں ابوطلحہ کی ملکیت نہ تھی اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو وہ کھانا کھلایا تھا جس کا ابوطلحہ مالک نہ تھا اس لئے اس سے اجازت کے حصول کی ضرورت نہ تھی۔ علاوہ ازیں ابوطلحہ نے جو روٹیاں حضور کو مسجد میں بھیجی تھیں تاکہ وہ آپ تناول فرمائیں۔ حضور نے وہ قبول کرلی تھیں اور وہ آپ کی ملکیت تھیں تو لوگوں کو اس طعام کی طرف بلایا تھا جو آپ کی ملک تھا۔ لہٰذا اجازت طلب کرنے کی ضرورت نہ تھی۔

بَابُ مَنْ اَضَافَ رَجُلًا اِلٰی طَعَامٍ وَاَقْبَلَ هُوَ عَلٰی عَمَلِهٖ

۵۰۸۵ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُنِیْرٍ سَمِعَ النَّضْرَ اَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ اَخْبَرَنِیْ ثُمَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كُنْتُ غُلَامًا اَمْشِیْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی غُلَامٍ لَّهٗ خَیَّاطٍ فَاَتَاهُ بِقَصْعَةٍ فِیْهَا طَعَامٌ وَعَلَیْهِ دُبَّاءٌ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَتَتَبَّعُ الدُّبَّاءَ قَالَ فَلَمَّا رَاَیْتُ ذٰلِكَ جَعَلْتُ اَجْمَعُهٗ بَیْنَ یَدَیْهِ قَالَ فَاَقْبَلَ الْغُلَامُ عَلٰی عَمَلِهٖ قَالَ اَنَسٌ لَا اَزَالُ اُحِبُّ الدُّبَّاءَ بَعْدَ مَا رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَنَعَ مَا صَنَعَ

قولہ قال محمد بن یوسف الخ یعنی محمد بن یوسف نے کہا میں نے محمد بن اسماعیل کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جب لوگ دسترخوان پر ہوں ان کے لئے جائز نہیں کہ ایک دسترخوان والے دوسرے دسترخوان والوں کو کھانا دیں لیکن وہ آپس میں ایک دوسرے کو کھانا دیں یا نہ دیں (یہ ان کی مرضی ہے)

باب جس نے کسی آدمی کو کھانے کی دعوت دی اور خود اپنے کسی کام میں مصروف عمل ہو گیا

۵۰۸۵ـــ ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا میں کمسن تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہا تھا کہ حضور اپنے درزی غلام کے گھر میں تشریف لے گئے۔ وہ ایک پیالہ لے آیا جس میں کھانا تھا اور اس پر کدو تھا۔ جناب رسول اللہ

بَابُ الْمَرَقِ

۵۰۸۶ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ طَلْحَةَ اَنَّهُ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ اَنَّ خَيَّاطًا دَعَا النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِطَعَامٍ صَنَعَهُ فَذَهَبْتُ مَعَ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَّبَ خُبْزَ شَعِيْرٍ وَمَرَقًا فِيْهِ دُبَّاءٌ وَقَدِيْدٌ فَرَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَتَبَّعُ الدُّبَّاءَ مِنْ حَوَالَى الْقَصْعَةِ فَلَمْ اَزَلْ اُحِبُّ الدُّبَّاءَ بَعْدَ يَوْمِئِذٍ

صلی اللہ علیہ وسلم کدو کو تلاش کرکے کھا رہے تھے۔ جب میں نے یہ دیکھا تو میں آپ کے آگے کدو جمع کرنے لگا۔ راوی نے کہا میزبان غلام اپنے کام میں مشغول ہوگیا۔ انس نے کہا یہ دیکھنے کے بعد میں ہمیشہ کدو سے محبت کرنے لگا تھا۔

۵۰۸۵ — شرح: اس حدیث کی عنوان سے مطابقت واضح ہے کیونکہ غلام نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانا پیش کیا اور خود اپنے کام میں مشغول ہوگیا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ میزبان کا مہمان کے سامنے کھانا کوئی ضروری نہیں۔

باب شوربا

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے شوربا کھایا اور اس کا حکم دیا۔ مسلم شریف میں ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مہمانوں، گھر والوں اور ہمسایوں پر وسعت کرنے کے لئے شوربا زیادہ بنانے کا حکم دیا لیکن یہ حکم اس باب میں عربوں کے نزدیک محمود ہے۔ امام ترمذی نے عبداللہ مزنی سے حدیث ذکر کی ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں کوئی گوشت خرید کرے تو شوربا زیادہ کرے کیونکہ اگر کسی کو گوشت میسر نہ ہو تو اسے شوربا میسر ہو سکتا ہے اور شوربا بھی گوشت کا اثر رکھتا ہے۔

۵۰۸۶ — ترجمہ: اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ نے انس بن مالک سے سنا کہ ایک

بَابُ الْقَدِيْدِ

۵۰۸۷ـ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا مٰلِكٌ عَنْ اِسْحَاقَ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُتِيَ بِمَرَقَةٍ فِيْهَا دُبَّاءٌ وَقَدِيْدٌ فَرَاَيْتُهٗ يَتَتَبَّعُ الدُّبَاءَ يَاكُلُهٗ

۵۰۸۸ـ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَابِسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا فَعَلَهٗ اِلَّا فِيْ عَامٍ جَاعَ النَّاسُ اَرَادَ اَنْ يُّطْعِمَ الْغَنِيُّ الْفَقِيْرَ وَاِنْ كُنَّا لَنَرْفَعُ الْكُرَاعَ بَعْدَ خَمْسَ عَشْرَةَ مَا شَبِعَ اٰلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خُبْزِ بُرٍّ مَادُوْمٍ ثَلٰثًا

درزی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے کے لئے بلایا جو اُس نے تیار کیا تھا۔ میں بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ چلا گیا اُس نے جَو کی روٹی اور شوربا حضور کو پیش کیا جس میں کدو اور خشک گوشت تھا۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ پیالہ سے کدو ڈھونڈ کر کھا رہے تھے اس دن سے میں کدو سے محبت کرنے لگا تھا (حدیث: ۵۰۳۱، ج: ۸ کی شرح دیکھیں)

باب خشک گوشت

۵۰۸۷ ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کے پاس شوربا لایا گیا۔ جس میں کدو اور خشک گوشت تھا۔ میں نے حضور کو دیکھا کہ کدو ڈھونڈ ڈھونڈ کر کھا رہے تھے۔

۵۰۸۸ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضور نے یہ (تین دن سے زائد قربانی کا گوشت رکھنا) صرف اس لئے کیا کہ لوگ اس سال قحط زدہ تھے۔

بَابُ مَنْ نَاوَلَ اَوْقَدَّمَ اِلٰى صَاحِبِهٖ عَلَى الْمَائِدَةِ شَيْئًا

وَقَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ لَا بَاسَ اَنْ يُنَاوِلَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا وَلَا يُنَاوِلُ مِنْ هٰذِهِ الْمَائِدَةِ اِلٰى مَائِدَةٍ اُخْرٰى

۵۰۸۹ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِىْ مٰلِكٌ عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ طَلْحَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مٰلِكٍ يَقُوْلُ اِنَّ خَيَّاطًا دَعَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِطَعَامٍ صَنَعَهٗ قَالَ اَنَسٌ فَذَهَبْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى ذٰلِكَ الطَّعَامِ فَقَرَّبَ اِلٰى

حضور نے ارادہ فرمایا کہ مال دار غریب کو کھانا کھلائے ورنہ ہم پندرہ دن تک اس کے پائے اٹھائے رکھتے تھے۔ جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پاک گندم کی سالن والی روٹی تین دن سیر ہوکر نہیں کھائی

۵۰۸۸ — شرح : قدید بروزن فعیل ہے گوشت کو نمک لگا کر دھوپ میں خشک کیا جاتا ہے یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کھانا تھا سلف صالحین کا بھی یہ طعام رہا ہے۔ حدیث ۵۰۷۲ء اور باب کی شرح دیکھیں۔

باب جس نے دسترخوان پر اپنے ساتھی کو کوئی شئ دی یا اس کے آگے کر دی

یعنی یہ جائز ہے کہ کوئی شخص اپنے دسترخوان سے کوئی شئ پکڑے اور کسی ساتھی کو دیدے، کیونکہ وہ تمام اس دسترخوان میں شریک ہیں۔ اگر دوسرے دسترخوان والے کو اس دسترخوان سے کچھ دیں تو جائز نہیں کیونکہ دوسرے دسترخوان والے ان میں شریک نہیں ہیں،، قولہ قال ابن مبارک الخ یعنی ابن مبارک نے کہا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خبزا من شعیر ومرقا فیہ دباء وقدید قال انس فرایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتتبع الدباء من حوالی الصحفۃ فلم ازل احب الدباء من یومئذ وقال ثمامۃ عن انس فجعلت اجمع الدباء بین یدیہ

باب الرطب بالقثاء

۵۰۹۰ — حدثنا عبد العزیز بن عبد اللہ قال حدثنا ابراھیم ابن سعد عن ابیہ عن عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یاکل الرطب بالقثاء

ایک دسترخوان پر ایک دوسرے کو دینے میں حرج نہیں اور اس دسترخوان سے دوسرے دسترخوان والوں کو نہ دے۔

۵۰۸۹ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا ایک درزی نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے کی دعوت دی جو اس نے حضور کے لئے تیار کیا تھا۔ انس نے کہا میں بھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ اس دعوت پر گیا اس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کی روٹی اور شوربا جس میں کدو اور خشک تھا پیش کیا۔ انس نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ پیالہ میں سے کدو ڈھونڈ رہے تھے۔ میں اس روز سے کدو سے محبت کرنے لگا۔ ثمامہ نے انس سے روایت کی کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے کدو جمع کرتا تھا۔

باب تازی کھجور ککڑی کے ساتھ ملا کر کھانا

۵۰۹۰ — ترجمہ : حضرت عبد اللہ بن جعفر طیار بن ابی طالب رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ تر کھجوریں ککڑیوں کے ساتھ ملا کر کھا رہے تھے۔

بَابُ الحَشَفِ

۵۰۹۱ ـــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَبَّاسٍ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ قَالَ تَضَيَّفْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ سَبْعًا فَكَانَ هُوَ وَامْرَأَتُهُ وَخَادِمُهُ يَعْتَقِبُونَ اللَّيْلَ أَثْلَاثًا يُصَلِّي هٰذَا ثُمَّ يُوقِظُ هٰذَا وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَصْحَابِهِ تَمْرًا فَأَصَابَنِي سَبْعُ تَمَرَاتٍ إِحْدَاهُنَّ حَشَفَةٌ

۵۰۹۰ ـــ شرح : کھجوریں لکڑیوں کے ساتھ ملا کر کھانے میں حکمت یہ ہے کہ کھجور کی گرمی لکڑی کی برودت ختم کر دیتی ہے اور مزاج میں اعتدال پیدا ہوتا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

بَابُ الحَشَفِ

۵۰۹۱ ـــ ترجمہ : ابو عثمان نے کہا میں سات دن ابوہریرہ کا مہمان بنا رہا وہ اور اُن کی بیوی اور خادم تہائی تہائی رات ایک دوسرے کے بعد جاگتے تھے۔ پہلے ایک نماز پڑھتا پھر وہ دوسرے کو بیدار کر دیتا پھر دوسرا تیسرے کو بیدار کر دیتا۔ میں نے ابوہریرہ سے سُنا وہ کہتے تھے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام میں کھجوریں تقسیم کیں۔ مجھے سات کھجوریں پہنچیں ان میں سے ایک کھجور بہت سخت تھی۔

۵۰۹۱ ـــ شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم غالب اوقات میں کھجوروں پر قناعت کرتے تھے۔ اور وہ بھی معمولی اور قلیل میسر تھیں حشفہ ردّی کھجور ہے وہ کھجور کے اوپر نہیں پکتی اور جلدی خشک ہو کر گر جاتی ہے۔

٥٠٩٢ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ صَبَّاحٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ ابْنُ زَكَرِيَّاءَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ اَبِيْ عُثْمٰنَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَنَا تَمْرًا فَاَصَابَنِيْ مِنْهُ خَمْسٌ اَرْبَعُ تَمَرَاتٍ وَحَشَفَةٌ ثُمَّ رَاَيْتُ الْحَشَفَةَ هِيَ اَشَدُّهُنَّ لِضِرْسِيْ

بَابُ الرُّطَبِ وَالتَّمْرِ

وَقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَهُزِّيْ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ مَنْصُوْرِ بْنِ صَفِيَّةَ قَالَ حَدَّثَتْنِيْ اُمِّيْ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ شَبِعْنَا مِنَ الْاَسْوَدَيْنِ التَّمْرِ وَالْمَاءِ

٥٠٩٢ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم میں کھجوریں تقسیم فرمائیں۔ مجھے اُن میں سے پانچ کھجوریں ملیں چار تو اچھی تھیں اور ایک ردّی تھی وہ میرے دانتوں کے چبانے میں بہت سخت تھی۔

٥٠٩٢ — شرح : اس حدیث میں پانچ کھجوریں ذکر کی ہیں حالانکہ اس سے پہلی حدیث میں کہا کہ مجھے سات کھجوریں ملیں لیکن اس میں تضاد نہیں ! کیونکہ ایک عدد دوسرے کے منافی نہیں ہوتا یا اس طرح کہا جا سکتا ہے کہ تقسیم میں پہلے ہمیں پانچ پانچ ملیں جب وہ بچ رہیں تو پھر دو دو اور ملیں۔ ایک حدیث میں مبدء کا ذکر ہے اور دوسری میں منتہی کا ذکر ہے۔ بعض نے کہا یہ واقعہ متعدد ہے۔ ایک بار پانچ مذکور ہیں۔ دوسرے واقعہ میں سات ہیں۔ واللہ اعلم !

باب تر اور خشک کھجور

اللہ کا ارشاد ! اپنی طرف کھجور کے تنے کو حرکت دے۔ تیرے اوپر اچھی کھجوریں گریں گی

۵۰۹۳ــ **ترجمہ:** ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حال میں وفات فرمائی کہ ہم نے کھجور اور پانی سے پیٹ بھرا۔

۵۰۹۳ــ **شرح:** اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ "تمر" کو دوسرے کھانوں پر فضیلت ہے۔ اسی لئے قرآن کریم میں "تمر" مذکور ہے۔ نیز ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس گھر میں "تمر" نہ ہو اس گھر والے بھوکے ہیں (ترمذی) رطب اور تمر (تر و خشک کھجور) اللہ تعالیٰ کی بہتر مخلوق ہے جو لوگوں کے لئے مباح کی ہے۔ اہل حجاز کی پسندیدہ خوراک ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کی "تمر" کے لئے برکت کی دعا فرمائی جبکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کی تمر کے لئے دعا فرمائی جیسے ابراہیم علیہ السلام نے دعا فرمائی تھی؛ چنانچہ عرب کی کھجوروں میں ہمیشہ کے لئے برکت رہی ہے اور قیامت تک اُن کے پھل باقی رہیں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور مریم علیہا السلام

مریم علیہا السلام بیت المقدس کے قریب تین میل دُور بیت لحم میں تھیں۔ جب آپ عیسیٰ علیہ السلام سے حاملہ ہوئیں تو اپنی قوم سے خائف ہوئیں اور اپنے چچازاد بھائی یوسف کے ساتھ وہاں سے چلی گئیں اور مصر کی راہ لی جب نخلہ پہنچیں تو انہیں دردِ زہ شروع ہو گئی اور فرشتوں نے انہیں گھیر لیا اس وقت انہیں غائبانہ آواز سنائی دی کہ غم نہ کر تیرے رب نے تیرے نیچے نہر کر دی ہے۔ حالانکہ وہاں کوئی نہر اور چشمہ وغیرہ نہ تھا مقاتل نے کہا جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام شکم مریم علیہا السلام سے زمین پر جلوہ افروز ہوئے تو زمین پر ایڑھی ماری جس سے پانی جاری ہو گیا اور کھجور طلوع ہوئی۔ اس کو پتے لگے اور پھل دار ہو گئی۔ مریم سے کہا گیا کہ نخلہ کے تنے کو حرکت دے اس سے تازہ کھجوریں ساقط ہوں گی۔ ربیع بن خیثم نے کہا میرے نزدیک نفاس والی عورت کے لئے تر کھجور سے اچھی کوئی شئ نہیں اور بیمار کے لئے شہد سے بہتر کوئی دوا نہیں پھر یہ آیت کریمہ پڑھی۔

ابن ابی حاتم اور موصلی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث ذکر کی کہ اپنی زچہ کو تر کھجور کھلاؤ اگر وہ نہ ہوں تو تمر (خشک کھجور) کھلاؤ۔ اللہ تعالیٰ کے حضور درختوں میں سے کوئی درخت اس درخت سے اچھا نہیں جس کے نیچے مریم علیہا السلام نے اقامت فرمائی تھی (عینی)

۵۰۹۳ــــ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ ابْنُ اَبِىْ مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْغَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِىْ اَبُوْحَازِمٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَبْنِ اَبِىْ رَبِيْعَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ بِالْمَدِيْنَةِ يَهُوْدِىٌّ وَّكَانَ يُسْلِفُنِىْ فِىْ تَمْرِىْ اِلَى الْجِدَادِ وَكَانَتْ لِجَابِرٍ الْاَرْضُ الَّتِىْ بِطَرِيْقِ رُوْمَةَ فَجَلَسَتْ فَخَلَا عَامًا فَجَاءَنِى الْيَهُوْدِىُّ عِنْدَ الْجُدَادِ وَلَمْ اَجِدَّ مِنْهَا شَيْئًا فَجَعَلْتُ اَسْتَنْظِرُهٗ اِلٰى قَابِلٍ فَيَاْبٰى فَاُخْبِرَ بِذٰلِكَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِاَصْحَابِهٖ امْشُوْا نَسْتَنْظِرُ لِجَابِرٍ مِنَ الْيَهُوْدِىِّ فَجَاءُوْنِىْ فِىْ نَخْلِىْ فَجَعَلَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَلِّمُ الْيَهُوْدِىَّ فَيَقُوْلُ اَبَا الْقَاسِمِ لَا اُنْظِرُهٗ فَلَمَّا رَاٰهُ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ فَطَافَ فِى النَّخْلِ ثُمَّ جَاءَهٗ فَكَلَّمَهٗ فَاَبٰى فَقُمْتُ فَجِئْتُ بِقَلِيْلِ رُطَبٍ فَوَضَعْتُهٗ بَيْنَ يَدَىِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَكَلَ ثُمَّ قَالَ اَيْنَ عَرِيْشُكَ يَا جَابِرُ فَاَخْبَرْتُهٗ

۵۰۹۴ــــ ترجمہ : جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا مدینہ منورہ میں ایک یہودی تھا جو مجھے کھجوروں کے کاٹنے تک مجھے قرض دیا کرتا تھا۔ رومہ کے راستہ میں جابر کی زمین تھی۔ میں قرض ادا کرنے سے بیٹھا رہا۔ اور ایک سال خالی گزر گیا (پھل نہ لگا) کھجوریں کاٹنے کے موسم میں یہودی میرے پاس آیا اور میں نے کھجوروں سے کچھ نہ کاٹا تھا تو میں نے اس سے دوسرے سال تک مہلت طلب کی اُس نے انکار کر دیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی تو حضور نے اپنے صحابہ کرام سے فرمایا چلو جابر کے لئے یہودی سے مہلت طلب کریں۔ وہ میری کھجوروں میں میرے پاس تشریف لائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودی سے کلام شروع کیا تو کہنے لگا اے ابا القاسم میں اس کو مہلت نہیں دوں گا۔ پس جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیکھا تو آپ اُٹھے اور کھجوروں میں گھومنے لگے پھر یہودی کے پاس آکر اس سے کلام کیا اُس نے انکار کر دیا پس میں اُٹھا اور تھوڑی سی

فَقَالَ افْرُشْ لِي فِيهِ فَفَرَشْتُهُ فَدَخَلَ فَرَقَدَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ فَجِئْتُهُ بِقَبْضَةٍ أُخْرَى فَأَكَلَ مِنْهَا ثُمَّ قَامَ فَكَلَّمَ الْيَهُودِيَّ فَأَبَى عَلَيْهِ فَقَامَ فِي الرِّطَابِ فِي النَّخْلِ الثَّانِيَةَ ثُمَّ قَالَ يَا جَابِرُ جُدَّ وَاقْضِ فَوَقَفَ فِي الْجَدَادِ فَجَدَدْتُ مَا قَضَيْتُهُ وَفَضَلَ مِثْلُهُ فَخَرَجْتُ حَتَّى جِئْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَشَّرْتُهُ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللَّهِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَرْشٌ وَعَرِيشٌ بِنَاءٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَعْرُوشَاتٍ مَا يُعَرَّشُ مِنَ الْكُرُومِ وَغَيْرِ ذَلِكَ عُرُوشُهَا أَبْنِيَتُهَا

تر کھجوریں لایا اور حضور کے آگے رکھ دیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کھائیں پھر فرمایا اے جابر! تیری جھونپڑی کہاں ہے؟ میں نے حضور کو وہ بتائی تو فرمایا اس میں کوئی فرش بچھاؤ میں نے بستر بچھا دیا حضور وہاں تشریف لے گئے اور سو گئے پھر بیدار ہوئے تو میں آپ کے پاس مٹھی بھر کھجوریں لایا۔ حضور نے اُن میں سے کچھ کھائیں پھر کھڑے ہوئے اور یہودی سے گفتگو فرمائی اُس نے انکار ہی کیا حضور دُوسری بار تر کھجوروں میں کھڑے ہوئے پھر فرمایا اے جابر! کھجوریں کاٹو اور اس کا قرض ادا کرو اور آپ کھجوریں کاٹنے کی جگہ تشریف فرما ہوئے میں نے اُن سے اتنی کھجوریں کاٹ ڈالیں جن سے اس کا قرضہ ادا کر دیا اور اتنی ہی بچ رہیں۔ میں باہر آیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشخبری دی (قرض ادا کرنے کے بعد اُتنی ہی بچ رہی ہیں) سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں گواہ ہوں کہ میں اللہ کا رسُول ہوں۔ امام بخاری نے کہا عروش، عریش مکان ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا معروشات انگور وغیرہ کی بیلیں ہیں جو بلند ہوتی ہیں، ان کے عروش مکان ہیں۔

۵۰۹۴ — شرح : رُومہ مدینہ منورہ میں کنواں ہے جسے حضرت غنی رضی اللہ عنہ نے خرید کر اہل مدینہ کے لئے وقف کر دیا تھا۔ علامہ کرمانی نے کہا رومہ ایک مقام کا نام ہے۔ بعض دال کے ساتھ دُومہ بضم الدال پڑھتے ہیں۔ غالبًا وہ دُومۃ الجندل ہے۔ علامہ کرمانی نے کہا یہ صحیح نہیں کیونکہ اس وقت دومۃ الجندل فتح نہ ہُوا تھا۔ لہٰذا وہاں جابر کی زمین کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، لیکن یہ کہا جا سکتا ہے کہ حدیث شریف میں طریق رُومہ مذکور ہے۔ اور دال پڑھنے کی تقدیر پر معناہ یہ ہوگا کہ جابر کی زمین اس راستہ میں تھی جہاں سے گزر کر دومۃ الجندل جاتے ہیں۔ یہ معنی نہیں کہ دومۃ الجندل میں گئے لہٰذا یہ نہیں

بَابُ اَكْلِ الْجُمَّارِ

۵۰۹۵ — حَدَّثَنَا عُمَرُ وَبْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُجَاهِدٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُلُوْسٌ اِذْ اُتِيَ بِجُمَّارِ نَخْلَةٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنَ الشَّجَرِ لَمَا بَرَكَتُهُ كَبَرَكَةِ الْمُسْلِمِ فَظَنَنْتُ اَنَّهُ يَعْنِي النَّخْلَةَ فَاَرَدْتُ اَنْ اَقُوْلَ هِيَ النَّخْلَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ثُمَّ الْتَفَتُّ فَاِذَا اَنَا عَاشِرُ عَشَرَةٍ اَنَا اَحْدَثُهُمْ فَسَكَتُّ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هِيَ النَّخْلَةُ

کہہ سکتے کہ دومۃ الجندل اس وقت فتح نہ ہُوا تھا۔ دومۃ الجندل مدینہ منورہ سے دس مراحل دُور ہے۔ قولہ فجلست ،، میں ضمیر غائب کا مرجع ارض ہے۔ یعنی زمین پھلوں سے خالی رہی بعض نے جلست کو متکلم پڑھا ہے۔ یعنی میں قرض ادا کرنے سے بیٹھا رہا۔ ایک روایت میں حُبِسْتُ بصیغہ مجہول ماضی ہے میں رُکا رہا۔ یہ حدیث مکرر گزری ہے اور متن کے الفاظ مختلف ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ جابر نے یہودی کو اس کے قرض میں ساری کھجوریں دے دیں اور کم ہونے کے باعث وہ راضی نہ ہُوا اور سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم کی توجہ کریم سے جابر کا قرض ادا ہوگیا اور اُتنی کھجوریں بچ رہیں۔ ایک دُوسری روایت میں اس طرح ہے کہ جابر نے ساری کھجوریں کاٹ ڈالیں اور اُن کے ڈھیر لگا دیئے۔ سیّدِ عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم ایک ڈھیر پر بیٹھ گئے اور فرمایا وزن کرکے یہودی کا قرض ادا کرو، چنانچہ حضور کی برکت سے جابر کا سارا قرضہ ادا ہوگیا۔ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم!

باب جُمّار

جُمّا بضم الجیم وتشدید المیم ہے یہ کھجور کا درمیانہ درخت ہے۔ کھجور کا سَر کھولا جاتا ہے اس کے اندر سے سفید اور نرم شئے باہر نکلتی ہے جو مزے دار ہوتی ہے اس کو کھجور کی چربی کہتے ہیں۔

۵۰۹۵ — ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا ایک وقت ہم نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں موجود تھے۔ اچانک حضور کے پاس کھجور کی گابھ لائی گئی۔

بَابُ الْعَجْوَةِ

۵۰۹۶ ـــ حَدَّثَنَا جُمُعَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ قَالَ أَخْبَرَنَا هَاشِمُ بْنُ هَاشِمٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَصَبَّحَ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعَ تَمَرَاتٍ عَجْوَةً لَمْ يَضُرَّهُ فِي ذٰلِكَ الْيَوْمِ سَمٌّ وَلَا سِحْرٌ بَابُ الْقِرَانِ فِي التَّمْرِ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا درختوں میں سے ایک درخت ہے اس کی برکت مسلمان کی برکت جیسی ہے۔ میں نے اس کو کھجور کا خیال کیا اور خواہش کی کہ کہوں یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! وہ کھجور کا درخت ہے پھر میں نے دھیان کیا تو دیکھا کہ میں دس صحابہ کرام میں ہوں اور میں ان میں سے کمسن ہوں اسی لئے میں خاموش رہا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی فرمایا یہ نخلہ (کھجور کا درخت) ہے۔ (تشریح کئی بار گزری ہے)

باب عمدہ کھجور

عجوہ تمام کھجوروں سے عمدہ کھجور ہے، یہ لمبی کھجور سیاہی مائل ہوتی ہے۔''

۵۰۹۶ ـــ ترجمہ : سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی ہر روز سات عمدہ کھجوریں (عجوہ) کھالیا کرے اس کو اس دن میں زہر اور جادو اثر نہ کرے گا۔

باب کھجوریں ایک ساتھ ملا کر کھانا

۵۰۹۷ — حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا جَبَلَةُ ابْنُ سُحَيْمٍ قَالَ اَصَابَنَا عَامُ سَنَةٍ مَعَ ابْنِ الزُّبَيْرِ رَزَقَنَا تَمْرًا فَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يَمُرُّ بِنَا وَنَحْنُ نَاْكُلُ وَيَقُوْلُ لَا تُقَارِنُوْا فَاِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْاِقْرَانِ ثُمَّ يَقُوْلُ اِلَّا اَنْ يَّسْتَاْذِنَ الرَّجُلُ اَخَاهُ قَالَ شُعْبَةُ الْاِذْنُ مِنْ قَوْلِ ابْنِ عُمَرَ

۵۰۹۷ — **توجمہ**: جبلہ بن سُحَیم نے کہا ہم عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے عہد خلافت میں قحط زدہ ہوئے اُنھوں نے ہمیں کھجور دیئے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہمارے پاس سے گزرتے جبکہ ہم کھجوریں کھا رہے ہوتے تھے وہ فرماتے کھجوریں ایک ساتھ ملا کر نہ کھاؤ (ایک ایک کھاؤ) کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ملا کر کھانے سے منع فرمایا ہے۔ پھر ابن عمر کہتے مگر یہ کہ اپنے ساتھی سے (ملا کر کھانے کی) اجازت حاصل کر کے۔ شعبہ نے کہا "اذن" عبداللہ بن عمر کا قول ہے۔

۵۰۹۷ — **شرح**: یعنی جب ایک دسترخوان پر چند ساتھی کھجوریں کھائیں تو ایک ایک کھجور کھائیں۔ دو دو تین تین ایک ساتھ ملا کر نہ کھائیں؛ البتہ اپنے ساتھیوں سے اگر اجازت حاصل کرلے تو صحیح ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس نہی کے متعلق علمائے کرام میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے کہ یہ نہی تحریمی ہے یا تنزیہی ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ اگر طعام سب میں مشترک ہو تو دوسروں کی رضامندی کے بغیر ایک ساتھ ملا کر کھانا حرام ہے۔ ان کی رضامندی صراحتًا ہو یا قرائن سے معلوم ہو جائے کہ وہ اس طرح کھانے کو بُرا محسوس نہیں کریں گے اور اگر کھانا کسی اور کا ہے جو ان میں داخل نہیں ہے تو حرام ہے اور اگر ان میں سے کسی کا ہے اس نے ان کو کھانے کی اجازت دے رکھی ہے تو اس کی بھی شرط ہے اس کے بغیر حرام ہے۔ اس نہی کا سبب یہ تھا کہ قحط کے زمانہ میں کھانے پینے میں تنگی تھی جب اللہ تعالیٰ نے وسعت دی تو یہ نہی منسوخ ہوگئی۔ بزار نے حضرت بریدہ سے حدیث ذکر کی ہے کہ میں نے ساتھیوں کو ایک ساتھ ملا کر کھجوریں کھانے سے منع کیا کرتا تھا اب جبکہ وسعتِ رزق ہے جس طرح چاہو کھاؤ اس پر امام نووی نے اعتراض کیا کہ عموم لفظ کا اعتبار ہے۔ خصوصِ سبب کا اعتبار نہیں۔ بزار نے شعبی کے طریق سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات صحابہ کرام کو کھجوریں دیں بعض نے دو دو کھجوریں ملا کر کھانا شروع کیں تو حضور نے ساتھی کی اجازت کے بغیر اس طرح کھانے

بَابُ بَرَكَةِ النَّخْلَةِ

۵۰۹۸ــ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ عَنْ زُبَيْدٍ عَنْ مُجَاهِدٍ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ مِنَ الشَّجَرِ شَجَرَةً تَكُونُ مِثْلَ الْمُسْلِمِ وَهِيَ النَّخْلَةُ

بَابُ الْقِثَّاءِ

۵۰۹۹ــ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ جَعْفَرٍ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ الرُّطَبَ بِالْقِثَّاءِ

سے منع فرمادیا۔ قولہ شعبۃ، یعنی شعبہ نے کہا اِلاّ یستاذن مدرج ہے۔ یہ عبداللہ بن عمر نے حدیث میں درج کیا ہے۔ بیشتر علماء یہی کہتے ہیں۔ بعض اس میں متردد ہیں کہ یہ اضافہ مرفوع ہے یا موقوف ہے آدم نے اس کے مدرج ہونے پر جزم کیا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب ککڑی

۵۰۹۸ــ ترجمہ: ابراہیم بن سعد نے اپنے والد سعد سے روایت کی کہ انھوں نے کہا میں نے عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے سُنا انھوں نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ ترکھجور کو ککڑی کے ساتھ ملا کر کھا رہے تھے (قد مر فی الباب السابق)

باب کھجور کے درخت کی برکت

۵۰۹۹ــ ترجمہ: مجاہد نے کہا میں نے عبداللہ بن عمر سے سُنا وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

بَابُ جَمْعِ اللَّوْنَيْنِ اَوِ الطَّعَامَيْنِ بِمَرَّةٍ

۶۰۰۰ — حَدَّثَنَا ابْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ اَخْبَرَنَا اِبْرَاهِيْمُ ابْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاكُلُ الرُّطَبَ بِالْقِثَّاءِ

سے روائت کرتے تھے کہ درختوں میں سے ایک درخت ہے جو مسلمان جیسا ہے اور وہ کھجور کا درخت ہے قد مر مرارًا فی الابواب السابقہ)

باب دو رنگ یا دو کھانے جمع کر کے کھانا

مہلب نے کہا ایک ہی وقت دو رنگ کا کھانا کسی نے منع نہیں کیا البتہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے منع کی روائت آئی ہے لیکن یہ اُنہوں نے فضول خرچی کے باعث منع فرمایا ہے کیونکہ یہ جائز ہے کہ ایک دن کھالے اور دوسرے دن کے لئے محفوظ رکھے ۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی حرام نہیں کہتے ہیں کیونکہ سیّدعالم صلی اللہ علیہ وسلم تر کھجور اور ککڑی ایک ساتھ کھاتے تھے اور کدو اور خشک گوشت ایک ساتھ ملا کر کھاتے تھے ۔ ایک روائت میں ہے کہ ایک صحابی نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے ایک پیالہ رکھا جس میں دودھ اور شہد تھا ۔ حضور نے فرمایا میں اس کو حرام نہیں کہتا ہوں لیکن میں تواضع اور انکساری کے باعث اسے چھوڑتا ہوں جو کوئی اللہ کے حضور تواضع و انکساری کرتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ اس کو بلند کرتا ہے (دانہ خاک میں مل کر گل و گلزار ہوتا ہے) اور جو معاذ اللہ تکبر کرے اللہ تعالیٰ اس کو ذلیل کرتا ہے

۶۰۰۰ — ترجمہ : عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ تر کھجور ککڑی کے ساتھ ملا کر کھاتے تھے۔

۶۰۰۰ — شرح : اس حدیث میں طبرانی کے الفاظ یہ ہیں کہ میں نے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں ہاتھ میں ککڑی اور بائیں میں رطب (تر کھجور) دیکھی ایک بار اِس سے اور دُوسری بار اُس سے کھاتے تھے۔ ابوداؤد نے روائت کی ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم تربوز تر کھجور کے ساتھ کھاتے تھے اور فرماتے تھے کہ اسکی گرمی کو اس کی سردی توڑ دیتی ہے اور اس کی سردی کو

بَابُ مَنْ اَدْخَلَ الضِّيْفَانَ عَشَرَةً عَشَرَةً وَالْجُلُوْسِ عَلَى الطَّعَامِ عَشَرَةً عَشَرَةً

۶۰۰۱ ـــ حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنِ الْجَعْدِ اَبِیْ عُثْمَانَ عَنْ اَنَسٍ ح وَعَنْ هِشَامٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اَنَسٍ ح وَعَنْ سِنَانٍ اَبِیْ رَبِيْعَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ اُمَّ سُلَيْمٍ اُمَّهٗ عَمَدَتْ اِلٰى مُدٍّ مِّنْ شَعِيْرٍ جَشَّتْهُ وَجَعَلَتْ مِنْهُ خَطِيْفَةً وَعَصَرَتْ عُكَّةً عِنْدَهَا ثُمَّ بَعَثَتْنِیْ اِلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَيْتُهٗ وَهُوَ فِیْ اَصْحَابِهٖ فَدَعَوْتُهٗ قَالَ وَمَنْ مَّعِیَ فَجِئْتُ فَقُلْتُ اِنَّهٗ يَقُوْلُ وَمَنْ مَّعِیَ فَخَرَجَ اِلَيْهِ اَبُوْ طَلْحَةَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّمَا هُوَ شَیْءٌ صَنَعَتْهُ اُمُّ سُلَيْمٍ فَدَخَلَ فَجِیْءَ بِهٖ وَقَالَ اَدْخِلْ عَلَیَّ عَشَرَةً فَدَخَلُوْا فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا ثُمَّ قَالَ اَدْخِلْ عَلَیَّ عَشَرَةً فَدَخَلُوْا فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا ثُمَّ قَالَ اَدْخِلْ عَلَیَّ عَشَرَةً حَتّٰى عَدَّ اَرْبَعِيْنَ ثُمَّ اَكَلَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَامَ فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ هَلْ نَقَصَ مِنْهَا شَیْءٌ

اُس کی گرمی توڑ دیتی ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب جس نے دس دس آدمیوں کو بُلایا اور طعام پر دس دس کا بیٹھنا

۶۰۰۱ ـــ ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کی والدہ

بابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الثُّوْمِ وَالْبُقُوْلِ فِيْهِ
ابْنُ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اُمّ سلیمؓ ایک مُد (ایک سیر) جَو کا قصد کیا اور اُن کو دَل کر دَلیا بنایا اس کو دودھ میں پکایا اور اُن کے پاس کُپّی تھی اس میں سے گھی نچوڑ کر ٹپکایا پھر مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا میں حضور کے پاس آیا حالانکہ آپ صحابہ کرام میں تشریف فرما تھے میں نے حضور کو دعوت دی تو آپ نے فرمایا جو میرے ساتھ ہیں (ان کی بھی دعوت ہے ؟) میں آیا اور کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو میرے ساتھی ہیں ان کی بھی دعوت ہے ؟ (یہ سُن کر) ابوطلحہ رضی اللہ عنہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! کھانا تھوڑا سا ہے جو ام سلیم نے تیار کیا ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لائے اور وہ طعام حضور کو پیش کیا گیا۔ حضور نے فرمایا دس صحابہ کو بلاؤ وہ آئے اور کھانا کھایا حتیٰ کہ سیر ہو گئے پھر فرمایا دس کو بلاؤ وہ آئے اور کھانا کھایا حتیٰ کہ سیر ہو گئے پھر فرمایا اور دس بلاؤ وہ آئے اُنھوں نے کھانا کھایا حتیٰ کہ سیر ہو گئے حتیٰ کہ چالیس شمار کئے (جنھوں نے سیر ہو کر کھانا کھایا) پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا تناول فرمایا اور اُٹھ کر تشریف لے گئے انس نے کہا میں کھانے کو دیکھتا تھا کہ اس سے کچھ کم ہوا ہے ؟

شرح : ام سلیم رضی اللہ عنہا حضرت انس بن مالک کی والدہ ہے۔

۶۰۰۱ — قولہ جَشِيْشَةٌ ،، دلیا بنایا ۔ قولہ خَطِيْفَةٌ ،، بفتح الخاء وکسر الطاء ،، یہ دودھ ہے جس میں دلیا ڈال کر پکایا جاتا ہے ۔ اس کو لوگ انگلیوں سے چاٹ کر کھاتے ہیں اسے چمچوں سے بھی کھاتے ہیں " عکہ " گھی کی کُپّی ہے ۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دس دس صحابہ کو بلا کر کھلایا کیونکہ کھانا ایک ہی پیالہ میں تھا اس میں دس سے زیادہ نہیں کھا سکتے تھے ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے اکٹھے ہو کر کھانے میں برکت ہے ۔ ابوداؤد شریف میں مرفوع حدیث ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ،، کھانا مل کر کھاؤ اور بسم اللہ پڑھو اس میں برکت ہوگی " یہ سرکار کا معجزہ ہے کہ ایک سیر کھانے سے چالیس آدمی سیر ہو کر چلے گئے اور کھانا ذرہ بھی کم نہ ہوا تھا حدیث : ع ۳۲۵۰/۵ ج کی شرح دیکھیں)

باب تھوم اور سبزیوں سے جو مکروہ ہیں

اس باب میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی

۶۰۰۲ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ قِيلَ لِأَنَسٍ مَا سَمِعْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الثُّومِ فَقَالَ مَنْ أَكَلَ فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا

۶۰۰۳ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا أَبُو صَفْوَانَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَطَاءٌ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ زَعَمَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَكَلَ ثُومًا أَوْ بَصَلًا فَلْيَعْتَزِلْنَا أَوْ لِيَعْتَزِلْ مَسْجِدَنَا

۶۰۰۲ــــ ترجمہ : عبدالعزیز نے کہا انس بن مالک سے کہا گیا تم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تھوم کے بارے میں فرماتے ہوئے کیا سنا ہے۔ انس نے کہا حضور فرماتے تھے کہ جو کوئی تھوم کھائے وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے۔

۶۰۰۲ــــ شرح : اس کی وجہ یہ ہے کہ مسجد میں فرشتے ہوتے ہیں وہ بدبودار شئی سے تنگ ہوتے ہیں بلکہ نمازی بھی اس سے تنگ پڑجاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جمعہ کے دن غسل کرنا مستحب ہے کہ اس دن تیں عام لوگ جمع ہوتے ہیں۔ اگر غسل نہ کریں تو پسینہ سے بو آنے لگتی ہے، لیکن ہر نماز میں غسل مسنون نہیں، کیونکہ اس میں حرج ہے۔

۶۰۰۳ــــ ترجمہ : جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے تھوم یا پیاز کھایا وہ ہم سے علیحدہ رہے یا فرمایا ہماری مسجد سے علیحدہ رہے۔

۶۰۰۳ــــ شرح : عمدۃ القاری میں ذکر کیا کہ حدیث کی عنوان سے مطابقت صرف مَنْ أَكَلَ ثُومًا أَوْ بَصَلًا ،، میں ہے۔ حدیث میں بدبودار سبزیوں کا ذکر نہیں کیا جیسے گندنا وغیرہ ہیں۔ لیکن امام بخاری کی عادت ہے کہ باب کے عنوان میں چند چیزیں ذکر کردیتے ہیں اور تمام کے مطابق حدیث بیان نہیں کرتے ہیں۔ اس حدیث میں پیاز ذکر کیا ہے اور وہ اُن سبزیوں میں سے ہے جو بدبودار ہیں۔ لہٰذا صرف تھوم میں ہی مطابقت نہیں ہے۔

بَابُ الْكَبَاثِ وَهُوَ وَرَقُ الْأَرَاكِ

۴۰۰۴۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَرِّ الظَّهْرَانِ نَجْنِي الْكَبَاثَ فَقَالَ عَلَيْكُمْ بِالْأَسْوَدِ مِنْهُ فَإِنَّهُ أَيْطَبُ فَقِيلَ أَكُنْتَ تَرْعَى الْغَنَمَ قَالَ نَعَمْ وَهَلْ مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا رَعَاهَا

بَابُ الْمَضْمَضَةِ بَعْدَ الطَّعَامِ ۴۰۰۵۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ

باب کباث اور وہ پیلو کا پھل ہے

۴۰۰۴۔ ترجمہ: جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہا ہم مرظہران میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ پیلو کا پھل چن رہے تھے تو حضور نے فرمایا سیاہ پیلو چنو وہ اُن میں عمدہ ہے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ بکریاں چراتے رہے ہیں۔ حضور نے فرمایا ہاں ہر نبی نے بکریاں چرائی ہیں۔

۴۰۰۴۔ شرح: حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے بکریاں چرانے میں حکمت یہ ہے کہ ان کی تواضع و انکساری میں اضافہ ہو اور خلوت و تنہائی سے ان کے قلوب مزید صاف ہوں اور بکریوں کا انتظام کرنے میں انہیں سیاسی امور میں ارتقاء حاصل ہو تاکہ امتوں کی سیاست اور اہتمام میں اتم وجہ سے ان کی اصلاح کریں اور ان میں صلاحیت پیدا کریں (حدیث ۲۱۲۰ اور ۳۱۸۹ کی شرح دیکھیں)

باب کھانے کے بعد کلی کرنا

۴۰۰۵۔ ترجمہ: سُوَید بن نعمان نے کہا ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ

عَبْدُ اللّٰہِ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ قَالَ سَمِعْتُ یَحْیَی بْنَ سَعِیْدٍ عَنْ بُشَیْرِ بْنِ یَسَارٍ عَنْ سُوَیْدِ بْنِ النُّعْمَانِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلٰی خَیْبَرَ فَلَمَّا کُنَّا بِالصَّھْبَاءِ دَعَا بِطَعَامٍ فَمَا اُتِیَ اِلَّا بِسَوِیْقٍ فَاَکَلْنَا فَقَامَ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَتَمَضْمَضَ وَمَضْمَضْنَا قَالَ یَحْیٰی سَمِعْتُ بُشَیْرًا قَالَ حَدَّثَنَا سُوَیْدٌ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلٰی خَیْبَرَ فَلَمَّا کُنَّا بِالصَّھْبَاءِ قَالَ یَحْیٰی وَھِیَ مِنْ خَیْبَرَ عَلٰی رَوْحَۃٍ دَعَا بِطَعَامٍ فَمَا اُتِیَ اِلَّا بِسَوِیْقٍ فَلُکْنَاہُ فَاَکَلْنَا مِنْہُ ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَمَضْمَضَ وَمَضْمَضْنَا فَصَلّٰی بِنَا الْمَغْرِبَ وَلَمْ یَتَوَضَّأْ وَقَالَ سُفْیٰنُ کَاَنَّکَ تَسْمَعُہٗ مِنْ یَحْیٰی

بَابُ لَعْقِ الْاَصَابِعِ وَمَصِّھَا قَبْلَ اَنْ تُمْسَحَ بِالْمِنْدِیْلِ

خیبر گئے جب ہم صہباء پہنچے تو آپ نے کھانا طلب فرمایا تو آپ کو ستو پیش کئے گئے ہم نے وہ کھائے پھر آپ نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو کلی کی تو ہم نے بھی کلی کی۔ یحییٰ نے کہا میں نے بشیر سے سُنا وہ کہتے تھے ہم سے سُوَید نے بیان کیا کہ ہم جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے ہمراہ خیبر گئے جب ہم صہبا پہنچے یحییٰ نے کہا صہباء خیبر سے ایک منزل دُور ہے۔ حضور نے کھانا طلب فرمایا تو آپ کو ستو ہی پیش کئے گئے۔ حضور نے وہ کھائے ہم نے بھی آپ کے ساتھ کھائے پھر حضور (صلی اللہ علیہ وسلّم) نے پانی منگوایا اور کلی کی ہم نے بھی کلی کی۔ پھر ہمیں مغرب کی نماز پڑھائی اور وضو نہ کیا۔ سفیان نے کہا گویا تو نے یہ حدیث یحییٰ سے سُنی ہے۔ (یعنی یہ بعینہٖ یحییٰ کے الفاظ ہیں گویا کہ تو نے یحییٰ سے سُنی ہے)

(حدیث ۵۰۳۶ ج: ۸ کی شرح دیکھیں)

باب رومال سے پونچھنے سے پہلے انگلیاں چاٹنا ،،

٦٠٠٦ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَكَلَ اَحَدُكُمْ فَلَا يَمْسَحْ يَدَهٗ حَتّٰى يَلْعَقَهَا اَوْ يُلْعِقَهَا

بَابُ الْمِنْدِيْلِ

٦٠٠٧ — حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ

٦٠٠٦ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص کھائے تو اپنا ہاتھ نہ پونچھے حتی کہ اس کو خود چاٹ لے یا کسی کو چٹوا دے۔

٦٠٠٦ — شرح : یعنی اپنے ہاتھ رومال سے نہ پونچھے بلکہ خود چاٹ لے یا کسی کو کہے جس کو اس سے کراہت نہ ہو جیسے بیوی، بیٹا اور خادم وغیرہ کہ وہ چاٹنے میں کراہت نہیں کرتے کھانے کے بعد انگلیوں کو چاٹنا مستحب ہے۔ اس میں امر استحباب کے لئے ہے۔ ظاہریہ کے نزدیک امر وجوب کے لئے ہے۔ انگلیوں سے وسطی، سبابہ اور انگوٹھا تین انگلیاں مراد ہیں، کیونکہ ان کے ساتھ کھانا مسنون ہے۔ سنت تو یہی ہے لیکن اگر کوئی پانچوں انگلیوں سے کھائے تو منع نہیں ہے جو فعل جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوا اس کو برا اور مکروہ جاننا ایمان کی کمزوری ہے جس برتن میں کھائے اس کو صاف کرنا بھی اسی طرح ہے، چنانچہ احادیث صحیحہ میں اس کی تصریح موجود ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ کھانے کے بعد برتن کو صاف کیا جائے تو کھانے والے کے لئے برتن استغفار کرتا ہے اور زبانِ حال سے کہتا ہے (جو اس کو اللہ تعالیٰ نے عطا کی ہے) کہ تو نے مجھے صاف کرکے مجھ کو شیطان کے چاٹنے سے محفوظ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ تجھے محفوظ رکھے۔ یہ معنی مومنوں کے قلوبِ طاہرہ پر حقیقت پر محمول ہے۔

باب رومال

٦٠٠٧ — ترجمہ : سعید بن حارث نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے کھانے پینے

قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْحٰرِثِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ اَنَّہٗ سَاَلَہٗ عَنِ الْوُضُوْءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ فَقَالَ لَا قَدْ کُنَّا زَمَانَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا نَجِدُ مِثْلَ ذٰلِکَ مِنَ الطَّعَامِ اِلَّا قَلِیْلًا فَاِذَا نَحْنُ وَجَدْنَاہُ لَمْ یَکُنْ لَنَا مَنَادِیْلُ اِلَّا اَکُفَّنَا وَسَوَاعِدَنَا وَاَقْدَامَنَا ثُمَّ نُصَلِّیْ وَلَا نَتَوَضَّأُ

بَابُ مَا یَقُوْلُ اِذَا فَرَغَ مِنْ طَعَامِہٖ

۶۰۰۸۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَیْمٍ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ عَنْ ثَوْرٍ عَنْ

کی چیز جس کو آگ نے مس کیا ہو کے کھانے سے وضوء کے متعلق پوچھا (آگ سے پکا ہوا کھانے کے بعد وضوء کرنا چاہیئے؟) جابر نے کہا وضوء نہیں کرنا چاہیئے۔ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ پاک میں ایسا کھانا کم پاتے تھے۔ جب ہم ایسا کھانا پاتے تو ہمارے ہاتھ، کلائیوں اور قدموں کے سوا کوئی رومال وغیرہ نہ ہوتے کہ اُن سے پونچھیں پھر ہم نماز پڑھتے اور وضوء نہ کرتے تھے۔

۶۰۰۷۔ شرح: یعنی کھانا کھانے کے بعد ہم رومال استعمال کرتے تھے بلکہ کھانے کی تری وغیرہ ہاتھوں اور کلائیوں سے صاف کر لیتے تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے پاؤں سے تری وغیرہ پونچھ لیتے تھے۔ آگ سے پکا ہوا کھانا کھانے کے بعد وضوء کی تحقیق گزر چکی ہے۔ امام ترمذی نے کہا آگ سے پختہ کھانا کھانے سے وضوء نہ کرنا آخری امر ہے اس سے پہلا امر منسوخ ہے جس میں وضوء کرنے کا حکم ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب کھانا کھانے کے بعد کیا کہے

۶۰۰۸۔ ترجمہ: ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے سے دسترخوان اُٹھایا جاتا تو آپ فرماتے: اللہ کے لئے سب تعریفیں ہیں۔ بسیار حمد جو ریاء سے پاک اور خالص ہے اس میں برکت ہی برکت ہے نہ کافی کیا گیا ہو اور نہ وداع کیا گیا ہو اور نہ ہی اس سے بے نیازی ہو اے رب ہمارے۔

خٰلِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا رُفِعَ مَائِدَتُہٗ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا فِیْہِ غَیْرَ مَکْفِیٍّ وَّلَا مُوَدَّعٍ وَّلَا مُسْتَغْنًی عَنْہُ رَبَّنَا

۶۰۰۹۔ حَدَّثَنَا اَبُوْعَاصِمٍ عَنْ ثَوْرِ بْنِ یَزِیْدَ عَنْ خٰلِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا فَرَغَ مِنْ طَعَامِہٖ وَقَالَ مَرَّۃً اِذَا رُفِعَ مَائِدَتُہٗ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَفَانَا وَاَرْوَانَا غَیْرَ مَکْفِیٍّ وَّلَا مَکْفُوْرٍ وَقَالَ مَرَّۃً لَکَ الْحَمْدُ رَبَّنَا غَیْرَ مَکْفِیٍّ وَّلَا مُوَدَّعٍ وَّلَا مُسْتَغْنًی رَبَّنَا

۶۰۰۸۔ شرح: حدیث کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ دسترخوان پر کھانا اور یہ دُعا کرنا حضور کی عادت شریفہ تھی اور دسترخوان اُٹھانے کا مطلب یہ ہے کہ جب کھانے سے فارغ ہو جانے جیسے طویل النجاد سے طول قامت مراد ہوتا ہے۔ قولہ غیر مکفیٍّ "مکفیّ بروزن مرمیّ دراصل مکفوی تھا۔ واؤ کو یاء سے بدل کر ادغام کیا اور ماقبل کو کسرہ دیا جیسے مرمی میں اعلال کیا گیا ہے۔ اس کے معنیٰ یہ ہیں لٰے اللہ یہ جو ہم نے کھایا ہے یہ مابعد کے لئے کافی نہ ہو اور یہ آخری کھانا نہ ہو بلکہ اس کے بعد منقطع نہ ہو اور ہماری ساری حمد یہ نعمت مستمر رہے کسی وقت بھی ختم نہ ہو۔ قولہ ولا مودّع "یعنی ہم سے وداع نہ ہو اور یہ آخری طعام نہ ہو۔ قولہ ولا مستغنیً عنہ "یعنی ہم اس سے مستغنی نہ ہوں یہ پہلے معنیٰ کی تاکید ہے۔

۶۰۰۹۔ ترجمہ: ابواُمامہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کھانے سے فارغ ہوتے تو یہ فرماتے کبھی یہ کہا کہ جب آپ کا دسترخوان اُٹھایا جاتا تو فرماتے تمام محامد اس ذات کے لئے ہیں جس نے ہمیں کافی کھلایا اور سیراب کیا۔ نہ یہ کفائت کیا گیا ہے اور نہ ناشکری کی گئی ہے اور کبھی فرمایا! اے ہمارے رب! سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں (یہ کھانا) کفائت نہ کیا گیا ہو اور نہ وداع کیا گیا ہو اور نہ اس سے استغناء ہو۔ (اس کی تفصیل ابھی گزری ہے)

بَابُ الْاَكْلِ مَعَ الْخَادِمِ

۶۰۱۰۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدٍ هُوَ ابْنُ زِيَادٍ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَتٰى اَحَدَكُمْ خَادِمُهٗ بِطَعَامِهٖ فَاِنْ لَّمْ يُجْلِسْهُ مَعَهٗ فَلْيُنَاوِلْهُ اُكْلَةً اَوْ اُكْلَتَيْنِ اَوْ لُقْمَةً اَوْ لُقْمَتَيْنِ فَاِنَّهٗ وَلِيَ حَرَّهٗ وَعِلَاجَهٗ

باب — خادم کے ساتھ کھانا

اس باب میں تواضع، انکساری، عاجزی اور عدمِ تکبر کے ارادے سے خادم کے ساتھ کھانے کا بیان ہے یہ آدابِ مومنین اور اخلاقِ مرسلین سے ہے غلام ہو یا آزاد شخص ہو دونوں پر خادم کا اطلاق ہوتا ہے۔

۶۰۱۰ — ترجمہ: محمد بن زیاد نے کہا میں نے ابوہریرہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہوئے سنا کہ تم میں سے جب کسی کے پاس اس کا خادم کھانا پکا کر لائے اگر اس کو اپنے ساتھ نہ بٹھائے تو ایک یا دو لقمے اس کو دیدے کیونکہ اُس نے پکانے کی گرمی اور مشقت برداشت کی ہے۔

۶۰۱۰ — شرح: یعنی خادم کھانا پکاتا ہے اور اس کی گرمی اور دھواں وغیرہ برداشت کرتا ہے اور اس کی تیاری ترکیب و اصلاح وغیرہ کرتا ہے تو چاہیئے کہ اس کو ساتھ بٹھا کر کھلائے ورنہ اس کے ہاتھ پر ایک دو لقمے رکھ دے۔ طبرانی نے عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمہارا مملوک کھانا تیار کرے اور پکانے میں گرمی وغیرہ برداشت کی ہو تو اس کو اپنے قریب کرے کہ وہ اس کے ساتھ کھائے اگر انکار کرے تو اس کے ہاتھ میں دو لقمے دیدے۔ اس حدیث میں امر استحباب پر محمول ہے۔

بَابُ اَلطَّاعِمُ الشَّاكِرُ مِثْلُ الصَّائِمِ الصَّابِرِ

فِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَابُ الرَّجُلُ يُدْعٰى اِلٰى طَعَامٍ فَيَقُوْلُ وَهٰذَا مَعِيْ قَالَ اَنَسٌ اِذَا دَخَلْتَ عَلٰى مُسْلِمٍ لَا يُتَّهَمُ فَكُلْ مِنْ طَعَامِهٖ وَاشْرَبْ مِنْ شَرَابِهٖ

۶۰۱۱ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِي الْاَسْوَدِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ قَالَ ثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا شَقِيْقٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِيُّ قَالَ كَانَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ يُكْنٰى اَبَا شُعَيْبٍ وَكَانَ لَهٗ غُلَامٌ لَحَّامٌ فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِيْ اَصْحَابِهٖ

باب کھانا کھانے والا شکر گزار صائم صابر کی مانند ہے"

اس میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے"

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ شکر نعمت پر مرتب ہوتا ہے اور صبر مصیبت پر کیا جاتا ہے تو یہ تشبیہ کیسی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مشبہ اور مشبہ بہ میں مماثلت جمیع امور میں مطلوب نہیں ہوتی بلکہ صرف ایک وصف میں مشارکت کافی ہوتی ہے اور وہ مشبہ بہ میں کامل ہوتی ہے وہ یہاں کمال ثواب کا مستحق ہونا ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ رنج و مشقت کے انداز سے پر ثواب ہوتا ہے صائم صابر میں کھانے والے شاکر سے مشقت زیادہ ہے۔ لہٰذا اس کا ثواب بھی زیادہ ہے۔ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ استحقاق ثواب میں دونوں برابر ہیں۔ لہٰذا تشبیہ صحیح ہے۔

فَعَرَفَ الْجُوعَ فِي وَجْهِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَهَبَ إِلَى غُلَامِهِ اللَّحَّامِ فَقَالَ اصْنَعْ لِي طَعَامًا يَكْفِي خَمْسَةً لَعَلِّي أَدْعُو النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَامِسَ خَمْسَةٍ فَصَنَعَ لَهُ طُعَيِّمًا ثُمَّ أَتَاهُ فَدَعَاهُ فَتَبِعَهُمْ رَجُلٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَا شُعَيْبٍ إِنَّ رَجُلًا تَبِعَنَا فَإِنْ شِئْتَ أَذِنْتَ لَهُ وَإِنْ شِئْتَ تَرَكْتَهُ قَالَ لَا بَلْ أَذِنْتُ لَهُ

بَابٌ إِذَا حَضَرَ الْعَشَاءُ فَلَا يَعْجَلْ عَنْ عَشَائِهِ

۶۰۱۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي جَعْفَرُ بْنُ عَمْرِو ابْنِ أُمَيَّةَ أَنَّ أَبَاهُ عَمْرَو ابْنَ أُمَيَّةَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْتَزُّ مِنْ كَتِفِ شَاةٍ فِي يَدِهِ فَدُعِيَ إِلَى الصَّلٰوةِ فَأَلْقَاهَا وَالسِّكِّينَ الَّتِي كَانَ يَحْتَزُّ بِهَا ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ

باب کسی شخص کو کھانے کی دعوت دی جائے اور وہ کہے یہ بھی میرے ساتھ ہے"

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب تو مسلمان کے پاس جائے جو متہم نہیں ہے تو اس کے طعام سے کھاؤ اور پانی سے پیو۔"

۶۰۱۱۔ ترجمہ: ابومسعود عقبہ بن عامر انصاری نے کہا ایک انصاری جس کی کنیت ابو شعیب تھی اس کا ایک غلام گوشت فروش تھا وہ شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے

آیا جبکہ حضور صحابہ کرام میں تشریف فرما تھے۔ اُس نے حضور کے چہرہ انور سے بھوک کا اثر معلوم کیا تو اپنے گوشت فروش غلام کے پاس گیا اور اسے کہا میرے لئے کھانا تیار کرو جو پانچ آدمیوں کے لئے کافی ہو میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کرتا ہوں اس حال میں کہ آپ پانچویں ہوں گے اُس نے کھانا تیار کیا وہ شخص حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اور کھانے کی دعوت دی اُن کے پیچھے ایک اور آدمی ہولیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو شعیب ایک آدمی ہمارے پیچھے آگیا ہے۔ اگر چاہو تو اس کو اجازت دو اگر چاہو تو اسے واپس جانے دو۔ اُس نے کہا نہیں بلکہ میں نے اس کو اجازت دی ،، (حدیث ۵۰۸۴ ج : ۸ کی شرح دیکھیں)

باب جب شام کا کھانا حاضر ہو تو عشاء کی نماز میں جلدی نہ کرے ،،

یعنی پہلے کھانا کھائے پھر نماز ادا کرے۔ علامہ کرمانی نے کہا : اِذَا حَضَرَ الْعَشَآءُ ،، میں عین پر فتح اور کسرہ دونوں طرح صحیح ہے۔ اور ،، عشائیہ ،، میں عین صرف مفتوح ہے مکسور نہیں۔ عِشا بکسر العین مغرب کی نماز کے وقت سے عشاء کی نماز کے وقت تک مدت ہے اور بفتح العین رات کا کھانا ہے۔ اس کے مقابل غداء یعنی ناشتہ ہے۔ فقیہ کی تقدیر پر معنیٰ یہ ہیں کہ جب شام کا کھانا آجائے تو نماز پڑھنے میں جلدی نہ کرے۔

۶۰۱۲ — ترجمہ : ابن شہاب نے کہا مجھے جعفر بن عمرو اُمیہ نے خبر دی کہ اُن کے والد عمرو ابن اُمیہ نے انہیں خبر دی کہ اُس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ بکری کے شانہ سے جو حضور کے ہاتھ میں تھا چھری کے ساتھ گوشت کاٹ رہے تھے۔ حضور کو نماز کے لئے بلایا گیا تو شانہ اور چھری جس کے ساتھ اس کو کاٹ رہے تھے ایک طرف ڈال دیا پھر کھڑے ہوئے اور نماز پڑھی اور وضوء نہ کیا۔

۶۰۱۲ — ترجمہ : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث میں نمازِ عشاء کی تخصیص نہیں۔ عشاء کی تخصیص کہاں سے لی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ایک اور حدیث جس میں یہ تخصیص ہے کے قرینہ سے مطلق کو مقید پر محمول کیا ہے۔ مذکور کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ طعام کھانے میں جلدی کرنا اور نماز میں تاخیر کرنا رات کے کھانے اور عشاء کی نماز کے ساتھ مختص ہے حالانکہ ظاہر ہے کہ یہ حکم اس سے مختص نہیں ہے اور ہر نماز اور حاضر کھانے کا یہی حال ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ باب کے عنوان کا واضح مفہوم یہ ہے کہ کھانا حاضر ہو جائے تو اس سے فارغ ہو کر نماز پڑھے اس کے تحت حدیث سے ظاہر یہ ہوتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے حضور کے وقت چھری اور بکری کا شانہ ہاتھ سے ایک طرف ڈال دیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ نماز کے وقت حضور کھانا تناول فرما رہے تھے اور کھانے کی شدید خواہش نہ

۶۰۱۳ — حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا وُضِعَ الْعَشَاءُ وَأُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ فَابْدَءُوا بِالْعَشَاءِ وَعَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ وَعَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ تَعَشّٰى مَرَّةً وَهُوَ يَسْمَعُ قِرَاءَةَ الْإِمَامِ

۶۰۱۴ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ هِشَامِ ابْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ وَحَضَرَ الْعَشَاءُ فَابْدَءُوا بِالْعَشَاءِ وَقَالَ وُهَيْبٌ وَيَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ هِشَامٍ إِذَا وُضِعَ الْعَشَاءُ

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوا

نہ تھی اس لئے شانہ ہاتھ سے ایک طرف ڈال کر نماز کو تشریف لے گئے ،، واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۶۰۱۳ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کھانا لگا دیا جائے اور نماز کی اقامت ہونے لگے تو پہلے کھانا کھالو۔ ایوب نے نافع کے ذریعہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کی ہے نیز ایوب نے نافع کے ذریعہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک دفعہ روایت کی کہ عبداللہ بن عمر قراءت سن رہے تھے اور عشاء کا کھانا کھا رہے تھے۔

۶۰۱۴ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب نماز کی اقامت ہونے لگے اور شب کا کھانا بھی حاضر ہو جائے تو تم پہلے کھانا کھاؤ۔ وہیب اور یحییٰ بن سعید نے ہشام سے ” اذا وضع الطعام ،، روایت کی ہے یعنی جب کھانا لگا یا جائے۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! جب کھانا کھا چکو تو اپنے اپنے گھر چلے جاؤ

۶۰۱۵ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ
إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ
قَالَ أَنَا أَعْلَمُ النَّاسِ بِالْحِجَابِ كَانَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ يَسْأَلُنِي عَنْهُ أَصْبَحَ رَسُولُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرُوسًا بِزَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ وَكَانَ تَزَوَّجَهَا بِالْمَدِينَةِ
فَدَعَا النَّاسَ لِلطَّعَامِ بَعْدَ ارْتِفَاعِ النَّهَارِ فَجَلَسَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَجَلَسَ مَعَهُ رِجَالٌ بَعْدَ مَا قَامَ الْقَوْمُ حَتَّى قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَشَى وَمَشَيْتُ مَعَهُ حَتَّى بَلَغَ بَابَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ ثُمَّ ظَنَّ
أَنَّهُمْ خَرَجُوا فَرَجَعَ فَرَجَعْتُ مَعَهُ فَإِذَا هُمْ جُلُوسٌ مَكَانَهُمْ فَرَجَعَ وَرَجَعْتُ
مَعَهُ الثَّانِيَةَ حَتَّى بَلَغَ بَابَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ فَرَجَعَ وَرَجَعْتُ مَعَهُ فَإِذَا
هُمْ قَدْ قَامُوا فَضَرَبَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ سِتْرًا وَأُنْزِلَ الْحِجَابُ

۶۰۱۵ — ترجمہ : ابن شہاب زہری سے روایت ہے کہ حضرت انس نے کہا میں آیت حجاب کے نزول کی شان سب لوگوں سے زیادہ جانتا ہوں۔ اُبی بن کعب اسکے متعلق مجھ سے پوچھا کرتے تھے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب بنت جحش سے نئی نئی شادی کی تھی جبکہ اُن سے نکاح مدینہ منورہ میں کیا تھا۔ حضور نے سُورج بلند ہونے کے بعد لوگوں کو دعوتِ ولیمہ کے لیے بلایا۔ لوگوں کے چلے جانے کے بعد سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے جبکہ آپ کے ساتھ چند لوگ بیٹھے رہے یہاں تک کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھے اور چلنے لگے تو میں بھی آپ کے ساتھ چل رہا تھا۔ جب ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرۂ شریفہ کے دروازہ پر پہنچے تو حضور کو گمان ہُوا کہ وہ بیٹھنے والے لوگ چلے گئے ہیں۔ آپ وہیں سے واپس آگئے اور میں بھی آپ کے ساتھ واپس ہوگیا تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ لوگ ابھی بیٹھے باتوں میں مشغول ہیں، چنانچہ حضور پھر لوٹے اور میں بھی دُوسری بار آپ کے ساتھ واپس آگیا حتیٰ کہ دُوسری بار ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ شریفہ تک پہنچے تو واپس آگئے اور میں آپ کے ساتھ لوٹ آیا تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ لوگ چلے گئے ہیں تو حضور نے میرے اور اپنے درمیان پردہ لٹکا دیا اور آیت حجاب نازل ہوئی

(اس کی تفصیل سورہ احزاب میں حدیث ـــــ ج ، کی شرح میں دیکھیں)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الْعَقِيْقَةِ

بَابُ تَسْمِيَةِ الْمَوْلُوْدِ غَدَاةَ يُوْلَدُ لِمَنْ لَمْ يُعَقَّ عَنْهُ وَتَحْنِيْكِهٖ ۶۰۱۶ـ حَدَّثَنِيْ اِسْحٰقُ بْنُ نَصْرٍ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب العقیقہ

علامہ عینی نے اصمعی سے نقل کیا کہ دراصل عقیقہ وہ بال ہیں جو بچے کے سر پر ہوتے ہیں جبکہ وہ پیدا ہوتا ہے اس کی طرف سے اس وقت جو بکری ذبح کی جاتی ہے اس کا نام بھی عقیقہ ہے کیونکہ ذبح کے وقت مولود کے بال اُتارے جاتے ہیں۔ خطابی نے کہا جو بکری مولود کی طرف سے ذبح کی جائے اس کو عقیقہ کہتے ہیں کیونکہ وہ ذابح سے قطع کی جاتی ہے۔ حلق سے جو بال اُترتے ہیں ان کو بھی استعارۃً عقیقہ کہتے ہیں مولود کے ساتویں روز ذبح کرنے کو بالوں کے نام پر عقیقہ کہتے ہیں کیونکہ اس روز بال حلق کئے جاتے ہیں اور اس کے لئے جو بکری ذبح کی جائے اس کو عقیقہ کہتے ہیں۔ عق بمعنی شق ہے ہر نومولود بہیمہ کے بال عقیقہ ہیں۔

باب : جس نومولود کا عقیقہ نہ کرنا ہو پیدائش کے دن کی صبح کو نام رکھنا اور اس کی تحنیک

اس باب کا ایک عنوان یہ ہے کہ جس شخص کو عقیقہ کرنے کی استطاعت نہ ہو وہ نومولود کا نام رکھنے میں ساتویں دن تک تاخیر نہ کرے۔ جس روز بچہ پیدا ہو اس کے دوسرے دن کی صبح کو نام رکھ لے:

قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْاُسَامَۃَ قَالَ حَدَّثَنِیْ بُرَیْدُ بْنُ عَبْدِاللّٰہِ عَنْ اَبِیْ بُرْدَۃَ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ وُلِدَ لِیْ غُلَامٌ فَاَتَیْتُ بِہِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَسَمَّاہُ اِبْرَاھِیْمَ فَحَنَّکَہٗ بِتَمْرَۃٍ وَدَعَا لَہٗ بِالْبَرَکَۃِ وَدَفَعَہٗ اِلَیَّ وَکَانَ اَکْبَرَ وَلَدِ اَبِیْ مُوْسٰی

ورنہ سنّت یہ ہے کہ ساتویں دن نام رکھے اور دُوسرا عنوان نومولود کی تحنیک ہے وہ یہ ہے کھجور یا کوئی میٹھی شئ کو چبا کر نرم کرکے نومولود کے منہ میں ڈالتے ہیں اس کا مقصد ایمان کی نیک فال ہے کیونکہ کھجور کے درخت کو مومن سے تشبیہ دی گئی ہے اور میٹھی شئ کو سرکار مدینہ پسند فرماتے تھے۔ لہٰذا اس میں حلاوتِ ایمان کی بھی نیک فال ہے۔ خصوصًا جبکہ اہلِ اصلاح و علم و تقویٰ والوں سے تحنیک کرائیں کہ اُن کے منہ کی برکت اس کو پہنچتی ہے۔

عقیقہ میں فقہاء کے اقوال

امام مالک، شافعی اور احمد رحمہم اللہ نے کہا عقیقہ سُنّت ہے جو اس کی طاقت رکھتا ہو ترک نہ کرے۔ امام احمد نے کہا بکری کی قیمت مساکین پر صدقہ کرنے سے ذبح کرکے کھلانا زیادہ اچھا ہے۔ یحییٰ بن سعید نے کہا میں نے لوگوں کو دیکھا ہے کہ وہ بچے اور بچی کا عقیقہ کرتے تھے اور ترک نہ کرتے تھے ابن حزم نے کہا جو کوئی طاقت رکھتا ہو اس پر عقیقہ کرنا واجب ہے۔ ان تین نے کہا لڑکوں کا عقیقہ کرنا سنّت ہے لڑکیوں کا نہیں۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا یہ سنّت مؤکدہ نہیں۔ امام محمد رحمہ اللہ نے کہا یہ مستحب ہے پہلے کرتے تھے پھر منسوخ ہوگیا۔ شیخ عبدالرزاق نے اپنے اسناد سے حدیث روایت کی ہے سرکارِ دوعالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جو شخص اپنے بیٹے کو اچھا جانتا ہے اس کے لئے مستحب یہ ہے کہ عقیقہ کرے۔ لڑکے کی طرف سے دو بکرے اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری ذبح کرے یہ استحباب کی دلیل ہے۔

۶۰۱۶ — ترجمہ: ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا میرا لڑکا پیدا ہُوا تو میں اس کو لے کر نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ حضور نے اس کا نام ابراہیم رکھا اور کھجور اپنے منہ مبارک میں چبا کر اس کے منہ میں ڈالی اور اس کے لئے برکت کی دُعاء فرمائی پھر میرے حوالے کر دیا۔ وہ ابوموسیٰ کا سب سے بڑا بیٹا تھا۔

۶۰۱۶ — شرح: اس حدیث میں تسمیہ اور تحنیک ہیں لہٰذا عنوان کے ساتھ مطابقت واضح ہے۔ اس حدیث سے اگرچہ یہ ظاہر ہے کہ نومولود کا نام رکھنے میں جلدی

۶۰۱۷ ـــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَبِيٍّ يُحَنِّكُهُ فَبَالَ عَلَيْهِ فَأَتْبَعَهُ الْمَاءَ

۶۰۱۸ ـــ حَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّهَا

کرنا چاہئیے لیکن صحیح احادیث میں ہے کہ ساتویں روز نام رکھا جائے؛ چنانچہ بزار، ابن حبان اور حاکم نے صحیح حدیث روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن وحسین علیہما السلام کی طرف سے ساتویں روز عقیقہ کیا اور ان کا نام رکھا۔ امام ترمذی نے عمرو بن شعیب کے طریق سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ساتویں روز تو مولود کا نام رکھیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا سات امور سنت ہیں ان میں سے ساتویں روز نومولود کا نام رکھا جائے اس کا ختنہ کیا جائے اس سے غلاظت دور کی جائے اور اس کے سر کے بال اُتارے جائیں۔ اُن کے وزن کے برابر سونا یا چاندی صدقہ کیا جائے اور اس کی طرف سے عقیقہ کیا جائے حلبی نے کہا اگر بچے کے والد نے عقیقہ نہ کرنا ہو تو جب بچہ پیدا ہوا اس روز یا اس کے ایک دو روز بعد نام رکھ دیا جائے اور اگر عقیقہ کرنے کا ارادہ ہو تو ساتویں دن نام رکھیں۔

نومولود کی تحنیک (گھٹی)

تحنیک کے معنی ہیں کھجور چبا کر بچے کے تالو میں لگانا، اس میں حکمت یہ ہے کہ اس میں ایمان کی نیک فال ہے، کیونکہ کھجور اس درخت کا پھل ہے جس کو سرورِ کون ومکان صلی اللہ علیہ وسلم نے مومن اور اس کی حلاوت کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔ خصوصاً جب تحنیک کرنے والا اہلِ فضل، علما اور صالحین میں سے ہو کیونکہ سب سے پہلے ان حضرات کے تھوک کا حصہ نومولود کے پیٹ میں پہنچتا ہے۔ یہ امر مسلم ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے تھوک مبارک کی برکت سے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بے شمار فضائل اور کمالات سے مستفیض ہوئے قرآن کریم کے قاری اور عفیف مسلمان ہوئے ایسے ہی عبداللہ بن ابی طلحہ بہت بڑے عالم اور فاضل تھے اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے تھوک شریف کی برکت سے ہر خیر میں پیش پیش تھے۔

حَمَلَتْ بِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ بِمَكَّةَ قَالَتْ فَخَرَجْتُ وَاَنَا مُتِمٌّ فَاَتَيْتُ الْمَدِيْنَةَ فَنَزَلْتُ قُبَاءَ فَوَلَدْتُ بِقُبَاءٍ ثُمَّ اَتَيْتُ بِهٖ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ فَوَضَعْتُهٗ فِيْ حِجْرِهٖ ثُمَّ دَعَا بِتَمْرَةٍ فَمَضَغَهَا ثُمَّ تَفَلَ فِيْ فِيْهِ فَكَانَ اَوَّلَ شَيْءٍ دَخَلَ جَوْفَهٗ رِيْقُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ حَنَّكَهٗ بِتَمْرَةٍ ثُمَّ دَعَا لَهٗ وَبَرَّكَ عَلَيْهِ وَكَانَ اَوَّلَ مَوْلُوْدٍ وُلِدَ فِي الْاِسْلَامِ فَفَرِحُوْا بِهٖ فَرَحًا شَدِيْدًا لِاَنَّهُمْ قِيْلَ لَهُمْ اِنَّ الْيَهُوْدَ قَدْ سَحَرَتْكُمْ وَلَا يُوْلَدُ لَكُمْ

۶۰۱۷ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک بچہ لایا گیا۔ حضور نے کھجور چبا کر اس کے تالو میں لگائی۔ اُس نے حضور پر پیشاب کر دیا تو اس پر پانی پھیرا۔ (حدیث ۲۲۲ ج : ۱ کی شرح دیکھیں)

۶۰۱۸ — ترجمہ : اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ مکہ مکرمہ میں عبداللہ ابن زبیر سے امید سے ہوئیں۔ اُنھوں نے کہا میں اس حال میں مکہ مکرمہ سے نکلی کہ میں حمل کے دن پورے کرنے والی تھی۔ میں مدینہ منورہ آئی اور قباء میں ٹھہری اور وہیں میں نے بچہ کو جنم دیا پھر اس کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائی اور حضور کی گود شریف میں رکھ دیا۔ حضور نے کھجور منگوائی اور اس کو چبا کر بچے کے منہ میں تھوک ڈالا۔ پس سب سے پہلے اس کے پیٹ میں جو پہنچا وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تھوک شریف تھا۔ پھر اسے کھجور کی گھٹی دی گئی اور برکت کی دعا فرمائی یہ اسلام میں پہلا بچہ پیدا ہوا تھا۔ اس کی ولادت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بہت خوش ہوئے کیونکہ ان سے کہا گیا تھا یہودیوں نے (مسلمانوں پر) جادو کر دیا ہے اُن کے ہاں کوئی بچہ پیدا نہ ہوگا۔

۶۰۱۸ — شرح : یعنی ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں مہاجرین کی اولاد میں سب سے پہلے جنم لینے والے حضرت عبداللہ بن زبیر تھے "رضی اللہ عنہما"، ورنہ ہجرت کے بعد اُن سے پہلے حضرت نعمان بن بشیر انصاری متولد ہو چکے تھے۔

(حدیث ۶۰-۳۶۶۱، ج ۵۔ کی شرح دیکھیں)

۶۰۱۹ — حَدَّثَنَا مَطَرُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ
هٰرُونَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَوْنٍ عَنْ أَنَسِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ
أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ ابْنٌ لِأَبِي طَلْحَةَ يَشْتَكِي فَخَرَجَ أَبُو طَلْحَةَ
فَقُبِضَ الصَّبِيُّ فَلَمَّا رَجَعَ أَبُو طَلْحَةَ قَالَ مَا فَعَلَ ابْنِي قَالَتْ
أُمُّ سُلَيْمٍ هُوَ أَسْكَنُ مَا كَانَ فَقَرَّبَتْ إِلَيْهِ الْعَشَاءَ فَتَعَشّٰى ثُمَّ
أَصَابَ مِنْهَا فَلَمَّا فَرَغَ قَالَتْ وَارُوا الصَّبِيَّ فَلَمَّا أَصْبَحَ أَبُو طَلْحَةَ أَتٰى
رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ أَعْرَسْتُمُ اللَّيْلَةَ قَالَ
نَعَمْ قَالَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمَا فَوَلَدَتْ غُلَامًا قَالَ لِي أَبُو طَلْحَةَ احْفَظْهُ حَتّٰى
تَأْتِيَ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتٰى بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَأَرْسَلَتْ مَعَهُ بِتَمَرَاتٍ فَأَخَذَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ
أَمَعَهُ شَيْءٌ قَالُوا نَعَمْ تَمَرَاتٌ فَأَخَذَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَمَضَغَهَا ثُمَّ أَخَذَ مِنْ فِيهِ فَجَعَلَهَا فِي فِي الصَّبِيِّ وَحَنَّكَهُ بِهِ وَ
سَمَّاهُ عَبْدَ اللّٰهِ

۶۰۱۹ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا ابو طلحہ کا بیٹا بیمار ہو گیا۔ ابوطلحہ باہر گئے تو (ان کے بعد) بچہ فوت ہو گیا جب وہ واپس آئے تو کہا میرا بچہ کیسا ہے۔ ام سلیم نے کہا وہ پہلے سے سکون میں ہے ام سلیم نے ابوطلحہ کو کھانا پیش کیا اُنھوں نے کھانا کھایا پھر رات کو جماع کیا جب فارغ ہوئے تو ام سلیم نے کہا بچے کو دفن کر آؤ صبح کو ابوطلحہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر (بچے کے فوت ہونے کی) خبر دی تو حضور نے فرمایا کیا تم نے اس رات جماع کیا تھا؟ ابوطلحہ نے کہا جی ہاں۔ فرمایا اے اللہ! اس رات میں ان کے (فعل میں) برکت فرما (ام سلیم نے کہا) اس کے بعد

۶۰۲۰ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عَدِیٍّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اَنَسٍ وَسَاقَ الْحَدِیْثَ

بَابُ اِمَاطَةِ الْاَذٰی عَنِ الصَّبِیِّ فِی الْعَقِیْقَةِ

۶۰۲۱ـ حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَیْدٍ عَنْ اَیُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ سَلْمٰنَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ مَعَ الْغُلَامِ عَقِیْقَةٌ وَقَالَ

میسر ہاں بچہ پیدا ہُوا تو مجھے ابوطلحہ نے کہا اس کو حفاظت سے رکھو حتی کہ ہم اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے چلیں چنانچہ ابوطلحہ اسے حضور کے پاس لائے جبکہ اُن کے ہمراہ ام سلیم نے کچھ کھجوریں بھیجی تھیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نومولود کو پکڑ کر فرمایا کیا اس کے ساتھ کچھ لائے ہو؟ اُنھوں نے کہا: جی ہاں! چند کھجوریں (لائے ہیں) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ پکڑ لیں اور انہیں چبایا پھر بچے کا منہ پکڑا اور اس میں ڈال دیں اس کے ساتھ اسے گھٹی دی اور اس کا نام عبداللہ رکھا۔

۶۰۱۹ـ شرح: قولہ اسکن ما کان،، اس سے مُراد سکونِ موت ہے۔ یہ اسم تفضیل ہے ابوطلحہ نے یہ گمان کیا تھا کہ ام سلیم کی مُراد سکونِ شفا ہے۔ قولہ اَعرَستم اِعراس سے ماخوذ ہے اس کے معنی وطی اور جماع ہیں۔ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور تعجب استفہام فرمایا تھا کہ حضور نے ان کے فعل اور صبر اور ابوطلحہ کا ام سلیم کی اللہ کی قضاء و قدر سے رضاء پر سرور پر تعجب فرمایا ہے۔ اس حدیث میں ام سلیم رضی اللہ عنہا کی بہت بڑی منقبت و فضیلت ہے جبکہ اُس نے بچہ کی موت پر صبر و استقلال اور اللہ تعالیٰ کی قضاء و قدر پر حسن رضاء کا اظہار کیا اور شروع رات میں بچہ کی موت کو اس کے والد سے اخفاء کرنے میں اس کی جزالتِ عقل کی دلیل ہے تاکہ وہ رات آرام سے بسر کرے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ تعریض کرنا مستحب ہے اور اللہ تعالیٰ نے اُن کے حق میں سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاء قبول فرمائی جبکہ اس کے بعد ام سلیم عبداللہ بن ابی طلحہ کے ساتھ امید سے ہُوئیں اور عبداللہ کی نسل میں دس نیک علماء پیدا ہُوئے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۶۰۲۰ـ ترجمہ: محمد بن مثنیٰ نے کہا ہم سے محمد بن ابی عدی نے عبداللہ بن عون سے انہوں نے محمد سے اُنھوں نے انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا اور پُوری حدیث ذکر کی۔

۶۰۲۱ حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ مَعَ الْغُلَامِ عَقِيْقَةٌ وَقَالَ حَجَّاجٌ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ وَقَتَادَةُ وَهِشَامٌ وَحَبِيْبٌ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ سَلْمَانَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ عَاصِمٍ وَهِشَامٍ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيْرِيْنَ عَنِ الرَّبَابِ عَنْ سَلْمَانَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوٰى يَزِيْدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ سَلْمَانَ قَوْلَهٗ وَقَالَ اَصْبَغُ اَخْبَرَنِيْ ابْنُ وَهْبٍ عَنْ جَرِيْرِ ابْنِ حَازِمٍ عَنْ اَيُّوْبَ السَّخْتِيَانِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ حَدَّثَنَا سَلْمَانُ بْنُ عَامِرٍ الضَّبِّيُّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَعَ الْغُلَامِ عَقِيْقَةٌ فَاَهْرِيْقُوْا عَنْهُ دَمًا وَاَمِيْطُوْا عَنْهُ الْاَذٰى

باب بچے کا عقیقہ کر کے اس سے تکلیف دُور کرنا

۶۰۲۰ — ترجمہ : اس اسناد میں مذکور تمام لوگوں نے سلمان بن عامر ضبی سے روائت کی کہ میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہُوئے سُنا کہ لڑکے کا عقیقہ ہے اُس کی طرف سے خون بہاؤ اور اس سے تکلیف زائل کرو

۶۰۲۱ — ترجمہ : جیب بن شہید نے کہا مجھے محمد بن سیرین نے حکم دیا کہ میں حسن بصری سے پوچھوں کہ اُنھوں نے عقیقہ کی حدیث کس سے سُنی ہے ۔ میں نے پوچھا تو اُنھوں نے کہا میں نے سمرہ بن جندب سے سُنا ۔

۶۰۲۱ - ۲۰ — شرح : اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں جو کتب سُنن میں مذکور ہیں کہ لڑکا عقیقہ کے عوض گروی ہوتا ہے۔ پیدائش کے ساتویں روز اس کا

۶۰۲۱ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِی الْاَسْوَدِ قَالَ حَدَّثَنَا قُرَیْشٌ عَنْ حَبِیْبِ بْنِ الشَّهِیْدِ قَالَ اَمَرَنِیْ اِبْنُ سِیْرِیْنَ اَنْ اَسْئَلَ الْحَسَنَ مِمَّنْ سَمِعَ حَدِیْثَ الْعَقِیْقَةِ فَسَاَلْتُهٗ مِنْ سَمُرَةَ ابْنِ جُنْدُبٍ

بَابُ الْفَرَعِ

۶۰۲۲ـــ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ قَالَ حَدَّثَنِی الزُّهْرِیُّ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا فَرَعَ وَلَا عَتِیْرَةَ

حلق کیا جائے (اس کے سر کے بال منڈوائے جائیں) اور ساتویں روز اس کی طرف سے بکری ذبح کی جائے اور اس کا نام رکھا جائے۔ بچہ سے تکلیف دُور کرنے کے معنی یہ ہیں کہ اس کے سر کے بال منڈائے جائیں۔ بعض نے اس کی تفسیر ختنہ سے کی ہے۔ اس حدیث سے بعض نے استدلال کیا کہ لڑکے کا عقیقہ ہے لڑکی کا نہیں لیکن جمہور فقہاء نے کہا دونوں کا عقیقہ ہے اس کی بکثرت احادیث شاہد ہیں چنانچہ ام کرز نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیقہ کے متعلق سوال عرض کیا تو حضور نے فرمایا لڑکے کے لئے دو بکریاں اور لڑکی سے ایک بکری ذبح کریں اور وہ خوب صحت مند ہوں۔ اس میں کوئی امتیاز نہیں کہ وہ مادہ ہوں یا نر ہوں۔ امام ترمذی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ ابو داؤد اور نسائی نے عمرو بن شعیب کے اسناد سے مرفوع حدیث ذکر کی کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی اپنے بچے کا عقیقہ کرنا چاہے وہ لڑکے سے دو اور لڑکی سے ایک بکری ذبح کرے اور وہ خوب صحت مند ہوں۔ قولہ اَمِیْطُوْا عَنْهُ الْاَذٰی ،، بچہ سے تکلیف دُور کرو۔ اذی سے مراد بچے کے بال ہیں جن کے ساتھ رحم کا خون وغیرہ لگا ہوتا ہے اس کو بال منڈا کر زائل کیا جائے۔ بعض اس سے ختنہ مُراد لیتے ہیں بعض کچھ اور کہتے ہیں

باب فرع

فَرَع بفتح الفا و الرّاء ہے وہ اونٹنی کا پہلا بچہ ہے جاہلیت کی یہ عادت تھی کہ جب اونٹنی پہلا بچہ

وَالْفَرَعُ اَوَّلُ النِّتَاجِ كَانُوَا يَذْبَحُوْنَهُ لِطَوَاغِيْتِهِمْ وَالْعَتِيْرَةُ فِیْ رَجَبٍ

بَابُ الْعَتِيْرَةِ

۶۰۲۳ــــ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ قَالَ الزُّهْرِیُّ حَدَّثَنَاهُ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا فَرَعَ وَلَا عَتِیْرَةَ وَالْفَرَعُ اَوَّلُ النِّتَاجِ كَانَ یُنْتِجُ لَهُمْ كَانُوْا یَذْبَحُوْنَهُ لِطَوَاغِیْتِهِمْ وَالْعَتِیْرَةُ فِیْ رَجَبٍ

جنم دیتی تو اس کو اپنے بتوں کے نام پر ذبح کرتے تھے بعض نے کہا جب کسی کے سو اونٹ ہو جاتے تو اس سے نامذکو بتوں کے لئے ذبح کرتے تھے۔

۶۰۲۲ــــ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ حضور نے فرمایا کہ فرع اور عتیرہ کوئی شئ نہیں۔ اونٹنی کے پہلے بچہ کو فرع کہتے ہیں۔ جاہلیت میں کافر اپنے بتوں کے لئے ذبح کرتے تھے اس کو رجبیہ بھی کہتے ہیں

۶۰۲۲ــــ شرح: فرع اور عتیرہ جاہلیت میں بتوں کے لئے ذبح کرتے تھے۔ اسلام کے بعد لوگ اللہ کے نام پر ذبح کرتے تھے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے منع فرمادیا کہ فرع اور عتیرہ کوئی شئ نہیں۔ لہٰذا یہ دونوں منسوخ ہیں۔

باب عتیرہ

۶۰۲۳ــــ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرع اور عتیرہ کوئی شئ نہیں۔ راوی نے کہا فرع پہلا بچہ ہے جسے کافر اپنے بتوں کے لئے ذبح کرتے تھے اور عتیرہ رجب میں ذبح کرتے تھے (قدمرہ تفسیرہ۔)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجُزْءُ الثَّالِثُ وَالْعِشْرُوْنَ

كِتَابُ الذَّبَائِحِ وَالصَّيْدِ وَالتَّسْمِيَةِ

وَقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ اِلٰى قَوْلِهٖ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِيْ وَقَوْلِهٖ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ بِشَيْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ الْاٰيَة

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تئیسواں پارہ

کِتَابُ الذَّبَائِحِ وَالصَّیْد

ذَبَائح ذبیحہ کی جمع ہے جسے ذبح کیا جائے۔ اس کتاب میں ذبائح کے احکام اور شکار کے احکام مذکور ہیں۔ صید مصدر ہے اس کا ماضی مضارع صَادَ یَصِیْدُ ہے "یعنی اس کا اطلاق نفسِ مصید پر بھی ہوتا ہے شکار وہ ہے جو طبعی طور پر نافر ہو اور غیر مملوک حلال ہو"

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَلْعُقُوْدُ اَلْعُهُوْدُ مَا اُحِلَّ وَحُرِّمَ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمُ الْخِنْزِيْرَ يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ عَدَاوَةُ الْمُنْخَنِقَةُ تُخْنَقُ فَتَمُوْتُ الْمَوْقُوْذَةُ تُضْرَبُ بِالْخَشَبِ تُوْقِذُ مَا فَتَمُوْتُ الْمُتَرَدِّيَةُ تَتَرَدّٰى مِنَ الْجَبَلِ النَّطِيْحَةُ تُنْطَحُ الشَّاةُ فَمَا اَدْرَكْتَهٗ يَتَحَرَّكُ بِذَنَبِهٖ اَوْ بِعَيْنِهٖ فَاذْبَحْ وَكُلْ

باب شکار پر بسم اللہ پڑھنا

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اے ایمان والو! اللہ تمہارا شکار کے ذریعہ امتحان لے گا ..... عذابٌ الیم تک اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تمہارے لئے حلال ہوئے بے زبان مویشی مگر وہ جو آگے سُنایا جائے۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد تم پر حرام ہے مُردار اور خون فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ تک "

قولہ لَیَبْلُوَنَّکُمُ الاٰیۃ یہ آیت کریمہ حدیبیہ کے سال نازل ہوئی جبکہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مُحْرِم تھے اور شکار اُن کے ارد گرد پھر رہے تھے وہ ان کو نہ ہاتھ سے پکڑتے اور نہ نیزہ مارتے تھے چونکہ صحابہ کرام سارے مُحْرِم تھے اس لئے وہ شکار سے خوف زدہ ہوئے، حالانکہ ان کا شکار ہاتھ سے پکڑ لینا اور ہتھیار سے شکار کر لینا آسان تھا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور اس آزمائش میں وہ فرمانبردار ثابت ہوئے اور حکم الٰہی کی تعمیل میں ثابت قدم رہے۔ آیت کے معنی یہ ہیں: "اے ایمان والو! ضرور اللہ تمہیں آزمائے گا ایسے بعض شکار سے جس تک تمہارا ہاتھ اور نیزے پہنچیں کہ اللہ پہچان کرا دے ان کی جو اس سے بن دیکھے ڈرتے ہیں پھر اس کے بعد جو حد سے بڑھے۔ اس کے لئے دردناک سزا ہے۔ قولہ اُحِلَّتْ لَکُمْ آہ اس آیت کا اوّل یہ ہے۔ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ الاٰیۃ "اے ایمان والو! اپنے قول پُورے کرو تمہارے لئے حلال ہوئے بے زبان الخ قولہ حُرِّمَتْ عَلَیْکُمُ الاٰیۃ تم پر حرام ہے مُردار اور خون اور سور کا گوشت اور جس کے ذبح میں غیر خدا کا نام پکارا جائے اور جو گلا گھونٹنے سے مرے اور بے دھار کی چیز سے مارا ہوا اور جو گر کر مرا اور جسے کسی جانور نے سینگ مارا اور جسے کوئی درندہ کھا گیا مگر جو تم ذبح کر لو اور جو کسی تھان پر ذبح کیا گیا اور تیروں سے قسمت دریافت کرنا یہ گناہ کا کام ہے یہ جُوا بازی ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ کافر جب کوئی کام کرنا چاہتے وہ تین تیر سیہ کر لیتے۔ ایک پر یہ لکھتے " اَمَرَنِیْ رَبِّیْ "، میرے رب نے حکم دیا ہے۔ دوسرے پر لکھتے نَهَانِیْ رَبِّیْ "، میرے رب نے منع کیا ہے۔ اور تیسرا تیر صاف رہنے دیتے۔ اُن میں سے ایک تیر نکالتے اگر وہ حکم

۶۰۲۴ — حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ عَنْ عَامِرٍ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ سَاَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَيْدِ الْمِعْرَاضِ فَقَالَ مَا اَصَابَ بِحَدِّهٖ فَكُلْهُ وَمَا اَصَابَ بِعَرْضِهٖ وَهُوَ وَقِيْذٌ وَسَاَلْتُهٗ عَنْ صَيْدِ الْكَلْبِ فَقَالَ مَا اَمْسَكَ عَلَيْكَ فَكُلْ فَاِنَّ اَخْذَ الْكَلْبِ ذَكَاةٌ فَاِنْ وَجَدْتَ مَعَ كَلْبِكَ اَوْ كِلَابِكَ كَلْبًا غَيْرَهٗ فَخَشِيْتَ اَنْ يَكُوْنَ اَخَذَهٗ مَعَهٗ وَقَدْ قَتَلَهٗ فَلَا تَاْكُلْ فَاِنَّمَا ذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى كَلْبِكَ وَلَمْ تَذْكُرْهُ عَلٰى غَيْرِهٖ

دے تو کام کرتے اگر تیر منع کرتا تو کام سے رک جاتے اگر سادہ تیر نکلتا تو دوسری بار تیر نکالنا شروع کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تیروں سے قسمت کا فیصلہ کرانا فسق ہے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَلْعُقُوْدُ الْعُهُوْدُ الخ

یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا عقود سے مراد وہ عہد ہیں جو حلال وحرام کے متعلق کئے جائیں اور اِلَّا مَا یُتْلٰی ،، سے مراد مُردار، خون اور خنزیر ہے قولہ یَجْرِمَنَّکُمْ الآیۃ اس سے اس آیت کریمہ وَلَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْکُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر یجرمنکم یَحْمِلَنَّکُمْ سے کی اور شَنَاٰن کی تفسیر عداوت سے کی۔ یعنی تم کو کسی قوم سے بغض دشمنی پر آمادہ نہ کرے کہ انھوں نے تمہیں مسجد حرام سے روکا تھا کہ ان پر زیادتی کرو "مُنْخَنِقَہ" وہ ہے جو گلا گھونٹنے سے مر جائے "مَوْقُوْذَہ" وہ ہے جو بے دھار چیز لکڑی، پتھر وغیرہ سے ماری جائے "مُتَرَدِّیَہ" وہ ہے جو پہاڑ سے گر جائے "نَطِیْحَہ" وہ ہے جس کو بکری سینگ مارے۔ اگر تو اس کو زندہ پائے کہ وہ اپنی دم ہلا رہا ہے یا اس کی آنکھ متحرک ہے تو اس کو ذبح کر کے کھالے۔

۶۰۲۴ — **ترجمہ** : عدی بن حاتم نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے معراض کے شکار کے متعلق سوال عرض کیا (تیر کا گز) تو حضور نے فرمایا اگر تیر کی تیزی سے زخمی ہو جائے تو کھالو اور اگر اس کے گز سے زخمی ہو جائے وہ لکڑی سے مرا ہوا ہے اسے نہ کھاؤ میں نے حضور سے کتے کے شکار سے پوچھا تو فرمایا اگر وہ شکار تیرے لئے روک رکھے تو کھالو کیونکہ کتے کا پکڑنا ذبح کے حکم

میں ہے۔ اور اگر تو اپنے کتے یا اپنے کتوں کے ساتھ کوئی غیر کتا پائے اور تجھے ڈر ہے کہ اس کتے نے شکار پکڑا ہوگا اور قتل کر دیا ہے تو نہ کھا کیونکہ تو نے اپنے کتے پر اللہ کا نام ذکر کیا ہے۔ غیر کے کتے پر اللہ کا نام نہیں ذکر کیا ہے۔

۶۰۲۴ — شرح: اس حدیث شریف سے کئی احکام معلوم ہوتے ہیں اول یہ کہ شکار کرنا مباح ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا،، جب تم احرام کھول دو تو تمہارے لئے شکار کرنا مباح ہے۔ قاضی عیاض نے کہا اگر نفع حاصل کرنے کے لئے شکار کیا تو اس کے لئے شکار کرنا مباح ہے اور اگر محض لہو و لعب کے لئے شکار کیا ہے لیکن اس کو ذبح کرنا اور نفع اٹھانا مقصود ہے تو بعض فقہاء کے نزدیک جائز ہے امام مالک اسے مکروہ فرماتے ہیں اور اگر ذبح کرنا مقصود نہیں تو حرام ہے، کیونکہ یہ زمین میں فساد اور فضول نفس کو ضائع کرنا ہے، حالانکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانے اور نفع اٹھانے کے بغیر قتلِ حیوان سے منع فرمایا ہے۔ نیز حضور نے زیادہ شکار کرنے سے منع فرمایا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع حدیث ہے کہ جو کوئی شہروں سے دور دراز دیہات میں مقیم ہو جائے اس کا دل سخت ہو جاتا ہے اور جو شکار کا پیچھا کرتا رہے وہ غافل ہو جاتا ہے اور جو حاکموں کے پاس رہے اور ان کا طواف کرتا رہے وہ فتنوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ دوسرا حکم یہ ہے کہ اگر شکار تیر کی تیزی سے زخمی نہ ہو تو اسے کھانا جائز نہیں۔ معراض وہ لکڑی ہے جس کے ایک کنارے پر تیز دھار لوہا چڑھایا ہوتا ہے۔ شکاری اس کے ساتھ شکار کو زخمی کرتا ہے اگر اس سے شکار زخمی ہو جائے تو حلال ہے اگر شکار کو تیر کی چوب زخمی کر دے تو وہ "وقیذ" ہے اسے کھانا جائز نہیں۔ تیسرا حکم یہ ہے کہ معلم (سیکھا ہوا کتا) کتے کا قتل کیا ہوا شکار ذبیحہ ہے۔ اگر کتا اس سے کچھ کھا لے تو وہ معلم نہیں۔ امام ابو حنیفہ اور امام شافعی رضی اللہ عنہما کا مذہب یہی ہے وہ کہتے ہیں کتے کی تعلیم یہ ہے کہ وہ شکار کو نہ کھائے۔ یہ ان کے نزدیک شرط ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ بھی یہی کہتے ہیں۔ امام مالک کے نزدیک کتے کا شکار کو نہ کھانا شرط نہیں۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کُلُوْا مِمَّا اَمْسَکْنَ عَلَیْکُمْ، جو وہ تمہارے لئے روک رکھیں وہ کھالو۔ یہ ذبح ہے اس سے شکار مباح ہوتا ہے۔ اگر کتا اس سے کھالے تو وہ حرام نہ ہوگا احناف اور شوافع کی دلیل سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے کہ اگر کتا شکار کھالے تو اسے نہ کھاؤ کیونکہ اس نے شکار اپنے لئے کیا ہے تمہارے لئے نہیں کیا،،

چوتھا حکم: بسم اللہ پڑھنا شرط ہے کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تو نے اپنے کتے پر اللہ کا نام ذکر کیا ہے۔ دوسرے کے کتے پر اللہ کا نام ذکر نہیں کیا۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا شکار پر بسم اللہ پڑھنے میں علماء کے مختلف اقوال ہیں۔ کثیر علماء نے کہا بسم اللہ پڑھنا فرض ہے اگر قصدًا یا سہوًا نہ پڑھی تو شکار کو کھانا جائز نہیں۔ امام ابو حنیفہ اور ان کے تلامذہ، امام مالک، سفیان ثوری اور امام احمد رضی اللہ عنہم نے کہا اگر قصدًا بسم اللہ ترک کر دی تو شکار کو کھانا جائز نہیں اگر سہوًا ترک کر دی تو اس کو کھانا مباح ہے ابن منذر

بَابُ صَيْدِ الْمِعْرَاضِ

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ فِي الْمَقْتُولَةِ بِالْبُنْدُقَةِ تِلْكَ الْمَوْقُوذَةُ وَكَرِهَهُ سَالِمٌ وَالْقَاسِمُ وَمُجَاهِدٌ وَإِبْرَاهِيمُ وَعَطَاءٌ وَالْحَسَنُ وَكَرِهَ الْحَسَنُ رَمْيَ الْبُنْدُقَةِ فِي الْقُرَى وَالْأَمْصَارِ وَلَا يَرَى بَأْسًا فِيمَا سِوَاهُ

۶۰۲۵ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ

نے کہا۔ ابن عباس ابوہریرہ سعید بن مسیب، حسن بن صالح، عطاء، طاؤس، حسن بن ابی الحسن اور ابراہیم نخعی بھی یہی کہتے ہیں (عینی)

باب صَیدِ المعراض

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے غُلّہ سے مارے ہوئے شکار کے متعلق کہا وہ وقیذ کے حکم میں ہے۔ سالم، قاسم، مجاہد، ابراہیم نخعی، عطاء اور حسن بصری نے اس کو مکروہ کہا ہے۔ حسن نے شہروں اور دیہات میں غُلّہ پھینکنا مکروہ جانا ہے۔ ان کے علاوہ مقامات میں کوئی حرج نہیں۔

شرح: معراض لکڑی ہے جس کے ایک کنارے پر تیز دھار لوہا لگایا ہوتا ہے۔ شکاری اس سے شکار کرتا ہے اگر لوہے کی تیز دھار شکار کو زخمی کر دے تو وہ ذبیحہ ہے اس کو کھانا جائز ہے۔ اگر شکار کو صرف لکڑی لگے اور وہ مرجائے تو وہ موقوذ ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا بندقہ (غُلّہ) مارنے سے شکار قتل ہوجائے تو وہ موقوذ کے حکم میں ہے۔ اس کو کھانا حرام ہے۔

جمہور علماء کہتے ہیں کہ غلولہ سے شکار کرنا جائز نہیں؛ کیونکہ وہ پھینکنے والے کی قوت سے زخمی کرتا ہے۔ تیز دھار سے زخمی نہیں کرتا ایسے بندوق سے کیا ہوا شکار بھی حلال نہیں ہے۔

حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے دیہات اور شہروں اور جہاں کہیں ہجوم اور آبادی ہو غلولہ پھینکنا مکروہ ہے تاکہ کسی شخص کو زخمی نہ کرے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غلولہ دشمن کو قتل نہیں کرتا بہ کسی کی آنکھ پھوڑتا ہے یا دانت توڑتا ہے صحراء میں جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۶۰۲۵ **ترجمہ**: شعبی نے کہا میں نے عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معراض کے متعلق سوال عرض کیا تو حضور نے فرمایا جب تیر تیز دھار لوہے سے قتل کر دے تو کھالے اور اگر تیر کی لکڑی سے قتل ہوجائے

عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِی السَّفَرِ عَنِ الشَّعْبِیِّ قَالَ سَمِعْتُ عَدِیَّ بْنَ حَاتِمٍ قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمِعْرَاضِ فَقَالَ اِذَا اَصَبْتَ بِحَدِّہٖ فَکُلْ وَاِذَا اَصَابَ بِعَرْضِہٖ فَقَتَلَ فَاِنَّہٗ وَقِیْذٌ فَلَا تَاکُلْ فَقُلْتُ اُرْسِلُ کَلْبِیْ قَالَ اِذَا اَرْسَلْتَ کَلْبَکَ وَسَمَّیْتَ فَکُلْ قُلْتُ فَاِنْ اَکَلَ قَالَ فَلَا تَاکُلْ فَاِنَّہٗ لَمْ یُمْسِكْ عَلَیْكَ اِنَّمَا اَمْسَكَ عَلٰی نَفْسِہٖ قُلْتُ اُرْسِلُ کَلْبِیْ فَاَجِدُ مَعَہٗ کَلْبًا اٰخَرَ قَالَ لَا تَاکُلْ فَاِنَّكَ اِنَّمَا سَمَّیْتَ عَلٰی کَلْبِكَ وَلَمْ تُسَمِّ عَلَی الْاٰخَرِ

بَابُ مَا اَصَابَ الْمِعْرَاضُ بِعَرْضِہٖ

۶۰۲۶۔ حَدَّثَنَا قَبِیْصَۃُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ عَنْ اِبْرَاہِیْمَ عَنْ ہَمَّامِ بْنِ الْحٰرِثِ عَنْ عَدِیِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّا نُرْسِلُ الْکِلَابَ الْمُعَلَّمَۃَ قَالَ کُلْ مَا اَمْسَکْنَ عَلَیْكَ قُلْتُ فَاِنْ قَتَلْنَ قَالَ وَاِنْ قَتَلْنَ قُلْتُ اِنَّا نَرْمِیْ بِالْمِعْرَاضِ قَالَ کُلْ مَا خَزَقَ وَمَا اَصَابَ بِعَرْضِہٖ فَلَا تَاکُلْ

تو نہ کھا؛ کیونکہ وہ موقوذ (تیر کے گز سے مرا ہوا) ہے میں نے عرض کیا میں اپنا کتا چھوڑتا ہوں، حضور نے فرمایا جب تو اپنا کتا چھوڑے اور بسم اللہ پڑھے تو شکار کھالو اور اگر اُس نے خود کھا لیا تو نہ کھاؤ کیونکہ کتے نے شکار تمہارے لئے نہیں روکا اپنے لئے روکا ہے میں نے عرض کیا میں اپنا کتا (بسم اللہ پڑھ کر) چھوڑتا ہوں پھر اس کے ساتھ کوئی اور کتا پاتا ہوں حضور نے فرمایا وہ شکار نہ کھاؤ کیونکہ تو نے اپنے کتے پر بسم اللہ پڑھی ہے۔ دوسرے پر نہیں پڑھی۔

بَابُ صَيْدِ الْقَوْسِ

وَقَالَ الْحَسَنُ وَاِبْرَاهِيْمُ اِذَا ضَرَبَ صَيْدًا فَبَانَ مِنْهُ يَدٌ اَوْرِجْلٌ فَلَا يَاْكُلِ الَّذِيْ بَانَ وَيَاْكُلُ سَائِرَهٗ وَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ اِذَا ضَرَبْتَ عُنُقَهٗ اَوْ وَسَطَهٗ فَكُلْهُ وَقَالَ الْاَعْمَشُ عَنْ زَيْدٍ اِسْتَعْصٰى عَلٰى اٰلِ عَبْدِ اللّٰهِ حِمَارٌ فَاَمَرَهُمْ اَنْ يَضْرِبُوْهُ حَيْثُ تَيَسَّرَ دَعُوْا مَا سَقَطَ مِنْهُ وَكُلُوْهُ

باب جس شکار کو تیر کی لکڑی لگے اور مر جائے "

۶۰۲۶ — ترجمہ : عدی بن حاتم نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! ہم شکار کے لئے سیکھے ہوئے کتے چھوڑتے ہیں۔ حضور نے فرمایا جو چیز وہ تمہارے لئے پکڑ کر لے آئیں وہ کھالو میں نے عرض کیا اگر وہ اسے قتل کر دیں؟ فرمایا اگرچہ قتل کر دیں میں نے عرض کیا ہم معراض (تیر کی لکڑی) سے بھی شکار کرتے ہیں۔ حضور نے فرمایا جو شکار کو چیر پھاڑ دے کھالو اور جو تیر کی لکڑی سے مر جائے وہ نہ کھاؤ۔

۶۰۲۶ — شرح : حضرات ائمہ کرام ابو حنیفہ، مالک، شافعی، احمد، سفیان ثوری اور اسحاق رضی اللہ عنہم کا یہی مذہب ہے۔ ابن بطال نے کہا اوزاعی، مکحول اور شام کے فقہاء نے کہا جو معراض سے مر جائے اس کا کھانا جائز ہے وہ شکار کو چیرے پھاڑے یا نہ ابوالدرداء اور فضالہ بن عبید اس میں کوئی حرج خیال نہیں کرتے (عینی)

باب کمان سے شکار کرنا "

حسن بصری اور ابراہیم نخعی نے کہا جب شکار کو مارے تو اس کا پاؤں یا ہاتھ جدا ہو جائے تو جو حصہ جدا ہوا ہے وہ نہ کھائے اور باقی حصہ کھا جائے۔ ابراہیم نخعی نے کہا جب تو نے اس کی گردن یا اس کے

٦٠٢٧ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا حَيْوَةُ قَالَ
اَخْبَرَنِيْ رَبِيْعَةُ بْنُ يَزِيْدَ الدِّمَشْقِيُّ عَنْ اَبِيْ اِدْرِيْسَ عَنْ اَبِيْ ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ
قَالَ قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اِنَّا بِاَرْضِ قَوْمٍ اَهْلِ الْكِتَابِ اَفَنَاْكُلُ فِيْ اٰنِيَتِهِمْ
وَبِاَرْضِ صَيْدٍ اَصِيْدُ بِقَوْسِيْ وَبِكَلْبِيَ الَّذِيْ لَيْسَ بِمُعَلَّمٍ وَبِكَلْبِيَ
الْمُعَلَّمِ فَمَا يَصْلُحُ لِيْ قَالَ اَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ فَاِنْ وَجَدْتُّمْ
غَيْرَهَا فَلَا تَاْكُلُوْا فِيْهَا وَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاغْسِلُوْهَا وَكُلُوْا فِيْهَا وَمَا صِدْتَ
بِقَوْسِكَ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ فَكُلْ وَمَا صِدْتَ بِكَلْبِكَ الْمُعَلَّمِ فَذَكَرْتَ
اسْمَ اللّٰهِ فَكُلْ وَمَا صِدْتَ بِكَلْبِكَ غَيْرِ مُعَلَّمٍ فَاَدْرَكْتَ ذَكَاتَهٗ فَكُلْ

درمیان تیر مارا تو اس کو کھا لو۔ سلیمان اعمش نے زید سے روایت کی عبداللہ بن مسعود کی اولاد سے ایک شخص کا اونٹ بھاگ نکلا تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا جہاں بھی وہ آسانی سے مار سکیں اسے مار ڈالیں اور اس کا جو حصہ علیحدہ ہو جائے اسے چھوڑ دو اور باقی جسم کھا لو۔

شرح لفظ قوس مذکر و مؤنث دونوں طرح استعمال ہوتا ہے۔ اگر اسے مذکر کہیں تو اس کی تصغیر قُوَیس اور جمع قِسِیٌّ اقواس اور قیاس ہے اگر مؤنث کہیں تو اس کی تصغیر قویسہ ہے اس باب میں اس اثر کو اس لئے ذکر کیا کہ شکار کو قوس کے تیر سے مار ڈالنا ممکن ہے اور اگر اس کا ہاتھ یا پاؤں جُدا ہو جائے تو اس کو پھینک دیا جائے اور باقی کھا لیا جائے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تمہید سے نقل کیا کہ امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا اگر شکار کا کوئی عضو جُدا ہو گیا اس کو نہ کھایا جائے اور باقی کھا لیا جائے امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا اگر شکار کے دو ٹکڑے ہو گئے تو اسے کھا لے۔ اگرچہ اُن میں سے ایک چھوٹا اور دُوسرا بڑا ہو جبکہ وہ ایک ہی چوٹ سے مر گیا ہو‘‘ امام ابو حنیفہ اور سفیان ثوری نے کہا جب شکار کے دو ٹکڑے ہو گئے تو دونوں کھائے جائیں اگر اس کی ایک تہائی علیحدہ ہو گئی تو اگر وہ سر کی جانب ہے تو سارا کھانا جائز ہے اور اگر وہ تہائی دُم کی جانب ہے تو سر کی جانب دو تہائی کھانا جائز ہے اور جو تہائی دم کی جانب ہے اسے کھانا جائز نہیں۔ واللہ اعلم!

٦٠٢٧ــــ **ترجمہ**: ابو ثعلبہ خشنی نے کہا میں نے عرض کیا یا نبی اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ہم اہلِ کتاب کی زمین میں رہتے ہیں کیا اُن کے برتنوں میں کھا پی لیا کریں؟ اور ہم شکار

والی زمین میں رہتے ہیں میں اپنی کمان سے شکار کرتا ہوں اور نہ سیکھے ہوئے کتوں سے اور سیکھے ہوئے کتوں سے شکار کرتا ہوں ان سے ہمارے لئے کیا جائز ہے؟ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو تم نے اہلِ کتاب سے ذکر کیا ہے۔ اگر اُن کے برتنوں کے سوا برتن پاؤ تو اُن کے برتنوں میں نہ کھاؤ اور اگر نہ پاؤ تو اہلِ کتاب کے برتن دھو کر اُن میں کھالو۔ اور اگر تو کمان سے شکار کرے اور اللہ کا نام ذکر کرے تو اسے کھالو اور اگر غیر معلّم (نہ سیکھا ہُوا) کتّے سے شکار کرو اور اسے ذبح کرنے کا وقت پاؤ تو ذبح کرکے کھالو۔

۶۰۲۷ — **شرح**: ابو ثعلبہ نے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے دو مسئلے دریافت کئے۔ ایک مسئلہ اہلِ کتاب کے برتنوں میں کھانے سے متعلق ہے اس کا جواب یہ فرمایا کہ اہلِ کتاب کے برتنوں کے علاوہ برتن پاؤ تو اُن میں کھاؤ ورنہ اہلِ کتاب کے برتن خوب دھو کر اُن میں ہی کھالو۔ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس تفصیل فرمانے سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر اہلِ کتاب کے برتنوں کے علاوہ اور برتن مل جائیں تو اہلِ کتاب کے برتن استعمال کرنے مکروہ ہیں؛ حالانکہ فقہا نے کہا اہلِ کتاب کے برتن دھو کر استعمال کرنا کسی کراہت کے بغیر جائز ہیں۔ دوسرے برتن پائے جائیں یا نہ پائے جائیں "اس کا جواب یہ ہے کہ اہلِ کتاب کے اُن برتنوں میں کھانا مکروہ ہے جن میں وہ خنزیر کا گوشت پکاتے ہیں اور وہ برتن جن میں وہ شراب پیتے ہیں چونکہ وہ نجاست کے لئے تیار کردہ ہیں اس لئے فرمایا ان کو خوب دھولو اور جن برتنوں کو فقہاء نے استعمال کرنے کی تصریح کی ہے اُن سے کافروں کے وہ برتن مُراد ہیں جو غالباً نجاست میں استعمال نہیں ہوتے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ اس مقام کی تفصیل یہ ہے کہ ابو ثعلبہ کی حدیث میں ظاہر حال کو اصل پر ترجیح دی گئی ہے۔ کیونکہ اہلِ کتاب اور مجوسیوں کے برتنوں میں اصل طہارت ہے اور دراصل ان کے برتن طاہر ہونے کے باوجود اور برتن نہ ملیں تو انہی کے برتنوں کو دھو کر استعمال کرنا جائز ہے اور صحیح بات یہ ہے کہ جب تک نجاست متحقق نہ ہو اصل پر عمل کیا جائے گا اور حدیث میں مذکور حکم کا جواب یہ ہے کہ اہلِ کتاب کے برتنوں کو احتیاط و استحباب کے طور پر دھونے کا حکم ہے نیز حدیث سے مراد وہ حالت ہے جس میں اُن کے برتنوں میں نجاست متحقق ہو، چنانچہ ابو داؤد کی روایت میں ہے کہ ہم اہلِ کتاب کے قرب و جوار میں رہتے ہیں اور وہ اپنی ہنڈیوں میں خنزیر کا گوشت پکاتے ہیں اور اپنے برتنوں میں شراب پیتے ہیں۔ جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اُن کے برتنوں کے سوا برتن پاؤ تو اُن میں کھاپی لو ورنہ اُن کو پانی سے دھو کر ان میں کھاؤ پیئو"۔

دُوسرا مسئلہ

تیر کمان اور سکھلائے ہُوئے کُتّے سے شکار کرنا

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم شکار کو بسم اللہ پڑھ کر تیر مارو جس سے شکار مر جائے تو اسے کھالو اور اگر تم سکھلایا ہُوا کتا بسم اللہ پڑھ کر چھوڑو تو اس کا شکار کھالو اور اگر دُوسرے کتّے نے

بَابُ الْخَذْفِ وَالْبُنْدُقَةِ

٦٠٢٨ — حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ رَاشِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ وَيَزِيدُ بْنُ هَارُونَ وَاللَّفْظُ لِيَزِيدَ عَنْ كَهْمَسِ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ اَنَّهٗ رَاٰى رَجُلًا يَّخْذِفُ فَقَالَ لَهٗ لَا تَخْذِفْ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْخَذْفِ اَوْ كَانَ يَكْرَهُ الْخَذْفَ وَقَالَ اِنَّهٗ لَا يُصَادُ بِهٖ صَيْدٌ وَّلَا يُنْكَأُ بِهٖ عَدُوٌّ وَّلٰكِنَّهَا قَدْ تَكْسِرُ السِّنَّ وَتَفْقَأُ الْعَيْنَ ثُمَّ رَاٰهُ بَعْدَ ذٰلِكَ يَخْذِفُ فَقَالَ لَهٗ اُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ نَهٰى عَنِ الْخَذْفِ اَوْ كَرِهَ الْخَذْفَ وَاَنْتَ تَخْذِفُ لَا اُكَلِّمُكَ كَذَا وَكَذَا

شکار کیا تو اگر وہ زندہ ہے تو ذبح کر کے کھالو۔ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے واضح ہوتا ہے کہ بسم اللہ پڑھ کر تیر پھینکنے سے شکار کرنا جائز ہے اور بسم اللہ پڑھنا واجب ہے اور کتے کا سکھایا ہوا ہونا شرط ہے لہٰذا جب بسم اللہ پڑھ کر سکھلایا ہوا شکار پر چھوڑا جائے اور وہ شکار پکڑ کر لے آئے تو اسے کھا لو اور اگر کتا سکھایا ہوا نہیں اور وہ شکار پکڑ لائے تو اگر وہ زندہ ہے تو ذبح کر کے کھانا جائز ہے اور جس کتے سے چاہیں شکار کر سکتے ہیں سفید سرخ یا سیاہ کی کوئی تخصیص نہیں جبکہ حدیث شریف میں مطلقاً شکاری کتا مذکور ہے۔

باب کنکری پھینکنا اور گولی مارنا

٦٠٢٨ — ترجمہ: عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے ایک آدمی کو کنکری پھینکتے ہوئے دیکھا تو اسے کہا کنکری نہ پھینکو، کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کنکری پھینکنے سے منع فرمایا ہے یا کہا کہ حضور کنکری پھینکنے کو مکروہ جانتے تھے (پسند نہ کرتے تھے) اور فرمایا اس کے ساتھ شکار نہیں کیا جاتا اور نہ ہی دشمن کو زخمی کیا جاتا ہے، لیکن یہ کسی کا

بَابُ مَنِ اقْتَنٰى كَلْبًا لَيْسَ بِكَلْبِ صَيْدٍ أَوْ مَاشِيَةٍ

٦٠٢٩ــــ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ ابْنِ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِينَارٍ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ اقْتَنٰى كَلْبًا لَيْسَ بِكَلْبِ مَاشِيَةٍ أَوْ ضَارِيَةٍ نَقَصَ كُلَّ يَوْمٍ مِنْ عَمَلِهِ قِيرَاطَيْنِ

٦٠٣٠ــــ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا حَنْظَلَةُ بْنُ أَبِي سُفْيٰنَ سَمِعْتُ سَالِمًا يَقُولُ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنِ اقْتَنٰى كَلْبًا إِلَّا كَلْبًا ضَارِيًا لِصَيْدٍ أَوْ كَلْبَ مَاشِيَةٍ فَإِنَّهُ يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطَيْنِ

دانت توڑ ڈالتی ہے یا آنکھ پھوڑ دیتی ہے اس کے بعد پھر اس کو دیکھا کہ وہ کنکری پھینک رہا ہے تو اسے کہا میں تجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کرتا ہوں کہ حضور نے کنکری پھینکنے سے منع فرمایا یا اسے پسند نہیں کیا اور تو کنکری پھینک رہا ہے میں تیرے ساتھ اتنا اتنا عرصہ بات نہیں کروں گا

٦٠٢٨ــــ شرح : یَنْکَأُ ،، بفتح الکاف مہموز اللام ہے مشہور یہ ہے کہ ناقص ہے مہموز نہیں وہ اسے یَنْکِی پڑھتے ہیں اس کے معنی زخم میں مبالغہ ہے اور سخت چوٹ ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سنت کی مخالفت کرنے والے سے ترکِ کلام جائز ہے۔ اس میں تین دن سے زائد ہجران کی نہی کی مخالفت نہیں۔

باب جس نے ایسا کتا پالا جو شکاری نہ ہو اور نہ ہی جانوروں کی حفاظت کے لئے ہو۔

٦٠٣١ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اقْتَنَى كَلْبًا إِلَّا كَلْبَ مَاشِيَةٍ أَوْ ضَارٍ نَقَصَ مِنْ عَمَلِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطَانِ

بَابُ إِذَا أَكَلَ الْكَلْبُ

وَقَوْلُهُ تَعَالَى يَسْأَلُونَكَ مَاذَا أُحِلَّ لَهُمْ إِلَى قَوْلِهِ سَرِيعُ الْحِسَابِ اجْتَرَحُوا اكْتَسَبُوا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِنْ أَكَلَ الْكَلْبُ فَقَدْ أَفْسَدَهُ إِنَّمَا أَمْسَكَ عَلَى نَفْسِهِ وَاللّٰهُ تَعَالَى يَقُولُ تُعَلِّمُونَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ فَيُضْرَبُ وَيُعَلَّمُ حَتَّى يَتْرُكَ وَكَرِهَهُ ابْنُ عُمَرَ وَقَالَ عَطَاءٌ إِنْ شَرِبَ الدَّمَ وَلَمْ يَأْكُلْ فَكُلْ

٦٠٢٩ ـ ترجمہ: عبداللہ بن دینار نے کہا میں نے ابن عمر کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے سنا کہ جس نے کتا پالا جو جانوروں کی حفاظت یا شکار کے لئے نہ ہو تو اس کے عمل سے ہر روز دو قیراط کم ہوتے رہیں گے۔

٦٠٣٠ ـ ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ فرماتے تھے جو کوئی شکاری کتے یا جانوروں کی حفاظت کے لئے کتے کے سوا کوئی کتا پالے تو اس کے ثواب سے ہر روز دو قیراط کم ہوتے رہیں گے۔

٦٠٣١ ـ ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی جانوروں کی حفاظت اور شکاری کتے کے سوا کتا پالے تو ہر روز اس کے عمل سے دو قیراط کم ہوتے رہیں گے۔

٦٠٢٩ تا ٦٠٣١ ـ شرح: اقتناء کے معنی پکڑنا ہیں۔ قولہ لیس بکلب صید کلباً کی صفت ہے اور قولہ ماشیۃ یعنی لیس بکلب ماشیۃ" ماشیہ کا اطلاق اونٹ، گائے اور بکری پر ہوتا ہے لیکن اس کا استعمال بکریوں میں بکثرت ہے۔ ان دو کتوں کے علاوہ کھیتی کی حفاظت کے لئے بھی کتا ہے۔ دوسری حدیثوں سے وہ بھی مستثنیٰ ہے۔ حدیث ٢٢١٢/٤٧١٦ کی شرح دیکھیں۔

۶۰۳۲ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ بَيَانٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ إِنَّا قَوْمٌ نَصِيدُ بِهٰذِهِ الْكِلَابِ فَقَالَ إِذَا أَرْسَلْتَ كِلَابَكَ الْمُعَلَّمَةَ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ فَكُلْ مِمَّا أَمْسَكْنَ عَلَيْكَ وَإِنْ قَتَلْنَ إِلَّا أَنْ يَأْكُلَ الْكَلْبُ فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يَكُونَ إِنَّمَا أَمْسَكَهُ عَلَى نَفْسِهِ وَإِنْ خَالَطَهَا كِلَابٌ مِنْ غَيْرِهَا فَلَا تَأْكُلْ

باب اگر کتّا شکار کو کھالے؟

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اے محبوب تم سے پوچھتے ہیں کہ ان کے لئے کیا حلال ہُوا تم فرما دو کہ تمہارے لئے پاک چیزیں حلال کی گئی ہیں اور جو شکاری جانور تم نے سکھا لئے انہیں شکار پر دوڑاتے جو علم تمہیں خدا نے دیا اس میں سے انہیں سکھاتے تو کھاؤ اس میں سے جو وہ مار کر تمہارے لئے رہنے دیں اور اس پر اللہ کا نام لو اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ جلد حساب لینے والا ہے جوارح یعنی صوائد اور کواسب ہے صوائد اور کواسب جوارح کی وصف ہیں اور اجترحوا یعنی اکتسبوا، ہے جبکہ صوائد صائد کی جمع ہے اور کواسب کاسب کی جمع ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اگر کتا شکار سے کھالے تو اس کو خراب کر دیتا ہے کیونکہ اس نے شکار صرف اپنے لئے روکا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِن کو سکھاؤ اس سے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں علم دیا ہے۔ پس اس کو (کتے کو) مارتے رہو اور سکھایا جائے حتیٰ کہ وہ کھانا چھوڑ دے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اسے مکروہ سمجھا ہے۔ عطاء نے کہا اگر کتا شکار کا خون پی لے اور کھائے نہیں تو اسے کھالو۔

شرح: یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اگر کتا شکار سے کچھ کھالے تو اس کو کھانے کی صلاحیت سے نکال دیتا ہے اور خراب کر دیتا ہے، کیونکہ اُس نے شکار اپنے لئے کیا ہے تمہارے لئے نہیں کیا۔ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایسے شکار کو مکروہ کہا ہے اور عطاء بن ابی رباح نے کہا اگر کتے نے شکار کا خون پی لیا اور اس کا گوشت نہ کھایا تو اس کا گوشت کھانا جائز ہے۔ امام ابوحنیفہ، شافعی اور احمد رحمہم اللہ نے کہا اگر شکاری کتے نے شکار کو کھا لیا تو نہ کھایا جائے۔ جمہور علماء کا یہی قول ہے۔

۶۰۳۲ — ترجمہ: عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال

بَابُ الصَّيْدِ إِذَا غَابَ عَنْهُ يَوْمَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةً

۶۰۳۳ — حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَرْسَلْتَ كَلْبَكَ وَسَمَّيْتَ فَأَمْسَكَ وَقَتَلَ فَكُلْ وَإِنْ أَكَلَ فَلَا تَأْكُلْ فَإِنَّمَا أَمْسَكَ عَلٰى نَفْسِهِ وَإِذَا خَالَطَ كِلَابًا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهَا فَأَمْسَكْنَ وَقَتَلْنَ فَلَا تَأْكُلْ فَإِنَّكَ لَا تَدْرِي أَيُّهَا قَتَلَ وَإِنْ رَمَيْتَ الصَّيْدَ فَوَجَدْتَهُ بَعْدَ يَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ لَيْسَ بِهِ إِلَّا أَثَرُ سَهْمِكَ فَكُلْ وَإِنْ وَقَعَ فِي الْمَاءِ فَلَا تَأْكُلْ وَقَالَ عَبْدُ الْأَعْلٰى عَنْ دَاوُدَ عَنْ عَامِرٍ عَنْ عَدِيٍّ أَنَّهُ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْمِي الصَّيْدَ فَيَقْتَفِرُ أَثَرَهُ الْيَوْمَيْنِ وَالثَّلَاثَ ثُمَّ يَجِدُهُ مَيِّتًا وَفِيهِ سَهْمُهُ قَالَ يَأْكُلُ إِنْ شَاءَ

عرض کیا کہ ہم لوگ ان کتوں سے شکار کرتے ہیں۔ حضور نے فرمایا اگر تو اپنا سیکھا ہُوا کُتا شکار کے پیچھے چھوڑے جبکہ تو اللہ کا نام ذکر کرے تو جو وہ تمہارے لئے روک رکھیں وہ کھا لو اگرچہ اُس کو قتل کر دیں مگر یہ کہ کتا شکار کو خود کھائے (تو نہ کھاؤ) کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ اُس نے شکار اپنے لئے روکا ہے اور اگر اس کے علاوہ اور کتے اس کے ساتھ مل گئے تو نہ کھاؤ۔

۶۰۳۲ — شرح: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کُتا خود بخود شکار کر کے لائے تو اس شکار کا گوشت نہ کھایا جائے، کیونکہ اس کو بسم اللہ پڑھ کر نہیں چھوڑا گیا وہ خود بخود اس کے پیچھے بھاگا جمہور علماء یہی کہتے ہیں اگر کسی کا سیکھا ہُوا کتا غصب کر لیا جائے اور اس سے شکار کیا تو بعض علماء نے کہا وہ شکار اصل مالک کا ہے کیونکہ اُس کے کتے نے شکار کیا ہے۔ بعض علماء نے کہا وہ غاصب کا ہے کیونکہ کتا اس کا مالک ہو گیا ہے۔

باب — جب شکار دو یا تین دن غائب رہے

۶۰۳۳ — ترجمہ: عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تو اپنا کتا چھوڑے اس حال میں کہ تو نے بسم اللہ پڑھی ہو اور وہ شکار کو قتل کر دے تو کھا لو اور اگر اس میں سے کچھ کھا لیا تو مت کھاؤ کیونکہ اُس نے اپنے لئے روک رکھا ہے اور اگر اور کتوں سے مل گیا

جن پر اللہ کا نام ذکر نہیں کیا گیا اور وہ شکار کو روک رکھیں اور قتل کر دیں تو نہ کھاؤ کیونکہ تو نہیں جانتا کہ کس کتے نے قتل کیا ہے اور اگر تو نے شکار کو تیر مارا اور اس کو ایک یا دو دن بعد پایا جبکہ اس میں تیرے ہی تیر کا اثر ہے تو کھا لو اور اگر وہ پانی میں گر گیا تو مت کھاؤ۔ عبدالاعلیٰ نے داؤد، عامر کے ذریعے عدی سے روایت کی کہ انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ وہ شکار کو تیر مارتے ہیں اور دو تین دن اس کو تلاش کرتے ہیں پھر اس کو مرا ہوا پاتے ہیں حالانکہ اس میں ان کا تیر ہوتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر چاہے تو کھا لے۔

۶۰۳۳ — **شرح**: یہ حدیث کئی احکام پر مشتمل ہے اول یہ کہ اگر بسم اللہ پڑھ کر کتا چھوڑا جائے اور وہ شکار پکڑ کر مالک کے پاس لے آئے تو اسے کھانا جائز ہے دوم یہ کہ اگر کتا شکار میں سے کچھ کھا لے تو اسے کھانا جائز نہیں۔ سوم یہ کہ اگر سیکھے ہوئے کتے کے ساتھ اور کتے مل جائیں جن پر بسم اللہ نہیں پڑھی گئی اور وہ شکار روک کر اس کو قتل کر دیں تو اسے کھانا جائز نہیں کیونکہ معلوم نہیں کہ اس کو کس کتے نے قتل کیا ہے حجاز اور عراق کے جمہور علماء اس پر متفق ہیں کہ اگر شکار کے پیچھے اپنا کتا چھوڑے اور اس کے ساتھ ایک اور کتا پائے اور یہ معلوم نہیں کہ اس کو کس کتے نے قتل کیا ہے تو یہ شکار کھانا جائز نہیں اوزاعی نے کہا اگر سدھایا ہوا کتا شکار پر چھوڑا اور اس کے ساتھ کوئی اور سدھایا ہوا کتا شامل ہو گیا اور دونوں نے اسے قتل کیا تو وہ حلال ہے اور اگر دوسرا کتا سدھایا ہوا نہیں اور شکار کو دونوں نے قتل کیا تو اسے کھانا جائز نہیں۔

قرطبی نے کہا جو کتا ساتھ ملا ہے وہ مجہول ہے شکار پر نہیں چھوڑا گیا وہ اپنے آپ شکار کی طلب میں شکار پر دوڑا ہے اس میں تو اختلاف نہیں اور اگر اس کو دوسرے شکاری نے چھوڑا اور اس شکار میں دونوں کتے شریک ہو گئے تو وہ شکار دونوں شکاریوں کا ہے۔

چہارم یہ کہ اگر شکار کو تیر مارا پھر ایک دو دن بعد شکار ملا حالانکہ اس میں اس کے تیر کا اثر ہے تو اسے کھانا جائز ہے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر شکار غائب ہو جائے اور کتا بدستور اس کی طلب میں رہے اور اس کو مقتول پائے حالانکہ کتا اس کے پاس کھڑا ہے تو اسے کھانا مکروہ ہے۔ امام شافعی نے کہا قیاس کا مقتضیٰ یہ ہے کہ اگر غائب رہے تو کھانا جائز نہیں کیونکہ ممکن ہے کہ اس کو کسی اور نے قتل کیا ہو۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا صحیح تر یہ ہے کہ اسے کھانا جائز ہے۔

پانچویں یہ کہ اگر شکار پانی میں گر پڑے تو نہ کھایا جائے، کیونکہ یہ احتمال باقی ہے کہ وہ پانی سے ہلاک ہوا ہو اور اگر یہ ثابت ہو جائے کہ پانی میں واقع ہونے سے پہلے تیر نے اس کو قتل کر دیا تھا تو جمہور علماء کے نزدیک اسے کھانا جائز ہے۔ امام مالک مکروہ کہتے ہیں (عینی)

فَكُلْ وَاِنْ وَقَعَ فِي الْمَاءِ فَلَا تَأْكُلْ وَقَالَ عَبْدُ الْاَعْلٰى عَنْ دَاوٗدَ عَنْ عَامِرٍ عَنْ عَدِيٍّ اَنَّهٗ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْمِي الصَّيْدَ فَيَقْتَفِي اَثَرَهٗ الْيَوْمَيْنِ وَالثَّلٰثَةَ ثُمَّ يَجِدُهٗ مَيِّتًا وَفِيْهِ سَهْمُهٗ قَالَ يَأْكُلُ اِنْ شَاءَ

بَابُ اِذَا وَجَدَ مَعَ الصَّيْدِ كَلْبًا اٰخَرَ

۶۰۳۴ — حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ اَبِي السَّفَرِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اُرْسِلُ كَلْبِيْ وَاُسَمِّيْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَرْسَلْتَ كَلْبَكَ وَسَمَّيْتَ فَاَخَذَ فَقَتَلَ فَاَكَلَ فَلَا تَأْكُلْ فَاِنَّمَا اَمْسَكَ عَلٰى نَفْسِهٖ قُلْتُ اِنِّيْ اُرْسِلُ كَلْبِيْ اَجِدُ مَعَهٗ كَلْبًا اٰخَرَ لَا اَدْرِيْ اَيُّهُمَا اَخَذَ فَقَالَ لَا تَأْكُلْ فَاِنَّمَا سَمَّيْتَ عَلٰى كَلْبِكَ وَلَمْ تُسَمِّ عَلٰى غَيْرِهٖ وَسَاَلْتُهٗ عَنْ صَيْدِ الْمِعْرَاضِ فَقَالَ اِذَا اَصَبْتَ بِحَدِّهٖ فَكُلْ وَاِذَا اَصَبْتَ بِعَرْضِهٖ فَقَتَلَ فَاِنَّهٗ وَقِيْذٌ فَلَا تَأْكُلْ

باب اگر شکار کے پاس دُوسرا کتا پائے

۶۰۳۴ — ترجمہ: عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اپنا کتا چھوڑتا ہو اور بسم اللہ پڑھتا ہوں (بسم اللہ پڑھ کر چھوڑتا ہوں) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تو بسم اللہ پڑھ کر کتا چھوڑے اور وہ شکار پکڑ کر اسے قتل کر دے اور اس سے کھالے تو نہ کھاؤ کیونکہ اُس نے شکار اپنے لئے روک رکھا ہے ۔میں نے عرض کیا میں اپنا کتا چھوڑتا ہوں اور اس کے پاس

بَابُ مَاجَاءَ فِي التَّصَيُّدِ

۶۰۳۵ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ اَخْبَرَنِي ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ بَيَانٍ عَنْ عَامِرٍ عَنْ عَدِيٍّ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ اِنَّا قَوْمٌ نَتَصَيَّدُ بِهٰذِهِ الْكِلَابِ فَقَالَ اِذَا اُرْسِلْتَ كِلَابَكَ الْمُعَلَّمَةَ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ فَكُلْ مِمَّا اَمْسَكْنَ عَلَيْكَ اِلَّا اَنْ يَاْكُلَ الْكَلْبُ فَلَا فَاِنِّيْ اَخَافُ اَنْ يَكُوْنَ اِنَّمَا اَمْسَكَ عَلٰى نَفْسِهٖ وَاِنْ خَالَطَهَا كَلْبٌ مِنْ غَيْرِهَا فَلَا تَاْكُلْ ۶۰۳۶ — حَدَّثَنَا اَبُوْعَاصِمٍ عَنْ حَيْوَةَ

اور کوئی کتا پاتا ہوں مجھے معلوم نہیں کہ کس نے شکار پکڑا ہے۔ حضور نے فرمایا وہ نہ کھاؤ کیونکہ تُو نے اپنے کتے پر بسم اللہ پڑھی ہے غیر کے کُتّے پر بسم اللہ نہیں پڑھی۔ میں نے معراض کے شکار کے متعلق پوچھا تو حضور نے فرمایا اگر اس کو تیز دھار سے قتل کیا تو کھالو اور اگر دُوسری جانب سے قتل کیا تو وہ موقوذ ہے اسے مت کھاؤ۔

باب شکار کرنے میں روایات

۶۰۳۵ — ترجمہ : عدی بن حاتم نے کہا میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے پوچھا اور عرض کیا ہم لوگ اِن کتوں سے شکار کرتے ہیں۔ حضور نے فرمایا جب تم سدھائے ہُوئے کتے چھوڑو اور اللہ کا نام ذکر کرو تو جو وہ تمہارے لئے روک رکھے وہ کھالو مگر یہ کہ کتا خود اس سے کھالے تو تم مت کھاؤ کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ اُس نے شکار اپنے لئے روک رکھا ہے۔ اگر اس کے ساتھ کوئی غیر کتا مل گیا تو مت کھاؤ ،، قدمر انفا ،،

۶۰۳۶ — ترجمہ : ابوثعلبہ خشنیؓ نے کہا میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا یارسُول اللہ ! ہم لوگ اہل کتاب کی زمین میں رہتے ہیں اُن کے برتنوں میں کھاتے ہیں اور شکار کی زمین میں رہتا ہوں اپنی کمان سے شکار کرتا ہوں اور سدھائے ہوئے کتے سے شکار کرتا ہوں اور اس کتے سے بھی شکار کرتا رہتا ہوں جو سدھایا ہوا نہیں۔ مجھے فرمائیں اس میں

ابنِ شُرَيحٍ وحَدَّثَنِي اَحْمَدُ بْنُ اَبِي رَجَاءٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ
سُلَيْمٰنَ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ حَيْوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ سَمِعْتُ رَبِيْعَةَ بْنَ يَزِيْدَ
الدِّمَشْقِيَّ قَالَ اَخْبَرَنِي اَبُو اِدْرِيْسَ عَائِذُ اللهِ سَمِعْتُ اَبَا ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيَّ يَقُولُ
اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ اِنَّا بِاَرْضِ قَوْمٍ
اَهْلِ الْكِتَابِ نَاْكُلُ فِي اٰنِيَتِهِمْ وَاَرْضِ صَيْدٍ اَصِيْدُ بِقَوْسِيْ وَاَصِيْدُ
بِكَلْبِي الْمُعَلَّمِ وَالَّذِي لَيْسَ مُعَلَّمًا فَاَخْبِرْنِي مَا الَّذِي يَحِلُّ لَنَا مِنْ
ذٰلِكَ فَقَالَ اَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ اَنَّكَ بِاَرْضِ قَوْمٍ اَهْلِ الْكِتَابِ تَاْكُلُ
فِي اٰنِيَتِهِمْ فَاِنْ وَجَدْتُمْ غَيْرَ اٰنِيَتِهِمْ فَلَا تَاْكُلُوْا فِيْهَا وَاِنْ لَمْ تَجِدُوْا فَاغْسِلُوْهَا
ثُمَّ كُلُوْا فِيْهَا وَاَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ اَنَّكَ بِاَرْضِ صَيْدٍ فَمَا صِدْتَ بِقَوْسِكَ
فَاذْكُرِ اسْمَ اللهِ ثُمَّ كُلْ وَمَا صِدْتَ بِكَلْبِكَ الْمُعَلَّمِ فَاذْكُرِ اسْمَ اللهِ
ثُمَّ كُلْ وَمَا صِدْتَ بِكَلْبِكَ الَّذِي لَيْسَ مُعَلَّمًا فَاَدْرَكْتَ ذَكَاتَهُ فَكُلْ
۶۰۳۷ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِي

میرے لئے کیا حلال ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے جو ذکر کیا ہے کہ تم لوگ اہلِ کتاب کی زمین میں رہتے ہو اور اُن کے برتنوں میں نہ کھاؤ۔ اور اگر نہ پاؤ تو ان کو دھو کر صاف کر لو پھر ان میں کھا لو اور جو تم نے ذکر کیا ہے کہ تم شکار کی زمین میں رہتے ہو تو جو اپنی کمان سے شکار کرو تو اللہ کا نام ذکر کرو پھر کھا لو اور جو سدھائے ہوئے کتے سے شکار کرو تو اس پر اللہ کا نام ذکر کرو پھر کھا لو اور جو بغیر سدھائے کتے سے شکار کرو اگر شکار کو ذبح کر سکو تو کھا لو (قدمر انفا)

۶۰۳۷ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے مرّ ظہران میں ایک خرگوش بھگایا لوگ اس کے پیچھے دوڑے حتی کہ وہ عاجز ہو گئے میں اس کے پیچھے دوڑا حتی کہ میں نے اسے پکڑ لیا اور اس کو ابوطلحہ کے پاس لایا انہوں نے اس کی دونوں سرین اور دونوں رانیں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیج دیں تو حضور نے اسے قبول فرما لیا ،،

هِشَامُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مٰلِكٍ قَالَ اَنْفَجْنَا اَرْنَبًا بِمَرِّ الظَّهْرَانِ فَسَعَوْا عَلَيْهَا حَتّٰى لَغِبُوْا فَسَعَيْتُ عَلَيْهَا حَتّٰى اَخَذْتُهَا فَجِئْتُ بِهَا اِلٰى اَبِىْ طَلْحَةَ فَبَعَثَ بِهَا اِلَى النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَرِكَيْهَا وَفَخِذَيْهَا فَقَبِلَهٗ

٦٠٣٨ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِىْ مٰلِكٌ عَنْ اَبِى النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ مَوْلٰى اَبِىْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِىْ قَتَادَةَ اَنَّهٗ كَانَ مَعَ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اِذَا كَانَ بِبَعْضِ طَرِيْقِ مَكَّةَ تَخَلَّفَ مَعَ اَصْحَابٍ لَّهٗ مُحْرِمِيْنَ وَهُوَ غَيْرُ مُحْرِمٍ فَرَاٰى حِمَارًا وَحْشِيًّا فَاسْتَوٰى عَلٰى فَرَسِهٖ ثُمَّ سَاَلَ اَصْحَابَهٗ اَنْ يُّنَاوِلُوْهُ سَوْطًا فَاَبَوْا فَسَاَلَهُمْ رُمْحَهٗ فَاَبَوْا فَاَخَذَهٗ ثُمَّ شَدَّ عَلَى الْحِمَارِ فَقَتَلَهٗ فَاَكَلَ مِنْهُ بَعْضُ اَصْحَابِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبٰى بَعْضُهُمْ فَلَمَّا اَدْرَكُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاَلُوْهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ اِنَّمَا هِىَ طُعْمَةٌ اَطْعَمَكُمُوْهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ۔

٦٠٣٩ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِىْ مٰلِكٌ عَنْ زَيْدٍ

(اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ خرگوش حلال ہے اور اس کو شکار کرنا جائز ہے)

٦٠٣٨ — ترجمہ: ابوقتادہ سے روایت ہے کہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے حتیٰ کہ جب مکہ کے ایک راستہ میں تھے ۔ ابوقتادہ احرام باندھنے والے اپنے ساتھیوں کے ساتھ پیچھے رہ گئے ۔ جب وہ خود احرام سے نہ تھے ۔ اُنھوں نے گاؤخر دیکھا تو اپنے گھوڑے پر سوار ہو گئے پھر اپنے ساتھیوں سے کہا کہ وہ انہیں کوڑا دیدیں ۔ اُنھوں نے انکار کر دیا پھر اُن سے اپنا نیزہ مانگا اُنھوں نے اس کا بھی انکار کیا ۔ ابوقتادہ نے خود نیزہ پکڑا پھر گاؤخر پر حملہ کیا اور اس کو قتل کر دیا اس سے بعض اصحابِ رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھایا اور بعض نے کھانے سے انکار کر دیا ۔ جب وہ رسول اللہ

ابْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ مِثْلَهُ اِلَّا اَنَّهُ قَالَ هَلْ مَعَكُمْ مِنْ لَحْمِهِ شَيْءٌ

بَابُ التَّصَيُّدِ عَلَى الْجِبَالِ

٦٠٤٠ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ الْجُعْفِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَمْرٌو اَنَّ اَبَا النَّضْرِ حَدَّثَهُ عَنْ نَافِعٍ مَوْلَى اَبِيْ قَتَادَةَ وَاَبِيْ صَالِحٍ مَوْلَى التَّوْاَمَةِ سَمِعْتُ اَبَا قَتَادَةَ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ وَهُمْ مُحْرِمُوْنَ وَاَنَا حِلٌّ عَلٰى فَرَسِيْ وَكُنْتُ رَقَّاءً عَلَى الْجِبَالِ فَبَيْنَا اَنَا عَلٰى ذٰلِكَ اِذْ رَاَيْتُ النَّاسَ مُتَشَوِّفِيْنَ لِشَيْءٍ فَذَهَبْتُ اَنْظُرُ فَاِذَا هُوَ حِمَارُ وَحْشٍ فَقُلْتُ لَهُمْ مَا هٰذَا قَالُوْا لَا نَدْرِيْ قُلْتُ هُوَ حِمَارٌ وَحْشِيٌّ فَقَالُوْا هُوَ مَا رَاَيْتَ وَكُنْتُ نَسِيْتُ سَوْطِيْ فَقُلْتُ لَهُمْ نَاوِلُوْنِيْ سَوْطِيْ فَقَالُوْا لَا نُعِيْنُكَ عَلَيْهِ فَنَزَلْتُ فَاَخَذْتُهُ ثُمَّ ضَرَبْتُ فِيْ اَثَرِهِ فَلَمْ يَكُنْ اِلَّا ذٰلِكَ حَتّٰى عَقَرْتُهُ فَاَتَيْتُ لَهُمْ فَقُلْتُ لَهُمْ قُوْمُوْا فَاحْتَمِلُوْا قَالُوْا لَا نَمَسُّهُ فَحَمَلْتُهُ

صلی اللہ علیہ وسلم کو ملے تو اس کے متعلق حضور سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا یہ طعام ہی تو ہے جو اللہ نے تمہیں دیا ہے (حدیث ۱۷۰۴ کی شرح دیکھیں)

٦٠٣٩ ـ ترجمہ: اسماعیل نے اسی اسناد سے ابوقتادہ سے اسی طرح روایت کی مگر انھوں نے یہ کہا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمہارے پاس اس کے گوشت میں سے کچھ ہے؟

باب پہاڑوں پر شکار کرنا ،،

٦٠٤٠ ترجمہ: ابن وہب نے کہا ہمیں عمرو نے خبر دی کہ ابوالنضر نے اُن کو ابوقتادہ کے

حَتّٰى جِئْتُهُمْ بِهٖ فَاَبٰى بَعْضُهُمْ وَاَكَلَ بَعْضُهُمْ فَقُلْتُ اَنَا اَسْتَوْقِفُ لَكُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَدْرَكْتُهٗ فَحَدَّثْتُهُ الْحَدِيْثَ فَقَالَ لِيْ اَبَقِيَ مَعَكُمْ مِنْهُ شَيْءٌ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ كُلُوْا فَهُوَ طُعْمٌ اَطْعَمَكُمُوْهُ اللّٰهُ

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ

وَقَالَ عُمَرُ صَيْدُهٗ مَا اصْطِيْدَ وَطَعَامُهٗ مَا رَمٰى بِهٖ وَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ اَلطَّافِيْ حَلَالٌ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ طَعَامُهٗ مَيْتَتُهٗ اِلَّا مَا قَذِرْتَ مِنْهَا

آزاد کردہ غلام نافع اور تُوأمہ کے مولیٰ ابوصالح سے بیان کیا کہ میں نے ابوقتادہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ میں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا جبکہ دُوسرے صحابہ کرام احرام باندھے ہوئے تھے اور میرا احرام نہ تھا میں گھوڑے پر سوار تھا اور میں پہاڑوں پر بہت چڑھنے والا ماہر تھا اس وقت میں پہاڑ پر تھا کہ اچانک میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ کوئی شئ دیکھ رہے ہیں۔ میں نے دیکھنا شروع کیا اچانک وہ گاؤخر تھا میں نے ساتھیوں سے کہا یہ کیا ہے؟ اُنھوں نے کہا ہم نہیں جانتے ہیں (کہ یہ کیا ہے) میں نے کہا یہ گاؤخر ہے اُنھوں نے کہا وہ وہی ہے جو تم نے دیکھا ہے میں اپنا کوڑا بھول گیا تھا اُن سے کہا مجھے میرا کوڑا دیدو اُنھوں نے کہا اس پر ہم تمہاری مدد نہیں کرسکتے۔ میں گھوڑے سے اُترا اور کوڑا پکڑا پھر میں اس کے پیچھے گیا۔ پس نہ تھا مگر وہی گاؤخر حتیٰ کہ میں نے اس کی ٹانگ کو زخمی کر دیا پھر میں اُن کے پاس آیا اور اُن سے کہا اٹھو اور اس کو اٹھاؤ اُنھوں نے کہا ہم تو اسے ہاتھ نہیں لگائیں گے۔ میں نے خود اسے اٹھایا حتیٰ کہ اُن کے پاس لے آیا اور بعض نے وہ کھانے سے انکار کر دیا اور بعض نے کھایا میں نے کہا میں تمہارے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھتا ہوں۔ میں حضور کے پاس آیا اور سارا واقعہ آپ سے بیان کیا تو آپ نے مجھے فرمایا کیا اس میں سے کچھ بچا ہے میں نے عرض کیا جی ہاں! حضور نے فرمایا کھاؤ یہ طعام ہے جو اللہ نے تمہیں دیا ہے (حدیث ۱۷۴ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! "تمہارے لئے سمندر کا شکار حلال ہے"

وَالْجِرِّيثُ لَا تَأْكُلُهُ الْيَهُودُ وَنَحْنُ نَأْكُلُهُ وَقَالَ أَبُوْ شُرَيْحٍ صَاحِبُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ شَيْءٍ فِي الْبَحْرِ مَذْبُوْحٌ وَقَالَ عَطَاءٌ أَمَّا الطَّيْرُ فَأَرٰى أَنْ يَذْبَحَهُ وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ قُلْتُ لِعَطَاءٍ صَيْدُ الْأَنْهَارِ وَقِلَاتِ السَّيْلِ أَصَيْدُ بَحْرٍ قَالَ نَعَمْ ثُمَّ تَلَا هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَهٰذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ وَمِنْ كُلٍّ تَأْكُلُوْنَ لَحْمًا طَرِيًّا وَرَكِبَ الْحَسَنُ عَلٰى سَرْجٍ مِّنْ جُلُوْدِ كِلَابِ الْمَاءِ وَقَالَ الشَّعْبِيُّ لَوْ أَنَّ أَهْلِيْ أَكَلُوا الضَّفَادِعَ لَأَطْعَمْتُهُمْ وَلَمْ يَرَ الْحَسَنُ بِالسُّلَحْفَاةِ بَأْسًا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كُلْ مِنْ صَيْدِ الْبَحْرِ وَإِنْ صَادَهُ نَصْرَانِيٌّ أَوْ يَهُوْدِيٌّ أَوْ مَجُوْسِيٌّ وَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ فِي الْمُرِّيِّ ذَبَحَ الْخَمْرَ النِّيْنَانُ وَالشَّمْسُ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا سمندر کا شکار وہ ہے جس کو جال سے شکار کیا جائے اور طعام وہ ہے جس کو سمندر باہر پھینکے " ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا طافی (جو پانی میں مر کر تیر پڑے) حلال ہے ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما

شرح : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں گواہ ہوں کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا " اَلسَّمَكَةُ الطَّافِيَةُ عَلَى الْمَاءِ حَلَالٌ " یعنی پانی میں مر کر تیرنے والی مچھلی حلال ہے ،، طحاوی نے اس پر اضافہ ذکر کیا کہ " لِمَنْ أَرَادَ أَكْلَهُ " جو اس کو کھانے کا ارادہ کرے ۔

کیا پانی میں مر کر تیرنے والی مچھلی حلال ہے ؟

علماء احناف کے نزدیک طافی مچھلی کھانا حرام ہے اس کی دلیل ابوداؤد اور ابن ماجہ کی حدیث ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو دریا سے پکڑ کر لاؤ اسے کھالو اور جو پانی میں مر کر تیر پڑے اسے نہ کھاؤ ۔ نیز جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جو دریا سے نکالی جائے وہ کھالو اور جس کو دریا باہر

پھینکے وہ بھی کھالو اور جسے پانی پر تیرتی ہوئی دیکھو وہ نہ کھاؤ۔ نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ ،، تمہارے لئے مردار حرام ہے یہ عام ہے اس سے غیر طافی بالاتفاق خاص کرلی گئی ہے اور طافی میں اختلاف ہے لہٰذا یہ عموم آیت میں داخل ہے۔ حضرت امام مالک، شافعی، احمد اور ظاہریہ نے کہا طافی کھانے میں حرج نہیں کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا « البحر هو الطهور ماءه والحل ميتته» یہ حدیث اپنے اطلاق کے باعث دریا کی ہر مچھلی کو شامل ہے۔ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ طَعَامُهُ مَيْتَتُهُ إِلَّا مَا قَذِرْتَ مِنْهَا ،، یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اس آیت کریمہ: وَأُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ مَيْتَتُهُ ،، کی تفسیر میں کہا کہ سمندر کا طعام اس کا مردار ہے مگر جسے طبع نہ چاہے اور اسے مکروہ جانے۔

وَالْجِرِّيُّ لَا تَأْكُلُهُ الْيَهُوْدُ وَنَحْنُ نَأْكُلُهُ ،،

اور جریث کو یہودی نہیں کھاتے ہم کھاتے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جریث کھانے میں حرج نہیں اسے صرف یہودی حرام کہتے ہیں ہم اسے کھاتے ہیں۔ جری کو جریث کہتے ہیں۔ مصر میں اسے ثعبان الماء یانی کا سانپ بھی کہتے ہیں یہ لمبی مچھلی ہے اس کے صرف سر میں ہڈی ہوتی ہے اور کمر کی زنجیر ہوتی ہے۔ اس پہ چھلکے نہیں ہوتے۔ فارسی میں اسے مار ماہی بھی کہتے ہیں۔ ہمارے علاقہ میں "ملی" کہتے ہیں۔

قولہ قَالَ شُرَيْحٌ ،، یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی شُریح نے کہا سمندر کی ہر شئی ذبیحہ ہے یعنی اس کو اللہ تعالیٰ نے ذبح کیا ہے لہٰذا سمندر کی ساری مخلوق مذبوح ہے اسے ذبح کرنے کی ضرورت نہیں۔

قولہ قَالَ عَطَاءٌ الخ عطاء بن یسار نے کہا پرندے کے متعلق میرا گمان یہ ہے کہ اس کو ذبح کرو۔ اس سے سمندری پرندے مراد ہیں۔

قولہ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ الخ ابن جُریج نے کہا میں نے عطاء سے کہا نہروں اور پہاڑوں کی چوٹیوں پہ جمع شدہ پانی (اس میں شکار) کیا وہ دریائی شکار ہے؟ انھوں نے کہا ہاں وہ دریائی شکار کے حکم میں ہے۔ پھر اُنھوں نے یہ آیت کریمہ تلاوت کی هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَّهٰذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ وَمِنْ تَأْكُلُوْنَ لَحْمًا طَرِيًّا ،، یہ میٹھا پانی اور نمکین شور ہے ان میں ہر ایک سے تازہ گوشت کھاتے ہو۔

قولہ وَرَكِبَ الْحَسَنُ الخ امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما پانی کے کتوں کی کھالوں سے بنی ہوئی زینہ پہ سوار ہوئے اس سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ دریائی کتا نجس اور حرام نہیں۔

قولہ قَالَ الشَّعْبِيُّ الخ شعبی نے کہا اگر میرے اہل و عیال مینڈک کھائیں تو میں بہر حال ان کو یہ کھلاؤں گا

قولہ لَمْ يَرَ ،، یعنی حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کچھوا کھانے میں کچھ حرج نہیں جانا ،،

احناف کے نزدیک سمندری جانور مچھلی کے سوا سب حرام ہیں ،،

٤٠٤٠ـــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ غَزَوْنَا جَيْشَ الْخَبَطِ وَأُمِّرَ عَلَيْنَا أَبُو عُبَيْدَةَ فَجُعْنَا جُوعًا شَدِيدًا فَأَلْقَى الْبَحْرُ حُوتًا مَيِّتًا لَمْ نَرَ مِثْلَهُ يُقَالُ لَهُ الْعَنْبَرُ فَأَكَلْنَا مِنْهُ نِصْفَ شَهْرٍ فَأَخَذَ أَبُو عُبَيْدَةَ عَظْمًا مِنْ عِظَامِهِ فَمَرَّ الرَّاكِبُ تَحْتَهُ

قولہ قَالَ ابن عباس رضی اللہ عنہما یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا سمندر کا شکار کھالو اگر اس کو نصرانی یا یہودی یا مجوسی شکار کرے (احناف کا مذہب بھی یہی ہے) قولہ قال ابوالدرداء الخ نے مری کے متعلق کہا کہ دھوپ اور مچھلیاں شراب کی ذبح ہے۔

شرح : مُرِی بضم المیم وسکونِ الراء یہ شراب ہے اس میں نمک اور مچھلیاں رکھ کر دھوپ میں رکھ دیتے ہیں اس طرح اس میں تغیر پیدا ہوجاتا ہے اور سرکہ بن جاتی ہے۔ ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے کہا شراب کو سرکہ بنانا جائز ہے۔ عبارت کی ترکیب یہ ہے۔ ذبح فعل ماضی معلوم "الخمر" منصوب مفعول بہ اور النینان معطوف علیہ الشمس معطوف مل کر مرفوع فاعل یا ذبح مصدر مضاف الخمر مضاف الیہ مبتداء مرفوع النینان خبر مرفوع معنی یہ ہیں کہ مری میں شراب کی تطہیر مچھلیاں اور دھوپ ہے۔ ابوالدرداء نے کہا مچھلی اور نمک سے شراب کی تیزی مغلوب ہوجاتی ہے اور سورج کی دھوپ اس کو سرکہ بنادیتی ہے اور وہ حلال ہوجاتی ہے۔ یہاں اس کو ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ مچھلی طاہر حلال ہے اس کی طہارت اور حلت نجس کو طاہر کردیتی ہے جیسے نمک ہے۔ توضیح میں ہے ابوہریرہ، ابودرداء، ابن عباس اور ان کے علاوہ تابعین کرام شراب سے بنائی ہوئی مری کھاتے تھے اور اس میں کچھ حرج نہ سمجھتے تھے۔ ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ تعالیٰ نے شراب کو لعینہٖ حرام کیا ہے جبکہ وہ نشہ دے اور اگر اسے دھوپ اور نمک متغیر کرکے پاک کردے تو اس میں حرج نہیں اسے کھانا جائز ہے (عینی)

٤٠٤٠ـــ ترجمہ : عمرو نے کہا کہ اُنھوں نے جابر رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ہم نے جیش خبط کی جنگ لڑی جبکہ ہمارا امیر ابوعبیدہ تھا ہمیں بہت بھوک لگی تو سمندر نے مردہ مچھلی باہر پھینک دی ایسی مچھلی ہم نے کبھی نہ دیکھی تھی اس کو عنبر کہا جاتا تھا ہم نے اس سے پندرہ دن کھایا پھر ابوعبیدہ نے اس کی ہڈیوں میں سے ایک ہڈی پکڑی تو سوار اس کے نیچے سے گزر گیا۔ (خبط درخت کے پتے ہیں جس کو اونٹ کھاتے ہیں۔ اس جنگ میں بھوک کے باعث

۶۰۴۱ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعْتُ جَابِرًا یَقُوْلُ بَعَثَنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَ مِائَةِ رَاکِبٍ وَاَمِیْرُنَا اَبُوْ عُبَیْدَةَ نَرْصُدُ عِیْرًا لِقُرَیْشٍ فَاَصَابَنَا جُوْعٌ شَدِیْدٌ حَتّٰی اَکَلْنَا الْخَبَطَ فَسُمِّیَ جَیْشَ الْخَبَطِ فَاَلْقَی الْبَحْرُ حُوْتًا یُقَالُ لَهُ الْعَنْبَرُ فَاَکَلْنَا مِنْهُ نِصْفَ شَهْرٍ وَادَّهَنَّا بِوَدَکِهٖ حَتّٰی صَلُحَتْ اَجْسَامُنَا فَاَخَذَ اَبُوْ عُبَیْدَةَ ضِلَعًا مِنْ اَضْلَاعِهٖ فَنَصَبَ فَمَرَّ الرَّاکِبُ تَحْتَهٗ وَکَانَ فِیْنَا رَجُلٌ فَلَمَّا اشْتَدَّ الْجُوْعُ نَحَرَ ثَلٰثَ جَزَائِرَ ثُمَّ ثَلٰثَ جَزَائِرَ ثُمَّ نَهَاهُ اَبُوْ عُبَیْدَةَ

بَابُ اَکْلِ الْجَرَادِ

۶۰۴۲ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِیْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ یَعْفُوْرٍ عَنِ ابْنِ اَبِیْ اَوْفٰی یَقُوْلُ غَزَوْنَا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَ

صحابہ درخت کے پتے کھاتے تھے اس لئے اس کو جیش خبط کہتے ہیں (حدیث ۲۳۲۰ اور ۴۰۶۱ کی شرح دیکھیں)

۶۰۴۱ ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تین سو سوار کو بھیجا اور ہمارا امیر ابو عبیدہ تھے اس حال میں کہ ہم قریش کے قافلہ کا تعاقب کرتے تھے تو ہمیں سخت بھوک لگی یہاں تک کہ ہم نے درختوں کے پتے کھائے اس لئے ہمیں جیش الخبط کہا جاتا ہے۔ سمندر نے ایک مچھلی باہر پھینکی جس کو عنبر کہا جاتا ہے۔ ہم نے وہ نصف ماہ کھائی اور اس کی چربی کے تیل سے مالش کرتے رہے حتیٰ کہ ہمارے جسم طاقتور ہو گئے۔ پھر ابو عبیدہ نے اس کی پسلیوں سے ایک پسلی کھڑی کی تو سوار اس کے نیچے سے گزر گیا۔ ہم میں ایک آدمی جس کے پاس اونٹ تھے جب بھوک سخت ہوئی تو اس نے تین اونٹ نحر کئے پھر تین اونٹ نحر کئے پھر ابو عبیدہ نے اس کو روک دیا۔

باب ٹڈی کھانا

۶۰۴۲ ترجمہ: ابو یعفور نے کہا میں نے ابن ابی اوفیٰ کو یہ کہتے سنا کہ ہم نے نبی کریم

غَزَوَاتٍ أَوْ سِتًّا كُنَّا نَأْكُلُ الْجَرَادَ مَعَهُ قَالَ سُفْيٰنُ وَأَبُو عَوَانَةَ وَ
إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي يَعْفُورٍ عَنِ ابْنِ أَبِي أَوْفَى سَبْعَ غَزَوَاتٍ

بَابُ اٰنِيَةِ الْمَجُوسِ وَالْمَيْتَةِ

۶۰۴۳ — حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ حَيْوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ حَدَّثَنِي
رَبِيعَةُ بْنُ يَزِيدَ الدِّمَشْقِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيُّ قَالَ
حَدَّثَنِي أَبُو ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيُّ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّا بِأَرْضِ أَهْلِ الْكِتَابِ فَنَأْكُلُ فِي اٰنِيَتِهِمْ
وَبِأَرْضِ صَيْدٍ أَصِيدُ بِقَوْسِي وَأَصِيدُ بِكَلْبِي الَّذِي لَيْسَ بِمُعَلَّمٍ
فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّا مَا ذَكَرْتَ أَنَّكُمْ بِأَرْضِ
أَهْلِ كِتَابٍ فَلَا تَأْكُلُوا فِي اٰنِيَتِهِمْ إِلَّا أَنْ لَا تَجِدُوا بُدًّا فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا (فاغسلوها وكلوا فيها)
وَأَمَّا مَا ذَكَرْتَ أَنَّكُمْ بِأَرْضِ صَيْدٍ فَمَا صِدْتَ بِقَوْسِكَ فَاذْكُرِ اسْمَ
وَكُلْ وَمَا صِدْتَ بِكَلْبِكَ الْمُعَلَّمِ فَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ وَكُلْ وَمَا صِدْتَ
بِكَلْبِكَ الَّذِي بِمُعَلَّمٍ فَأَدْرَكْتَ ذَكَاتَهُ فَكُلْهُ

صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سات(۷) یا چھ(۶) جنگیں لڑیں ہم آپ کے ہمراہ ٹڈی کھاتے تھے۔ سفیان، ابوعوانہ اور اسرائیل نے ابویعفور کے ذریعہ ابن ابی اوفی سے سات غزوے ذکر کئے ہیں (یعنی اس اسناد میں ابن ابی اوفی نے شک کے بغیر سات غزوے کہا ہے)

باب مجوسیوں کے برتن اور مُردار

۶۰۴۳ — ترجمہ: ابوثعلبہ خشنی نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور

۶۰۴۴ — حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ اَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ قَالَ لَمَّا اَمْسَوْا يَوْمَ فَتْحِ خَيْبَرَ اَوْقَدُوا النِّيْرَانَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى مَا اَوْقَدْ تُمُ النِّيْرَانَ قَالُوا لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاِنْسِيَّةِ قَالَ اَهْرِيْقُوا مَا فِيْهَا وَاكْسِرُوا قُدُوْرَهَا فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَقَالَ نُهَرِيْقُ مَا فِيْهَا وَنَغْسِلُهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ ذَاكَ —

عرض کیا یا رسولَ اللہ! ہم اہل کتاب کی زمین میں رہتے ہیں اور تیر کمان سے شکار کرتے ہیں اور سدھائے ہوئے کُتّے سے بھی شکار کرتے ہیں جو سدھایا ہوا نہ ہو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو تم نے ذکر کیا ہے کہ تم اہلِ کتاب کی زمین میں رہتے ہو تو اُن کے برتنوں میں نہ کھاؤ مگر یہ کہ کوئی چارہ نہ ہو اگر تم کوئی صورت نہ دیکھو تو ان کو دھو کر ان میں کھالو اور جو تم نے ذکر کیا ہے کہ تم شکار کی زمین میں رہتے ہو ... جو تم بِسمِ اللہ پڑھ کر کمان سے شکار کرو وہ کھاؤ اور جو سدھائے کُتّے سے بِسمِ اللہ پڑھ کر شکار کرو تو کھالو اور جو تم بغیر سدھائے کُتّے سے شکار کرو اور فرصت پاؤ تو اسے ذبح کرکے کھالو!

۶۰۴۳ — شرح : اس باب کا عنوان مجوسیوں کے برتن ہیں اور اس کے تحت حدیث میں صرف اہلِ کتاب کا ذکر ہے مجوسیوں کا قطعًا ذکر نہیں گویا کہ امام کا یہ گمان ہے کہ مجوس اہلِ کتاب ہیں۔ بعض علماء نے کہا کہ مجوسیوں اور اہلِ کتاب کے برتنوں میں کھانا یکساں ممنوع ہے کہ وہ دونوں نجاست کی پرواہ نہیں کرتے ہیں اس لئے مجوسیوں کے برتنوں کو اہلِ کتاب کے برتنوں پر قیاس کیا ہے۔ نیز اس حدیث کے بعض طرق میں مجوس کا ذکر بھی ہے چنانچہ ترمذی نے ابو ثعلبہ سے روایت کی کہ لوگوں نے جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مجوس کے برتنوں کو استعمال کرنے کے متعلق پوچھا تو حضور نے فرمایا ان کے برتن صاف کرکے استعمال کرلو نیز بخاری کی عادت ہے کہ کوئی عنوان قائم کرتے ہیں پھر اس میں وہ ذکر کردیتے ہیں جس سے حکم بطریقِ الحاق معلوم ہو (عینی)

۶۰۴۴ — ترجمہ : سلمہ بن اکوع نے جب فتح خیبر کے دن شام ہوئی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آگ روشن کی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ آگ کس لئے ہے روشن کی جارہی ہے۔ لوگوں نے کہا اہلی گدھوں کے گوشت پکا رہے ہیں۔ ان پر آگ روشن کر رہے ہیں حضور نے فرمایا جو کچھ ہنڈیوں میں ہے باہر پھینک دو اور ہنڈیاں توڑ ڈالو لوگوں میں سے ایک آدمی کھڑا ہوا اُس نے

بَابُ التَّسْمِيَةِ عَلَى الذَّبِيحَةِ وَمَنْ تَرَكَ مُتَعَمِّدًا

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَنْ نَسِيَ فَلَا بَأْسَ وَقَالَ اللّٰهُ وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَفِسْقٌ وَالنَّاسِي لَا يُسَمَّى فَاسِقًا وَقَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ وَإِنَّ الشَّيَاطِينَ لَيُوحُونَ إِلَى أَوْلِيَائِهِمْ

کہا ہنڈیوں میں جو کچھ ہے اسے گرا دیتے ہیں اور انہیں دھو ڈالتے ہیں۔ حضور نے فرمایا اسی طرح کر لو۔

۴۰۴۴ — شرح : اس حدیث کی باب کے عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ یہ مسلّم امر ہے کہ اہلی گدھوں کا گوشت حرام ہے اور وہ مردار جیسا ہے جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہنڈیوں کو دھونے کے بعد ان کو استعمال کرنا مباح کر دیا تو ایسے ہی مجوسیوں کے برتن ہیں کہ ان کو دھونے کے بعد استعمال کرنا مباح ہے۔ کیونکہ مجوسیوں کے ذبائح مُردار ہیں۔
(حدیث ۲۳۱۴ کی شرح دیکھیں)

باب ذبیحہ پر بسم اللہ پڑھنا اور جس نے قصداً بسملہ ترک کر دی

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا جو کوئی بھول کر بسم اللہ ترک کر دے اس میں کوئی حرج نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس پر اللہ کا نام ذکر نہ کیا جائے وہ مت کھاؤ یہ کھانا فسق اور حرام ہے اور بھولنے والے کو فاسق نہیں کہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! شیطان اپنے دوستوں کو وسوسہ دیتے ہیں تاکہ وہ تم سے جھگڑیں اگر تم نے ان کی اطاعت کی تو مشرک ہو گئے،،

شرح : یعنی بھول کر بسملہ ترک کر دے تو ذبیحہ حرام نہ ہوگا۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ : "وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ" ،، عنوان کی تقویت کے لئے ذکر کی ہے کہ ذبیحہ کی حلت کے لئے تسمیہ شرط ہے اگر قصداً ترک کیا تو حلال نہ ہوگا اور اگر از روئے سہو ترک کیا تو کچھ حرج نہیں۔

٦٠٤٥ — حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ عَنْ جَدِّهِ رَافِعِ ابْنِ خَدِيجٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ فَأَصَابَ النَّاسَ جُوعٌ فَأَصَبْنَا إِبِلًا وَغَنَمًا وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أُخْرَيَاتِ النَّاسِ فَعَجِلُوا فَنَصَبُوا الْقُدُورَ فَدُفِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِمْ فَأَمَرَ بِالْقُدُورِ فَأُكْفِئَتْ ثُمَّ قَسَمَ فَعَدَلَ عَشَرَةً مِنَ الْغَنَمِ

اور یہ بیان کیا کہ بھولنے والا فاسق نہیں لہٰذا ناسی کا ذبیحہ جائز ہے۔

اس مقام میں تحقیق یہ ہے کہ اس آئت کریمہ میں نہی ہے اور مطلق نہی تحریم کے لئے ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کا کلام اِنَّہٗ لَفِسْقٌ ،، اس پر دلالت کرتا ہے جب نہی میں کلمہ "مِنْ" مذکور ہو تو وہاں نہی میں مبالغہ ہوتا ہے اور اِنَّہٗ ،، کی ضمیر کا مرجع اگر ،، اکل ،، ہو جو لَا تَاْکُلُوْا ،، کے ضمن میں ہے تو اکل حرام فسق ہوگا اور اگر اس کا مرجع ذبیحہ ہو جس پر اللہ کا نام ذکر نہیں کیا گیا جیسا کہ اس آئت کریمہ : اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ میں ہے اس آئت میں اِس حرمت کا بیان ہے کہ اللہ کا نام ذکر نہیں کیا گیا یعنی اللہ کا نام ذکر نہ کرنے کے سبب ذبیحہ حرام ہے کیونکہ تحریم اس وصف سے موصوف ہوتی ہے اور وہ حرمت کی موجب ہے جیسے مردار اور موقوذ حرام ہیں۔ اس تقریر سے یہ واضح ہوگیا کہ اس آئت کو مشرکین کے ذبائح پر محمول کرنا فاسد ہے کیونکہ مشرکوں کا ذبیحہ اس قبیلہ سے نہیں ۔ وہ اگر اللہ کا نام لے کر ذبح کریں جب بھی ان کا ذبیحہ حرام ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ آئت کریمہ مجمل ہے۔ کیونکہ اس میں احتمال ہے کہ ذبح کے وقت یا پکانے کے وقت اللہ کا نام ذکر نہ کیا جائے تو وہ حرام ہے لہٰذا اِس سے حجت و دلیل پکڑنا صحیح نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ ذبح کے علاوہ بالاجماع اور کوئی حالت اور وقت مراد نہیں۔ علماء سلف کا اس پر اجماع ہے کہ آئت میں ذبح کی حالت مراد ہے ۔ لہٰذا یہ مجمل نہیں ۔ (عینی)

٦٠٤٥ — ترجمہ : رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے کہا ہم ذوالحلیفہ میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے کہ لوگوں کو بہت بھوک لگی ہم نے اونٹ اور بکریاں غنیمت پائی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پیچھے تشریف لا رہے تھے لوگوں نے جلدی کی اور ہنڈیاں چڑھا دیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جلدی سے اُن کے پاس آئے اور ہنڈیوں کے متعلق حکم دیا انہیں الٹ دیا گیا۔ پھر حضور نے

بِبَعِيْرٍ فَنَدَّ مِنْهَا بَعِيْرٌ وَكَانَ فِي الْقَوْمِ خَيْلٌ يَسِيْرَةٌ فَطَلَبُوْهُ فَأَعْيَاهُمْ فَأَهْوَى إِلَيْهِ رَجُلٌ بِسَهْمٍ فَحَبَسَهُ اللّٰهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِهٰذِهِ الْبَهَائِمِ أَوَابِدَ كَأَوَابِدِ الْوَحْشِ فَمَا نَدَّ عَلَيْكُمْ مِنْهَا فَاصْنَعُوْا بِهِ هٰكَذَا قَالَ وَقَالَ جَدِّيْ إِنَّا لَنَرْجُوْا أَوْ نَخَافُ أَنْ نَلْقَى الْعَدُوَّ غَدًا وَلَيْسَ مَعَنَا مُدًى أَفَنَذْبَحُ بِالْقَصَبِ قَالَ مَا أَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ فَكُلْ لَيْسَ السِّنَّ وَالظُّفُرَ وَسَأُخْبِرُكُمْ عَنْهُ أَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ وَأَمَّا الظُّفُرُ فَمُدَى الْحَبَشَةِ

غنیمت کا مال تقسیم کیا اور ایک اونٹ کے برابر دس بکریاں کیں اُن میں سے ایک اونٹ بھاگ نکلا لوگوں کے پاس گھوڑے تھوڑے تھے اُنھوں نے تلاش کیا تو اُس نے لوگوں کو عاجز کر دیا ایک آدمی نے اس کی طرف تیر پھینکا تو اللہ تعالیٰ نے اسے روک دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِن جانوروں میں وحشی جانوروں کی طرح بھگوڑے ہوتے ہیں پس جو تم سے بھاگ نکلے اس کے ساتھ اسی طرح کرو راوی عبایہ نے کہا میرے دادا رافع نے کہا ہم اُمید کرتے ہیں یا ہمیں اندیشہ ہے کہ ہمارا دشمن سے مقابلہ ہوگا اور ہمارے پاس چھریاں نہیں کیا ہم بانس سے ذبح کر لیں حضور نے فرمایا جو شئ خون بہادے اور اس پر اللہ کا نام ذکر کیا جائے وہ کھالو! دانت اور ناخن کے سوا (یہ ذبح کے لائق نہیں) میں اس کے متعلق تمہیں بتاؤں گا کہ دانت ہڈی ہے اور ناخن حبشیوں کی چھری ہے۔

۶۰۴۵ شرح: یہ ذوالحلیفہ وہ نہیں جہاں سے اہل مدینہ منورہ احرام باندھتے ہیں بلکہ یہ تہامہ کی زمین میں طائف اور مکہ مکرمہ کے درمیان کوئی اور مقام ہے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے غنیمت کا مال تقسیم کرنے سے پہلے جانور ذبح کرکے ہنڈیاں چڑھا دی تھیں اس لئے حضور نے ہنڈیاں الٹ دیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دانت سے ذبح کرنا اس لئے منع کر دیا کہ یہ ہڈی ہے جو جنات کی خوراک ہے۔ نیز دانت کے ساتھ ذبح کرنے سے دانت پلید ہو جاتا ہے اور دانت خون سے آلودہ کرنا ممنوع ہے نیز اس سے پورا ذبح نہیں ہوتا اور تھوڑے سے قطع ہو جانے سے خون نکلنے کے سبب حتف انف سے جانور مر جاتا ہے اور ناخنوں سے ذبح کرنے میں جانور کو تکلیف ہوتی ہے؛ کیونکہ ان سے صحیح ذبح نہیں ہوتا۔

بَابُ مَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَالْأَصْنَامِ

۶۰۴۶ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُخْتَارِ قَالَ حَدَّثَنَا مُوسَى ابْنُ عُقْبَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمٌ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ لَقِيَ زَيْدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ بِأَسْفَلِ بَلْدَحٍ وَذَاكَ قَبْلَ أَنْ يُنْزَلَ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَحْيُ فَقَدَّمَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُفْرَةً فِيهَا لَحْمٌ فَأَبَى أَنْ يَأْكُلَ مِنْهَا ثُمَّ قَالَ إِنِّي لَا آكُلُ مِمَّا تَذْبَحُونَ عَلَى أَنْصَابِكُمْ وَلَا آكُلُ إِلَّا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ

حدیث ۲۳۲۵ ج: ۳ کی شرح دیکھیں

باب جو نصب اور بتوں پر جانور ذبح کئے جائیں

نُصب وہ بُت ہیں جو پتھروں سے تراشے جاتے ہیں اور اصنام عام ہیں یہ عام کا خاص پر عطف ہے (عینی) بعض نے کہا انصاب وہ پتھر ہیں جو کعبہ کے ارد گرد رکھے گئے تھے۔ اُن پر بتوں کا نام لے کر ذبح کرتے تھے مشہور یہی ہے۔ بعض نے کہا نصب وہ ہیں جن کی اللہ کے سوا عبادت کی جائے اس تقدیر پر اصنام کا اس پر عطف تفسیری ہے۔

ترجمہ: موسیٰ بن عقبہ رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے سالم نے خبر دی کہ انھوں نے عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سُنا وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خبر ۶۰۴۶ دیتے تھے کہ حضور نے زید بن عمرو بن نفیل سے اسفل بلدح میں ملاقات کی یہ ملاقات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نزولِ وحی سے پہلے تھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے آگے دسترخوان رکھا جس پر گوشت تھا زید نے وہ کھانے سے انکار کر دیا پھر کہا میں اسے نہیں کھاتا ہوں جسے تم اپنے انصاب پر ذبح

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْيَذْبَحْ عَلَى اسْمِ اللّٰهِ

٥٠٤٧ـــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْعَوَانَةَ عَنِ الْاَسْوَدِ ابْنِ قَيْسٍ عَنْ جُنْدُبِ بْنِ سُفْيٰنَ الْبَجَلِيِّ قَالَ ضَحَّيْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَضْحَاةً ذَاتَ يَوْمٍ فَاِذَا النَّاسُ قَدْ ذَبَحُوْا ضَحَايَاهُمْ

کرتے ہو۔ میں تو وہی کھاؤں گا جس پہ اللہ کا نام لیا گیا ہو۔

٦٠٤٦ شرح : زید بن عمرو بن نفیل جاہلیت میں حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے دین پر عبادت کرتا تھا وہ سعید بن زید کا والد ہے جو حضرات عشرہ مبشرہ میں سے ہے۔ بلدح جگہ کا نام ہے۔

خطابی نے کہا دسترخوان پر سے کچھ کھانے سے اس اندیشہ کے پیشِ نظر انکار کیا کہ وہ بتوں کا نام لے کر ذبح کیا ہوگا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس وقت جو بتوں کے نام پر ذبح کیا گیا ہوتا نہ کھاتے تھے۔ چونکہ زید مشرکوں کی عادت پر مطلع تھے کہ وہ بتوں کے نام پر ذبح کرتے ہیں اس شبہ کے سبب نہ کھایا (خطابی)

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ نُصُب اور انصاب کیا ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ زمخشری نے کہا مشرکوں نے بیت اللہ کے ارد گرد پتھر گاڑے ہوئے تھے اُن پہ جانوروں کو بتوں کے نام پر ذبح کرتے تھے اور اُن پر گوشت بکھیر دیتے تھے اس طرح وہ ان کی تعظیم کرتے تھے اور اُن کا تقرب ڈھونڈتے تھے۔ تیمی نے کہا انصاب اور نصب ایک ہی شئ ہے۔ نُصُب جمع ہے اور نصاب واحد ہے جوہری نے کہا نصب کا صاد ساکن اور مضموم دونوں طرح پڑھا جاتا ہے یہ وہ ہے جس کی اللہ کے سوا عبادت کی جاتی تھی اور وہ تین سو ساٹھ پتھر تھے جو کعبہ کے پاس جمع کئے گئے تھے۔ ان پر وہ لوگ اپنے بتوں کے نام سے جانور ذبح کرتے تھے اور پتھر بُت نہ تھے کیونکہ بتوں کی صورتیں اور شکلیں ہوتی ہیں (کرمانی)

ابن زید نے کہا جو نصب پر ذبح کیا جائے اور ما اہل بہ لغیر اللہ ایک ہی شئ ہے کیونکہ ما اہل بہ لغیر اللہ کے معنی یہ ہیں کہ جن بتوں کی وہ پوجا کرتے تھے ان کا نام لے کر جو ذبح کیا جائے یا مسیح علیہ السلام کے نام سے ذبح کیا جائے الغرض اللہ کے سوا جو نام لے کر ذبح کیا جائے وہ ما اہل بہ لغیر اللہ ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا جس ذبیحہ کو مسیح علیہ السلام کے نام سے ذبح کیا جائے وہ ہم نہیں کھائیں گے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا جو غیر اللہ کا نام لے کر ذبح کیا جائے وہ حلال نہیں اور نہ ہی وہ حلال ہے جو بتوں کے نام سے ذبح کیا یعنی ذبح کے وقت بت کا نام ذکر کیا جائے (عینی)

قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَلَمَّا انْصَرَفَ رَاٰهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُمْ قَدْ ذَبَحُوْا قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَقَالَ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَلْيَذْبَحْ مَكَانَهَا اُخْرٰى وَمَنْ كَانَ لَمْ يَذْبَحْ حَتّٰى صَلَّيْنَا فَلْيَذْبَحْ عَلَى اسْمِ اللّٰهِ

بَابُ مَا اَنْهَرَ الدَّمَ مِنَ الْقَصَبِ وَالْمَرْوَةِ وَالْحَدِيْدِ

۶۰۴۸ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِيْ بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ سَمِعَ ابْنَ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ يُخْبِرُ ابْنَ عُمَرَ اَنَّ اَبَاهُ

باب سیدعالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد: اللہ کے نام پر ذبح کرے"

۶۰۴۷ — ترجمہ: جندب بن سفیان بجلی نے کہا ہم نے ایک دن جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ قربانی کی ناگاہ چند لوگوں نے نمازِ عید سے پہلے قربانی ذبح کردیں جب حضور نماز سے فارغ ہوئے تو ان کو دیکھا کہ اُنھوں نے نماز سے پہلے ذبح کیا ہے، تو فرمایا جس نے نماز سے پہلے ذبح کیا وہ اس کی جگہ دوسرا جانور ذبح کرے اور جس نے ذبح نہیں کیا وہ اللہ کے نام پر ذبح کرے۔

۶۰۴۷ — شرح: اس حدیث کا مدلول یہ ہے کہ ذبیحہ عید کی نماز کے بعد ہے، نماز سے پہلے جائز نہیں اور اس میں ضروری ہے کہ اللہ کے نام سے ذبح کرے یعنی ذبح مقرون بالتسمیہ ہو۔ لہٰذا تسمیہ کے بغیر ذبیحہ جائز نہ ہوگا۔ ذبیحہ میں سنّت یہ ہے کہ اگر کوئی وجوب سے پہلے کسی شئ میں جلدی کرے وہ اسے محروم ہوجائے گا جیسے مُورث کا قاتل وراثت سے محروم ہوجاتا ہے۔

باب بانس، باریک پتھر اور لوہا میں سے جو خون بہادے"

۶۰۴۸ — ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہ انہوں نے کعب بن مالک کے بیٹے سے سُنا وہ ابن عمر کو خبر دیتے تھے کہ ان کے باپ نے انہیں خبر دی کہ ان کی لونڈی موضع سلع

أَخْبَرَهُ أَنَّ جَارِيَةً لَهُمْ كَانَتْ تَرْعَى غَنَمًا بِسَلْعٍ فَأَبْصَرَتْ بِشَاةٍ مِنْ غَنَمِهَا مَوْتًا فَكَسَرَتْ حَجَرًا فَذَبَحَتْهَا فَقَالَ لِأَهْلِهِ لَا تَأْكُلُوا حَتَّى آتِيَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَسْأَلَهُ أَوْ حَتَّى أُرْسِلَ إِلَيْهِ مَنْ يَسْأَلُهُ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَعَثَ إِلَيْهِ فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَكْلِهَا

۶۰۴۹ — حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي سَلَمَةَ أَخْبَرَ عَبْدَ اللهِ أَنَّ جَارِيَةً لِكَعْبِ ابْنِ مَالِكٍ تَرْعَى غَنَمًا لَهُ بِالْجُبَيْلِ الَّذِي بِالسُّوقِ وَهُوَ بِسَلْعٍ فَأُصِيبَتْ شَاةٌ مِنْهَا فَأَدْرَكَتْهَا فَكَسَرَتْ حَجَرًا فَذَبَحَتْهَا فَذَكَرُوا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَهُمْ بِأَكْلِهَا

میں بکریاں چرا رہی تھی۔ اچانک اس نے بکریوں میں سے ایک بکری کو مرتے دیکھا تو پتھر کو توڑ کر اس کے ساتھ اس بکری کو ذبح کر دیا کعب نے اپنے گھر والوں سے کہا اسے نہ کھاؤ حتی کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ سے پوچھتا ہوں یا میں کسی کو بھیجتا ہوں جو حضور سے پوچھے کعب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضور نے اس کے کھانے کو حکم دیا۔

۶۰۴۸ — شرح: اس حدیث میں پانچ فوائد ہیں: اوّل یہ کہ عورت کا ذبیحہ جائز ہے دوم یہ کہ لونڈی کا ذبیحہ درست ہے۔ سوم یہ کہ باریک پتھر سے ذبح کرنا درست ہے۔ چہارم یہ کہ جو حلال جانور مرنے کے قریب ہو۔ اس کو ذبح کر کے کھانا جائز ہے۔ پنجم یہ کہ وکالت کے بغیر غیر مالک بھی ذبح کر سکتا ہے۔ جب چرواہے نے بکری ذبح کی اور کہا میں نے اس کو مرتے دیکھا تھا مجھے اندیشہ ہوا کہ یہ مر جائے گی تو اس پر کوئی ضمان نہیں۔ حدیث ۲۱۵۷ ج: ۳ کی شرح دیکھیں۔

۶۰۴۹ — ترجمہ: کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی ایک لونڈی تھی جو ان کی بکریاں سوق میں چھوٹے سے پہاڑ میں چراتی تھی اور وہ مقام سلع ہے اس نے ایک بکری کو آفت زدہ

۶۰۵۰ـــ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سَعِیْدِ ابْنِ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبَایَةَ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّهٗ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَیْسَ مَعَنَا مُدًی فَقَالَ مَا اَنْهَرَ الدَّمَ وَذُکِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَیْهِ فَکُلْ لَیْسَ السِّنَّ وَالظُّفُرَ اَمَّا الظُّفُرُ فَمُدَی الْحَبَشَةِ وَاَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ وَنَدَّ بَعِیْرٌ فَحَبَسَهٗ فَقَالَ اِنَّ لِهٰذِهِ الْاِبِلِ اَوَابِدَ کَاَوَابِدِ الْوَحْشِ فَمَا غَلَبَکُمْ مِنْهَا فَاصْنَعُوْا بِهٖ هٰکَذَا

بَابُ ذَبِیْحَةِ الْاَمَةِ وَالْمَرْاَةِ

۶۰۵۱ـــ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ لِکَعْبِ بْنِ مَالِکٍ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّ امْرَاَةً ذَبَحَتْ شَاةً بِحَجَرٍ فَسُئِلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِکَ فَاَمَرَ بِاَکْلِهَا وَقَالَ اللَّیْثُ حَدَّثَنَا نَافِعٌ اَنَّهٗ سَمِعَ رَجُلًا مِنَ الْاَنْصَارِ یُخْبِرُ عَبْدَ اللّٰهِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ جَارِیَةً لِکَعْبٍ بِهٰذَا

ہوتی دیکھا تو پتھر کو توڑ کر اس کے ساتھ اسے ذبح کر دیا لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ذکر کیا تو آپ نے انہیں اسے کھانے کا حکم دیا۔

۶۰۵۰ـــ ترجمہ: عبایہ بن رافع نے اپنے دادا سے روایت کی کہ اُنہوں نے کہا یا رسول اللہ ہمارے پاس چھریاں نہیں ہیں۔ حضور نے فرمایا جو شئ خون بہا دے اور اللہ کا نام ذکر کیا جائے تو کھالو ناخن اور دانت نہ ہو۔ بہر حال ناخن حبشیوں کی چھری ہے اور دانت ہڈی ہے ایک اونٹ بھگوڑا ہو گیا تو اس کو (تیر سے) روک لیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان اونٹوں میں وحشی جانوروں کی طرح بھگوڑے ہوتے ہیں ان میں سے جو جانور تم پر غالب آجائے اس کے ساتھ اس طرح کیا کرو!

(ذبیحہ پر بسملہ پڑھنا کے باب کی شرح دیکھیں نیز حدیث ۶۰۴۵ ج: ۸ کی شرح دیکھیں)

۶۰۵۲ـــ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ قَالَ حَدَّثَنِیْ مٰلِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ عَنْ مُعَاذِ بْنِ سَعْدٍ اَوْ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ جَارِیَةً لِّکَعْبِ بْنِ مٰلِكٍ کَانَتْ تَرْعٰی غَنَمًا بِسَلْعٍ فَاُصِیْبَتْ شَاةٌ مِّنْهَا فَاَدْرَکَتْهَا فَذَبَحَتْهَا بِحَجَرٍ فَسُئِلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ کُلُوْهَا

باب عورت اور باندی کا ذبیحہ

۶۰۵۱ـــ ترجمہ : کعب بن مالک نے کہا ایک عورت نے تیز دھار پتھر سے بکری ذبح کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو حضور نے اس کے کھانے کا حکم دیا۔

لیث نے کہا ہمیں نافع نے خبر دی کہ انہوں نے ایک انصاری آدمی سے سنا کہ وہ عبداللہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے خبر دیتا تھا کہ کعب بن مالک کی باندی نے بکری ذبح کی

۶۰۵۱ـــ شرح : جمہور فقہا نے کہا جب عورت ذبح کرنا اچھی طرح جانتی ہو تو اس کا ذبیحہ جائز ہے۔ ایسے ہی اگر بچہ اچھی طرح ذبح کرنا جانتا ہو تو اس کا ذبیحہ بھی صحیح ہے البتہ حبشی کے ذبیحہ میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے طاؤس نے کہا حبشی کا ذبیحہ صحیح نہیں۔

۶۰۵۲ـــ ترجمہ : کعب بن مالک نے کہا ایک عورت نے تیز دھار پتھر سے بکری ذبح کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو حضور نے اس کے کھانے کا حکم دیا۔

۶۰۵۲ـــ ترجمہ : کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی باندی مقام سلع میں بکریاں چراتی تھی اُن میں سے ایک بکری آفت زدہ ہوتی دیکھی اُس نے اس کو پکڑا اور پتھر کے ساتھ ذبح کر دیا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا تو حضور نے فرمایا اسے کھا لو۔

بَابُ لَا يُذَكَّى بِالسِّنِّ وَالْعَظْمِ وَالظُّفُرِ

۶۰۵۳ ــ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلْ يَعْنِيْ مَا اَنْهَرَ الدَّمَ اِلَّا السِّنَّ وَالظُّفُرَ

بَابُ ذَبِيْحَةِ الْاَعْرَابِ وَنَحْوِهِمْ

۶۰۵۴ ــ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا اُسَامَةُ ابْنُ حَفْصٍ الْمَدَنِيُّ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اِنَّ

باب دانت، ہڈی اور ناخن سے ذبح نہ کیا جائے

۶۰۵۳ ــ ترجمہ : رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دانت اور ناخن کے سوا جو شئی خون بہادے (اسے ذبح کیا ہوا سمجھا) کھا لو۔

۶۰۵۳ ــ شرح : اس حدیث میں ہڈی کا ذکر نہیں اور اس سے پہلی احادیث میں بھی ہڈی سے منع نہیں کیا گیا لیکن دانت سے ذبح کرنا اس لئے ممنوع ہے کہ دانت ہڈی ہے لہٰذا ہڈی کا ذکر بھی ہو گیا اور باب کے عنوان میں عظم کا سن پر عطف۔ عطفِ بیان ہے۔ اسی طرح ظفر (ناخن) بھی عظم ہے۔ بعض علماء نے کہا امام بخاری کی عادت ہے کہ وہ اصلِ حدیث کی طرف اشارہ کرتے ہیں اور اصلِ حدیث میں "اَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ"، بہرحال دانت ہڈی ہے۔

باب اعراب وغیرہ کا ذبیحہ

اعراب وہ عرب لوگ ہیں جو جنگلات میں رہتے ہیں وہ کسی ضروری کام کے بغیر شہروں میں داخل نہیں ہوتے۔ عرب معروف قبیلہ ہے۔ اس لفظ سے اعراب اور عرب کا واحد نہیں جو ان دونوں لفظوں کی طرف منسوب ہو اسے اعرابی اور عربی کہتے ہیں۔

قَوْمًا قَالُوا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ قَوْمًا يَأْتُونَنَا بِاللَّحْمِ لَا نَدْرِي أَذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ أَمْ لَا فَقَالَ سَمُّوا عَلَيْهِ أَنْتُمْ وَكُلُوهُ قَالَتْ وَكَانُوا حَدِيثِي عَهْدٍ بِالْكُفْرِ تَابَعَهُ عَلِيٌّ عَنِ الدَّرَاوَرْدِيِّ وَتَابَعَهُ أَبُو خَالِدٍ وَالطُّفَاوِيُّ

بَابُ ذَبَائِحِ أَهْلِ الْكِتَابِ وَشُحُومِهَا مِنْ أَهْلِ الْحَرْبِ وَغَيْرِهِمْ

وَقَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ اَلْيَوْمَ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ وَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَهُمْ وَقَالَ الزُّهْرِيُّ

۶۰۵۴ ــــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ لوگ ہمارے پاس گوشت لاتے ہیں ہم نہیں جانتے کہ اس پر اللہ کا نام ذکر کیا گیا ہے یا نہیں۔ حضور نے فرمایا تم بسم اللہ پڑھ کر کھالو ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا وہ لوگ زمانۂ کفر کے بہت قریب تھے (نئے نئے مسلمان ہوئے تھے)

۶۰۵۴ ــــ شرح : حدیث کی مطابقت عنوان کے ساتھ واضح ہے کیونکہ جو لوگ گوشت لاتے تھے وہ اعراب تھے جو دیہات میں رہتے تھے۔ اس حدیث سے بعض نے استدلال کیا کہ ذبیحہ پر بسملہ پڑھنا واجب نہیں کیونکہ اگر واجب ہوتی تو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو اعراب کا گوشت کھانے کی اجازت نہ دیتے لیکن یہ استدلال صحیح نہیں کیونکہ یہ ابتداءِ اسلام کا واقعہ ہے۔ صحیح تر یہ جواب ہے کہ اعراب بسملہ سے جاہل نہ تھے۔ عین ممکن ہے کہ وہ بسم اللہ پڑھ کر ذبح کرتے تھے لیکن صحابہ کرام نے گمان کیا کہ شائد انھوں نے بسملہ کے بغیر ذبح کیا ہوگا تو سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمانوں پر اچھا گمان کرنا چاہیئے جب وہ مسلمان ہیں تو یقیناً بسم اللہ پڑھ کر ذبح کرتے ہیں تم بسم اللہ پڑھ کر کھا لیا کرو (حدیث ع ۱۹۳۱ ج : ۲ کی شرح دیکھیں)

(علی بن حجر نے دراوردی سے روایت کرنے میں محمد بن عبید اللہ کی متابعت کی اور علی بن حجر کی ابو خالد اور طفاوی نے متابعت کی،، طفاوی کا نام محمد بن عبد الرحمٰن ہے)

لَا بَأْسَ بِذَبِيحَةِ نَصَارَى الْعَرَبِ وَإِنْ سَمِعْتَهُ يُسَمِّي لِغَيْرِ اللّٰهِ فَلَا تَأْكُلْ وَإِنْ لَمْ تَسْمَعْهُ فَقَدْ أَحَلَّهُ اللّٰهُ وَعَلِمَ كُفْرَهُمْ وَيُذْكَرُ عَنْ عَلِيٍّ نَحْوُهُ وَقَالَ الْحَسَنُ وَإِبْرَاهِيمُ لَا بَأْسَ بِذَبِيحَةِ الْأَقْلَفِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ طَعَامُهُمْ ذَبَائِحُهُمْ

باب دار الحرب کے اہل کتاب وغیرہ کے ذبیحے اور چربیاں "

یعنی اہل کتاب جو جزیہ ادا کرتے ہیں اور اُن کے غیر جو جزیہ ادا نہیں کرتے اللہ تعالیٰ کا ارشاد! آج تمہارے لئے پاکیزہ چیزیں حلال کر دی گئی ہیں اور ان لوگوں کا طعام جنہیں کتابیں دی گئی ہیں تمہارے لئے حلال ہے اور تمہارا طعام ان کے لئے حلال ہے "

ابن شہاب زہری نے کہا نصاریٰ عرب کے ذبیحہ میں کوئی حرج نہیں اور اگر تو سُنے کہ وہ غیر اللہ کے نام سے ذبح کرتا ہے تو نہ کھاؤ اور اگر تو اس سے غیر اللہ کے نام سے ذبح کرتا نہ سُنے تو اللہ تعالیٰ نے اس کو حلال کیا ہے حالانکہ ان کو کفر جانتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس طرح مذکور ہے۔ حسن بصری اور ابراہیم نخعی نے کہا اقلف (بے ختنہ) کا ذبیحہ کھانے میں حرج نہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ان کا طعام ان کے ذبائح ہیں۔

شرح: اس عنوان سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ ہے کہ اہل کتاب کے ذبائح جائز ہیں اور ان کی چربیاں کھانی جائز ہیں جمہور یہی کہتے ہیں امام مالک اور امام احمد رضی اللہ عنہما نے کہا اللہ تعالیٰ نے جو اہل کتاب پر چربیاں وغیرہ حرام کی ہیں وہ ہمارے لئے حرام ہیں۔ ابن قاسم نے کہا جسے اللہ تعالیٰ نے مباح کیا ہے وہ اُن کا طعام ہے اور چربیاں ان کا طعام نہیں اور نہ ہی وہ ذبح

۵۰۵۵۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ كُنَّا مُحَاصِرِيْ قَصْرِ خَيْبَرَ فَرَمٰى اِنْسَانٌ بِجِرَابٍ فِيْهِ شَحْمٌ فَنَزَوْتُ لِاٰخُذَهٗ فَالْتَفَتُّ فَاِذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ فَاسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ

کے وقت ان کا ارادہ کرتے ہیں بعض علماء نے اس کا تعاقب کرتے ہوئے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان کے طعام کی تفسیر ذبائح سے کی ہے اور جب اُن کے ذبائح مباح ہیں تو ان کے مذبوح کے اجزاء کا قصد کرنا کوئی ضروری نہیں جبکہ تذکیہ تمام اجزاء میں شائع ہوتا ہے تو لامحالہ ان میں چربی بھی داخل ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ نے اُن پر ہر ذی ظفر کو حرام کیا ہے تو اس قائل کے کلام کے مطابق لازم آئے گا کہ اگر یہودی کوئی ایسا جانور ذبح کریں جس کے ناخن ہوں تو مسلمان کے لئے وہ کھانا حلال نہ ہو، پھر امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے مدعا کو ثابت کرنے کے لئے قرآن کریم کی آیت ذکر کی کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد : وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ سے مراد اُن کے ذبائح ہیں۔ ابن عباس، ابوامامہ، مجاہد، سعید بن جُبیر، عکرمہ، عطاء، حسن بصری، مکحول، ابراہیم نخعی، سُدّی اور مقاتل بن حیان یہی کہتے ہیں اس پر علماء کا اجماع ہے کہ اہلِ کتاب کے ذبائح مسلمانوں کے لئے ہیں کیونکہ وہ غیر اللہ کے لئے ذبح کا عقیدہ نہیں رکھتے اور نہ ہی اپنے ذبائح پر اللہ کے سوا اور کوئی نام ذکر کرتے ہیں اگرچہ وہ ایسا اعتقاد رکھتے ہیں جس سے اللہ تعالیٰ پاک ہے۔ اُن کے علاوہ مشرکوں کے ذبائح جائز نہیں کیونکہ وہ ذبح کے وقت اللہ کا نام ذکر نہیں کرتے ہیں اور عرب کے نصاریٰ جیسے بنی تغلب وغیرہ کے ذبائح جمہور کے نزدیک حرام ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اہل کتاب کے ذبائح سے مُراد اُن کا طعام ہے اس پر علماء کا اتفاق ہے لیکن جو وہ کھاتے ہیں وہ بالاجماع ہمارے لئے جائز نہیں کیونکہ وہ مردار، خون اور خنزیر کا گوشت کھاتے ہیں۔ ان میں سے ہمارے لئے کچھ بھی جائز نہیں۔ حسن بصری اور ابراہیم نخعی نے کہا جس کا ختنہ نہ کیا ہُوا ہو اس کا ذبیحہ جائز ہے۔ حسن بصری نے کہا اگر کوئی آدمی بڑا ہو کر مسلمان ہوا اور اسے ختنہ کرنے کی صورت میں جان کا خطرہ ہے تو وہ ختنہ نہ کرے اور اس کے ذبیحہ میں کچھ حرج نہیں (فتح وعینی)

۵۰۵۵۔ ترجمہ : عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے خیبر کا محاصرہ کیا ہُوا تھا ایک انسان نے جراب پھینکی جس میں چربی تھی میں اس کو پکڑنے کے لئے اُچھلا اچانک میں نے نگاہ اُٹھائی تو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو میں نے آپ سے شرم کی۔

(حدیث ۲۹۴۴ کی شرح دیکھیں)

بَابُ مَانَدَّ مِنَ الْبَهَائِمِ فَهُوَ بِمَنْزِلَةِ الْوَحْشِ

وَاَجَازَهُ ابْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَا اَعْجَزَكَ مِنَ الْبَهَائِمِ مِمَّا فِیْ یَدَیْكَ فَهُوَ كَالصَّیْدِ وَفِیْ بَعِیْرٍ تَرَدّٰی فِیْ بِئْرٍ فَذَكِّهِ مِنْ حَیْثُ قَدَرْتَ عَلَیْهِ وَرَاٰی ذٰلِكَ عَلِیٌّ وَابْنُ عُمَرَ وَعَائِشَةُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ

۶۰۵۶ــــ حَدَّثَنِیْ عَمْرُو بْنُ عَلِیٍّ حَدَّثَنَا یَحْیٰی قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ عَبَایَةَ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ خَدِیْجٍ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِیْجٍ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا لَاقُوا الْعَدُوِّ غَدًا وَلَیْسَتْ مَعَنَا مُدًّى فَقَالَ اَعْجِلْ اَوْ اَرِنْ مَا اَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَیْهِ فَكُلْ لَیْسَ السِّنَّ وَالظُّفُرَ وَسَاُحَدِّثُكَ اَمَّا السِّنُّ

(اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ جو اہلِ کتاب پر حرام تھا جیسے چربی وغیرہ وہ ہمارے لئے جائز ہے؛ کیونکہ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن مغفل کو مذکور جراب میں جو یہودیوں نے قلعہ سے پھینکی تھی نفع حاصل کرنا مباح کیا معلوم ہُوا کہ جو جانور اہل کتاب نے ذبح کیا ہو اور ذبح کے وقت بسم اللہ پڑھی ہو اس کی چربی وغیرہ ہمارے لئے جائز ہے اگرچہ وہ اہل حرب سے ہوں۔ لیکن اگر انہوں نے مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام سے ذبح کیا تو حرام ہوگا۔ واللہ اعلم!

باب جو حیوان بھاگ جائے وہ وحشی جانوروں کی طرح ہے

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کو جائز کہا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جو بہائم تمہارے ہاتھوں سے بھاگ جائیں اور تمہیں عاجز کر دیں وہ شکار کے حکم میں ہیں اور اس اونٹ جو کنوئیں میں گر جائے کے متعلق کہا اس کو جہاں سے قادر ہو ذبح کر دو۔ حضرت علی، عبداللہ بن عمر اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہم کا یہی اعتقاد ہے۔

فَعَظْمٌ وَاَمَّا الظُّفُرُ فَمُدَى الْحَبَشَةِ وَاَصَبْنَا نَهْبَ اِبِلٍ وَغَنَمٍ فَنَدَّ مِنْهَا بَعِيْرٌ فَرَمَاهُ رَجُلٌ بِسَهْمٍ فَحَبَسَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِهٰذِهِ الْاِبِلِ اَوَابِدَ كَاَوَابِدِ الْوَحْشِ فَاِذَا غَلَبَكُمْ مِنْهَا شَيْءٌ فَافْعَلُوْا بِهٖ هٰكَذَا

بَابُ النَّحْرِ وَالذَّبْحِ

وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ لَا ذَبْحَ وَلَا نَحْرَ اِلَّا فِي الْمَذْبَحِ وَالْمَنْحَرِ

۶۰۵۶ — ترجمہ : رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! ہم کل دشمن سے مقابلہ کریں گے اور ہمارے پاس چھریاں نہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جلدی کر یا فرمایا اسے دیکھ جو شئی خون جاری کر دے اور اس پر اللہ کا نام ذکر کیا جائے وہ کھالو۔ مگر دانت اور ناخن نہ ہو میں تمہیں بیان کرتا ہوں کہ دانت تو ہڈی ہے اور ناخن حبشیوں کی چھری ہے۔ ہم نے اس غزوہ میں اونٹ اور بکریاں غنیمت پائیں اُن میں سے ایک اونٹ بھاگ نکلا تو اس کو ایک آدمی نے تیر مارا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو روک دیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان میں سے بعض وحشیوں کی مثل ہیں جب ان میں سے کوئی تم پر غالب آجائے تو اس کے ساتھ اسی طرح کیا کرو!

۶۰۵۶ — شرح : اَرِن بروزن اَعِدْ ہے یہ امر حاضر معروف کا صیغہ ہے۔ خطابی نے کہا یہ دراصل اِیْدَنْ اَعْجِلْ کے وزن پر تھا یہ دونوں ہم معنی ہیں۔ اَرِنَ یَارَنُ سے مشتق ہے۔ سَمِعَ یَسْمَعُ کے باب سے ہے یعنی اس کو ذبح کرنے میں جلدی کرتا کہ ناک کی موت نہ مر جائے نیز خطابی نے کہا یہ اَطِعْ کے وزن پر بھی پڑھا گیا ہے۔ اس کے معنی ہیں "اَہْلِکْ" اسے ہلاک کر دے چنانچہ جب عربوں کے مویشی ہلاک ہو جائیں تو کہتے ہیں: رَانَ الْقَوْمُ "نیز اس کو اِرْزِمْ" کے وزن پر بھی پڑھتے ہیں۔ اس کے معنی ہیں۔ ادم القطع ولاتفتر (یعنی کاٹتے رہو سستی نہ کرو) (کرمانی)

باب نحر اور ذبح

نحر کے معنی اونٹ کے سینہ کے سر پر ذقن کے نیچے برچھا مارنا اور ذبح گائے اور بکری کے حلق میں ہوتا ہے "ابن جریج اور وہ عبدالملک بن عبدالعزیز ہیں عطاء سے روایت کی کہ ذبح صرف ذبح کی جگہ ہے

قُلْتُ أَيُجْزِئُ مَا يُذْبَحُ أَنْ أَنْحَرَهُ قَالَ نَعَمْ ذَكَرَ اللّٰهُ ذَبْحَ الْبَقَرَةِ فَإِنْ ذَبَحْتَ شَيْئًا يُنْحَرُ جَازَ وَالنَّحْرُ أَحَبُّ إِلَيَّ وَالذَّبْحُ قَطْعُ الْأَوْدَاجِ قُلْتُ فَيُخَلِّفُ الْأَوْدَاجُ حَتّٰى يَقْطَعَ النِّخَاعَ قَالَ لَا إِخَالُ فَأَخْبَرَنِي نَافِعٌ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ نَهٰى عَنِ النَّخْعِ يَقُولُ يَقْطَعُ مَا دُونَ الْعَظْمِ ثُمَّ يَدَعُ حَتّٰى يَمُوتَ وَإِذْ قَالَ مُوسٰى لِقَوْمِهِ إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَذْبَحُوا بَقَرَةً إِلٰى قَوْلِهِ وَقَالَ فَذَبَحُوهَا وَمَا كَادُوا يَفْعَلُونَ وَقَالَ سَعِيدٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ الذَّكَاةُ فِي الْحَلْقِ وَاللَّبَّةِ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ وَابْنُ عَبَّاسٍ وَأَنَسٌ إِذَا قَطَعَ الرَّأْسَ فَلَا بَأْسَ

جو حلقوم ہے اور نحر سینہ پر برچھا مارنا ہے۔ میں نے کہا جس کو ذبح کیا جاتا ہے کیا اس کو نحر کرنا کافی نہ ہوگا عطاء نے کہا ہاں کافی ہوجاتا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے گائے کو ذبح کرنا ذکر کیا ہے۔ اگر کسی شئ کو ذبح کرنے جس کی شان نحر کرنا ہے تو جائز ہے لیکن مجھے نحر کرنا پسند ہے۔ ذبح کی رگیں کاٹنا ہے۔ میں نے کہا کیا رگیں پیچھے چھوڑ دی جائیں حتیٰ کہ حرام مغز کاٹ دیا جائے انہوں نے کہا میں اسے اچھا نہیں سمجھتا ہوں۔ مجھے نافع نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے خبر دی کہ انھوں نے حرام مغز کاٹنے سے منع کیا ہے۔ وہ کہتے تھے ہڈی تک کاٹ کر چھوڑ دے یہاں تک کہ وہ مرجائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا نہیں اللہ فرماتا ہے کہ گائے ذبح کرو انھوں نے ذبح کیا وہ ذبح کرنے والے نہ تھے۔ سعید نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ ذبحہ حلقوم اور لبہ دونوں میں ہے۔ عبد اللہ بن عمر، عبد اللہ بن عباس اور انس رضی اللہ عنہم نے کہا اگر سر کو کاٹ کر علیحدہ کردیا تو جائز ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں۔

شرح: یعنی گائے کو ذبح کیا جائے گا، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً تم گائے ذبح کرو اس سے ظاہر ہے کہ گائے مذبوح ہے کیونکہ اصل یہی ہے کہ لفظ کو حقیقت پر محمول کیا جائے لیکن گائے کو نحر کرنا باتفاق العلماء جائز ہے جبکہ جس کو نحر کیا جائے اسے ذبح کرنا بھی جائز ہے لہٰذا مذبوح کو نحر کرنا جائز ہے۔ اَوْداج ،، وَدج کی جمع ہے۔ واؤ اور دال دونوں مفتوح ہیں یہ گردن میں رگ ہے۔ نخاع حرام مغز ہے۔ دراصل ودجان گردن میں دو موٹی رگیں ہیں جو ایک دوسرے کے مقابل ہیں۔ لہٰذا اوداج کہنا مناسب تھا، لیکن ذبح میں چار رگیں قطع کرنی شرط ہیں اور وہ حلقوم مری اور

ودجان ہیں سب پر بطریق غلبہ اوداج کا اطلاق کیا ہے چنانچہ بعض احادیث میں ہے : اَفْرِ الْاَوْدَاجَ فَانْهَرْ بِمَا شِئْتَ ،، اس میں چاروں کو اوداج کہا ہے۔

علماء کا اس مسئلہ میں اختلافِ رائے پایا جاتا ہے کہ ذبح میں چار رگیں کاٹنی شرط ہیں یا نہیں احناف کے نزدیک اگر مذکور چاروں رگیں قطع کیں تو کھانا حلال ہے۔ اسی طرح اگر اکثر قطع کر دیں تو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک حلال ہے۔ امام ابو یوسف کے نزدیک حلقوم، مری اور ودجان سے ایک کو قطع کرنا ضروری ہے اگر بعض حلقوم یا بعض مری قطع کر دی تو حلال نہ ہوگا۔ الحاصل امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک چار رگوں میں کوئی تین قطع کر دے تو ذبیحہ حلال ہے امام ابو یوسف سے تین روایات ہیں۔ ایک تو یہ مذکور ہے دوسری یہ دا ... رگوں سمیت حلقوم قطع کرنا شرط ہے۔ تیسرے یہ کہ وَدْجان میں سے ایک قطع کرنے کے ساتھ حلقوم اور مری کا قطع کرنا بھی شرط ہے۔ امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک چاروں عروق کا اکثر حصہ قطع کرنا شرط ہے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا وَدْجَیْن اور صرف حلقوم کا قطع کرنا شرط ہے۔ قولہ **فَیَتْخَلَفُ الْاَوْدَاجُ** ،، یعنی اوداج کو چھوڑا جائے اور ان کے قطع پر اکتفاء نہ کیا جائے یہاں تک کہ حرام مغز کاٹا جائے۔ نخاع گردن کی ہڈی میں سفید غدود ہے جو صلب کی طرف جاتی ہے اور عجب ذنب پر ختم ہوتی ہے۔ جب حیوان کو ذبح کرنا ہو تو نخاع تک پہنچنا ممنوع ہے صاحب ہدایہ نے کہا جس نے چھری نخاع تک پہنچا دی یا سر قطع کر دیا تو ذبیحہ مکروہ ہے لیکن کھانا جائز ہے پس ذبح یہ ہے کہ گردن کی ہڈی کے سوا رگیں قطع کر کے چھوڑ دے حتیٰ کہ وہ مر جائے (عینی)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ گائے ذبح کرو! اور فرمایا اُنھوں نے ذبح تو کر دیا وہ یہ کرنے والے نہیں تھے“

اس کا نحر اور ذبح پر عطف ہے جو باب کے مضاف الیہ مجرور ہیں۔ دراصل عبارت اس طرح ہے باب فی بیان النحر والذبح وفی بیان قول اللہ تعالیٰ : وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِہٖ الخ

اس آیت کریمہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ گائے ذبح کے ساتھ مختص ہے یہ آیات بنی اسرائیل کے قتیل کے بارے میں نازل ہوئیں جو کسی مقام میں پایا گیا تھا۔ یہ قسامت کے نزول سے پہلے کا واقعہ ہے۔ قاتل معلوم کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے گائے ذبح کرنے کا حکم دیا تھا اس کی تفصیل قرآن کریم میں مذکور ہے۔

۶۰۵۷ــــ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ اَخْبَرَتْنِي فَاطِمَةُ بِنْتُ الْمُنْذِرِ اِمْرَأَتِي عَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ اَبِي بَكْرٍ قَالَتْ نَحَرْنَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا فَاَكَلْنَاهُ ۶۰۵۸ حَدَّثَنِي اِسْحٰقُ قَالَ سَمِعَ

قولہ قَالَ سعید بنُ جُبَیرٌ الخ ،، یعنی سعید بن جبیر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت کی ذبح حلق اور لبّہ میں ہے لبّہ بکسر اللام اور باء مُشدّد ہے ۔ یہ سینے سے اُوپر ہار کی جگہ ہے یہی منحر ہے ۔ علامہ کرمانی نے کہا اَللَّبَّۃ بفتح اللام ہے یہ سینے کے اُوپر اور اس کا اردگرد ہے بعض نے کہا ذبح حلق میں اور نحر لبّہ میں ہے اور ذکاۃ دونوں کو شامل ہے ۔ جامع صغیر میں ہے سارے حلق اس کے وسط ، اعلیٰ اور اسفل میں ذبح کر سکتے ہیں ۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے کلام : الذکاۃ فی الحلق وَاللَّبَّۃ ،، میں فی بمعنی بَیْن ہے یعنی حلق اور لبّہ کے درمیان ذبح ہے ۔

قولہ قَالَ ابن عمر و ابن عباس و انس رضی اللہ عنہم الخ یعنی عبداللہ بن عمر عبداللہ بن عباس اور انس بن مالک رضی اللہ عنہم نے کہا جب ذبح کے وقت سارا سر کٹ کر دیا تو حرج نہیں ۔ اور اسے کھانا جائز ہے ۔

۶۰۵۷ ــــ ترجمہ : اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما نے کہا ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ پاک میں گھوڑا نحر کیا اور اسے کھایا ۔

۶۰۵۷ ــــ شرح : بعض علماء نے کہا ذبح میں گھوڑے کا حکم وہی ہے جو گائے کا حکم ہے ۔ یعنی اس کو نحر اور ذبح کرنا جائز ہے احسن یہ ہے کہ ذبح کیا جائے ۔ اس سے امام شافعی ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ نے استدلال کیا کہ گھوڑے کا گوشت حلال ہے ۔ امام ابو حنیفہ اور امام مالک رضی اللہ عنہما اسے مکروہ تحریمی کہتے ہیں بعض نے مکروہ تنزیہی کہا ہے ۔

۶۰۵۸ ــــ ترجمہ : اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں مدینہ منورہ میں گھوڑا ذبح کیا اور اس کا گوشت کھایا ۔

۶۰۵۸ ــــ شرح : اس حدیث میں گھوڑا ذبح کرنا مذکور ہے جبکہ اس سے پہلی حدیث میں ہے کہ ہم نے نحر کیا ، لیکن یہ تضاد نہیں کیونکہ واقعہ متعدد ہے ایک بار

عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ عَنْ اَسْمَاءَ قَالَتْ ذَبَحْنَا عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا وَنَحْنُ بِالْمَدِیْنَةِ فَاَکَلْنَاهُ

۶۰۵۹ـــ حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِیْرٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ اَنَّ اَسْمَاءَ بِنْتَ اَبِیْ بَکْرٍ قَالَتْ نَحَرْنَا عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا فَاَکَلْنَاهُ تَابَعَهٗ وَکِیْعٌ وَابْنُ عُیَیْنَةَ عَنْ هِشَامٍ فِی النَّحْرِ

بَابُ مَا یُکْرَهُ مِنَ الْمُثْلَةِ وَالْمَصْبُوْرَةِ وَالْمُجَثَّمَةِ

۶۰۶۰ـــ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِیْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ ابْنِ زَیْدٍ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ اَنَسٍ عَلَی الْحَکَمِ بْنِ اَیُّوْبَ فَرَاٰی غِلْمَانًا اَوْ فِتْیَانًا نَصَبُوْا دَجَاجَةً یَرْمُوْنَهَا فَقَالَ اَنَسٌ نَهَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تُصْبَرَ الْبَهَائِمُ

نحر کیا اور دوسری بار ذبح کیا یا ایک لفظ دوسرے سے مجاز ہے، لیکن پہلا معنی صحیح ہے کیونکہ مجاز اس وقت لیا جاتا ہے جب حقیقت متعذرہ ہو اور یہاں حقیقت متعذرہ نہیں بلکہ اس میں فائدہ ہے وہ یہ کہ منحور کو ذبح اور مذبوح کو نحر کرنا جائز ہے نحر کا ذبح پر ذبح کا نحر پر اطلاق صحیح ہے۔

۶۰۵۹ـــ: اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما نے کہا ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں گھوڑا نحر کیا اور کھایا وکیع اور ابن عُیینہ نے ہشام سے نحر روایت کرنے میں جریر کی متابعت کی۔

باب مُثلہ، مَصبُورہ اور مُجثَّمہ مکروہ ہیں

مثلہ کسی زندہ حیوان کے سارے اعضاء یا بعض کاٹ ڈالنا ہے۔ یعنی اس کا کان، ناک وغیرہ کاٹ

٦٠٦١ — حَدَّثَنِيْ اَحْمَدُ بْنُ يَعْقُوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ سَعِيْدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهُ سَمِعَهُ يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهُ دَخَلَ عَلٰى يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ وَغُلَامٌ مِنْ بَنِيْ يَحْيٰى رَابِطٌ دَجَاجَةً يَرْمِيْهَا فَمَشٰى اِلَيْهَا ابْنُ عُمَرَ حَتّٰى حَلَّهَا ثُمَّ اَقْبَلَ بِهَا وَبِالْغُلَامِ مَعَهُ فَقَالَ ازْجُرُوْا غُلَامَكُمْ عَنْ اَنْ يَّصْبِرَ هٰذَا الطَّيْرَ لِلْقَتْلِ فَاِنِّيْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهٰى اَنْ تُصْبَرَ بَهِيْمَةٌ اَوْ غَيْرُهَا لِلْقَتْلِ

ڈالنا۔ مَصْبُوْرَہ ،، کسی زندہ حیوان کو باندھ کر تیرے مار کر ہلاک کرنا ہے۔ مُجَثَّمَہ کسی پرندہ کو باندھ کر تیر مار کر ہلاک کرنا ایسے جانور حرام ہیں۔

٦٠٦٠ — ترجمہ: ہشام بن زید نے کہا میں انس کے ساتھ حکم بن ایوب کے پاس گیا انس نے چند لڑکوں یا جوانوں کو دیکھا کہ وہ مرغی کو باندھ کر اسے تیر مارتے ہیں۔ انس نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جانوروں کو باندھ کر نشانہ بنانے سے منع فرمایا ہے۔

٦٠٦٠ — شرح: یعنی زندہ جانور کو باندھ کر ہلاک کرنے سے منع کیا گیا ہے کیونکہ اس میں مال کی اِضَاعَت اور حیوان کی تعذیب ہے اس طرح ہلاک شدہ جانور کا گوشت حرام ہے کیونکہ مقدور علیہ جانور ذبح شرعی کے بغیر قتل کرنا حرام ہے۔ اگر کسی جانور کو بندوق کی گولی ماری پھر اس کو زندہ پکڑ لیا تو ذبح کر کے کھانا جائز ہے۔

٦٠٦١ — ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ یحییٰ بن سعید کے پاس گئے جبکہ بنی یحییٰ میں سے ایک لڑکا مرغی کو باندھ کر تیر کا نشانہ بنا رہا تھا۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس کے پاس گئے اور مرغی کو کھول دیا پھر اپنے ساتھ مرغی اور لڑکے کو لائے اور فرمایا اپنے لڑکے کو اس پرندے کو باندھ کر قتل کرنے سے روک رکھو، کیونکہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ چارپایوں وغیرہ کو روک کر قتل کرنے سے منع فرماتے تھے۔

٦٠٦١ — شرح: قولہ ھذا الطائر ،، ایک لغت کے مطابق طَیْر کا اطلاق واحد پر کیا ہے۔ ورنہ مشہور یہ ہے کہ واحد کو طائر اور جمع کو طَیر کہا جاتا ہے لفظ ،، اَوْ ،، تنویع کے لئے ہے تشکک کے لئے نہیں لہٰذا یہ طیور اور بہائم کو شامل ہے۔

۶۰۶۱۔ حَدَّثَنَا اَبُوالنُّعْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْعَوَانَةَ عَنْ اَبِیْ بِشْرٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عُمَرَ فَمَرُّوْا بِفِتْیَةٍ اَوْ بِنَفَرٍ نَصَبُوْا دَجَاجَةً یَرْمُوْنَهَا فَلَمَّا رَاَوُا ابْنَ عُمَرَ تَفَرَّقُوْا عَنْهَا وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ مَنْ فَعَلَ هٰذَا اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ مَنْ فَعَلَ هٰذَا تَابَعَهٗ سُلَیْمٰنُ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا الْمِنْهَالُ عَنْ سَعِیْدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَعَنَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَثَّلَ بِالْحَیَوَانِ وَقَالَ عَدِیٌّ عَنْ سَعِیْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

۶۰۶۲۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَدِیُّ بْنُ ثَابِتٍ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ یَزِیْدَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ علیه وَسَلَّمَ اَنَّهٗ نَهٰى عَنِ النُّهْبَةِ وَالْمُثْلَةِ

۶۰۶۱۔ ترجمہ: سعید بن جبیرؓ نے کہا میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس تھا تو وہ چند نوجوانوں یا ایک جماعت کے پاس سے گزرے جنہوں نے ایک مرغی باندھ رکھی تھی اس کو تیر مار رہے تھے جب انہوں نے عبداللہ بن عمر کو دیکھا تو بھاگ گئے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہ کس نے کیا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے والے پر لعنت فرمائی ہے۔ سلیمان نے شعبہ سے روایت کرنے میں ابو بشر کی متابعت کی ہے۔ منہال نے سعید اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کے واسطہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ حضور نے اس شخص پر لعنت فرمائی ہے جو حیوانوں کا مثلہ کرے۔ عدی نے سعید اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرمائی۔ شرح: قولہ قال عدی مؤلف نے اس سے یہ اشارہ کیا ہے کہ عدی بن ثابت نے ابو بشر اور منہال کی مخالفت کی اور مذکور حدیث سعید بن جبیر اور ابن عباس کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔

۶۰۶۲۔ ترجمہ: حجاج بن منہال نے شعبہ سے روایت بیان کی کہ مجھے عدی بن ثابت

بَابُ لَحْمِ الدَّجَاجِ

۶۰۶۳ — حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيٰنَ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ زَهْدَمَ الْجَرْمِيِّ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْكُلُ الدَّجَاجَ قَالَ وَ ۶۰۶۴ حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ بْنُ اَبِيْ تَمِيْمَةَ عَنِ الْقٰسِمِ عَنْ زَهْدَمَ قَالَ كُنَّا عِنْدَ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ وَكَانَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ هٰذَا الْحَيِّ مِنْ جَرْمٍ اِخَاءٌ فَاُتِيَ بِطَعَامٍ فِيْهِ لَحْمُ دَجَاجٍ وَفِي الْقَوْمِ رَجُلٌ جَالِسٌ اَحْمَرُ فَلَمْ يَدْنُ مِنْ طَعَامِهٖ قَالَ اُدْنُ فَقَدْ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْكُلُ مِنْهُ قَالَ اِنِّيْ رَاَيْتُهٗ يَاْكُلُ شَيْئًا فَقَذِرْتُهٗ فَحَلَفْتُ اَنْ لَّا اٰكُلَهٗ فَقَالَ اُدْنُ اُخْبِرْكَ اَوْ اُحَدِّثْكَ اِنِّيْ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ نَفَرٍ مِّنَ الْاَشْعَرِيِّيْنَ فَوَافَقْتُهٗ وَهُوَ غَضْبَانُ وَهُوَ يَقْسِمُ نَعَمًا مِّنْ نَّعَمِ الصَّدَقَةِ فَاسْتَحْمَلْنَاهُ فَحَلَفَ اَنْ لَّا يَحْمِلَنَا قَالَ مَا عِنْدِيْ

نے خبر دی کہ میں نے عبداللہ بن یزید سے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوٹ کھسوٹ اور زندہ جانوروں کے کان ناک کاٹنے (مُثلہ) سے منع فرمایا۔ (حدیث ۲۳۱۱ ج ۳، کی شرح دیکھیں)

باب مرغ کا گوشت

۶۰۶۳ ترجمہ: ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حضور مرغ کا گوشت تناول فرما رہے تھے۔

مَا أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ ثُمَّ أُتِيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَهْبٍ مِنْ إِبِلٍ فَقَالَ أَيْنَ الْأَشْعَرِيُّونَ أَيْنَ الْأَشْعَرِيُّونَ قَالَ فَأَعْطَانَا خَمْسَ ذَوْدٍ غُرَّ الذُّرَى فَلَبِثْنَا غَيْرَ بَعِيدٍ فَقُلْتُ لِأَصْحَابِي نَسِيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمِينَهُ فَوَاللّٰهِ لَئِنْ تَغَفَّلْنَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمِينَهُ لَا نُفْلِحُ أَبَدًا فَرَجَعْنَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّا اسْتَحْمَلْنَاكَ فَحَلَفْتَ أَنْ لَا تَحْمِلَنَا فَظَنَنَّا أَنَّكَ نَسِيتَ يَمِينَكَ فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ هُوَ حَمَلَكُمْ إِنِّي وَاللّٰهِ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ لَا أَحْلِفُ عَلَى يَمِينٍ فَأَرَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا إِلَّا أَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ وَتَحَلَّلْتُهَا

۶۰۶۴ ترجمہ : زہدم نے کہا ہم ابو موسیٰ اشعری کے پاس تھے حالانکہ ہمارے درمیان اور جرم کے اِس قبیلہ کے درمیان دوستی اور بھائی چارہ تھا۔ ہمارے لئے کھانا لایا گیا جس میں مُرغ کا گوشت تھا۔ لوگوں میں ایک سُرخ رنگ والا آدمی بیٹھا تھا وہ اس طعام کے قریب نہ گیا۔ ابو موسیٰ نے کہا قریب ہو اور کھاؤ! میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کھاتے دیکھا ہے۔ اُس نے کہا میں نے اسے گندگی کھاتے دیکھا ہے جب سے میں اسے اچھا نہیں سمجھتا ہوں اور اس سے کراہت کرتا ہوں اور میں نے قسم کھائی ہے کہ اسے نہیں کھاؤں گا۔ ابو موسیٰ نے کہا قریب ہو میں تجھ سے حدیث بیان کرتا ہوں (وہ یہ ہے) میں اشعریوں کے ساتھ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوا اتفاقاً میں نے حضور کو غصّہ کی حالت میں پایا جبکہ آپ صدقہ کے چار پائے تقسیم فرما رہے تھے۔ ہم نے حضور سے سواری کے لئے اُونٹ طلب کئے تو آپ نے قسم کھائی کہ ہمیں سواری کے اونٹ نہ دیں گے اور فرمایا: میرے پاس کوئی اونٹ نہیں جس پر تمہیں سوار کروں پھر جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس غنیمت کے اُونٹ آئے تو فرمایا اشعری کہاں ہیں اشعری کہاں ہیں۔ ابو موسیٰ نے کہا حضور نے ہمیں سفید کوہانوں والے پانچ اُونٹ دیئے ہم تھوڑا سا ٹھہرے اور ابھی دُور نہ گئے تھے کہ میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قسم بھُول گئے ہیں۔ اللہ کی قسم اگر ہم نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی قسم سے غافل رکھا تو ہم کبھی فلاح نہ پائیں گے۔ پس ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا

بَابُ لُحُوْمِ الْخَيْلِ

۶۰۶۵ــــ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ فَاطِمَةَ عَنْ اَسْمَاءَ قَالَتْ نَحَرْنَا فَرَسًا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَكَلْنَا

۶۰۶۶ــــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ وَرَخَّصَ فِىْ لُحُوْمِ الْخَيْلِ

یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نے آپ سے سواری کے لئے اونٹ مانگے تھے تو آپ نے قسم کھائی تھی کہ آپ ہمیں سواری کے اونٹ نہ دیں گے ہمارا گمان ہے کہ آپ اپنی قسم بھول گئے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہیں سوار کیا ہے اور خدا کی قسم! انشاء اللہ میں کوئی قسم نہیں کھاتا پس میں اس کا غیر اس سے بہتر دیکھوں مگر بہتر کرتا ہوں اور قسم سے حلال ہو جاتا ہوں۔

۶۰۶۴ــــ شرح: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مرغ کا گوشت کھانا جائز ہے اور یہ بہترین خوش ذائقہ کھانا ہے اور جو زہادت کے سبب اسے مکروہ جانتے ہیں ان کی کراہت کا کوئی اعتبار نہیں حالانکہ سید زہاد صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کھایا ہے اگرچہ ممکن ہے کہ مرغ غلاظت کھاتا ہوگا طبرانی کی روایت میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مرغ کو چند روز محبوس رکھنے کے بعد ذبح کر کے کھاتے تھے۔ ایک روایت کے مطابق عبداللہ بن عمر جب مرغ کا انڈا کھانے کا ارادہ کرتے تھے تو مرغی کو تین دن تک محبوس رکھتے تھے۔ امام ہمام سراج الامت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا مرغ خلط ملط اشیاء کھاتے ہیں۔ (خالص غلاظت نہیں کھاتے اور جلالہ (جس کی غذا گندگی ہو) غلاظت کے سوا کچھ نہیں کھاتی ہے۔ لہٰذا اسے کھانا مکروہ ہے۔ ابن حزم نے کہا جلالہ خصوصًا وہ ہے جس کی چار ٹانگیں ہوں۔ پرندوں اور مرغ کو جلالہ نہیں کہا جاتا ابن بطال نے کہا جلالہ کے کھانے پر علماء کا اجماع ہے۔ سحنون سے اس بچہ کے متعلق پوچھا گیا جس کو خنزیرہ نے دودھ پلایا ہے تو انھوں نے جواب دیا کہ اس کو کھانے میں حرج نہیں۔

طبری نے کہا علماء کا اس پر اجماع ہے کہ اونٹ یا بکری کے بچے کو کتیا یا خنزیرہ کے دودھ سے پالا جائے تو اسے کھانا جائز ہے، حالانکہ بلا خلاف خنزیرہ کا دودھ نجاست کی طرح پلید ہے۔ (عینی)

باب گھوڑوں کا گوشت

۶۰۶۵ ___ ترجمہ : اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں گھوڑا نحر کر کے کھایا (جب صحابی کہے ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یہ کیا تو وہ مرفوع حدیث کے حکم میں ہوتا ہے)

۶۰۶۶ ___ ترجمہ : جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے روز گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا اور گھوڑوں کے گوشت میں اجازت دی۔

۶۰۶۶ ___ شرح : اس حدیث سے عطاء، ابن سیرین، حسن بصری، اسود بن یزید، سعید بن جبیر، ابن مبارک، شافعی، ابو یوسف، محمد، احمد اور ابو ثور رحمہم اللہ تعالیٰ نے استدلال کیا کہ گھوڑے کا گوشت کھانا جائز ہے۔ امام ابو حنیفہ، اوزاعی، مالک اور ابو عبید نے کہا گھوڑے کا گوشت مکروہ ہے۔ بعض نے کہا امام ابو حنیفہ کے نزدیک یہ مکروہ تحریمی ہے اور بعض نے تنزیہی کہا ہے۔ فخر الاسلام نے کہا یہی صحیح ہے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے اس آیت کریمہ وَالْخَیْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِیْرَ لِتَرْکَبُوْھَا وَزِیْنَۃً ، سے استدلال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ معرض امتنان و احسان میں ذکر کی ہے اور کھانا اعلیٰ نفع ہے اور حکیم اعلیٰ نعمت پر احسان چھوڑ کر ادنیٰ نعمت پر احسان نہیں جتلاتا ہے۔ نیز گھوڑا دشمن کے ارہاب و تخویف اور ڈرانے دھمکانے کا آلہ ہے؛ لہٰذا احتراماً اسے نہ کھایا جائے گا۔ نیز ابو داؤد میں خالد بن ولید سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑوں، خچروں اور گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا ہے۔ اسے نسائی، ابن ماجہ اور طحاوی نے بھی ذکر کیا ہے۔

ابو داؤد نے اس روایت پر سکوت کیا ہے جو ان کی رضاء پر دلالت کرتا ہے، لیکن انھوں نے کہا یہ حدیث منسوخ ہے۔ نسائی نے بھی اس کو منسوخ کہا ہے۔ یہ جابر کی حدیث کے معارض ہے اور ترجیح محرِّم کو ہوتی ہے۔ حدیث ۲۹۴۳ میں اس کی تفصیل مذکور ہے اور پالتو گدھوں میں تمام علماء اسلام کا اتفاق ہے کہ وہ حرام ہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

بَابُ لُحُومِ الْحُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ

فِيهِ عَنْ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۶۰۶۷۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ سَالِمٍ وَنَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لُحُومِ الْأَهْلِيَّةِ يَوْمَ خَيْبَرَ ۶۰۶۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ تَابَعَهُ ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ وَقَالَ أَبُو أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ سَالِمٍ

باب پالتو گدھوں کا گوشت

اِنْسِیَّہ بکسر الہمزہ وسکون النون ہے اِنس کی طرف منسوب ہے۔ اَنَسِیَّہ بھی کہا جاتا ہے اَنَس کی طرف منسوب ہے یہ وحشت کی ضد ہے۔ وحشیہ گدھوں کا گوشت جنہیں گورخر کہا جاتا ہے۔ کھانا جائز ہے۔

اس باب میں سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ سے روائت کی ہے "

۶۰۶۷۔ ترجمہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پالتو گدھوں کے گوشت سے خیبر کے روز منع فرمایا

۶۰۶۸۔ ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پالتو گدھوں سے منع فرمایا: عبداللہ بن مبارک نے عبیداللہ اور

٦٠٦٩ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مٰلِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ وَالْحَسَنِ ابْنَىْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ اَبِيْهِمَا عَنْ عَلِيٍّ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُتْعَةِ عَامَ خَيْبَرَ وَلُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاِنْسِيَّةِ

٦٠٧٠ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَمْرٍو عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ وَرَخَّصَ فِيْ لُحُوْمِ الْخَيْلِ

٦٠٧١ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَدِيٌّ عَنِ الْبَرَاءِ وَابْنِ اَبِيْ اَوْفٰى قَالَا نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ

٦٠٧٢ ـ حَدَّثَنَا

نافع کے ذریعہ سے یحییٰ کی متابعت کی۔ ابو اسامہ نے کہا عبید اللہ سے انھوں نے سالم سے روائت کی۔

٦٠٦٩ ـ ترجمہ : حضرت عبداللہ اور امام حسن جو محمد بن علی کے صاحبزادے ہیں نے اپنے والد کے ذریعہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے سال متعہ اور پالتو گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا

حدیث عـــــــ کی شرح دیکھیں (کتاب النکاح باب نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن نکاح المتعہ)

٦٠٧٠ ـ ترجمہ : جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے روز پالتو گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا اور گھوڑوں کے گوشت میں رخصت دی (حدیث ع ٣٩٢٢ کی شرح دیکھیں)

٦٠٧١ ـ ترجمہ : براء بن عازب اور ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا۔ (حدیث ع ٣٠٤٢ کی شرح دیکھیں)

٦٠٧٢ ـ ترجمہ : ابو ادریس خولانی رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ ابو ثعلبہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا زبیدی اور عقیل نے

إِسْحٰقَ قَالَ أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ
شِهَابٍ أَنَّ أَبَا إِدْرِيسَ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا ثَعْلَبَةَ قَالَ حَرَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لُحُومَ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ تَابَعَهُ الزُّبَيْدِيُّ وَعُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ
وَقَالَ مٰلِكٌ وَمَعْمَرٌ وَالْمَاجِشُونَ وَيُونُسُ وَابْنُ إِسْحٰقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ نَهَى
النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَكْلِ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ

۶۰۷۳ — **حدثنی** مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ
الثَّقَفِيُّ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مٰلِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَهُ جَاءٍ فَقَالَ أُكِلَتِ الْحُمُرُ ثُمَّ جَاءَهُ جَاءٍ فَقَالَ أُكِلَتِ الْحُمُرُ ثُمَّ جَاءَهُ جَاءٍ فَقَالَ أُفْنِيَتِ
الْحُمُرُ فَأَمَرَ مُنَادِيًا فَنَادٰى فِي النَّاسِ إِنَّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ يَنْهَيَانِكُمْ عَنْ لُحُومِ
الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ فَإِنَّهَا رِجْسٌ فَكُفِئَتِ الْقُدُورُ وَإِنَّهَا لَتَفُورُ بِاللَّحْمِ

نے ابن شہاب سے روایت کرنے میں صالح بن محمد کی متابعت کی۔
مالک، معمر، ماجشون، یونس اور ابن اسحاق نے زہری سے روایت کی کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے
ذی ناب درندوں سے منع فرمایا۔

۶۰۷۳ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلّی اللہ
علیہ وسلّم کے پاس کوئی شخص آیا اور عرض کیا گدھے کھائے گئے پھر دُوسرا آدمی
آیا اور عرض کیا گدھے کھائے گئے پھر تیسرا آدمی آیا اور عرض کیا گدھے ختم ہو گئے تو حضور نے منادی کو حکم دیا کہ
لوگوں میں اعلان کر دے کہ اللہ اور اس کا رسُول صلّی اللہ علیہ وسلّم پالتو گدھوں کے گوشت سے منع فرماتے ہیں کیونکہ یہ
پلید ہیں (یہ سن کر) ہنڈیاں اُلٹ دی گئیں حالانکہ وہ گوشت سے اُبلتی تھیں۔

۶۰۷۳ شرح : قولہ جاءہ جاءٍ ،، جاءٍ تین بار ذکر کیا ہو سکتا ہے یہ تین شخص علیحدہ علیحدہ
اور بارگاہ رسالت میں حاضر ہُوئے ہوں اور یہ بھی ممکن ہے کہ ایک ہی
شخص بار بار حاضرِ خدمت ہُوا ہو۔ کیونکہ جب اُس نے کہا گدھے کھائے گئے اور حضور نے ادھر التفات نہ فرمائی تو

۴۰۷۴ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ عَمْرٌو قُلْتُ لِجَابِرِ بْنِ زَيْدٍ يَزْعُمُوْنَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ فَقَالَ قَدْ كَانَ يَقُوْلُ ذٰلِكَ الْحَكَمُ بْنُ عَمْرٍو الْغِفَارِيُّ عِنْدَنَا بِالْبَصْرَةِ وَلٰكِنْ أَبٰى ذٰلِكَ الْبَحْرُ ابْنُ عَبَّاسٍ وَقَرَأَ قُلْ لَّآ أَجِدُ فِيْمَآ أُوْحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا

دوسری بار آیا۔ جب تیسری بار کہا گدھے ختم ہو گئے تو حضور نے گدھوں کا گوشت حرام کر دیا۔ ہو سکتا ہے کہ پہلی یا دوسری بار ان کی تحریم میں حکم نہ نازل ہوا ہو جب وہ تیسری بار آیا تو حکم نازل ہو گیا اور تحریم کا اعلان فرمایا۔

۴۰۷۴ — ترجمہ: عمرو نے کہا میں نے جابر بن زید سے کہا لوگ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پالتو گدھوں کے گوشت سے منع کر دیا ہے۔ جابر نے کہا حکم بن عمرو غفاری ہمارے پاس بصرہ میں یہی حکم دیتے تھے لیکن علم کے سمندر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کا انکار کیا اور پڑھا: جو کچھ مجھے وحی کی گئی ہے اس میں حرام نہیں پاتا ہوں الخ" تلاوت کی۔

۴۰۷۴ — شرح: قولہ قُلْ لَّآ أَجِدُ فِيْمَآ أُوْحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا الآیۃ یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کریمہ سے استدلال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں ہر محرم کو ذکر کیا ہے اسی میں حرمت منحصر ہے۔ اس کے علاوہ ہر شئی اصل اباحت پر ہے اور فقہاء کرام پالتو گدھوں کی حرمت پر متفق ہیں، البتہ ابن عباس سے روایت ہے کہ انہوں نے ان کو مباح کہا ہے۔ ام المومنین عائشہ اور شعبی سے بھی اسی طرح روایت ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سورۂ مائدہ کے اول میں منخنقہ اور موقوذہ اور جو ان کے ساتھ ہیں کی تحریم مذکور ہے۔ حالانکہ وہ اس آیت کریمہ سے خارج ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے۔ منخنقہ (جس کا گلا گھونٹا گیا ہو) وغیرہ میتہ (مردار) میں داخل ہیں یا یہ کہتے ہیں کہ سورۂ انعام مکی ہے تو ہو سکتا ہے کہ اس وقت وہی حرام ہوں جو آیت میں مذکور ہیں اور سورۂ مائدہ مدنیہ ہے۔ یہ قرآن میں سب سے آخر نازل ہوئی۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جن احادیث میں پالتو گدھوں کے گوشت کی تحریم مذکور ہے وہ تمام اخبار احاد ہیں۔ ان پر عمل آیت مذکورہ کے نسخ کا موجب ہوگا۔ یہ جائز نہیں اس کا جواب یہ ہے مذکورہ آیت کریمہ سے کئی اشیاء مخصوص ہیں۔ جو حرام ہیں اور اس آیت میں مذکور

بَابُ اَكْلِ كُلِّ ذِىْ نَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ

۶۰۷۵ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِىْ اِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِىِّ عَنْ اَبِىْ ثَعْلَبَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ اَكْلِ كُلِّ ذِىْ نَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ تَابَعَهٗ يُوْنُسُ وَمَعْمَرٌ وَابْنُ عُيَيْنَةَ وَالْمَاجِشُوْنَ عَنِ الزُّهْرِىِّ

نہیں، چنانچہ نجاسات، شراب اور بندروں کا گوشت اس میں مذکور نہیں۔ جب یہ آیت مذکور سے مخصوص ہیں اور مخصوص البعض ظنی رہ جاتا ہے لہذا اخبار احاد سے ان کی تخصیص ہو سکتی ہے (عینی)

باب ہر ذی ناب درندے کا کھانا

ناب سے مراد یہ ہے کہ جس کے ساتھ وہ حیوان پر حملہ کرتا ہے اور اس کے ساتھ قوت حاصل کرتا ہے "

۶۰۷۵ــــ ترجمہ : ابوثعلبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ذی ناب درندہ کے کھانے سے منع فرمایا۔

۶۰۷۵ــــ شرح : اس حدیث کی تقریر میں علماء کے مختلف اقوال ہیں۔ علماء کوفہ اور امام شافعی رحمہم اللہ نے کہا اس میں نہی تحریم کے لئے ہے ذوناب درندہ کھانا حرام ہے۔ اور ذُوْمِخْلَبٍ (چرندہ) جو پنجہ سے شکار کرتا ہے بھی حرام ہے۔ البتہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس عموم سے بجو اور لومڑی مستثنیٰ کئے ہیں، کیونکہ ان کے ناب ضعیف ہیں، لیکن یہ تاویل نص قطعی کے مقابلہ میں ہونے کے سبب فاسد ہے۔ ابن قصار نے کہا امام مالک کے نزدیک نہی کراہت پر محمول ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ درندے خنزیر کی مثل حرام نہیں ہیں، کیونکہ ان میں صحابہ کرام کا اختلاف ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے بجو کھانے کی اجازت دی ہے۔ اسے حاکم نے جابر سے روایت کیا اور کہا اس کا اسناد صحیح ہے حالانکہ بجو ذوناب ہے۔ پس

بَابُ جُلُودِ الْمَيْتَةِ

۶۰۷۶ ـــ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ أَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِشَاةٍ مَيِّتَةٍ فَقَالَ هَلَّا اسْتَمْتَعْتُمْ بِإِهَابِهَا قَالُوا إِنَّهَا مَيِّتَةٌ قَالَ إِنَّمَا حَرُمَ أَكْلُهَا

معلوم ہوا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ذی ناب درندے کی تحریم سے کراہت کا ارادہ کیا الحاصل عطاء ابن ابی رباح، امام مالک، شافعی، احمد اور اسحاق نے بجو کو مباح کہا ہے ظاہریوں کا مذہب بھی یہی ہے حسن بصری، سعید بن مسیب، اوزاعی، ثوری، عبداللہ بن مبارک، امام ابوحنیفہ، ابو یوسف اور محمد رضی اللہ عنہم نے کہا بجو حرام ہے اس کی دلیل مذکور حدیث ہے، کیونکہ یہ حدیث اپنے عموم کے اعتبار سے ہر ذی ناب کو شامل ہے اور بجو بھی ذو ناب ہے اور جابر کی حدیث کا جواب یہ ہے کہ یہ مشہور نہیں اور وہ محتمل ہے اور محرم کو مبیح پر ترجیح ہوتی ہے (عینی)

یونس بن یزید، معمر بن راشد، سفیان بن عیینہ اور ماجشون نے زہری سے روایت کرنے میں مالک کی متابعت کی۔

باب مردار کی کھال

۶۰۷۶ ـــ ترجمہ : عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مردار بکری کے پاس سے گزرے تو فرمایا کیا تم نے اس کی کھال دباغت کی ہے لوگوں نے کہا یہ تو مردار ہے۔ حضور نے فرمایا مردار کا کھانا حرام ہے۔

۶۰۷۶ ـــ شرح : اس حدیث سے جمہور فقہاء نے استدلال کیا مردار کی کھال سے دباغت کے بعد نفع حاصل کرنا جائز ہے۔ امام مالک کا قول بھی یہی ہے۔ امام ابوحنیفہ اور امام شافعی بھی یہی کہتے ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ طبرانی نے تہذیب الآثار میں جابر کی

۶۰۷۷ — حَدَّثَنَا خَطَّابُ بْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْرٍ عَنْ ثَابِتِ بْنِ عَجْلَانَ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَنْزٍ مَيِّتَةٍ فَقَالَ مَا عَلٰى أَهْلِهَا لَوِ انْتَفَعُوا بِإِهَابِهَا

بَابُ الْمِسْكِ

۶۰۷۸ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ الْقَعْقَاعِ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

حدیث ذکر کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مُردار سے ذرہ بھر نفع نہ حاصل کرو! نیز عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مُردار سے نفع حاصل کرنے سے منع فرمایا ابو داؤد اور ترمذی نے بھی صحیح اسناد سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے درندوں کے چمڑے بچھانے سے منع فرمایا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جابر کی حدیث میں زمعہ ہے اس کی نقل غیر معتمد علیہ ہے اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کے اسناد میں عام مجہول غیر معروف ہیں اور درندوں کے چمڑوں سے نہی اس لئے ہے کہ وہ دباغت سے قبل استعمال کئے جاتے تھے۔

۶۰۷۷ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مردار بکری کے پاس سے گزرے تو فرمایا اس کے اہل و مالک پر حرج نہ تھا وہ اگر اس کی کھال سے نفع حاصل کرتے۔

باب مسک (کستوری)

مسک فارسی مُعَرَّب ہے۔ دراصل مشک تھا۔ عرب جب عجمی لفظ استعمال کریں تو اس میں کمی بیشی کرتے ہیں یا حرف کو کسی حرف سے بدل دیتے ہیں۔ علامہ کرمانی نے کہا اس باب

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مَكْلُوْمٍ يُكْلَمُ فِي اللّٰهِ اِلَّا جَاءَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَكَلْمُهٗ يَدْمٰى اَللَّوْنُ لَوْنُ دَمٍ وَّالرِّيْحُ رِيْحُ مِسْكٍ ٦٠٧٩ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الْجَلِيْسِ الصَّالِحِ وَالسَّوْءِ كَحَامِلِ الْمِسْكِ وَنَافِخِ الْكِيْرِ فَحَامِلُ الْمِسْكِ اِمَّا اَنْ يُّحْذِيَكَ وَاِمَّا اَنْ تَبْتَاعَ مِنْهُ وَاِمَّا اَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيْحًا طَيِّبَةً وَّنَافِخُ الْكِيْرِ اِمَّا اَنْ يُّحْرِقَ ثِيَابَكَ وَاِمَّا اَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيْحًا خَبِيْثَةً

کو کتاب الصید میں اس لئے ذکر کیا کہ مسک ہرن کا فضلہ ہے اور ہرن شکار ہے۔ علماء نے اس کی طہارت پہ اتفاق کیا ہے۔ علماءِ احناف نے کہا مسک مردوں اور عورتوں دونوں کے لئے حلال ہے اور اس سے انتفاع جائز ہے۔ ابن منذر نے اسناد جید کے ساتھ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ حضور کے پاس مسک تھی جس سے خوشبو لگایا کرتے تھے۔

۶۰۷۸ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی بھی شخص اللہ کی راہ میں زخمی نہیں کیا جاتا ہے مگر وہ قیامت کے دن آئے گا اس حال میں کہ اس کا زخم خون کے قطرے ٹپکاتا ہوتا ہوگا اس کا رنگ خون کا رنگ ہوگا اور اس کی خوشبو مشک کی خوشبو ہوگی۔

۶۰۷۸ ـــ شرح : امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث سے مشک کی طہارت پر استدلال کیا ہے۔ کیونکہ اس میں شہید کے خون کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔ اور یہ سیاق تعظیم و تکریم میں ہے۔ اگر مشک پلید ہوتی تو خباثت سے ہوتی اور دمِ شہید سے تشبیہ مستحسن نہ ہوتی۔ اسی طرح اگلی حدیث میں اچھے نیک ساتھی کو حاملِ مشک سے تشبیہ دی ہے

(حدیث ۲۳۷ ج : ۴ کی شرح دیکھیں)

۶۰۷۹ ـــ ترجمہ : ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نیک اور صالح ساتھی کی مثال اور برے ساتھی کی مثال کستوری

بَابُ الْاَرْنَبِ

۶۰۸۰ ـــ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ ابْنِ زَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اَنْفَجْنَا اَرْنَبًا وَنَحْنُ بِمَرِّ الظَّهْرَانِ فَسَعَى الْقَوْمُ فَلَغِبُوْا فَاَخَذْتُهَا فَجِئْتُ بِهَا اِلٰى اَبِىْ طَلْحَةَ فَذَبَحَهَا فَبَعَثَ بِوَرِكَيْهَا اَوْ قَالَ بِفَخِذَيْهَا اِلَى النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبِلَهَا

کو اٹھانے والے اور بھٹی میں پھونکنے والے کی مثال ہے کستوری کو اٹھانے والا یا تجھے ہدیہ دے گا یا تو اس سے خرید کرے گا یا اس سے اچھی خوشبو سونگھے گا اور بھٹی کو پھونکنے والا یا تیرے کپڑے جلا دے گا یا اس سے بری ہوا پائے گا ۔

۶۰۷۹ ـــ شرح : اس حدیث میں کستوری کی مدح فرمائی جو اس کی طہارت کو مستلزم ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مدح ہے جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم مجلس تھے ۔ یہاں تک کہا گیا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کی فضیلت سے صحابی کی فضیلت افضل نہیں اسی لئے انہیں صحابہ کہا جاتا ہے حالانکہ وہ علماء، سخی اور بہادر بھی تھے اور بھی بے شمار فضائل ان میں پائے جاتے تھے ۔(حدیث ۱۹۷۳ جلد: ۳ کی شرح دیکھیں)

باب خرگوش

ارنب (خرگوش) اسم جنس ہے مذکر و مؤنث پر بولا جاتا ہے ۔ اس کے ہاتھ چھوٹے اور ٹانگیں لمبی ہوتی ہیں ۔ جاحظ نے کہا ارنب مؤنث کو کہا جاتا ہے ۔ یہ بہت بزدل اور چھلانگیں بہت مارتا ہے ۔ یہ ایک سال نر اور دوسرے سال مادہ ہوتا ہے اسے حیض آتا ہے ۔ سوتے وقت آنکھیں کھلی رکھتا ہے (عینی)

۶۰۸۰ ـــ ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے خرگوش دیکھا جبکہ ہم مر ظہران میں تھے لوگ اس کے پیچھے دوڑے میں نے اسے پکڑا اور ابو طلحہ کے پاس لے آیا انہوں نے اسے ذبح کیا اور اس کی دو رانیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور بھیجیں تو آپ نے اسے قبول فرما لیا ۔

۶۰۸۰ ـــ شرح : خرگوش میں علماء کے مختلف اقوال ہیں ۔ عام علماء کہتے ہیں خرگوش

بَابُ الضَّبِّ

٦٠٨١ — حَدَّثَنَا مُوْسٰى ابْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلضَّبُّ لَسْتُ اٰكُلُهٗ وَلَآ اُحَرِّمُهٗ ٦٠٨٢ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مٰلِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ ابْنِ سَهْلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ خٰلِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ اَنَّهٗ دَخَلَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتَ مَيْمُوْنَةَ فَاُتِيَ بِضَبٍّ مَحْنُوْذٍ فَاَهْوٰى اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ

کو کھانا جائز ہے۔ احناف نے کہا اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔ کرخی نے کہا تمام علماء نے اس کے کھانے میں حرج نہیں سمجھا اور یہ درندہ نہیں اور نہ ہی مردار کھاتا ہے۔ حمزہ اصبہانی نے کہا خرگوش کی کھیل سے جن بھاگ جاتے ہیں، کیونکہ خرگوش کو حیض آتا ہے اور یہ جنوں کی سواری نہیں (عینی)

(حدیث : ۲۴۰۲، ج: ۴ کی شرح دیکھیں)

باب گوہ

ابن خالویہ نے ذکر کیا کہ گوہ کی عمر سات سو سال ہوتی ہے۔ یہ پانی نہیں پیتی اور نہ ٹھنڈی ہوا پر اکتفا کرتی ہے۔ سردیوں میں اپنے بل سے باہر نہیں نکلتی۔ چالیس روز میں ایک قطرہ پیشاب کرتی ہے اس کا دانت نہیں گرتا۔ کہا جاتا ہے کہ اس کے دانت ایک ہی قطعہ ہوتا ہے۔ اس کی جمع ضِباب اور اضُب آتی ہے۔

٦٠٨١ — ترجمہ : عبداللہ بن دینار نے کہا میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں گوہ نہیں کھاتا اور نہ اسے حرام کرتا ہوں۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ فَقَالَ بَعْضُ النِّسْوَةِ اَخْبِرُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا يُرِيْدُ اَنْ يَّأْكُلَ فَقَالُوْا هُوَ ضَبٌّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَرَفَعَ يَدَهٗ فَقُلْتُ اَحَرَامٌ هُوَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لَا وَلٰكِنْ لَّمْ يَكُنْ بِاَرْضِ قَوْمِيْ فَاَجِدُنِيْ اَعَافُهٗ قَالَ خَالِدٌ فَاجْتَرَرْتُهٗ فَاَكَلْتُهٗ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْظُرُ

بَابٌ اِذَا وَقَعَتِ الْفَأْرَةُ فِي السَّمْنِ الْجَامِدِ اَوِ الذَّائِبِ ؕ

۶۰۸۳ — حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ

۶۰۸۱ — شرح : امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا بعض علماء نے گوہ کے گوشت کو حرام کہا ہے۔ اُنھوں نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے اور بعض علماء ایسے مالک شافعی، احمد اور اسحاق نے اس کے گوشت کو حلال کہا ہے۔ ظاہر یہ بھی یہی کہتے ہیں۔ امام ابوحنیفہ، ابویوسف اور محمد رضی اللہ عنہم نے گوہ کے گوشت کو حرام کہا ہے۔ (حدیث ۵۰۴۳ ج : ۸ کی شرح دیکھیں)

۶۰۸۲ — ترجمہ : عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے خالد بن ولید سے روایت کی کہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں گئے تو بھنی ہوئی گوہ لائی گئی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف دستِ اقدس بڑھایا تو بعض ازواج نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتادو کہ آپ کیا چیز کھانا چاہتے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ گوہ (کا گوشت) ہے تو حضور نے دستِ اقدس اُٹھا لیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا یہ حرام ہے فرمایا نہیں، لیکن یہ میری قوم کی زمین میں نہیں ہے اس لئے میں طبعی طور پر اس سے متنفر ہوں۔ خالد نے کہا میں نے اسے کھینچا اور کھانا شروع کیا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ رہے تھے۔

(حدیث ۵۰۴۳ کی شرح دیکھیں)

أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يُحَدِّثُهُ عَنْ مَيْمُونَةَ أَنَّ فَأْرَةً وَقَعَتْ فِي سَمْنٍ فَمَاتَتْ فَسُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهَا فَقَالَ أَلْقُوهَا وَمَا حَوْلَهَا وَكُلُوهُ قِيلَ لِسُفْيَانَ فَإِنَّ مَعْمَرًا يُحَدِّثُهُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ مَا سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يَقُولُهُ إِلَّا عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُونَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَقَدْ سَمِعْتُهُ مِنْهُ مِرَارًا

باب اگر جامد گھی یا پگھلے ہوئے گھی میں چوہا گر پڑے

صرف گھی کی خصوصیت نہیں تیل اور شہد وغیرہ میں گر جائے تو ان کا بھی یہی حکم ہے جو گھی کا حکم ہے۔

۶۰۸۲ ـــــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا کہ گھی میں چوہا گرا اور مر گیا اس کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا تو فرمایا اس کو باہر نکال پھینکو اور اس کا ارد گرد بھی پھینک دو اور گھی کھالو۔ سفیان سے کہا گیا کیا معمر زہری، سعید بن مسیب کے ذریعہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں؟ تو انھوں نے کہا میں نے زہری کو صرف عبید اللہ، ابن عباس، ام المؤمنین میمونہ کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے سنا ہے میں نے اُن سے یہ حدیث بارہا دفعہ سُنی ہے۔

۶۰۸۲ ـــ شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چوہا نکال پھینکو، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ جمے ہوئے گھی کا حکم ہے کیونکہ بہنے والے گھی کے ماحول کا پھینکنا ممکن نہیں، کیونکہ وہ حرکت سے خلط ملط ہو جاتا ہے اور ایک دوسرے

٦٠٨٤ — حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ الدَّابَّةِ تَمُوتُ فِي الزَّيْتِ وَالسَّمْنِ وَهُوَ جَامِدٌ أَوْ غَيْرُ جَامِدٍ الْفَأْرَةُ أَوْ غَيْرُهَا قَالَ بَلَغَنَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِفَأْرَةٍ مَاتَتْ فِي سَمْنٍ فَأَمَرَ بِمَا قَرُبَ مِنْهَا فَطُرِحَ ثُمَّ أُكِلَ عَنْ حَدِيثِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ

سے مل جاتا ہے۔ علماء کا اس پر اجماع ہے کہ حدیث میں مذکور حکم جمے ہوئے گھی کا ہے اور اس کے علاوہ دیگر مائعات اور بہنے والی اشیاء تیل وغیرہ میں چوہا گر جائے تو انہیں کھایا نہیں جائے گا؛ لیکن اُن کے بیچنے اور نفع اُٹھانے میں اختلاف ہے۔ حسن بن صالح اور احمد نے کہا جیسے وہ کھایا نہیں جاتا بیچا بھی نہ جائے اور اس سے انتفاع کیا جائے۔ سفیان ثوری، امام مالک و شافعی نے کہا یہ صابن بنانے کے کام آسکتا ہے اور اس سے چراغ بھی روشن کئے جاسکتے ہیں لیکن اس کا کھانا اور بیچنا جائز نہیں۔ امام ابوحنیفہ اور آپ کے ساتھی کہتے ہیں کھانے کے علاوہ ہر قسم کا نفع اُٹھا سکتے ہیں اور اس کی بیع بھی جائز ہے لیکن شرط یہ ہے کہ چوہا واقع ہونے کی وضاحت کر دے۔ (حدیث : ۲۲۵، ج: ا کی شرح دیکھیں)

٦٠٨٤ — ترجمہ : یونس زہری سے اس جانور چوہے وغیرہ کے متعلق روایت کرتے ہیں جو زیتون کے تیل اور گھی جبکہ وہ منجمد ہو یا پگھلا ہُوا ہو، میں گر کر مر جائے کہ اُنھوں نے کہا ہمیں یہ حدیث پہنچی ہے کہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے چوہے کے گھی میں مر جانے کے متعلق حکم دیا کہ چوہے کو نکال کر پھینک دیں اور اس کے ارد گرد کو پھینک دیں پس چوہا اور اس کا قرب وجوار پھینک دیا گیا پھر گھی کھا لیا گیا۔ عُبید اللہ بن عبد اللہ کی حدیث سے یہ حکم معلوم ہُوا ہے۔

٦٠٨٤ — شرح : یعنی زیتون کے تیل یا گھی منجمد یا غیر منجمد میں کوئی جانور گر کر مر جائے تو کیا سارا تیل وغیرہ پلید ہو جائے گا یا نہیں۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس حکم میں زہری، منجمد اور غیر منجمد میں فرق نہیں کرتے تھے۔ اسی طرح گھی اور غیر گھی میں بھی فرق نہیں کرتے تھے۔ پھر گھی میں حدیث بیان کی اور تیل وغیرہ کو اس پر قیاس کیا۔

قولہ عَنْ حدیث الخ یہ بَلَغَنَا کے متعلق ہے۔ یعنی عبید اللہ بن عبد اللہ سے یہ حکم پہنچا ہے۔

۶۰۸۵ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُونَةَ قَالَتْ سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ فَأْرَةٍ سَقَطَتْ فِي سَمْنٍ فَقَالَ أَلْقُوهَا وَمَا حَوْلَهَا وَكُلُوهُ

بَابُ الْعَلَمِ وَالْوَسْمِ فِي الصُّورَةِ

۶۰۸۶ــــ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسَى عَنْ حَنْظَلَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَرِهَ أَنْ تُعْلَمَ الصُّورَةُ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُضْرَبَ تَابَعَهُ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا الْعَنْقَزِيُّ عَنْ حَنْظَلَةَ وَقَالَ تُضْرَبُ الصُّورَةُ

۶۰۸۵ــــ ترجمہ : عبید اللہ بن عبد اللہ نے ابن عباس کے واسطے سے ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ اُنھوں نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے چوہے کے متعلق جو گھی میں گر جائے کے متعلق پوچھا گیا تو حضور نے فرمایا چوہے کو اور اس کے قرب وجوار گھی کو پھینک دو اور گھی کھا لو **۶۰۸۵** تشریح اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس حدیث کی عنوان پر دلالت کس طرح ہے؟ کیونکہ عنوان میں منجمد گھی اور پگھلے ہوئے گھی میں چوہا وغیرہ گر جائے مذکور ہے حالانکہ پگھلے ہوئے گھی اور تیل میں ماحول متصور نہیں ہو سکتا۔ صرف جامد میں ہو سکتا ہے کہ چوہا اور اس کا ماحول پھینک دیا جائے۔ اس کا جواب یہ ہے۔ بظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جامد کا ماحول پھینک دیں اور حدیث کے مفہوم مخالف سے معلوم ہوتا ہے کہ جب غیر منجمد کا ماحول نہیں ہے تو وہ سارے کا سارا پلید ہے۔

باب چہرے پر داغ لگانا اور نشان کرنا

۶۰۸۶ــــ ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اُنھوں نے چہرے پر نشان

۶۰۸۷ — حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ ابْنِ زَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَخٍ لِي يُحَنِّكُهُ وَهُوَ فِي مِرْبَدٍ لَهُ فَرَأَيْتُهُ يَسِمُ شَاةً حَسِبْتُهُ قَالَ فِي آذَانِهَا —

لگانے کو مکروہ جانا ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرے پر مارنے سے منع فرمایا ہے۔ عُبید اللہ کی قتیبہ نے متابعت کی۔ انھوں نے کہا ہم سے عنقزی (عمرو بن محمد کوفی) نے حنظلہ سے بیان کیا کہ مراد صورت (چہرہ) ہے۔

۶۰۸۶ — شرح: توضیح میں ہے کہ علماء کے نزدیک چہرہ پر داغ لگانا مکروہ ہے اور ہمارے نزدیک حرام ہے۔ افراد مسلم میں جابر کی حدیث ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک گدھے کے پاس سے گزرے جس کے چہرہ پر داغ لگایا گیا تھا تو حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس شخص پر لعنت کرے جس نے یہ داغ لگایا ہے، کیونکہ چہرہ میں شرافت ہے۔ اس پر داغ لگانا اللہ کی خلقیت کو تبدیل کرنا ہے۔ چہرے کے علاوہ جسم پر معمولی داغ نشانی کے طور پر لگانے میں حرج نہیں؛ چنانچہ قربانیوں پر بطور علامت معمولی نشان لگایا جاتا ہے اور حضور نے صدقہ کے اونٹوں پر داغ لگایا تھا۔
(حدیث ع ۱۴۱۵ ج : ۳ کی شرح دیکھیں)

۶۰۸۷ — ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنا بھائی لے کر گیا تاکہ اسے گھٹی دیں جبکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اونٹوں کے باڑہ میں تھے۔ میں نے حضور کو دیکھا کہ بکریوں کو داغ لگا رہے ہیں۔ ہشام نے کہا میرا خیال ہے کہ انس نے کہا ان کے کانوں میں داغ لگا رہے تھے۔

۶۰۸۷ — شرح: آدمی کے چہرہ پر داغ لگانا حرام ہے جبکہ غیر آدمی کو داغ لگانا مکروہ ہے۔ صدقہ کے جانوروں کو چہرے کے علاوہ داغ لگانا مستحب ہے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے اسے مکروہ کہا ہے، کیونکہ اس میں حیوان کو اذیت پہنچانا اور مُثلہ کرنا ہے۔ اس حدیث کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث امام ابو حنیفہ کے نزدیک ثابت نہیں یا درجۂ صحت تک نہیں پہنچی ہے۔ مِربَد کا اطلاق اونٹوں کے باڑہ پر ہوتا ہے۔ یہاں بکریوں کے باڑہ پر مربد کا اطلاق مجازی ہے یا ہو سکتا ہے کہ بکریوں کو داغ لگانے کے لئے اونٹوں کے باڑہ میں لایا گیا ہو تو اس وقت یہ اطلاق حقیقی ہے۔ اس حدیث سے معلوم یہ ہوتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بہت متواضع تھے اور اپنے دستِ اقدس سے

بَابُ اِذَا اَصَابَ قَوْمٌ غَنِيْمَةً فَذَبَحَ بَعْضُهُمْ غَنَمًا
أَوْ اِبِلًا بِغَيْرِ اَمْرِ اَصْحَابِهِمْ لَمْ تُؤْكَلْ لِحَدِيْثِ رَافِعٍ عَنِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ طَاوُسٌ وَعِكْرِمَةُ فِيْ ذَبِيْحَةِ السَّارِقِ اِطْرَحُوْهُ

۶۰۸۸ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ قَالَ
حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ
رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قُلْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّا نَلْقَى الْعَدُوَّ غَدًا
وَلَيْسَ مَعَنَا مُدًى فَقَالَ اَرِنْ اَوْ اَعْجِلْ مَا اَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ
فَكُلُوْا مَا لَمْ يَكُنْ سِنٌّ وَلَا ظُفُرٌ وَسَاُحَدِّثُكُمْ عَنْ ذٰلِكَ اَمَّا السِّنُّ
فَعَظْمٌ وَاَمَّا الظُّفُرُ فَمُدَى الْحَبَشَةِ وَتَقَدَّمَ سَرْعَانُ النَّاسِ فَاَصَابُوْا

خود کام کرتے تھے اور لوگوں کے مصالح میں کڑی نگاہ رکھتے تھے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ نومولود کو گھٹی دینے کے لئے صالحین کے پاس لے جانا مستحب ہے تاکہ سب سے پہلے اس کے پیٹ میں نیک آدمی کا تھوک جائے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب جب لوگوں نے غنیمت پائی تو بعض نے بکریاں اور بعض نے اونٹ اپنے ساتھیوں کے مشورہ کے بغیر ذبح کئے تو ان کا گوشت نہ کھایا جائے

اس میں ابو رافع نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے

طاؤس اور عکرمہ نے چور کے ذبیحہ میں کہا کہ اسے پھینک دو (یعنی حرام ہے اسے نہ کھاؤ)

مِنَ الْمَغَانِمِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أُخْرِ النَّاسِ فَنَصَبُوا قُدُورًا فَأَمَرَ بِهَا فَأُكْفِئَتْ وَقَسَمَ بَيْنَهُمْ وَعَدَلَ بَعِيرًا بِعَشْرِ شِيَاهٍ ثُمَّ نَدَّ بَعِيرٌ مِنْ أَوَائِلِ الْقَوْمِ وَلَمْ يَكُنْ مَعَهُمْ خَيْلٌ فَرَمَاهُ رَجُلٌ بِسَهْمٍ فَحَبَسَهُ اللهُ فَقَالَ إِنَّ لِهٰذِهِ الْبَهَائِمِ أَوَابِدَ كَأَوَابِدِ الْوَحْشِ فَمَا فَعَلَ مِنْهَا هٰذَا فَافْعَلُوا مِثْلَ هٰذَا

بَابٌ إِذَا نَدَّ بَعِيرٌ لِقَوْمٍ فَرَمَاهُ بَعْضُهُمْ بِسَهْمٍ فَقَتَلَهُ وَأَرَادَ إِصْلَاحَهُمْ فَهُوَ جَائِزٌ

بِخَبَرِ رَافِعٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۶۰۸۹ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عُبَيْدٍ الطَّنَافِسِيُّ عَنْ سَعِيدِ ابْنِ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ جَدِّهِ رَافِعٍ قَالَ كُنَّا مَعَ

۶۰۸۸ ترجمہ : رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا ہم کل دشمن سے مقابلہ کرنے والے ہیں۔ ہمارے پاس چھریاں نہیں تو حضور نے فرمایا جو شئ خون بہادے حالانکہ بسم اللہ پڑھی ہے تو کھالو بشرطیکہ دانت اور ناخن نہ ہو میں تم سے اس کے متعلق بیان کرتا ہوں کہ دانت تو ہڈی ہے اور ناخن حبشیوں کی چھری ہے کچھ جلدی کرنے والے لوگ آگے بڑھ گئے اور انھوں نے غنیمت کے مال پائے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پچھلے لوگوں میں آرہے تھے اُن لوگوں نے ہنڈیاں چڑھادیں تو حضور نے ان کے متعلق حکم دیا تو انہیں اُلٹ دیا گیا اور لوگوں میں مالِ غنیمت تقسیم کیا اور ایک اونٹ دس بکریوں کے برابر کیا پھر پہلے لوگوں سے ایک اُونٹ بھگوڑا ہو گیا اور اُن کے پاس گھوڑے نہ تھے ایک شخص نے اس کو تیر مارنا چاہا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو روک دیا۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان جانوروں میں سے وحشی جانوروں کی طرح ہوتے ہیں جو اُن میں سے یہ کرے تو اس کے ساتھ اسی طرح کرو (حدیث ۲۳۲۵۔ ج : ۳ اور حدیث : ۶۰۴۵۔ ج : ۸ کی شرح دیکھیں)

مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَنَدَّ بَعِيْرٌ مِّنَ الْإِبِلِ قَالَ فَرَمَاهُ رَجُلٌ بِسَهْمٍ فَحَبَسَهُ قَالَ إِنَّ لَهَا أَوَابِدَ كَأَوَابِدِ الْوَحْشِ فَمَا غَلَبَكُمْ مِنْهَا فَاصْنَعُوْا بِهِ هٰكَذَا قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا نَكُوْنُ فِي الْمَغَازِي وَالْأَسْفَارِ فَنُرِيْدُ أَنْ نَذْبَحَ فَلَا يَكُوْنُ مُدًى فَقَالَ أَرِنْ مَا أَنْهَرَ أَوْ مَا أَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ فَكُلْ غَيْرَ السِّنِّ وَالظُّفُرِ فَإِنَّ السِّنَّ عَظْمٌ وَالظُّفُرَ مُدَى الْحَبَشَةِ

بَابُ أَكْلِ الْمُضْطَرِّ

لِقَوْلِهٖ عَزَّ وَجَلَّ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ

باب اگر لوگوں کا اونٹ بھاگ نکلے اور اُن میں سے کوئی شخص اس کو تیر مار کر قتل کر دے اور اُس نے ان کی بھلائی کا ارادہ کیا ہو تو جائز ہے، کیونکہ رافع نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روائت کی ہے

٦٠٨٩ ــــ ترجمہ : رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے کہا ہم ایک سفر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے تو اونٹوں میں سے ایک اونٹ بھاگ گیا۔ ایک آدمی نے اس کو تیر مار کر روک لیا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان میں بھی وحشی جانوروں کی طرح ہوتے ہیں ان میں سے جو تم پر غالب آجائے اس کے ساتھ اسی طرح کرو۔ رافع نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ! صلی اللہ علیہ وسلم ہم جنگوں اور سفروں میں ہوتے ہیں اور جانور ذبح کرنا چاہتے ہیں اور ہمارے پاس چھریاں نہیں ہوتیں (تو کیا کریں) حضور نے فرمایا جو خون بہا دے اور اس پر اللہ کا نام ذکر کیا گیا ہو تو کھالو مگر دانت اور ناخن نہ ہو کیونکہ دانت ہڈی ہے اور ناخن حبشیوں کی چھری ہے (ابھی ابھی اس میں بحث ہو چکی ہے)

إِلَى فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ وَقَالَ فَمَنِ اضْطُرَّ فِي مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِإِثْمٍ وَقَوْلُهُ فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ إِنْ كُنْتُمْ بِآيَاتِهِ مُؤْمِنِيْنَ وَقَوْلُهُ قُلْ لَا أَجِدُ فِيْمَا أُوْحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا إِلَى أَوْ دَمًا مَسْفُوْحًا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مُهْرَاقًا أَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ وَقَالَ فَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللهُ حَلَالًا طَيِّبًا

باب مجبور شخص کا (مردار) کھانا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اے ایمان والو! پاکیزہ چیزوں کو کھاؤ جو ہم نے تمہیں دی ہیں اور اللہ کا شکر کرو!

اگر تم اس کی عبادت کرتے ہو۔ تم پر مردار، خون، خنزیر کا گوشت اور وہ حرام کیا ہے جو اللہ کے نام کے بغیر ذبح کیا جائے جو کوئی مجبور ہو گیا اس حال میں کہ وہ گناہ کی طرف مائل نہ ہو اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! وہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام ذکر کیا گیا ہو۔ اگر تم اللہ تعالیٰ کی آیات کے ایمان رکھتے ہو۔ تمہارا کیا حال ہے کہ تم وہ نہیں کھاتے ہو جن پر ذبح کے وقت اللہ کا نام ذکر کیا گیا ہو۔ حالانکہ اللہ نے تمہارے لئے وہ بیان کر دیا ہے جو تم پر حرام ہے مگر جس کے کھانے میں تم مجبور اور لاچار ہو جاؤ بے شک بہت لوگ علم کے بغیر اپنی خواہشوں کے سبب گمراہ ہو جاتے ہیں۔ بے شک تیرا رب حد سے بڑھنے والوں کو خوب جانتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! فرما دیجئے میری طرف جو وحی کی گئی ہے اس میں کوئی چیز حرام کی ہوئی نہیں پاتا ہوں کہ کھانے والا اس کو کھائے مگر یہ کہ مردار یا خون جاری یا خنزیر کا گوشت ہو، کیونکہ یہ پلید ہے یا فسق ہو جو اللہ کا نام ذکر کئے بغیر ذبح کیا گیا ہو پس جو کوئی مجبور ہو گیا حالانکہ وہ سرکش اور حد سے بڑھنے والا نہیں۔ بے شک تیرا رب بخشنے والا رحیم ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مسفوحًا کے معنی مہراقًا کئے ہیں یعنی جاری خون اور فرمایا اس چیز سے کھاؤ جو تمہیں پاک حلال دی ہے اور اللہ کی نعمتوں کا شکر کرو اگر تم اس کی عبادت کرتے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے تم پر مردار، خون، سؤر کا گوشت اور وہ جانور جو اللہ کے نام کے بغیر ذبح کیا جائے جو کوئی مجبور ہو جائے ازاں حالیکہ وہ سرکش اور حد سے بڑھنے والا نہ ہو۔ بے شک اللہ غفور رحیم ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب الاضاحی

باب سنة الاضحية وقال ابن عمر هي سنة ومعروف

٦٠٦٩ — حدثني محمد بن بشار قال حدثنا غندر قال حدثنا شعبة عن زبيد اليامي عن الشعبي عن البراء قال قال النبي صلى الله عليه وسلم ان اول ما نبدأ به في يومنا هذا ان نصلي ثم نرجع فننحر من فعله فقد اصاب سنتنا ومن ذبح قبل فانما هو لحم قدمه لاهله ليس من النسك في شيء فقام ابو بردة بن نيار وقد ذبح فقال ان عندي جذعة قال اذبحها ولن تجزي عن احد بعدك وقال مطرف عن عامر عن البراء قال النبي صلى الله عليه وسلم من ذبح بعد الصلوة تم نسكه واصاب سنة المسلمين

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قربانیاں

اضاحی اُضحیۃ کی جمع ہے۔ دونوں میں یاء کو مشدد اور مخفف پڑھا جاتا ہے۔ اُضحیہ کا ہمزہ مکسور و مضموم دونوں طرح ہے۔ ضحایا بمعنی اضاحی۔ اضحیہ کی جمع ہے۔ یہ وہ جانور ہے جو عید کے روز اللہ تعالیٰ کے تقرب کے لئے ذبح کرتے ہیں، چونکہ چاشت کے وقت ذبح کرتے ہیں اس لئے اس کو اضحیہ کہتے ہیں۔

باب قربانی کے مسنون ہونے کا بیان

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا اہل خانہ کے لئے قربانی سُنّت کفایہ ہے حنفیہ کے نزدیک واجب ہے ۔،

۶۰۹۰ ــ ترجمہ : براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلی عبادت جس سے اس دن میں ابتداء کریں یہ ہے کہ نمازِ عید پڑھیں پھر واپس آکر قربانی کریں جس نے یہ کیا اُس نے ہماری سُنت پُوری کی اور جس نے اس سے پہلے ذبح کیا وہ صرف گوشت ہے جو اُس نے اپنے اہل وعیال کے لئے پہلے کیا ہے یہ ذبح قطعاً قربانی نہیں۔ ابو بُردہ بن نیار نے کھڑے ہو کر عرض کیا جبکہ وہ نماز سے پہلے ذبح کر چکے تھے میرے پاس بکری کا بچہ ہے فرمایا وہی ذبح کر دو اور تیرے بعد کسی کے لئے کافی نہ ہو گا مطرف نے عامر کے ذریعہ براء سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے نماز کے بعد ذبح کیا اس کی قربانی پُوری ہو گئی اور اُس نے مسلمانوں کا طریقہ پالیا۔

۶۰۹۰ ــ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ باب قسمت الامام میں ہے کہ عقبہ بن عامر کے لئے بھی تجویز کیا گیا تھا تو یہ ارشاد کہ تمہارے بعد کسی کے لئے جائز نہیں کا معنی کیا ہو گا اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ ابو بُردہ بن نیار پر قیاس کر کے اگر کوئی شخص بزغالہ قربانی کرے تو جائز نہیں اور عقبہ بن عامر کے لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ارشاد فرمایا تھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت کے احکام سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ اقتدار میں دیئے گئے ہیں۔

قولہ معروف یہ ہر معروف فعل اللہ تعالیٰ کی طاعت، اس کا تقرب، لوگوں سے احسان کا جامع نام ہے۔

قربانی میں علماء کے اقوال

سعید بن مسیب، عطاء بن ابی رباح علقمہ، اسود، شافعی اور ابو ثور رضی اللہ عنہم نے کہا قربانی مستحب ہے جو کرے اسے ثواب ہو گا اور جو نہ کر سکے اسے گناہ نہ ہو گا۔ لیث نے کہا مالدار شخص جو قربانی کر سکتا ہے ہر گز نہ چھوڑے امام مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا قربانی ترک نہ کرے عذر کے بغیر ترک کرنا بہت بُرا ہے۔ ابراہیم نخعی نے کہا حاجیوں کے سوا شہریوں پر قربانی واجب ہے۔ امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف نے کہا ہر مسلمان مقیم مالدار پر قربانی واجب ہے۔ امام طحاوی نے ذکر کیا امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے قول کے مطابق قربانی واجب ہے اور امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے قول کے مطابق قربانی سنت مؤکدہ ہے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے اور امام ابو یوسف

٦٠٩١ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَإِنَّمَا يَذْبَحُ لِنَفْسِهٖ وَمَنْ ذَبَحَ بَعْدَ الصَّلٰوةِ فَقَدْ تَمَّ نُسُكُهٗ وَأَصَابَ سُنَّةَ الْمُسْلِمِيْنَ

بَابُ قِسْمَةِ الْإِمَامِ الْأَضَاحِيَّ بَيْنَ النَّاسِ

اور امام محمد رحمہا اللہ کے قول کے مطابق قربانی سنّت مؤکدہ ہے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے قول کے مطابق قربانی سنت مؤکدہ ہے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے قول کی دلیل ابن ماجہ کی حدیث ہے جو اُس نے عبدالرحمٰن اعرج کے ذریعہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص میں مالی وسعت ہو اور وہ قربانی نہ کرے تو وہ ہماری عیدگاہ کے قریب نہ آئے۔ حاکم نے اس حدیث کو صحیح الاسناد کہا ہے۔ غیر واجب پر اس طرح وعید نہیں ہوتی ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

جذعہ چھ ماہ کا ہوتا ہے بکری کا جذعہ جائز نہیں بھیڑ کا جذعہ جائز ہے جو موٹا صحت مند ہو دیکھنے میں سال کا نظر آئے۔ بکری کا بچہ ایک سال سے کم جائز نہیں۔ جب وہ دُوسرے سال میں داخل ہو تو اس کی قربانی جائز ہے گائے کی قربانی جائز ہے۔ اس میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں۔ دو سال سے کم جائز نہیں اونٹ کی قربانی بھی جائز ہے اس میں بھی سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں پانچ سال سے کم کا جائز نہیں گا ڈُخر کی قربانی جائز نہیں؛ کیونکہ وہ شکار ہے۔ (حدیث ع ٩١٢ ج: ٢، حدیث ع ٩١٣ کی شرح دیکھیں)

٦٠٩١ — ترجمہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے نماز سے پہلے ذبح کیا اُس نے صرف اپنے لئے ذبح کیا اور جس نے نماز کے بعد ذبح کیا اس کی قربانی پوری ہوگئی وہ مسلمانوں کے طریقہ کو پہنچا۔ (حدیث ٩١٢/٩١٣ کی شرح دیکھیں)

باب امام کا لوگوں میں قربانیاں تقسیم کرنا ،،

اس باب کے عنوان سے مؤلف کی غرض یہ ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابہ کرام میں قربانیاں

۶۰۹۲ـ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ بَعْجَةَ الْجُهَنِيِّ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَصْحَابِهِ ضَحَايَا فَصَارَتْ لِعُقْبَةَ جَذَعَةٌ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ صَارَتْ لِي جَذَعَةٌ قَالَ ضَحِّ بِهَا

بَابُ الْأُضْحِيَّةِ لِلْمُسَافِرِ وَالنِّسَاءِ

۶۰۹۳ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

تقسیم کرنا قربانی کے مؤکد ہونے کی دلیل ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اگر بات یہی ہے تو مالدار صحابہ کرام پر یہ امر مخفی نہ رہتا جنہوں نے کبھی ترک بھی کر دی تھی حالانکہ وہ مال دار تھے اس کا جواب یہ ہے کہ جن صحابہ کرام نے مال دار ہونے کے باوجود کبھی قربانی ترک کی تھی وہ اس لئے تھی کہ اُن کے ہمسائے وغیرہ یہ نہ سمجھیں کہ یہ ان پر فرض ہے، چنانچہ ابو مسعود انصاری نے کہا میں مال دار ہونے کے باوجود قربانی ترک کرتا ہوں تاکہ عوام یہ نہ سمجھ لیں کہ یہ مجھ پر فرض ہے۔ ثوری نے ابراہیم بن مہاجر، ابراہیم نخعی کے ذریعہ علقمہ سے روایت کی اُنہوں نے کہا میرا قربانی نہ کرنا مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ مجھ پر فرض دیکھی جائے۔ ابن بطال نے کہا مقتدیٰ عالم دین کے لئے یہی مناسب ہے کہ جب عوام سے یہ اندیشہ تصور کرے کہ وہ سنت کو فرض سمجھنے لگیں گے تو وہ سنت کو ترک کر دے تاکہ لوگوں پر ان کے دینی امور خلط ملط نہ ہونے پائیں اور وہ فرض و نفل میں امتیاز نہ کر سکیں۔

۶۰۹۲ ـ ترجمہ: عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام میں قربانیاں تقسیم کیں اور جذعہ (چھ ماہ کا بزغالہ) عقبہ بن عامر کے حصّہ میں آیا تو میں نے عرض کیا یا رسُول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! یہ تو جذعہ ہے فرمایا اسی کی قربانی کر لو!

۶۰۹۲ ـ شرح: بکری کا جذعہ قربانی میں جائز نہیں لیکن عقبہ بن عامر کے لئے اس کی قربانی کرنے کی اجازت تھی جیسے ابو بردہ کو اجازت دی گئی تھی ان دونوں حضرات کی یہ خصوصیت تھی لہٰذا اور کسی کو ان پر قیاس کرنا ممنوع ہے۔

ابْنُ الْقٰسِمِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا وَحَاضَتْ بِسَرِفَ قَبْلَ اَنْ تَدْخُلَ مَكَّةَ وَهِيَ تَبْكِيْ فَقَالَ مَا لَكِ اَنَفِسْتِ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ اِنَّ هٰذَا اَمْرٌ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلٰى بَنَاتِ اٰدَمَ فَاقْضِيْ مَا يَقْضِي الْحَاجُّ غَيْرَ اَنْ لَّا تَطُوْفِيْ بِالْبَيْتِ فَلَمَّا كُنَّا بِمِنًى اُتِيْتُ بِلَحْمِ بَقَرٍ فَقُلْتُ مَا هٰذَا قَالُوْا ضَحّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَزْوَاجِهٖ بِالْبَقَرِ

باب مسافر عورتوں پر قربانی

۶۰۹۳۔ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے پاس تشریف لائے جبکہ مکہ مکرمہ میں داخل ہونے سے پہلے مقام سرف میں انہیں حیض آنے لگا تھا اور وہ رو رہی تھیں فرمایا تمہارا کیسا حال ہے۔ کیا تمہیں حیض آنے لگا ہے۔ عرض کیا جی ہاں! فرمایا یہ وہ چیز ہے جو اللہ تعالیٰ نے بناتِ آدم کا مقسوم کیا ہے۔ جو کچھ حاجی ادا کریں وہ تم ادا کرتی رہو مگر بیت اللہ کا طواف نہ کرو۔ پس جب ہم منیٰ میں تھے تو گائے کا گوشت لایا گیا میں نے کہا یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کی طرف سے قربانی کی ہے۔

۶۰۹۳۔ شرح: مقام سرف مکہ مکرمہ سے ایک مرحلہ دور ہے۔ عنوان سے قربانی کا واجب یا سنت ہونا معلوم نہیں ہوتا اور نہ ہی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قربانی بطور وجوب ادا کی تھی یا سنت کے طور پر ادا فرمائی تھی۔ بہر تقدیر حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مسافر عورتوں سے قربانی کی تھی اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ تمام بیویاں حجۃ الوداع کے سفر میں حضور کے ہمراہ نہ تھیں تو اس جزو سے مطابقت کیسے ہوگی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس حکم کے بیان کے لئے بعض مسافروں سے قربانی کافی ہے، لیکن یہ جاننا ضروری ہے کہ امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف رضی اللہ عنہما کے نزدیک قربانی مقیم آزاد پر اپنی طرف سے واجب ہے اور چھوٹی اولاد کی طرف سے قربانی کرنے میں اختلاف ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات کی طرف سے قربانی ان کی اجازت سے دی تھی، کیونکہ کسی انسان کا غیر کی طرف سے قربانی کرنا اجازت کے بغیر جائز نہیں۔

بَابُ مَا يُشْتَهٰى مِنَ اللَّحْمِ يَوْمَ النَّحْرِ

۶۰۹۴ــ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ اَيُّوْبَ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مٰلِكٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ مَنْ كَانَ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَلْيُعِدْ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ هٰذَا يَوْمٌ يُشْتَهٰى فِيْهِ اللَّحْمُ وَذَكَرَ جِيْرَانَهٗ وَعِنْدِيْ جَذَعَةٌ خَيْرٌ مِّنْ شَاتَيْ لَحْمٍ فَرَخَّصَ لَهٗ فِيْ ذٰلِكَ فَلَا اَدْرِيْ اَبَلَغَتِ الرُّخْصَةُ مَنْ سِوَاهُ اَمْ لَا ثُمَّ انْكَفَأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى كَبْشَيْنِ فَذَبَحَهُمَا وَقَامَ النَّاسُ اِلٰى غُنَيْمَةٍ فَتَوَزَّعُوْهَا اَوْ قَالَ فَتَجَزَّعُوْهَا

باب قربانی کے دن گوشت کی خواہش کرنا

۶۰۹۴ ترجمہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نحر کے روز فرمایا جس نے نماز سے پہلے ذبح کیا وہ قربانی دوبارہ ذبح کرے ایک آدمی کھڑا ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! اس دن میں گوشت کی خواہش کی جاتی ہے اس نے اپنے ہمسائے ذکر کئے (کہ وہ غریب محتاج ہیں اس لئے اس نے نماز سے پہلے ذبح کر دیا) اب میرے پاس چھ ماہ کا بکری کا بچہ ہے وہ گوشت کی دو بکریوں سے بہتر ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو رخصت دی کہ وہی ذبح کر دے میں نہیں جانتا کہ اس کے علاوہ دوسروں کو بھی رخصت ہوئی یا نہ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دو مینڈھوں کی طرف مائل ہوئے (ان کو ذبح کیا) لوگ بھی اپنی بکریوں کی طرف متوجہ ہوئے اور ان کو تقسیم کر کے ذبح کیا۔

۶۰۹۴ــ شرح: براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ اس شخص نے اپنے ہمسایوں کی احتیاجی اور رغبت ذکر کی اس لئے اس نے عید کی نماز سے پہلے ہی ذبح کر دیا تاکہ ان کی حاجت پوری کرے مسلم کی روایت میں ہے کہ اس نے کہا یارسول اللہ! میں نے قربانی ذبح کرنے میں جلدی کی ہے تاکہ اپنے اہل و اولاد اور غریب ہمسایوں کو گوشت کھلاؤں۔ قولہ فَتَوَزَّعُوْا "یعنی انہوں نے بکریوں

بَابُ مَنْ قَالَ الْأَضْحٰى يَوْمُ النَّحْرِ

۶۰۹۵ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الزَّمَانَ قَدِ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهٖ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ اَلسَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ثَلٰثٌ مُتَوَالِيَاتٌ ذُو الْقَعْدَةِ وَذُو الْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ وَرَجَبُ مُضَرَ الَّذِي بَيْنَ جُمَادٰى وَشَعْبَانَ أَيُّ شَهْرٍ هٰذَا قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهٗ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ

باب جس نے کہا اضحی نحر کا دن ہے

یعنی اضحی قربانی کا دن صرف نحر کا دن ہے۔ قربانی کے دنوں میں سات اقوال ہیں۔ امام ابوحنیفہ اور امام مالک ابویوسف و محمد امام احمد سفیان ثوری رضی اللہ عنہم نے کہا قربانی کے تین دن ہیں ایک نحر کا دن اور دو دن اس کے بعد ہیں یعنی دس گیارہ اور بارہ ذالحجہ قربانی کے دن ہیں ہیں۔ حضرت عمر فاروق، علی المرتضیٰ ابن عمر، ابن عباس انس ابوہریرہ رضی اللہ عنہم کا یہی مذہب ہے (۲) حسن بصری، اوزاعی، امام شافعی اور ابو ثور نے کہا قربانی کے چار دن ہیں چوتھا دن تیرہ ذوالحجہ ہے (۳) قتادہ نے کہا نحر کا دن اور اس کے بعد چھ دن، قربانی کے دن ہیں یعنی سولہ ذوالحجہ تک قربانی کر سکتے ہیں۔ چوتھا قول ابن تین کا ہے کہ دس دن قربانی کر سکتے ہیں۔ پانچواں قول یہ ہے کہ ذوالحجہ کے آخری دن تک قربانی کر سکتے ہیں۔ چھٹا قول یہ ہے کہ شہروں میں صرف ایک دن اور منیٰ میں تین قربانی کے دن ہیں۔ سعید بن جبیر اور جابر بن زید یہی کہتے ہیں۔ ساتواں قول یہ ہے کہ صرف ایک دن قربانی ہے۔ احناف کی دلیل یہ ہے کہ امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے جید سند کے ساتھ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ قربانی نحر کے دن کے بعد دو دن ہیں۔ نیز کرخی نے اپنے اسناد سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایام نحر تین ہیں۔ ان میں سے پہلا دن سب سے

اِسْمِهٖ قَالَ اَلَيْسَ ذُوالْحِجَّةِ قُلْنَا بَلٰى قَالَ فَاَيُّ بَلَدٍ هٰذَا قُلْنَا اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا اَنَّهٗ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اِسْمِهٖ قَالَ اَلَيْسَ الْبَلْدَةَ قُلْنَا بَلٰى قَالَ فَاَيُّ يَوْمٍ هٰذَا قُلْنَا اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا اَنَّهٗ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اِسْمِهٖ قَالَ اَلَيْسَ يَوْمَ النَّحْرِ قُلْنَا بَلٰى قَالَ فَاِنَّ دِمَاءَكُمْ وَاَمْوَالَكُمْ قَالَ مُحَمَّدٌ وَاَحْسَبُهٗ قَالَ وَاَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا وَسَتَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ فَيَسْأَلُكُمْ عَنْ اَعْمَالِكُمْ اَلَا فَلَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ ضُلَّالًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ اَلَا لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَلَعَلَّ بَعْضَ مَنْ يُبَلَّغُهٗ اَنْ يَكُوْنَ اَوْعٰى لَهٗ مِنْ بَعْضِ مَنْ سَمِعَهٗ فَكَانَ مُحَمَّدٌ اِذَا ذَكَرَهٗ قَالَ صَدَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ اَلَا هَلْ بَلَّغْتُ اَلَا هَلْ بَلَّغْتُ

افضل ہے۔ ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم نے بھی اسی طرح کہا کہ نحر تین ہیں ان میں سے پہلا دن سب سے افضل ہے۔ ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم نے بھی اسی طرح کہا کہ نحر تین دن ہیں۔ ان میں سے پہلا دن سب سے افضل ہے۔ جنہوں نے قربانی کے ایام چار ذکر کئے ہیں۔ انھوں نے صحیح ابن حبان کی عبدالرحمٰن بن ابی حسین کی حدیث سے استدلال کیا اس کا جواب یہ ہے کہ اس کے اسناد میں ابن ابی حسین کی جبیر بن مطعم سے ملاقات ثابت نہیں نیز ابن عدی نے کامل میں معاویہ بن یحییٰ صوفی کے اسناد سے ابو سعید خدری سے روائت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام ایام تشریق قربانی کے دن ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ نسائی یحییٰ بن معین اور علی بن مدینی نے معاویہ بن یحییٰ صدفی کو ضعیف کہا ہے۔ ابن ابی حاتم نے کتاب العلل میں کہا یہ حدیث اس اسناد کے اعتبار سے موضوع ہے (عینی)

۶۰۹۵ — ترجمہ: ابو بکرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس روز سے اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا اسی حالت میں زمانہ گردش کر رہا ہے۔ سال میں بارہ مہینے ہیں اُن میں سے چار مہینے حرام ہیں تین تو یکے بعد دیگرے ہیں یعنی ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم میں اور چوتھا مہینہ رجب مُضر ہے جو جمادیٰ اور شعبان کے درمیان ہے۔ یہ مہینہ کونسا ہے؟ ہم نے کہا اللہ و رسول

بَابُ الْاَضْحٰی وَالْمَنْحَرِ بِالْمُصَلّٰی

۶۰۹۶ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِیْ بَکْرٍ الْمُقَدَّمِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا

اعلم آپ خاموش رہے حتی کہ ہم نے گمان کیا کہ آپ اس کے علاوہ کوئی اور نام ذکر فرمائیں گے فرمایا کیا ذوالحجہ نہیں ہے ؟ ہم نے کہا کیوں نہیں (یہ ذوالحجہ ہے) حضور نے فرمایا یہ کونسا شہر ہے ؟ ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول جانتے ہیں۔ آپ خاموش رہے حتی کہ ہم نے گمان کیا کہ آپ اس کے علاوہ کوئی اور نام ذکر فرمائیں گے فرمایا کیا یہ مکہ مکرمہ نہیں ہے ؟ ہم نے کہا کیوں نہیں (یہ مکہ مکرمہ ہے) حضور نے فرمایا یہ کونسا دن ہے ؟ ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول جانتے ہیں۔ آپ خاموش رہے حتی کہ ہم نے گمان کیا کہ آپ اس کے سوا کوئی اور نام ذکر فرمائیں گے فرمایا کیا یہ نحر کا دن نہیں ؟ ہم نے کہا کیوں نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے خون تمہارے مال محمد نے کہا میرا گمان ہے کہ حضور نے فرمایا تمہاری آبروئیں تم پر ایسے حرام ہیں جیسے اس دن کی حرمت تمہارے اس شہر میں اور تمہارے اس مہینہ میں ہے تم عنقریب اپنے رب سے ملاقات کرو گے وہ تمہارے اعمال کے متعلق تم سے پوچھے گا خبردار! میرے سیدھی راہ سے پھر نہ جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں اڑانے لگو خبردار! میرا یہ کلام حاضر شخص غائب کو پہنچا دے شاید کہ جس کو خبر پہنچائی جاتی ہے۔ وہ بعض سننے والوں سے زیادہ یاد رکھنے والے ہوں گے۔ جب محمد اس حدیث کو ذکر کرتے تو کہتے جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا پھر فرمایا خبردار! میں نے حکم پہنچا دیا ہے۔ قولہ الزَّمَانُ قَدِ اسْتَدَارَ آہ ،، یعنی جس دن سے اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو پیدا کیا، اسی حالت پر زمانہ گھوم رہا ہے۔ حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ لوگ جاہلیت میں محرم کو صفر تک مؤخر کرتے تھے قرآن کریم نے اس کو نسئی ،، سے تعبیر فرمائی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے : اِنَّمَا النَّسِیْٓءُ زِیَادَۃٌ فِی الْکُفْرِ ،، وہ یہ اس لئے کرتے تھے کہ اس مہینہ میں جنگ کر سکیں گے۔ اس لئے وہ محرم کو صفر بنا لیتے تھے وہ ہر سال اسی طرح کرتے اور محرم کو دوسرے مہینوں کی طرف منتقل کرتے رہتے تھے حتی کہ وہ سال کے سارے مہینوں میں اس طرح کرتے حتی کہ وہ مخصوص وقت میں گھوم آتا جس سے اس کو وہ آگے لے گئے تھے الحاصل مہینے اسی حالت کی طرف لوٹ آئے ہیں جس حالت میں اللہ تعالیٰ نے ان کو پیدا کیا تھا اور حج ذوالحجہ میں عود کر آیا ہے اور جاہلیت کی نسئی (تاخیر) باطل ہو گئی ہے۔ اتفاق یہ ہوا کہ حجۃ الوداع ذوالحجہ میں ہی ہوا اور اس کا وقت ہے جبکہ اس سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا حج ذوالقعدہ میں ہوا تھا (حدیث ۱۶۳۳ ج : ۲ و حدیث ۶۵ ج : ۲ کی شرح دیکھیں)

خٰلِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يَنْحَرُ فِي الْمَنْحَرِ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ يَعْنِي مَنْحَرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۶۰۹۷ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ كَثِيرِ بْنِ فَرْقَدٍ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْبَحُ وَيَنْحَرُ بِالْمُصَلَّى

بَابُ ضَحِيَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ بِكَبْشَيْنِ أَقْرَنَيْنِ وَيُذْكَرُ سَمِينَيْنِ

وَقَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ بْنَ سَهْلٍ قَالَ كُنَّا نُسَمِّنُ الْأُضْحِيَّةَ بِالْمَدِينَةِ وَكَانَ الْمُسْلِمُونَ يُسَمِّنُونَ

باب قربانی اور نحر عیدگاہ میں

مُصَلّٰی وہ مقام ہے جہاں عید کی نماز پڑھی جاتی ہے۔ اس ترجمہ سے مقصود امام کے ذبح کرنے میں سُنت کا بیان ہے وہ یہ کہ عیدگاہ میں قربانی ذبح کرے تاکہ کوئی نماز سے پہلے ذبح نہ کرے اور نماز کے بعد ذبح کریں اور ذبح کا طریقہ سیکھیں کیونکہ یہ بیان کا محتاج ہے۔ نیز وہ نماز عید کے بعد جلدی ذبح کریں جیسا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے پہلے ہم عیدگاہ میں نماز پڑھیں گے پھر مصلّٰی کے پاس قربانی ذبح کریں گے۔ عیدگاہ میں ذبح کا مطلب یہ ہے کہ اس کے نواح میں ذبح کریں۔

۶۰۹۶ — ترجمہ: نافع نے کہا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ذبح خانہ میں نحر کرتے تھے۔ عبیداللہ نے کہا یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قربانی کرنے کی جگہ۔

۶۰۹۷ — ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے انہیں خبر دی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذبح اور نحر عیدگاہ میں کیا کرتے تھے۔

۶۰۹۸ــــ حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِیْ اِیَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنِ صُهَیْبٍ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مٰلِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُضَحِّیْ بِكَبْشَیْنِ وَاَنَا اُضَحِّیْ بِكَبْشَیْنِ

۶۰۹۸ــــ حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا اَیُّوْبُ عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْكَفَأَ اِلٰی كَبْشَیْنِ اَقْرَنَیْنِ اَمْلَحَیْنِ فَذَبَحَهُمَا بِیَدِهٖ وَقَالَ اِسْمٰعِیْلُ وَحَاتِمُ ابْنُ وَرْدَانَ عَنْ اَیُّوْبَ عَنِ ابْنِ سِیْرِیْنَ عَنْ اَنَسٍ تَابَعَهٗ وُهَیْبٌ عَنْ اَیُّوْبَ

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سینگوں والے مینڈھے کی قربانی کرنا

ذکر کیا گیا ہے کہ وہ دونوں فربہ تھے یحیٰی بن سعید نے کہا میں نے ابوامامہ بن سہل سے سُنا کہ ہم مدینہ منورہ (شرّفہ اللہ تعالیٰ) میں فربہ قربانی کیا کرتے تھے اور مسلمان فربہ قربانی کیا کرتے تھے ،،

تاکید کے لئے یہ کلام ذکر کیا ہے۔ کرمانی نے کہا مؤلف نے اس کلام میں مالکیوں کی تردید کی ہے ؛ کیونکہ وہ فربہ جانور کی قربانی کو مکروہ کہتے ہیں ! لیکن یہ کلام ابوامامہ صحابی کا ہے اس کو ذکر کرنے میں اصحاب امام مالک کی تردید بے معنی ہے لہٰذا بہتر یہ ہے کہ اس کلام میں مالکیہ کے قول کا رد ہے۔ امام ترمذی نے ابوامامہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہتر قربانی مینڈھا ہے۔ ابوداؤد کی روایت میں سینگوں والا مذکور ہے اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سینگوں والا مینڈھا غیر سینگوں والے کی نسبت افضل ہے

۶۰۹۸ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دو مینڈھوں کی قربانی کرتے تھے اور میں بھی دو مینڈھوں کی قربانی کرتا ہوں۔

(اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مینڈھا بکرے کی نسبت افضل ہے)

۶۱۰۰ — حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَاهُ غَنَمًا يَقْسِمُهَا عَلٰى صَحَابَتِهِ ضَحَايَا فَبَقِيَ عَتُوْدٌ فَذَكَرَهُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ضَحِّ بِهِ أَنْتَ

۶۰۹۹ — ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سینگوں والے دو مینڈھوں کی طرف مائل ہوئے جو کالے اور سفید تھے اور ان کو اپنے دستِ اقدس سے ذبح فرمایا۔ وہیب نے ایوب سے روایت کرنے میں عبدالوہاب کی متابعت کی اسماعیل، حاتم بن وردان نے ایوب، ابن سیرین کے ذریعہ انس سے روایت کی۔

۶۰۹۹ — شرح: اَمْلَحَیْنِ اَمْلَح کا تثنیہ ہے۔ اَملح وہ ہے جس میں سفیدی اور سیاہی ہو اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنے ہاتھ سے قربانی ذبح کرنا افضل ہے جبکہ وہ اچھی طرح کر سکتا ہو، ورنہ قربانی کے سامنے کھڑا رہے۔

۶۱۰۰ — ترجمہ: عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بکریاں دیں کہ حضور کے صحابہ میں قربانیاں تقسیم کر دے اُن میں سے صرف ایک عتود (چھ ماہ کا بچہ) بچ رہا اُن سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو تم ذبح کر لو۔

۶۱۰۰ — شرح: صحابتہ کی ضمیر کا مرجع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، کیونکہ یہ بکریاں حضور کی ملکیت تھیں۔ آپ نے عقبہ بن عامر کو حکم دیا کہ انہیں صحابہ کرام میں شرعی طور پر تقسیم کرے قرطبی نے کہا امام الوقت کو چاہیئے کہ جو لوگ قربانی کی استطاعت نہیں رکھتے انہیں بیت المال سے قربانیاں دے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عقبہ بن عامر سے فرمایا کہ وہ چھ ماہ کا بکری کا بچہ ذبح کر دے۔ یہ عقبہ کی خصوصیت ہے جیسے ابوبردہ بن نیار کی خصوصیت تھی۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں صاحبوں کو رخصت دی تھی کہ وہ چھ ماہ کا بچہ ذبح کر سکتے ہیں اور کوئی نہیں کر سکتا۔ اور نہ ہی ان پر قیاس جائز ہے، کیونکہ قیاس میں یہ شرط ہے کہ مقیس علیہ مخصوص نہ ہو۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَبِي بُرْدَةَ ضَحِّ بِالْجَذَعِ مِنَ الْمَعْزِ وَلَنْ تَجْزِئَ عَنْ اَحَدٍ بَعْدَكَ

۶۱۰۱ــــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا مُطَرِّفٌ عَنْ عَامِرٍ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ ضَحّٰى خَالٌ لِّيْ يُقَالُ لَهٗ اَبُوْ بُرْدَةَ قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاتُكَ شَاةُ لَحْمٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ عِنْدِيْ دَاجِنًا جَذَعَةً مِّنَ الْمَعْزِ قَالَ اذْبَحْهَا وَلَا تَصْلُحُ لِغَيْرِكَ ثُمَّ قَالَ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَاِنَّمَا يَذْبَحُ لِنَفْسِهٖ وَمَنْ ذَبَحَ بَعْدَ الصَّلٰوةِ فَقَدْ تَمَّ نُسُكُهٗ وَاَصَابَ سُنَّةَ الْمُسْلِمِيْنَ تَابَعَهٗ عُبَيْدَةُ عَنِ الشَّعْبِيِّ وَاِبْرَاهِيْمُ وَتَابَعَهٗ وَكِيْعٌ عَنْ حُرَيْثٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ وَقَالَ عَاصِمٌ وَدَاوٗدُ عَنِ الشَّعْبِيِّ عِنْدِيْ عَنَاقُ لَبَنٍ وَقَالَ زُبَيْدٌ وَفِرَاسٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ عِنْدِيْ جَذَعَةٌ وَقَالَ اَبُو الْاَحْوَصِ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرٌ عَنَاقٌ وَقَالَ ابْنُ عَوْنٍ عَنَاقٌ جَذَعٌ عَنَاقُ لَبَنٍ

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کا ابوبردہ سے ارشاد کہ تم بکری کا چھ ماہ کا بچہ قربانی کردو تمہارے بعد اور کسی کے لئے جائز نہیں

۶۱۰۱ــــ ترجمہ : براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُنہوں نے کہا میرے خالو جنہیں ابوبردہ کہا جاتا ہے نے نمازِ عید سے قبل قربانی

۶۱۰۲ — حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ عَنْ سَلَمَۃَ عَنْ اَبِیْ جُحَیْفَۃَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ ذَبَحَ اَبُوْ بُرْدَۃَ قَبْلَ الصَّلٰوۃِ فَقَالَ لَہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَبْدِلْھَا فَقَالَ لَیْسَ عِنْدِیْ اِلَّا جَذَعَۃٌ قَالَ شُعْبَۃُ وَاَحْسِبُہٗ قَالَ ھِیَ خَیْرٌ مِّنْ مُسِنَّۃٍ قَالَ اجْعَلْھَا

ذبح کر دی تو انہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری گوشت کی بکری ہے (اس سے صرف گوشت ہی ہے ثواب نہیں) ابو بردہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے پاس بکری کا گھریلو بچہ ہے۔ حضور نے فرمایا وہی ذبح کر دو۔ تمہارے علاوہ اور کسی کے لئے جائز نہیں پھر فرمایا جس نے نماز سے پہلے ذبح کیا اُس نے صرف اپنی ذات کے لئے ذبح کیا اور جس نے نمازِ عید کے بعد ذبح کیا اس کی قربانی پوری ہو گئی اور وہ مسلمانوں کے طریقہ کو پہنچا۔ عُبیدہ نے شعبی اور ابراہیم سے روایت کرنے میں خالد بن عبد اللہ کی متابعت کی اور وکیع نے حُرَیث کے ذریعہ شعبی سے روایت کرنے میں عبیدہ کی متابعت کی عاصم اور داؤد نے شعبی سے عندی عناق لبن" روایت کی ہے اور زُبید اور فِراس نے شعبی سے "عِنْدِیْ جَذَعَۃٌ"، روایت کی ہے۔ ابوالاحوص نے کہا ہم سے منصور نے "عَنَاقٌ جَذَعَۃٌ" بیان کیا ہے۔ ابن عون نے "عَنَاقٌ جَذْعٌ عَنَاقُ لَبَنٍ" کہا ہے۔

۶۱۰۱ — **شرح**: اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ قولہ "شَاۃُ لَحْمٍ" نہ تو اضافت لفظیہ اور نہ معنویہ ہے، کیونکہ اضافتِ لفظیہ میں اسم فاعل یا صفت مشبہ اپنے معمول کی طرف مضاف ہوتے ہیں جیسے صَاحِبُ زَیْدٍ اور حَسَنُ الْوَجْہِ میں ہے کہ زید اور وجہ صاحب اور حسن کے معمول ہیں اور نہ ہی اضافت معنویہ کی کوئی قسم ہے، کیونکہ اضافت معنویہ بمعنی مِنْ ہوتی ہے جیسے خاتم فضیہ یا بمعنی فی ہوتی ہے جیسے مکر اللیل، یا بمعنی لام ہوتی ہے جیسے غلام زید اور شاۃُ لَحْمٍ، میں تینوں میں سے کوئی بھی نہیں پائی جاتی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں اضافت معنویہ بمعنی لام ہے اصل عبارت یہ ہے شَاۃٌ وَاقِعَۃٌ لِاَجْلِ لَحْمٍ یُنْتَفَعُ بِہٖ لَا لِاَجْلِ اُضْحِیَۃٍ لِوُقُوْعِ ذِبْحِھَا فِیْ غَیْرِ وَقْتِھَا، یعنی یہ بکری گوشت کے لئے ہے جس سے نفع اُٹھایا جاتا ہے قربانی کے لئے نہیں، کیونکہ یہ قربانی کے وقت میں ذبح نہیں ہوئی۔

قولہ عَنَاقُ لَبَنٍ، بفتح العین وتخفیف النون، بکری کا مادہ بچہ جو سال سے کم ہو صغر سن کے سبب اس کی لبن (دودھ) کی طرف نسبت کی کیونکہ وہ اپنی ماں کا دودھ پیتا ہے۔ قولہ عَنَاقٌ جَذْعٌ" یہ عناقٌ موصوف اور جذعٌ صفت ہے اور عناق لَبَنٍ مضاف مضاف الیہ ہے۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ یہ ایک ہی واقعہ ہے اور عبارات مختلفہ ہیں بعض میں عناق جذع اور بعض

مَكَانَهَا وَلَنْ تَجْزِيَ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ وَقَالَ حَاتِمُ بْنُ وَرْدَانَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ عَنَاقٌ جَذَعَةٌ

بَابُ مَنْ ذَبَحَ الْأَضَاحِيَ بِيَدِهٖ

۶۱۰۳ـــ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ

میں عناق جذعۃ ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ منافات نہیں کیونکہ جذع بھی بکری کی اولاد سے ہے اور عناق بھی بکری کا بچہ ہے۔ کبھی اس کو جذعہ مذکر ذکر کرتے ہیں اور کبھی لفظ مؤنث جذعہ ذکر کرتے ہیں کیونکہ جذعۃ میں تاء تانیث کی نہیں بلکہ وحدت کی تاء ہے یا جذع سے مراد جنس ہے۔

۶۱۰۲ـــ **ترجمہ** : براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا ابو بردہ نے نماز عید سے پہلے قربانی ذبح کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا اس کا بدل اور ذبح کرو ابو بردہ نے کہا میرے پاس صرف بکری کا چھ ماہ کا بچہ ہے شعبہ نے کہا میرا خیال ہے کہ انھوں نے کہا یہ ایک سال کے بکری کے بچے سے بہتر ہے حضور نے فرمایا اس کی جگہ اس کو ذبح کردو تمہارے بعد اور کسی کے لئے جائز نہیں۔

۶۱۰۲ـــ **شرح** : یہ بھی ابو بردہ کے ساتھ مختص ہے۔ اسی لئے فرمایا تمہارے بعد کسی کے لئے جائز نہیں۔ اس حدیث سے قربانی کے وجوب پر استدلال کیا جاتا ہے کیونکہ اگر قربانی واجب نہ ہوتی تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم، ابو بردہ کو اس کا بدل ذبح کرنے کا حکم نہ فرماتے یہ وجوب کی دلیل ہے۔ قولہ قَالَ حَاتِمُ بْنُ وَرْدَانَ ،، حاتم بن وردان نے محمد بن سیرین کے ذریعہ انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے "عناق جذعۃ" ،، فرمایا۔
(جذعۃ عناق کا عطف بیان ہے)

باب جس نے قربانیاں اپنے ہاتھ سے ذبح کیں

قربانی اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا شرط نہیں قربانی ذبح کرنے کے لئے کسی کو وکیل مقرر کرنے پر علماء کا اتفاق ہے اور مستحب ہے کہ قربانی ذبح کرتے وقت سامنے کھڑا رہے۔ کسی حائض عورت، بچے اور

حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسٍ قَالَ ضَحَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَبْشَيْنِ اَمْلَحَيْنِ فَرَاَيْتُهُ وَاضِعًا قَدَمَهُ عَلٰى صِفَاحِهِمَا يُسَمِّي وَيُكَبِّرُ فَذَبَحَهُمَا بِيَدِهٖ

بَابُ مَنْ ذَبَحَ ضَحِيَّةَ غَيْرِهٖ

وَاَعَانَ رَجُلٌ اِبْنَ عُمَرَ فِي بَدَنَتِهٖ وَاَمَرَ اَبُوْمُوْسٰى بَنَاتِهٖ اَنْ يُّضَحِّيْنَ بِاَيْدِيْهِنَّ ٦١٠٤ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ

کتابی کو نائب بنانا مکروہ ہے۔

٦١٠٣ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو سیاہ سفید مینڈھے قربانی دیئے۔ میں نے آپ کو اس حال میں دیکھا کہ حضور نے اس کے پہلو پر قدم شریف رکھ کر بسم اللہ اللہ اکبر کہا اور اپنے دستِ اقدس سے ذبح کیا

٦١٠٣ — شرح : جب تثنیہ کو تثنیہ کی طرف مضاف کیا جائے تو پہلے کو جمع لاتے ہیں جیسے قرآن کریم میں ہے : "فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا"، یہ امہات المومنین عائشہ اور حفصہ کو خطاب ہے۔ اسی لئے "عَلٰى صِفَاحِهِمَا" فرمایا، حالانکہ قیاس "عَلٰى صَفْحَتِهٖ" تھا۔ صفاح اس کی جمع ہے۔ تثنیہ کی اضافت تثنیہ کی طرف توزیع کی مفید ہے۔ یعنی ہر ایک مینڈھے کے پہلو پر قدم شریف رکھا۔ اس طرح کرنے میں حکمت یہ ہے کہ ذبیحہ کی موت جلدی واقع ہو۔ ابن قاسم نے کہا صحیح یہ ہے کہ ذبیحہ کو بائیں پہلو پر لٹائے مسلمانوں کا اسی پر عمل ہے۔ اگر کسی نے جہالت کے باعث دائیں کروٹ پر لٹا دیا تو اس کا کھانا حرام نہ ہوگا۔

باب جس نے غیر کی قربانی ذبح کی

ایک آدمی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی بدنہ ذبح کرنے میں مدد کی۔ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹیوں کو اپنے ہاتھوں قربانیاں ذبح کرنے کا حکم فرمایا (جب عورت ذبح کر سکے تو وہ خود ذبح کرے) ۵ ۱۱ تفہیم ۱۲

عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقٰسِمِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَرِفَ وَاَنَا اَبْكِيْ فَقَالَ مَالَكِ اَنُفِسْتِ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ هٰذَا اَمْرٌ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلٰى بَنَاتِ اٰدَمَ اِقْضِيْ مَا يَقْضِي الْحَاجُّ غَيْرَ اَنْ لَّا تَطُوْفِيْ بِالْبَيْتِ وَضَحّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نِّسَائِهٖ بِالْبَقَرِ

بَابُ الذَّبْحِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ

٦١٠٥ — حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِيْ زُبَيْدٌ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فَقَالَ اِنَّ اَوَّلَ مَا نَبْدَاُ مِنْ يَّوْمِنَا هٰذَا اَنْ نُّصَلِّيَ ثُمَّ نَرْجِعَ فَنَنْحَرَ فَمَنْ فَعَلَ فَقَدْ اَصَابَ سُنَّتَنَا وَمَنْ نَحَرَ قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَاِنَّمَا هُوَ لَحْمٌ يُّقَدِّمُهٗ لِاَهْلِهٖ لَيْسَ مِنَ النُّسُكِ فِيْ شَيْءٍ فَقَالَ اَبُوْ بُرْدَةَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ذَبَحْتُ قَبْلَ اَنْ اُصَلِّيَ وَعِنْدِيْ جَذَعَةٌ خَيْرٌ مِّنْ

٦١٠٤ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقام سرف میں میرے پاس تشریف لائے جبکہ میں رو رہی تھی فرمایا تمہارا کیا حال ہے کیا تمہیں حیض آگیا ہے میں نے عرض کیا جی ہاں فرمایا یہ شئے ہے جو اللہ تعالیٰ نے آدم کی بیٹیوں پر مقرر کی ہے جو عمل حاجی کریں گے وہ کرتی رہو لیکن بیت اللہ کا طواف نہ کرو۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیبیوں کی طرف سے گائے قربانی کی (عنقریب مسافر اور عورت کے قربانی کرنے کے باب میں گزری ہے۔

باب نماز عید کے بعد ذبح کرنا

٦١٠٥ — ترجمہ : براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطبہ دیتے

مُسِنَّةٍ فَقَالَ اجْعَلْهَا مَكَانَهَا وَلَنْ تُجْزِئَ اَوْ تُوْفِيْ عَنْ اَحَدٍ بَعْدَكَ

بَابٌ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلٰوةِ اَعَادَهٗ

٦١٠٦ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَلْيُعِدْ فَقَالَ رَجُلٌ هٰذَا يَوْمٌ يُشْتَهٰى فِيْهِ اللَّحْمُ وَذَكَرَ هَنَةً مِّنْ جِيْرَانِهٖ فَكَاَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَذَرَهٗ وَعِنْدِيْ جَذَعَةٌ خَيْرٌ مِّنْ شَاتَيْ لَحْمٍ فَرَخَّصَ لَهٗ فَلَا اَدْرِيْ اَبَلَغَتِ الرُّخْصَةُ اَمْ لَا ثُمَّ انْكَفَأَ اِلٰى كَبْشَيْنِ يَعْنِيْ فَذَبَحَهُمَا ثُمَّ انْكَفَأَ النَّاسُ اِلٰى غُنَيْمَةٍ فَذَبَحُوْهَا

ہوئے سنا۔ حضور نے فرمایا اس دن میں سب سے پہلے ہم نماز سے ابتداء کرتے ہیں پھر ہم واپس ہوتے ہیں اور نحر کرتے ہیں جس نے یہ کیا اُس نے ہماری سنت کو پا لیا اور جس نے (نماز سے پہلے) نحر کیا وہ صرف گوشت ہے جس کو اپنے اہل و اولاد کے لئے پہلے کیا وہ قربانی میں کوئی شئ نہیں۔ ابوبردہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے نمازِ عید سے پہلے ذبح کر دیا ہے اور میرے پاس بکری کا چھ ماہ کا بچہ ہے جو ایک سال کے بکرے سے بہتر ہے فرمایا اس کا بدل وہی ذبح کر دو! تمہارے بعد کسی کے لئے جائز کافی یا وافی نہ ہوگا (یہ حدیث کتاب الاضاحی کی ابتداء میں گزری ہے)۔

باب جس نے نمازِ عید سے پہلے ذبح کیا تو وہ دوبارہ قربانی کرے ""

٦١٠٦ ترجمہ: حضرت انس سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے نمازِ عید سے پہلے قربانی ذبح کی وہ دوبارہ قربانی ذبح کرے۔ ایک آدمی نے کہا اس دن میں گوشت

٦١٠٧ — حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَسْوَدُ ابْنُ قَيْسٍ سَمِعْتُ جُنْدَبَ ابْنَ سُفْيٰنَ الْبَجَلِيَّ قَالَ شَهِدْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ فَقَالَ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَلْيُعِدْ مَكَانَهَا اُخْرٰى وَمَنْ لَّمْ يَذْبَحْ فَلْيَذْبَحْ

٦١٠٨ — حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ فِرَاسٍ عَنْ عَامِرٍ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ مَنْ صَلّٰى صَلٰوتَنَا وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا فَلَا يَذْبَحْ حَتّٰى يَنْصَرِفَ فَقَامَ اَبُوْ بُرْدَةَ بْنُ نِيَارٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَعَلْتُ فَقَالَ هُوَ شَيْءٌ عَجَّلْتَهٗ قَالَ فَاِنَّ عِنْدِيْ جَذَعَةً هِيَ خَيْرٌ مِّنْ مُسِنَّتَيْنِ ءَاَذْبَحُهَا قَالَ نَعَمْ وَلَنْ تَجْزِيَ عَنْ اَحَدٍ بَعْدَكَ قَالَ عَامِرٌ هِيَ نَسِيْكَتُهٗ

کی خواہش کی جاتی ہے اور اُس نے اپنے ہمسایوں کی حاجت ذکر کی پس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو معذور جانا (اُس نے کہا) میرے پاس بکری کا چھ ماہ کا بچہ ہے جو دو بکریوں سے بہتر ہے۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو رخصت دی۔ انس نے کہا میں نہیں جانتا یہ رخصت اس کے غیر کے لئے تھی یا نہ پھر سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم دو مینڈھوں کی طرف مائل ہوئے یعنی ان کو ذبح کیا پھر لوگ اپنی اپنی بکریوں کی طرف مائل ہوئے اور ان کو ذبح کیا۔ شیخ دہلوی نے ذکر کیا تعجب ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کے خطبہ میں ابو بردہ کو ارشاد فرمایا کہ تیرے بعد اور کسی کے لئے جائز نہیں۔ انس رضی اللہ عنہ کو نہ پہنچا ہوگا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

٦١٠٧ — ترجمہ: جُندب بن سفیان بجلی نے کہا میں عید بقرہ کے روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا۔ حضور نے فرمایا جس نے نماز عید پڑھنے سے پہلے ذبح کیا وہ اس کی جگہ دوبارہ قربانی دے اور جس نے پہلے ذبح نہیں کیا وہ ذبح کرے۔

(حدیث ع ٩١٣ ج ٢ کی شرح دیکھیں)

٦١٠٨ — ترجمہ: براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک دن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بَابُ وَضْعِ الْقَدَمِ عَلٰى صَفْحِ الذَّبِيْحَةِ

۶۱۰۹ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ ابْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اَنَسٌ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُضَحِّيْ بِكَبْشَيْنِ اَمْلَحَيْنِ اَقْرَنَيْنِ وَيَضَعُ رِجْلَهٗ عَلٰى صَفْحَتِهِمَا وَيَذْبَحُهُمَا بِيَدِهٖ

نے نماز پڑھی پھر فرمایا جس نے ہماری طرح نماز پڑھی اور ہمارے قبلہ کو متوجہ ہُوا وہ قربانی ذبح نہ کرے حتی کہ ہم نماز سے فارغ ہو جائیں۔ ابو بُردہ بن نیار کھڑے ہو گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے تو قربانی ذبح کر دی ہے۔ حضور نے فرمایا یہ تم نے جلدی میں کی ہے۔ ابوبردہ نے عرض کیا میرے پاس بکری کا چھ ماہ کا بچّہ ہے جو سال سال کے دو بچّوں سے بہتر ہے کیا میں اس کو ذبح کر دوں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں (ذبح کر دو) تمہارے بعد اور کسی کے لئے جائز نہیں۔ عامر نے کہا (ابوبردہ نے کہا) وہ اس کی بہتر قربانی ہے۔

۶۱۰۸ــــ شرح : قولہ مَنْ صَلّٰی صَلَاتَنَا الخ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ دین اسلام پر ہو۔ قولہ حتی نفرف یعنی جب ہم نماز سے فارغ ہوں تو اس کے بعد ذبح کرے۔ "مسِنّہ" ایک سال کا بکری کا بچّہ ہے۔ سفیان ثوری، امام لیث اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا جس نے عید کی نماز کے بعد امام کے ذبح کرنے سے پہلے قربانی ذبح کر دی اس کی قربانی جائز ہے۔ امام مالک شافعی اور اوزاعی نے کہا عید کی نماز اور خطبہ کی مقدار امام سے پہلے ذبح کرنا جائز نہیں۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا دیہاتی لوگ جہاں عید کی نماز واجب نہیں وہ طلوع فجر کے بعد ذبح کر سکتے ہیں۔

باب ـــ ذبیحہ کے پہلو پر قدم رکھنا

۶۱۰۹ــــ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دو سیاہ سفید رنگ والے سینگوں والے مینڈھوں کی قربانی کرتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (ذبح کے وقت) اپنا قدم شریف ان کے پہلوؤں پر رکھا اور اپنے دستِ اقدس سے ان کو ذبح کیا۔

بَابُ التَّكْبِيْرِ عِنْدَ الذَّبْحِ

۶۱۱۰ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْعَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ ضَحَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَبْشَيْنِ اَمْلَحَيْنِ اَقْرَنَيْنِ ذَبَحَهُمَا بِيَدِهٖ وَسَمّٰى وَكَبَّرَ وَوَضَعَ رِجْلَهٗ عَلٰى صِفَاحِهِمَا

بَابُ اِذَا بَعَثَ بِهَدْيِهٖ لِيُذْبَحَ لَمْ يَحْرُمْ عَلَيْهِ شَیْءٌ

۶۱۱۱ — حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا اِسْمٰعِيْلُ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوْقٍ اَنَّهٗ اَتٰى عَائِشَةَ فَقَالَ لَهَا يَا اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ اِنَّ رَجُلًا يَبْعَثُ بِالْهَدْيِ اِلَى الْكَعْبَةِ وَيَجْلِسُ فِي الْمِصْرِ فَيُوْصِيْ اَنْ تُقَلَّدَ بَدَنَتُهٗ فَلَا يَزَالُ مِنْ ذٰلِكَ الْيَوْمِ مُحْرِمًا حَتّٰى يَحِلَّ النَّاسُ قَالَ فَسَمِعْتُ تَصْفِيْقَهَا مِنْ وَّرَاءِ الْحِجَابِ فَقَالَتْ لَقَدْ كُنْتُ اَفْتِلُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَبْعَثُ هَدْيَهٗ اِلَى الْكَعْبَةِ فَمَا يَحْرُمُ عَلَيْهِ مِمَّا حَلَّ لِلرِّجَالِ مِنْ اَهْلِهٖ حَتّٰى يَرْجِعَ النَّاسُ

باب ذبح کے وقت تکبیر کہنا

۶۱۱۰ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو سیاہ سفید سینگوں والے مینڈھوں کی قربانی کی ان کو اپنے دستِ اقدس سے ذبح کیا جبکہ بسم اللہ پڑھ کر تکبیر کہی اور ان کے پہلوؤں پر قدم شریف رکھا تھا۔

بَابُ مَا يُؤْكَلُ مِنْ لُحُوْمِ الْاَضَاحِيْ وَمَا يُتَزَوَّدُ مِنْهَا

۶۱۱۲ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ عَمْرٌو اَخْبَرَنِيْ عَطَاءٌ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا نَتَزَوَّدُ لُحُوْمَ الْاَضَاحِيْ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْمَدِيْنَةِ وَقَالَ غَيْرَ مَرَّةٍ لُحُوْمَ الْهَدْيِ

باب جب اپنی ہدی بھیج دے تاکہ ذبح کی جائے تو اس پر کوئی شئی حرام نہیں

۶۱۱۱ — ترجمہ: مسروق نے کہا وہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اُن سے عرض کیا اَے ام المؤمنین کوئی آدمی کعبہ کی طرف ہدی بھیجے اور خود اپنے شہر میں بیٹھا رہے اور وصیت کرے کہ اس کے بعد بدنہ کے گلے میں قلادہ ڈالا جائے تو کیا وہ لوگوں کے حلال ہونے تک محرم رہے گا، مسروق نے کہا میں نے پس پردہ ام المؤمنین کے ہاتھ پر ہاتھ مارنے کی آواز سُنی۔ آپ نے فرمایا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدی کے ہار بنایا کرتی تھی آپ ہدی کعبہ کی طرف بھیجتے تو آپ پر کوئی شئ حرام نہ ہوتی جو مردوں کے لئے بیویوں سے حلال ہے حتی کہ لوگ واپس آجاتے۔

۶۱۱۱ — شرح: اس حدیث میں اس شخص کے قول کا ردّ ہے جس نے کہا جس نے اپنی ہدی حرم میں بھیجی جب اس کے گلے میں قلادہ ڈال دیا تو اس پر احرام لازم ہوگیا وہ ہدی ذبح ہونے تک ہر اس شئ سے بچتا رہے جس سے مُحرِم کو بچنا چاہیئے۔ ابن عباس، ابن عمر اور عطاء بن ابی رباح رضی اللہ عنہم نے یہی کہا ہے لیکن ائمۃ الفتویٰ اس کے خلاف ہیں (حدیث ۱۵۹۲، جلد: ۳ و ۱۵۹۶ ج ۳ کی شرح دیکھیں)

باب قربانی کا گوشت کتنا کھایا جائے اور کتنا ذخیرہ کیا جائے

٦١١٣ ـ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ سُلَيْمٰنُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنِ الْقٰسِمِ اَنَّ ابْنَ خَبَّابٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ يُحَدِّثُ اَنَّهٗ كَانَ غَائِبًا فَقَدِمَ فَقُدِّمَ اِلَيْهِ لَحْمٌ فَقَالَ هٰذَا مِنْ لَحْمِ ضَحَايَانَا فَقَالَ اَخِّرُوْهُ لَا اَذُوْقُهٗ قَالَ ثُمَّ قُمْتُ فَخَرَجْتُ حَتّٰى اٰتِيَ اَخِيْ اَبَا قَتَادَةَ

یعنی تہائی یا نصف کی قید کے بغیر کتنا گوشت کھانا جائز ہے نیز تین دن یا اس سے زیادہ مدت کھانا کیسا ہے؟ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث کہ مسافر قربانی کا گوشت زادِ راہ بنا سکتا ہے سے معلوم ہوتا ہے کہ تین دن سے زیادہ مدت گوشت کھا سکتے ہیں۔

٦١١٢ ـ ترجمہ: جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ مبارک میں مدینہ منورہ تک قربانیوں کے گوشت زادِ راہ بناتے تھے اور کئی دفعہ ہدی کے گوشت فرمایا۔

٦١١٢ ـ شرح: یہ حدیث مرفوع کے حکم میں ہے۔ اس حدیث سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اثر کا جواب واضح ہے جبکہ انہوں نے کہا ہے کہ تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت کھانا جائز نہیں۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہیں تین دن سے زیادہ قربانیوں کا گوشت کھانے سے منع کرتا تھا میں تمہارے لئے اسے حلال کرتا ہوں اس سے جب تک چاہو کھاؤ (طحاوی)

٦١١٣ ـ ترجمہ: قاسم سے روایت ہے کہ ابن خباب نے انہیں خبر دی کہ انہوں نے ابو سعید کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا کہ وہ غائب تھے جب وہ آئے تو اُن کے آگے گوشت رکھا گیا انہوں نے کہا یہ قربانیوں کا گوشت ہے ابو سعید نے کہا اس کو اُٹھا لو میں اسے نہیں کھاؤں گا۔ ابو سعید نے کہا پھر میں اُٹھا اور باہر چلا گیا حتیٰ کہ اپنے بھائی ابو قتادہ کے پاس آیا۔ ابو قتادہ ان کے اخیافی بھائی تھے اور جنگِ بدر میں شریک تھے۔ میں نے اُن سے یہ ذکر کیا تو انہوں نے کہا تمہارے بعد نیا حکم ظاہر ہوا ہے۔

٦١١٣ ـ شرح: یعنی پہلے تین دن کے بعد گوشت کھانا ممنوع تھا۔ اب یہ حکم منسوخ ہو گیا ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو تین دن کے بعد قربانی کا گوشت کھانے کی رخصت دی ہے۔ جمہور علماء اور فقہا اور چاروں اماموں اور اُن کے اصحاب نے کہا قربانی

ابْنَ النُّعْمٰنِ وَكَانَ اَخَاهُ لِاُمِّهٖ وَكَانَ بَدْرِيًّا فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ اَنَّهٗ قَدْ حَدَثَ بَعْدَكَ اَمْرٌ

۶۱۱۴ ـــ حَدَّثَنَا اَبُوْعَاصِمٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ ابْنِ الْاَكْوَعِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ ضَحّٰى مِنْكُمْ فَلَا يُصْبِحَنَّ بَعْدَ ثَالِثَةٍ وَبَقِيَ فِيْ بَيْتِهٖ مِنْهُ شَيْءٌ فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الْمُقْبِلُ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نَفْعَلُ كَمَا فَعَلْنَا الْعَامَ الْمَاضِيَ قَالَ كُلُوْا وَاَطْعِمُوْا وَادَّخِرُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ الْعَامَ كَانَ بِالنَّاسِ جُهْدٌ فَاَرَدْتُ اَنْ تُعِيْنُوْا فِيْهَا

کا گوشت ذخیرہ کرنا جائز ہے اُنھوں نے ابوسعید رضی اللہ عنہ کی حدیث سے استدلال کیا ہے۔

۶۱۱۴ ـــ ترجمہ : سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تم میں سے جس نے قربانی کی ہے وہ تین دن کے بعد صبح نہ کرے، حالانکہ اس کے گھر میں قربانی کے گوشت سے کچھ ہو جب دوسرا سال آیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم! جس طرح ہم نے پچھلے سال کیا تھا اس سال بھی اسی طرح کریں؟ حضور نے فرمایا کھاؤ اور کھلاؤ اور ذخیرہ بھی کرلو، کیونکہ اُس سال لوگ میں قحط تھا میں نے ارادہ کیا کہ اُن میں تم لوگوں کی مدد کرو!

۶۱۱۴ ـــ شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قربانی کے گوشت ذخیرہ کرنے کی تحریم کا سبب لوگوں میں قحط سالی اور ان کا مشقت میں مبتلا ہونا تھا جب یہ علت زائل ہوگئی تو تحریم بھی زائل ہوگئی۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس حکم سے بظاہر

یہ معلوم ہوتا ہے کہ قربانی کا گوشت کھانا واجب ہے کیونکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: "کُلُوْا" یہ صیغہ امر ہے جو وجوب پہ دلالت کرتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مطلق امر وجوب کے لئے ہوتا ہے جبکہ اس کے خلاف کوئی قرینہ نہ ہو اور یہاں قرینہ ہے کہ یہ حرمت کے رفع یعنی اباحت کے لئے ہے۔ نیز حظر کے بعد امر وجوب کے لئے نہیں ہوتا اباحت کے لئے ہوتا ہے جیسے قرآن کریم میں ہے: وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا

۶۱۱۵ــ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمٰنَ عَنْ يَحْيٰى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ الضَّحِيَّةُ كُنَّا نُمَلِّحُ مِنْهَا فَنُقَدِّمُ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ فَقَالَ لَا تَأْكُلُوْا إِلَّا ثَلٰثَةَ أَيَّامٍ وَلَيْسَتْ بِعَزِيْمَةٍ وَلٰكِنْ أَرَادَ أَنْ يُطْعِمَ مِنْهُ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ ۶۱۱۶ــ حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوْسٰى

جب تم حلال ہو جاؤ اور احرام کھول دو تو شکار کر سکتے ہو، حالانکہ محرموں کو شکار سے پہلے منع کیا گیا تھا اور تسلیم بھی کر لیں کہ حظر کے بعد امر حقیقتِ وجوب کے لئے ہوتا ہے تو اس پہ محمول کرنے سے یہاں اجماع مانع ہے۔

۶۱۱۵ــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہم قربانی کے گوشت کو نمک لگا رکھتے تھے اور اس میں سے مدینہ منورہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر کرتے تھے تو حضور فرماتے صرف تین دن کھایا کرو اور یہ ضروری نہ تھا بلکہ حضور نے ارادہ فرمایا تھا کہ اس میں سے لوگوں کو کھلائیں واللہ اعلم

۶۱۱۵ــ شرح : آخر کلام راوی کا ہے اسی لئے واللہ اعلم کہا قولہ الضحیۃ مبتدا اور کنا نملح خبر ہے۔ قولہ لیست بعزیمۃ، یعنی نہی تحریم کے لئے نہیں اور نہ ہی تین دن کے بعد ترکِ اکل واجب ہے بلکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ اس میں سے لوگوں کو بھی دیا جائے۔ ہم پہلے تحریر کر چکے ہیں کہ تین دن کے بعد قربانی کا گوشت کھانے سے نہی کسی علت کے باعث تھی اور وہ یہ تھی کہ اس سال لوگ قحط سالی میں مبتلا تھے۔ جب یہ علت زائل ہو گئی اور قحط جاتا رہا ہے تو تحریم بھی زائل ہو گئی؛ چنانچہ مسلم میں عبداللہ بن واقد کی حدیث ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن کے بعد قربانی کا گوشت کھانے سے منع فرمایا تھا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے غریب لوگوں کے آنے کی وجہ سے منع فرمایا تھا جو تمہارے پاس محتاج آئے تھے اب کھاؤ اور ذخیرہ کرو اور صدقہ بھی کرو!

۶۱۱۶ــ ترجمہ : ابو عبید ابن ازہر کے آزاد کردہ غلام نے بیان کیا کہ وہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ عید الاضحیٰ کے دن عید میں حاضر تھا انھوں نے خطبہ سے پہلے عید کی نماز پڑھی پھر لوگوں کو خطبہ دیا اور فرمایا اے لوگو! جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں عید کے ان دو دنوں میں روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ اُن میں سے ایک روزوں سے افطار کا دن ہے اور

قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ
اَبُوْ عُبَيْدٍ مَوْلَى ابْنِ اَزْهَرَ اَنَّهٗ شَهِدَ الْعِيْدَ يَوْمَ الْاَضْحٰى مَعَ عُمَرَ بْنِ
الْخَطَّابِ فَصَلّٰى قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ خَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ
اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ نَهَاكُمْ عَنْ صِيَامِ هٰذَيْنِ
الْعِيْدَيْنِ اَمَّا اَحَدُهُمَا فَيَوْمُ فِطْرِكُمْ مِنْ صِيَامِكُمْ وَاَمَّا الْاٰخَرُ
فَيَوْمٌ تَاْكُلُوْنَ مِنْ نُسُكِكُمْ قَالَ اَبُوْ عُبَيْدٍ ثُمَّ شَهِدْتُ مَعَ عُثْمٰنَ
ابْنِ عَفَّانَ وَكَانَ ذٰلِكَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَصَلّٰى قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ خَطَبَ
فَقَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ هٰذَا يَوْمٌ قَدِ اجْتَمَعَ لَكُمْ فِيْهِ عِيْدَانِ فَمَنْ
اَحَبَّ اَنْ يَنْتَظِرَ الْجُمُعَةَ مِنْ اَهْلِ الْعَوَالِيْ فَلْيَنْتَظِرْ وَمَنْ اَحَبَّ
اَنْ يَرْجِعَ فَقَدْ اَذِنْتُ لَهٗ قَالَ اَبُوْ عُبَيْدٍ ثُمَّ شَهِدْتُهٗ مَعَ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ
طَالِبٍ فَصَلّٰى قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ خَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَاكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا لُحُوْمَ نُسُكِكُمْ فَوْقَ ثَلٰثٍ وَعَنْ مَعْمَرٍ عَنِ
الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ عُبَيْدٍ نَحْوَهٗ

دوسرا وہ دن ہے جس میں تم اپنی قربانیوں کے گوشت کھاتے ہو۔ ابوعُبید نے کہا پھر میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ
کے ہمراہ حاضر ہُوا اور یہ جمعہ کا دن تھا اُنھوں نے خطبہ سے پہلے نمازِ عید پڑھی پھر خطبہ دیا اور فرمایا اے لوگو اس
دن میں تمہارے لئے دو عید جمع ہوئی ہیں۔ اہل عوالی (دیہات) سے جو کوئی پسند کرتا ہے کہ جمعہ کا انتظار کرے
تو وہ انتظار کرے اور جو پسند کرتا ہے کہ واپس چلا جائے تو میں اسے اجازت دیتا ہوں۔ ابوعبید نے کہا
پھر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ حاضر ہُوا اُنھوں نے خطبہ سے پہلے نمازِ عید پڑھی پھر لوگوں کو خطبہ
دیا اور فرمایا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں تین دن کے بعد تمہاری قربانی کے گوشت کھانے سے منع
فرمایا ہے۔ مَعمر نے زُہری کے ذریعہ ابوعبید سے اس طرح روائت کی۔

٦١١٧ — حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ قَالَ أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُوا مِنَ الْأَضَاحِيِّ ثَلَاثًا فَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يَأْكُلُ بِالزَّيْتِ حِينَ يَنْفِرُ مِنْ

٦١١٦ — شرح : حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن کو عید سے موسوم کیا ؛ کیونکہ اس دن میں عید کے دن کی طرح شریعت کے شعائر کے اظہار کے لئے عظیم دن میں مسلمانوں کے اجتماع کا زمانہ ہے۔ اس لئے جمعہ کے دن کو عید کے دن سے تشبیہ دی ہے۔ عوالی مدینہ منورہ شرّفہا اللہ تعالیٰ کے مشرق کی جانب تین چار میل سے آٹھ میل تک بستیاں ہیں۔ اس حدیث سے امام احمد رضی اللہ عنہ نے استدلال کیا کہ جب عید اور جمعہ اکٹھے ہو جائیں تو جو کوئی عید کی نماز پڑھ لے اس سے جمعہ ساقط ہو جاتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ لوگ جمعہ اور عید کے دن دُور دراز مسافت سے آتے تھے حالانکہ اُن مقامات سے آنا اُن پر واجب نہ تھا۔ وہ صرف شوق سے مدینہ منورہ آتے تھے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے انہیں خبردار کیا کہ تم پر عید اور جمعہ واجب و فرض نہ تھے۔ اگر تم نے عید پڑھ لی ہے تو جمعہ پڑھنا تم پر فرض نہیں تم اپنے گھروں کو جا سکتے ہو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اِس اثر کا جواب یہ ہے کہ یہ اس سال پر محمول ہے جس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا تھا اس سال میں لوگ بہت مشقت میں تھے جیسے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایسا ہوا تھا۔ ابن حزم نے کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ میں اس وقت خطبہ دیا تھا جبکہ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ محصور تھے اور بلوائیوں نے اُن کا محاصرہ کر رکھا تھا اور دیہات میں رہنے والوں کو اس فتنہ میں مدینہ منورہ (شرّفہا اللہ تعالیٰ) آنے میں مجبور کر دیا تھا اور انہیں سخت مشقت پہنچی تھی۔ اس لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تین دن کے بعد گوشت نہ کھاؤ اور ان محتاج لوگوں کو کھلاؤ۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا شائد حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نسخ نہیں پہنچا جبکہ تین دن کے بعد گوشت روکنا ممنوع ہونا بہر حال منسوخ ہو چکا ہے۔ امام طحاوی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تمہیں قربانی کے گوشت میں تین دن کے بعد مؤخر کرنے سے منع کیا تھا تم جب تک چاہو مؤخر کر سکتے ہو۔ (عینی)

٦١١٧ — ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قربانی کے گوشت تین دن کھاؤ ! اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

مِنْ مِنًى مِنْ أَجْلِ لُحُومِ الْهَدْيِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الْأَشْرِبَةِ

وَقَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ

جب منٰی سے آتے تھے تو قربانی کے گوشت کے سبب زیتون کے تیل سے روٹی کھاتے تھے۔

۶۱۱۷ — شرح : یعنی حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روٹی زیتون کے ساتھ کھاتے تھے حتٰی کہ منٰی سے واپس آجاتے وہ قربانی کے گوشت سے احتراز کرتے تھے اور وہ تین دن کے بعد قربانی کا گوشت نہ کھاتے تھے اور جب منٰی کے تین دن گزر جاتے تھے تو زیتون کے تیل کو سالن بناتے تھے اور گوشت نہ کھاتے تھے۔ ہم پہلے ذکر کر آئے ہیں کہ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا حضرت علی اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم کو نہی کی حدیث نہیں پہنچی اگر انہیں حدیث پہنچی ہوتی تو نہی کی حدیث بیان نہ کرتے حالانکہ وہ بہر حال منسوخ ہو چکی ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

کتاب الاشربہ

اس کتاب میں اُن پینے کی چیزوں کو ذکر ہے جو حرام یا مباح ہیں اشربہ شراب کی جمع ہے اور وہ پینے کی چیز ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد "شراب، جُوا، بت اور پانسے ناپاک ہی ہیں شیطانی کام ہیں ان سے بچو کہ تم فلاح پاؤ"

اس آیت کریمہ کا "شانِ نزول" یہ ہے کہ ابو میسرہ نے روایت کی کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا جب شراب کی تحریم نازل ہوئی تو کہا اے اللہ شراب کے بارے میں شافی بیان نازل فرما۔ تو یہ آیتِ کریمہ سورۂ بقرہ میں نازل ہوئی لوگ آپ سے شراب اور جوئے کے متعلق پوچھتے ہیں فرما دیں ان میں بہت بڑا گناہ ہے۔ عمر فاروق کو بلا کر یہ آیت اُن پر پڑھی گئی تو اُنھوں نے کہا اے اللہ شراب کے بارے میں شافی بیان نازل فرما تو یہ آیت کریمہ: "یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْتُمْ سُكٰرٰى" اے ایمان والو نشہ کی حالت میں نماز نہ پڑھو۔ پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بلایا گیا اور اُن پر یہ آیت کریمہ سورۂ نساء میں پڑھی گئی تو اُنھوں نے کہا اے اللہ شراب کے متعلق شافی بیان نازل فرما تو سورۂ مائدہ میں یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی۔ عمر فاروق کو بلایا گیا اور اُن پر یہ آیت پڑھی گئی۔ جب فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ تک پہنچے تو عمر فاروق نے کہا اے اللہ! ہم رُک گئے (ابوداؤد، ترمذی)

خمر کے اشتقاق میں علماء کے اقوال

خمر کے اشتقاق میں اہل لغت میں اختلافِ رائے پایا جاتا ہے۔ بعض نے کہا اسے خمر اس لئے کہتے ہیں کہ یہ عقل کو ڈھانپ لیتی ہے۔ اسی سے "خمار المرأة" ہے عورت کا دوپٹہ ہے، کیونکہ وہ اس کا سر ڈھانپتی ہے۔ بعض نے کہا مُخَامَرَہ بمعنی مخالطہ سے مشتق ہے، کیونکہ یہ عقل کو خلط ملط کر دیتی ہے۔ بعض نے کہا اسے خمر اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ چھوڑی جاتی ہے حتّٰی کہ انتہا کو پہنچ جاتی ہے، چنانچہ کہا جاتا ہے "خمر العجین" آٹا اپنی انتہا کو پہنچ گیا۔

بعض نے کہا اسے خمر اس لئے کہتے ہیں کہ یہ دماغ کو ڈھانپ لیتی ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے خمر کو مؤنث کہا ہے۔ "المیسرہ" کے معنی قمار (جُوا) یہ یُسر سے مشتق ہے۔ اس میں آسانی سے کسی مشقت کے بغیر مال حاصل ہوتا ہے اس لئے اسے میسرہ کہتے ہیں "اَلْاَنْصَاب" نُصُب کی جمع ہے یہ وہ پتھر ہیں جن پر جاہلیت میں بتوں کے نام سے ذبح کرتے تھے اور وہ خون سے سُرخ تھے۔ بعض نے کہا یہ پتھر نصب کئے ہوئے تھے۔ ان کی لوگ پوجا کرتے تھے۔ (اَلْاَزْلَام) زَلَمْ کی جمع ہے۔ یہ تین تیر تھے ان میں سے ایک پر یہ لکھا تھا "میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے"۔ دوسرے پر "میرے رب نے مجھے منع کیا ہے" لکھا تھا۔ تیسرا خالی تھا اس پر کچھ نہ لکھا تھا۔ جب حکم کرنے والا تیر نکلتا تھا تو کام کرتے اگر منع کرنے والا ہوتا تو رک جاتے اگر خالی نکلتا تو دوبارہ یہ عمل کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے شراب کو رجس (پلید) فرمایا ہے۔ حرام شئی کو پلید کہا جاتا ہے۔ کفر پر بھی رجس کا اطلاق ہے۔ قرآن کریم میں ہے "فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا اِلٰى رِجْسِهِمْ"، خمر کی آیت میں رجس سے مراد کفر نہیں کیونکہ اشیاءِ خارجیہ ایمان و کفر سے موصوف نہیں ہوتیں۔ اس کو رجس اس لئے کہا

٦١١٨۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مٰلِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ لَمْ يَتُبْ مِنْهَا حُرِمَهَا فِي الْاٰخِرَةِ

٦١١٩۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنَا سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهٖ بِإِيْلِيَاءَ بِقَدَحَيْنِ مِنْ خَمْرٍ وَلَبَنٍ فَنَظَرَ إِلَيْهِمَا ثُمَّ أَخَذَ اللَّبَنَ فَقَالَ جِبْرَئِيْلُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدَاكَ لِلْفِطْرَةِ وَلَوْ أَخَذْتَ الْخَمْرَ غَوَتْ أُمَّتُكَ تَابَعَهُ مَعْمَرٌ وَابْنُ الْهَادِ وَعُثْمٰنُ بْنُ عُمَرَ وَالزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ

٦١١٨۔ ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے دنیا میں شراب پی پھر اس سے توبہ نہ کی وہ آخرت میں شرابِ طہور سے محروم رہے گا"

٦١١٨۔ شرح : بظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں شراب پینے والا مسلمان اگر جنت میں داخل ہوگا وہ شراب کے سوا باقی مشروبات پئے گا۔ بایں ہمہ شراب نہ پینے کے سبب اس کو رنج و الم نہ ہوگا اور نہ ہی پینے والوں پر حسد کرے گا جیسے بلند منازل والوں پر حسد نہ کرے گا۔ اور چھوٹا مقام ہونے کے باعث بلند منازل کی خواہش نہیں کرے گا۔ بعض نے کہا شرابی کو دوزخ میں عذاب دیا جائے گا۔ جب اللہ کی رحمت اور شفاعت سے دوزخ سے نکلے گا اور جنت میں داخل ہوگا۔ تو کسی شئی اور نعمت سے محروم نہ رہے گا۔

٦١١٩۔ ترجمہ : سعید بن مسیب نے بیان کیا کہ انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شبِ اسرای میں بیت المقدس میں شراب اور دودھ کے دو پیالے دیئے گئے تو حضور نے انہیں دیکھا پھر دودھ کا پیالہ پکڑا اور دودھ

۶۱۲۰ — حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسٍ قَالَ سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثًا لَا يُحَدِّثُكُمْ بِهٖ غَيْرِيْ قَالَ مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ اَنْ يَظْهَرَ الْجَهْلُ وَيَقِلَّ الْعِلْمُ وَيَظْهَرَ الزِّنَا وَتُشْرَبَ الْخَمْرُ وَيَقِلَّ الرِّجَالُ وَيَكْثُرَ النِّسَاءُ حَتّٰى يَكُوْنَ لِخَمْسِيْنَ امْرَأَةً قَيِّمُهُنَّ رَجُلٌ وَّاحِدٌ

پیا جبرائیل علیہ السلام نے کہا اللہ تعالیٰ کی حمد ہے جس نے آپ کو اسلام کی ہدایت دی اگر آپ شراب پکڑتے تو آپ کی اُمّت گمراہ ہو جاتی۔ معمر، ابن ہاد، عثمان بن عمر اور زُبیدی نے زُہری سے روایت کرنے میں شعیب کی متابعت کی۔

۶۱۱۹ — شرح : بیت المقدس میں شراب اور دُودھ کے دو پیالے پیش کئے گئے اور سدرۃ المنتہٰی پر تین پیالے پیش کئے گئے۔ تیسرے پیالہ میں دودھ تھا۔ فطرت کے معنی اسلام اور استقامت ہیں۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم سے دودھ والا پیالہ پکڑا تو جبرائیل علیہ السلام نے اللہ کی حمد کی اس سے معلوم ہوتا ہے جب اللہ کی نعمت میسّر ہو اس کی حمد کرنی چاہئیے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ شراب نجس ہے تو پلید شئی حضور کو کیوں پیش کی گئی پھر جبرائیل علیہ السلام نے کہا اگر آپ شراب کا پیالہ لیتے تو اُمّت گمراہ ہو جاتی اور وہ شربِ خمر میں منہمک رہتے یعنی شراب کے نشہ میں دُھت رہتے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ واقعہ مکہ مکرمہ کا ہے اس وقت شراب مباح تھی۔ مدینہ منورہ میں شراب کی تحریم نازل ہُوئی تھی یا یہ شرابِ طہور تھی اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اگر یہ شراب مباح یا طہور تھی اور شرابِ طہور جنتیوں کا بہترین مشروب ہے تو اس کی تعبیر یہ کیسے کی کہ اگر آپ شراب اختیار کرتے تو اُمّت گمراہ ہو جاتی اس کا جواب یہ ہے کہ شرابِ طہور کی تعبیر دُنیا میں یہی تھی جو جبرائیل علیہ السلام نے کی تھی۔ اگرچہ وہ جنّت کی پاک شراب ہے (لمعات)

۶۱۲۰ — ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث سُنی ہے تمہیں میرے سوا کوئی اس کو بیان نہیں کرے گا۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کی شرطوں میں سے یہ ہے کہ جہالت غالب ہوگی اور علم کم ہو جائیگا

٦١٢١ــــ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ
قَالَ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا سَلَمَةَ بْنَ
عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَابْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُوْلَانِ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزْنِي حِيْنَ يَزْنِيْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ
وَلَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ حِيْنَ يَشْرَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَسْرِقُ السَّارِقُ
حِيْنَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَاَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الْمَلِكِ
ابْنُ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحٰرِثِ بْنِ هِشَامٍ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ
كَانَ يُحَدِّثُهُ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ثُمَّ يَقُوْلُ كَانَ اَبُوْبَكْرٍ يُلْحِقُ مَعَهُنَّ
وَلَا يَنْتَهِبُ نُهْبَةً ذَاتَ شَرَفٍ يَرْفَعُ النَّاسُ اِلَيْهِ اَبْصَارَهُمْ
فِيْهَا حِيْنَ يَنْتَهِبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ

زناء بہت ہونے لگے گا۔ شراب پی جائے گی آدمی کم ہو جائیں گے اور عورتیں زیادہ ہو جائیں گی حتیٰ کہ
پچاس عورتوں کا انتظام کرنے والا ایک آدمی ہوگا۔ (حدیث ۷۹ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

۶۱۲۱ــــ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زانی
زناء نہیں کرتا جس وقت وہ زنا کرتا ہے حالانکہ وہ مومن ہے۔
اور شراب نہیں پیتا جس وقت وہ شراب پیتا ہے حالانکہ وہ مومن ہے اور چوری نہیں کرتا جس وقت
وہ چوری کرتا ہے حالانکہ وہ مؤمن ہے۔ ابن شہاب زُہری نے کہا مجھے عبدالملک بن ابی بکر بن عبدالرحمٰن
ابن حارث بن ہشام نے خبر دی کہ ابوبکر ابوہریرہ سے یہ حدیث بیان کرتے پھر کہتے ابوبکر ان کے ساتھ
یہ بھی لاحق کرتے تھے کہ قدر و شرافت والے کی لوٹ کھسوٹ نہیں کرتا اس حال میں کہ لوگ اس کی
طرف اپنی نگاہ اُٹھاتے ہیں جس وقت وہ لوٹ کھسوٹ کرتا ہے حالانکہ وہ مومن ہوتا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما
نے کہا اس سے اس وقت نُورِ ایمان نکل جاتا ہے۔

۶۱۲۱ــــ شرح: یعنی مسلمان کی شان اور اس کے حال کے مناسب یہ نہیں کہ وہ زنا کرے

بَابٌ اِنَّ الْخَمْرَ مِنَ الْعِنَبِ

۶۱۲۲ — حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ صَبَّاحٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ هُوَ ابْنُ مِغْوَلٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَقَدْ حُرِّمَتِ الْخَمْرُ وَمَا بِالْمَدِيْنَةِ مِنْهَا شَيْءٌ

یا شراب پیئے یا لوگوں کے مال لوٹتا پھرے۔

قولہ لَا يَزْنِي الخ اکثر روایات میں فاعل مذکور نہیں یعنی لَا يَزْنِي الْمُؤْمِنُ اَوْ لَا يَزْنِي الرَّجُلُ یعنی مومن یا آدمی زنا نہیں کرتا۔ اگرچہ فاعل کا حذف جائز نہیں لیکن قرینہ کے وقت جائز ہے جو حذفِ فاعل پر دلالت کرے اور وہ یہاں پایا جاتا ہے۔ ابن بطال نے کہا شربِ خمر میں یہ بہت سخت وعید ہے۔ اس سے خارجیوں نے استدلال کیا کہ کبیرہ گناہ کا مرتکب کافر ہے جبکہ وہ تحریم کو جانتے ہوئے قصداً ارتکاب کرے۔ اہل سنت وجماعت نے اس حدیث کو ایمان کامل پر محمول کیا ہے یعنی شراب پینے کی حالت میں وہ کامل مومن نہیں ہوتا۔ بعض نے اس حدیث کو تہدید و تغلیظ پر محمول کیا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِيْنَ ۔ علامہ خطابی نے کہا حدیث کا معنیٰ یہ ہے جس نے حلال اعتقاد کرتے ہوئے یہ عمل کئے وہ کافر ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اس سے نورِ ایمان جاتا رہتا ہے نفسِ ایمان زائل نہیں ہوتا، کیونکہ جو کوئی کبائر کا ارتکاب کرتا ہے اس سے تصدیقِ قلبی زائل نہیں ہوتی۔

باب انگور کی شراب

۶۱۲۲ — ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا شراب حرام کی گئی حالانکہ مدینہ منورہ میں (انگوری) شراب نہ تھی۔

۶۱۲۲ — شرح : باب کے عنوان کے معنی یہ ہیں " اَلْخَمْرُ الْكَائِنَةُ مِنَ الْعِنَبِ "، انگور سے بنی ہوئی شراب۔ یہ انگور کے غیر سے بنی ہوئی شراب کے منافی نہیں۔ اگر "الخمر" مبتداء اور "من العنب" خبر ہو تو اس وقت اس کی صورت حصر کی صورت ہوگی یعنی شراب انگور ہی سے ہے بغیر انگور کے شراب نہیں۔ یہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب کے مطابق ہے کیونکہ اُن کا مذہب یہ ہے کہ شراب انگور کا کچا پانی ہے جب اس کو جوش دیا جائے اور وہ سخت ہو کر جھاگ مارنے

لگے تو خمر بن جاتی ہے اور جو شراب انگور کے علاوہ کسی اور سے بنائی جائے وہ درحقیقت شراب نہیں نبیذ ہے اگر وہ نشہ دینے لگے تو اس کا پینا حرام ہے لیکن اس پر حد واجب نہیں۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ دوسرے علماء "اَلْخَمْرُ مِنَ الْعِنَبِ" میں حصر مراد نہیں لیتے اگرچہ اس کی صورت حصر کی صورت ہے جیسے سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اس ارشاد: اَلْخَمْرُ مِنْ هَاتَيْنِ الشَّجَرَتَيْنِ النَّخْلَةِ وَالْعِنَبَةِ "، یعنی شراب ان درختوں کھجور اور انگور سے ہے۔ بظاہر اس کا مقتضیٰ یہ ہے کہ خمر ان دو درختوں میں منحصر ہے کیونکہ اَلْخَمْرُ اسم جنس ہے۔ اس میں ہر وہ شئی داخل ہوگئی جس کو خمر کہا جاتا ہے لہٰذا یہ کہنا منتفی ہوگیا کہ ان سے نکلنے والی شئی کا نام خمر رکھا جائے، حالانکہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ شراب کی تحریم نازل ہوئی جبکہ وہ پانچ اشیاء سے بنائی جاتی تھی۔ اور وہ انگور، کھجور، گندم، جو اور شہد ہیں اس تقدیر پر حدیث شریف کی تین تاویلیں ہیں۔ پہلی تاویل یہ ہے کہ "هَاتَيْنِ الشَّجَرَتَيْنِ" سے مراد اُن میں سے ایک ہے جیسے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد: يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ أَلَمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ مِنْكُمْ "، میں ہے کہ رُسل صرف انسانوں سے ہیں جنوں سے نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد: يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ "، حالانکہ ان میں سے ایک سے موتی نکلتے ہیں لہٰذا حدیث سے مقصود یہ ہے کہ خمر انگور سے ہے کھجور سے نہیں ابن عمر کی حدیث کا مقصد بھی یہی ہے۔ دوسری تاویل یہ ہے کہ اس سے مجموعی طور پر دو درخت مراد ہیں اور جو ان کے پھل سے عقل کو ڈھانپ لے وہ خمر ہے۔

تیسری تاویل یہ ہے کہ مُراد یہ ہے کہ شراب ان دو درختوں سے ہے اگرچہ اس کی حقیقت مختلف ہو، لیکن انگور سے مُراد وہ ہے جس سے حقیقۃً شراب سمجھی جائے اس لئے اس کو خمر کہتے ہیں وہ نشہ دے یا نہ دے کم ہو یا زیادہ اور خمر سے مُراد وہ ہے کہ جو مُسکر ہو لہٰذا غیر مسکر اس میں داخل نہ ہوگا۔ ہر وہ شئی جو انگور کا غیر ہے اس پر خمر کے اطلاق کی یہی تاویل ہے۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جو شئی مُسکر ہو اس پر خمر کا اطلاق کرتے ہیں؛ چنانچہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے روایت کی کہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ "، ہر مُسکر شراب اور ہر مسکر حرام ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ اس کو حالتِ سکر میں خمر کہا جاتا ہے اگر اس میں سُکر کی حالت نہ ہو تو اسے خمر نہیں کہتے بخلاف انگور کو جوش دینے سے سخت ہو جائے وہ بہرحال خمر ہے مسکر ہو یا نہ ہو۔ اس کی دلیل سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد ہے: اَلْخَمْرُ مَا خَامَرَ الْعَقْلَ "، خمر وہ ہے جو عقل کو ڈھانپ لے اس کو مخامرۃ العقل کے وقت خمر کہا جاتا ہے۔ انگور کی شراب میں یہ بات نہیں۔

وہ بہرحال شراب ہے اس میں مخامرۃ العقل پایا جائے یا نہ پایا جائے۔ واللہ ورسولہ اعلم! (عینی)

٦١٢٣ — حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ شِهَابٍ عَبْدُ رَبِّهٖ بْنُ نَافِعٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ اَنَسٍ قَالَ حُرِّمَتْ عَلَيْنَا الْخَمْرُ حِيْنَ حُرِّمَتْ وَمَا نَجِدُ يَعْنِيْ بِالْمَدِيْنَةِ خَمْرَ الْاَعْنَابِ اِلَّا قَلِيْلًا وَعَامَّةُ خَمْرِنَا الْبُسْرُ وَالتَّمْرُ

٦١٢٣ — ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ نے کہا ہم پر شراب حرام کی گئی جس وقت حرام کی گئی ہم مدینہ منورہ میں انگور کی شراب بہت تھوڑی پاتے تھے۔ عموماً ہماری شراب بُسر اور تمر کی (کھجور) تھی۔

٦١٢٣ — شرح : شراب کی تحریم فتح مکہ کے سال فتح مکہ سے پہلے ہوئی۔ دمیاطی نے کہا تحریم خمر حدیبیہ کے سال چھ ہجری میں ہوئی محمد ابن اسحاق نے کہا بنی نضیر کے واقعہ میں حرام ہوئی اور وہ اُحد کے بعد چار ہجری کو ہوا تھا لیکن یہ صحیح نہیں کیونکہ جب شراب حرام ہوئی اس وقت حضرت انس رضی اللہ عنہ شراب کے ساقی تھے۔ اُنھوں نے جب سنا تو فوراً شراب سے بھرے ہوئے مٹکے بہا دیئے اور چار ہجری میں اگر تحریم خمر ہو تو اس وقت انس بہت چھوٹے تھے۔ جب شراب حرام ہوئی اس وقت مدینہ منورہ میں صرف انگور کی شراب تھی اور وہ بھی بہت کم تھی اس کے علاوہ (بُسر) کچی کھجور اور (تمر) خشک پکی ہوئی کھجوروں کے نبیذ تھے۔

قولہ **عَامَّةُ خَمْرِنَا الْبُسْرُ وَالتَّمْرُ** کھجور کے پھل کے چار مرتبے ہیں "طلع" دوسرا "خلال" تیسرا "بُسر" چوتھا "رُطب"۔ اگر سوال پوچھا جائے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جس وقت شراب حرام ہوئی اس وقت انگوری شراب کے علاوہ عام شراب کچی پکی کھجور سے بنائی جاتی تھی حالانکہ پہلی حدیث میں ہے اس وقت صرف انگوری شراب تھی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مطلق خمر کا اطلاق انگوری شراب پر ہوتا ہے اور بوقتِ اطلاق ذہن اسی طرف جاتا ہے۔ مُہلّب نے کہا یہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ شراب صرف انگور سے بنائی جاتی ہے۔ یہ حضرات صحابہ کرام اور عرب کے فصحاء اور سمجھدار لوگوں نے کہا کہ خمر پانچ اشیاء سے بنائی جاتی ہے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کی قرآن سے حکایت کی اور کہا خمر وہ ہے جو عقل کو ڈھانپ لے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر شریف پر یہ خطبہ دیا جبکہ مہاجرین و انصار صحابہ کرام موجود تھے اور کسی نے اس کا انکار نہ کیا لہٰذا اس پر صحابہ کا اجماع ہو گیا اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے علماء کوفہ کا کہنا کہ خمر صرف انگوری ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے قول کہ شراب پانچ اشیاء سے ہے کے منافی نہیں کیونکہ اُنھوں نے اپنے کلام میں حقیقت اور مجاز دونوں کو استعمال کیا ہے اور ان کا پانچ

۶۱۲۴ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ اَبِيْ حَيَّانَ قَالَ حَدَّثَنَا عَامِرٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَامَ عُمَرُ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ اَمَّا بَعْدُ نَزَلَ تَحْرِيْمُ الْخَمْرِ وَهِيَ مِنْ خَمْسَةٍ اَلْعِنَبِ وَالتَّمْرِ وَالْعَسَلِ وَالْحِنْطَةِ وَالشَّعِيْرِ وَالْخَمْرُ مَا خَامَرَ الْعَقْلَ

بَابُ نَزَلَ تَحْرِيْمُ الْخَمْرِ وَهِيَ مِنَ الْبُسْرِ وَالتَّمْرِ

۶۱۲۵ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مٰلِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مٰلِكٍ قَالَ كُنْتُ اَسْقِيْ اَبَا عُبَيْدَةَ وَاَبَا طَلْحَةَ وَاُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ مِنْ فَضِيْخِ زَهْوٍ وَتَمْرٍ فَجَاءَهُمْ اٰتٍ فَقَالَ اِنَّ الْخَمْرَ قَدْ حُرِّمَتْ فَقَالَ اَبُوْطَلْحَةَ قُمْ يَا اَنَسُ فَاَهْرِقْهَا فَاَهْرَقْتُهَا

اشیاء پر خمر کا اطلاق کرنا بطور حقیقت نہیں بلکہ انھوں نے صرف یہ کہا ہے کہ خمر کو اس لئے یہ نام دیا گیا ہے کہ وہ عقل کو ڈھانپ لیتی ہے۔ اس حیثیت سے ان کا انکار نہیں اس کی پہلے وضاحت کر دی گئی ہے۔ الحاصل حقیقۃً شراب انگوری ہے جس کے کم و بیش پینے سے حد واجب ہے اگرچہ مسکر نہ ہو اور اس کے ماسویٰ پر شراب کا اطلاق صرف اس لئے ہے کہ وہ عقل کو ڈھانپ لیتی ہیں جب وہ حد سکر کو پہنچ جائیں تو ان پر خمر کا اطلاق ہوتا ہے اور حد واجب ہوتی ہے (عینی)

۶۱۲۴ — ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا عمر فاروق نے ممبر شریف پر خطبہ دیا اور فرمایا شراب کی تحریم نازل ہوئی ہے اور یہ پانچ اشیاء سے بنائی جاتی ہے وہ انگور، کھجور، شہد، گندم اور جو ہیں اور خمر وہ ہے جو عقل کو چھپا دے۔

۶۱۲۴ — شرح: خمر کی یہ تعریف کہ وہ عقل کو ڈھانپ لیتی ہے۔ عرفی تعریف ہے لغت کے اعتبار سے خمر انگور کا کچا پانی ہے جو سخت ہو جائے یہ تھوڑا پینے سے بھی حد واجب ہے بخلاف مذکورہ اشیاء کے ان سے اس وقت حد واجب ہوتی ہے جب وہ نشہ دیں۔

۶۱۲۶ـــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا قَالَ كُنْتُ قَائِمًا عَلَى الْحَيِّ أَسْقِيهِمْ عُمُومَتِي وَأَنَا أَصْغَرُهُمُ الْفَضِيخَ فَقِيلَ حُرِّمَتِ الْخَمْرُ فَقَالُوا أَكْفِئْهَا فَكَفَأْنَا قُلْتُ لِأَنَسٍ مَا شَرَابُهُمْ قَالَ رُطَبٌ وَبُسْرٌ فَقَالَ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَنَسٍ وَكَانَتْ خَمْرَهُمْ فَلَمْ يُنْكِرْ أَنَسٌ وَحَدَّثَنِي بَعْضُ أَصْحَابِي أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسًا

باب شراب کی حرمت نازل ہوئی، حالانکہ اس وقت تر اور خشک کھجوروں سے شراب بنائی جاتی تھی ،،

۶۱۲۵ـــ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ابوعبیدہ، ابوطلحہ اور اُبیّ ابن کعب کو کچی اور پکی کھجوروں کی شراب پلا رہا تھا۔ اُن کے پاس ایک آنے والا شخص آیا اور کہا شراب حرام کر دی گئی ہے۔ ابوطلحہ نے کہا اے انس! اُٹھو اور شراب بہا دو میں نے اسے بہا دیا۔

۶۱۲۵ـــ شرح : فضیخ بمعنی مکسور فَضَخ سے ماخوذ ہے اس کے معنی توڑنا ہیں۔ یہ وہ شراب ہے جو کچی کھجور سے بنائی جاتی ہے اس کو آگ مس نہیں کرتی۔ بعض نے کہا کچی کھجوروں کو توڑا جاتا ہے۔ پھر اُن میں پانی ڈال کر چھوڑ دیا جاتا ہے حتیٰ کہ وہ جوش مارنے لگتی ہے بعض نے کہا یہ کچی پکی کھجوروں سے شراب بنائی جاتی ہے۔ بخاری کا لفظ آخری قول کے موافق ہے۔ الزَّھْوُ جس کھجور میں سُرخی یا زردی ظاہر ہو اسے زہو کہتے ہیں۔ یہاں علماء میں اختلافِ رائے پایا جاتا اکثر علماء نے کہا انگور کے کچے پانی کو جب وہ سخت ہو جائے حقیقۃً شراب کہا جاتا ہے اور باقی تمام نبیذوں کو مجازًا شراب کہتے ہیں۔ بعض نے کہا تمام پر حقیقۃً شراب کا اطلاق ہے (کرمانی) ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے پر شراب کو حرام کیا ہوا تھا اُنھوں نے اسلام سے پہلے جاہلیت کے زمانہ میں شراب نہیں پی اور نہ ہی اسلام کے بعد شراب پی ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ!

۶۱۲۶ـــ ترجمہ : مُعتمر نے اپنے والد سے روایت کی کہ اُنھوں نے کہا میں نے انس سے

يَقُوْلُ كَانَتْ خَمْرَهُمْ يَوْمَئِذٍ

٦١٢٧ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِيْ بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يُوْسُفُ اَبُوْمَعْشَرٍ الْبَرَّاءُ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ ابْنَ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ بَكْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ اَنَسَ بْنَ مٰلِكٍ حَدَّثَهُمْ اَنَّ الْخَمْرَ حُرِّمَتْ وَالْخَمْرُ يَوْمَئِذٍ الْبُسْرُ وَالتَّمْرُ

بَابُ الْخَمْرِ مِنَ الْعَسَلِ وَهُوَ الْبِتْعُ

وَقَالَ مَعْنٌ سَاَلْتُ مٰلِكَ بْنَ اَنَسٍ عَنِ الْفُقَّاعِ فَقَالَ اِذَا لَمْ يُسْكِرْ فَلَا بَاْسَ وَقَالَ ابْنُ الدَّرَاوَرْدِيِّ سَاَلْنَا عَنْهُ فَقَالُوْا لَا يُسْكِرُ لَا بَاْسَ بِهٖ

٦١٢٧ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مٰلِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْبِتْعِ فَقَالَ كُلُّ شَرَابٍ اَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ

یہ سُنا کہ میں ایک قبیلہ کے پاس کھڑا اپنے چچوں کو فضیخ شراب پلا رہا تھا جبکہ میں اُن سب سے کمسن تھا اچانک کہا گیا شراب حرام کر دی گئی ہے۔ اُنھوں نے مجھے کہا اس کو بہا دو ہم نے اس کو بہا دیا میں نے انس سے کہا ان کی یہ شراب کس چیز کی تھی اُس نے کہا پکی اور کچی کھجوروں سے بنی ہُوئی تھی۔ ابوبکر بن انس نے کہا کیا ان کی شراب فضیخ تھی؟ انس نے اس کا انکار نہ کیا۔ میرے بعض ساتھیوں نے مجھے خبر دی کہ اُنھوں نے انس کو یہ کہتے ہُوئے سُنا کہ اس روز فضیخ اُن کی شراب تھی۔

٦١٢٧ ترجمہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ شراب حرام کی گئی؛ حالانکہ اس روز شراب کچی اور پکی کھجوروں سے بنائی جاتی تھی۔

٦١٢٨ـــ حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبُوْسَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْبِتْعِ وَهُوَ نَبِیْذُ الْعَسَلِ وَكَانَ اَهْلُ الْیَمَنِ یَشْرَبُوْنَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ شَرَابٍ اَسْكَرَ

باب شہد کی شراب اس کا نام بِتع ہے

بِتع بکسر الباء وسکونِ التاء ہے۔ یہ مکھی کے شہد سے بنائی جاتی ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا بِتع یمنی شراب ہے یمنی لوگ بتع کی تا مفتوح پڑھتے ہیں۔ ابن مُحَیْریز نے کہا میں نے ابوموسیٰ کو بصرہ کے منبر پر خطبہ دیتے ہوئے سُنا کہ مدینہ منورہ والوں کی شراب کچی اور پکی کھجوروں کی ہے۔ فارسیوں کی شراب انگوری ہے اہلِ یمن کی بتع ہے اور حبشیوں کی شراب چاول کی ہے۔

قولہ وَقَالَ مَعْنٌ ،، معن نے کہا میں نے مالک بن انس سے فُقّاع کے متعلق پُوچھا تو اُنھوں نے کہا جب مُسکِر نہ ہو تو حرج نہیں۔ ابن دراوردی نے کہا ہم نے اس کے متعلق علماء سے پوچھا تو اُنھوں نے کہا جو نشہ نہ دے اس میں کچھ حرج نہیں۔

شرح : فُقّاع بضم الفاء وتشدید القاف ہے خشک انگور کو توڑ کر بنائی جاتی ہے۔ اگر یہ نشہ دے تو حرام ہے ورنہ اس میں کچھ حرج نہیں۔ فُقّاع نشہ نہیں دیتی، البتہ جس برتن میں یہ بنائی جاتی ہے اس میں ایک رات گرمی میں یا دو راتیں سردی میں رہے اور بہت سخت ہو جائے تو جب بھی نشہ نہیں دیتی۔ البتہ جب سختی کی وجہ سے نشہ دے تو کم ہو یا زیادہ اس کا پینا حرام ہے۔

٦١٢٧ـــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بِتع کے متعلق پوچھا گیا تو حضور نے فرمایا جو شراب نشہ دے وہ حرام ہے

٦١٢٧ـــ شرح : ممکن ہے کہ حدیث میں مذکور سائل حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ ہوں کیونکہ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یمن کا حاکم مقرر کرکے بھیجا تھا۔ اُنھوں نے حضور سے پوچھا کہ یمن والے شہد کی شراب بناتے ہیں اس کا حکم کیا ہے۔ حضور نے فرمایا ہر وہ شراب جو نشہ دے حرام ہے (حدیث ۲۴۱ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

فَهُوَ حَرَامٌ وَعَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِي اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَنْتَبِذُوْا فِي الدُّبَّاءِ وَلَا فِي الْمُزَفَّتِ وَ كَانَ اَبُوْهُرَيْرَةَ يُلْحِقُ مَعَهَا الْحَنْتَمَ وَالنَّقِيْرَ

بَابُ مَا جَاءَ فِي اَنَّ الْخَمْرَ مَا خَامَرَ الْعَقْلَ مِنَ الشَّرَابِ

۶۱۲۹ — حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اَبِي رَجَاءٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ اَبِي حَيَّانَ التَّيْمِيِّ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ خَطَبَ عُمَرُ عَلٰى مِنْبَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّهٗ قَدْ نَزَلَ تَحْرِيْمُ الْخَمْرِ وَهِيَ

۶۱۲۸ — ترجمہ : ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شہد کی شراب کے متعلق پوچھا گیا۔ بتع شہد کا نبیذ ہے یمن والے لوگ اس کو پیتے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر شراب جو نشہ دے وہ حرام ہے۔ زُہری نے کہا مجھے انس بن مالک نے خبر دی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کدّو اور تارکول کے برتنوں میں نبیذ نہ بناؤ۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ان دونوں برتنوں کے ساتھ حنتم اور نقیر کو بھی ذکر کرتے تھے۔

۶۱۲۸ — شرح : قولہ کل شراب اسکر فہو حرام ،، یہ جملہ جوامع الکلم سے ہے ، کیونکہ حضور سے شہد کی شراب کے متعلق پوچھا گیا تھا تو آپ نے ہر مشروب مسکر سے جواب دیا (حدیث ۲۴۱ ج : ا کی شرح دیکھیں)

باب خمر وہ شراب ہے جو عقل کو ڈھانپ لے، میں جو روایات وارد ہیں

مِنْ خَمْسَةِ اَشْيَاءَ الْعِنَبِ وَالتَّمْرِ وَالْحِنْطَةِ وَالشَّعِيْرِ وَالْعَسَلِ وَالْخَمْرُ مَا خَامَرَ الْعَقْلَ وَثَلٰثٌ وَدِدْتُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يُفَارِقْنَا حَتّٰى يَعْهَدَ اِلَيْنَا عَهْدًا اَلْجَدُّ وَالْكَلَالَةُ وَاَبْوَابٌ مِنْ اَبْوَابِ الرِّبَا قَالَ قُلْتُ يَا اَبَا عَمْرٍو فَشَيْءٌ يُصْنَعُ بِالسِّنْدِ مِنَ الرُّزِّ قَالَ ذَاكَ لَمْ يَكُنْ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ قَالَ عَلٰى عَهْدِ عُمَرَ وَقَالَ حَجَّاجٌ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ اَبِيْ حَيَّانَ مَكَانَ الْعِنَبِ الزَّبِيْبُ

۶۱۳۰ — حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي السَّفَرِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ قَالَ الْخَمْرُ تُصْنَعُ مِنْ خَمْسَةٍ مِنَ الزَّبِيْبِ وَالتَّمْرِ وَالْحِنْطَةِ وَالشَّعِيْرِ وَالْعَسَلِ

۶۱۲۹ — ترجمہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر شریف پر خطبہ دیا اور فرمایا شراب کی تحریم نازل ہوئی اور وہ پانچ اشیاء انگور، کھجور، گندم، جَو اور شہد سے ہے۔ خمر وہ ہے جو عقل کو ڈھانپ لے۔ تین اشیاء میری خواہش تھی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے جُدا نہ ہوتے حتیٰ کہ وہ ہم سے شافی بیان فرماتے۔ دادا کا ترکہ، کلالہ کا مسئلہ اور سود کے مسائل ابوحیان نے کہا میں نے کہا اے ابا عمرو ایک شراب سندھ میں چاولوں سے بنائی جاتی ہے (اس کا حکم کیا ہے) اُنہوں نے کہا وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نہ تھی یا کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد میں نہ تھی۔ حجاج نے حماد سے اُنھوں نے ابو حیان سے انگور کی جگہ منقٰی کہا ہے۔

۶۱۳۰ — ترجمہ: عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا شراب پانچ چیزوں سے بنائی جاتی ہے وہ منقٰی، کھجور، گندم، جَو اور شہد ہیں۔

۶۱۲۹ - ۶۱۳۰ — شرح: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے کلام سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس آیت کریمہ میں خمر سے مراد وہ ہے جو ان

بَابُ مَاجَاءَ فِيمَنْ يَسْتَحِلُّ الْخَمْرَ وَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ وَقَالَ هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ

٦١٣١ — حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ ابْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَطِيَّةُ بْنُ قَيْسِ الْكِلَابِيُّ حَدَّثَنِي عَبْدُالرَّحْمٰنِ

پانچ اشیاء سے بنائی جاتی ہے صرف انگوری شراب مراد نہیں ہلیکن ان پر خمر کا اطلاق حقیقی نہیں بلکہ بطور تشبیہ ہے ، چنانچہ حدیث ع ٦١٢٢ کی شرح میں اس کی تفصیل گزری ہے۔

خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مذکور پانچ اقسام ذکر کی ہیں، کیونکہ اُن کے زمانہ میں انہی کے نام مشہور تھے۔ عام طور پر مدینہ منورہ میں نہ پائی جاتی تھیں، کیونکہ گندم اور شہد وغیرہ تو بالکل نایاب تھتے اس لئے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ میں معروف اشیاء کو ذکر کیا اور چاول وغیرہ سے جو بنایا جاتا ہے۔ اگر وہ عقل کو ڈھانپ لیتا ہے اور ان کی طرح نشہ دیتا ہے تو اُس کو بھی اسی اعتبار سے خمر کہا جاتا ہے۔ تین اشیاء میں سے ایک دادا کی وراثت کا مسئلہ ہے کہ وہ بھائی کے لئے حاجب ہے یا اس کے ہوتے ہوئے خود محجوب ہو جاتا ہے یا اس کے ساتھ مقاسمہ کرتا ہے۔ اس میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بہت اختلاف پایا جاتا ہے۔ دُوسرا کلالہ کا مسئلہ ہے۔ جس کی اولاد اور والد نہیں ہوتے ہیں۔

تیسرا مسئلہ سود کے مسائل ہیں۔ چاول کی شراب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں معروف نہ تھی اور نہ ہی مدینہ منورہ میں پائی جاتی تھی۔

قولہ وَقَالَ حجاج ،، حجاج امام بخاری کے استاذ ہیں۔ وہ حماد بن سلمہ کے ذریعہ ابی حیان سے ذکر کرتے ہیں۔ یعنی حجاج بن منہال نے مذکور حدیث میں عِنَب کی جگہ زبیب کو ذکر کیا ہے اور اُنہوں نے یہ حدیث ابوحیان سے اسی اسناد اور متن کے ساتھ عنب کا بدل زبیب ذکر کیا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ حجاج سے بطورِ مذاکرہ ذکر کیا ہے جبکہ ابن عبدالبر نے مسند میں موصول ذکر کیا ہے (عینی)

صاحب ہدایہ نے ذکر کیا ہمارے نزدیک شراب (خمر) وہ ہے جو انگور کا نچوڑ سخت ہو جائے اہل لغت کا اس پر اتفاق ہے کہ خمر انگور کے عصیر کے ساتھ مختص ہے نیز خمر کی تحریم قطعی ہے اور انگوری شراب کے سوا دوسروں کی تحریم ظنی ہے اور خمر کو اس لئے خمر نہیں کہا جاتا ہے کہ وہ عقل کو ڈھانپ لیتی ہے بلکہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ مسکر ہو جاتی ہے اور یہ انگوری شراب کے ساتھ خاص ہے جیسے نجم ظہور سے مشتق ہے پھر وہ ثریا کے ساتھ مختص ہو گیا ہے۔ اہلِ لغت کو اس میں اتفاق ہے کہ شراب انگور کی ہے اور جو دُوسری اشیاء سے

ابْنِ غَنْمٍ الْاَشْعَرِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ عَامِرٍ اَوْ اَبُوْ مَالِكٍ الْاَشْعَرِيُّ وَاللّٰهِ مَا كَذَبَنِيْ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَيَكُوْنَنَّ مِنْ اُمَّتِيْ اَقْوَامٌ يَسْتَحِلُّوْنَ الْحِرَ وَالْحَرِيْرَ وَالْخَمْرَ وَالْمَعَازِفَ وَلَيَنْزِلَنَّ اَقْوَامٌ اِلٰى جَنْبِ عَلَمٍ يَرُوْحُ عَلَيْهِمْ بِسَارِحَةٍ لَهُمْ يَاْتِيْهِمْ يَعْنِي الْفَقِيْرُ لِحَاجَةٍ فَيَقُوْلُوْنَ ارْجِعْ اِلَيْنَا غَدًا فَيُبَيِّتُهُمُ اللّٰهُ وَيَضَعُ الْعَلَمَ وَيَمْسَخُ اٰخَرِيْنَ قِرَدَةً وَّخَنَازِيْرَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ

بنالی جاتی ہے اس کو مجازاً خمر کہتے ہیں۔ مکمل تفصیل حدیث ۴۳۰۶ ج ۶ کی شرح دیکھیں) نیز حدیث :

باب جو شراب کو حلال جانے اور اس کا کوئی اور نام رکھے ،، میں روایات ،،

۶۱۳۱ ـــ ترجمہ : عبدالرحمٰن بن غنم اشعری نے بیان کیا کہ مجھے ابوعامر یا ابومالک اشعری نے کہا بخدا! اُس نے مجھ سے جھوٹ نہیں بولا کہ انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا میری اُمّت سے ایسے لوگ ہوں گے جو زنا، ریشم اور شراب اور لہو کے آلات حلال سمجھیں گے اور لوگ پہاڑ کے دامن میں اُتریں گے رات کو اُن کے جانور آئیں گے تو اُن کے پاس حاجت مند فقیر آئے گا وہ اُسے کہیں گے اب واپس چلا جا کل ہمارے پاس آؤ تو رات ہی کو اللہ تعالیٰ انہیں ہلاک کر دے گا اور اُن پر پہاڑ رکھ دے گا اور دوسرں کو بندر اور خنزیر یہ مسخ کر دے گا۔ قیامت تک اسی طرح رہیں گے ،،

۶۱۳۱ ـــ شرح : بعض علماء نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے کیونکہ امام بخاری نے شک کی وجہ سے اُس کو مُسند نہیں کیا اور کہا ابوعامر یا ابومالک نے کہا۔ لیکن یہ صحیح نہیں کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سب عادل ہیں۔ لہٰذا صحابی میں تردید مضر نہیں اور رہ واللہ ماکذبنی ،، صحابی کے صدق میں مبالغہ ہے کیونکہ صحابہ کی عدالت معروف ہے۔ یہ بات مخفی نہیں کہ معصیت کو حلال جاننا کفر ہے لہٰذا اس جماعت کو اُمتی کہنا پہلے زمانہ کے اعتبار سے ہے۔ اگر وہ تاویل کے ساتھ حرام جانیں گے تو اُمت سے

(حدیث ۴۳۰۶ ج ۶ کی شرح دیکھیں)

بَابُ الْاِنْتِبَاذِ فِی الْاَوْعِیَةِ وَالتَّوْرِ

۶۱۳۲ــــ حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا یَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ سَهْلًا یَقُوْلُ اَتٰی اَبُوْ اُسَیْدِ نِ السَّاعِدِیُّ فَدَعَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ عُرْسِهٖ فَكَانَتِ امْرَاَتُهٗ خَادِمَهُمْ وَهِیَ الْعَرُوْسُ قَالَتْ اَتَدْرُوْنَ مَا سَقَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْقَعْتُ لَهٗ تَمَرَاتٍ مِنَ اللَّیْلِ فِیْ تَوْرٍ

خارج نہ ہوں گے۔ قولہ یَسْتَحِلُّوْنَ الْحِرَ بکسر الحاء وتخفیف الرّاء بمعنی فرج (شرمگاہ) ہے یعنی لوگ زنا حلال سمجھیں گے۔ قولہ وَالْمَعَازِفَ ،، مَعْزِفَہ کی جمع بمعنی آلاتِ لہو ولعب ہے۔ احادیث میں وارد ہے کہ اس امت میں خسف ومسخ ہوگا۔ حدیث شریف میں ہے کہ لوگوں کے سینوں سے قرآن نکل جائے گا اور خشوع و خضوع اور امانت اُن میں نہ رہے گی۔ اس سے بڑھ کر مسخ کیا ہوگا؟ خطابی نے کہا دُوسری اُمتوں کی طرح اس اُمت میں بھی خسف ومسخ ہوگا۔ بعض نے کہا لوگوں کے دل مسخ ہوجائیں گے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے سعید بن منصور کی کتاب میں اُن کے اسناد کے ذریعہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع ذکر کیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آخر زمانہ میں میری اُمت سے لوگ بندر اور خنزیر ہوجائیں گے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسُول اللہ وہ توحید ورسالت کی گواہی دیتے ہوں گے؟ فرمایا ہاں وہ نمازیں پڑھیں گے، روزے رکھیں گے، حج کریں گے لوگوں نے عرض کیا یا رسُولَ اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! پھر وہ ایسے کیوں ہوجائیں گے۔ حضور نے فرمایا وہ الاتِ لہو اپنائیں گے۔ گانے کی آوازیں پسند کریں گے اور دُفیں بجائیں گے اور شراب پئیں گے وہ لہو ولعب اور شراب نوشی میں رات گزاریں گے اور صبح کو بندر اور خنزیر ہوجائیں گے۔

امام ترمذی کے نوادر میں ابوامامہ سے روایت ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اُمت میں خوف وہراس طاری ہوگا تو لوگ اپنے علماء کے پاس جائیں گے۔ اچانک وہ بندر اور سُور ہوں گے۔ واللہ اعلم!

باب برتنوں اور پتھر کے برتن میں نبیذ بنانا

۶۱۳۲ــــ ترجمہ: ابوحازم نے کہا میں نے سہل کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ ابواُسید ساعدی

بَابُ تَرْخِيصِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْأَوْعِيَةِ وَالظُّرُوفِ بَعْدَ النَّهْيِ

٦١٣٣ — حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسٰى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الظُّرُوفِ فَقَالَتِ الْأَنْصَارُ إِنَّهُ لَا بُدَّ لَنَا مِنْهَا قَالَ فَلَا إِذًا وَقَالَ خَلِيفَةُ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرٍ بِهٰذَا —

آئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی شادی میں دعوت دی اس کی بیوی حضرات صحابہ کرام جو مدعو تھے کی خادم تھی، حالانکہ وہ دلہن تھی۔ کہا گیا تم جانتے ہو کہ اس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا پلایا تھا اس نے رات کو پتھر کے برتن میں کھجوریں بھگو رکھی تھیں۔

٦١٣٢ — شرح : کھجوروں کو پانی میں بھگونے کو نقیع کہتے ہیں۔ مہلب نے کہا اگر نقیع سخت نہ ہو تو حلال ہے۔ جب سخت ہو جائے اور جوش مارے تو حرام ہے۔

امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے یہ بھی شرط کی ہے کہ اس کی جھاگ ظاہر ہو، لیکن امام ابو یوسف اور امام محمد رضی اللہ عنہما نے کہا محض سخت ہونے اور جوش مارنے سے حرام ہو جائے گا

باب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا برتنوں میں نبیذ سے منع کرنے کے بعد رخصت دینا

٦١٣٣ — ترجمہ : جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مخصوص برتنوں کے استعمال سے منع فرمایا انصار نے کہا ہمارے لئے ان سے خلاصی نہیں تو فرمایا اس وقت

۶۱۳۴ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ بِھٰذَا وَقَالَ لَمَّا نَھَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الْاَوْعِیَۃِ

۶۱۳۵ — حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ عَنْ سُلَیْمَانَ بْنِ اَبِیْ مُسْلِمٍ الْاَحْوَلِ عَنْ مُجَاھِدٍ عَنْ اَبِیْ عِیَاضٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ لَمَّا نَھَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الْاَسْقِیَۃِ قِیْلَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ کُلُّ النَّاسِ یَجِدُ سِقَاءً فَرَخَّصَ لَھُمْ فِی الْجَرِّ غَیْرِ الْمُزَفَّتِ

جبکہ نہیں ان کے بغیر چارہ نہیں ان کے استعمال کی ممانعت نہیں۔ یحییٰ بن سعید نے سفیان، منصور، سالم بن ابی الجعد کے ذریعہ حضرت جابر سے یہ حدیث بیان کی"

۶۱۳۳ — شرح : یعنی ان برتنوں کی احتیاجی نہ ہونے کے باعث ان سے منع کیا گیا تھا جب یہ ظاہر ہُوا کہ ان کے بغیر کوئی چارہ نہیں اور انہیں ان کے استعمال کی شدید حاجت ہے تو استعمال کرنے کی اجازت دے دی یا فی الحال وحی کے نزول کے سبب نہی منسوخ ہوگئی تھی یا اس مسئلہ میں سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے پر حکم موقوف تھا۔ نیز یہ نہی تحریمی نہ تھی اور جو حکم معنی کے اعتبار سے ممنوع ہو وہ معنی زائل ہونے کے باعث نہی بھی زائل ہو جاتی ہے جیسے راستہ میں بیٹھنے سے لوگوں کو اس لئے منع کیا تھا کہ مسلمانوں کے حقوق ادا نہ کرتے تھے۔ اور جب وہ یہ حکم بجا لائے تو ممانعت بھی ختم کر دی۔ راستہ کا حکم یہ تھا کہ راہ گزر کے سلام کا جواب دیں اور نظریں نیچی رکھیں جب انھوں نے یہ بجا لانے کا اعتراف کر لیا تو راستہ میں بیٹھنے کی اجازت دے دی۔

۶۱۳۴ — ترجمہ : عبداللہ بن محمد نے کہا ہم سے سفیان نے یہ حدیث بیان کی جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکور مخصوص برتنوں سے منع فرمایا۔

۶۱۳۵ — ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشکیزوں کے سوا دوسرے مخصوص برتنوں میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم

٦١٣٦ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ عَلِيٍّ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ

٦١٣٧ — حَدَّثَنَا عُثْمَانُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا حَدَّثَنِي عُثْمَانُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ قُلْتُ لِلْأَسْوَدِ هَلْ سَأَلْتَ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ عَمَّا يُكْرَهُ أَنْ يُنْتَبَذَ فِيهِ فَقَالَ نَعَمْ قُلْتُ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ عَنْ مَا نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُنْتَبَذَ فِيهِ قَالَتْ نَهَانَا أَهْلَ الْبَيْتِ أَنْ نَنْتَبِذَ فِي الدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ قُلْتُ أَمَا ذَكَرَتِ الْجَرَّ وَالْحَنْتَمَ قَالَ إِنَّمَا أُحَدِّثُكَ مَا سَمِعْتُ أَفَأُحَدِّثُكَ مَا لَمْ أَسْمَعْ

سے عرض کیا گیا کہ ہر شخص مشکیزہ نہیں پاتا تو حضور نے تار کول کے برتن کے علاوہ مٹکے میں نبیذ بنانے کی رخصت دی۔

٦١٣٥ — شرح : کرمانی نے اس کلام کے سیاق کا مقتضیٰ یہ ہے کہ کلام میں لفظ "اِلَّا"، پڑھا جائے یعنی نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْأَوْعِيَةِ إِلَّا عَنِ الْأَسْقِيَةِ، کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظروف میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا مگر مشکیزوں سے منع نہیں فرمایا۔

٦١٣٦ — ترجمہ : حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کدو اور تارکول کے برتنوں میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا۔ عثمان بن ابی شیبہ نے جریر بن عبد الحمید کے ذریعہ سلیمان الاعمش سے یہ حدیث بیان کی۔

(پہلی حدیث میں صرف مٹکے کا ذکر تھا اس حدیث میں تارکول کے برتن کو بھی ذکر کر دیا)

٦١٣٧ — ترجمہ : ابراہیم نخعی نے کہا میں نے اسود سے کہا کیا تم نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے اُن برتنوں کے متعلق پوچھا ہے جن میں نبیذ بنانا مکروہ ہے۔ اسود نے کہا ہاں (پوچھا ہے میں نے کہا) یا ام المؤمنین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کن برتنوں میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا ہے؟

۶۱۳۸ـــ حَدَّثَنَا مُوسٰی بن اسمٰعیل قَالَ حَدَّثَنَا عبد الواحد قَالَ حَدَّثَنَا عبد الواحد قَالَ حَدَّثَنَا الشَّیْبَانِی قَالَ سمعت عبد اللہ ابن ابی اوفیٰ قَالَ نَہی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عن الجَرِّ الاَخْضَر قلت ایشرب فی الابیض قَالَ لا

بَابُ نقیع التمر ما لم یُسکر

ام المؤمنین نے فرمایا ہم اہلبیت کو کدو اور نارکول کے برتنوں میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا میں نے کہا کیا آپ نے جرّ اور حَنتم کو ذکر نہیں کیا۔ انھوں نے کہا میں تم سے وہی بیان کرتا ہوں جو میں نے سنا ہے کیا میں وہ بیان کروں جو میں نے نہیں سنا؟

۶۱۳۷ـــ شرح: قولہ اَھلَ البَیْتِ ،، اختصاص کے طور پر منصوب ہے یا "نَھَانا" میں ضمیر منصوب سے بدل ہے۔ قولہ قلتُ اما ذکرت، میں قائل ابراہیم نخعی ہیں اسود سے خطاب کرتے ہیں۔ حَنْتَم ،، سبز مٹکے ہیں جن میں مدینہ منورہ میں شراب لائی جاتی تھی۔ اس کا واحد حَنْتَمَۃ ہے۔ ان میں نبیذ بنانے سے اس لئے منع فرمایا کہ ان میں شراب کے اثر کے باعث نبیذ جلد سخت ہوجاتا ہے اور نشہ دینے لگتا ہے۔

۶۱۳۸ـــ ترجمہ: عبد اللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ علیہ وسلم نے سبز مٹکوں میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا میں نے کہا کیا سفید مٹکوں میں نبیذ پی لیا کریں

۶۱۳۸ـــ شرح: یعنی جو حکم سبز مٹکے کا ہے۔ وہی سفید مٹکے کا ہے۔ سبز مٹکے کو صرف اس لئے ذکر کیا ہے کہ ان کی عادت تھی کہ وہ غالبًا سبز مٹکوں میں نبیذ بنایا کرتے تھے۔ لہٰذا "اخضر" کی قید احترازی نہیں یہ واقع کا بیان ہے۔ بذاتِ خود برتنوں کو تحلیل و تحریم میں دخل نہیں امام شافعی رضی اللہ عنہ نے سفیان، ابو اسحاق کے ذریعے ابن ابی اوفیٰ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سبز، سفید اور سرخ مٹکوں میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا۔ خلاصہ یہ کہ نہی کا تعلق اسکار (نشہ دینا) سے ہے۔ سبز یا سفیدی وغیرہ سے نہیں۔

باب کھجور کا شیرہ جب تک نشہ نہ دے

۶۱۳۹ـــ ترجمہ: ابو حازم نے کہا میں نے سہل بن ساعدی سے سنا کہ ابو اُسید ساعدی

٦١٣٩ ـــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقَارِيُّ عَنْ أَبِي حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ أَنَّ أَبَا أُسَيْدٍ السَّاعِدِيَّ دَعَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُرْسِهِ فَكَانَتِ امْرَأَتُهُ خَادِمَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَهِيَ الْعَرُوسُ فَقَالَتْ مَا تَدْرُونَ مَا أَنْقَعْتُ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْقَعْتُ لَهُ تَمَرَاتٍ مِّنَ اللَّيْلِ فِي تَوْرٍ

بَابُ الْبَاذَقِ وَمَنْ نَهٰى عَنْ كُلِّ مُسْكِرٍ مِنَ الْأَشْرِبَةِ

وَرَأَى عُمَرُ وَأَبُو عُبَيْدَةَ وَمُعَاذٌ شُرْبَ الطِّلَاءِ عَلَى الثُّلُثِ وَشَرِبَ الْبَرَاءُ وَأَبُو جُحَيْفَةَ عَلَى النِّصْفِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اشْرَبِ الْعَصِيرَ مَا دَامَ طَرِيًّا وَقَالَ عُمَرُ وَجَدْتُ مِنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ رِيحَ شَرَابٍ وَأَنَا سَائِلٌ عَنْهُ فَإِنْ كَانَ يُسْكِرُ جَلَدْتُهُ

نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی شادی میں دعوت دی اس دن ان کی بیوی ان کی خادم تھی، حالانکہ وہ دلہن تھی۔ اُس نے کہا تم نہیں جانتے ہو کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کیا نقیع کیا تھا میں نے رات کو کھجوریں پتھر کے برتن میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھگو رکھی تھیں۔

(حدیث : ع ٦١٣٢ ج : ٨ کی شرح دیکھیں)

باب بَاذِق اور جس نے ہر نشہ اور شراب سے منع کیا ،،

بَاذِق باذہ کا مُعرّب ہے یہ فارسی لفظ ہے اور وہ پختہ شراب ہے۔ بعض نے کہا باذوق وہ ہے جو پکانے سے دو تہائی جاتا رہے اور ایک تہائی باقی رہ جاتا ہے۔ اس کو مثلث بھی کہتے ہیں یہ شراب

٦١٤٠ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا سُفْيٰنُ عَنْ اَبِي الْجُوَيْرِيَةِ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ الْبَاذِقِ فَقَالَ سَبَقَ مُحَمَّدٌ الْبَاذِقَ فَمَا اَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ قَالَ الشَّرَابُ الْحَلَالُ الطَّيِّبُ قَالَ لَيْسَ بَعْدَ الْحَلَالِ الطَّيِّبِ اِلَّا الْحَرَامُ الْخَبِيْثُ

کی قسم ہے۔ احناف کے نزدیک یہ انگوروں کا نچوڑ ہے جب اس کو پکایا جائے اور دو تہائی سے کم جاتا رہے۔ اس کو طلاء بھی کہتے ہیں اس کو پینا حرام ہے۔ بعض نے کہا طلاء وہ ہے جس کی تہائی جاتا رہے اور دو تہائی باقی رہ جائے اگر نصف جاتا رہے تو اس کو مُنَصَّف کہتے ہیں۔ اگر تھوڑا سا پکایا جائے تو وہ باذق ہے۔ جب یہ جوش مارنے لگیں اور سخت ہو کر ان پر جھاگ آجائے تو ان کو پینا حرام ہے۔ اسی طرح تر کھجوروں کا نقیع بھی جب جوش مارنے لگے اور سخت ہو کر جھاگ مارے تو اس کو بھی پینا حرام ہے۔ یہی حال منقّٰی کا ہے جب جوش مارنے لگے اور سخت ہو کر جھاگ مارے تو اس کو بھی پینا حرام ہے، لیکن ان اشیاء کی حرمت شراب کی حرمت سے کم ہے۔ حتیٰ کہ ان کو حلال جاننے والا کافر نہیں اور جب تک یہ نشہ نہ دیں ان کو پینے سے حد واجب نہیں۔ یہ ملکے سے پلید ہیں (عینی)

قولہ رأی عمر الخ حضرت عمر فاروق، ابو عبیدہ بن جراح اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہم نے کہا جب عصیرِ عنب پکایا جائے اور وہ ایک تہائی باقی رہ جائے اور دو تہائی جاتا رہے تو وہ طلاء ہے اس کو پینا جائز ہے۔ حضرت براء بن عازب اور ابو جحیفہ وہب بن عبداللہ نے مُنَصَّف پیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا جب تک تازہ رہے پیئو۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے عبید اللہ بن عمر سے شراب کی بُو پائی ہے۔ میں اس سے پوچھوں گا اگر اُس نے نشہ دیا تھا تو میں اس کو کوڑے ماروں گا۔ (اس عبارت میں حذف ہے دراصل عبارت اس طرح ہے۔ پھر عمر فاروق نے اپنے بیٹے عُبَیْدُ اللہ سے پوچھا اور اس کو نشہ آور پایا تو اس کو کوڑے مارے) محض شراب کی بُو آنے سے حد کے جواز میں اہلِ علم کا اختلاف ہے صحیح تر یہ ہے کہ کسی کے منہ سے محض شراب کی بُو آنے سے حد واجب نہیں۔

جس کو نشہ آیا ہو اگر اس کا کلام خلط ملط ہے اور اس کی شرمگاہ بھی برہنہ ہو گئی ہو تو اس کو سکران کہتے ہیں۔ بعض نے کہا سکران وہ ہے جو زمین و آسمان میں امتیاز نہ کر سکے اور طول و عرض کو نہ جانے ایسے پر حد واجب ہے۔

٦١٤٠ــــ ترجمہ: ابو جویریہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے باذق کے متعلق پوچھا تو اُنھوں نے کہا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم باذق کا حکم

۶۱۴۱ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُحِبُّ الْحَلْوَاءَ وَالْعَسَلَ

بَابُ مَنْ رَاٰی اَنْ لَّا یَخْلِطَ الْبُسْرَ وَالتَّمْرَ اِذَا كَانَ مُسْكِرًا وَّاَنْ لَّا یَجْعَلَ اِدَامَیْنِ فِیْ اِدَامٍ

۶۱۴۲ — حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اِنِّیْ لَاَسْقِیْ اَبَا طَلْحَةَ وَاَبَا دُجَانَةَ وَسُهَیْلَ بْنَ الْبَیْضَاءِ خَلِیْطَ بُسْرٍ وَّتَمْرٍ اِذْ حُرِّمَتِ الْخَمْرُ فَقَذَفْتُهَا وَاَنَا سَاقِیْهِمْ وَاَصْغَرُهُمْ

کا حکم پہلے ہی فرما گئے ہیں کہ جو نشہ دے وہ حرام ہے۔ اُس نے کہا شراب جو حلال طیب ہے فرمایا حلال طیب کے بعد صرف حرام خبیثہ ہی ہے۔

۶۱۴۰ — شرح : باذق شہد کی شراب ہے۔ جب یہ نشہ دے تو اس کا نام تبدیل کرنا مفید نہیں ہے۔ جب ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سائل کو دیکھا کہ وہ اس نام کے باعث حرام شراب کو حلال جاننے کا ارادہ کرتا ہے تو یہ فرماتے ہوئے کہ جو نشہ دے حرام ہے۔ اس کو منع فرما دیا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اس کلام "کہ حلال طیب کے بعد محض حرام خبیث ہے" کا معنیٰ یہ ہے کہ حرام میں شبہات واقع ہوتے ہیں اور وہ خبیث ہیں۔

۶۱۴۱ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میٹھی شئی اور شہد کو بہت پسند فرماتے تھے۔

۶۱۴۱ — شرح : اس حدیث کی یہاں مناسبت اس طرح ہے کہ جو پکی ہوئی چیز میٹھی ہو۔ حضور اسے بسیار پسند فرماتے تھے اور انگوروں کا نچوڑ جب نشہ آور نہ ہو میٹھا حلال طیب ہے۔ آپ یہ کھاتے تھے اسی طرح کھجوروں کا عصیر شہد کی مثل ہے۔

وَاِنَّا نَعُدُّهَا يَوْمَئِذٍ الْخَمْرَ وَقَالَ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ سَمِعَ اَنَسًا ۶۱۴۳ـــ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِيْ عَطَاءٌ اَنَّهٗ سَمِعَ جَابِرًا يَقُوْلُ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الزَّبِيْبِ وَالتَّمْرِ وَالْبُسْرِ وَالرُّطَبِ

باب جس نے دیکھا کہ تر اور خشک کھجوروں کو ملا کر نبیذ نہ بنایا جائے جبکہ ان کو ملانا مُسکِر ہو "" اور دو سالن ایک جگہ نہ کرے ""

۶۱۴۲ـــ ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ نے کہا میں ابوطلحہ، ابو دجانہ اور سہل بن بیضاء کو نبیذ پلا رہا تھا جو تر اور خشک سے خلط کیا ہوا تھا۔ (جو نشہ آور تھا) اچانک شراب حرام ہو گئی تو میں نے اس کو زمین پر پھینک دیا۔ میں اُن کا ساقی تھا اور سب سے کمسن تھا۔ ہم اس روز سے خلیط کو شراب شمار کرتے تھے۔ عمرو بن حارث نے کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا کہ اُنھوں نے انس سے حدیث سُنی "

۶۱۴۲ـــ شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ حدیث مذکور حضرات اس روز تر اور خشک کھجور سے ملا ہوا نبیذ پی رہے تھے جو مُسکر تھا جب انہیں خمر کی تحریم کی خبر پہنچی تو اس کو زمین پر پھینک دیا اور اسے ترک کر دیا لہٰذا یہ وہ لوگ ہیں جن کی رائے میں بسر اور تمر کو ملا کر نبیذ بنانا جائز نہیں (حدیث ۶۱۲۵ کی شرح دیکھیں)

۶۱۴۳ـــ ترجمہ : ابن جریج سے روایت ہے کہ اُنھوں نے کہا مجھے عطاء نے خبر دی کہ اُنھوں نے جابر رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منقّٰہ، خشک، تر اور پکی ہوئی کھجوروں سے منع فرمایا۔

۶۱۴۳ـــ شرح : اس حدیث میں صراحۃً خلط مذکور نہیں۔ مسلم نے اس کو صراحۃً بیان کیا کہ رطب اور بسر کو اور منقہ اور خشک کھجور کو جمع نہ کرو اس میں

۶۱۴۴ ـــ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُجْمَعَ بَيْنَ التَّمْرِ وَالزَّهْوِ وَالزَّبِيبِ وَلْيُنْبَذْ كُلُّ وَاحِدٍ عَلَى حِدَةٍ ۔ بَابُ شُرْبِ اللَّبَنِ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى مِنْ بَيْنِ

حکمت یہ ہے کہ دو نوع ملانے سے ان میں بہت جلد نشہ آجاتا ہے اور وہ اس کو صرف نبیذ ہی خیال کرتے ہیں۔ کرمانی نے ذکر کیا حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے منقہ اور خشک کھجور کو اسی طرح تر اور پکی ہوئی کھجور کو ملاکر نبیذ بنانے سے منع فرمایا اس سے یہ مراد نہیں کہ ان چار میں سے ہر ایک سے منع فرمایا۔ اور نہ یہ مراد ہے کہ چاروں اور تینوں کو ملاکر نبیذ بنانے سے منع فرمایا اور نہ ہی یہ مراد ہے کہ پہلی دو اور دوسری دو کو ملانے میں تخصیص ہے کہ ان کو ملاکر نبیذ نہ بنایا جائے بلکہ مقصود یہ ہے کہ ان چاروں میں سے جن دو سے نبیذ بنایا جاتا ہے ان کو جمع نہ کیا جائے کیونکہ اس طرح سکر بہت جلد آتا ہے۔

۶۱۴۴ ـــ ترجمہ: ابو قتادہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچی اور پکی کھجور اور منقہ کو ملاکر نبیذ بنانے سے منع فرمایا اور چاہیئے کہ ان میں سے ہر ایک سے علیحدہ علیحدہ نبیذ بنایا جائے۔

۶۱۴۴ ـــ شرح: علامہ کرمانی نے کہا جمہور کا مذہب یہ ہے کہ جب تک نشہ پیدا نہ ہو یہ نہی تنزیہی ہے۔ بعض مالکی حرام کہتے ہیں۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا یہ مکروہ نہیں کیونکہ جو تنہا پکائی جائے تو حلال ہو جب اس کے ساتھ غیر کو ملاکر پکایا جائے تو بلاکراہت حلال ہے۔ البتہ یہ اسراف ہے لیکن اس قدر اسراف مباح ہے حرام نہیں۔ ابوداؤد نے اپنے اسناد کے ساتھ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے زبیب اور کھجور کو ملاکر نبیذ بنایا جاتا ہے کبھی کھجور کو پانی میں ڈال کر اس میں منقہ ڈالا جاتا تھا لہٰذا امام ابوحنیفہ کا مسلک حدیث کے مطابق ہے۔

باب دودھ پینا

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! سرگین اور خون کے درمیان میں دودھ ستھرا پینے والوں کے لئے بہت پسند

فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَائِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ

۶۱۴۵ ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ اُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِهٖ بِقَدَحِ لَبَنٍ وَّقَدَحِ خَمْرٍ

۶۱۴۶ ـ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ سَمِعَ سُفْيٰنُ حَدَّثَنَا سَالِمٌ اَبُو النَّضْرِ اَنَّهٗ سَمِعَ عُمَيْرًا مَوْلٰى اُمِّ الْفَضْلِ يُحَدِّثُ عَنْ اُمِّ الْفَضْلِ قَالَتْ شَكَّ النَّاسُ فِيْ صِيَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عَرَفَةَ فَاَرْسَلْتُ اِلَيْهِ بِاِنَاءٍ فِيْهِ لَبَنٌ فَشَرِبَ وَكَانَ سُفْيٰنُ رُبَّمَا

۶۱۴۵ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا معراج کی رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک پیالہ دودھ اور ایک پیالہ شراب کا پیش کیا گیا۔

۶۱۴۵ ـــ شرح : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جانور جب چارہ کھائے اور وہ اس کے معدہ میں قرار پکڑ لے تو اس کا نچلہ حصہ گوبر اور فضلہ وغیرہ بن جاتا ہے۔ درمیانہ دودھ اور اوپر والا حصہ خون بن جاتا ہے اور اس پر جگر مسلط ہوتا ہے وہ اس کی تقسیم کرتا ہے وہ خون کو نالیوں میں پہنچا دیتا ہے۔ دودھ کو پستانوں میں اور گوبر وغیرہ معدہ میں تنہا رہ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا خالصًا یعنی خون کی سُرخی اور گوبر کی غلاظت سے خالص ہوتا ہے اور لذیذ بن جاتا ہے۔ پینے والوں کے گلوں سے صاف گزرتا جاتا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ اور شراب کے دو پیالے پیش کر کے ان میں اختیار دیا گیا کہ جونسا چاہیں پی لیں؛ حالانکہ دودھ پاک حلال ہے اور شراب نجس حرام ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ شراب جنت سے لائی گئی تھی اور یہ شراب طہور تھی جبکہ جنت کی شراب حرام نہیں۔ بعض علماء نے کہا کہ یہ واقعہ مکہ مکرمہ کا ہے اس وقت شراب حرام نہ تھی۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اگر یہ شراب طہور تھی حرام نہ تھی تو جبرائیل علیہ السلام نے یہ تعبیر کیوں کی کہ اگر پی لیتے تو امت گمراہ ہو جاتی اس کا جواب یہ ہے کہ گو جنت کی شراب پاک ہے، حلال ہے لیکن دُنیا میں اس کی تاویل وہی ہے جو جبرائیل علیہ السلام نے ذکر کی تھی (عینی۔ اشعۃ اللمعات)

قَالَ شَكَّ النَّاسُ فِيْ صِيَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عَرَفَةَ فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ أُمُّ الْفَضْلِ فَإِذَا وُقِفَ عَلَيْهِ قَالَ هُوَ عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ

۶۱۴۷ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ وَأَبِيْ سُفْيَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ جَآءَ أَبُوْ حُمَيْدٍ بِقَدَحٍ مِّنْ لَبَنٍ مِّنَ النَّقِيْعِ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا خَمَّرْتَهٗ وَلَوْ أَنْ تَعْرِضَ عَلَيْهِ عُوْدًا

۶۱۴۶ ـ ترجمہ : ام فضل رضی اللہ عنہا نے کہا لوگوں نے عرفہ کے دن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روزہ رکھنے میں شک کیا تو ام فضل نے حضور کی طرف برتن بھیجا جس میں دودھ تھا تو آپ نے وہ پی لیا۔ سفیان نے بسا اوقات کہا کہ لوگوں نے عرفہ کے دن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روزہ میں شک کیا تو ام فضل نے آپ کو دودھ بھیجا۔ جب سفیان کو آگاہ کیا گیا تو انھوں نے کہا یہ ام فضل کی روایت ہے۔

۶۱۴۶ ـ شرح : یعنی سفیان اس حدیث کو کبھی مرسل ذکر کرتے ہیں اور اسناد میں ام فضل کو ذکر نہیں کرتے جب ان سے پوچھا گیا کہ یہ حدیث موصول ہے یا مرسل ہے۔ تو کہا یہ ام فضل سے روایت ہے اور یہ قوت میں موصول ہے۔

۶۱۴۷ ـ ترجمہ : جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا ابو حُمید نقیع سے دُودھ کا پیالہ لے کر آئے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا اس کو ڈھانپا کیوں نہیں۔ اگرچہ اس پر لکڑی عرض کی جانب رکھ لیتے۔

۶۱۴۷ ـ شرح : ڈھانپنے کا فائدہ یہ ہے کہ شیطان سے محفوظ رہتا ہے وہ لکڑی کو دُور نہیں کر سکتا اور دودھ میں کسی قسم کا دخل نہیں کرتا۔ نیز اس طرح اس وباء سے بھی محفوظ رہتا ہے جو آسمان سے نازل ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں گرد و غبار سے بھی محفوظ رہتا ہے اور زمین کے کیڑے مکوڑے بھی اس کی طرف راہ نہیں پاتے۔

نقیع وادی عقیق میں جگہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بکریوں کے لئے چراگاہ رکھی ہوئی تھی۔ وہ مدینہ منورہ سے بیس فرسخ دُور ہے۔ قولہ "الا خمرتہ"، الا بمعنی ھلا حرف تحضیض ہے اسی سے خوت

۶۱۴۸۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا صَالِحٍ یَذْكُرُ اُرَاهُ عَنْ جَابِرٍ قَالَ جَاءَ اَبُوْ حُمَيْدٍ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ مِنَ النَّقِيْعِ بِاِنَاءٍ مِنْ لَبَنٍ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا خَمَّرْتَهُ وَلَوْ اَنْ تَعْرِضَ عَلَيْهِ عُوْدًا وَحَدَّثَنِیْ اَبُوْ سُفْيٰنَ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا

۶۱۴۹۔ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا النَّضْرُ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَكَّةَ وَاَبُوْ بَكْرٍ مَعَهُ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ مَرَرْنَا بِرَاعٍ وَقَدْ عَطِشَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ فَحَلَبْتُ كُثْبَةً مِنْ لَبَنٍ فِیْ قَدَحٍ فَشَرِبَ حَتّٰى رَضِيْتُ وَاَتَانَا سُرَاقَةُ بْنُ جُعْشُمٍ عَلٰى فَرَسٍ فَدَعَا عَلَيْهِ فَطَلَبَ اِلَيْهِ سُرَاقَةُ اَنْ لَّا يَدْعُوَ عَلَيْهِ وَاَنْ يَرْجِعَ فَفَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کا خمار ہے، کیونکہ وہ اس سے سر کو چھپاتی ہے۔ یعنی کم از کم تو اس کے عرض پر لکڑی رکھ لینا۔ واللہ ورسولہ اعلم

۶۱۴۸۔ ترجمہ: اعمش نے کہا میں نے ابو صالح کو یہ ذکر کرتے ہوئے سنا میرا خیال ہے وہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے تھے کہ ابو حمید انصاری نقیع سے دودھ کا برتن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے تو حضور نے فرمایا تو نے اس کو ڈھانپا کیوں نہیں اگرچہ اس کے عرض پر لکڑی رکھ لاتا۔ ابو سفیان نے جابر کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت کی ہے (یہ مذکور حدیث کا دوسرا اسناد ہے)

۶۱۴۹۔ ترجمہ: ابو اسحاق نے کہا میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے تشریف لائے جبکہ ابو بکر صدیق نے کہا ہم ایک چرواہے کے پاس سے گزرے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیاس لگی تھی۔

۶۱۵۰ — حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نِعْمَ الصَّدَقَةُ اللِّقْحَةُ الصَّفِيُّ مِنْحَةً تَغْدُوْ بِاِنَاءٍ وَتَرُوْحُ بِاٰخَرَ ۶۱۵۱ — حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا میں ایک پیالہ میں تھوڑا سا دودھ لایا وہ حضور نے پیا تو میں خوش ہوگیا سراقہ بن مالک گھوڑے پر سوار ہمارے پاس آگیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پہ بددعا کا ارادہ کیا تو سراقہ نے حضور سے اس پر بددعا نہ کرنے کی عرض کی اور یہ کہ وہ واپس چلا جائے گا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا۔

۶۱۴۹ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر کے مال سے یہ دودھ کیسے پیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ چرواہا حربی غیر مامون تھا اس کا مال مباح تھا یا وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا دوست تھا۔ ان کے دودھ پینے کو اچھا جانتا تھا یا ایسے وقت دودھ پینے میں گو حرج نہیں سمجھتے ہیں یا مالک نے چرواہے کو اجازت دے رکھی تھی کہ اگر کوئی دودھ پینا چاہے تو انکار نہ کرے (حدیث ۳۲۸۴ ج : ۵ کی شرح دیکھیں)

۶۱۵۰ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہترین صدقہ دودھ دینے والی اونٹنی یا دودھ دینے والی بکری کا عطا کرنا ہے جو ایک برتن صبح بھرے اور ایک برتن شام کو بھرے۔

۶۱۵۱ — شرح : لِقْحَۃ دودھ دینے والی اونٹنی۔ صفی بروزن فعیل بمعنی مفعول بہت دودھ دینے والی۔ مِنْحَۃٌ بمعنی عطیہ جو کسی کو دے تاکہ وہ اس کا دودھ پئے پھر واپس کر دے۔ تَغْدُوْ، غدو سے بمعنی صبح تَرُوْحُ رواح سے بمعنی شام۔ اس سے مراد زیادہ دودھ ہے (حدیث ۲۴۵۳ ج : ۴ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : ابراہیم بن طہمان نے شعبہ اور قتادہ کے ذریعہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے سدرۃ المنتہیٰ کی طرف اٹھایا گیا تو میں نے اچانک چار نہریں دیکھیں دو ظاہر اور دو باطن دیکھیں جو نہریں ظاہر جاری تھیں وہ نیل اور

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرِبَ لَبَنًا فَمَضْمَضَ وَقَالَ اِنَّ لَهٗ دَسَمًا وَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ ابْنِ مٰلِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُفِعْتُ اِلَى السِّدْرَةِ فَاِذَا اَرْبَعَةُ اَنْهَارٍ نَهْرَانِ ظَاهِرَانِ وَنَهْرَانِ بَاطِنَانِ فَاَمَّا الظَّاهِرَانِ فَالنِّيْلُ وَالْفُرَاتُ وَاَمَّا الْبَاطِنَانِ فَنَهْرَانِ فِي الْجَنَّةِ وَاُتِيْتُ بِثَلٰثَةِ اَقْدَاحٍ قَدَحٌ فِيْهِ لَبَنٌ وَقَدَحٌ فِيْهِ عَسَلٌ وَقَدَحٌ فِيْهِ خَمْرٌ فَاَخَذْتُ الَّذِيْ فِيْهِ اللَّبَنُ فَشَرِبْتُ فَقِيْلَ لِيْ اَصَبْتَ الْفِطْرَةَ اَنْتَ وَاُمَّتُكَ وَ قَالَ هِشَامٌ وَسَعِيْدٌ وَهَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مٰلِكٍ عَنْ مٰلِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْاَنْهَارِ نَحْوَهٗ وَلَمْ يَذْكُرُوْا ثَلٰثَةَ اَقْدَاحٍ

فرات ہیں اور جو باطن تھیں وہ جنت میں تھیں۔ پھر مجھے تین پیالے پیش کئے گئے ایک میں دودھ دوسرے میں شہد اور تیسرے میں شراب تھی۔ میں نے وہ پیالہ لیا جس میں دودھ تھا اور اسے پی لیا مجھے کہا گیا کہ آپ نے اور آپ کی اُمّت نے فطرت اسلام کو پا لیا۔ ہشام، سعید، ہمام، قتادہ اور انس بن مالک نے مالک بن صعصعہ کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے چار نہریں اس کی طرح ذکر کیں اور تین پیالے ذکر نہیں کئے

شرح: اس حدیث میں تین پیالے مذکور ہیں جبکہ پہلی حدیث میں دو پیالے ذکر کئے ہیں لیکن ان میں منافات نہیں، کیونکہ ایک عدد دوسرے کے منافی نہیں ہوتا۔ علاوہ ازیں دو پیالے بیت المقدس میں سدرۃ المنتہیٰ کی طرف اُٹھائے جانے سے پہلے پیش کئے گئے تھے اور تین پیالے سدرہ المنتہیٰ پر پیش کئے گئے تھے۔ (حدیث ۶۱۱۹ ج ۸ کی شرح دیکھیں)

بَابُ اسْتِعْذَابِ الْمَاءِ

۶۱۵۲ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مٰلِكٍ عَنْ اِسْحٰقَ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ طَلْحَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مٰلِكٍ يَّقُوْلُ كَانَ اَبُوْ طَلْحَةَ اَكْثَرَ اَنْصَارِيٍّ بِالْمَدِيْنَةِ مَالًا مِّنْ نَّخْلٍ وَّكَانَ اَحَبُّ مَالِهٖ اِلَيْهِ بَيْرُحَاءُ وَكَانَتْ مُسْتَقْبِلَةَ الْمَسْجِدِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَّآءٍ فِيْهَا طَيِّبٍ قَالَ اَنَسٌ فَلَمَّا نَزَلَتْ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ قَامَ اَبُوْ طَلْحَةَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ وَاِنَّ اَحَبَّ مَالِیْ اِلَیَّ بَيْرُحَآءَ وَاِنَّهَا صَدَقَةٌ لِّلّٰهِ اَرْجُوْ بِرَّهَا وَذُخْرَهَا عِنْدَ اللّٰهِ فَضَعْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ حَيْثُ اَرَاكَ اللّٰهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَخٍ ذٰلِكَ مَالٌ رَّابِحٌ اَوْ رَايِحٌ شَكَّ عَبْدُ اللّٰهِ وَقَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ وَاِنِّیْ اَرٰی اَنْ تَجْعَلَهَا فِی الْاَقْرَبِيْنَ فَقَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ اَفْعَلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَسَمَهَا اَبُوْ طَلْحَةَ فِیْ اَقَارِبِهٖ وَفِیْ بَنِیْ عَمِّهٖ وَقَالَ اِسْمٰعِيْلُ وَيَحْيٰى رَايِحٌ

باب میٹھا پانی

۶۱۵۲ــــ ترجمہ : انس بن مالک نے کہا ابوطلحہ مدینہ منورہ میں کھجوروں کے اعتبار سے تمام انصار سے زیادہ مال دار تھے۔ اور اُن کا محبوب ترین مال بیرحاء تھا اور وہ مسجد شریف کے سامنے تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں تشریف لے جاتے

بَابُ شُرْبِ اللَّبَنِ بِالْمَاءِ

۶۱۵۳ — حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِي اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّهُ رَاَى رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرِبَ لَبَنًا وَاَتَى دَارَهُ فَحَلَبْتُ شَاةً فَشِبْتُ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْبِئْرِ فَتَنَاوَلَ الْقَدَحَ فَشَرِبَ وَعَنْ يَسَارِهِ اَبُوْبَكْرٍ وَّعَنْ يَمِيْنِهِ اَعْرَابِيٌّ فَاَعْطَى الْاَعْرَابِيَّ فَضْلَهُ ثُمَّ قَالَ الْاَيْمَنَ

اور اس میں میٹھا پانی پیتے تھے ۔ انس نے کہا جب یہ آیت کریمہ : لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ، نازل ہوئی (تم ہرگز بھلائی نہ پاؤ گے حتیٰ کہ اپنے محبوب مال سے خرچ کرو) تو ابوطلحہ کھڑے ہو گئے اور عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم ہرگز نیکی نہ پاؤ گے حتیٰ کہ اپنے محبوب مال سے خرچ کرو، اور میرا محبوب مال بَیْرُحَا ہے اور وہ اللہ کے لئے صدقہ ہے میں اس کی بھلائی اور اللہ کے پاس ذخیرہ کی اُمید کرتا ہوں یارسول اللہ ! جہاں آپ کو اللہ تعالیٰ ظاہر فرماتا ہے اس کو رکھیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت اچھا یہ مال نفع مند ہے یا آرام دینے والا ہے ۔ عبداللہ بن مسلمہ نے شک کیا ہے ، جو تم نے کہا میں نے سُنا ہے ۔ میری رائے یہ ہے کہ اس کو اپنے قریبی لوگوں میں خرچ کرو ۔ ابوطلحہ نے کہا یارسول اللہ ! صلی اللہ علیہ وسلم ! میں کرتا ہوں تو ابوطلحہ نے اس کو اپنے اقارب اور چچا کے بیٹوں میں تقسیم کر دیا ۔ اسماعیل اور یحییٰ بن یحییٰ نے مال رابح کہا ہے ۔

(حدیث ۱۳۷۸ ج : ۲ کی شرح دیکھیں)

باب دودھ پانی کے ساتھ ملا کر پینا

۶۱۵۳ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے دودھ پیا ہے ۔ حضور میرے گھر تشریف لائے تو میں نے بکری دوھی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کنوئیں سے اس میں پانی ملایا ۔ حضور نے

۶۱۵۴ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمٰنَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْحٰرِثِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰى رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ وَمَعَهٗ صَاحِبٌ فَقَالَ لَهٗ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ كَانَ عِنْدَكَ مَاءٌ بَاتَ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ فِيْ شَنَّةٍ وَإِلَّا كَرَعْنَا قَالَ وَالرَّجُلُ يُحَوِّلُ الْمَاءَ فِيْ حَائِطِهٖ قَالَ فَقَالَ الرَّجُلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عِنْدِيْ مَاءٌ بَائِتٌ فَانْطَلِقْ إِلَى الْعَرِيْشِ قَالَ فَانْطَلَقَ بِهِمَا فَسَكَبَ فِيْ قَدَحٍ ثُمَّ حَلَبَ عَلَيْهِ مِنْ دَاجِنٍ لَهٗ قَالَ فَشَرِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ شَرِبَ الرَّجُلُ الَّذِيْ جَاءَ مَعَهٗ

پیالہ پکڑا اور پیا جبکہ آپ کے بائیں ابوبکر صدیق تھے اور دائیں ایک اعرابی بیٹھا تھا۔ حضور نے اعرابی کو بچا ہُوا دُودھ دیا۔ پھر فرمایا حق اس شخص کا ہے جو دائیں ہو پھر وہ حق دار ہے جو اس کے دائیں ہو ،،

(حدیث ۲۴۰۱ جلد : ۴ کی شرح دیکھیں)

۶۱۵۴ــــ **ترجمہ** : جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری کے پاس تشریف لے گئے جبکہ آپ کے ساتھ ایک صحابی تھے (ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) حضور نے اسے فرمایا اگر تمہارے پاس مشکیزہ میں رات کا پانی ہے تو فبہا، ورنہ ہم اس کھال سے پی لیتے ہیں۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا وہ انصاری اپنے باغ میں پودوں کو پانی دے رہا تھا۔ جابر نے کہا اس آدمی نے کہا یا رَسُولَ اللّٰہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میرے پاس رات کا پانی ہے۔ آپ میری جھونپڑی کی طرف تشریف لائیں۔ راوی نے کہا حضور اپنے اور اس کے ساتھ جھونپڑی میں تشریف لے گئے۔ انصاری نے پیالہ میں پانی ڈالا پھر اپنی گھریلو بکری سے اس پر دودھ دوہا۔ جابر نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پیا پھر اس صاحب نے پیا جو حضور کے ساتھ تھا۔

۶۱۵۴ــــ **شرح** : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔ اس

بَابُ شَرَابِ الْحَلْوَاءِ وَالْعَسَلِ

وَقَالَ الزُّهْرِيُّ لَا يَحِلُّ شُرْبُ بَوْلِ النَّاسِ لِشِدَّةٍ تَنْزِلُ لِأَنَّهُ رِجْسٌ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ فِي السَّكَرِ إِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَجْعَلْ شِفَاءَكُمْ فِيْمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ

انصاری مرد کا نام ابوالہیثم بن تیہان تھا۔ مشکیزہ کو شن کہتے ہیں۔ قولہ اِلّا کرعنا، یعنی اگر تمہارے پاس پانی ہے تو پلاؤ، ورنہ ہم اس کھال سے منہ لگا کر پی لیتے ہیں۔ عریش باغ میں بیٹھنے کے لئے جھونپڑی بناتے ہیں۔ داجن گھریلو بکری ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سخت گرمی میں ٹھنڈا پانی طلب کرنا جائز ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ کوئی فاضل بزرگ اپنے مخلص کے پاس جہاں وہ رہتا ہو قصد کر کے جا سکتا ہے۔ نیز پینے کے لئے دودھ میں پانی ملانا جائز ہے بیچنے کے لئے پانی ملانا جائز نہیں۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ میزبان جب کھانا پیش کرے تو مہمان کے لئے یہ پوچھنا ضروری نہیں کہ یہ کھانا کیسا ہے، البتہ جب یہ معلوم ہو جائے کہ میزبان کا اکثر مال حرام ہے۔ تو وہ کھانا ہی جائز نہیں چہ جائیکہ اس کے متعلق دریافت کرے۔

باب میٹھی چیز اور شہد پینا

زہری نے کہا شدید ضرورت کے وقت بھی انسانوں کا پیشاب پینا جائز نہیں، کیونکہ یہ پلید ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ تمہارے لئے پاک چیزیں حلال ہیں۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے نشہ آور کے متعلق کہا اللہ تعالیٰ نے تمہاری شفاء تمہارے لئے حرام اشیاء میں نہیں کی۔

شرح: کھجوروں یا شہد میں پانی ڈالیں اور وہ میٹھا ہو جائے تو اسے حلواء کہتے ہیں عنوان میں عسل کا حلواء پر عطف خاص کا عام پر عطف ہے۔ زہری کا قول ذکر کرنے سے امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ حلواء اور شہد اور ہر میٹھی شئی طیبات سے ہیں اور حلال ہیں اور بول طیبات سے نہیں نجس ہے کسی حال میں وہ پینا جائز نہیں، لیکن یہ جمہور کے خلاف ہے اور اس کی علت بیان کرنا کہ یہ رجس (پلید) ہے بھی درست نہیں کیونکہ مردار، خون اور سور کا گوشت بھی پلید ہیں لیکن ضرورت کے وقت مباح ہیں۔ شافعیہ کے

۶۱۵۵ ـــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ قَالَ اَخْبَرَنِيْ هِشَامٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْجِبُهُ الْحَلْوَاءُ وَالْعَسَلُ

بَابُ الشُّرْبِ قَائِمًا

۶۱۵۶ ـــ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ مَيْسَرَةَ عَنِ النَّزَّالِ قَالَ اَتَى عَلِيٌّ عَلَى بَابِ الرَّحَبَةِ فَشَرِبَ قَائِمًا فَقَالَ اِنَّ نَاسًا يَكْرَهُ اَحَدُهُمْ اَنْ يَشْرَبَ وَهُوَ قَائِمٌ وَاِنِّيْ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَ كَمَا رَاَيْتُمُوْنِيْ فَعَلْتُ

نزدیک پیشاب وغیرہ پلید اشیاء سے شراب کے سوا دوا کرنا جائز ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجبور شخص اتنی مقدار شراب پی سکتا ہے کہ اس کی جان بچ جائے۔ امام مالک نے کہا یہ پیاس اور بھوک زیادہ کرتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ذکر کرنے سے اس آیت کریمہ: فِيْهِ شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ" کی طرف اشارہ ہے۔ اس کا مدلول یہ ہے کہ اس کی ضد میں اللہ تعالیٰ نے شفاء نہیں رکھی سکر کو خصوصًا اس لئے ذکر کیا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سکر کی تعیین کے متعلق پوچھا گیا تو انھوں نے کہا: اِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَجْعَلْ شِفَاءَكُمْ فِيْمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ اللہ تعالیٰ تم پر حرام اشیاء میں شفا نہیں رکھی ہے سکر یعنی شراب ہے۔

۶۱۵۵ ـــ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو میٹھی شئی اور شہد بہت پسند تھا۔

باب کھڑے ہو کر پینا"

۶۱۵۶ ـــ ترجمہ: نزال نے کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس باب الرحبہ میں پانی لایا گیا تو انھوں نے کھڑے ہو کر پیا اور فرمایا بعض لوگ کھڑے ہو کر پینا مکروہ سمجھتے ہیں، حالانکہ میں نے

٦١٥٧ حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَيْسَرَةَ سَمِعْتُ النَّزَّالَ بْنَ سَبْرَةَ يُحَدِّثُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّهُ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ قَعَدَ فِي حَوَائِجِ النَّاسِ فِي رَحَبَةِ الْكُوفَةِ حَتَّى حَضَرَتْ صَلَاةُ الْعَصْرِ ثُمَّ أُتِيَ بِمَاءٍ فَشَرِبَ وَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ وَذَكَرَ رَأْسَهُ وَرِجْلَيْهِ ثُمَّ قَامَ فَشَرِبَ فَضْلَهُ وَهُوَ قَائِمٌ ثُمَّ قَالَ إِنَّ نَاسًا يَكْرَهُونَ الشُّرْبَ قَائِمًا وَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَنَعَ مِثْلَ مَا صَنَعْتُ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے کیا جیسے تم نے مجھے کرتے دیکھا ہے

٦١٥٦ — شرح: کھڑے ہو کر پانی پینے کے جواز میں مذکور حدیث کے علاوہ بکثرت احادیث صحیحہ وارد ہیں، چنانچہ یہاں صحیح بخاری میں حضرت علی اور ابن عباس رضی اللہ عنہم کی حدیث ہے۔ ترمذی میں نافع کے ذریعہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں چلتے اور کھڑے پیتے تھے۔ ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے۔ ابن ماجہ اور ابن حبان نے بھی اسے ذکر کیا ہے۔ ترمذی نے شمائل میں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر پیتے تھے۔ اس کا اسناد حسن ہے امام نسائی نے مسروق کے ذریعہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے حدیث ذکر کی کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کھڑے اور بیٹھے پیتے دیکھا ہے امام نے سند میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور مشکیزہ لٹکا ہوا تھا تو آپ نے مشکیزہ کے منہ سے کھڑے کھڑے پانی پیا اس کے خلاف کھڑے ہو کر کھانے پینے کی ممانعت پر احادیث صحیحہ وارد ہیں، چنانچہ اثرم نے معمر، اعمش، ابو صالح کے ذریعے ابو ہریرہ سے مرفوع حدیث روایت کی کہ اگر کھڑے ہو کر پانی پینے والا جانتا تو قئی کر دیتا۔ مسلم نے صحیح میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی بھی کھڑے ہو کر نہ پیئے سو کوئی بھول کر پی لے قئی کر دے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کھڑے ہو کر پانی پینے والے کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت زجر و توبیخ کی۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پینے سے منع فرمایا۔

امام ترمذی نے جارود بن معلی کی حدیث روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پینے سے منع فرمایا اور کہا یہ حدیث حسن غریب ہے۔ جواز اور ممانعت کی احادیث میں جمع اور اتفاق اس طرح

۶۱۵۸۔۔۔ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَیْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ عَنْ عَاصِمٍ الْاَحْوَلِ عَنِ الشَّعْبِیِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ شَرِبَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَائِمًا مِنْ زَمْزَمَ

ہے کہ امام نووی نے شرح مسلم میں ذکر کیا کہ نہی کی احادیث کراہت تنزیہیہ پر محمول ہیں اور سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا کھڑے ہو کر پینا بیانِ جواز کے لئے ہے۔ لہٰذا ان میں نہ تو اشکال ہے اور نہ ہی تعارض ہے اور جہاں یہ صورت موجود ہو وہاں نسخ کا قول کرنا ممنوع ہے! ہٰذا ھوالصواب ،،

۶۱۵۷۔۔۔ ترجمہ : حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ اُنہوں نے ظہر کی نماز پڑھی پھر کوفہ کے رحبہ میں لوگوں کی حاجات کے لئے بیٹھے حتیٰ کہ عصر کی نماز کا وقت ہو گیا پھر اُن کے پاس پانی لایا گیا تو اُنھوں نے پیا اور منہ اور ہاتھ دھوئے۔ راوی نے سر اور پاؤں بھی ذکر کئے پھر کھڑے ہو گئے اور بچا ہُوا پانی پیا حالانکہ وہ کھڑے تھے پھر کہا لوگ کھڑے ہو کر پینے کو مکروہ سمجھتے ہیں حالانکہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کیا جیسے میں نے کیا ہے۔

۶۱۵۷۔۔۔ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سر اور پاؤں کو علیحدہ علیحدہ کیوں ذکر کیا ہے، حالانکہ انہیں ایک ہی طریقہ پر ذکر کرنا چاہیئے تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ سر کو دھویا نہیں جاتا اس پر مسح کیا جاتا ہے۔ اس لئے اسے جُدا ذکر کیا اور راس پر "رجل" پاؤں کا عطف کیا کیونکہ قرآن کریم میں ہے (وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِکُمْ وَاَرْجُلَکُمْ ،، جبکہ پاؤں پر موزے ہوں تو اُن پر مسح کیا جاتا ہے جب موزے پہنے ہوں اس لئے سر اور پاؤں کو جمع کیا اور اعضاء مغسولہ سے جُدا ذکر کیا۔

۶۱۵۸۔۔۔ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے آبِ زمزم کھڑے ہو کر پیا۔

۶۱۵۸۔۔۔ شرح : ترمذی نے ابن عباس سے روائت کی کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے زمزم سے کھڑے ہو کر پانی پیا اور کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اس کو نسائی نے بھی روائت کیا ہے۔ بعض احادیث میں یہ الفاظ ہیں۔ میں نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو پانی پلایا جبکہ حضور کھڑے تھے۔

(آبِ زمزم کھڑے ہو کر پینا مسنون ہے)

بَابُ مَنْ شَرِبَ وَهُوَ وَاقِفٌ عَلٰى بَعِيْرِهٖ

۶۱۵۹ — حَدَّثَنَا مٰلِكُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ ابْنُ اَبِيْ سَلَمَةَ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُو النَّضْرِ عَنْ عُمَيْرٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ اُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحٰرِثِ اَنَّهَا اَرْسَلَتْ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَدَحِ لَبَنٍ وَهُوَ وَاقِفٌ عَشِيَّةَ عَرَفَةَ فَاَخَذَهٗ بِيَدِهٖ فَشَرِبَهٗ زَادَ مٰلِكٌ عَنْ اَبِي النَّضْرِ عَلٰى بَعِيْرِهٖ

بَابُ الْاَيْمَنِ فَالْاَيْمَنِ فِي الشُّرْبِ

۶۱۶۰ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مٰلِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مٰلِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُتِيَ بِلَبَنٍ

باب جس نے پیا حالانکہ وہ اونٹ پر بیٹھا ہو

۶۱۵۹ — ترجمہ: ام فضل بنت حارث رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ کا پیالہ بھیجا جبکہ شام کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم عرفہ میں کھڑے حضور نے اپنے دستِ اقدس سے پیالہ پکڑا اور دودھ پی لیا۔ مالک نے ابوالنضر سے "علی بعیرہ" روایت کی ہے کہ اونٹ پر دودھ پیا"۔ (حدیث ۶۱۴۵ ج: ۸ کی شرح دیکھیں)

۶۱۵۹ — شرح: اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ شربِ لبن کے باب میں عمیر کو مولیٰ ام فضل ذکر کیا ہے اور یہاں مولیٰ ابن عباس ذکر کیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ام فضل حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی والدہ ماجدہ ہے چونکہ عمیر والدہ کا مولیٰ تھا اور بیٹے کے ساتھ

قَدْ شِيبَ بِمَاءٍ وَعَنْ يَمِينِهِ أَعْرَابِيٌّ وَعَنْ شِمَالِهِ أَبُو بَكْرٍ فَشَرِبَ ثُمَّ أَعْطَى الْأَعْرَابِيَّ وَقَالَ الْأَيْمَنُ فَالْأَيْمَنُ

بَابٌ هَلْ يَسْتَأْذِنُ الرَّجُلُ مَنْ عَنْ يَمِينِهِ فِي الشُّرْبِ لِيُعْطِيَ الْأَكْبَرَ

۶۱۶۱ — حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مٰلِكٌ عَنْ أَبِي حَازِمِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِشَرَابٍ فَشَرِبَ مِنْهُ وَعَنْ يَمِينِهِ غُلَامٌ وَعَنْ يَسَارِهِ الْأَشْيَاخُ فَقَالَ لِلْغُلَامِ أَتَأْذَنُ أَنْ أُعْطِيَ هٰؤُلَاءِ فَقَالَ الْغُلَامُ وَاللهِ يَا رَسُولَ اللهِ لَا أُوثِرُ بِنَصِيبِي مِنْكَ أَحَدًا قَالَ فَتَلَّهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي يَدِهِ

رہتا تھا اس لئے اس کی دونوں طرف نسبت کرنا صحیح ہے۔

باب پینے میں دائیں والا زیادہ حقدار ہے پھر اس کے دائیں والا

۶۱۶۰ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دودھ لایا جو پانی کے ساتھ ملایا گیا تھا۔ حضور کے دائیں طرف اعرابی تھا اور بائیں ابوبکر صدیق تھے۔ حضور نے دودھ پیا پھر اعرابی کو دیا اور فرمایا دائیں والے پھر دائیں والے حقدار ہیں۔

۶۱۶۰ — شرح : کھانے پینے اور دیگر امور میں دائیں سے شروع کرنا سنت ہے، البتہ

وہ افعال جو شریعت نے مستثنیٰ کئے ہیں وہ اِن میں داخل نہیں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دائیں سے بہت محبت کرتے تھے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اہلِ یمین کو شرافت بخشی ہے۔

باب کیا کوئی آدمی دائیں بیٹھنے والے سے اجازت طلب کرے کہ بڑے آدمی کو پینے کیلئے دے۔

۶۱۶۱ — ترجمہ : سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پینے کی چیز لائی گئی آپ نے اس سے پیا آپ کے دائیں طرف لڑکا تھا جبکہ آپ کے بائیں طرف بزرگ صحابہ کرام تھے۔ حضور نے لڑکے سے فرمایا کیا تو مجھے اجازت دیتا ہے کہ میں (بچا ہُوا پانی) ان لوگوں کو دوں (جو بائیں بیٹھے ہیں) لڑکے نے کہا یا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ سے اپنے حصّہ پر کسی کو ترجیح نہ دوں گا۔ راوی نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ہاتھ پر زور سے رکھ دیا۔

۶۱۶۱ — شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں بیٹھنے والا لڑکا ابن عباس رضی اللہ عنہما تھے اور بائیں بیٹھنے والے بزرگ صحابہ کرام خالد بن ولید اور اُن کے امثال تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ابن عباس سے اجازت چاہنا کہ دائیں والا مقدم ہے اگرچہ وہ مفضول ہو اور بائیں والے افاضل ہوں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بڑے کو آگے کرو اور ابن عمر کی حدیث میں بڑے کو مسواک دینے کا حکم ہے نیز ابو یعلیٰ نے قوی سند سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت کی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی پینے کی چیز پیتے تو فرماتے بڑے کو مقدم کرو۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اس حالت پر محمول ہے جس میں وہ تمام مساوی ہوں وہ آگے یا پیچھے بیٹھے ہوں یا بائیں ہوں پس تقدیم ایمن سے یہ صورت مخصوص ہے یا جس روائت میں بڑے کو مقدم رکھنا مذکور ہے اس سے یہ صورت مخصوص ہے کہ جب کسی بزرگ کے دائیں بائیں بیٹھے ہوں تو اس صورت میں صغیر کو کبیر پر ترجیح ہوگی جبکہ صغیر دائیں بیٹھا ہو۔ اس وقت مفضول کو فاضل پر تقدیم حاصل ہے اس سے واضح ہوتا ہے کہ دائیں جانب والوں کو اس وقت ترجیح اور تقدیم حاصل ہے جب وہ کسی بزرگ یا رئیس کے دائیں بیٹھے ہوں۔ محض دائیں جانب بیٹھنے والا امتیاز نہیں۔

تلّ کے معنی زور سے رکھنے کے ہیں،، (عینی)

بَابُ الْكَرْعِ فِي الْحَوْضِ

٦١٦٢ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمٰنَ عَنْ سَعِيْدِ ابْنِ الْحٰرِثِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَى رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ وَمَعَهُ صَاحِبٌ لَهُ فَسَلَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَاحِبُهُ فَرَدَّ الرَّجُلُ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللهِ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي وَهِيَ سَاعَةٌ حَارَّةٌ وَهُوَ يُحَوِّلُ [1] فِي حَائِطٍ فَقَالَ الرَّجُلُ يَارَسُوْلَ اللهِ عِنْدِي مَاءٌ بَاتَ فِي شَنَّةٍ فَانْطَلَقَ إِلَى الْعَرِيْشِ فَسَكَبَ فِي قَدَحٍ مَاءً ثُمَّ حَلَبَ عَلَيْهِ مِنْ

[1] (margin) فقال النبي صلى الله عليه وسلم ان كان عندك ماء بات هذه الليلة في شنة والا كرعنا ...

باب حوض سے منہ لگا کر پانی پینا

کرع کے معنی حوض یا نہر سے منہ لگا کر پانی پینا ہیں بعض نے کہا برتن کے بغیر منہ کے ساتھ پانی پینا۔ بعض نے کہا کہ نہر میں داخل ہو کر پانی پینا اس کا درست معنی یہ ہے کہ پانی میں سر نیچا کرنا اگرچہ پانی نہ پئے۔ جامع میں ہے پانی میں غوطہ مارنے والے کو کرع کہتے ہیں پانی پیئے یا نہ پیئے (ع)

٦١٦٢ — ترجمہ: جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری آدمی کے پاس تشریف لے گئے۔ جبکہ آپ کے ہمراہ ایک صاحب تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابی نے سلام کہا تو اس آدمی نے جواب دیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! میرا باپ اور ماں قربان ہوں یہ گرمی کا وقت ہے اور وہ اپنے باغ میں پانی دے رہا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تمہارے پاس مشکیزہ میں رات کا پانی ہے تو فبہا ورنہ ہم کھال سے منہ لگا کر پی لیں گے۔ وہ آدمی (چھپر کی) طرف گیا اور پیالے میں پانی ڈالا پھر اس پہ اپنی گھریلو بکری سے دودھ دوہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیا پھر وہ دوبارہ لایا تو جو آدمی آپ کے ساتھ تھا اس نے پیا۔ (حدیث ٦١٤٥ ج: ٨ کی شرح دیکھیں)

لَهُ فَشَرِبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ أَعَادَ فَشَرِبَ الرَّجُلُ الَّذِي جَاءَ مَعَهُ

بَابُ خِدْمَةِ الصِّغَارِ الْكِبَارَ

٦١٦٣ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا قَالَ كُنْتُ قَائِمًا عَلَى الْحَيِّ أَسْقِيهِمْ عُمُومَتِي وَأَنَا أَصْغَرُهُمُ الْفَضِيخَ فَقِيلَ حُرِّمَتِ الْخَمْرُ فَقَالَ أَكْفِئْهَا فَكَفَأْنَاهَا قُلْتُ لِأَنَسٍ مَا شَرَابُهُمْ قَالَ رُطَبٌ وَبُسْرٌ فَقَالَ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَنَسٍ وَكَانَتْ خَمْرَهُمْ فَلَمْ يُنْكِرْ أَنَسٌ وَحَدَّثَنِي بَعْضُ أَصْحَابِي أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسًا يَقُولُ كَانَتْ خَمْرَهُمْ يَوْمَئِذٍ

بَابُ تَغْطِيَةِ الْإِنَاءِ

٦١٦٤ — حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ أَخْبَرَنَا رَوْحٌ

باب چھوٹوں کا بڑوں کی خدمت کرنا

٦١٦٣ — ترجمہ: معتمر نے اپنے والد سے روایت کی کہ انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ایک قبیلہ میں اپنے چچوں کو فضیخ شراب پلا رہا تھا تو کہا گیا شراب حرام ہوگئی میرے چچا نے کہا اسے الٹ دو۔ میں نے اُسے اُلٹ دیا۔ میں نے انس سے کہا ان کی شراب کس چیز کی تھی انس نے کہا پکی اور کچی کھجوروں کی تھی۔ ابوبکر بن انس نے کہا یہ ان کی شراب تھی تو انس نے اس کا انکار نہ کیا مجھے میرے بعض ساتھیوں نے بیان کیا کہ اُس نے انس کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ اُس روز اُن کی یہ شراب تھی (حدیث ع ٦١٢٥ ج: ٨ کی شرح دیکھیں)

ابْنُ عُبَادَةَ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِي عَطَاءٌ اَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ ابْنَ عَبْدِاللّٰهِ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ جُنْحُ اللَّيْلِ اَوْ اَمْسَيْتُمْ فَكُفُّوْا صِبْيَانَكُمْ فَاِنَّ الشَّيَاطِيْنَ تَنْتَشِرُ حِيْنَئِذٍ فَاِذَا ذَهَبَ سَاعَةٌ مِّنَ اللَّيْلِ فَخَلُّوْهُمْ وَاَغْلِقُوا الْاَبْوَابَ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَفْتَحُ بَابًا مُّغْلَقًا وَاَوْكُوْا قِرَبَكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ وَخَمِّرُوْا اٰنِيَتَكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ وَلَوْ اَنْ تَعْرِضُوْا عَلَيْهَا شَيْئًا وَاَطْفِئُوْا مَصَابِيْحَكُمْ

باب برتن ڈھانپنا

۶۱۶۴ — ترجمہ : جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب رات کا اندھیرا آجائے یا شام ہو جائے تو اپنے بچوں کو روک رکھو کیونکہ اس وقت شیطان بکھرتے ہیں جب رات کا کچھ حصہ گزر جائے تو ان کو کھول دو اور دروازے بند کر لو اور اللہ کا نام یاد کیا کرو! شیطان بند دروازہ نہیں کھول سکتا اپنے مشکیزوں کے منہ بند کر دو اور باندھتے وقت بسم اللہ پڑھو پانی کے برتنوں کو ڈھانپ رکھو اور ڈھانکتے وقت بسم اللہ پڑھو اگرچہ ان پر عرض پر لکڑی رکھ دو اور چراغ بجھا دیا کرو۔

۶۱۶۴ — شرح : یعنی اس وقت بچوں کو باہر نکلنے سے روکو، کیونکہ شیطانوں کی کثرت کے سبب اُن کی اذیت کا خوف ہے اور شیطان بند دروازہ نہیں کھول سکتا اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ شیطان انسان کے رگ و ریشہ میں خون کی سرایت کئے ہوئے ہے تو گھر میں داخل ہونے سے اسے کیا مانع ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس جگہ انسانی شیطان مراد ہیں اور چور ڈاکو وغیرہ ہیں اور جب بسم اللہ پڑھ کر دروازہ بند کر دیا جائے اس کو کھول نہیں سکتے اور خون کی طرح انسان کے رگ و ریشہ میں ابلیس لعین ہے اور یہاں شیطانوں سے مراد اس کی اولاد ہے یا جنات اور پریاں مراد ہیں واللہ اعلم! کھانے پینے کے برتن ڈھانکنے کا حکم اس لئے ہے کہ سال میں ایک رات ہے جس میں وبا اور بلا

۶۱۶۵ — حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَطْفِئُوا الْمَصَابِيحَ اِذَا رَقَدْتُمْ وَاَغْلِقُوا الْاَبْوَابَ وَاَوْكُوا الْاَسْقِيَةَ وَخَمِّرُوا الطَّعَامَ وَالشَّرَابَ وَاَحْسِبُهُ قَالَ وَلَوْ بِعُوْدٍ تَعْرِضُهُ عَلَيْهِ .

بَابُ اخْتِنَاثِ الْاَسْقِيَةِ

۶۱۶۶ — حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ اَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اِخْتِنَاثِ الْاَسْقِيَةِ يَعْنِي اَنْ تُكْسَرَ اَفْوَاهُهَا فَيُشْرَبَ مِنْهَا

نازل ہوتی ہے۔ جب وہ کھلے برتن سے گزرتی ہے تو اس میں داخل ہو جاتی ہے۔ چراغ بجھانا اس لئے فرمایا کہ چوہا بتی کھینچ کر لے جاتا ہے جس سے گھر کا سامان جل جانے کا احتمال ہے اور اگر قنادیل معلقہ ہوں تو اگر یہ خطرہ ہو تو انہیں بھی بجھا دیں ورنہ حرج نہیں

۶۱۶۵ — ترجمہ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب سونے لگو تو چراغ بجھا دو دروازے بند کر دو مشکیزوں کے منہ باندھ لو کھانے پینے کے برتن ڈھانک لو میرا خیال ہے کہ فرمایا اگرچہ لکڑی اُن کے عرض پر رکھ دو۔

باب مشکیزے کا منہ کھول کر پانی پینا

۶۱۶۶ — ترجمہ : ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشکیزوں کے منہ کھول کر پانی پینے سے منع فرمایا۔

۶۱۶۶ — شرح : قولہ یعنی اَنْ تُكْسَرَ اَفْوَاهُهَا فَيُشْرَبَ مِنْهَا، خطابی نے کہا یہ زہری کی تفسیر ہے۔ لہٰذا یہ تفسیر مُدرج ہے یعنی داخل کی گئی ہے۔ اس کی

۶۱۶۷ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَى عَنِ اخْتِنَاثِ الْأَسْقِيَةِ

بَابُ الشُّرْبِ مِنْ فَمِ السِّقَاءِ

۶۱۶۸ــــ حَدَّثَنَا علی بن عبد الله قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا ايوب قَالَ لَنَا عِكْرِمَةُ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَشْيَاءَ قِصَارٍ حَدَّثَنَا بِهَا

دلیل یہ ہے کہ امام احمد نے ابن ابی النضر، ابن ابی ذئب کے ذریعہ یہ حدیث ذکر کی اور "یعنی" کا لفظ ذکر نہیں کیا۔ مہلب نے کہا یہ نہی تنزیہی ہے، کیونکہ ہوسکتا ہے کہ مشکیزے کے منہ میں سانپ یا کوئی زہریلا جانور ہو جو پینے والے کو معلوم نہ ہو تو وہ اس کے پیٹ میں داخل ہو جائے، چنانچہ حاکم نے مستدرک میں سلمہ بن وہرام سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اختناث اسقیہ سے منع فرمانے کے بعد ایک شخص رات اٹھا اور مشکیزے کا منہ کھول کر پانی پینے لگا تو اس سے سانپ نکلا،، اختناث کے معنی توڑنا اور جدا کرنا نہیں بلکہ اس کا معنی کھولنا ہے۔

۶۱۶۷ــــ ترجمہ: ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے روایت کی اُنھوں نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ آپ اختناثِ اَسقیہ سے منع فرماتے تھے۔ عبداللہ بن مبارک نے کہا مَعمَر یا اس کے غیر نے کہا اختناث کے معنی مشکیزے کے منہ سے پانی پینا ہے۔

باب مشکیزے سے منہ لگا کر پانی پینا

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے پہلے باب پر اکتفاء نہیں کی تاکہ یہ گمان نہ ہو کہ نہی صرف اختناث کی صورت سے خاص ہے اس سے اُنھوں نے اشارہ کیا کہ نہی عام ہے کہ مشکیزے کا منہ کھول کر پانی پینے اور منہ لگا کر پینے کو شامل ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ امام ترمذی نے کبشہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ

أَبُوْ هُرَيْرَةَ نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الشُّرْبِ مِنْ فَمِ الْقِرْبَةِ أَوِ السِّقَاءِ وَأَنْ يَمْنَعَ جَارَهُ أَنْ يَغْرِزَ خَشَبَةً فِيْ جِدَارِهِ

٦١٦٩ ــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيْلُ قَالَ أَخْبَرَنَا أَيُّوْبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُّشْرَبَ مِنْ فِي السِّقَاءِ

٦١٧٠ ــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الشُّرْبِ مِنْ فِي السِّقَاءِ

صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور لٹکے ہوئے مشکیزہ سے منہ لگا کر پانی پیا۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ نیز انھوں نے شمائل میں انس سے روایت کی کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ لٹکے ہوئے مشکیزے کے پاس گئے اور اس کا منہ مروڑ کر اس کے منہ سے پانی پیا اور بہت صحابہ کرام اور تابعین بھی اس طرح کرتے تھے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جواز کی احادیث عذر پر محمول ہیں جبکہ پانی پینے والے کو کوئی برتن میسر نہ ہو اور نہ وہ ہاتھ سے پانی پی سکے تو اس وقت کراہت نہیں اور نہی کی احادیث تنزیہہ پر محمول ہیں

٦١٦٨ ــ ترجمہ : ایوب نے کہا ہمیں عکرمہ نے کہا کہ کیا میں تمہیں معمولی باتیں نہ بتاؤں جو ابوہریرہ نے ہم سے بیان کی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشکیزے کے منہ سے پینے سے منع فرمایا اور اس سے بھی منع فرمایا کہ اپنے ہمسائے کو اپنے مکان کی دیوار کھونٹی رکھنے سے منع کرے۔

٦١٦٨ ــ شرح : قربہ اور سقاء میں فرق یہ ہے کہ قربہ پانی کے لئے استعمال کی جاتی ہے جبکہ سقاء پانی اور دودھ کے لئے ہے۔ ہمسائے کو دیوار پر کھونٹی رکھنے کی اجازت استحباب پر محمول ہے۔

٦١٦٩ ــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشکیزہ سے منہ لگا کر پینے سے منع فرمایا۔

بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّنَفُّسِ فِي الْإِنَاءِ

۶۱۷۱ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا شَرِبَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَتَنَفَّسْ فِي الْإِنَاءِ وَإِذَا بَالَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَمْسَحْ ذَكَرَهُ بِيَمِينِهِ وَإِذَا تَمَسَّحَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَتَمَسَّحْ بِيَمِينِهِ

۶۱۶۹ ۔ شرح : اس میں حکمت یہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ مشکیزے میں پانی ڈالتے وقت کوئی زہریلا جانور پانی کے ساتھ مشکیزے میں چلا جائے اور اس طرح پانی پیتے وقت وہ پینے والے کے منہ میں داخل ہو جائے اور اسے معلوم نہ ہونے پائے ۔ یہ بھی امکان ہے کہ مشکیزے کے منہ سے پانی زور سے نکلتا ہے اگر اس سے منہ لگا کر پانی نوش کرے تو اس کی قوت کی وجہ سے دل کے سامنے والی ضعیف رگیں کٹ جائیں جو ہلاکت کا سبب ہیں (عینی)

۶۱۷۰ ۔ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشکیزے سے منہ لگا کر پینے سے منع فرمایا ۔

باب برتن میں سانس لینے سے ممانعت

۶۱۷۱ ۔ ترجمہ : عبداللہ بن ابی قتادہؓ اپنے والد ابو قتادہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی پانی پیئے تو برتن میں سانس نہ لے اور جب تم میں سے کوئی پیشاب کرے تو شرمگاہ کو دائیں ہاتھ سے مس نہ کرے اور اگر شرمگاہ دھونے کے لئے ہاتھ دراز کرے تو دائیں سے نہ دھوئے ۔"

۶۱۷۱ ۔ شرح : برتن میں سانس لینے سے منع کرنا جیسے کھانے اور پینے کی شئی میں پھونکنا منع ہے ۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ اس طرح اس میں تھوک وغیرہ پڑ جاتا ہے جس کو طبیعت برا سمجھتی ہے اور کھانے والا اس کو قذر خیال کرتا ہے ۔ اس لئے اس سے منع کیا کہ جو شئی کھانے یا پینے کا ارادہ کرتا ہے وہ خراب نہ ہو جائے یہ اس وقت ہے جبکہ کسی کے ساتھ کھانا

بَابُ الشُّرْبِ بِنَفَسَيْنِ اَوْ ثَلَاثَةٍ

۶۱۷۲ ـ حَدَّثَنَا اَبُوْعَاصِمٍ وَّ اَبُوْنُعَيْمٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَزْرَةُ بْنُ ثَابِتٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ ثُمَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ اَنَسٌ يَتَنَفَّسُ فِی الْاِنَاءِ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا وَزَعَمَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَنَفَّسُ ثَلَاثًا

بَابُ الشُّرْبِ فِیْ اٰنِيَةِ الذَّهَبِ

۶۱۷۳ ـ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنِ ابْنِ اَبِیْ لَيْلٰی قَالَ كَانَ حُذَيْفَةُ بِالْمَدَائِنِ فَاسْتَسْقٰی فَاَتَاهُ

پیتا ہو اور اگر تنہا کھاتا ہو یا ساتھ وہ ہو جو اس طرح کرنے کو قذر خیال نہ کرتا ہو تو اس وقت پانی میں سانس لینے میں حرج نہیں۔ (حدیث: ۱۵۲ دیکھیں ج: ۱)

باب دو یا تین سانس میں پینا

ثمامہ بن عبداللہ نے خبر دی کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ برتن میں دو یا تین سانس لیتے تھے اور کہتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تین سانس لیتے تھے“

۶۱۷۲ ـــ شرح: اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس سے پہلی حدیث میں برتن میں سانس لینے سے منع فرمایا اور اس حدیث میں سانس لینا ثابت ہے لہٰذا دونوں حدیثوں میں تعارض ہے اس کا جواب یہ ہے کہ پہلی حدیث میں برتن سانس لینے کا ظرف ہے اس وقت سانس لینے میں تھوک پڑنے کا احتمال ہے جس کو طبع بُرا جانتی ہے اور اس حدیث میں تنفس شرب کے لئے ہے کہ ایک سانس پر اقتصار نہ کرے بلکہ منہ کو برتن سے جدا کر کے دو یا تین سانس لے لہٰذا دونوں میں تعارض نہیں۔

دِهْقَانٌ بِقَدَحٍ فِضَّةٍ فَرَمَاهُ بِهٖ فَقَالَ اِنِّیْ لَمْ اَرْمِهٖ اِلَّا اَنِّیْ نَهَیْتُهٗ فَلَمْ یَنْتَهِ وَاَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا عَنِ الْحَرِیْرِ وَالدِّیْبَاجِ وَالشُّرْبِ فِیْ اٰنِیَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَقَالَ هُنَّ لَهُمْ فِی الدُّنْیَا وَهُنَّ لَکُمْ فِی الْاٰخِرَةِ

بَابُ اٰنِیَةِ الْفِضَّةِ

۶۱۷۳ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عَدِیٍّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ اَبِیْ لَیْلٰی قَالَ خَرَجْنَا مَعَ حُذَیْفَةَ وَذَکَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَشْرَبُوْا فِیْ اٰنِیَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَلَا تَلْبَسُوا الْحَرِیْرَ وَالدِّیْبَاجَ فَاِنَّهَا لَهُمْ فِی الدُّنْیَا وَلَکُمْ فِی الْاٰخِرَةِ

باب سونے کے برتنوں میں پینا

۶۱۷۳ـــ ترجمہ : ابن ابی لیلیٰ نے کہا حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ مدائن میں تھے اُنھوں نے پانی طلب کیا تو ایک جاٹ چاندی کے پیالہ میں پانی لایا حذیفہ نے برتن کو پھینک دیا اور کہا میں نے اس کو نہیں پھینکا مگر اس لئے کہ میں نے اسے منع کیا تھا لیکن وہ نہ رُکا، حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشم اور دیباج ریشم کی قسم پہننے سے اور سونے چاندی کے برتنوں میں پینے سے منع فرمایا۔ اور فرمایا یہ کافروں کے لئے دُنیا میں ہیں اور یہ تمہارے لئے آخرت میں ہیں۔

۶۱۷۳ـــ شرح : کتاب الاطعمہ میں یوں مذکور ہے کہ ایک مجوسی نے پانی پلایا۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت حذیفہ نے ایک جاٹ سے پانی طلب کیا۔

قولہ ھُنّ لہم فی الدنیا یعنی کافر لوگ مسلمانوں کی مخالفت میں ریشم استعمال کرتے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں فرمایا اے مسلمانو! اس کا بدل تم آخرت میں ریشم استعمال کرو گے اور جو مسلمان دُنیا میں ریشم استعمال کرے گا وہ آخرت میں ریشم سے محروم رہے گا جیسے جو کوئی دُنیا میں شراب پیئے گا وہ آخرت میں شراب سے محروم رہے گا۔

۶۱۷۴ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكُ ابْنُ اَنَسٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الَّذِیْ يَشْرَبُ فِیْ اِنَاءِ الْفِضَّةِ اِنَّمَا يُجَرْجِرُ فِیْ بَطْنِهٖ نَارَ جَهَنَّمَ

۶۱۷۵ — حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ اَشْعَثَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ مُعٰوِيَةَ بْنِ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ عَنِ الْبَرَاءِ ابْنِ عَازِبٍ قَالَ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ اَمَرَنَا بِعِيَادَةِ الْمَرِيْضِ وَاِتِّبَاعِ الْجَنَازَةِ وَتَشْمِيْتِ الْعَاطِسِ وَاِجَابَةِ الدَّاعِیْ وَاِفْشَاءِ السَّلَامِ وَنَصْرِ الْمَظْلُوْمِ وَاِبْرَارِ الْمُقْسِمِ وَنَهَانَا عَنْ خَوَاتِيْمِ الذَّهَبِ وَعَنِ الشُّرْبِ فِی الْفِضَّةِ اَوْ قَالَ اٰنِيَةِ الْفِضَّةِ وَعَنِ الْمَيَاثِرِ وَالْقَسِّیِّ وَعَنْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ وَالدِّيْبَاجِ وَالْاِسْتَبْرَقِ

باب چاندی کے برتن استعمال کرنا

۶۱۷۴ — ترجمہ: ابن ابی لیلیٰ نے کہا ہم حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ باہر نکلے تو انہوں نے ذکر کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سونے اور چاندی کے برتنوں میں نہ پیئو اور ریشم اور دیباج نہ پہنو کیونکہ یہ کافروں کے لئے دنیا میں ہیں اور تمہارے لئے آخرت میں ہیں۔

۶۱۷۴ — شرح: اگرچہ یہ معنی پہلے باب کی حدیث سے معلوم ہو گیا تھا، لیکن امام نے یہ حدیث چاندی کے قریب میں سنی تھی جبکہ پہلی حدیث سونے کی تقریب میں دوسرے استاد سے سنی تھی اس لئے دو باب ذکر کئے اور ہر باب میں محدثین کی اصطلاح کے مطابق

بَابُ الشُّرْبِ فِي الْأَقْدَاحِ

۶۱۷۷ـــــ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ

دُوسری حدیث ذکر کی لہذا یہ تکرار نہیں۔

۶۱۷۵ــــ ترجمہ: ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی چاندی کے برتن میں پیتا ہے اس کے پیٹ میں دوزخ کی آگ بھڑکے گی۔

۶۱۷۵ــــ شرح: یعنی وہ پانی آگ بن جائے گا اور اس کے پیٹ میں جوش مارے گا یا دوزخ کی آگ اس کے پیٹ میں ڈال دیں گے۔ ہوسکتا ہے کہ حقیقی معنی مراد ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر شئی پر قادر ہے۔ جرجرہ لغت میں اُونٹ کی آواز ہے جو زجر کے وقت آواز نکالتا ہے۔

۶۱۷۶ــــ ترجمہ: براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو سات اشیاء کا حکم دیا اور سات سے منع فرمایا ہمیں مریض کی بیمار پرسی کرنے جنازہ کی اتباع کرنے، چھینک لینے والے کو جواب دینے دعوت کرنے والے کی دعوت قبول کرنے، سلام عام کرنے، مظلوم کی امداد کرنے اور قسم کھانے والے کی قسم پوری کرنے کا حکم دیا اور ہم کو سونے کی انگوٹھی، چاندی یا فرمایا چاندی کے برتنوں میں پینے اور میاثیر، قسی، دیباج اور استبرق کے پہننے سے منع فرمایا ہے

۶۱۷۶ــــ شرح: ابرار المقسم کے معنی ہیں کہ جس شئی پر کسی نے قسم کھائی ہو اس کو میسّر کرنا اور اس کو پورا کرنے میں کوشش کرنا تاکہ قسم کھانے والا حانث نہ ہو اور وہ قسم پوری کرنے۔ میاثیر نرم کپڑا ہے جو زین پر ڈالتے ہیں بکثرت وہ ریشمی ہوتا ہے یہ میثرہ کی جمع ہے۔ قسی درندے کی کھال ہے۔ بعض نے کہا یہ نرم چادر ہے۔ بعض علماء اسے قسی بکسر القاف پڑھتے ہیں۔ یہ سُوتر اور ریشم سے بنا ہوا کپڑا ہے۔ مصر میں ایک گاؤں کی طرف منسوب ہے۔ بعض نے کہا یہ قیس کی طرف منسوب ہے جو شام کا ایک شہر ہے اس کو ریشم سے بُنتے ہیں۔ حریر، دیباج اور استبرق تمام ریشمی کپڑے ہیں جو موٹے اور باریک ہونے میں مختلف ہیں۔ سو دیباج موٹا ریشم ہے۔ استبرق اس کی قسم ہے۔ داؤدی نے کہا استبرق باریک ریشمی کپڑا ہے۔

باب پیالوں میں پینا

۶۱۷۷ــــ ترجمہ: ام فضل رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَالِمٍ اَبِی النَّضْرِ عَنْ عُمَيْرٍ مَوْلٰى اُمِّ الْفَضْلِ عَنْ اُمِّ الْفَضْلِ اَنَّهُمْ شَكُّوْا فِیْ صَوْمِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عَرَفَةَ فَبَعَثَتْ اِلَيْهِ بِقَدَحٍ مِنْ لَبَنٍ فَشَرِبَهٗ

بَابُ الشُّرْبِ مِنْ قَدَحِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاٰنِيَتِهٖ

وَقَالَ اَبُوْ بُرْدَةَ قَالَ لِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ اَلَا اَسْقِيْكَ فِیْ قَدَحٍ شَرِبَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۶۱۷۸ ــ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِیْ مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ ذُكِرَ لِلنَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِمْرَاَةٌ مِنَ الْعَرَبِ فَاَمَرَ اَبَا اُسَيْدٍ السَّاعِدِیَّ اَنْ يُرْسِلَ اِلَيْهَا فَاَرْسَلَ اِلَيْهَا فَقَدِمَتْ فَنَزَلَتْ فِیْ اُجُمِ بَنِیْ سَاعِدَةَ فَخَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى جَاءَهَا فَدَخَلَ

کے عرفہ میں روزہ رکھنے میں تردّد کیا کہ تو ام فضل نے حضور کے پاس دودھ کا پیالہ بھیجا تو آپ نے اونٹ کی پُشت پر بیٹھے ہُوئے دودھ پیا۔

۶۱۷۷ ــ شرح: سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دُودھ پینے سے لوگوں کا یہ تردّد جاتا رہا کہ آپ عرفہ میں روزے سے ہیں یا نہیں۔ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیالے لکڑی سے بنائے گئے تھے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ مقوقس نے سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو شیشے کا پیالہ نذرانہ بھیجا تھا اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔ اگر اس کو صحیح تسلیم کرلیں تو جواب یہ ہے کہ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں ایسے نہ پیا تھا جیسے متکبّر لوگ فخر سے پیتے ہیں۔

باب نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پیالہ اور برتنوں میں پینا ''

عَلَيْهَا هٰذِهِ الْمَرْأَةُ مُنَكِّسَةٌ رَأْسَهَا فَلَمَّا كَلَّمَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ فَقَالَ قَدْ أَعَذْتُكِ مِنِّي فَقَالُوا لَهَا أَتَدْرِينَ مَنْ هٰذَا قَالَتْ لَا قَالُوا هٰذَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ لِيَخْطُبَكِ قَالَتْ كُنْتُ أَنَا أَشْقٰى مِنْ ذٰلِكَ فَأَقْبَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ حَتّٰى جَلَسَ فِي سَقِيفَةِ بَنِي سَاعِدَةَ هُوَ وَأَصْحَابُهُ ثُمَّ قَالَ أَسْقِنَا يَا سَهْلُ فَأَخْرَجْتُ لَهُمْ هٰذَا الْقَدَحَ فَأَسْقَيْتُهُمْ فِيهِ فَأَخْرَجَ لَنَا سَهْلٌ ذٰلِكَ الْقَدَحَ فَشَرِبْنَا مِنْهُ قَالَ ثُمَّ اسْتَوْهَبَهُ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بَعْدَ ذٰلِكَ فَوَهَبَهُ لَهُ

ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے عبداللہ بن سلام نے کہا کیا میں تجھے اس پیالہ میں نہ پلاؤں جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پیتے تھے۔

۸۱۷۸ ترجمہ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک عرب خاتون کا ذکر کیا گیا تو حضور نے ابو اُسید ساعدی کو حکم دیا کہ اس کو بُلائے وہ آئی اور بنی ساعدہ کے مکانات میں ٹھہری۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے یہاں تک کہ اس کے پاس تشریف لے گئے۔ اچانک وہ عورت اپنا سر جھکائے بیٹھی ہے۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کلام کیا تو اُس نے کہا: میں اللہ کے ذریعہ تم سے پناہ چاہتی ہوں، سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تجھے پناہ دی لوگوں نے اس سے کہا کیا تو جانتی ہے کہ یہ کون تھے؟ اُس نے کہا میں نہیں جانتی ہوں۔ لوگوں نے کہا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے حضور تیرے پاس نکاح کا پیغام لے کر آئے تھے۔ اُس نے کہا میں اس سے بدنصیب رہی اس روز سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے حتیٰ کہ سقیفہ بنی ساعدہ میں آپ اور صحابہ کرام جلوہ افروز ہوئے پھر فرمایا اے سہل پانی پلاؤ (سہل نے کہا) میں نے ان کے لئے یہ پیالہ نکالا اور اس میں انہیں پانی پلایا، چنانچہ سہل نے ہمارے لئے وہ پیالہ نکالا تو ہم نے اس میں پانی پیا کہا پھر اس کے بعد حضرت عمر بن عبدالعزیز نے

۶۱۷۹ — حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُدْرِكٍ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى ابْنُ حَمَّادٍ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ قَالَ رَأَيْتُ قَدَحَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ وَكَانَ قَدِ انْصَدَعَ فَسَلْسَلَهُ بِفِضَّةٍ قَالَ وَهُوَ قَدَحٌ جَيِّدٌ عَرِيضٌ مِنْ نُضَارٍ قَالَ قَالَ أَنَسٌ لَقَدْ سَقَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وہ پیالہ ہبہ طلب کیا تو اُنھوں نے وہ اُنہیں ہبہ کر دیا

۶۱۷۸ — شرح : بعض علماء نے کہا اس حدیث سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصد ایک وہم کو دفع کرنا ہے وہ یہ کہ کسی کے خیال میں یہ آئے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کے بعد آپ کے پیالہ میں پینا غیر کی ملک میں بدونِ اجازت تصرف ہے ۔ اندفاع کی وجہ یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یہ اس لئے کرتے تھے کہ نبی کریم کا صلی اللہ علیہ وسلّم کا ترکہ وراثت نہیں وہ صدقہ ہے ۔ اگر یہ کہا جائے کہ امیر لوگ بھی یہ صدقہ استعمال کرتے تھے ; حالانکہ ان کے لئے صدقہ جائز نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ مال داروں کے لئے فرض صدقہ جائز نہیں اور یہ صدقہ فرض نہ تھا ۔ اس تقریر سے احسن یہ تقریر ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بطورِ تبرک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے پیالہ میں پیتے تھے چنانچہ بعض حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے حضور کے پیالے اور جُبّہ تھے ، چنانچہ حضرت انس ، سہل اور عبداللہ بن سلام کے پاس پیالے تھے جبکہ اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما کے پاس حضور کا جُبّہ تھا یہ اُنہوں نے بطورِ تبرک رکھے ہُوئے تھے ۔ اسی لئے حضرت عمر ابن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے سہل سے پیالہ ہبہ طلب کیا تھا ۔

حدیث میں مذکور عورت کا نام جونیہ ہے ۔ اس کا نام اُمیمہ ہے کتاب النکاح کی ابتداء میں اس کا ذکر گزرا ہے ۔

۶۱۷۹ — ترجمہ : عاصم نے کہا میں نے انس بن مالک کے پاس پیغمبر خُدا صلی اللہ علیہ وسلّم کا پیالہ دیکھا جو ٹوٹ گیا تھا اور اس کے ٹکڑے چاندی کے ساتھ جوڑے ہُوئے تھے ۔ عاصم نے کہا وہ پیالہ فراخ بہت اچھا شمشاد کے درخت سے بنایا گیا تھا عاصم نے کہا انس نے کہا میں نے اس پیالہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو اتنی اتنی مدّت سے زیادہ پانی پلایا ہے ۔ عاصم نے کہا ابنِ سیرین نے کہا اس پیالہ میں لوہے کا حلقہ جڑا ہُوا تھا ۔ انس نے اس کی جگہ سونے

فِی هٰذَا الْقَدَحِ اَكْثَرَ مِنْ كَذَا وَكَذَا قَالَ وَقَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ اَنَّهٗ كَانَ فِيْهِ حَلْقَةٌ مِنْ حَدِيْدٍ فَاَرَادَ اَنَسٌ اَنْ يَجْعَلَ مَكَانَهَا حَلْقَةً مِنْ ذَهَبٍ اَوْ فِضَّةٍ فَقَالَ لَهٗ اَبُوْ طَلْحَةَ لَا تُغَيِّرَنَّ شَيْئًا صَنَعَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَرَكَهٗ

بَابُ شُرْبِ الْبَرَكَةِ وَالْمَاءِ الْمُبَارَكِ

٦١٨٠ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ قَالَ حَدَّثَنِیْ سَالِمُ بْنُ اَبِی الْجَعْدِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ هٰذَا

یا چاندی کا حلقہ جڑنے کا ارادہ کیا تو انہیں ابوطلحہ نے کہا جو چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہے اس کو تبدیل نہ کرو پھر انس نے اسی طرح چھوڑ دیا۔

٦١٧٩ — **شرح** : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ چاندی کے ٹکڑے اور حلقہ وغیرہ کا جڑاؤ جائز ہے، لیکن اہل علم کا اس میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ معمولی چاندی کا حلقہ جائز ہے۔ امام شافعی اسے مکروہ کہتے ہیں امام مالک کا بھی ایک قول یہی ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور ان کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا اگر ایسے پیالے سے پیتے وقت چاندی کے ٹکڑے سے مس نہ کرے تو کوئی حرج نہیں۔ احمد اور اسحاق بھی یہی کہتے ہیں سونے کا حلقہ مطلق حرام ہے۔ طبرانی نے اوسط میں ام عطیہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونا پہننے اور پیالہ میں چاندی کے ٹکڑوں سے منع فرمایا پھر پیالہ میں چاندی کے حلقہ کی رخصت دے دی۔

باب بابرکت پانی پینا

عرب لوگوں کی زبان میں مبارک شئی کو برکت کہتے ہیں چنانچہ حضرت ایوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا: لَا غِنٰی لِیْ عَنْ بَرَكَتِكَ ،، میں تری برکت سے بے نیاز نہیں ہوں۔ یہ انہوں نے اس وقت کہا جبکہ ان کے مکان کی چھت اور صحن میں سونے کی چڑیاں گرنے لگیں تو انھوں نے اپنا کپڑا پھیلا دیا۔ اللہ تعالیٰ

الْحَدِيْثَ قَالَ لَقَدْ رَأَيْتُنِيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ حَضَرَتِ الْعَصْرُ وَلَيْسَ مَعَنَا مَاءٌ غَيْرُ فَضْلَةٍ فَجُعِلَ فِيْ إِنَاءٍ فَأُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٖ فَأَدْخَلَ يَدَهٗ فِيْهِ وَفَرَّجَ أَصَابِعَهٗ ثُمَّ قَالَ حَيَّ عَلٰى أَهْلِ الْوُضُوْءِ الْبَرَكَةُ مِنَ اللّٰهِ فَلَقَدْ رَأَيْتُ الْمَاءَ يَتَفَجَّرُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهٖ فَتَوَضَّأَ النَّاسُ وَشَرِبُوْا فَجَعَلْتُ لَا آلُوْا مَا جَعَلْتُ فِيْ بَطْنِيْ مِنْهُ فَعَلِمْتُ أَنَّهٗ بَرَكَةٌ قُلْتُ لِجَابِرٍ كَمْ كُنْتُمْ يَوْمَئِذٍ قَالَ أَلْفًا وَّأَرْبَعَمِائَةٍ تَابَعَهٗ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ جَابِرٍ وَقَالَ حُصَيْنٌ وَعَمْرُو بْنُ مُرَّةَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ جَابِرٍ خَمْسَ عَشْرَةَ مِائَةً وَتَابَعَهٗ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ عَنْ جَابِرٍ

نے فرمایا اے ایوب ابھی تم بے نیاز نہیں ہوئے ہو کہ کپڑا پھیلا کر سونا جمع کر رہے ہو۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے کہا اے اللہ! میں تیری برکت سے بے نیاز نہیں ہوں۔ انھوں نے سونے کو برکت کہا۔

۶۱۸۰ — ترجمہ : اعمش نے کہا مجھے سالم نے ابن ابی جعد کے ذریعہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث بیان کی۔ جابر نے کہا میں نے اپنے آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دیکھا، حالانکہ عصر کی نماز کا وقت ہو گیا تھا اور ہمارے پاس تھوڑے سے بچے ہوئے پانی کے سوا کچھ نہ تھا بس وہی پانی پیالہ میں ڈالا گیا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور اپنا دست اقدس اس میں رکھ دیا اور انگلیوں کو پھیلا دیا پھر فرمایا اے وضوء کرنے والو اور پانی کی تلاش کرنے والو آؤ برکت اللہ کی طرف سے ہے میں نے پانی دیکھا کہ وہ حضور کی انگلیوں سے جوش مار کر نکل رہا ہے۔ تمام لوگوں نے وضوء کیا اور پیا۔ میں نے اس پانی سے اپنے پیٹ ڈالنے میں کمی نہ کی، کیونکہ مجھے معلوم تھا کہ یہ برکت ہے۔ سالم نے کہا میں نے جابر سے کہا اس روز تم کتنے لوگ تھے۔ انھوں نے کہا اس روز ہم ایک ہزار چار سو افراد تھے۔ جابر سے روایت کرنے میں عمرو نے سالم کی متابعت کی۔ حصین، عمرو بن مرّہ نے سالم کے ذریعہ جابر سے پندرہ سو افراد کی روایت کی ہے۔ سعید بن مسیّب نے جابر سے روایت کرنے میں سالم کی متابعت کی ہے۔

۶۱۸۰ — شرح : ہو سکتا ہے کہ انگلیوں سے پانی نکلتا ہو یہ بھی ممکن ہے کہ انگلیوں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

كِتَابُ الْمَرْضٰى

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَفَّارَةِ الْمَرَضِ

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى مَنْ يَعْمَلْ سُوْءً يُّجْزَ بِهٖ

کی ذات سے پانی نہ نکلتا ہو بلکہ اُن کے درمیان سے نکلتا ہو بہرحال یہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم معجزہ ہے اور یہ کہنا صحیح تر ہے کہ انگلیوں کے گوشت سے پانی نکلتا تھا۔ کیونکہ اس میں معجزہ کی عظمت ہے (عینی) اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ پانی میں اسراف اگرچہ ممنوع ہے لیکن بابرکت اشیاء کے کھانے پینے میں اسراف ممنوع نہیں اور وہ زیادہ مقدار کھانے پینے میں حرج نہیں اور نہ ہی کراہت ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بیماروں کے حالات کا بیان

باب بیماری کا کفارہ

کفارہ مبالغہ کا صیغہ کَفَر بمعنی تغطیہ (ڈھانپنا) سے ماخوذ ہے۔ کفارہ کی مرض کی طرف اضافت بیانیہ ہے۔ جیسے شجرا الاراک میں اضافت بیانیہ ہے۔ یعنی کفارہ مرض ہے یا اضافت فوتی ہے اور مرض کفارہ کے لئے ظرف ہے یا صفت کی موصوف کی طرف اضافت ہے۔

۶۱۸۱ — حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُّصِيْبَةٍ تُصِيْبُ الْمُسْلِمَ اِلَّا كَفَّرَ اللّٰهُ بِهَا عَنْهُ حَتّٰى الشَّوْكَةِ يُشَاكُهَا

باب اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جو کوئی بُرا عمل کرے اس کو بدلہ دیا جائے گا ،،

اس آئت کریمہ کی کتاب المرضیٰ سے مناسبت اس طرح ہے کہ آئت کریمہ عام ہے۔ دُنیا اور آخرت دونوں کو شامل ہے۔ لہٰذا دُنیا اور قیامت میں جزاء کو شامل ہے دُنیا میں اس طرح کہ بیماری گناہ کا کفارہ ہو جاتی ہے اور اس مرض کے باعث دُنیا میں گناہ معاف ہو جاتا ہے۔ الحاصل بیماری جیسے گناہوں کا کفارہ ہے ایسے ہی ان کی جزاء بھی ہے ،، آئت کے معنی یہ ہیں کہ مسلمانوں کو اُن کے گناہوں کے سبب دُنیا میں مصائب کے وقوع سے بدلہ دیا جاتا ہے لہٰذا یہ گناہوں کا کفارہ بن جاتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جب یہ آئت کریمہ نازل ہُوئی تو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس باہر تشریف لائے اور فرمایا مجھ پر یہ آئت کریمہ نازل ہُوئی ہے جو میری امّت کے لئے دُنیا اور جو کچھ اس میں ہے سے بہتر ہے پھر فرمایا جب بندہ گناہ کرے پھر اس پر دُنیا میں ہی کوئی مصیبت نازل ہو تو اللہ تعالیٰ بہت کریم ہے اس کو دوبارہ عذاب نہ دے گا (عینی)

۶۱۸۱ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان پر مصیبت نہیں آتی مگر اللہ تعالیٰ اس کے سبب اس سے گناہ مٹا دیتا ہے یہاں تک کہ کانٹا چبھایا جائے تو اس سے بھی گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔

۶۱۸۱ — شرح : قولہ یُشاکہا کسائی نے کہا کہا جاتا ہے شَكْتِ الرجل شوكةً ،، جبکہ اس کے جسم میں کانٹا داخل ہو جائے اگر یہ سوال پوچھا جائے

۶۱۸۲ — حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا يُصِيبُ الْمُسْلِمَ مِنْ نَصَبٍ وَلَا وَصَبٍ وَلَا هَمٍّ وَلَا حَزَنٍ وَلَا أَذًى وَلَا غَمٍّ حَتَّى الشَّوْكَةِ يُشَاكُهَا إِلَّا كَفَّرَ اللّٰهُ بِهَا خَطَايَاهُ ۔

۶۱۸۳ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سَعْدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَالْخَامَةِ مِنَ الزَّرْعِ تُفَيِّئُهَا الرِّيحُ مَرَّةً وَتَعْدِلُهَا مَرَّةً وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ كَالْأَرْزَةِ لَا تَزَالُ حَتَّى يَكُونَ انْجِعَافُهَا مَرَّةً وَاحِدَةً وَقَالَ زَكَرِيَّاءُ حَدَّثَنِي سَعْدٌ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ كَعْبٍ عَنْ أَبِيهِ كَعْبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کہ شاک متعدی بیک مفعول ہے "یشاکھا" کی ضمیر کس لئے ہے اس کا جواب یہ ہے کہ مراد "یشاک بہا" ہے
حرف جارہ کے واسطہ سے فعل کا ضمیر سے اتصال ہے اس کو حذف کر دیا گیا ہے۔

۶۱۸۲ — ترجمہ : ابوسعید خدری اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
سے روایت کی کہ مسلمان کو رنج و تعب اور بیماری نہیں پہنچتی اور نہ
ہی کوئی غم و حزن، اذیت نہیں پہنچتی ہے حتی کہ کانٹا جو چبھایا جائے مگر اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے سارے
گناہوں کا کفارہ کر دیتا ہے۔

۶۱۸۳ — ترجمہ : عبداللہ بن کعب نے اپنے والد سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا مومن کی مثال کھیتی کے پودوں کی مانند ہے جبکہ
ہوا انہیں ادھر ادھر جھکا دیتی ہے اور کبھی اسے سیدھا کرتی ہے۔ اور منافق کی مثال صنوبر کے درخت کی

۶۱۸۴ — حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيٍّ مِنْ بَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَمَثَلِ الْخَامَةِ مِنَ الزَّرْعِ مِنْ حَيْثُ أَتَتْهَا الرِّيحُ كَفَأَتْهَا فَإِذَا اعْتَدَلَتْ تَكَفَّأُ بِالْبَلَاءِ وَالْفَاجِرُ كَالْأَرْزَةِ صَمَّاءَ مُعْتَدِلَةً حَتَّى يَقْصِمَهَا اللَّهُ إِذَا شَاءَ

۶۱۸۵ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ ابْنَ يَسَارٍ أَبَا الْحُبَابِ يَقُولُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُصِبْ مِنْهُ

مانند ہے کہ وہ ہمیشہ سیدھا کھڑا رہتا ہے حتیٰ کہ ایک ہی دفعہ اکھڑ جاتا ہے اور زکریا نے کہا سعد ابن کعب نے کعب سے اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی "

۶۱۸۳ — شرح : حدیث کا معنی یہ ہے کہ مومن اللہ تعالیٰ کے حکم کے تابع رہتا ہے اور اس سے راضی رہتا ہے۔ اگر اس پر کسی وقت تنگ حالی اور سختی آجاتے تو اللہ تعالیٰ سے خیر کی اُمید رکھتا ہے اور جب مصائب ٹل جائیں تو اللہ تعالیٰ کا شکر کرتے ہوئے ثابت قدم رہتا ہے اور منافق و کافر کو اللہ تعالیٰ امتحان میں مبتلا نہیں کرتا بلکہ دُنیا میں اس پر آسانی کرتا ہے اور اس کے جملہ امور اس کے لئے آسان کر دیتا ہے تاکہ قیامت کے امور اس پر تنگ ہو جائیں حتیٰ کہ جب اللہ تعالیٰ اس کی ہلاکت کا ارادہ کرے تو اس کو ایسے اکھاڑتا ہے جیسے سیدھا صنوبر کا سخت درخت ایک ہی بار اکھڑ جاتا ہے تاکہ اس کی موت اس کے لئے سخت عذاب اور دردناک الم ہو۔

۶۱۸۴ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کی مثال پودے کی مانند ہے جبکہ اس کے پاس ہوا آتی ہے تو اس کو جھکا دیتی ہے اور جب درست ہو جائے تو بیماری وغیرہ میں مبتلا ہو جاتا ہے اور فاجر صنوبر کی طرح سخت اور

بَابُ شِدَّةِ الْمَرَضِ

۶۱۸۶ـــ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ ح وَحَدَّثَنِي بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا الْوَجَعُ عَلَيْهِ أَشَدُّ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سیدھا کھڑا رہتا ہے حتٰی کہ جب اللہ تعالٰی چاہے تو اسے جڑ سے اکھاڑ دیتا ہے۔

۶۱۸۴ـــ شرح : قولہ تکفأ بالبلاء ، مناسب یہ تھا کہ تکفأ بالریح ہوتا، کیونکہ بلاء مومن کے لیے ہوتی ہے؛ لیکن نہ سبزہ کے لئے ریح بلاء ہے اس لئے ہوا کی بلاء سے تعبیر کی ہے۔

۶۱۸۵ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس سے اللہ تعالٰی بہتری کا ارادہ کرے اس کو مصیبت میں مبتلا کرتا ہے۔ (تاکہ اس کو گناہوں سے پاک کر دے)

باب بیماری کی سختی

۶۱۸۶ـــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کسی کو سخت بیماری میں مبتلا نہیں دیکھا۔

۶۱۸۶ـــ شرح : عرب مرض کی تعبیر وجع سے کرتے ہیں۔ اللہ تعالٰی نے حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کو سخت بیماریوں میں مبتلا کیا ہے کیونکہ ان میں قوتِ یقین، شدتِ صبر اور استحکام ایمان ہوتا ہے وہ بیماری کو حصول ثواب اور رفعاتِ درجات خیال کرتے ہیں اس لئے انہیں پورا ثواب حاصل ہوتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔ الانبیاء اشد بلاءً ثم الامثل فالامثل ،،

۶۱۸۷ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنِ الْحٰرِثِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَرَضِهٖ وَهُوَ يُوْعَكُ وَعْكًا شَدِيْدًا وَقُلْتُ اِنَّكَ لَتُوْعَكُ وَعْكًا شَدِيْدًا قُلْتُ اِنَّ ذٰلِكَ بِاَنَّ لَكَ اَجْرَيْنِ قَالَ اَجَلْ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيْبُهٗ اَذًى اِلَّا حَاتَّ اللّٰهُ عَنْهُ خَطَايَاهُ كَمَا تَحَاتُّ وَرَقُ الشَّجَرِ

بَابٌ اَشَدُّ النَّاسِ بَلَاءً الْاَنْبِيَاءُ ثُمَّ الْاَمْثَلُ فَالْاَمْثَلُ فَالْاَوَّلُ فَالْاَوَّلُ

۶۱۸۸ — حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ اَبِيْ حَمْزَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ

۶۱۸۷ — ترجمہ: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ اُنھوں نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کے وقت حاضر ہُوا جبکہ آپ کو سخت تیز بخار تھا۔ میں نے عرض کیا۔ آپ کو سخت تیز بخار ہے۔ میں نے کہا یہ اس لئے ہے کہ آپ کو دوگنا ثواب حاصل ہوتا ہے۔ حضور نے فرمایا ہاں درست ہے کوئی مسلمان نہیں جس کو تکلیف اور اذیت پہنچے مگر اللہ تعالیٰ اس کے گناہ گرا دیتا ہے جیسے درخت کے پتے گر جاتے ہیں

۶۱۸۷ — شرح: حضرات اولیاء کرام رضی اللہ عنہم بھی انبیاء کرام علیہم السلام سے قرب کے باعث سخت مصائب میں مبتلا ہوتے ہیں اگرچہ وہ درجات میں نبیوں سے بہت نیچے ہیں، کیونکہ مصیبت نعمت کے مقابلہ میں ہوتی ہے جس پر اللہ کی نعمتیں زیادہ ہوں اس پر مصائب بھی زیادہ آتے ہیں۔

الحاصل جب بیماری سخت ہو جائے تو ثواب دوگنا ہو جاتا ہے پھر اور زیادہ ہوتا ہے اس کا منتہیٰ یہ ہے کہ سارے گناہ جھڑ جاتے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے مومن ہمیشہ مصائب میں مبتلا رہتا ہے حتی کہ فوت ہوتا ہے تو وہ گناہوں سے پاک ہوتا ہے۔

صلی اللہ علیہ وسلم وَهُوَ يُوعَكُ فَمَسِسْتُهُ بِيَدِي فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّكَ لَتُوعَكُ وَعْكًا

شَدِيدًا قَالَ أَجَلْ إِنِّي أُوعَكُ كَمَا يُوعَكُ رَجُلَانِ مِنْكُمْ قُلْتُ ذٰلِكَ

أَنَّ لَكَ أَجْرَيْنِ قَالَ أَجَلْ ذٰلِكَ كَذٰلِكَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيبُهُ أَذًى شَوْكَةٌ

فَمَا فَوْقَهَا إِلَّا كَفَّرَ اللهُ بِهَا سَيِّئَاتِهِ كَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا

بَابُ وُجُوبِ عِيَادَةِ الْمَرِيضِ

٦١٨٩ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ

مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَطْعِمُوا الْجَائِعَ وَعُودُوا الْمَرِيضَ وَفُكُّوا الْعَانِيَ

باب لوگوں میں سخت آزمائش نبیوں کی ہوتی ہے پھر ان سے کم فضیلت والے پھر ان سے کم فضیلت والے

٦١٨٨ ترجمہ : حارث بن سوید نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا جبکہ آپ کو سخت بخار تھا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو سخت بخار ہے فرمایا ہاں مجھے دو آدمیوں کے بخار جیسا بخار ہے میں نے عرض کیا یہ اس لئے کہ آپ کے لئے دوگنا ثواب ہے۔ فرمایا ہاں! یہ ایسا ہی ہے۔ جس بھی مسلمان کو کوئی اذیت پہنچے وہ کانٹا ہو یا اس سے زیادہ مگر اس کے باعث اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کا کفارہ کر دیتا ہے جیسے درخت اپنے پتے گرا دیتا ہے۔

٦١٨٨ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ پہلے "ثم الامثل" بلفظ ثم اور دوسری بار "فالامثل" بلفظ فاء کیوں کہا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے مرتبہ اور غیر نبیوں کے مرتبہ کے درمیان بُعد اور تراخی سے خبردار کیا ہے اور نبیوں کے غیر میں یہ بُعد نہیں کیونکہ یہ واضح بات ہے کہ نبی اور ولی کے درمیان بُعد سے کہیں زیادہ ہے جبکہ ولیوں کے مراتب ایک دوسرے کے قریب ہیں لفظ اول امثل یعنی افضل کی نفی ہے کہ کیونکہ امثل کے معنی ہیں فضیلت میں آگے بڑھنے والا ہے۔ اس لئے اس پر ثم سے عطف نہیں کیا۔ حدیث کا حاصل یہ ہے کہ جب بیماری زیادہ ہو جائے تو ثواب بھی بڑھ جاتا ہے۔ پھر اس کے بعد اور زیادہ ثواب بڑھتا ہے یہاں تک کہ گناہ ختم ہو جاتے ہیں چنانچہ امام احمد اور ابن ابی شیبہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ مومن پر مصیبت ۔۔۔

۶۱۹۰ ـــ حَدَّثَنَا حفصُ ابن عُمرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اخبرنی اَشْعَثُ بن سُلَیمٍ قَالَ سمعت معٰویۃ بن سُوید مُقَرِّن عن البراءِ بن عازب قَال امرنا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِسَبعٍ ونھانا عن سَبْعٍ نھانا عن خَاتِمِ الذَّھبِ ولُبسِ الحریرِ والدیباجِ وَالاِسْتَبرَقِ وَعَنِ القَسِّیِّ وَالمِیْثَرَۃِ وَاَمَرَنَا اَن نَّتَّبِعَ الجنائزَ ونَعُوْدَ المریضَ ونُفْشِیَ السَّلَامَ

لدیتے ہیں۔ حتی کہ اللہ سے ملاقات کے وقت اس کا کوئی گناہ باقی نہیں رہتا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہاں" اس کا مطلب یہ ہے کہ مرض میں زیادہ نیکیاں حاصل ہوتی ہیں اور حدیث کے آخری الفاظ کا مدلول یہ ہے کہ گناہ گرتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ "اجل" میں اس خبر کی تصدیق ہے۔ حضور نے پہلے اس کی تصدیق فرمائی پھر نیا کلام ذکر فرمایا اور اس پر اضافہ کرتے ہوئے فرمایا! بیماری گناہ گرا دیتی ہے تو جواب کا حاصل یہ ہوا کہ ہاں بیماری درجات بلند کرتی ہے اور گناہ بھی گرا دیتی ہے۔ نبیوں کی آزمائش سخت ہونے کی علت یہ ہے کہ آزمائش نعمت کے مقابلہ میں ہوتی ہے جس پر اللہ تعالیٰ کے انعامات زیادہ ہوں اس کی آزمائش بھی سخت ہوتی ہے۔

باب بیمار کی عیادت واجب ہے

عیادت دراصل عوادۃ تھا واؤ کا ماقبل مکسور ہونے کے باعث اسے یاء سے بدل کیا۔ ظاہر حدیث کے اعتبار سے مریض کی عیادت پر وجوب کا اطلاق کیا گیا ہے ہو سکتا ہے کہ یہ فرض کفایہ ہو۔ یہ بھی احتمال ہے کہ مستحب ہو اور بعض لوگوں کے حق میں ضروری ہو۔

۶۱۸۹ ترجمہ: ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بھوکے کو کھانا کھلاؤ بیمار کی عیادت کرو اور قیدی کو آزاد کراؤ

۶۱۸۹ - شرح: صیغہ امر "عُوْدُوْا" سے استدلال کیا کہ بیمار کی عیادت واجب ہے یہ ہر بیمار کی عیادت کی شروعیت کی دلیل ہے اس سے کوئی بیمار مستثنیٰ نہیں۔ پھر اطلاق حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عیادت کے لئے مریض کی بیماری کے زمانہ کی قید نہیں جب بھی کوئی چاہے ابتداء مرض ہو یا اس کے بعد ہو عیادت کر سکتا ہے۔ امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ نے "احیاء" میں ذکر کیا کہ بیمار ہوئے تین دن گزر جانے کے بعد عیادت کرنی چاہیئے! امام بخاری نے ادب مفرد میں ذکر کیا کہ عیادت رات کو کرنی چاہیئے۔

۶۱۹۰ ترجمہ: براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سات کا حکم دیا اور سات سے منع کیا ہمیں سونے کی انگوٹھی، حریر، دیباج اور استبرق، قسی اور میرہ سے منع فرمایا اور ہمیں جنازوں کے پیچھے چلنے، بیمار پرسی کرنے اور سلام ظاہر کرنے کا حکم دیا۔

بَابُ عِيَادَةِ الْمُغْمٰى عَلَيْهِ

۶۱۹۰ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ مَرِضْتُ مَرَضًا فَاَتَانِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُنِيْ وَاَبُوْ بَكْرٍ وَّهُمَا مَاشِيَانِ فَوَجَدَانِيْ اُغْمِيَ عَلَيَّ فَتَوَضَّأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَبَّ وَضُوْءَهٗ عَلَيَّ فَاَفَقْتُ فَاِذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ اَصْنَعُ فِيْ مَالِيْ كَيْفَ اَقْضِيْ فِيْ مَالِيْ فَلَمْ يُجِبْنِيْ بِشَيْءٍ حَتّٰى نَزَلَتْ اٰيَةُ الْمِيْرَاثِ

بَابُ فَضْلِ مَنْ يُّصْرَعُ مِنَ الرِّيْحِ

۶۱۹۱ــــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عِمْرَانَ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَطَاءُ بْنُ اَبِيْ رَبَاحٍ قَالَ قَالَ لِيَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَلَا اُرِيْكَ

باب بیہوش شخص کی عیادت کرنا

۶۱۹۰ــــ ترجمہ : جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا میں سخت بیمار ہو گیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پیدل چلتے ہوئے میری عیادت کرنے تشریف لائے تو مجھے بیہوش پایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا پھر اس کا پانی میرے اوپر ڈالا تو میں ہوش میں آیا تو دیکھ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنا مال کیسے تقسیم کروں۔ حضور نے مجھے کچھ جواب نہ دیا حتی کہ وراثت کی آیت نازل ہوئی۔

(حدیث : ع ۱۹۳ ج : ۱ کی شرح دیکھیں)

باب ریح کے سبب بیہوش ہو کر گرنے والے کی فضیلت

اِمْرَأَةً مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ قُلْتُ بَلٰى قَالَ هٰذِهِ الْمَرْأَةُ السَّوْدَاءُ اَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ اِنِّيْ اُصْرَعُ وَاِنِّيْ اَتَكَشَّفُ فَادْعُ اللّٰهَ لِيْ قَالَ اِنْ شِئْتِ صَبَرْتِ وَلَكِ الْجَنَّةُ وَاِنْ شِئْتِ دَعَوْتُ اللّٰهَ اَنْ يُّعَافِيَكِ فَقَالَتْ اَصْبِرُ فَقَالَتْ اِنِّيْ اَتَكَشَّفُ فَادْعُ اللّٰهَ اَلَّا اَتَكَشَّفَ فَدَعَا لَهَا

کبھی دماغ کے منافذ میں ہوا رُک جاتی ہے۔ جو اعضاءِ رئیسہ کو پُورا کام کرنے سے منع کرتی ہے یا بعض اعضاء کے ذریعہ بخار دماغ میں پہنچ جاتا ہے۔ ہوا جو بیہوش ہو کر گرنے کا منشاء ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ دماغ کے اندر اور اعصاب محرکہ میں سختی آجاتی ہے۔ اس لئے انسان بیہوش ہو کر گر جاتا ہے۔ اطباء اسے مرگی کہتے ہیں جو ایک بار بیہوش ہونے کے بعد پھر بحال ہو جاتا ہے۔ کبھی خبیث جنات کے سبب بھی بیہوشی آجاتی ہے۔ شیخ ابو العباس نے کہا جنات کا انسان کو بیہوش کرنا کبھی شہوت کے طور پر ہوتا ہے اور جنات اور انسان میں عشق ہو جاتا ہے جس میں انسان بیہوش ہو جاتا ہے۔ کبھی اُن میں مناکحت ہوتی ہے اور اُن سے اولاد پیدا ہوتی ہے کبھی جنات اور انسانوں میں بغض و دشمنی ہو جاتی ہے اس طرح وہ اذیت پہنچاتے ہیں۔ معتزلہ ایسے جبائی، ابوبکر رازی، محمد بن زکریا طبیب وغیرہ نے جنات کا انسان کے بدن میں داخل ہونے سے انکار کیا ہے اور جنات کا اقرار کرنے کے باوجود وہ جسم میں دو روحوں کے حلول کے قائل ہیں۔ ابو الحسن اشعری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اہل سنت و جماعت کے مقالات میں ذکر کیا کہ جنات انسان کے جسم میں داخل ہو کر اسے بیہوش کر دیتے ہیں، چنانچہ قرآن کریم میں ہے اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ،، عبد اللہ بن احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے اپنے والد سے کہا لوگ کہتے ہیں کہ جنات انسان کے بدن میں داخل نہیں ہوتے تو اُنہوں نے کہا اے میرے بیٹے! وہ لوگ جھوٹ بولتے ہیں وہ انسان کی زبان پر کلام کرتے ہیں۔

ابو داؤد نے ام ابان کی حدیث ذکر کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اُخْرُجْ عَدُوَّ اللّٰهِ ،، اللہ کے دشمن باہر نکل۔ اسی طرح اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ حضور نے فرمایا: اللہ کے دشمن باہر نکل میں اللہ کا رسول ہوں " صلی اللہ علیہ وسلم " قاضی عبد الجبار نے کہا جنات کے جسم ہوا کی مانند ہیں۔ ان کا انسان کے جسم میں داخل ہونا ممنوع نہیں جیسے ہوا اور سانس آتا جاتا ہے (عینی)

اقول،، یہ امر مسلم ہے کہ شیطان ابو الجن ہے۔ شیطان کی اولاد بھی ہے اور حدیث شریف میں شیطان کا انسان کے جسم میں خون کی طرح سرایت کرنا ثابت ہے۔ لہٰذا جنات کا انسان میں سرایت

۶۱۹۲ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا مَخْلَدٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ أَنَّهُ رَأَى أُمَّ زُفَرَ تِلْكَ امْرَأَةً طَوِيلَةً سَوْدَاءَ عَلَى سِتْرِ الْكَعْبَةِ

کرنا امر واضح ہے جس کا انکار کرنا صریح نصوص کے خلاف ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۶۱۹۱ــــ ترجمہ: عطاء بن ابی رباح نے کہا مجھے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کیا میں تجھے جنتی عورت نہ دکھاؤں؟ میں نے کہا کیوں نہیں (ضرور دکھائیں) انہوں نے کہا یہ کالی عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت حاضر ہوئی اور عرض کیا میں بیہوش ہوجاتی ہوں اور شرمگاہ برہنہ ہوجاتی ہے میرے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں فرمایا اگر چاہتی ہے تو صبر کر تیرے لئے جنت ہے اگر چاہتی ہے تو میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ تجھے تندرستی دے اُس نے کہا میں صبر کرتی ہوں اور کہا میں برہنہ ہوجاتی ہوں اللہ سے دعا فرمائیں کہ میں برہنہ نہ ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے دعا فرمائی۔

۶۱۹۱ شرح: سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حالت پر صبر کرنے اور جنتی ہونے اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ سے تندرستی کی دعا کرنے میں اختیار دیا تو اُس نے صبر اختیار کیا اور کہا یہ ضرور دعا فرمائیں کہ میں بیہوشی میں برہنہ نہ ہو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے دعا کی اس کے بعد وہ بیہوشی کی حالت میں برہنہ نہ ہوتی تھی،، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بیہوشی ہوجانے پر ثواب حاصل ہوتا ہے اور مصیبت کو اختیار کرنے اور اس پر صبر کرنے پر جنت حاصل ہوتی ہے اور رخصت کی نسبت سختی کو اختیار کرنے میں فضیلت ہے۔ بشرطیکہ وہ جانتا ہو کہ مصیبت کی سختی لمبی ہونے کی صورت وہ صبر کرسکے گا اور اس کے التزام سے کمزور نہ ہوگا (عینی)

۶۱۹۲ــــ ترجمہ: عطاء نے بیان کیا کہ انہوں نے اُمِّ زُفر کو دیکھا وہ لمبے قد والی کالی عورت تھی جو کعبہ کے پردہ پر بیٹھی تھی۔

۶۱۹۲ــــ شرح: حسن بن مسلم نے بیان کیا کہ انہوں نے طاؤس سے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مجنون لائے جاتے حضور اُن کے سینہ پر دست اقدس رکھتے تو وہ تندرست ہوجاتا حضور کے پاس ایک مجنونہ عورت حاضر کی گئی جسے اُمِّ زُفر کہا جاتا تھا اس کے سینہ پر ہاتھ رکھا تو وہ تندرست نہ ہوئی اور اس کا شیطان باہر نہ نکلا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان دُنیا میں اس کے ساتھ رہے گا اور اس عورت کے لئے آخرت بہتر ہے یہ عورت کعبہ کے پردے

٦١٩٣ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ قَالَ حَدَّثَنِی ابْنُ الْہَادِ عَنْ عَمْرٍو مَوْلَی الْمُطَّلِبِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُولُ إِنَّ اللّٰہَ قَالَ إِذَا ابْتَلَیْتُ عَبْدِی بِحَبِیبَتَیْہِ فَصَبَرَ عَوَّضْتُہُ مِنْہُمَا الْجَنَّۃَ یُرِیدُ عَیْنَیْہِ تَابَعَہُ أَشْعَثُ بْنُ جَابِرٍ وَأَبُو ظِلَالٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

پر بیٹھی رہتی تھی۔ بزار نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ اس عورت نے کہا مجھے ڈر رہتا ہے کہ وہ خبیث مجھے برہنہ کر دے گا حضور نے اس کے لئے دعاء فرمائی۔ اس کے بعد جب بھی اسے خوف لاحق ہوتا کہ جن اس کے پاس آ رہا ہے تو وہ کعبہ کے پردوں سے لپٹ جاتی تھی۔ (عینی)

باب اس شخص کی فضیلت جس کی نظر جاتی رہے "

٦١٩٣ــــ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب اپنے بندے کی اس کی دو محبوب چیزوں (آنکھوں) سے آزمائش کرتا اور وہ صبر کرے تو اس کو ان کے عوض جنت عطا کرتا ہوں حبیبتیہ سے مراد دو آنکھیں ہیں،، اشعث بن جابر اور ابو ظلال نے انس سے روایت کرنے میں عمرو کی متابعت کی۔

ــ٦١٩٣ شرح : آنکھیں انسان کے محبوب اعضاء سے ہیں ان پر صبر کرنے کے معنیٰ یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے صبر کرنے والوں کے لئے جو ثواب کا وعدہ کیا اس کی امید پر طالب ثواب رہے اور کسی سے عدم بصر کا شکویٰ نہ کرے اور نہ قلق و اضطرار کا اظہار کرے۔ حدیث شریف میں ہے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب میں اپنے عبد کی دنیا میں آنکھیں سلب کر دوں تو میرے پاس اس کی جزاء صرف جنت ہے۔ واللہ و رسولہ اعلم!

بَابُ عِيَادَةِ النِّسَاءِ الرِّجَالَ وَعَادَتْ

أُمُّ الدَّرْدَاءِ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْمَسْجِدِ مِنَ الْأَنْصَارِ

۶۱۹۴ـــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وُعِكَ أَبُو بَكْرٍ وَبِلَالٌ قَالَتْ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِمَا فَقُلْتُ يَا أَبَتِ كَيْفَ تَجِدُكَ وَيَا بِلَالُ كَيْفَ تَجِدُكَ قَالَتْ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ إِذَا أَخَذَتْهُ

باب عورتوں کا مردوں کی عیادت کرنا

اور ام درداء رضی اللہ عنہا نے انصار میں سے مسجد میں رہنے والے ایک آدمی کی بیمار پرسی کی

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ابودرداء کی دو بیویاں تھیں اُن میں سے ہر ایک کو ام درداء کہا جاتا تھا ایک کبریٰ اس کا نام خیرہ بنت ابو حدرد عبداللہ اسلمیہ ہے وہ صحابیہ ہیں اور فضلاء عقلمند عورتوں سے ہیں وہ ابودرداء سے پہلے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ملک شام میں فوت ہو گئی تھیں اور دوسری بیوی ام درداء صغریٰ ہے اس کا نام ھجیمہ بنت حیی وصابیہ ہے۔ ابوعمر نے کہا ہمیں ایسی کوئی خبر نہیں پہنچی جس سے معلوم ہو کہ وہ صحابیہ ہے یا اُس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے۔ جب ابودرداء فوت ہوگئے تو حضرت امیر معاویہ نے انہیں شادی کا پیغام بھیجا جس کا اُس نے انکار کر دیا اور معاویہ رضی اللہ عنہ سے نکاح نہ کیا دریافت طلب امر یہ ہے کہ کونسی ام درداء ہے جس نے مسجد میں رہنے والے کسی انصاری آدمی کی عیادت کی تھی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ صغریٰ ام درداء ہے، کیونکہ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ادب مفرد میں یہ اثر حارث بن عُبید کے طریق سے ذکر کیا ہے اور حارث شامی تابعی صغیر ہے اس کی ام درداء کبریٰ سے ملاقات نہیں ہوئی؛ کیونکہ وہ ابودرداء کی وفات سے پہلے حضرت عثمان کی خلافت میں فوت ہو گئی تھی۔ حارث ابن عبید نے کہا میں نے ام درداء کو لکڑی کے کجاوہ پر دیکھا جن پر پردہ نہ تھا وہ انصاری آدمی کی عیادت کو جا رہی تھی۔ ام درداء صغریٰ عبدالملک بن مروان کے آخر عہد خلافت تک بقید حیات رہی تھی اور اکیاسی (۸۱) ہجری میں کبریٰ کے پچاس برس بعد فوت ہوئی تھی۔ لہٰذا یہی ام درداء عیادت کرنے والی ہے کبریٰ نہیں

الْحُمّٰی يَقُوْلُ كُلُّ امْرِئٍ مُصَبَّحٌ فِيْ أَهْلِهٖ ۞ وَالْمَوْتُ أَدْنٰى مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهٖ
وَكَانَ بِلَالٌ إِذَا أُقْلِعَتْ عَنْهُ يَقُوْلُ ۞ أَلَا لَيْتَ شِعْرِيْ هَلْ أَبِيْتَنَّ لَيْلَةً
بِوَادٍ وَحَوْلِيْ إِذْخِرٌ وَجَلِيْلٌ ۞ وَهَلْ أَرِدَنْ يَوْمًا مِيَاهَ مَجَنَّةٍ ۞ وَهَلْ يَبْدُوَنْ
لِيْ شَامَةٌ وَطَفِيْلٌ ۞ قَالَتْ عَائِشَةُ فَجِئْتُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَأَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ اللّٰهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِيْنَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ اللّٰهُمَّ وَ
صَحِّحْهَا وَبَارِكْ لَنَا فِيْ مُدِّهَا وَصَاعِهَا وَانْقُلْ حُمَّاهَا فَاجْعَلْهَا بِالْجُحْفَةِ

۶۱۹۴ — ترجمہ : ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو ابوبکر اور بلال رضی اللہ عنہما دونوں بیمار ہوگئے۔ ام المؤمنین نے کہا میں دونوں کے پاس گئی میں نے کہا اے ابا جان کیا حال ہے اے بلال کیا حال ہے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جب بخار ہوتا تو وہ فرماتے! ؎ ہر آدمی اپنے اہلِ خانہ میں صبح کرتا ہے حالانکہ موت اس کے جوتے کے تسمہ سے بھی زیادہ قریب ہے۔" اور جب بلال کا بخار اُترتا تو وہ کہتے ؎ کاش میں ایسی وادی میں رات بسر کرتا کہ میرے اِردگرد اِذخر اور جلیل گھاس ہوتے۔ کیا میں کسی روز مجنّہ کے پانیوں تک پہنچوں گا کیا میرے سامنے شامہ اور طفیل پہاڑ ظاہر ہوں گے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ سے واقعہ بیان کیا تو حضور نے فرمایا اے اللہ! مدینہ منورہ ہمیں محبوب کر دے جیسے ہم مکہ مکرمہ سے محبت کرتے ہیں یا اس سے بھی زیادہ محبت عطا کر اور مدینہ منورہ کی آب و ہوا صحیح کر دے اور ہمارے لئے اس کے مُدّ اور صاع میں برکت کر اور اس کا بخار نقل کر کے جحفہ میں کر دے۔

۶۱۹۴ — شرح : مجنّہ مکہ مکرمہ سے چند میل دُور جگہ ہے۔ یہ جاہلیت میں منڈی تھی شامہ اور طفیل مکہ مکرمہ کے پہاڑ ہیں جُحفہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ایک مقام اہلِ شام وہاں سے احرام باندھتے ہیں۔ بعض علماء نے کہا بخار عرض ہونے کے باوجود منتقل ہوسکتا ہے۔ چونکہ عرض کا وجود محل سے علیحدہ نہیں ہوسکتا اس کا وجود محل کا وجود ہوتا ہے۔ اس لئے حدیث کا صحیح معنیٰ یہ ہے کہ مدینہ منورہ سے بخار معدوم کر دے اور جُحفہ میں ظاہر کر دے وہاں کے رہنے والے یہودی تھے جو مسلمانوں کے سخت دشمن تھے اس لئے ان کے لئے بددعاء کی اور مسلمانوں سے اچھا

بَابُ عِيَادَةِ الصِّبْيَانِ

۶۱۹۵ — حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي عَاصِمٌ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عُثْمَانَ عَنْ أُسَامَةَ ابْنِ زَيْدٍ أَنَّ ابْنَةً لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَتْ إِلَيْهِ وَهُوَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَعْدٌ وَأُبَيٌّ نَحْسِبُ أَنَّ ابْنَتِي قَدْ حُضِرَتْ فَاشْهَدْنَا فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا السَّلَامَ وَيَقُولُ إِنَّ لِلّٰهِ مَا أَخَذَ وَمَا أَعْطَى وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِأَجَلٍ مُسَمًّى فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ فَأَرْسَلَتْ تُقْسِمُ عَلَيْهِ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقُمْنَا فَرُفِعَ الصَّبِيُّ فِي حَجْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَفْسُهُ تَقَعْقَعُ فَفَاضَتْ عَيْنَا النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ مَا هٰذَا يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ هٰذِهِ رَحْمَةٌ وَضَعَهَا اللهُ فِي قُلُوبِ مَنْ شَاءَ مِنْ عِبَادِهِ وَلَا يَرْحَمُ اللهُ مِنْ عِبَادِهِ إِلَّا الرُّحَمَاءَ

الادہ کیا۔ اوّل یہ امر مسلم ہے کہ عرض کا وجود محل سے علیحدہ وجود نہیں لیکن یہ امر بھی مسلم ہے کہ عالم مثال میں افعال کا وجود ہے، حالانکہ افعال تمام اعراض ہیں قرآن کریم میں ہے کہ قیامت میں اعمال کا وزن کیا جائے گا پھر اس کی دوسری حدیث بھی تائید کرتی ہے کہ خواب میں دیکھا کہ مدینہ منورہ سے ایک عورت پراگندہ حال نکل کر جحفہ چلی گئی جس کی تعبیر نقلِ بخار تھا۔

باب بچوں کی عیادت کرنا

۶۱۹۵ — ترجمہ: اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

بَابُ عِيَادَةِ الْاَعْرَابِ

۶۱۹۶ — حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ اَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُخْتَارٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰى مَرِيْضٍ يَعُوْدُهٗ قَالَ لَهٗ لَا بَاْسَ طَهُوْرٌ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ قَالَ قُلْتُ طَهُوْرٌ كَلَّا بَلْ هِيَ حُمّٰى تَفُوْرُ اَوْ تَثُوْرُ عَلٰى شَيْخٍ كَبِيْرٍ تُزِيْرُهُ الْقُبُوْرَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَعَمْ اِذَنْ

کی صاحبزادی (زینب) رضی اللہ عنہا نے حضور کو پیغام بھیجا جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وہ اور سعد ابن عبادہ ۔ راوی کے گمان میں ابی بن کعب بھی حضور کے ساتھ تھے کہ میری بیٹی موت کے قریب ہے۔ آپ تشریف لائیں۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیغام بھیجا اللہ ہی کا تھا جو اس نے لے لیا اور دیا اور اس کے نزدیک ہر شئی ایک مقررہ مدت تک ہے پس وہ ثواب کی امیدوار رہیں اور صبر کریں۔ صاحبزادی نے پھر پیغام بھیجا اس حال میں کہ حضور کو قسم دی کہ ضرور تشریف لائیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور ہم بھی آپ کے ساتھ اُٹھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں بچہ رکھا گیا جبکہ اس کا سانس اکھڑ رہا تھا اور بے قرار تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تو سعد بن عبادہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ کیا؟ حضور نے فرمایا یہ رحمت ہے اللہ تعالیٰ جن کے دلوں میں چاہے رکھ دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے رحم کرنے والوں پر ہی رحم کرتا ہے۔

۶۱۹۵ — شرح: سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ صاحبزادہ سیّدہ زینب تھیں اور فوت ہونے والا شہزادہ علی تھا۔ رضی اللہ عنہ۔ سعد بن عبادہ نے یہ خیال کیا کہ ایسے وقت میں صبر کرنا چاہیئے۔ حضور کیوں رو رہے ہیں جس کا جواب حضور نے دیا کہ یہ رحمت ہے صبر کے منافی نہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کے دلوں میں ڈالتا ہے جو دوسروں پر رحم کرتے ہیں اور یہ صحیح ہے کہ اللہ تعالیٰ کی سو رحمتیں ہیں اُن میں سے ایک رحمت اللہ تعالیٰ نے جنات، انسانوں، بہائم اور حشرات میں رکھی ہے جس کے باعث وہ ایک دوسرے سے شفقت کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے وحشی اپنے بچوں پر رحم کرتے ہیں اور بقایا ننانوے رحمتیں قیامت میں اپنے بندوں پر نازل فرمائے گا۔

بَابُ عِيَادَةِ الْمُشْرِكِ

۶۱۹۷ — حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ غُلَامًا لِيَهُودَ كَانَ يَخْدُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب اعراب کی بیمار پرسی کرنا

۶۱۹۶ — ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک اعرابی کی عیادت کرنے تشریف لے گئے۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی کی بیمار پرسی کرنے تشریف لے جاتے تو فرماتے کوئی حرج نہیں ان شاء اللہ یہ گناہ معاف کرے گی۔ اس اعرابی نے کہا آپ کہتے ہیں۔ یہ طہور ہے ہرگز نہیں بلکہ یہ بخار ہے جو بوڑھے پر جوش مارتا ہے اس کو قبروں تک پہنچائے گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں یہی سہی۔

۶۱۹۶ — شرح: اعراب وہ لوگ ہیں جو دیہات میں رہتے ہیں۔ شہروں میں اقامت نہیں کرتے اور ضروری کام کے بغیر شہروں میں آتے ہی نہیں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بخار طہور ہے گناہوں سے پاک کر دیتا ہے جس کا اعرابی نے جواب دیا کیا یہ طہور رہے؟ بلکہ یہ بیماری ہے جو اسے قبر تک پہنچائے گی۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تیرا گمان یہی ہے تو عنقریب یہ پورا ہو جائے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا اور وہ بہت جلد صبح کو مر گیا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ امام کے لئے اپنی رعیت کے بیماروں کی عیادت کرنے میں نقص نہیں۔ اگرچہ بیمار سخت قلب ہی کیوں نہ ہو اس میں اس کے اہل خانہ کی خاطر داری بھی ہے۔ اسی طرح عالم جاہل کی عیادت کرے اور اسے وعظ نصیحت کرے جس سے اسے نفع ہو اور اس کو صبر کی تلقین کرے تاکہ بیماری کو برا نہ جانے جس سے اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہو جائے۔

باب مشرک کی عیادت کرنا

۶۱۹۷ — ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی کا لڑکا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا بیمار ہو گیا تو اس کے

فَمَرِضَ فَأَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُهُ فَقَالَ أَسْلِمْ فَأَسْلَمَ وَقَالَ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْهِ لَمَّا حُضِرَ أَبُوْ طَالِبٍ جَاءَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بَابُ إِذَا عَادَ مَرِيْضًا فَحَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَصَلّٰى بِهِمْ جَمَاعَةً

۶۱۹۷ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهِ نَاسٌ يَعُوْدُوْنَهُ فِيْ مَرَضٍ فَصَلّٰى بِهِمْ جَالِسًا فَجَعَلُوْا يُصَلُّوْنَ قِيَامًا فَأَشَارَ إِلَيْهِمْ أَنِ اجْلِسُوْا فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ إِنَّ الْإِمَامَ لَيُؤْتَمُّ بِهِ فَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوْا وَإِذَا صَلّٰى جَالِسًا فَصَلُّوْا جُلُوْسًا قَالَ الْحُمَيْدِيُّ هٰذَا الْحَدِيْثُ مَنْسُوْخٌ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آخِرَ مَا صَلّٰى صَلّٰى قَاعِدًا وَالنَّاسُ خَلْفَهُ قِيَامٌ

پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عیادت کرنے تشریف لے گئے اور اسے فرمایا مسلمان ہو جا وہ مسلمان ہو گیا۔ سعید بن مسیب نے اپنے والد سے ذکر کیا جب ابوطالب بیمار ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے گئے۔ ابوطالب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا تھا ان کا نام عبد مناف ہے (عینی)

(حدیث : ۱۲۶۷ - ج ۲ کی شرح دیکھیں)

بَابُ وَضْعِ الْيَدِ عَلَى الْمَرِيْضِ

۱۹۸ ـ ـــــ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَخْبَرَنَا الْجُعَيْدُ عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ سَعْدٍ اَنَّ اَبَاهَا قَالَ تَشَكَّيْتُ بِمَكَّةَ شَكْوٰى شَدِيْدًا فَجَاءَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُنِيْ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اِنِّيْ اَتْرُكُ مَالًا وَاِنِّيْ لَمْ اَتْرُكْ اِلَّا ابْنَةً وَاحِدَةً فَاُوْصِيْ بِثُلُثَيْ مَالِيْ وَاَتْرُكُ الثُّلُثَ قَالَ لَا قُلْتُ فَاُوْصِيْ بِالنِّصْفِ وَاَتْرُكُ النِّصْفَ قَالَ لَا قُلْتُ

باب جب بیمار کی عیادت کی اور نماز کا وقت ہو گیا تو لوگوں کو با جماعت نماز پڑھائی۔

یعنی جب لوگ بیمار کی عیادت کو جائیں اور نماز کا وقت ہو جائے تو مریض لوگوں کو وہیں نماز با جماعت پڑھائے ،،

۱۹۷ ـــــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری میں لوگ آپ کی عیادت کو آئے تو آپ نے ان کو بیٹھ کر نماز پڑھائی لوگ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے تو حضور نے ان کو اشارہ کیا کہ بیٹھ جاؤ جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا امام کی اقتداء کی جائے جب وہ رکوع کرے تو تم رکوع کرو جب وہ سر اٹھائے تو تم سر اٹھاؤ اگر امام بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم بھی بیٹھ جاؤ۔

امام بخاری نے کہا یہ حدیث منسوخ ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری نماز بیٹھ کر پڑھی اور آپ کے پیچھے لوگ کھڑے تھے (امام ابو حنیفہ اور امام شافعی رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ مذکور حدیث میں منسوخ صرف لوگوں کا امام پیچھے بیٹھنا ہے۔

باب مریض پر ہاتھ رکھنا

بِالثُّلُثِ وَاَتْرُكُ لَهَا الثُّلُثَيْنِ قَالَ الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيْرٌ ثُمَّ وَضَعَ يَدَهٗ عَلٰى جَبْهَتِهٖ ثُمَّ مَسَحَ وَجْهِيْ وَبَطْنِيْ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ اشْفِ سَعْدًا وَاَتْمِمْ لَهٗ هِجْرَتَهٗ فَمَا زِلْتُ اَجِدُ بَرْدَهٗ عَلٰى كَبِدِيْ فَمَا يُخَالُ اِلَيَّ حَتَّى السَّاعَةِ

۶۱۹۸ — ترجمہ : عائشہ بنت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اُن کے والد نے کہا میں مکہ مکرمہ میں سخت بیمار ہُوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میری بیمار پُرسی کرنے تشریف لائے میں نے عرض کیا یا نبی اللہ! میں کچھ مال چھوڑ رہا ہوں اور میری صرف ایک ہی لڑکی ہے جسے چھوڑ رہا ہوں۔ کیا میں دو تہائی مال وصیت کر دوں؟ اور ایک تہائی رہنے دوں فرمایا ایسا نہ کرو۔ میں نے عرض کیا آدھا مال وصیت کر دوں؟ اور آدھا رہنے دوں فرمایا یہ بھی نہ کرو۔ میں نے عرض کیا پھر میں ایک تہائی مال وصیت کروں اور دو تہائی رہنے دوں۔ فرمایا ایک تہائی مال وصیت کرو یہ بھی زیادہ ہے۔ پھر حضور نے اپنا دستِ اقدس سعد کی پیشانی پر رکھا پھر میرے چہرے اور پیٹ کو مسح کیا اور فرمایا اے اللہ! سعد کو شفا دے اور اس کی ہجرت پُوری کر دے اس کے بعد میں ہمیشہ اپنے جگر میں اس کی ٹھنڈک پاتا رہا مجھے خیال ہے کہ اس گھڑی تک وہ ٹھنڈک پاتا ہوں۔

۶۱۹۸ — شرح : عائشہ بنت سعد بن ابی وقاص ہے رضی اللہ عنہا جس کے لئے حضرت سعد نے کہا میری صرف ایک ہی بیٹی ہے وہ اُمِّ حکم کبریٰ ہے اور اس حصر سے خاص حصر مراد ہے۔ یعنی میری اولاد میں صرف میری ایک بیٹی ہے ورنہ سعد کے چچا کے بیٹے تھے جو ان کے لبطور عصبہ وارث تھے اور بیویاں بھی تھیں جو آٹھویں حصّہ کی وارث تھیں۔

قولہ علی جبھتہٖ ،، یعنی سعد کی پیشانی پر دستِ اقدس رکھا۔ ابوذر کشمیہنی نے "علی جبھتی" روایت کیا ہے۔ یعنی سعد نے کہا حضور نے میری پیشانی پر دستِ اقدس رکھا اور دُعا فرمائی اے اللہ سعد کی ہجرت مکمل کر دے اور اس کو اس جگہ نہ چھوڑ جہاں سے اُس نے ہجرت کی ہے اور اللہ کے لئے اُسے چھوڑا ہے۔

(حدیث ۲۵۵۵ تا ۲۵۵۷ کی شرح دیکھیں)

۶۱۹۹ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنِ الْحٰرِثِ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ دَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُوْعَكُ فَمَسِسْتُهٗ بِيَدِيْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّكَ لَتُوْعَكُ وَعْكًا شَدِيْدًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَجَلْ اِنِّيْ اُوْعَكُ كَمَا يُوْعَكُ رَجُلَانِ مِنْكُمْ فَقُلْتُ ذٰلِكَ اَنَّ لَكَ اَجْرَيْنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَجَلْ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيْبُهٗ اَذًى مَرَضٌ فَمَا سِوَاهُ اِلَّا حَطَّ اللّٰهُ لَهٗ سَيِّاٰتِهٖ كَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا

بَابُ مَا يُقَالُ لِلْمَرِيْضِ وَمَا يُجِيْبُ

۶۲۰۰ — حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنِ الْحٰرِثِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اَتَيْتُ

۶۱۹۹ — ترجمہ : عبداللہ بن مسعود نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ سخت بیمار تھے۔ میں نے آپ کو اپنے ہاتھ سے مس کیا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کو سخت بخار ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں مجھے تم سے دو آدمیوں کے برابر بخار ہے میں نے عرض کیا آپ کو ثواب بھی دوگنا ملتا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! میں نے عرض کیا یہ اس لئے ہے کہ آپ کو دوگنا ثواب حاصل ہوتا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں درست ہے پھر حضور نے فرمایا جس بھی مسلمان کو مرض وغیرہ کی اذیت پہنچے اللہ تعالیٰ اس کے سارے گناہ گرا دیتا ہے جیسے درخت اپنے ورق گراتا ہے۔

(حدیث ۵۱۸۷ ج : ۹ کی شرح دیکھیں)

أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرَضِهِ فَمَسِسْتُهُ وَهُوَ يُوعَكُ
وَعْكًا شَدِيدًا فَقُلْتُ إِنَّكَ لَتُوعَكُ وَعْكًا شَدِيدًا وَذَاكَ أَنَّ
لَكَ أَجْرَيْنِ قَالَ أَجَلْ وَمَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيبُهُ أَذًى إِلَّا حَاتَّتْ
عَنْهُ خَطَايَاهُ كَمَا تَحَاتُّ وَرَقُ الشَّجَرِ

٦٢٠١ — حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ
عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
دَخَلَ عَلَى رَجُلٍ يَعُودُهُ قَالَ لَا بَأْسَ طَهُورٌ إِنْ شَاءَ اللهُ فَقَالَ كَلَّا بَلْ
هِيَ حُمَّى تَفُورُ عَلَى شَيْخٍ كَبِيرٍ كَيْمَا تُزِيرَهُ الْقُبُورَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَعَمْ إِذَنْ

باب مریض سے کیا کہا جائے اور وہ کیا جواب دے ""

٦٢٠٠ — ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کی حالت میں حاضرِ خدمت ہُوا میں نے آپ کو مس کیا جبکہ حضور کو سخت بخار تھا میں نے عرض کیا حضور کو سخت بخار ہے یہ اس لئے کہ آپ کے لئے دوگنا ثواب ہے فرمایا ہاں! کسی بھی مسلمان کو کوئی اذیت پہنچے تو اس کے تمام گناہ اس سے گر جاتے ہیں جیسے درختوں کے پتے گرتے ہیں۔

٦٢٠١ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک آدمی کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے اور فرمایا کوئی حرج نہیں۔ ان شاء اللہ یہ گناہ صاف کرے گا۔ اُس نے کہا ہرگز نہیں بلکہ یہ بخار ہے جو بوڑھے شخص پر جوش مار رہا ہے تاکہ اس کو قبروں میں پہنچائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں

بَابُ عِيَادَةِ الْمَرِيضِ رَاكِبًا وَمَاشِيًا وَرِدْفًا عَلَى الْحِمَارِ ۲۲

۶۲۰۲ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ أُسَامَةَ ابْنَ زَيْدٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكِبَ عَلَى حِمَارٍ عَلَى إِكَافٍ عَلَى قَطِيفَةٍ فَدَكِيَّةٍ وَأَرْدَفَ أُسَامَةَ وَرَاءَهُ يَعُودُ سَعْدَ ابْنَ عُبَادَةَ قَبْلَ وَقْعَةِ بَدْرٍ فَسَارَ حَتَّى مَرَّ بِمَجْلِسٍ فِيهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُولَ وَذٰلِكَ قَبْلَ أَنْ يُسْلِمَ عَبْدُ اللّٰهِ وَفِي الْمَجْلِسِ أَخْلَاطٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُشْرِكِينَ عَبَدَةِ الْأَوْثَانِ وَالْيَهُودِ وَفِي الْمَجْلِسِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ فَلَمَّا غَشِيَتِ الْمَجْلِسَ عَجَاجَةُ الدَّابَّةِ خَمَّرَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ أَنْفَهُ بِرِدَائِهِ قَالَ لَا تُغَبِّرُوا عَلَيْنَا فَسَلَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَقَفَ وَنَزَلَ فَدَعَاهُمْ إِلَى اللّٰهِ فَقَرَأَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنَ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ يَا أَيُّهَا الْمَرْءُ

یہی سی،، (حدیث : ۵۱۹۵ جلد : ۹ کی شرح دیکھیں)

باب سوار اور پیادہ یا اور کسی کو گدھے پر پیچھے بٹھا کر بیمار کی عیادت کرنا

۶۲۰۲ — ترجمہ : عروہ سے روایت ہے کہ اُسامہ بن زید نے انہیں خبر دی کہ نبی کریم

إِنَّهُ لَا أَحْسَنَ مِمَّا تَقُوْلُ إِنْ كَانَ حَقًّا فَلَا تُؤْذِنَا بِهِ فِي مَجَالِسِنَا
وَارْجِعْ إِلَى رَحْلِكَ فَمَنْ جَاءَكَ فَاقْصُصْ عَلَيْهِ قَالَ ابْنُ رَوَاحَةَ
بَلَى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاغْشَنَا بِهِ فِي مَجَالِسِنَا فَإِنَّا نُحِبُّ ذٰلِكَ فَاسْتَبَّ
الْمُسْلِمُوْنَ وَالْمُشْرِكُوْنَ وَالْيَهُوْدُ حَتّٰى كَادُوْا يَتَثَاوَرُوْنَ فَلَمْ
يَزَلِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَفِّضُهُمْ حَتّٰى سَكَتُوْا فَرَكِبَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَابَّتَهُ حَتّٰى دَخَلَ عَلَى سَعْدِ ابْنِ عُبَادَةَ
فَقَالَ لَهُ أَيْ سَعْدُ أَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالَ أَبُوْ حُبَابٍ يُرِيْدُ عَبْدَ اللّٰهِ
ابْنَ أُبَيٍّ قَالَ سَعْدٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اعْفُ عَنْهُ وَاصْفَحْ فَلَقَدْ
أَعْطَاكَ اللّٰهُ مَا أَعْطَاكَ وَلَقَدِ اجْتَمَعَ أَهْلُ هٰذِهِ الْبَحْرَةِ
أَنْ يُتَوِّجُوْهُ فَيُعَصِّبُوْهُ فَلَمَّا رَدَّ ذٰلِكَ بِالْحَقِّ الَّذِي أَعْطَاكَ
اللّٰهُ شَرِقَ بِذٰلِكَ فَذٰلِكَ الَّذِي فَعَلَ بِهِ مَا رَأَيْتَ

صلی اللہ علیہ وسلم گدھے پر سوار ہوئے جس پر پالان تھا اس کے اوپر فدک کی چادر تھی اور اُسامہ کو اپنے پیچھے بٹھایا ہوا تھا۔ اس حال میں کہ جنگ بدر سے پہلے سعد بن عبادہ کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ حضور چلتے رہے حتیٰ کہ ایک مجلس کے پاس سے گزرے جس میں عبد اللہ بن اُبی بن سلول تھا۔ یہ عبد اللہ کے مسلمان ہونے سے پہلے کا واقعہ ہے۔ اس مجلس میں ملے جلے لوگ، مسلمان، مشرک، بُت پرست اور یہودی تھے اور اُس مجلس میں عبد اللہ بن رواحہ بھی تھے جب سواری کے غبار نے مجلس کو ڈھانپ لیا تو عبد اللہ بن اُبی نے اپنی چادر سے ناک ڈھانپ لیا اور کہا ہم پر غبار نہ ڈالو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کہا اور وہاں ٹھہر گئے پھر سواری سے اُترے اور انہیں دعوت اسلام دی اور اُن پر قرآن پڑھا تو عبد اللہ بن اُبی نے کہا اے آدمی! جو تو کہتا ہے ہم اسے اچھا نہیں جانتے ہیں اگر یہ حق ہے تو ہماری مجلس میں ہمیں اذیت نہ پہنچاؤ اور اپنے گھر چلے جاؤ ہم میں سے جو کوئی

۶۲۰۳ ـــ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدٍ هُوَ ابْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُنِي لَيْسَ بِرَاكِبِ بَغْلٍ وَّلَا بِرْذَوْنٍ

تمہارے پاس آئے اس سے بیان کرو۔ عبد اللہ بن رواحہ نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہ! آپ ہماری مجلس میں تشریف لایا کریں ہم اس سے محبت کرتے ہیں (اس کے بعد) مسلمان، مشرک اور یہودی ایک دوسرے کو گالی گلوچ کرنے لگے۔ قریب تھا کہ وہ آپس میں لڑ پڑیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو خاموش کراتے رہے حتی کہ وہ خاموش ہو گئے۔ پھر حضور سواری پر سوار ہو کر سعد بن عبادہ کے پاس تشریف لے گئے اور اسے فرمایا اے سعد! کیا جو کچھ ابو حباب نے کہا ہے تو نے سنا نہیں ہے؟ حضور کی ابو حباب سے مراد عبد اللہ بن اُبی تھا۔ سعد بن عبادہ نے کہا یا رسول اللہ! اس کو معاف فرما دیں اور درگزر کریں۔ بے شک و شبہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عظیم منصب دیا ہے جو آپ ہی کے لائق ہے اس شہر کے لوگ جمع ہوئے تھے کہ اس کو تاج پہنائیں اور اس کے سر پر پگڑی باندھیں جب یہ اس حق کے باعث جو اللہ نے آپ کو دیا ہے مسترد ہوا تو وہ اس وجہ سے غمناک ہوا اس وجہ سے اُس نے کیا ہے جو آپ نے دیکھا ہے۔

۶۲۰۲ ـــ **شرح**: عبد اللہ کا باپ اُبی اور سلول اس کی ماں ہے اس لئے لفظ ابن مرفوع عبد اللہ کی صفت ہے۔ اُبی کی صفت نہیں قولہ لا احسن مما تقول،، مفرد متکلم مضارع ہے اور من زایدہ ہے اور ما تقول اس کا مفعول بہ ہے۔ یعنی جو تو کہتا ہے میں اسے اچھا نہیں جانتا ہوں۔ یہ بھی احتمال ہے کہ احسن اسم تفضیل ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ جو تو کہتا ہے اس سے کوئی کلام اچھا نہیں یعنی تو اچھا کہتا ہے۔ اس نے یہ بطور استہزاء کہا تھا۔ ابو حباب عبد اللہ کی کنیت ہے۔ بحرہ بمعنی بلدہ ہے (شہر) اس شہر کے لوگوں کا مقصد یہ تھا کہ عبد اللہ کو اپنا بادشاہ بنائیں اور اس کے سر پر سیادت کا عمامہ باندھیں، لیکن نورِ خدا کی چمک سے غمناک ہو کر ناروا کلام کرنا شروع کیا اور غم کے گھونٹ بھرنے لگا

۶۲۰۳ ـــ **ترجمہ**: جابر رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کرنے تشریف لائے، حالانکہ آپ نہ خچر پر سوار تھے اور نہ ہی گھوڑے پر سوار ہو کر آئے تھے (پیدل چل کر تشریف لائے تھے)

بَابُ قَوْلِ الْمَرِيْضِ اِنِّیْ وَجِعٌ اَوْوَا رَاْسَاهُ

اَوِاشْتَدَّ بِیَ الْوَجَعُ وَقَوْلُ اَيُّوْبَ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ

۶۲۰۴ــــ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ ابْنِ اَبِیْ نَجِيْحٍ وَاَيُّوْبَ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ لَيْلٰی عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ مَرَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اُوْقِدُ تَحْتَ الْقِدْرِ فَقَالَ اَيُؤْذِيْكَ هَوَامُّ رَاْسِكَ قُلْتُ نَعَمْ فَدَعَا الْحَلَّاقَ فَحَلَقَهُ ثُمَّ اَمَرَنِیْ بِالْفِدَاءِ ــــ

باب مریض کا کہنا کہ میں بیمار ہوں یا اس کا وارَاسَاہُ کہنا یا یہ کہنا کہ میری بیماری سخت ہوگئی ہے

حضرت ایوب علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے فرمایا اے میرے پروردگار مجھے اذیّت پہنچی ہے اور تو بہت رحم کرنے والا ہے ،،

شرح : واراساہ ،، کے معنی ہیں سر میں درد کے باعث کہنا۔ ہائے میرا سر یا یہ کہنا مجھے بہت درد ہے۔ یعنی یہ کہنا جائز ہے یہ بے صبری میں داخل نہیں۔ بخاری کے بعض نسخوں میں باب کا عنوان یہ ہے۔ ،، مَا رُخِّصَ لِلْمَرِيْضِ اَنْ يَقُوْلَ اِنِّیْ وَجِعٌ ،، یعنی مریض کو یہ کہنے میں رخصت ہے کہ میں بیمار ہوں۔ حضرت ایوب علیہ الصّلوٰہ والسّلام کا یہ فرمانا منصب نبوّت کے منافی نہیں، کیونکہ انھوں نے یہ بطور دعا کہا تھا مخلوق سے شکوہ نہ تھا۔ لہٰذا یہ تسلیم و رضا کے منافی نہیں۔ حسن بصری رضی اللہ عنہ کے دانت میں درد تھا اُن کے معتقدین ان کی عیادت کو آئے جبکہ وہ یہ کہتے تھے رَبِّ اِنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ ،، ہر آدمی مرض کے باعث تکلیف محسوس کرتا ہے اور بیماری کا شکوہ کرتا ہے، لیکن مذموم شکوہ وہ ہے جس میں لوگوں کے سامنے مرض کی تکلیف ذکر کرے اگر اپنے بھائیوں کو بیماری کی خبر دے کہ وہ اس کے لئے شفاء کی دعا کریں

۶۲۰۵ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَبُو زَكَرِيَّا قَالَ أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ
ابْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَتْ
عَائِشَةُ وَارَأْسَاهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاكِ لَوْ كَانَ
وَأَنَا حَيٌّ فَأَسْتَغْفِرُ لَكِ وَأَدْعُو لَكِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ وَاثُكْلِيَاهُ وَاللّٰهِ
إِنِّي لَأَظُنُّكَ تُحِبُّ مَوْتِي وَلَوْ كَانَ ذَاكَ لَظَلِلْتَ آخِرَ يَوْمِكَ مُعَرِّسًا
بِبَعْضِ أَزْوَاجِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ أَنَا وَارَأْسَاهُ لَقَدْ هَمَمْتُ أَوْ أَرَدْتُ أَنْ أُرْسِلَ إِلَى
أَبِي بَكْرٍ وَابْنِهِ وَأَعْهَدَ أَنْ يَقُولَ الْقَائِلُونَ أَوْ يَتَمَنَّى الْمُتَمَنُّونَ
ثُمَّ قُلْتُ يَأْبَى اللّٰهُ وَيَدْفَعُ الْمُؤْمِنُونَ أَوْ يَدْفَعُ اللّٰهُ وَيَأْبَى الْمُؤْمِنُونَ

اور اس کا ہائے وائے کہنا استراحت ہے مخلوق سے شکوہ نہیں۔

۶۲۰۴ — ترجمہ: کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میرے پاس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
گزرے جبکہ میں ہنڈی کے نیچے آگ جلا رہا تھا۔ حضور نے فرمایا کیا تیرے
سر کی جوئیں تجھے اذیت پہنچا رہی ہیں۔ میں نے عرض کیا جی ہاں! حضور نے حجام کو بلوایا اس نے کعب
کے بال مونڈھ دیئے پھر مجھے فدیہ دینے کا حکم فرمایا۔
(حدیث : ۱۹۹۸ - جلد : ۲ کی شرح دیکھیں)

۶۲۰۵ — ترجمہ: یحییٰ بن سعید نے کہا میں نے قاسم بن محمد بن بکر صدیق رضی اللہ عنہم
کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: "وا راساہ"
یہ کلمہ مردہ کے ندبہ میں کہا جاتا ہے " جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تو فوت ہو گئی اور
میں زندہ رہا تو تیرے لیئے اللہ سے مغفرت طلب کروں گا اور دعاء کروں گا۔ ام المؤمنین عائشہ
رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہائے افسوس! بخدا میرا گمان ہے کہ آپ میری موت پسند فرماتے ہیں۔ اگر ایسا ہو گیا
(میں مر گئی) تو دوسرے روز ہی آپ دوسری بیویوں کے ساتھ رات گزاریں گے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

نے فرمایا بلکہ میں "وَارَأْسَاہُ" (یہ ندبہ میرے حق میں ہے) میں نے قصدیا ارادہ کیا ہے کہ ابوبکر اور اُن کے بیٹے کو پیغام بھیجوں اور انہیں وصیت کروں کہ کہنے والے کچھ کہہ نہ سکیں اور خواہش کرنے والے خواہش نہ کریں پھر میں نے کہا اللہ انکار کرے گا اور مومن مدافعت کریں گے یا اللہ مدافعت کرے گا اور مومن انکار کریں گے۔

۶۲۰۵ — شرح: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے سر درد تھا اس لئے اُنھوں نے فرمایا "وارأساہ" کہا یہ ندبہ ہے جو تکلیف کے وقت کیا جاتا ہے یا کسی کی موت پر کیا جاتا ہے جیسے خاتونِ جنت سلام اللہ علیہا نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت ندبہ کیا اور فرمایا: یا ابتاہ الی جبرائیل ننعاہُ" اے میرے والد محترم ہم جبرائیل کو آپ کی وفات کی خبر کرتے ہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ذاکِ لو کانَ الخ یعنی اگر تو فوت ہوگئی اور میں زندہ ہُوا تو تیرے لئے دُعاءِ مغفرت کروں گا۔ ایک روایت میں ہے تجھے کفن دوں گا اور نماز جنازہ پڑھوں گا پھر دفن کروں گا۔ یہ سُن کر ام المؤمنین نے فرمایا: "واثکلیاہ" یہ بھی ندبہ ہے۔ اس کے معنی ہیں عورت کا مردہ کے بستر پہ رونا۔ یہ مصدر ہے یا عورت کی صفت ہے جس کا بچہ گم ہوگیا ہو اگر یہ مصدر ہے تو ثاء مضموم ہے اور لام مکسور ہے۔ اگر اسم ہے تو ثاء مفتوح اور لام بھی مفتوح ہے۔ کہا جاتا ہے "ثکلتہ امہ ثکلاً" اس کی ماں نے اس کو گم پایا یا ثکل کے معنی ہیں۔ عورت کا بچے کو گم پانا۔ اسی طرح ثکلیٰ ہے۔ کہا جاتا ہے "امرءۃ ثاکل وثکلیٰ" اس سے حقیقت مراد نہیں ہوتی بلکہ مصیبت یا خوف کے وقت لوگوں کی زبان پہ یہ کلمہ جاری ہوجایا کرتا ہے۔ اس کے بعد سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بَلْ اَنَا وَارَاْسَاہ" کلمہ بل اضراب کے لئے ہے یعنی سر درد کی بات چھوڑیئے تم میرے بعد زندہ رہوگی اور میں تم سے پہلے انتقال کروں گا۔ اس لئے میرا ارادہ ہے کہ میں ابوبکر کو بلاؤں اور انہیں اپنے بعد خلافت کی وصیت کردوں۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ عبد الرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کو بلانے سے کیا مقصد ہے، حالانکہ ان کا خلافت میں کوئی دخل نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ دراصل یہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے دل کو مائل کرنے کا مقام ہے یعنی خلافت تمہارے والد کو مفوّض ہے اور تمہارے بھائی اور اقارب کی موجودگی میں اُن سے مشورہ مطلوب ہے، کیونکہ وہ میرے مشورہ کے اہل ہیں یا مقصد یہ ہے کہ جب ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی موجودگی میں ابوبکر کو خلافت مفوّض کرنے کا ارادہ فرمایا تو ان کو بعض محارم کو بھی حاضر کرنے کا ارادہ کیا تاکہ اگر کسی کو بلانا ہو تو وہ یہ سرانجام دے سکے۔ پھر حضور نے یہ ارادہ اس لئے ترک کردیا کہ اگر ابوبکر کے سوا اور کوئی خلافت کی خواہش کرے گا تو اللہ تعالیٰ اور مومن اسے پسند نہ کریں گے اور اس کی مدافعت کریں گے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ

۶۲۰۶ــــ حَدَّثَنَا مُوسٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنِ الْحٰرِثِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُوْعَكُ فَمَسِسْتُهٗ بِيَدِيْ فَقُلْتُ اِنَّكَ لَتُوْعَكُ وَعْكًا شَدِيْدًا قَالَ اَجَلْ كَمَا يُوْعَكُ رَجُلَانِ مِنْكُمْ قَالَ لَكَ اَجْرَانِ قَالَ نَعَمْ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيْبُهٗ اَذًى مَرَضٌ فَمَا سِوَاهُ اِلَّا حَطَّ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهٖ كَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا

۶۲۰۷ــــ حَدَّثَنَا مُوسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ سَلَمَةَ قَالَ اَخْبَرَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عَامِرِ بْنِ

گفتگو آخری بیماری میں ہوئی تھی۔ اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث القرطاس میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لئے خلافت لکھنا تھی اسی لئے قلم دوات منگوائی تھی۔ اثنا عشریہ کا یہ کہنا کہ حضرت علی علیہ السلام کے لئے خلافت لکھنا تھی محض وہم ہے۔ یہ حدیث اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث مذکور وہم کو مسترد کرتی ہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۶۲۰۶ــــ ترجمہ: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ کو تیز بخار تھا میں نے آپ کو مس کیا تو عرض کیا حضور آپ کو بہت تیز بخار ہے فرمایا ہاں جیسے تم میں سے دو آدمیوں کو بخار ہوتا ہے۔ عبداللہ نے کہا آپ کو دوگنا ثواب ہے فرمایا ہاں جس بھی مسلمان کو بیماری لاحق ہو یا اس کے سوا کوئی اور تکلیف ہو وہ اس کے سارے گناہ گرا دیتی ہے جیسے درخت اپنے پتے گراتا ہے۔

(حدیث: ۵۱۸۷ جلد ۹ کی شرح دیکھیں)

۶۲۰۷ــــ ترجمہ: عامر بن سعد بن ابی وقاص نے اپنے والد سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اس

سَعْدٍ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ جَاءَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَعُوْدُنِیْ مِنْ وَّجَعٍ اِشْتَدَّ بِیْ زَمَنَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَقُلْتُ بَلَغَ بِیْ مَا تَرٰی وَاَنَا ذُوْ مَالٍ وَّلَا یَرِثُنِیْ اِلَّا ابْنَةٌ لِّیْ اَفَاَتَصَدَّقُ بِثُلُثَیْ مَالِیْ قَالَ لَا قُلْتُ بِالشَّطْرِ قَالَ لَا قُلْتُ الثُّلُثُ قَالَ الثُّلُثُ كَثِیْرٌ اِنَّكَ اَنْ تَذَرَ وَرَثَتَكَ اَغْنِیَاءَ خَیْرٌ مِّنْ اَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً یَّتَكَفَّفُوْنَ النَّاسَ وَلَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِیْ بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ اِلَّا اُجِرْتَ عَلَیْهَا حَتّٰی مَا تَجْعَلُ فِیْ فِیْ امْرَاَتِكَ

بَابُ قَوْلِ الْمَرِیْضِ قُوْمُوْا عَنِّیْ

۶۲۰۸۔ حَدَّثَنِیْ اِبْرَاهِیْمُ بْنُ مُوْسٰی قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ ح وَحَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ

اس حال میں کہ میری سخت بیماری میں جو حجۃ الوداع میں مجھے لاحق ہوئی تھی میری بیمار پرسی کے لئے تشریف لائے میں نے عرض کیا میرا حال اس حد تک پہنچ چکا ہے جو آپ دیکھ رہے ہیں، حالانکہ میں بہت مالدار ہوں میری صرف ایک بیٹی ہے جو میری وارث ہے کیا میں اپنا دو تہائی مال صدقہ کر دوں؟ فرمایا نہ۔ میں نے عرض کیا ایک تہائی صدقہ کر دوں؟ فرمایا ایک تہائی صدقہ کرو تہائی بھی زیادہ ہے۔ تم اپنے وارثوں کو مالدار چھوڑو وہ اس سے بہتر ہیں کہ انہیں بھوکے چھوڑو وہ لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلاتے پھریں تم جو بھی مال خرچ کرو گے جس کے سبب اللہ کی رضا مطلوب ہو اس پر تمہیں ثواب دیا جائے گا۔ حتیٰ کہ جو اپنی بیوی کے منہ میں دو اس پر بھی تمہیں ثواب ملے گا۔
(حدیث: ۲۵۵۵ کی شرح دیکھیں)

باب مریض کا کہنا کہ میرے پاس سے اُٹھ جاؤ!

۶۲۰۸۔ ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال

قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا حُضِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْبَيْتِ رِجَالٌ فِيْهِمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلُمَّ اَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَا تَضِلُّوْا بَعْدَهٗ قَالَ عُمَرُ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ غَلَبَ عَلَيْهِ الْوَجَعُ وَعِنْدَكُمُ الْقُرْاٰنُ حَسْبُنَا كِتَابُ اللّٰهِ فَاخْتَلَفَ اَهْلُ الْبَيْتِ فَاخْتَصَمُوْا مِنْهُمْ مَنْ يَقُوْلُ قَرِّبُوْا يَكْتُبْ لَكُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدَهٗ وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُوْلُ مَا قَالَ عُمَرُ فَلَمَّا اَكْثَرُوا اللَّغْوَ وَالْاِخْتِلَافَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُوْمُوْا قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ فَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ اِنَّ الرَّزِيَّةَ كُلَّ الرَّزِيَّةِ مَا حَالَ بَيْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ اَنْ يَّكْتُبَ لَهُمْ ذٰلِكَ الْكِتَابَ مِنِ اخْتِلَافِهِمْ وَلَغَطِهِمْ

کا وقت قریب آیا حضور کے گھر میں چند آدمی موجود تھے جن میں عمر فاروق بھی تھے "رضی اللہ عنہ" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آؤ میں تمہارے لئے تحریر کردوں اس کے بعد تم گمراہ نہ ہو گے۔ عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر مرض کا غلبہ ہے اور تمہارے پاس قرآن ہے ہمیں اللہ کی کتاب کافی ہے۔ گھر میں موجود لوگوں نے اختلاف کیا اور باہم جھگڑا کیا اُن میں بعض کہتے تھے اسبابِ کتابت (قلم دوات) حضور کے قریب کرو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے لئے لکھ دیں جس کے بعد تم گمراہ نہ ہو گے اور اُن میں سے بعض وہی کہتے تھے جو عمر فاروق نے کہا تھا۔ جب لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بے مقصد اور عبث باتیں زیادہ کیں اور جھگڑا کیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس سے اُٹھ جاؤ۔ عبداللہ نے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے تھے

بَابُ مَنْ ذَهَبَ بِالصَّبِيِّ الْمَرِيضِ لِيُدْعَى لَهُ

۶۲۰۹ — حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ ابْنُ حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ هُوَ ابْنُ إِسْمٰعِيلَ عَنِ الْجُعَيْدِ قَالَ سَمِعْتُ السَّائِبَ يَقُولُ ذَهَبَتْ بِي خَالَتِي إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ ابْنَ أُخْتِي وَجِعٌ فَمَسَحَ رَأْسِي وَدَعَا لِي بِالْبَرَكَةِ ثُمَّ تَوَضَّأَ فَشَرِبْتُ مِنْ وَضُوئِهِ وَقُمْتُ خَلْفَ ظَهْرِهِ فَنَظَرْتُ إِلٰى خَاتَمِ النُّبُوَّةِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ مِثْلَ زِرِّ الْحَجَلَةِ

مُصیبت پُوری مصیبت تھی کہ لوگوں کا شور وغل اور ان کا اختلاف جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم اور حضُور کے تحریر لکھنے کے درمیان حائل ہو گیا۔

۶۲۰۹ — شرح : اس حدیث سے اثنا عشریہ استدلال کرتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام کی خلافت تحریر کرنی تھی لیکن یہ محض وہم ہے کیونکہ خود ان کی کتب میں مذکور ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا میں تجھے ایک خفیہ بات کہتا ہوں اگر تو نے کسی سے ذکر کیا تو تم پر خدا کی ...... اور سب فرشتوں اور لوگوں کی ..... ہو گی۔ ام المؤمنین حفصہ نے کہا وہ کیا بات ہے۔ فرمایا میرے بعد ابو بکر خلیفہ ہوں گے پھر اُن کے بعد تیرا باپ خلیفہ ہو گا۔ ام المؤمنین نے کہا آپ کو یہ کیسے معلوم ہے؟ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا مجھے علیم خبیر نے خبر دی ہے۔ باقر مجلسی نے حیات القلوب میں اسے ذکر کیا ہے۔ اس مسئلہ کی پوری تفصیل کتاب العلم میں مذکور ہے۔ (حدیث: ۱۱۴، جلد ۱ کی شرح دیکھیں)

باب جو مریض بچے کو لے گیا تاکہ اس کے لئے دُعاء کی جائے"

۶۲۰۹ — ترجمہ : جُعید نے کہا میں نے سائب کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ میری خالہ

بَابُ نَهْيِ تَمَنِّي الْمَرِيْضِ الْمَوْتَ

۶۲۱۰ـــ حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا ثَابِتُ الْبُنَانِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَتَمَنَّيَنَّ أَحَدُكُمُ الْمَوْتَ مِنْ ضُرٍّ أَصَابَهُ فَإِنْ كَانَ لَا بُدَّ فَاعِلًا فَلْيَقُلِ اللّٰهُمَّ أَحْيِنِي مَا كَانَتِ الْحَيٰوةُ خَيْرًا لِّي وَتَوَفَّنِي إِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِّي

مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گئی اور عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میرا بھانجا بیمار ہے۔ حضور نے میرے سر پہ ہاتھ پھیرا اور میرے لئے برکت کی دُعاء کی پھر حضور نے وضوء کیا تو میں نے آپ کے وضوء کا پانی پیا (جو باقی بچا تھا) میں حضور کی پشت کے پیچھے کھڑا ہُوا اور آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان مُہر کے انڈے کی طرح تھی یا ڈولی کی گھنڈی کی طرح تھی۔[۴] (حدیث : ۱۸۸، ج : اکی شرح دیکھیں

[۴] حجلہ کبوتر کی مثل سُرخ چونچ اور سُرخ پاؤں والا پرندہ ہے۔

باب بیمار کا موت کی خواہش کرنا "

۶۲۱۰ــــ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی کسی تکلیف کے باعث جو اسے پہنچے موت کی خواہش نہ کرے۔ اگر وہ ضروری کرنے والا ہو تو یہ کہے اے اللہ! جب تک میری زندگی میرے لئے بہتر ہے مجھے زندہ رکھ اور جب میری وفات میرے لئے بہتر ہو تو مجھے فوت کر لے۔

۶۲۱۰ــــ شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مصیبت کے وقت موت کی خواہش کرنا ممنوع ہے۔ بعض نے کہا یہ نہی اس آیت کریمہ میں یوسف علیہ السلام کے قول : تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّأَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ " سے اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے قول : وَأَدْخِلْنِيْ بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ " سے اور اس حدیث " فَأَلْحِقْنِيْ بِالرَّفِيْقِ الْأَعْلٰى " سے منسوخ ہے۔ نیز حضرت عمر فاروق اور عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہما نے موت کی دُعاء کی تھی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ان حضرات نے موت کے بعد ساتھی کا سوال کیا لہٰذا اس سے مراد یہ ہے : أَلْحِقْنَا بِدَرَجَاتِهِمْ اور عمر فاروق کی حدیث ضعیف ہے (عینی) حجلہ کبوتر کی مثل سُرخ چونچ اور سُرخ پاؤں والا پرندہ ہے

۶۲۱۱ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اِسْمَاعِيلَ بْنِ اَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِي حَازِمٍ قَالَ دَخَلْنَا عَلٰى خَبَّابٍ نَعُوْدُهٗ وَقَدِ اكْتَوٰى سَبْعَ كَيَّاتٍ فَقَالَ اِنَّ اَصْحَابَنَا الَّذِيْنَ سَلَفُوْا مَضَوْا وَلَمْ تَنْقُصْهُمُ الدُّنْيَا وَاَصَبْنَا مَا لَا نَجِدُ لَهٗ مَوْضِعًا اِلَّا التُّرَابَ وَلَوْلَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا اَنْ نَدْعُوَ بِالْمَوْتِ لَدَعَوْتُ بِهٖ ثُمَّ اَتَيْنَاهُ مَرَّةً اُخْرٰى وَهُوَ يَبْنِيْ حَائِطًا لَهٗ فَقَالَ اِنَّ الْمُسْلِمَ يُؤْجَرُ فِيْ كُلِّ شَيْءٍ يُنْفِقُهٗ اِلَّا فِيْ شَيْءٍ يَجْعَلُهٗ فِيْ هٰذَا التُّرَابِ

۶۲۱۱ **ترجمہ:** قیس بن ابی حازم رضی اللہ عنہ نے کہا ہم خباب بن ارت کی بیمار پرسی کرنے گئے جبکہ انہوں نے جسم پر سات جگہ داغ لگوائے تھے انہوں نے کہا ہمارے پہلے ساتھی جو گزر گئے ہیں دُنیا نے اُن کا عمل کم نہیں کیا اور ہم نے اتنا مال و متاع پایا ہے کہ مٹی کے سوا اس کو رکھنے کی جگہ نہیں پاتے۔ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں موت کی دُعا کرنے سے منع فرمایا ہے تو میں موت کی دُعا کرتا۔ پھر ہم دوبارہ اُن کے پاس گئے جبکہ وہ اپنی دیوار بنا رہے تھے تو اُنہوں نے کہا ہر شئ جو مسلمان خرچ کرتا ہے۔ اس میں اسے ثواب ملتا ہے سوا اس شئے کے جس کو وہ مٹی میں رکھتا ہے۔

۶۲۱۱ **شرح:** حضرت خبیب بن ارت رضی اللہ عنہ نے بیماری کے باعث اپنے پیٹ پر سات داغ لگا رکھے تھے۔ جس حدیث میں داغ لگانے سے نہی مذکور ہے۔ اس کا محمل یہ ہے کہ جو یہ اعتقاد رکھتا ہو کہ داغ لگوانے سے ہی شفا ہوتی ہے اور جس کا عقیدہ یہ ہو کہ شفا دینے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ اس کے لئے کچھ حرج نہیں۔ حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ نے تواضع اور انکساری کرتے ہوئے کہا کہ جو حضرات سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں وفات پا گئے اور دُنیاوی مال و متاع سے سرفراز نہ ہوئے اور تنگ زندگی گزارتے ہوئے دُنیا سے کوچ کر گئے۔ دُنیا نے اُن کا عمل کم نہیں کیا اور جو حضرات اُن کے بعد زندہ رہے فتوحات کے باعث مغانم کثیرہ کے مالک ہوئے انہیں دُنیاوی مال و متاع بہت میسر ہوا جو آخرت کے ثواب میں کمی کرتا ہے۔ اسی لئے حضرت خباب نے کہا ہم نے دُنیا میں اتنا مال پایا کہ اس کے رکھنے کی جگہ نہیں پاتے ہیں۔ اور مکانات بنانے کے سوا اس کا کوئی مصرف نظر نہیں آتا

۶۲۱۲ — حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ عُبَيْدٍ مَوْلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَوْفٍ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَنْ يُّدْخِلَ اَحَدًا عَمَلُهُ الْجَنَّةَ قَالُوْا وَلَا اَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَلَا اَنَا اِلَّا اَنْ يَّتَغَمَّدَنِيَ اللّٰهُ بِفَضْلٍ مِّنْهُ وَرَحْمَةٍ فَسَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا وَلَا يَتَمَنَّيَنَّ اَحَدُكُمُ الْمَوْتَ اِمَّا مُحْسِنًا فَلَعَلَّهُ اَنْ يَّزْدَادَ خَيْرًا وَاِمَّا مُسِيْئًا فَلَعَلَّهُ اَنْ يَّسْتَعْتِبَ

معلوم ہُوا کہ مال کو عمارات میں صرف کرنا مذموم ہے، لیکن وہ عمارات جو ذاتی ضرورت تک محدود ہیں وہ مذموم نہیں، کیونکہ ان سے استغنی بہت مشکل ہے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

۶۲۱۲ — ترجمہ : ابو عبید جو عبد الرحمن بن عوف کے آزاد کردہ ہیں نے بیان کیا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہُوئے سُنا کسی کو اس کا عمل جنت میں داخل نہیں کرے گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسُولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کو بھی نہیں؟ فرمایا میں بھی نہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے فضل و کرم اور رحمت سے ڈھانپ لیا ہے۔ تم میانہ روی اختیار کرو اور اللہ کا قرب طلب کرو اور تم میں سے کوئی بھی موت کی خواہش نہ کرے، کیونکہ وہ مخلص ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی خیریت زیادہ کرے گا یا گناہ گار ہے تو شاید وہ توبہ کرے۔

۶۲۱۲ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی حدیث کہ یا رسُول اللہ! مجھے ایسا عمل بتائیں جو مجھے جنت میں داخل کرے۔ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت ہی رضامندی سے یہ کلام فرمایا کہ اسلام، نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج تمہیں جنت میں داخل کرے گا۔ یہ حدیث باب کی حدیث کے مخالف ہے اس کا جواب یہ ہے کہ دراصل دخولِ جنت اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اس کی رحمت سے ہے، لیکن جنت کے منازل اور درجات اعمال کے سبب ہیں۔ لہٰذا حضرت معاذ کی حدیث کا معنی یہ ہے یا رسُولَ اللہ! مجھے ایسا عمل بتائیں جو مجھے جنت کے منازل اور درجات کی رہنمائی کرے۔ حضور نے نہایت ہی رضامندی سے سُن کر انہیں جواب دیا جو معاذ کی حدیث میں مذکور ہے۔ لہٰذا دونوں حدیثوں میں مخالفت نہیں۔ حضرت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ خیال کیا

۶۲۱۳ — حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَۃَ عَنْ ھِشَامٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ الزُّبَیْرِ قَالَ سَمِعْتُ عَائِشَۃَ قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ مُسْتَنِدٌ اِلَیَّ یَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاَلْحِقْنِیْ بِالرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی۔

بَابُ دُعَاءِ الْعَائِدِ لِلْمَرِیْضِ

وَقَالَتْ عَائِشَۃُ بِنْتُ سَعْدٍ عَنْ اَبِیْھَا قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ اشْفِ سَعْدًا ۶۲۱۴ — حَدَّثَنَا مُوْسٰی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ قَالَ حَدَّثَنَا

کہ اعمال کا جنّت میں داخل نہ کرنا ان میں نقص کے سبب ہو گا۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال نہایت اخلاص اور کمال پر مبنی ہیں اس لئے انہوں نے یہ جرأت کرتے ہوئے عرض کیا تو فرمایا مجھے بھی عمل جنّت میں داخل نہ کرے گا، لیکن مجھے اللہ تعالیٰ نے مجسم رحمت بنایا ہے۔ میرا عمل دخول جنّت کا موجب نہیں۔ پس تم میانہ روی اختیار کرو اور عمل درست کرو۔ اگر اعمال بروجہ کمال نہ کر سکو تو ہر عمل میں اللہ کا قرب طلب کرو یا اس کے معنی یہ ہیں کہ تم عمل درست کرو اچھے عملوں سے قرب حق تعالیٰ حاصل ہوتا ہے، چونکہ پہلے کلام میں اعمال کی اہمیت کو نظر انداز کیا گیا تھا۔ اس لئے بعد میں فرمایا: "سَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا" کہ عمل سے لاپرواہی نہ کرو اور علی وجہ کمال کرنے کی کوشش کرو اور ان کے سبب عبودیت کا حق ادا کرو۔

۶۲۱۳ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا، حالانکہ آپ مجھ پر سہارا لگائے ہوئے تھے۔ آپ فرماتے تھے اے اللہ! مجھے بخش اور مجھ پر رحم کر اور مجھے رفیق اعلیٰ کے ساتھ ملا دے۔

۶۲۱۳ — شرح : رفیق اعلیٰ سے مراد فرشتے ہیں جو اصحاب ملاء اعلیٰ ہیں۔ اس عبارت میں موت کی خواہش نہیں؛ کیونکہ یہ کلام بے اختیار واقع ہوا ہے۔ موت کی خواہش وہ ممنوع ہے جو دنیا کے مصائب سے تنگ آکر خواہش کرے؛ چونکہ حضرت کے اس کلام شریف میں کچھ تمنیٰ ظاہر ہوتی تھی۔ اس لئے فرمایا "اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ"، واللہ اعلم!

أَبُوعَوَانَةَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَتَى مَرِيضًا أَوْ أُتِيَ بِهِ قَالَ أَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ وَأَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا وَقَالَ عَمْرُو بْنُ أَبِي قَيْسٍ وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ وَأَبِي الضُّحَى إِذَا أُتِيَ بِالْمَرِيضِ وَقَالَ جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي الضُّحَى وَحْدَهُ وَقَالَ إِذَا أَتَى مَرِيضًا

باب عیادت کرنے والا کا مریض کے لئے دُعاء کرنا "

عائشہ بنت سعد نے اپنے والد سے روائت کی کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اے اللہ سعد کو شفاء دے"

۶۲۱۴ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت ہے کہ جب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کسی مریض کے پاس تشریف لے جاتے یا کوئی مریض آپ کے پاس لایا جاتا تو فرماتے اے لوگوں کے پروردگار بیماری دُور کر دے شفاء دے تو ہی شافی ہے شفا صرف تیری ہے ایسی شفاء جو بیماری نہ چھوڑے "، عمرو بن ابی قیس اور ابراھیم ابن طہمان نے منصور کے ذریعے ابراھیم اور ابو الضحیٰ سے روائت کی کہ جب کوئی مریض لایا جاتا جریر نے منصور کے ذریعہ صرف ابوالضحیٰ سے روائت کی اور کہا جب بیمار کے پاس آتے۔

۶۲۱۴ — شرح : ربّ النّاس میں حرفِ نداء محذوف ہے یعنی یا ربّ النّاس (انت الشّافی) میں مبتداء خبر معرفہ مفید حصر ہے کیونکہ جب تک دواء میں اللہ تعالیٰ شفاء پیدا نہ کرے وہ نفع نہیں دیتی اور لا یُغادِرُ سَقَمًا اشفِ کی تکمیل کرتا ہے "

بَابُ وُضُوْءِ الْعَائِدِ لِلْمَرِيْضِ

۶۲۱۵ — حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا مَرِيْضٌ فَتَوَضَّأَ فَصَبَّ عَلَيَّ اَوْ قَالَ صُبُّوْا عَلَيْهِ فَعَقَلْتُ فَقُلْتُ لَا يَرِثُنِيْ اِلَّا كَلَالَةٌ فَكَيْفَ الْمِيْرَاثُ فَنَزَلَتْ اٰيَةُ الْفَرَائِضِ

بَابُ مَنْ دَعَا بِرَفْعِ الْوَبَاءِ وَالْحُمّٰى

۶۲۱۶ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ ابْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُعِكَ اَبُوْبَكْرٍ وَبِلَالٌ قَالَتْ فَدَخَلْتُ

باب عیادت کرنے والے کا، مریض کے لئے وُضُوء کرنا ---"

۶۲۱۵ — ترجمہ : جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وَسلّم میرے پاس تشریف لائے ؛ حالانکہ میں بیمار تھا۔ آپ نے وضو کیا اور مجھ پر پانی ڈالا یا فرمایا اس پر پانی ڈالو میں نے عرض کیا یارسُولَ اللہ ! میرا صرف کلالہ وارث ہے ۔ وراثت کیسے تقسیم ہو تو آیت میراث نازل ہُوئی "

باب جس نے وباء اور بخار کے دفع ہونے کی دعاء کی

عَلَيْهِمَا فَقُلْتُ يَا أَبَتِ كَيْفَ تَجِدُكَ وَيَا بِلَالُ كَيْفَ تَجِدُكَ قَالَتْ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ إِذَا أَخَذَتْهُ الْحُمَّى يَقُولُ ؎ كُلُّ امْرِءٍ مُصَبَّحٌ فِي أَهْلِهِ ؎ وَالْمَوْتُ أَدْنَى مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ ؎ وَكَانَ بِلَالٌ إِذَا أُقْلِعَ عَنْهُ يَرْفَعُ عَقِيرَتَهُ فَيَقُولُ أَلَا لَيْتَ شِعْرِي هَلْ أَبِيتَنَّ لَيْلَةً ؎ بِوَادٍ وَحَوْلِي إِذْخِرٌ وَجَلِيلُ ؎ وَهَلْ أَرِدَنْ يَوْمًا مِيَاهَ مَجَنَّةٍ ؎ وَهَلْ يَبْدُوَنْ لِي شَامَةٌ وَطَفِيلُ ؎ قَالَتْ عَائِشَةُ فَجِئْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ اللّٰهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِينَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ حُبًّا وَصَحِّحْهَا وَبَارِكْ لَنَا فِي صَاعِهَا وَمُدِّهَا وَانْقُلْ حُمَّاهَا فَاجْعَلْهَا بِالْجُحْفَةِ

۶۲۱۶ — **ترجمہ**: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے اُنہوں نے فرمایا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (مدینہ منورہ) تشریف لائے تو ابوبکر صدیق اور بلال بیمار ہوگئے۔ ام المؤمنین نے فرمایا میں دونوں کے پاس گئی اور کہا اے اباجان! آپ کا کیسا حال ہے؟ ام المؤمنین نے فرمایا ابوبکر صدیق کو جب بخار آتا تو فرماتے ؎ ہر آدمی اپنے گھر والوں میں رہتا ہے۔ صبح کرتا ہے، حالانکہ اس کی موت جوتی کے تسمہ سے زیادہ قریب ہے اور جب بلال کا بخار اُترتا تو وہ کہتے ؎ کاش میں ایسی وادی میں رات بسر کرتا کہ میرے ارد گرد اذخر اور جلیل گھاس ہوتے۔ کیا میں کسی روز مجنّہ کے پانیوں تک پہنچوں کا کیا میرے سامنے شامہ اور طفیل پہاڑ ظاہر ہوں گے راوی نے کہا ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں جلدی سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ کو یہ خبر سنائی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ! ہمارے لئے مدینہ منورہ محبوب کر دے جیسا مکہ مکرمہ محبوب کیا بلکہ اس سے زیادہ محبوب کر دے اور اس کی آب وہوا صحیح کر دے اور ہمارے لئے اس کے ناپ تول میں برکت کر اور اس کا بخار نقل کر کے جحفہ میں کر دے۔

(حدیث: ۵۱۹۳، ج: ۹ کی شرح دیکھیں)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الطِّبِّ

بَابٌ مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ دَاءً إِلَّا أَنْزَلَ لَهُ شِفَاءً

۶۲۱۷ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ سَعِيْدِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ دَاءً إِلَّا أَنْزَلَ لَهُ شِفَاءً

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الطب

طبّ وہ علم ہے۔ جس سے انسان کے بدن کے احوال بحیثیّت صحت وسقم معلوم ہوتے ہیں،،

باب اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری نازل نہیں کی مگر اس کے لئے شفاء نازل کی ہے،،

بَابٌ هَلْ يُدَاوِي الرَّجُلُ الْمَرْأَةَ وَالْمَرْأَةُ الرَّجُلَ

٦٢١٨ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ خَالِدِ بْنِ ذَكْوَانَ عَنْ رُبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَاءَ قَالَتْ كُنَّا نَغْزُو مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَسْقِي الْقَوْمَ وَنَخْدُمُهُمْ وَنَرُدُّ الْقَتْلَى وَالْجَرْحَى إِلَى الْمَدِينَةِ

٦٢١٧ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری نازل نہیں فرمائی ہے۔

٦٢١٧ — شرح : مرض اور دوا کے انزال سے مراد وہ فرشتے جو بیماری اور دواء لے کر آتے ہیں اور جو بیمار دوائی کے استعمال سے صحت یاب نہیں ہوتے ان کے لئے صحیح علاج اور تشخیصِ مرض کا فقدان ہوتا ہے۔ یہ حدیث اپنے عموم پر نہیں کیونکہ اس سے بڑھاپا اور موت ... مستثنیٰ ہیں۔ اس حدیث سے علاج کرنے کی اباحت ثابت ہے اور طب کا جواز ہے معلوم ہُوا کہ صوفیوں کا یہ کہنا درست نہیں کہ ولایت جب ہی مکمل ہوتی ہے کہ جب بھی کوئی مرض لاحق ہو اس سے راضی ہو اور علاج کی کوشش نہ کرے۔

باب کیا مرد عورت کا اور عورت مرد کا علاج کرے

٦٢١٨ — ترجمہ : ربیع بنت معوّذ بن عفراء نے کہا ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں جنگ کیا کرتی تھیں لوگوں کو پانی پلاتیں اور ان کی خدمت کرتی تھیں اور مقتول اور زخمیوں کو مدینہ منورہ لاتی تھیں "

٦٢١٨ — شرح : ربیع بضم الراء اور باء مفتوح اور یا مکسور ہے مُعَوِّذ صیغہ اسم فاعل ہے عفراء اعفر کی تانیث ہے۔ رُبَیّع اُن صحابیات میں سے ہیں جنہوں نے درخت کے نیچے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی اور اُن کے والد مُعَوِّذ بن حارث بن رفاعہ نے بدر کی جنگ میں ابوجہل لعین کو قتل کیا تھا۔ پھر اس کو قتل کرنے کے بعد لڑتے ہوئے اسی روز بدر میں شہید ہو گئے

بَابُ الشِّفَاءُ فِي ثَلَاثٍ

٦٢١٩۔ حَدَّثَنِي الْحُسَيْنُ قَالَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ شُجَاعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَالِمٌ الْأَفْطَسُ عَنْ سَعِيدِ ابْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ الشِّفَاءُ فِي ثَلَاثَةٍ شَرْبَةِ عَسَلٍ وَشَرْطَةِ مِحْجَمٍ وَكَيَّةِ نَارٍ وَأَنْهَى أُمَّتِي عَنِ الْكَيِّ رَفَعَ الْحَدِيثَ وَرَوَاهُ الْقُمِّيُّ عَنْ لَيْثٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْعَسَلِ وَالْحَجْمِ

٦٢٢٠۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ أَخْبَرَنَا سُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ أَبُو الْحَارِثِ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ شُجَاعٍ عَنْ سَالِمٍ الْأَفْطَسِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الشِّفَاءُ فِي ثَلَاثَةٍ فِي شَرْطَةِ مِحْجَمٍ أَوْ شَرْبَةِ عَسَلٍ أَوْ كَيَّةٍ بِنَارٍ وَأَنَا أَنْهَى أُمَّتِي عَنِ الْكَيِّ

جبکہ مسافع نے اس کو قتل کیا تھا۔ عفراء مُعَوِّذ کی والدہ ہے۔
(حدیث : ۲۶۸۵ - ج : ۴ کی شرح دیکھیں)

باب شفاء تین چیزوں میں ہے

٦٢١٩ ـــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ شفاء تین چیزوں میں ہے۔ شہد پینے، پچھنے لگوانے اور آگ سے داغنے میں ہے۔ میں اپنی اُمت کو داغنے سے منع کرتا ہوں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اسے حضور تک رفع کیا ہے۔ اس کو لعقوب قمی نے لیث مجاہد اور ابن عباس

بَابُ الدَّوَاءِ بِالْعَسَلِ

وَقَوْلِهٖ تَعَالٰی فِیْهِ شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ

رضی اللہ عنہا کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ شفاء شہد اور پچھنے لگوانے میں ہے۔ (یعنی داغنے کا اس روایت میں ذکر نہیں)

۶۲۲۰ — **ترجمہ**: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شفاء تین چیزوں میں ہے۔ پچھنے لگوانے، شہد پینے اور آگ سے داغنے میں ہے۔ میں اپنی اُمت کو داغنے سے منع کرتا ہوں۔

۶۲۲۰ — **شرح**: سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین چیزوں میں شفاء کو منحصر نہیں کیا کیونکہ ان کے علاوہ اور اشیاء سے بھی شفاء ہوتی ہے حضور نے اِن تین چیزوں کو اصولِ علاج قرار دیا ہے، کیونکہ بیماری دموی یا صفراوی یا سوداوی یا بلغمی ہوتی ہے دموی کا علاج خون نکالنا ہے اور یہ پچھنے لگوانے سے ہوتا ہے، کیونکہ عربوں میں خون نکالنے کا یہی طریقہ تھا۔ اگرچہ فصد سے بھی نکالا جاتا ہے لیکن وہ پچھنے لگوانے میں داخل ہے اسی طرح علق لگوانے سے بھی خون نکالا جاتا ہے۔ بہر حال جس سے بھی خون نکالا جائے وہ "شرطۂ محجم" میں داخل ہے۔ آپریشن بھی اس میں داخل ہے اگرچہ طریقہ، مختلف ہے۔ باقی بیماریوں کا علاج اسہال کے ساتھ ہے اُن کے مناسب شہد کو ذکر کیا۔ جن فضلات کا اخراج مشکل ہو۔ ان کے لئے داغنا آخری اِخراج ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جب داغنے میں شفاء ہے تو اس سے منع کیوں فرمایا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ لوگ یہ خیال کرتے تھے کہ داغنا طبعًا بیماری دور کرتا ہے اس لئے اس سے منع فرمایا اور اگر یہ اعتقاد ہو کہ شافی صرف اللہ تعالیٰ ہے تو اسے معیّن طریقہ سے استعمال کرنے میں ضرور شفاء ہے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن معاذ کو داغا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی داغتے تھے۔

باب شہد سے علاج کرنا

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اس میں لوگوں کے لئے شفاء ہے"

شہد کے کثیر منافع ہیں۔ انتڑیوں اور رگوں میں میل زائل کرتا ہے معدہ کی صفائی کرتا ہے۔ رگوں کے

منہ کشادہ کرتا ہے۔ معدہ، جگر، مثانہ وغیرہ کو مضبوط کرتا ہے۔ اس کو کھانے سے رطوبات کی تحلیل ہوتی ہے۔ دوائیوں کی مکروہ کیفیت دُور کرتا ہے۔ سینہ اور جگر کا تنقیہ کرتا ہے۔ بول اور حیض کھل کر آتا ہے۔ بلغم سے سینہ کی درد کے لئے مفید ہے جن لوگوں کے بلغمی سرد مزاج ہیں ان کے لئے بہت مفید ہے اگر اسے سرکہ میں حل کر کے کھایا جائے تو صفراء دُور کرتا ہے یہ غذا کے علاوہ دوا بھی ہے۔ پینے کے بھی کام آتا ہے اور خوش ذائقہ شیریں اور مفرح بھی ہے۔

شہد کے منافع

اگر شہد کو گرم کر کے عرق گلاب میں حل کر کے پیا جائے تو حیوان کے کاٹنے سے شفا دیتا ہے۔ اگر پانی میں ملا کر پیا جائے تو کتے کے کاٹنے سے شفاء دیتا ہے۔ اگر اس میں تازہ گوشت رکھا جائے تو تین ماہ تک گوشت کی طراوت باقی رہتی ہے۔ اسی طرح ککڑی، کدو، بینگن، لیموں اور دیگر پھل خراب نہیں ہوتے۔ اگر بدن پر ملا جائے تو جوئیں ختم ہو جاتی ہیں۔ یہ بالوں کو لمبا، خوبصورت اور نرم بناتا ہے اگر اس کو بطور سرمہ لگایا جائے تو نظر تیز کرتا ہے۔ اگر اس کی مسواک کی جائے تو دانت صاف ہو جاتے ہیں اور ان کی بیماری دُور ہو جاتی ہے اس سے مُردوں کے بدن محفوظ رہتے ہیں اور وہ جلدی سڑتے نہیں۔ پہلے اطباء مرکب دوائیوں میں اسی پر اعتماد کرتے تھے۔ ان کی اکثر کتابوں میں شکر کا کہیں ذکر نہیں۔ اکثر بیماریوں میں وہ شکر سے زیادہ مفید اور نافع ہے۔ شکر معدہ کو نرم کرتی ہے جبکہ شہد کی یہ وصف نہیں ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اس کو پانی سے ملا کر ہر روز ایک پیالہ نوش فرماتے تھے۔ صحت کی حفاظت میں یہ عجیب حکمت ہے ایسے صرف اہلِ علم ہی جانتے ہیں۔ اس کے بعد حضور جَو کی نمکین روٹی کے ساتھ ناشتہ فرماتے تھے یا سرکہ ملا لیتے تھے قولہ فیہ شفاء للناس ،، اس میں شہد کی تمام مشروبات پر فضیلت ذکر کی ہے اور یہ ہونا بھی چاہیئے جبکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ شہد شفاء ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو جب پھنسیاں نکلتیں تو وہ اس جگہ پر شہد مل دیتے تھے اور یہ تلاوت کرتے ،، وَيَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ،، اور کہتے تم قرآن کریم اور شہد سے شفاء حاصل کرو۔ شقیق نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی پیٹ کے مرض سے مر جائے وہ شہید ہے اور پیٹ کے مرض کی دوا شہد ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص آیا اور اپنے بھائی کے پیٹ کی شکایت کی کہ اسے اسہال آتے ہیں۔ حضور نے فرمایا اسے شہد پلاؤ اس نے شہد پلایا تو اسے کچھ فائدہ نہ ہُوا پھر دُوسری اور تیسری بار آکر یہی شکایت کرتا رہا حتیٰ کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا تیرے بھائی کے پیٹ نے جھوٹ کہا ہے جاؤ اسے شہد پلاؤ۔ اس حدیث سے شہد نے اثر نہ کیا اس کا جواب یہ ہے کہ

۶۲۲۱ــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ اَخْبَرَنِيْ هِشَامٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْجِبُهُ الْحَلْوَاءُ وَالْعَسَلُ

۶۲۲۲ــ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْغَسِيْلِ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ ابْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنْ كَانَ فِيْ مِنْ اَدْوِيَتِكُمْ اَوْ يَكُوْنَ فِيْ شَيْءٍ مِنْ اَدْوِيَتِكُمْ خَيْرٌ فَفِيْ شَرْطَةِ مِحْجَمٍ اَوْ شَرْبَةِ عَسَلٍ اَوْ لَذْعَةٍ بِنَارٍ تُوَافِقُ الدَّاءَ وَمَا اُحِبُّ اَنْ اَكْتَوِيَ

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے غیب سے خبر دی تھی جس پر من عند اللہ مطلع تھے کہ اس کی شفا شہد پینے میں ہے اور اسے بار بار شہد پینے کی تلقین فرماتے رہے تاکہ اللہ نے جو وعدہ فرمایا ہے وہ پورا ہو۔ نیز اس کے پیٹ میں فاسد مادہ بہت تھا جو ہر مرتبہ شہد پینے سے خارج ہوتا رہا جب تیسری بار سارا مادہ خارج ہوگیا تو اسے آرام آگیا اور اسہال بند ہوگئے۔ اگر اول بار اسہال بند کر دیئے جاتے تو فاسد مادہ پیٹ میں رہ جاتا جو مریض کو تکلیف دیتا اس لئے شہد کا بار بار پینا ہی اس کا علاج تھا، تاکہ فاسد مادہ درست ہوجائے۔

۶۲۲۱ــ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو میٹھی چیز اور شہد بہت پسند تھا۔

۶۲۲۲ــ ترجمہ: جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تمہاری دوائیوں میں سے اگر کسی دوائی میں شفا ہے یا فرمایا تمہاری دوائیوں میں سے کسی میں بہتری ہے تو وہ پچھنے لگوانے یا شہد پینے، آگ سے داغ لگوانے میں ہے جبکہ بیماری کے موافق ہو اور میں آگ سے داغ لگوانے کو پسند نہیں کرتا ہوں۔

۶۲۲۲ــ شرح: قولہ توافق الداء،، اس میں یہ اشارہ ہے کہ آگ سے داغنا اس وقت مشروع ہے کہ وہ مرض کے موافق ہو اور اس کو

۴۲۲۳ـــ حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِي الْمُتَوَكِّلِ عَنْ اَبِي سَعِيْدٍ اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَخِي يَشْتَكِي بَطْنَهُ فَقَالَ اسْقِهِ عَسَلًا ثُمَّ اَتَاهُ الثَّانِيَةَ فَقَالَ اسْقِهِ عَسَلًا ثُمَّ اَتَاهُ الثَّالِثَةَ فَقَالَ اسْقِهِ عَسَلًا ثُمَّ اَتَاهُ فَقَالَ قَدْ فَعَلْتُ فَقَالَ صَدَقَ اللّٰهُ وَكَذَبَ بَطْنُ اَخِيْكَ اسْقِهِ عَسَلًا فَسَقَاهُ فَبَرَاَ

تحقیق کے بعد استعمال کرنا چاہیئے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم داغنے کو پسند نہیں فرماتے تھے۔ اس میں یہ اشارہ ہے کہ یہ علاج آخر میں کیا جائے جبکہ اس کے سوا اور کسی دواء سے آرام نہ آتا ہو، کیونکہ اس میں سخت درد ہوتا ہے۔

۴۲۲۳ـــ ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہا میرے بھائی کے پیٹ میں درد ہے۔ حضور نے فرمایا اس کو شہد پلاؤ۔ پھر وہ دوبارہ آیا حضور نے فرمایا اس کو شہد پلاؤ پھر تیسری بار آیا اور کہا میں نے شہد پلایا ہے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹ بولتا ہے اس کو شہد پلاؤ اس نے شہد پلایا تو وہ تندرست ہو گیا۔

۴۲۲۳ـــ شرح : امام نووی نے کہا بعض ملحدین نے اعتراض کیا کہ شہد تو خود اسہال لاتا ہے وہ صاحب اسہال کو کیا شفاء دے گا، لیکن یہ کہنا ان کی جہالت ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بل وہ جھوٹے ہیں انہوں نے اس کے علم کا احاطہ نہیں کیا، کیونکہ اسہال کے اسباب مختلف ہیں۔ بعض دفعہ اسہال کا سبب ہیضہ ہوتا ہے۔ اس کے علاج میں اطباء کا اتفاق ہے کہ ہیضہ والے کو اپنے حال پر چھوڑ دیا جائے اگر کسی مدد کی ضرورت پڑے تو مدد کی جائے۔ ہوسکتا ہے کہ اس کے اسہال ہیضہ کے باعث ہوں۔ اس لئے حضور نے شہد پینے کا حکم دیا تاکہ اس کی مدد ہو اور اسہال کا مادہ ختم ہو جائے تو دست رک جائیں گے۔ کبھی علاج بطور تبرک اور حضور کی دعاء اور حسنِ اثر سے ہوتا ہے، لیکن یہ حکم سب لوگوں کے لئے نہیں کبھی یہ عادت کے خلاف معجزہ ہوتا ہے کہ حضور کے اس ارشاد سے خلافِ عادت دست رک جائیں۔

بَابُ الدَّوَاءِ بِأَلْبَانِ الْإِبِلِ

۶۲۲۴ ـــ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا سَلَّامُ بْنُ مِسْكِينٍ قَالَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ نَاسًا كَانَ بِهِمْ سَقَمٌ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ آوِنَا وَأَطْعِمْنَا فَلَمَّا صَحُّوا قَالُوا إِنَّ الْمَدِينَةَ وَخِمَةٌ فَأَنْزَلَهُمُ الْحَرَّةَ فِي ذَوْدٍ لَهُ فَقَالَ اشْرَبُوا أَلْبَانَهَا فَلَمَّا صَحُّوا قَتَلُوا رَاعِيَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَاقُوا ذَوْدَهُ فَبَعَثَ فِي آثَارِهِمْ فَقَطَعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ وَسَمَرَ أَعْيُنَهُمْ فَرَأَيْتُ الرَّجُلَ مِنْهُمْ يَكْدِمُ الْأَرْضَ بِلِسَانِهِ حَتَّى يَمُوتَ قَالَ سَلَّامٌ فَبَلَغَنِي أَنَّ الْحَجَّاجَ قَالَ لِأَنَسٍ حَدِّثْنِي بِأَشَدِّ عُقُوبَةٍ عَاقَبَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثَهُ بِهٰذَا فَبَلَغَ الْحَسَنَ فَقَالَ وَدِدْتُ أَنَّهُ لَمْ يُحَدِّثْهُ

باب اونٹوں کے دودھ سے علاج کرنا

۶۲۲۴ ـــ ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا بعض لوگ بیمار تھے۔ اُنھوں نے کہا یا رسول اللہ! ہمیں پناہ دیں اور کھانا کھلائیں جب وہ صحت یاب ہوگئے تو اُنھوں نے کہا مدینہ منورہ کی آب و ہوا ہمارے موافق نہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو شہر کے باہر حرہ میدان میں اپنے اونٹوں میں جگہ دی (کہ وہاں ٹھہریں) اور فرمایا اُن کے دودھ پیو جب وہ تندرست ہو گئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چرواہے کو قتل کیا اور آپ کے اونٹ ہانک کر لے گئے۔ حضور نے اُن کے پیچھے لوگ بھیجے (کہ ان کو پکڑ لائیں) پھر ان کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ ڈالے اور ان کی آنکھوں میں گرم سلاخیں پھروائیں۔ میں نے اُن میں سے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ اپنی زبان سے زمین کو چاٹ رہا تھا حتی کہ مر گیا۔ سلام نے کہا مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حجاج نے حضرت انس سے کہا مجھے

بَابُ الدَّوَاءِ بِأَبْوَالِ الْإِبِلِ

۶۲۲۵ — حَدَّثَنَا مُوسٰى بْنُ إِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ نَاسًا اجْتَوَوْا فِي الْمَدِيْنَةِ فَأَمَرَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَلْحَقُوْا بِرَاعِيْهِ يَعْنِي الْإِبِلَ فَيَشْرَبُوْا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا فَلَحِقُوْا بِرَاعِيْهِ فَشَرِبُوْا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا حَتّٰى صَلُحَتْ أَبْدَانُهُمْ فَقَتَلُوا الرَّاعِيَ وَسَاقُوا الْإِبِلَ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثَ فِي طَلَبِهِمْ فَجِيءَ بِهِمْ فَقَطَعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ وَسَمَرَ أَعْيُنَهُمْ قَالَ قَتَادَةُ فَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سِيْرِيْنَ أَنَّ ذٰلِكَ كَانَ قَبْلَ أَنْ تُنْزَلَ الْحُدُوْدُ

اس سخت عقوبت کی خبر دو جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو دی ہو تو انس نے یہ حدیث بیان کی حسن بصری کو یہ خبر ملی تو اُنہوں نے کہا میری خواہش یہ تھی کہ انس حجاج سے یہ حدیث بیان نہ کرتے

۶۲۲۴ — شرح : ابن سعد نے کہا اونٹوں کی تعداد پندرہ تھی۔ ان لوگوں کی آنکھوں میں گرم سلائیں ڈلوانے کے معنی یہ ہیں کہ گرم لوہے سے اُن کی آنکھیں نکلوا دیں۔ اِن سے یہ اِس لئے کیا کہ اُنہوں نے حضور کے چرواہے کے ساتھ یہی برتاؤ کیا تھا اس لئے اُن کے کئے کی انہیں جزا دی۔ یہ نزولِ مثلہ سے پہلے کا واقعہ ہے۔ حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ انس یہ حدیث حجاج بیان نہ کرتے کیونکہ حجاج بن یوسف ثقفی بہت بڑا ظالم تھا وہ ظلم کرنے میں تھوڑا سا سہارا لے کر سخت سے سخت ظلم کرتا تھا۔

باب اُونٹوں کے پیشاب سے علاج کرنا

۶۲۲۵ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں کی ایک

بَابُ الْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ

۶۲۲۶ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْرَائِیْلُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ خَرَجْنَا وَمَعَنَا غَالِبُ بْنُ اَبْجَرَ فَمَرِضَ فِی الطَّرِیْقِ فَقَدِمْنَا الْمَدِیْنَةَ وَهُوَ مَرِیْضٌ فَعَادَهٗ ابْنُ اَبِیْ عَتِیْقٍ فَقَالَ لَنَا عَلَیْکُمْ بِهٰذِهِ الْحُبَیْبَةِ السُّوَیْدَاءِ فَخُذُوْا مِنْهَا خَمْسًا اَوْ سَبْعًا فَاسْحَقُوْهَا ثُمَّ اقْطُرُوْهَا فِیْ اَنْفِهٖ بِقَطَرَاتِ زَیْتٍ فِیْ هٰذَا الْجَانِبِ وَفِیْ

جماعت مدینہ منورہ میں بیمار ہو گئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم دیا کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چرواہے سے ملیں۔ یعنی اونٹوں کو چرانے والے، اور ان کے دودھ اور پیشاب پئیں۔ حتی کہ ان کے بدن صحیح ہو گئے تو انہوں نے چرواہے کو قتل کر دیا اور اونٹوں کو ہانک کر لے گئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی تو آپ نے ان کی تلاش میں لوگ بھیجے پس ان کو لایا گیا اور ان کے ہاتھ اور پاؤں کٹوا دیئے اور ان کی آنکھوں میں گرم سلائیں پھیریں۔ قتادہ نے کہا مجھے محمد بن سیرین نے خبر دی یہ واقعہ حدود کے نزول سے پہلے کا ہے۔

۶۲۲۵ — شرح : اجتواء کے معنی آب و ہوا ناموافق ہونا ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اونٹ کا بول حرام ہے اس کا پینا کیسے جائز ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ بول پینے سے مراد یہ ہے کہ اسے اپنے بدنوں پر ملیں، اور شربوا کے معنی یہ ہیں کہ وہ بول کو اپنے کام لائیں۔ علاوہ ازیں ضرورت کے وقت حرام سے علاج کرنا جائز ہے جبکہ دوسرا کوئی علاج میسر نہ ہو۔ ممکن ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم اس وقت ہو جبکہ حرام سے علاج کی ممانعت نہ ہو، اور ان کی آنکھوں میں گرم سلائیں پھروانا حدود و قصاص کی آیت کے نزول سے قبل ہے۔

باب سیاہ دانہ سے علاج کرنا

۶۲۲۶ — ترجمہ : خالد بن سعد نے کہا ہم ایک سفر میں نکلے جبکہ ہمارے ساتھ

هٰذَا الْجَانِبِ فَاِنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْنِیْ اَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ هٰذِهِ الْحَبَّةَ السَّوْدَاءَ شِفَاءٌ مِّنْ کُلِّ دَاءٍ اِلَّا مِنَ السَّامِ قُلْتُ وَمَا السَّامُ قَالَ الْمَوْتُ

۶۲۲۷ ـ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ بُکَیْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنْ عُقَیْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبُوْسَلَمَةَ وَسَعِیْدُ بْنُ الْمُسَیَّبِ اَنَّ اَبَاهُرَیْرَةَ اَخْبَرَهُمَا اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ فِی الْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ شِفَاءٌ مِّنْ کُلِّ دَاءٍ اِلَّا السَّامَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَالسَّامُ الْمَوْتُ وَالْحَبَّةُ السَّوْدَاءُ الشُّوْنِیْزُ

غالب ابن ابجر تھے وہ راستہ میں بیمار ہو گئے ہم مدینہ منورہ آئے حالانکہ وہ بیمار تھے۔ ابن ابی عتیق نے اُن کی عیادت کی اُنھوں نے ہم سے کہا تم یہ سیاہ دانہ (کلونجی) کے پانچ یا سات دانے لو اور انہیں باریک کر لو۔ پھر زیتون کے تیل کے ساتھ اس کی ناک کی اس جانب میں اور اس جانب میں چند قطرے ڈالو، کیونکہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھے خبر دی ہے کہ اُنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ یہ سیاہ دانہ سام کے سوا ہر بیماری کی شفاء ہے۔ میں نے کہا سام کیا ہے ؟ فرمایا وہ موت ہے

۶۲۲۶ ـــ شرح : قولہ من کل داء " یہ اپنے عموم کے اعتبار سے موت کے سوا ہر بیماری کی دواء ہے، لیکن اِس عموم خصوص مراد ہے، کیونکہ ایک جڑی بوٹی میں تمام قوتیں جمع نہیں ہو سکتیں جو علاج میں تمام طبائع کے موافق ہو اس میں شفاء سے مراد ہر وہ مرض ہے جو رطوبت اور بلغم سے پیدا ہو کیونکہ یہ دانہ سیاہ گرم خشک ہے۔ علامہ کرمانی نے کہا ہو سکتا ہے کہ یہ اپنے عموم پر ہو کہ یہ ہر مرض کی شفاء ہے، لیکن شرط یہ ہے اس کی غیر سے ترکیب ہو۔ واللہ اعلم!

۶۲۲۷ ـــ ترجمہ : ابن شہاب زہری نے کہا مجھے ابو سلمہ اور سعید بن مسیب دونوں نے خبر دی کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان کو خبر دی کہ اُنھوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ آپ فرماتے تھے کہ سیاہ دانہ (کلونجی) میں موت کے سوا ہر مرض کا علاج ہے۔ ابن شہاب نے کہا سام موت ہے اور حبۂ سوداء کلونجی ہے۔

بَابُ التَّلْبِيْنَةِ لِلْمَرِيْضِ

۶۲۲۸ — حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوْسٰى اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ بْنُ يَزِيْدَ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا كَانَتْ تَأْمُرُ بِالتَّلْبِيْنِ لِلْمَرِيْضِ وَلِلْمَحْزُوْنِ عَلَى الْهَالِكِ وَكَانَتْ تَقُوْلُ اِنِّىْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ التَّلْبِيْنَ تُجِمُّ فُؤَادَ الْمَرِيْضِ وَتَذْهَبُ بِبَعْضِ الْحُزْنِ

۶۲۲۹ — حَدَّثَنَا فَرْوَةُ بْنُ اَبِى الْمَغْرَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِىُّ بْنُ مُسْهِرٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا كَانَتْ تَأْمُرُ بِالتَّلْبِيْنَةِ وَتَقُوْلُ هُوَ الْبَغِيْضُ النَّافِعُ

باب مریض کے لئے حریرہ بنانا

تلبینہ لَبَنْ سے ہے یہ آٹا دودھ اور شہد سے بنایا جاتا ہے۔ سفیدی اور رقیق ہونے میں اسے دودھ سے تشبیہ دی جاتی ہے

۶۲۲۸ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ مریض اور مصیبت زدہ غمناک کے لئے تلبینہ تیار کرنے کا حکم فرماتی تھیں اور فرمایا کرتی تھیں کہ میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ تلبینہ مریض کے دل کو راحت پہنچاتا ہے اور بعض غم دُور کرتا ہے۔

۶۲۲۹ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ تلبینہ

بَابُ السَّعُوْطِ

۶۲۳۰۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى ابْنُ اَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنِ ابْنِ طَاؤُسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ وَاَعْطَى الْحَجَّامَ اَجْرَهٗ وَاسْتَعَطَ

بَابُ السَّعُوْطِ بِالْقُسْطِ الْهِنْدِيِّ وَالْبَحْرِيِّ

وَهُوَ الْكُسْتُ مِثْلُ الْكَافُوْرِ وَالْقَافُوْرِ مِثْلُ كُشِطَتْ نُزِعَتْ وَقَرَأَ عَبْدُ اللّٰهِ قُشِطَتْ

تیار کرنے کا حکم فرماتی تھیں اور فرماتی تھیں کہ یہ کھانے میں پسند نہیں لیکن نافع ہے۔ (مریض اس کو پسند نہیں کرتا، لیکن دوسری دوائیوں کی طرح مفید ہے)

بَابُ السَّعُوْطِ (ناک میں دواء لینا)

۶۲۳۰۔ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگوائے اور حجام کو اُجرت دی اور اپنے دستِ اقدس سے ناک میں دوائی ڈالی۔

۶۲۳۰۔ شرح : سَعُوط بفتح السین دواء ہے جو ناک میں ڈالی جاتی ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ مریض کو پشت کے بل لٹایا جایا اور کندھوں کے نیچے کوئی شئے رکھ دی جائے تاکہ سر زمین کی طرف مائل ہو اور پانی یا تیل میں دوائی ملا کر اس کے ناک میں قطرے ڈالے جائیں تاکہ دواء دماغ تک پہنچ سکے اور چھینک کے ذریعہ اس کی بیماری خارج ہوجائے۔

(حدیث ۶۲۳۰، ۱۹۶۰ تا ۲۰ کتاب الطب)

باب قسط ہندی اور بحری سے سعوط کرنا

قسط خوشبو ہے اس کے قاف کو کیاف سے اور طاء کو تاء سے بدل کر قُسط کو کُست جیسے کافور اور

۶۲۳۱ ــــ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ أُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ عَلَيْكُمْ بِهٰذَا الْعُوْدِ الْهِنْدِيِّ فَإِنَّ فِيْهِ سَبْعَةَ أَشْفِيَةٍ يُسْتَعَطُ بِهِ مِنَ الْعُذْرَةِ وَيُلَدُّ بِهِ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ وَدَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِابْنٍ لِّيْ لَمْ يَأْكُلِ الطَّعَامَ فَبَالَ عَلَيْهِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَرَشَّ عَلَيْهِ

قافور پڑھتے ہیں۔ اسی طرح کُشِطَتْ کو قُشِطَتْ بمعنی نُزِعَتْ پڑھتے ہیں۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے قُشِطَتْ پڑھا ہے۔

۶۲۳۱ ــــ ترجمہ: ام قیس بنت محصن نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ تم عود ہندی کو اختیار کرو اس میں سات بیماریوں کا علاج ہے۔ گلے کی بیماری میں اس کے ساتھ سعوط کیا جائے اور سینے کے درد میں اس کے ساتھ لَدُود کیا جائے۔ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنا بیٹا لے کر حاضر ہوئی جس نے ابھی تک کھانا نہیں کھایا تھا۔ اُس نے حضور پر پیشاب کر دیا۔ آپ نے پانی منگوایا اور اس کو دھو ڈالا۔

۶۲۳۱ ــــ شرح: عود ہندی خوشبودار لکڑی ہے جو ہندوستان میں پائی جاتی ہے اس میں معمولی سا کڑواپن ہوتا ہے جب اسے چبایا جائے تو دانتوں کی اصلاح کرتی ہے۔ اسی طرح اسے جب پانی میں ڈال کر پکایا جائے اور غرارے کئے جائیں تو اصلاح کرتی ہے۔ اگر ایک مثقال وزن کے برابر اس سے پی لیا جائے تو معدہ کی چکناہٹ دُور کرتی ہے اور اسے قوی کرتی ہے۔ اگر اسے پانی سے ملا کر پیا جائے تو جگر کے درد اور سینے کے درد کے لئے مفید ہے اور انتڑیاں میں پھوڑے کے لئے مفید ہے۔ عود ہندی کی تمام اقسام افضل ہیں اس لئے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو خصوصیت سے ذکر کیا اور فرمایا اس میں سات بیماریوں کی شفاء ہے۔ اطبّاء نے قسط کے کئی منافع ذکر کئے ہیں۔ اُن میں سے بعض یہ ہیں کہ اس کے استعمال سے پیشاب اور حیض کھل کر آتا ہے۔ انتڑیوں کے کیڑے مرجاتے ہیں۔ یہ زہر کو زائل کرتا ہے۔ چوتھے کے بخار کے لئے مفید ہے۔ معدہ کو سخت کرتا ہے اور جماع کی خواہش بڑھاتا ہے۔

بَابُ أَيَّ سَاعَةٍ يَحْتَجِمُ وَاحْتَجَمَ أَبُو مُوسَى لَيْلًا

٦٢٣٢ــ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ احْتَجَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ صَائِمٌ

بَابُ الْحَجْمِ فِي السَّفَرِ وَالْإِحْرَامِ

قَالَهُ ابْنُ بُحَيْنَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

٦٢٣٣ــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَاءٍ وَطَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ احْتَجَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ

قولہ عُذْرَۃٌ ،، یہ حلق میں پھوڑا ہوتا ہے جو خون سے بھر جاتا ہے۔ بعض نے کہا یہ ناک اور حلق کے درمیان پھوڑا ہے جو بچوں کے گلے میں ہوتا ہے جبکہ عُذْرَہ یعنی پانچ ستارے طلوع ہوتے ہیں۔ ابن تین نے کہا عُذرہ خون کی وجہ سے حلق میں درد ہونے لگتا ہے۔ یہ مُنہ کے آخر اور حلق کی ابتداء میں سُرخ گوشت اُبھرا ہوتا ہے اس کا علاج عورتیں اس طرح کرتی ہیں کہ وہ اُنگلی پر کپڑا لپیٹ کر اس کو زور سے دباتی ہیں تو اس سے سیاہ خون نکلنے لگتا ہے۔

باب پچھنے کس وقت لگوائے

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے رات کو پچھنے لگوائے

٦٢٣٢ــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگوائے حالانکہ آپ روزے سے تھے ۔"

٦٢٣٢ــ شرح : ایک روایت میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگوائے

بَابُ الْحِجَامَةِ مِنَ الدَّاءِ

۶۲۳۲ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَخْبَرَنَا حُمَيْدُ الطَّوِيْلُ عَنْ اَنَسٍ اَنَّهُ سُئِلَ عَنْ اَجْرِ الْحَجَّامِ فَقَالَ احْتَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَجَمَهُ اَبُوْ طَيْبَةَ فَاَعْطَاهُ صَاعَيْنِ مِنْ طَعَامٍ وَكَلَّمَ مَوَالِيَهُ فَخَفَّفُوْا عَنْهُ وَقَالَ اِنَّ اَمْثَلَ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ الْحِجَامَةُ وَالْقُسْطُ الْبَحْرِيُّ وَقَالَ لَا تُعَذِّبُوْا صِبْيَانَكُمْ بِالْغَمْزِ مِنَ الْعُذْرَةِ وَعَلَيْكُمْ بِالْقُسْطِ ــــ

پتے ۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی روائت اور اس روائت سے واضح ہوتا ہے کہ پچھنے لگوانے کا وقت معیّن نہیں۔ ایک روائت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۷- ۱۹- ۲۱ تواریخ کو پچھنے لگوانے پسند فرمائے۔ (تیسری جلد کے صـ۲۲۶ پر اس کی شرح دیکھیں)

باب سفر اور احرام کی حالت میں پچھنے لگوانے ۔ عبداللہ بن بحینہ نے یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا ہے

۶۲۳۳ــــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ کی حالت میں پچھنے لگوائے "ابن بحینہ"، عبداللہ بن مالک بن قشب ازدی ازدشنوءہ کے قبیلہ سے ہیں۔ امیر معاویہ کے عہد امارت میں فوت ہوئے جبکہ مروان مدینہ منورہ کا حاکم تھا۔ بحینہ اُن کی والدہ ہے۔ وہ بنت حارث بن عبدالمطلب بن عبد مناف ہے۔

باب بیماری کی وجہ سے پچھنے لگوانا

۶۲۳۴ــــ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ اُن سے حجّام کی اُجرت کے

۶۲۳۵ـــ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ تَلِيدٍ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو وَغَيْرُهُ أَنَّ بُكَيْرًا حَدَّثَهُ أَنَّ عَاصِمَ بْنَ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ حَدَّثَهُ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ عَادَ الْمُقَنَّعَ ثُمَّ قَالَ لَا أَبْرَحُ حَتَّى تَحْتَجِمَ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ فِيهِ شِفَاءً

متعلق پُوچھا گیا تو اُنھوں نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو ابوطیبہ نے پچھنے لگائے تو آپؐ نے اس کو دو صاع گندم دی اور اس کے مالکوں کو کہا کہ اس کے ٹیکس میں تخفیف کردیں اور فرمایا تمہاری دوا جس سے تم علاج کراتے ہو پچھنے لگوانے اور قُسطِ بحری ہے۔ اور فرمایا عُذرہ کے باعث اپنے بچوں کا تالو دبا کر انہیں تکلیف نہ دو۔ تم قسط سے علاج کر دو!

۶۲۳۴ـــ شرح: یہ خطاب اہلِ حجاز اور جو اُن کے قرب وجوار کے رہنے والے ہیں، کیونکہ اُن کے خُون رقیق ہوتے ہیں۔ ان کے بدنوں سے جو حرارت بدن کی سطح کی طرف نکلتی ہے اس کے جذب کے سبب خون ظاہر بدن کی طرف مائل ہوتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خطاب بوڑھوں کو نہیں، کیونکہ ان کے بدنوں میں خون کی کمی ہوتی ہے۔

طبری نے صحیح سند کے ساتھ ابن سیرین سے روایت کی کہ جب آدمی چالیس برس کی عمر کو پہنچے تو پچھنے نہ لگوائے۔ اسی طرح جو نوجوان چالیس برس سے کم عمر کے ہوں۔ ان کے لئے بھی پچھنے لگوانے ضروری نہیں جبکہ اس کے علاوہ بھی علاج ممکن ہو۔

۶۲۳۵ـــ ترجمہ: عاصم بن قتادہ نے بیان کیا کہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما مُقنّع بن سنان کی عیادت کی۔ پھر کہا میں یہاں بیٹھے رہوں گا حتیٰ کہ تم پچھنے لگواؤ، کیونکہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم سے سُنا ہے کہ اس میں شفاء ہے۔

باب سر پر پچھنے لگوانا

۶۲۳۶ـــ ترجمہ: سلیمان نے علقمہ سے خبر دی کہ اُنھوں نے عبدالرحمٰن اعرج سے سُنا کہ اُنہوں نے عبداللہ بن بُحَیْنَہ کو یہ بیان کرتے ہُوئے سُنا

بَابُ الْحِجَامَةِ عَلَى الرَّاسِ

٦٢٣٦ــ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ حَدَّثَنِيْ سُلَيْمَانُ عَنْ عَلْقَمَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ عَبْدَالرَّحْمٰنِ الْاَعْرَجِ اَنَّهٗ سَمِعَ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ بُحَيْنَةَ يُحَدِّثُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ بِلَحْيِ جَمَلٍ مِنْ طَرِيْقِ مَكَّةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ فِيْ وَسْطِ رَاسِهٖ وَقَالَ الْاَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا هِشَامُ ابْنُ حَسَّانٍ قَالَ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ فِيْ رَأْسِهٖ

بَابُ الْحِجَامَةِ مِنَ الشَّقِيْقَةِ وَالصُّدَاعِ

٦٢٣٧ــ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ احْتَجَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ رَأْسِهٖ وَهُوَ مُحْرِمٌ مِنْ وَجَعٍ كَانَ بِهٖ بِمَاءٍ يُقَالُ لَهٗ لَحْيُ جَمَلٍ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ سَوَاءٍ اَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ فِيْ رَأْسِهٖ مِنْ شَقِيْقَةٍ كَانَتْ بِهٖ

کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ کے راستہ میں لحی جمل میں سر مبارک کے وسط میں پچھنے لگوائے۔ حالانکہ آپ محرم تھے۔ انصاری نے کہا ہمیں ہشام بن حصان نے خبر دی کہ ہم سے عکرمہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے خبر دی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر مبارک کے وسط میں پچھنے لگوائے

٦٢٣٦ــ شرح: لحی جمل جحفہ کے عقب میں سقیا سے سات میل دور

۶۲۳۸ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اَبَانٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْغَسِيْلِ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَاصِمُ بْنُ عُمَرَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنْ كَانَ فِيْ شَيْءٍ مِّنْ اَدْوِيَتِكُمْ خَيْرٌ فَفِيْ شَرْبَةِ عَسَلٍ اَوْ شَرْطَةِ مِحْجَمٍ اَوْ لَذْعَةٍ مِّنْ نَارٍ وَمَا اُحِبُّ اَنْ اَكْتَوِيَ

ایک جگہ ہے۔ جبکہ حضور کے سر میں درد تھا۔
(کتاب الحج کے باب محرم کا پچھنے لگوانے میں تفصیل مذکور ہے)

باب جس نے دردِ شقیقہ اور سر درد سے پچھنے لگوائے

۶۲۳۷ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سر درد کے سبب حالتِ احرام میں سر مبارک کے وسط میں پانی کے مقام لحی جمل میں پچھنے لگوائے۔ محمد بن سواء نے کہا ہمیں ہشام نے عکرمہ کے ذریعے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دردِ شقیقہ (آدھے سر کا درد) کے سبب سر مبارک میں پچھنے لگوائے

۶۲۳۷ — شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حاجت کے اسباب مختلف ہونے کے باعث مختلف جگہوں میں پچھنے لگوائے ہیں۔ ایک روایت کے مطابق سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر میں زہریلا کھانا کھایا تھا جس کے سبب حضور کو دردِ سر لاحق ہوا تو آپ نے پچھنے لگوائے تھے۔ دردِ شقیقہ کا سبب یہ ہے کہ معدہ سے بخار اور گرم یا ٹھنڈے اخلاط اٹھتے ہیں اور دماغ کی طرف جاتے ہیں۔ اگر باہر نکلنے کی کوئی راہ نہ ملے تو دردِ سر پیدا کرتے ہیں اگر سر کے ایک طرف مائل ہو جائیں تو آدھا سر درد کرنے لگتا ہے یہ دردِ شقیقہ ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دردِ شقیقہ کبھی ایک دن کبھی دو دن رہتی تھی۔

۶۲۳۸ — ترجمہ : جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ

بَابُ الْحَلْقِ مِنَ الْأَذٰى

۶۲۲۹ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اَيُّوْبَ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا عَنِ ابْنِ اَبِیْ لَيْلٰى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ اَتٰى عَلَیَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَةِ وَاَنَا اُوْقِدُ تَحْتَ بُرْمَةٍ وَالْقَمْلُ تَتَنَاثَرُ عَنْ رَاْسِیْ فَقَالَ اَيُؤْذِيْكَ هَوَامُّكَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَاحْلِقْ وَصُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اَوْ اَطْعِمْ سِتَّةً اَوِ انْسُكْ نَسِيْكَةً قَالَ اَيُّوْبُ لَا اَدْرِیْ بِاَيَّتِهِنَّ بَدَاَ

فرماتے ہوئے سُنا تمہاری دوائیوں میں سے اگر کسی دوائی میں بہتری ہے تو وہ شہد پینے، پچھنے لگوانے اور داغنے میں ہے۔ میں داغ لگوانے کو اچھا نہیں سمجھتا ہوں۔

(حدیث : ۵۲۲۲ ، جلد : ۹ کی شرح دیکھیں)

باب تکلیف کے سبب سر منڈوانا

۶۲۲۹ — ترجمہ : کعب بن عجرہ نے کہا حدیبیہ کے زمانہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے جبکہ میں ہنڈیا کے نیچے آگ روشن کر رہا تھا اور جوئیں میرے سر سے گر رہی تھیں۔ حضور نے فرمایا کیا تیرے سر کی جوئیں اذیت پہنچا رہی ہیں ؟ میں نے عرض کیا جی ہاں ! فرمایا سر منڈوا دو اور تین روزے رکھو یا چھ مساکین کو کھانا کھلاؤ یا بکری ذبح کرو ایوب نے کہا مجھے معلوم نہیں پہلے کس کو ذکر کیا۔

۶۲۲۹ — شرح : ایوب نے اس حدیث کے بیان میں ترتیب کا خیال فرمایا تھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شئی مسلمان کو اذیت پہنچائے اگرچہ بہت کم تکلیف دے اس کا ازالہ جائز ہے۔ اور ابدان کی دوا کرانا بطریق اولیٰ جائز ہے۔

بَابُ مَنِ اكْتَوٰى اَوْكَوٰى غَيْرَهٗ وَفَضْلِ مَنْ لَّمْ يَكْتَوِ

۶۲۴۰ — حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِيْدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ الْغَسِيْلِ حَدَّثَنَا عَاصِمُ ابْنُ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَبْنَ عَبْدِاللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنْ كَانَ فِيْ شَيْءٍ مِّنْ اَدْوِيَتِكُمْ شِفَاءٌ فَفِيْ شَرْطَةِ مِحْجَمٍ اَوْلَذْعَةٍ بِنَارٍ وَّمَا اُحِبُّ اَنْ اَكْتَوِيَ

باب جس نے خود کو داغا یا غیر کو داغا اور اس شخص کی فضیلت جو داغ نہ لگوائے "

۶۲۴۰ — ترجمہ : جابر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ حضور نے فرمایا کہ تمہاری دوائیوں میں سے اگر کسی دوا میں شفاء ہے تو پچھنے لگوانے میں ہے یا آگ کے ساتھ داغنے میں ہے۔ میں داغنے کو پسند نہیں کرتا ہوں۔

۶۲۴۰ — شرح : اس حدیث کا باب تین اجزاء پر مشتمل ہے۔ پہلے دو اجزاء سے ضرورت کے وقت داغنے کی طرف اشارہ کیا اور تیسرے جزو سے اس طرف اشارہ کیا کہ اسے ترک کرنا افضل ہے جبکہ اس کی ضرورت نہ ہو۔ اکتوی اور کوی میں یہ فرق ہے کہ پہلا اپنے آپ کو داغنے کے لئے ہے۔ اور کوی عام ہے اپنے آپ کو داغے یا غیر کو داغے۔ جیسے اکتساب اپنے لئے کسب کے لئے آتا ہے اور کسب اپنے اور غیر کے لئے ہے۔ ابن بطال نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ داغنا مباح ہے۔ لیکن یہ بات مخفی نہیں کہ بہت احادیث میں لفظ نہی کے ساتھ منع کیا گیا ہے۔ اور کم از کم نہی تنزیہیہ کے لئے ہوتی ہے۔ لہٰذا حدیث میں نہی تنزیہیہ پر محمول ہے۔

٦٢٤١ — حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ قَالَ
حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ عَنْ عَامِرٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ لَا رُقْيَةَ إِلَّا
مِنْ عَيْنٍ أَوْ حُمَةٍ فَذَكَرْتُهُ لِسَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ فَقَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ
قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُرِضَتْ عَلَيَّ الْأُمَمُ فَجَعَلَ النَّبِيُّ
وَالنَّبِيَّانِ يَمُرُّونَ مَعَهُمُ الرَّهْطُ وَالنَّبِيُّ لَيْسَ مَعَهُ أَحَدٌ حَتَّى رُفِعَ
لِي سَوَادٌ عَظِيمٌ قُلْتُ مَا هٰذَا أُمَّتِي هٰذِهِ قِيلَ بَلْ هٰذَا مُوسٰى وَ
قَوْمُهُ قِيلَ انْظُرْ إِلَى الْأُفُقِ فَإِذَا سَوَادٌ يَمْلَأُ الْأُفُقَ ثُمَّ قِيلَ لِي انْظُرْ
هٰهُنَا وَهٰهُنَا فِي آفَاقِ السَّمَاءِ فَإِذَا سَوَادٌ قَدْ مَلَأَ الْأُفُقَ قِيلَ هٰذِهِ أُمَّتُكَ
وَيَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ هٰؤُلَاءِ سَبْعُونَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ ثُمَّ دَخَلَ وَلَمْ
يُبَيِّنْ لَهُمْ فَأَفَاضَ الْقَوْمُ وَقَالُوا نَحْنُ الَّذِينَ آمَنَّا بِاللّٰهِ وَاتَّبَعْنَا رَسُولَهُ
فَنَحْنُ هُمْ أَوْ أَوْلَادُنَا الَّذِينَ وُلِدُوا فِي الْإِسْلَامِ فَإِنَّا وُلِدْنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ
فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ فَقَالَ هُمُ الَّذِينَ لَا يَسْتَرْقُونَ وَلَا

٦٢٤١ — ترجمہ : عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا دم نہیں مگر نظر بد اور بچھوے
کے زہر کے لئے ہے۔ میں نے یہ سعید بن جبیر سے ذکر کیا تو اُنہوں
نے کہا ہم سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
ساری اُمتیں میرے سامنے پیش کی گئیں تو ایک نبی اور دو نبی گزرنے لگے ان کے ساتھ لوگوں کے
گروہ گزرتے تھے اور بعض وہ نبی تھے جن کے ساتھ کوئی بھی نہ تھا یہاں تک میرے آگے عظیم جماعت
ظاہر ہوئی۔ میں نے کہا یہ عظیم جماعت کیسی ہے کیا یہ میری اُمت ہے؟ تو کہا گیا بلکہ یہ موسیٰ علیہ السلام
اور اُن کی امت ہے۔ مجھے کہا گیا آپ اُفق کی طرف نگاہ اُٹھائیں تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ عظیم ترین
جماعت ہے جس نے آسمان کے کنارے بھرے ہوئے ہیں۔ پھر مجھے کہا گیا آسمان کے کناروں میں اِدھر اُدھر

يَتَطَيَّرُوْنَ وَلَا يَكْتَوُوْنَ وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ فَقَالَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ اَمِنْهُمْ اَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ نَعَمْ فَقَامَ اٰخَرُ فَقَالَ اَمِنْهُمْ اَنَا فَقَالَ سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ

نگاہ اُٹھائیں میں کیا دیکھتا ہوں کہ عظیم ترین ہجوم نے آفاق کو بھرا ہوا ہے۔ کہا گیا یہ آپ کی اُمت ہے ان میں سے ستر ہزار حساب و کتاب کے بغیر جنّت میں داخل ہوں گے۔ پھر حضور حجرے میں تشریف لائے اور یہ بیان نہ فرمایا کہ وہ کون لوگ ہیں پس لوگ باہم مشغول ہو گئے اور کہا وہ ہم لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے ہیں اور اس کے رسُولِ کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی اتباع کی ہے۔ پس وہ لوگ ہم ہیں یا ہماری اولادیں ہیں جو اسلام میں پیدا ہوئے ہیں، کیونکہ ہم جاہلیت کے زمانہ میں پیدا ہوئے ہیں۔ یہ بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ باہر تشریف لائے اور فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو جاہلیت کے دم نہیں کرتے نہ بدفالی کرتے ہیں اور نہ ہی داغتے ہیں اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔ عکاشہ بن مُحصِن نے کہا۔ یا رسُول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! کیا میں اُن میں سے ہوں؟ فرمایا ہاں تم اُن میں سے ہو،، پھر دُوسرا آدمی کھڑا ہو گیا اور کہا یا رسُول اللہ! کیا میں اُن میں سے ہوں؟ حضور نے فرمایا اس بات میں عکاشہ تم پر سبقت لے گئے ہیں۔ بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہم نے اس حدیث سے صرف ابن عباس اور شعبی کی حدیث کا ارادہ کیا ہے جو عمران سے روایت کرنے میں مرسل ہے

۶۲۴۱ — شرح: بعض احادیث میں دم کرنے کا جواز اور بعض میں ممانعت مذکور ہے۔ دونوں قسم کی احادیث بکثرت ہیں۔ ان میں اتفاق کی صورت یہ ہے کہ جن احادیث میں ممانعت ہے وہ اس دم پر محمول ہیں جس میں غیر شرعی کلمات ہوں اور جس دم میں کلماتِ قرآن اور اسماءِ الٰہیہ مذکور ہیں وہ منتر جائز ہیں۔ بظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دم آنکھ لگ جانے اور بچھو کے زہر سے کیا جاتا ہے لیکن یہ مراد نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ ان دونوں میں ضرر زیادہ ہوتی ہے۔ اس لئے ان میں دم کرنا زیادہ اچھا اور بہتر ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ نبی وہ ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ سے مخلوق کو اخبارِ غیب سے مطلع کرے تو جس نبی کے ہمراہ کوئی نہ ہوگا؛ اس پر یہ تعریف کیسے صادق آئے گی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ نبی لوگوں کو خبریں سناتے ہیں؛ لیکن بعض اوقات ان پر ایمان کوئی نہیں لاتا، حالانکہ نبی کے ہمراہ صرف مؤمن ہی ہوتا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ کیا اصحابِ معاصی اور اصحابِ مظالم بھی جنّت میں بغیر حساب داخل ہوں گے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث میں مذکور اوصاف پر مشتمل لوگ ان کی برکت سے بغیر حساب کے جنّت میں داخل ہوں گے۔ واللہ اعلم!

بَابُ الْإِثْمِدِ وَالْكُحْلِ مِنَ الرَّمَدِ

فِيهِ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ

۶۲۴۲ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِي حُمَيْدُ بْنُ نَافِعٍ عَنْ زَيْنَبَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ امْرَأَةً تُوُفِّيَ زَوْجُهَا فَاشْتَكَتْ عَيْنَيْهَا فَذَكَرُوهَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرُوا لَهُ الْكُحْلَ فَإِنَّهُ يُخَافُ عَلَى عَيْنِهَا فَقَالَ لَقَدْ إِحْدَاكُنَّ تَمْكُثُ فِي بَيْتِهَا فِي شَرِّ أَحْلَاسِهَا أَوْ فِي أَحْلَاسِهَا فِي شَرِّ بَيْتِهَا فَإِذَا مَرَّ كَلْبٌ رَمَتْ بَعْرَةً فَلَا أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا

باب آنکھ میں تکلیف کے باعث اثمد اور سرمہ لگانا

اس میں ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روائت مذکور ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کحل کا اثمد پر عطف کیا ہے جو مغایرت کا مقتضی ہے۔ اثمد معروف پتھر ہے جسے باریک کرکے آنکھ میں ڈالا جاتا ہے اور کحل عام ہے۔ اثمد اور اس کے غیر کو بھی شامل ہے یہ عام کا خاص پر عطف ہے۔

رمد، گرم زخم ہے جو آنکھ کے گوشت والے حصہ میں ظاہر ہوتا ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ معدہ کے بخار دماغ کی طرف بلند ہوتے ہیں۔ اگر وہ ناک کا رُخ کرلیں تو زکام ہوجاتا ہے اگر آنکھ کی طرف متوجہ ہوجائیں تو رمد پیدا ہوجاتا ہے اگر گلے کے گوشت کی طرف مائل ہوجائے تو اس میں زخم کردیتا ہے۔ اگر سینہ کی طرف گرنے لگے تو نزلہ پیدا کرتا ہے اور اگر کسی طرف نہ گرنے کی راہ نہ ملے تو سر درد ہونے لگتا ہے۔ ابن حبان نے صحیح میں ابن عباس سے ذکر کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہترین سرمہ اثمد ہے۔ یہ نظر تیز کرتا ہے بال اُگاتا ہے (ترمذی)، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مکحلہ تھی

بَابُ الجُذَامِ

وَقَالَ عَفَّانُ حَدَّثَنَا سَلِيمُ بْنُ حَيَّانَ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مِينَاءِ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا عَدْوٰى وَلَا طِيَرَةَ وَلَا هَامَةَ وَلَا صَفَرَ وَفِرَّ مِنَ الْمَجْذُومِ كَمَا تَفِرُّ مِنَ الْأَسَدِ

جس سے ہر رات دونوں آنکھوں میں تین تین بار سرمہ لگاتے۔

۶۲۴۲ — ترجمہ : ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت کا شوہر فوت ہوگیا اور اس کی آنکھوں میں درد ہوگیا تو انھوں نے اس عورت کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا اور حضور سے سرمہ بھی ذکر کیا اور کہا اس عورت کی آنکھ ضائع ہونے کا ڈر ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی عورت اپنے گھر میں برے کپڑوں میں یا اپنے برے گھر میں کپڑوں میں پڑی رہتی۔ پھر جب کوئی کتا وہاں سے گزرتا تو اس کو مینگنی مارتی تو کیا اب چار ماہ دس دن نہیں رک سکتی۔

۶۲۴۲ — شرح : جاہلیت کی یہ رسم تھی کہ عورت اپنے گھر میں بدترین لباس اور بدترین مکان میں ایک سال عدت پوری کرتی تھی۔ ایک سال کے بعد جب اس کے پاس سے کتا گزرتا تو وہ اس کو مینگنی مارتی جس سے وہ مرجاتا تھا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد یہ ہے کہ ایک سال بدتر مکان میں ٹھہرتی تھی اور یہ اشارہ فرمایا کہ ایک سال ٹھہرنا مینگنی مارنے سے آسان تر تھا۔

باب کوھڑ کا مرض

یہ بیماری ہے جس سے گوشت سرخ ہو جاتا ہے پھر پھٹ جاتا ہے۔ بعض نے کہا یہ بیماری ہے جو سارے بدن میں سوداء پھیل جانے سے پیدا ہوتی ہے۔ یہ اعضاء کے مزاج اور ان کی ہیئت کو فاسد کردیتی ہے۔ اس کو جذام اس لئے کہتے ہیں کہ یہ انگلیوں کو کاٹ دیتی ہے۔

۶۲۴۳ ــــ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عدوی، طیرہ، ہامہ اور صفر کوئی شئ نہیں اور کوڑھے سے ایسا بھاگ جیسے شیر سے بھاگتا ہے۔

۶۲۴۳ ــــ شرح: عدوی کے معنی ہیں ایک سے دوسرے کو بیماری لگ جانا، طیرہ بدفالی اور ہامہ نحوست ہے اور محرم کو صفر بنا لینا یہ تمام امور کوئی شئ نہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث کے پہلے حصے اور آخری حصہ میں تضاد ہے، کیونکہ لاعدوی کے معنی ہیں۔ ایک کو دوسرے سے بیماری لگ جانا اور آخری جملہ یہ ہے۔ کوڑھے سے ایسا بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہو۔

نیز ابونعیم نے اعرج کے ذریعہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجذوم (کوڑھے) سے یوں بچو جیسے شیر سے بچتے ہو۔ نیز ابن ابی اوفیٰ کی حدیث ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجذوم سے ایک نیزہ یا دو نیزہ کی مقدار دور رہ کر بات کرو اس کا جواب یہ ہے کہ ابوداؤد میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مجذوم کا ہاتھ پکڑا اور اپنے ساتھ کھانا کھانے کے لئے پیالہ پر بٹھا لیا اور فرمایا اللہ کے نام اور اس پر بھروسہ کرتے ہوئے کھاؤ (ترمذی)

اس کا جواب یہ ہے کہ بیماری اپنی طبع کے اعتبار سے دوسرے کو نہیں لگتی اس لئے حضور نے فرمایا پہلے کو بیماری کس سے لگ گئی؟ لیکن اللہ تعالیٰ نے تندرست اور بیمار کی مخالطت کو بیماری کے متعدی ہونے کو سبب قرار دیا۔ کبھی ایسا نہیں بھی ہوتا۔ پس حدیث شریف میں جاہلوں کے فاسد عقیدہ کی نفی کی جو کہتے تھے کہ مرض اپنی طبع کے اعتبار سے دوسروں کو لگ جاتی ہے۔ اسی لئے حضور نے فرمایا پہلے کو بیماری کیسے لگ گئی۔ الحاصل خالص اور مضبوط عقیدہ کے حامل کے اعتبار سے فرمایا: لاعدویٰ ولا طیرہ الخ اور ضعیف عقیدہ رکھنے والوں سے فرمایا کہ مجذوم سے ایسے بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہو تاکہ اللہ کی تقدیر کے سبب مرض لگ جانے سے تمہارے عقیدہ میں خرابی واقع نہ ہو جائے کہ تم یہ کہنے لگو کہ فلاں مریض سے یہ بیماری لگ گئی ہے۔ قولہ ولا ہامۃ" یہ ایک پرندہ ہے جسے اُلّو کہتے ہیں۔ یہ رات کو بولتا ہے اسے منحوس کہا جاتا ہے۔ بعض نے کہا عربوں کا یہ عقیدہ تھا کہ میت کی ہڈیاں یا اس کی روح ہامہ بن جاتی ہے اور اڑنے لگتے ہیں اس کو لوگ "صدیٰ" کہتے ہیں اس کی اسلام نے تردید کی ہے اور ایسے عقیدہ سے منع فرمایا ہے۔

قولہ ولا صفر" پیٹ کے کیڑے ہیں جو پیٹ میں پیدا ہو جاتے ہیں جب آدمی کو بھوک لگے تو اس وقت بہت تکلیف دیتے ہیں اور یہ متعدی مرض ہے۔ اسلام نے اس کو باطل کیا۔ بعض نے کہا جاہلیت میں لوگ محرم کو صفر تک مؤخر کرتے تھے اور صفر کو شہر حرام کرتے تھے۔ اس کی قرآن کریم میں نسئی سے تعبیر کی ہے

بَابُ الْمَنُّ شِفَآءٌ لِلْعَيْنِ

۶۲۴۴ ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ حُرَيْثٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ زَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْكَمْأَةُ مِنَ الْمَنِّ وَمَآؤُهَا شِفَآءٌ لِلْعَيْنِ وَقَالَ شُعْبَةُ وَاَخْبَرَنِي الْحَكَمُ ابْنُ عُتَيْبَةَ عَنِ الْحَسَنِ الْعُرَنِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ شُعْبَةُ لَمَّا حَدَّثَنِي بِهِ الْحَكَمُ لَمْ اُنْكِرْهُ مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِ الْمَلِكِ

چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے : اِنَّمَا النَّسِيْٓءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ ، اس کو بھی اسلام نے باطل کیا ہے۔

باب مَنّ آنکھ کے لئے شفاء ہے

مَنّ آنکھ کی اَدْوِیَہ سے ہے وہ شبنم ہے جو درخت یا پتھر پر آسمان سے اُترتی ہے۔ اور ترنجبین کی طرح خوب میٹھی ہوتی ہے۔ یہ بنی اسرائیل پر آسمان سے نازل ہوتی تھی۔ اس کے شفاء ہونے کا معنیٰ یہ ہے کہ اس کے ساتھ سرمہ باریک کیا جاتا ہے اور وہ آنکھوں میں لگایا جائے تو نفع دیتا ہے صرف اس کو سُرمہ نہیں بنایا جاتا ، کیونکہ یہ تنہا آنکھ کو اذیت پہنچاتی ہے۔

۶۲۴۴ ــــ ترجمہ : سعید بن زید نے کہا میں نے نبی کریم صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ کُھمبی مَنّ سے ہے۔ اس کا پانی آنکھ کی درد کی دوا ہے۔ شعبہ نے کہا مجھے حکم بن عُتَیبَہ نے حسن عرنی ، عمرو بن حُریث اور سعید بن زید کے ذریعہ نبی کریم صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم سے خبر دی۔ شُعبہ نے کہا جب مجھے حکم عبدالملک بن ملک کی حدیث کی خبر دے تو میں اس کا انکار نہیں کرتا۔

۶۲۴۴ ــــ شرح : قولہ انکرہ من حدیث عبدالملک الخ یعنی عبدالملک جب بوڑھے

بَابُ اللَّدُوْدِ

۶۲۴۵ — حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى ابْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُوْسٰى بْنُ اَبِيْ عَائِشَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَعَائِشَةَ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ قَبَّلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مَيِّتٌ قَالَ وَقَالَتْ عَائِشَةُ لَدَدْنَاهُ فِيْ مَرَضِهٖ فَجَعَلَ يُشِيْرُ اِلَيْنَا اَنْ لَا تَلُدُّوْنِيْ فَقُلْنَا كَرَاهِيَةَ الْمَرِيْضِ لِلدَّوَاءِ فَلَمَّا اَفَاقَ قَالَ اَلَمْ اَنْهَكُمْ اَنْ تَلُدُّوْنِيْ قُلْنَا كَرَاهِيَةُ الْمَرِيْضِ لِلدَّوَاءِ فَقَالَ لَا يَبْقٰى اَحَدٌ فِي الْبَيْتِ اِلَّا لُدَّ وَاَنَا اَنْظُرُ اِلَّا الْعَبَّاسَ فَاِنَّهٗ لَمْ يَشْهَدْكُمْ

ہو گئے اور اُن کا حافظہ کمزور ہو گیا تو شعبہ نے اُن کی حدیث میں توقف کیا اور جب حکم اس کی روایت میں اس کی متابعت کرے تو شعبہ کے نزدیک یہ ثابت ہوتی ہے اور وہ اس کا انکار نہیں کرتے اور نہ ہی اس میں توقف کرتے ہیں

(من و سلوی کی تفصیل تفہیم البخاری کے حصہ ششم کے صفحہ ۶۰۹ جلد : ۶ پر دیکھیں)

باب لدود (منہ میں ایک طرف دواء ڈالنا)

یہ مریض کے منہ میں ایک طرف دواء رکھنا ہے، چنانچہ کہا جاتا ہے : لَدَدْتُ الْمَرِيْضَ لَدًّا، میں نے اس کے منہ کے ایک حصہ میں دوائی رکھی ۔

۶۲۴۵ — : ابن عباس اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بوسہ دیا جبکہ حضور وفات فرما چکے تھے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہم نے حضور کی مرض میں آپ کو

٦٢٤٦ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ
قَالَ الزُّهْرِيُّ اَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اُمِّ قَيْسٍ قَالَتْ
دَخَلْتُ بِابْنٍ لِّيْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ اَعْلَقْتُ عَلَيْهِ
مِنَ الْعُذْرَةِ فَقَالَ عَلَامَهْ تَدْغَرْنَ اَوْلَادَكُنَّ بِهٰذَا الْعِلَاقِ عَلَيْكُنَّ
بِهٰذَا الْعُوْدِ الْهِنْدِيِّ فَاِنَّ فِيْهِ سَبْعَةَ اَشْفِيَةٍ مِّنْهَا ذَاتُ الْجَنْبِ وَ
يُسْعَطُ مِنَ الْعُذْرَةِ وَيُلَدُّ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ فَسَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ
يَقُوْلُ بَيَّنَ لَنَا اثْنَتَيْنِ وَلَمْ يُبَيِّنْ لَنَا خَمْسًا قُلْتُ لِسُفْيٰنَ فَاِنَّ مَعْمَرًا
يَقُوْلُ اَعْلَقْتُ عَلَيْهِ قَالَ لَمْ يَحْفَظْ اِنَّمَا قَالَ اَعْلَقْتُ عَنْهُ حَفِظْتُهٗ مِنْ
فِي الزُّهْرِيِّ وَوَصَفَ سُفْيٰنُ الْغُلَامَ يُحَنَّكُ بِالْاِصْبَعِ وَاَدْخَلَ سُفْيٰنُ
فِيْ حَنَكِهٖ اِنَّمَا يَعْنِيْ رَفْعَ حَنَكِهٖ بِاِصْبَعِهٖ وَلَمْ يَقُلْ اَعْلِقُوْا عَنْهُ شَيْئًا

لُدّ کیا۔ آپ ہماری طرف اشارہ فرماتے کہ مجھے لُدّ نہ کرو ہم نے خیال کیا کہ شاید آپ اس لئے کرتے ہیں کہ مریض دواء کو اچھا نہیں سمجھتا ہے۔ جب حضرت کو افاقہ ہُوا تو فرمایا کیا میں نے تمہیں لُدّ کرنے سے نہیں روکا تھا؟ ہم نے کہا (ہمارا خیال تھا) کہ مریض کے دواء کو مکروہ جاننے کے سبب ہے۔ حضور نے فرمایا گھر میں کسی کو چھوڑا نہ جائے مگر اس کو لُدّ کیا جائے اور میں انہیں دیکھوں لیکن عباس رضی اللہ عنہ کو لُدّ نہ کیا جائے، کیونکہ اس وقت موجود نہ تھے۔

٦٢٤٥ — شرح: قولہ انا انظر، جملہ حالیہ ہے یعنی گھر میں کوئی باقی نہ رہے مگر میرے سامنے اسے لُدّ کیا جائے۔ اس حال میں کہ میں اُن کو دیکھوں۔ یہ ارشادِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے فعل کی مکافات اور اُن کے لئے عقوبت تھی جبکہ اُنھوں نے حضرت کو لُدّ کرنے میں آپ کے اشارہ کی مخالفت کی۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

٦٢٤٦ — ترجمہ: ام قیس بنت محصن اسدیہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں اپنا بیٹا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائی میں نے عذرہ بیماری کے سبب سے

بَابٌ ۶۲۲۷ــ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ وَّيُوْنُسُ قَالَ الزُّهْرِيُّ اَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(جو اس کے گلے میں تھی) اس کا تالو دبوایا تھا۔ حضور نے فرمایا تم اپنی اولاد کو گلا دبوا کر کیوں تکلیف دیتی ہو۔ تم عود ہندی استعمال کرو اس میں سات بیماریوں کی شفا ہے۔ ان میں سے ایک ذات جنب ہے (سینہ کا درد) عذرہ کے سبب (جو بچوں کے گلے میں ہوتا ہے) ناک میں دوائی ڈالی جائے اور ذات جنب کے سبب منہ میں ایک طرف دوا ڈالی جائے۔ میں نے زہری سے سنا وہ کہتے تھے ہم سے دو ہی بیان کئے اور باقی پانچ بیان نہیں کئے علی نے کہا میں نے سفیان سے کہا کہ معمر کہتے ہیں: اَعْلَقْتُ عَلَيْهِ "سفیان نے کہا میں نے اعلقت علیہ" محفوظ نہیں کیا میں نے تو زہری کے منہ سے صرف اَعْلَقْتُ عَنْهُ" محفوظ کیا ہے اور سفیان نے اس لڑکے کی وصف بیان کی کہ اس کا تالو انگلیوں سے دبایا گیا تھا۔ سفیان نے اپنے تالو میں انگلی ڈالی۔ اس کا مقصد صرف یہ تھا کہ اپنی انگلی سے تالو اٹھایا اور "اَعْلِقُوْا عَنْهُ شَيْئًا" نہ کہا۔

۶۲۲۶ــ شرح: اَعْلَقْتُ عَلَيْهِ" اِعْلَاق سے ماخوذ ہے۔ یہ بچے کے تالو کا علاج ہے۔ اس کو انگلی سے اوپر اٹھایا جاتا ہے۔ عُذرہ حلق کی بیماری ہے۔ جس جگہ یہ ہو اس کو بھی عُذرہ کہتے ہیں۔ قولہ تَدْغَرْنَ " دَغر سے ماخوذ ہے۔ اس کے معنی ہیں اٹھانا" عِلاق " بکسر العین وفتحھا" اِعلاق بھی روایت کیا گیا ہے۔ اس کے معنی آفت کو زائل کرنا ہے۔ قولہ یُسْعَطُ سَعُوْط بفتح السین "وہ دواء ہے جو بیمار کی ناک میں ڈالی جاتی ہے۔

قولہ وصف سفیان" سے غرض یہ ہے کہ اعلاق کے معنی تالو اٹھانے کے ہیں اور کوئی دوسرا معنی مراد نہیں۔

بَاب

۶۲۲۷ــ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ محترمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری سخت ہوگئی تو حضور نے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے بیماری کی حالت میں میرے گھر

قَالَتْ لَمَّا ثَقُلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاشْتَدَّ وَجَعُهٗ اسْتَأْذَنَ أَزْوَاجَهٗ فِيْ أَنْ يُّمَرَّضَ فِيْ بَيْتِيْ فَأَذِنَّ لَهٗ فَخَرَجَ بَيْنَ رَجُلَيْنِ تَخُطُّ رِجْلَاهُ فِي الْأَرْضِ بَيْنَ رَجُلَيْنِ تَخُطُّ رِجْلَاهُ فِي الْأَرْضِ بَيْنَ عَبَّاسٍ وَآخَرَ فَأَخْبَرْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ هَلْ تَدْرِيْ مَنِ الرَّجُلُ الْآخَرُ الَّذِيْ لَمْ تُسَمِّ عَائِشَةُ قُلْتُ لَا قَالَ هُوَ عَلِيٌّ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ مَا دَخَلَ بَيْتَهَا وَاشْتَدَّ بِهٖ وَجَعُهٗ هَرِيْقُوْا عَلَيَّ مِنْ سَبْعِ قِرَبٍ لَمْ تُحْلَلْ أَوْكِيَتُهُنَّ لَعَلِّيْ أَعْهَدُ إِلَى النَّاسِ قَالَتْ فَأَجْلَسْنَاهُ فِيْ مِخْضَبٍ لِحَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ طَفِقْنَا نَصُبُّ عَلَيْهِ مِنْ تِلْكَ الْقِرَبِ حَتّٰى جَعَلَ يُشِيْرُ إِلَيْنَا أَنْ قَدْ فَعَلْتُنَّ قَالَتْ وَخَرَجَ إِلَى النَّاسِ فَصَلّٰى لَهُمْ وَخَطَبَهُمْ

میں رہنے کی اجازت طلب کی تو سب نے حضور کو اجازت دے دی تو آپ دو مردوں کے درمیان نکلے جبکہ آپ کے دونوں پاؤں زمین پر خط کھینچ رہے تھے۔ ایک حضرت عباس رضی اللہ عنہ تھے اور دوسرا ایک اور آدمی تھا۔ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ واقعہ ذکر کیا تو انہوں نے کہا کیا تم جانتے ہو۔ دوسرا آدمی جس کا ام المؤمنین عائشہ نے نام نہیں ذکر کیا وہ کون ہے میں نے کہا نہیں۔ ابن عباس نے کہا وہ علی علیہ السلام ہیں۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے گھر میں تشریف لانے کے بعد فرمایا جبکہ آپ کی بیماری سخت ہو چکی تھی۔ میرے اوپر سات مشکیزوں سے پانی ڈالو جن کے تسمے نہ کھولے گئے ہوں۔ میں لوگوں کو نصیحت کروں گا۔ ام المؤمنین نے فرمایا ہم نے حضور کو بڑے برتن میں بٹھا دیا جو ام المؤمنین حفصہ زوجۂ محترمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا۔ پھر ہم نے ان مشکیزوں سے حضور پر پانی بہانا شروع کیا حتی کہ آپ نے ہماری طرف اشارہ کیا کہ تم نے تعمیل حکم کر دی ہے۔ ام المؤمنین نے فرمایا حضور لوگوں کے پاس تشریف لائے اور انہیں نماز پڑھائی پھر خطاب فرمایا۔

۴۲۴۷ ___ شرح : اس حدیث میں اور اس سے پہلی حدیث میں تضاد ہے، کیونکہ پہلی

بَابُ الْعُذْرَةِ

۵۲۴۸ــــ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ اُمَّ قَيْسٍ بِنْتَ مِحْصَنٍ الْاَسَدِيَّةَ اَسَدَ خُزَيْمَةَ وَكَانَتْ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ الْاُوَلِ اللَّاتِيْ بَايَعْنَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ اُخْتُ عُكَّاشَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّهَا اَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِابْنٍ لَهَا قَدْ اَعْلَقَتْ عَلَيْهِ مِنَ الْعُذْرَةِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَامَ تَدْغَرْنَ اَوْلَادَكُنَّ بِهٰذَا الْعِلَاقِ عَلَيْكُمْ بِهٰذَا الْعُوْدِ الْهِنْدِيِّ فَاِنَّ فِيْهِ سَبْعَةَ اَشْفِيَةٍ مِنْهَا ذَاتُ الْجَنْبِ يُرِيْدُ الْكُسْتَ وَهُوَ الْعُوْدُ الْهِنْدِيُّ وَقَالَ يُوْنُسُ وَاِسْحَاقُ بْنُ رَاشِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَلَّقَتْ عَلَيْهِ

حدیث میں اُنھوں نے وہ کیا تھا جس کا حضور نے حکم نہ فرمایا تھا۔ اس وجہ سے وہ ملامت کے مستحق ہوئے اور اس حدیث میں اُنھوں نے وہ کیا جس کا انہیں حکم دیا گیا۔ یہ دونوں مفہوم میں ایک دوسرے کی مخالف ہیں اور اشیاء اضداد سے پہچانی جاتی ہیں اس اعتبار سے اس حدیث کو خالی باب میں ذکر کیا، ورنہ اس کا ذکر باب اللدود کے مناسب نہیں۔

(حدیث ـــــ ج : ۱ کی شرح دیکھیں) باب الغسل والوضوء فی المخضب

بَابُ الْعُذْرَةِ

عُذرہ حلق کی بیماری ہے اور وہ تالو کا گرنا ہے وہ حلق کے آخر میں گوشت کا ٹکڑا ہے"

۵۲۴۸ــــ ترجمہ: عُبید اللہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ام قیس بنت محصن اَسدِیہ جو اسد خزیمہ سے ہیں اور پہلی مہاجرات عورتوں

بَابُ دَوَاءِ الْمَبْطُوْنِ

۶۲۴۹ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِي الْمُتَوَكِّلِ عَنْ اَبِي سَعِيْدٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اَخِيْ اسْتَطْلَقَ بَطْنُهٗ فَقَالَ اسْقِهِ عَسَلًا فَسَقَاهُ فَقَالَ اِنِّيْ سَقَيْتُهٗ فَلَمْ يَزِدْهُ اِلَّا اسْتِطْلَاقًا فَقَالَ صَدَقَ اللّٰهُ وَكَذَبَ بَطْنُ اَخِيْكَ تَابَعَهُ النَّضْرُ عَنْ شُعْبَةَ

میں سے ہیں جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی جبکہ وہ عکاشہ کی ہمشیرہ ہیں وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنا بیٹا لائیں جس کا عُذرہ کی وجہ سے تالو دبایا گیا تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کس لئے اپنی اولاد کو تالو دبا کر تکلیف دیتی ہو تم یہ عود ھندی استعمال کیا کرو، کیونکہ اس میں سات بیماریوں کی شفاء ہے۔ ان میں سے ایک سینے کا درد ہے۔ آپ کی مراد تھی اور وہ عُود ہندی ہے یونس اور اسحاق بن راشد نے زُہری سے "عَلَّقَتْ عَلَيْهِ" روایت کیا ہے۔

۶۲۴۸ — شرح: قولہ اسد خزیمہ "، اس لئے کہا کہ یہ موہوم نہ ہو کہ وہ اسد بن عبد العزیٰ سے ہیں یا اسد بن ربیعہ یا اسد بن خُوَید سے ہیں۔

قولہ قَدْ عَلَقَتْ عَلَيْهِ "، یعنی اس کا تالو اُٹھایا ہُوا تھا۔

باب اسہال کا علاج

۶۲۴۹ — ترجمہ: ابو سعید نے کہا ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ میرے بھائی کا پیٹ کھل گیا ہے۔ حضور نے فرمایا اس کو شہد پلاؤ۔ اُنھوں نے شہد پلایا اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے اس کو شہد پلایا ہے لیکن اسے زیادہ اسہال آنے لگے ہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹ ہے۔ نظر نے

بَابُ لَا صَفَرَ وَهُوَ دَاءٌ يَأْخُذُ الْبَطْنَ

۶۲۵۰ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَغَيْرُهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا عَدْوٰى وَلَا صَفَرَ وَلَا هَامَةَ فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَمَا بَالُ إِبِلِي تَكُونُ فِي الرَّمْلِ كَأَنَّهَا الظِّبَاءُ فَيَأْتِي الْبَعِيرُ الْأَجْرَبُ فَيَدْخُلُ بَيْنَهَا فَيُجْرِبُهَا فَقَالَ فَمَنْ أَعْدَى الْأَوَّلَ رَوَاهُ الزُّهْرِيُّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَسِنَانِ بْنِ أَبِي سِنَانٍ

شعبہ سے روایت کرنے میں محمد بن جعفر کی روایت کی (شہد سے علاج کرنے کے باب کی شرح دیکھیں)

باب صفر کوئی شئ نہیں وہ بیماری ہے جو پیٹ میں ہو جاتی ہے

۶۲۵۰ـــ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عدویٰ، صفر اور ہامہ کوئی شئ نہیں۔ ایک اعرابی نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میرے اونٹوں کا کیا حال ہے؟ وہ ریتلے میدان میں ہوتے ہیں۔ گویا کہ وہ ہرن ہیں ایک خارشی اونٹ آتا ہے اور ان میں داخل ہو جاتا ہے تو سب کو خارشی بنا دیتا ہے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلے کو خارشی کس نے کیا تھا؟ اس کی زہری نے ابوسلمہ اور سنان بن ابی سنان سے روایت کی۔

۶۲۵۰ـــ شرح: یعنی جس نے پہلے اونٹ کو خارشی بنایا تھا اُس نے دوسروں کو بھی خارشی

بَابُ ذَاتِ الْجَنْبِ

۶۲۵۱ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا عَتَّابُ بْنُ بَشِيْرٍ عَنْ اِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ اُمَّ قَيْسٍ بِنْتَ مِحْصَنٍ وَكَانَتْ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ الْاُوَلِ اللَّاتِيْ بَايَعْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ اُخْتُ عُكَّاشَةَ بْنِ مِحْصَنٍ اَخْبَرَتْهُ اَنَّهَا اَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِابْنٍ لَهَا قَدْ عَلَّقَتْ عَلَيْهِ مِنَ الْعُذْرَةِ فَقَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا تَدْغَرُوْنَ اَوْلَادَكُمْ

بنا یا ہے اگر خارش عدویٰ کے باعث ہوتی تو پہلے اونٹ کو خارش نہ ہوتی ، کیونکہ اس وقت کوئی اور خارشی اونٹ نہ تھا ۔ لہٰذا اگر پہلے اونٹ کو کسی کے بغیر خارش ہو جاتی ہے تو دوسروں کو بھی طبعی طور پر ہو سکتی ہے ۔ اس میں عدویٰ کو دخل نہیں ۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ حقیقی مؤثر صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کریم ہے ۔ اس کے سوا کوئی حقیقی مؤثر نہیں (حدیث : ۵۲۴۳ ج : ۹ کی شرح دیکھیں)

باب پسلی کی بیماری

پسلیوں اور سینہ میں غلیظ رک جانے سے اُن میں درد ہونے لگتا ہے ۔ اس کا علاج قسط سے کیا جاتا ہے ۔

۶۲۵۱ـــ ترجمہ : عبیداللہ بن عبداللہ نے بیان کیا کہ ام قیس بنت محصن اور وہ پہلی مہاجرات عورتوں میں سے ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی اور وہ عکاشہ بن محصن کی ہمشیرہ ہیں نے بیان کیا کہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنا بچہ لے کر حاضر ہوئیں جس کا عُذرہ کی وجہ تالو دبایا گیا تھا ۔ حضور نے فرمایا تم کس لئے اپنی اولاد کو تالو دبا کر تکلیف دیتی ہو ۔ تم عود ہندی استعمال کیا کرو اس میں سات

بِهٰذَا الْأَعْلَاقِ عَلَيْكُمْ بِهٰذَا الْعُوْدِ الْهِنْدِيِّ فَإِنَّ فِيْهِ سَبْعَةَ أَشْفِيَةٍ مِنْهَا ذَاتُ الْجَنْبِ يُرِيْدُ الْكُسْتَ يَعْنِي الْقُسْطَ قَالَ وَهِيَ لُغَةٌ

۶۲۵۲ — حَدَّثَنَا عَارِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ قُرِئَ عَلٰى أَيُّوْبَ مِنْ كُتُبِ أَبِيْ قِلَابَةَ مِنْهُ مَا حَدَّثَ بِهِ وَمِنْهُ مَا قُرِئَ عَلَيْهِ وَكَانَ هٰذَا فِي الْكِتَابِ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أَبَا طَلْحَةَ وَأَنَسَ بْنَ النَّضْرِ كَوَيَاهُ وَكَوَاهُ أَبُوْ طَلْحَةَ بِيَدِهِ وَقَالَ عَبَّادُ بْنُ مَنْصُوْرٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ أَذِنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَهْلِ بَيْتٍ مِنَ الْأَنْصَارِ أَنْ يَرْقُوْا مِنَ الْحُمَةِ وَالْأُذُنِ فَقَالَ أَنَسٌ كُوِيْتُ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيٌّ وَشَهِدَنِيْ أَبُوْ طَلْحَةَ وَأَنَسُ بْنُ النَّضْرِ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَأَبُوْ طَلْحَةَ كَوَانِيْ

بیماریوں کی شفاء ہے۔ ان میں سے ایک ذات الجنب ہے۔ اس سے کُست مراد ہے اور ایک لُغت میں قسط ہے"۔

۶۲۵۱ — شرح: عُذرہ خون کے جوش سے بچے کے حلق میں بیماری ہو جاتی ہے عورت بچے کے حلق میں انگلی داخل کر کے اس جگہ کو دباتی ہے۔

(حدیث: ۵۲۴۶ ج: ۹ کی شرح دیکھیں)

۶۲۵۲ — ترجمہ: عارم نے بیان کیا کہ حماد نے کہا۔ ابو قلابہ کی کتابوں سے ایوب پر پڑھا گیا۔ اُن میں سے بعض کی ابو قلابہ نے روایت کی ہے اور بعض اس کے سامنے پڑھی گئی ہیں اور اس کتاب میں یہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت تھی کہ ابوطلحہ اور انس بن نضر نے اس کو داغا جبکہ ابوطلحہ نے اس کو اپنے ہاتھ سے داغا تھا۔ عباد بن منصور ایوب اور ابو قلابہ کے ذریعہ انس بن مالک سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار اہلِ بیت زہریلے جانور کے ڈسنے اور کان کے درد سے دم پھونکنے کی اجازت دی۔ انس نے کہا مجھے ذات الجنب کی بیماری کے

بَابُ حَرْقِ الْحَصِيْرِ لِيُسَدَّ بِهِ الدَّمُ

۶۲۵۳ — حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقَارِيُّ عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ قَالَ لَمَّا كُسِرَتْ عَلٰى رَاْسِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيْضَةُ وَاُدْمِيَ وَجْهُهٗ وَكُسِرَتْ رَبَاعِيَتُهٗ وَكَانَ عَلِيٌّ يَخْتَلِفُ بِالْمَآءِ فِي الْمِجَنِّ وَجَاءَتْ فَاطِمَةُ تَغْسِلُ عَنْ وَجْهِهِ الدَّمَ فَلَمَّا رَاَتْ فَاطِمَةُ الدَّمَ يَزِيْدُ عَلَى الْمَاءِ كَثْرَةً عَمَدَتْ اِلٰى حَصِيْرٍ فَاَحْرَقَتْهَا وَاَلْصَقَتْهَا عَلٰى جُرْحِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَقَا الدَّمُ —

باعث داغ لگایا گیا ؛ حالانکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حیات تھے اور ابوطلحہ انس بن نضر اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم میرے پاس موجود تھے ۔ جبکہ ابوطلحہ نے مجھے داغ لگایا تھا۔

باب زخم کا خون بند کرنے کے لئے چٹائی کو جلانا

اس سے مراد یہ ہے کہ بہنے والا خون بند کیا جائے اور اس کی رگیں بند کرنا مقصود کیونکہ خون کی رگیں جن میں خون جاری ہوتا ہے بند کرنے سے اُن میں خون رُک جانے کے باعث ضرر ہوتی ہے اور چٹائی کی راکھ کی یہ خصوصیت ہے کہ یہ خون بند کر دیتی ہے اور اس کے جاری ہونے کی جگہ خشک کر دیتی ہے۔

۶۲۵۳ ترجمہ : سہل بن ساعدی رضی اللہ عنہ نے کہا جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کا خود ٹوٹ گیا اور حضور کا

بَابُ الْحُمّٰى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ

۶۲۵۴ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْحُمّٰى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَاطْفِئُوهَا بِالْمَاءِ قَالَ نَافِعٌ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يَقُولُ اكْشِفْ عَنَّا الرِّجْزَ

چہرہ مبارک خون آلود ہوگیا اور سامنے والے رباعی دانت ٹوٹ گئے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ڈھال میں پانی لاتے تھے اور سیدہ فاطمہ علیہا السلام حضور کے چہرۂ انور سے خون دھوتی تھیں۔ جب سیدہ فاطمہ علیہا السلام نے دیکھا کہ خون پانی پر غلبہ کر رہا ہے تو انہوں نے چٹائی جلائی اور اسے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زخم پر رکھا تو خون ٹھہر گیا۔ (حدیث ۳۸۱۵ ج ۶، کی شرح دیکھیں)

باب بخار دوزخ کے جوش سے ہے

ہوسکتا ہے کہ بخار کی گرمی دوزخ کی گرمی کے مشابہ ہو تاکہ لوگ آگ کی گرمی کی شدت سے آگاہ ہوں یہ معنی اس تقدیر پر ہے جبکہ مِنْ "مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ" میں بیانیہ ہو اگر مِن ابتدائیہ ہو تو معنی یہ ہیں کہ بخار جہنم کے سانس سے پیدا ہوتا ہے۔ اگر تبعیضیہ ہو تو معنی یہ ہیں کہ بخار دوزخ کا بعض ہے جیسے گرمی کی حرارت دوزخ کے سانس کا بعض ہے ایسے بخار بھی اس کا بعض ہے۔

۶۲۵۴ — ترجمہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخار جہنم کے سانس سے ہے اس کو پانی سے بجھاؤ۔ نافع نے کہا عبداللہ بن عمر کہا کرتے تھے کہ اللہ ہم سے عذاب دور کردے۔

۶۲۵۴ — شرح: بخار جہنم کے شعلہ سے ہے اور آگ پانی کے ساتھ بجھائی جاتی ہے ایسے ہی بخار کی گرمی پانی سے زائل کی جاتی ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ بجھانا

۶۲۵۵ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ اَنَّ اَسْمَاءَ بِنْتَ اَبِي بَكْرٍ كَانَتْ اِذَا اُتِيَتْ بِالْمَرْاَةِ قَدْ حُمَّتْ تَدْعُو لَهَا اَخَذَتِ الْمَاءَ فَصَبَّتْهُ بَيْنَهَا وَبَيْنَ جَيْبِهَا وَقَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْمُرُنَا اَنْ نَبْرُدَهَا بِالْمَاءِ

۶۲۵۶ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ اَخْبَرَنِي اَبِي عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْحُمّٰى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَابْرُدُوهَا بِالْمَاءِ

اور ٹھنڈا کرنا باطن میں حرارت کو محفوظ کرتے ہیں۔ اس طرح بخار زیادہ سخت ہو جاتا ہے بعض اوقات مریض کو ہلاک کر دیتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اطباء یہ بات تسلیم کرتے ہیں کہ صفراوی بخار والے کو ٹھنڈا پانی پلایا جاتا ہے اور اس کے اعضاء کو ٹھنڈا کیا جاتا ہے بلکہ مریض کی پیشانی برف کے ساتھ ٹھنڈی کی جاتی ہے۔ بعض شراح نے کہا اس سے مراد یہ ہے کہ مریض کی طرف سے پانی صدقہ کیا جائے اس سے اللہ بیمار کو شفاء دیتا ہے، چنانچہ روایت ہے کہ بہترین صدقہ پانی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو بخار ہوتا تو وہ یہ دعاء کیا کرتے تھے جو حدیث میں مذکور ہے۔

۶۲۵۵ـــ ترجمہ: فاطمہ بنت منذر سے روایت ہے کہ جب اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا کے پاس کوئی عورت بخار کی حالت میں لائی جاتی کہ وہ اس کے لئے دعاء کریں تو وہ پانی لے کر اس کے گریبان میں ڈالتیں اور کہتیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں فرماتے تھے کہ ہم بخار کو پانی سے ٹھنڈا کریں۔

۶۲۵۶ـــ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخار جہنم کے شعلہ سے ہے اس کو پانی سے ٹھنڈا کرو۔

۶۲۵۷ــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ جَدِّهِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْحُمَّى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَأَبْرِدُوهَا بِالْمَاءِ

بَابُ مَنْ خَرَجَ مِنْ أَرْضٍ لَا تُلَائِمُهُ

۶۲۵۸ــ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ أَنَّ نَاسًا أَوْ رِجَالًا مِنْ عُكْلٍ وَعُرَيْنَةَ قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَكَلَّمُوا بِالْإِسْلَامِ فَقَالُوا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ إِنَّا كُنَّا أَهْلَ ضَرْعٍ وَلَمْ نَكُنْ أَهْلَ رِيفٍ فَاسْتَوْخَمُوا الْمَدِينَةَ فَأَمَرَ لَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ

۶۲۵۷ ترجمہ : رافع بن خدیج نے کہا میں نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بخار جہنم کے شعلہ سے ہے۔ اسکو پانی سے ٹھنڈا کرو!

۶۲۵۷ شرح : قولہ من فوح جہنم ،، بعض روایات میں من فیح جہنم ،، ہے اور فوح ، فیح اور فورہ تینوں کا ایک ہی معنیٰ ہے۔ بخار کو پانی سے ٹھنڈا کرنے میں بیماروں کے مختلف احوال ہیں۔ ان میں سے بعض وہ مریض ہیں جن پر پانی بہانا مفید ہوتا ہے یہ گرمی کے بخار کے لئے ہے حدیث اسی بخار پر محمول ہے۔

باب جو کوئی ایسی زمین سے نکلا جو اس کے موافق نہیں

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَوْدٍ رَاعٍ وَأَمَرَهُمْ أَنْ يَخْرُجُوا فِيهِ فَيَشْرَبُوا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا فَانْطَلَقُوا حَتَّى كَانُوا بِنَاحِيَةِ الْحَرَّةِ كَفَرُوا بَعْدَ إِسْلَامِهِمْ وَقَتَلُوا رَاعِيَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَاقُوا الذَّوْدَ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثَ الطَّلَبَ فِي آثَارِهِمْ فَأَمَرَ بِهِمْ فَسَمَرُوا أَعْيُنَهُمْ وَقَطَعُوا أَيْدِيَهُمْ وَتُرِكُوا فِي نَاحِيَةِ الْحَرَّةِ حَتَّى مَاتُوا عَلَى حَالِهِمْ

بَابُ مَا يُذْكَرُ فِي الطَّاعُونِ

۶۲۵۸ — ترجمہ: قتادہ نے بیان کیا کہ حضرت انس نے لوگوں کو خبر دی کہ قبیلہ عُکل یا عُرینہ کے چند لوگ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اسلام کی باتیں کیں اور کہا یا نبی اللہ! ہم مویشیوں والے ہیں۔ زراعت اور کھجوروں والے نہیں۔ اُنھوں نے مدینہ منورہ کی آب وہوا موافق نہ پائی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو چند اونٹوں اور اُن کے ساتھ چرواہے دینے کا حکم دیا اور انہیں فرمایا کہ وہ اِن اونٹوں میں باہر چلے جائیں اور ان کے دودھ اور پیشاب پئیں وہ چلے گئے حتیٰ کہ حرّہ کے ایک طرف پہنچے تو اسلام قبول کرنے کے بعد کافر ہو گئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چرواہا قتل کر دیا اور اونٹوں کو ہانک کر لے گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی تو آپ نے ان کو تلاش کرنے ان کے پیچھے ان کو پکڑنے والے بھیجے۔ (جب وہ حاضر کئے گئے) تو اُن کے متعلق حکم دیا اور ان کی آنکھوں میں گرم سلاخیں پھیری گئیں اور ان کے ہاتھ کاٹ ڈالے گئے اور حرہ کے کنارے ان کو چھوڑ دیا گیا حتیٰ کہ اسی حال میں مر گئے۔"

(حدیث: ۲۳۳ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

باب طاعون کے متعلق منقول روایات

طاعون بروزن فاعول طعن سے ماخوذ ہے۔ یہ وزن عام موت پر دلالت کرتا ہے۔ طاعون

۶۲۵۹۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي حَبِيبُ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ إِبْرَاهِيمَ بْنَ سَعْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ يُحَدِّثُ سَعْدًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِذَا سَمِعْتُمْ بِالطَّاعُونِ بِأَرْضٍ فَلَا تَدْخُلُوهَا وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوا مِنْهَا فَقُلْتُ أَنْتَ سَمِعْتَهُ يُحَدِّثُ سَعْدًا وَلَا يُنْكِرُهُ قَالَ نَعَمْ

وہ عام مرض ہے جس سے ہوا اور مزاج اور بدن خراب ہو جاتے ہیں۔ علامہ کرمانی نے کہا طاعون سخت دردناک پھوڑا ہے جو غالباً بغلوں میں ظاہر ہوتا ہے اس میں چمک ہوتی ہے جس کا اردگرد سیاہ ہوتا ہے اس سے دل بے قرار ہوتا ہے اور قے آتی ہے (نووی) قاضی عیاض نے کہا طاعون پھوڑے ہیں جو جسم میں ظاہر ہوتے ہیں یہ عام وباء ہے ۱۸ھ ہجری کو شام کے عمواس میں جو وباء واقع ہوئی تھی وہ طاعون بھی جو سب سے پہلے اسلام میں واقع ہوئی تھی۔ اس بیماری سے شام میں تیس ہزار انسان موت کا شکار ہوئے تھے۔ عمواس رملہ اور بیت المقدس کے درمیان قصبہ ہے۔

احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مسند میں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اُمت کی ہلاکت طعن اور طاعون سے ہوگی صحابہ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ! طاعون کیا شئ ہے فرمایا تمہارے جن بھائیوں کا زخم کرنا ہے اور جنات اور اخوۃ (بھائیوں) میں منافات نہیں کیوں کہ جنوں اور انسانوں میں طبعی عداوت ہے اگرچہ وہ مومن ہی ہوں ان کی انسانوں سے عداوت موجود ہے یہی حق ہے۔

۶۲۵۹۔ ترجمہ: ابراہیم بن سعد نے کہا میں نے اُسامہ بن زید کو سعد بن ابی وقاص سے حدیث بیان کرتے ہوئے سُنا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی زمین میں طاعون سُنو تو وہاں نہ جاؤ اور جب کسی زمین میں طاعون واقع ہو حالانکہ تم وہاں موجود ہو تو وہاں سے نہ نکلو۔ حبیب نے کہا میں نے ابراہیم سے کہا تُو نے اسامہ سے سنا ہے کہ وہ سعد سے حدیث بیان کرتے تھے اور سعد بن ابی وقاص اس کا انکار نہ کرتے تھے؟ ابراہیم نے کہا ہاں

۶۲۶۰ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحٰرِثِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ خَرَجَ اِلَى الشَّامِ حَتّٰى اِذَا كَانَ بِسَرْغٍ لَقِيَهٗ اُمَرَاءُ الْاَجْنَادِ اَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ وَاَصْحَابُهٗ فَاَخْبَرُوْهُ اَنَّ الْوَبَاءَ قَدْ وَقَعَ بِالشَّامِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ عُمَرُ ادْعُ لِيَ الْمُهَاجِرِيْنَ الْاَوَّلِيْنَ فَدَعَاهُمْ فَاسْتَشَارَهُمْ وَاَخْبَرَهُمْ اَنَّ الْوَبَاءَ قَدْ وَقَعَ بِالشَّامِ فَاخْتَلَفُوْا فَقَالَ بَعْضُهُمْ قَدْ خَرَجْتَ لِاَمْرٍ وَلَا نَرٰى اَنْ تَرْجِعَ عَنْهُ وَقَالَ بَعْضُهُمْ مَعَكَ بَقِيَّةُ النَّاسِ وَاَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا نَرٰى اَنْ تُقْدِمَهُمْ عَلٰى هٰذَا الْوَبَاءِ فَقَالَ ارْتَفِعُوْا عَنِّيْ ثُمَّ قَالَ ادْعُ لِيَ الْاَنْصَارَ فَدَعَوْتُهُمْ فَاسْتَشَارَهُمْ فَسَلَكُوْا سَبِيْلَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَاخْتَلَفُوْا كَاخْتِلَافِهِمْ فَقَالَ ارْتَفِعُوْا عَنِّيْ ثُمَّ قَالَ ادْعُ لِيْ مَنْ كَانَ هٰهُنَا مِنْ مَشْيَخَةِ قُرَيْشٍ مِنْ مُهَاجِرَةِ الْفَتْحِ فَدَعَوْتُهُمْ فَلَمْ يَخْتَلِفْ مِنْهُمْ عَلَيْهِ

میں نے اسامہ سے سُنا ہے کہ وہ حدیث سعد سے بیان کرتے تھے اور وہ اس کا انکار نہ کرتے تھے

۶۲۶۰ـ ترجمہ: عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ (جہاد کے لئے) شام کی طرف نکلے جب سرغ مقام تک پہنچے تو انہیں شام کے امرآء ابوعبیدہ بن جراح اور اُن کے ساتھی ملے اور انہیں خبر سُنائی کہ شام میں طاعون کی بیماری واقع ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا عمر فاروق نے فرمایا مہاجرین اولین کو میرے پاس بلاؤ ان کو بلایا تو اُن سے مشورہ

رَجُلَانِ فَقَالُوا نَرَى أَنْ تَرْجِعَ بِالنَّاسِ وَلَا تُقْدِمَهُمْ عَلَى هٰذَا الْوَبَاءِ فَنَادٰى عُمَرُ فِي النَّاسِ إِنِّي مُصَبِّحٌ عَلَى ظَهْرٍ فَأَصْبِحُوا عَلَيْهِ قَالَ أَبُو عُبَيْدَةَ أَفِرَارًا مِنْ قَدَرِ اللّٰهِ فَقَالَ عُمَرُ لَوْ غَيْرُكَ قَالَهَا يَا أَبَا عُبَيْدَةَ نَعَمْ نَفِرُّ مِنْ قَدَرِ اللّٰهِ إِلَى قَدَرِ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ لَكَ إِبِلٌ فَهَبَطَتْ وَادِيًا لَهُ عُدْوَتَانِ إِحْدَاهُمَا خَصْبَةٌ وَالْأُخْرَى جَدْبَةٌ أَلَيْسَ إِنْ رَعَيْتَ الْخَصْبَةَ رَعَيْتَهَا بِقَدَرِ اللّٰهِ وَإِنْ رَعَيْتَ الْجَدْبَةَ رَعَيْتَهَا بِقَدَرِ اللّٰهِ قَالَ فَجَاءَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ وَكَانَ مُتَغَيِّبًا فِي بَعْضِ حَاجَتِهِ فَقَالَ إِنَّ عِنْدِي فِي هٰذَا عِلْمًا سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بِأَرْضٍ فَلَا تَقْدَمُوا عَلَيْهِ وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوا فِرَارًا مِنْهُ قَالَ فَحَمِدَ اللّٰهَ عُمَرُ ثُمَّ انْصَرَفَ

طلب کیا اور ان کو خبر دی کہ شام میں طاعون واقع ہے۔ مہاجرین نے باہم اختلاف رائے کیا بعض نے کہا آپ جہاد کے لئے نکلے ہیں۔ ہم آپ کا واپس چلے جانا اچھا نہیں دیکھتے ہیں۔ بعض نے کہا آپ کے ساتھ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے باقی ماندہ صحابہ کرام ہیں۔ ہم یہ اچھا نہیں دیکھتے کہ آپ انہیں اس وبا میں لے جائیں۔ عمر فاروق نے فرمایا آپ سب تشریف لے جاؤ پھر (ابن عباس سے) فرمایا میرے پاس انصار کو بلاؤ میں نے انصار کو بلایا۔ تو اُن سے مشورہ طلب کیا۔ اُنہوں نے بھی (اختلاف رائے کرتے ہوئے) مہاجرین کی راہ اختیار کی اور ان کی طرح باہم اختلاف کیا۔ عمر فاروق نے فرمایا تم بھی چلے جاؤ (ابن عباس نے کہا) پھر فرمایا میرے پاس قریش کے بوڑھے مہاجرین بلاؤ جنہوں نے فتح مکہ کے لئے ہجرت کی تھی۔ میں نے ان کو بلایا تو ان میں سے دو آدمیوں نے بھی اختلاف نہ کیا اور کہا ہم یہ دیکھتے ہیں کہ آپ لوگوں کو واپس لے جائیں اور انہیں اس وباء میں نہ لے جاؤ۔ عمر فاروق نے لوگوں میں اعلان کرا دیا

کہ میں کل صبح سواری کی پشت پر سوار ہو جاؤں گا (مدینہ منورہ کی طرف لوٹوں گا) تم صبح سوار ہو جاؤ۔ ابو عبیدہ بن جراح نے کہا کیا آپ اللہ کی قدر سے بھاگ رہے ہیں۔ عمر فاروق نے کہا کہ اے ابا عبیدہ کاش کہ تیرے سوا کوئی اور شخص ایسا کہتا۔ ہاں! ہم اللہ کی قدر سے اللہ کی طرف بھاگ رہے ہیں۔ مجھے خبر دو اگر تمہارے اونٹ ایک وادی میں جائیں جس کے دو کنارے ہوں۔ ایک سرسبز اور دوسرا خشک ہو کیا اگر تم سرسبز میں چراتے ہو تو اللہ کی قدر سے نہیں چراتے ہو؟ اور اگر خشک میں چراتے ہو تو اللہ کی قدر سے نہیں چراتے ہو؟ راوی نے کہا پھر عبدالرحمٰن بن عوف آئے جبکہ وہ کسی حاجت کے باعث غائب تھے۔ انہوں نے کہا اس کے متعلق میرے پاس علم ہے۔ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اگر تم کسی زمین میں وباء سنو تو وہاں نہ جاؤ اور اگر کسی زمین میں واقع ہو اور تم وہاں ہو تو اس سے بھاگتے ہوئے نہ نکلو۔ راوی نے کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اللہ کی حمد و ثنا کی پھر واپس ہو گئے۔

۶۲۶۰ — **شرح**: یہ اٹھارہ ہجری کے ربیع الآخر کا واقع ہے۔ خلیفہ بن خیاط نے ذکر کیا کہ اس بار عمر فاروق سترہ ہجری کو شام کی طرف گئے وہ رعیت اور اُن کے امراء کے حالات دریافت کرنا چاہتے تھے۔ اس سے ایک برس پہلے سولہ ہجری کو شام کی طرف گئے تھے جبکہ ابو عبیدہ نے بیت المقدس کا محاصرہ کیا تھا وہاں کے لوگوں نے کہا عمر فاروق کے ذریعے صلح ہو گی اس لئے آپ وہاں تشریف لے گئے۔ شام کے راستہ میں مقام سرغ ہے جو حجاز سے ملتا ہے بعض نے کہا یہ شہر ہے ابو عبیدہ نے اس کو اور یرموک و جابیہ کو وقفے وقفے کے بعد فتح کیا تھا۔ لشکروں کے امراء، اجناد ابو عبیدہ بن جراح اور ان کے ساتھی خالد بن ولید، یزید بن ابی سفیان، شرجیل بن حسنہ اور عمرو بن عاص ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان حضرات میں علاقے تقسیم کئے اور جنگ کا معاملہ خالد بن ولید کے حوالہ کیا پھر اسے عمر فاروق نے ابو عبیدہ کے حوالہ کر دیا۔

علامہ کرمانی نے کہا امراء اجناد سے مراد شام کے پانچ شہر ہیں اور وہ فلسطین، اردن، حمص، قنسرین اور دمشق ہیں۔ حدیث میں مذکور وباء طاعون عمواس ہے۔ مہاجرین اولین وہ صحابہ کرام ہیں جنہوں نے دو قبلوں بیت المقدس اور بیت اللہ کی طرف نماز پڑھی ہے۔

مہاجرۃ الفتح ،، وہ لوگ ہیں جنہوں نے فتح مکہ میں مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی تھی۔ اس کو صورت کے اعتبار سے ہجرت کہا ہے ورنہ فتح کے بعد ہجرت ختم ہو گئی تھی۔ اس موقع پر بعض مشائخ مکہ مکرمہ میں ہی رہے تھے۔

قولہ علیہ ،، یعنی ظہر یہ اس سے اونٹ مراد ہیں جن پر بوجھ لادا جاتا ہے اور سواری کی جاتی ہے قضاء اور قدر میں فرق یہ ہے کہ قضاء وہ امر کلی اجمالی ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے ازل میں حکم دیا ہے اور

۶۲۶۱ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ عُمَرَ خَرَجَ إِلَى الشَّامِ فَلَمَّا كَانَ بِسَرْغَ بَلَغَهُ أَنَّ الْوَبَاءَ وَقَعَ بِالشَّامِ فَأَخْبَرَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بِأَرْضٍ فَلَا تَقْدَمُوا عَلَيْهِ وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوا فِرَارًا مِنْهُ

اور قدر اس امر کلی کے جزئیات ہیں جو ایک ایک کر کے تفصیلاً واقع ہوتے ہیں جن کے وقوع کا ازل میں حکم دیا گیا ہے۔ قولہ او غیرک ،، یعنی اے ابا عبیدہ اگر تمہارے سوا اور کوئی کہتا تو میں اس کو سزا دیتا۔ ابن بطال نے کہا اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ کوئی اپنی اجل کے بغیر نہیں مرتا اور اجل مقدم و مؤخر نہیں ہوتی پھر دخول و خروج سے نہی کا مقصد کیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے اس سے صرف اس لئے منع کیا ہے کہ وباء کے شہر میں آنے والے شخص سے یہ گمان ممکن ہے کہ اس کی ہلاکت کا سبب وہاں جانا تھا اور اس سے نکلنے میں سلامتی ہے اس لئے وبائی مکان کے قریب جانے سے منع فرمایا جیسے کوڑھے شخص کے قریب جانے سے منع کیا، حالانکہ یہ معلوم ہے کہ ایک سے دوسرے کی طرف بیماری متجاوز نہیں ہوتی۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رعیت کے حالات معلوم کرنے مظلوم سے ظلم کا ازالہ کرنے، مصیبت دور کرنے، فسادی لوگوں کو ڈرانے، اسلام کے شعائر کا اظہار کرنے، امراء سے ملنے اور ان سے مشورہ کرنے، لوگوں کو اپنے منازل میں رکھنے، لڑائیوں میں کوشش کرنے، خبرِ واحد قبول کرنے اور ہلاکت کے اسباب سے اجتناب کرنے کے لئے امام وقت کو نفس نفیس باہر نکلنا چاہیے اور حالات کا جائزہ لینا چاہیے۔

۶۲۶۱ — ترجمہ: عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ شام کی طرف گئے جب سرغ مقام میں پہنچے تو آپ کو خبر پہنچی کہ شام میں طاعون واقع ہوئی ہے۔ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے انہیں خبر دی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم کسی زمین میں وباء کا وقوع سنو تو وہاں نہ جاؤ اور جب کسی زمین میں واقع ہو اور تم وہاں ہو تو وہاں سے فرار کرتے ہوئے نہ نکلو ،،

۶۲۶۲ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نُعَيْمِ الْمُجْمِرِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْمَدِيْنَةَ الْمَسِيْحُ وَلَا الطَّاعُوْنُ

۶۲۶۲ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسیح دجال اور طاعون مدینہ منورہ میں داخل نہیں ہوں گے۔

۶۲۶۲ — شرح: اگر یہ سوال ہو کہ طاعون شہادت ہے اس کو مدینہ منورہ میں داخل ہونے سے کیوں منع کیا گیا ہے۔ نیز دجال کو طاعون کے ساتھ ذکر کیوں کیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ طاعون سے مراد جنات کے غیر نافذ زخم ہیں اور کافر جن اور شیطانوں کو مدینہ منورہ میں داخل ہونے سے منع کیا گیا ہے اور اگر کسی جن کے مدینہ منورہ میں داخل ہونے کا اتفاق ہو تو وہ کسی کو زخم کرنے پر قادر نہ ہوگا۔ اگر یہ سوال ہو کہ زخم اور طعن کافر جنوں سے خاص نہیں مومن جن بھی تو طعن اور زخم کرتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ کافر انسانوں کا مدینہ منورہ میں داخل ہونا ممنوع ہے۔ اس میں مسلمان ہی سکونت کر سکتے ہیں اگرچہ ان میں بعض اسلام میں مخلص نہ ہوں۔ لہٰذا جنوں کے طعن اور زخموں سے امن ہوگا۔ اسی لئے اس میں طاعون داخل نہیں ہو سکتی ہے۔ امام احمد نے ابوعسیب سے روایت کی کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس جبرائیل علیہ السلام بخار اور طاعون لے کر آئے میں نے بخار کو تو روک لیا اور طاعون کو شام میں بھیج دیا۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں داخل ہوئے جبکہ حضرات صحابہ کرام کی تعداد بہت کم تھی۔ اور مدینہ منورہ شرفہا اللہ تعالیٰ وبائی شہر تھا۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دو امور میں اختیار دیا گیا جن میں سے ہر ایک پر عمل کرنے میں عظیم تر ثواب حاصل ہوتا ہے۔ آپ نے بخار کو اختیار کیا کیونکہ اس میں غالباً موت واقع نہیں ہوتی بخلاف طاعون کے اس میں غالباً موت واقع ہوتی ہے۔ پھر جب کافروں سے جہاد کرنا ضروری تھا اور آپ کو کفار سے جنگ کرنے کی اجازت بھی ہو چکی تھی اور بخار سے مجاہدین کے کمزور ہونے کا قوی امکان تھا، حالانکہ وہ جہاد کے لئے قوت و طاقت کے محتاج تھے تو حضور نے مدینہ منورہ سے نقل بخار کی دعا فرمائی؛ چنانچہ اسے جحفہ بھیج دیا گیا اور مدینہ منورہ شرفہا اللہ تعالیٰ بہت صحت یاب شہر ہو گیا، حالانکہ اس سے پہلے وبائی شہر مشہور تھا۔ (عینی)

(حدیث ۱۷۶۲ ج: ۳ کی شرح دیکھیں)

۶۲۶۳ — حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ قَالَ حَدَّثَتْنِي حَفْصَةُ بِنْتُ سِيرِينَ قَالَتْ قَالَ لِي أَنَسٌ بِمَ مَاتَ يَحْيَى قُلْتُ مِنَ الطَّاعُونِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الطَّاعُونُ شَهَادَةٌ لِكُلِّ مُسْلِمٍ

۶۲۶۴ — حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَبْطُونُ شَهِيدٌ وَالْمَطْعُونُ شَهِيدٌ

بَابُ أَجْرِ الصَّابِرِ فِي الطَّاعُونِ

۶۲۶۵ — حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ أَخْبَرَنَا حَبَّانُ قَالَ أَخْبَرَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي الْفُرَاتِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ

۶۲۶۳ — ترجمہ : حفصہ بنت سیرین نے کہا مجھے انس بن مالک نے کہا یحییٰ بن سیرین کس مرض میں فوت ہوئے تھے۔ میں نے کہا طاعون سے فوت ہوئے تھے۔ انس نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طاعون ہر مسلمان کے لئے شہادت ہے۔
(حدیث ۲۶۳۳ جلد : ۴ کی شرح دیکھیں)

۶۲۶۴ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دست سے مرنے والا مسلمان اور طاعون کی بیماری سے مرنے والا مسلمان شہید ہے (حدیث ۲۶۳۲ جلد ۴ کی شرح دیکھیں)

باب طاعون پر صبر کرنے والے کو ثواب

۶۲۶۵ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ محترمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا سَأَلَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الطَّاعُوْنِ فَأَخْبَرَهَا نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ عَذَابًا يَبْعَثُهُ اللّٰهُ عَلَى مَنْ يَشَاءُ فَجَعَلَهُ اللّٰهُ رَحْمَةً لِلْمُؤْمِنِيْنَ فَلَيْسَ مِنْ عَبْدٍ يَقَعُ الطَّاعُوْنُ فَيَمْكُثُ فِيْ بَلَدِهٖ صَابِرًا يَعْلَمُ أَنَّهُ لَنْ يُصِيْبَهُ إِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ إِلَّا كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ الشَّهِيْدِ تَابَعَهُ النَّضْرُ عَنْ دَاوُدَ

ہمیں خبر دی کہ انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے طاعون کے متعلق پوچھا تو حضور نے انہیں بتایا کہ طاعون عذاب ہے جسے اللہ تعالیٰ جس پر چاہتا بھیجتا تھا۔ اس کو اللہ نے مومنوں کے لئے رحمت کر دیا جو بھی شخص شہر میں طاعون واقع ہونے کے وقت اپنے شہر میں ٹھہرا رہے۔ اس حال میں کہ وہ صبر کرنے والا ہو اور جانتا ہو کہ اس کو صرف وہی پہنچے گا جو اللہ نے اس کے لئے لکھا ہے تو اس کو شہید کا سا ثواب حاصل ہوگا۔ حبان بن ہلال نے داؤد سے روایت کرنے میں نضر بن شمیل کی متابعت کی ہے۔

۶۲۶۵— شرح:۔ اس امت کے مومنوں کے لئے طاعون کو رحمت کیا ہے۔ اس کا رحمت ہونا اس اعتبار سے ہے کہ یہ شہید کے ثواب کو متضمن ہے اگرچہ یہ صورت کے اعتبار سے سخت تکلیف دہ ہے، لیکن یہ کافروں کے لئے شدید عذاب ہے۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس حدیث میں ہے کہ مسلمان طاعون والے مقام میں صبر کرتا ہوا ٹھہرے رہے اور وہاں سے فرار نہ کرے تو اس کو شہید کے اجر کی مثل ثواب ہوتا ہے، حالانکہ حدیث میں ہے جو طاعون سے مرجائے وہ شہید ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ جو شخص صابر محتسب ہو کر ایسے مقام سے نہ نکلے جہاں طاعون واقع ہے اور وہ طاعون کے مرض سے نہ مرے تو اس کو شہید کے اجر کی مثل ثواب حاصل ہوتا ہے اور اگر وہ مر جائے تو شہید ہے یعنی شہید کے حکم میں ہے۔

بَابُ الرُّقٰى بِالْقُرْاٰنِ وَالْمُعَوِّذَاتِ

۶۲۶۶۔ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْفُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ فِي الْمَرَضِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ فَلَمَّا ثَقُلَ كُنْتُ اَنْفِثُ عَلَيْهِ بِهِنَّ وَ اَمْسَحُ بِيَدِ نَفْسِهٖ لِبَرَكَتِهَا فَسَاَلْتُ الزُّهْرِيَّ كَيْفَ يَنْفِثُ قَالَ كَانَ يَنْفِثُ عَلٰى يَدَيْهِ ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهٗ

باب قرآن اور معوّذات پڑھ کر دم کرنا

سورۂ اخلاص، فلق اور ناس تینوں سورتیں معوّذات ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان تینوں سے دم کیا کرتے تھے ،،

۶۲۶۶۔ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس مرض میں وفات پائی اپنی ذات کریمہ کو معوّذات پڑھ کر دم فرماتے تھے۔ جب حضور زیادہ بیمار ہو گئے تو میں یہ سورتیں پڑھ کر آپ کو دم کرتی تھی اور آپ کے دستِ اقدس کی برکت کے باعث آپ کے دست مبارک کے ساتھ آپ کو مسح کرتی تھی۔ معمر کا بیان ہے کہ میں نے زُہری سے پوچھا حضور کس طرح جسم مبارک کو مسح کرتے تھے اُنھوں نے کہا حضور دونوں ہاتھوں پر پھونکتے پھر انہیں چہرۂ انور پر پھیرتے تھے۔

۶۲۶۶۔ شرح : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا حضور کے ہاتھ مبارک پر پھونک کر آپ کے سارے جسم پر مقدس ہاتھ پھیرتی تھیں کیونکہ حضور کا دستِ اقدس بابرکت ہے۔ اس مقام میں یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ شریعت میں اصول اسلامیہ کے مطابق دم کرنا

بَابُ الرُّقٰی بِفَاتِحَةِ الْکِتَابِ

وَیُذْکَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

۶۲۶۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ بِشْرٍ عَنْ اَبِی الْمُتَوَکِّلِ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ نَاسًا مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَتَوْا عَلٰی حَیٍّ مِنْ اَحْیَاءِ الْعَرَبِ فَلَمْ یَقْرُوْهُمْ فَبَیْنَمَا هُمْ کَذٰلِكَ اِذَا لُدِغَ سَیِّدُ اُولٰئِكَ فَقَالُوْا هَلْ مَعَکُمْ دَوَاءٌ اَوْ رَاقٍ فَقَالُوْا نَعَمْ اِنَّکُمْ لَمْ تَقْرُوْنَا

جائز ہے وہ یہ کہ عربی زبان میں اللہ تعالیٰ کے اسماء اور صفات پڑھ کر دم کرے جو کتب الٰہیہ میں مذکور ہیں اور یہ اعتقاد کرے کہ حقیقتہً نافع اور شافی صرف اللہ کی ذات ہے۔ اگر یہ اعتقاد کرے کہ دم بذاتِ خود شافی ہے تو ایسا عقیدہ رکھنا ممنوع ہے نیز اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات اور غیر عربی میں دم کرنا ممنوع ہے۔ اگر یہودی یا نصرانی کافر اللہ کی کتاب سے دم کرے تو جائز ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے جبکہ وہ بیمار تھیں اور ایک یہودیہ عورت انہیں دم کر رہی تھی۔ ابوبکر صدیق نے فرمایا انہیں اللہ کی کتاب یعنی تورات و انجیل سے دم کر۔ موطا امام مالک

باب سورۂ فاتحہ پڑھ کر جھاڑ پھونک کرنا

سورۂ فاتحہ رُقیہ ہے یہ پڑھ کر دم کرنا جائز ہے۔ جس حدیث میں ہے کہ دم صرف معوذات سے ہے وہ منسوخ ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں کیسے معلوم کہ فاتحہ رقیہ ہے؟

وَیُذْکَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

وَیُذْکَرُ صیغہ مجہول ہے۔ یہ تمریض کے لئے ذکر کیا جاتا ہے۔ امام بخاری یہ اُس وقت ذکر کرتے ہیں۔ جب حدیث اُن کی شرط کے مطابق نہ ہو، حالانکہ سورۂ فاتحہ سے دم کرنے میں ابن عباس کی مذکورہ حدیث بخاری کی شرط کے مطابق ہے لیکن کبھی یوں بھی ہوتا ہے کہ جب امام بخاری حدیث بالمعنیٰ ذکر کریں تو یذکر سے

وَلَا نَفْعَلُ حَتّٰى تَجْعَلُوْا لَنَا جُعْلًا فَجَعَلُوْا لَهُمْ قَطِيْعًا مِّنَ الشَّاءِ فَجَعَلَ يَقْرَأُ بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ وَيَجْمَعُ بُزَاقَهٗ وَيَتْفُلُ فَبَرَاَ فَاَتَوْا بِالشَّاءِ فَقَالُوْا لَا نَاْخُذُهٗ حَتّٰى نَسْأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلُوْهُ فَضَحِكَ وَقَالَ مَا اَدْرَاكَ اَنَّهَا رُقْيَةٌ خُذُوْهَا وَاضْرِبُوْا لِيْ بِسَهْمٍ

بَابُ الشَّرْطِ فِي الرُّقْيَةِ بِقَطِيْعٍ مِّنَ الْغَنَمِ

۶۲۶۸ ـــ حَدَّثَنَا سِيْدَانُ بْنُ مُضَارِبٍ اَبُوْ مُحَمَّدِ الْبَاهِلِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْشَرٍ يُوْسُفُ بْنُ يَزِيْدَ الْبَرَّاءُ قَالَ حَدَّثَنِيْ

ذکر کرتے ہیں اور یہ یقینی بات ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مذکور حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فاتحہ کتاب سے دم کرنے میں تصریح نہیں ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۶۲۶۷ ـــ ترجمہ: ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام چند لوگ عرب کے قبائل میں سے ایک قبیلہ کے پاس آئے تو انہوں نے ان کی ضیافت نہ کی۔ اس اثنا میں اس قبیلہ کے سردار کو زہریلے جانور نے ڈس لیا۔ قبیلہ والوں نے انہیں کہا کیا تمہارے پاس کوئی دواء یا دم کرنے والا ہے۔ صحابہ نے کہا تم نے ہماری ضیافت نہیں کی ہم دم نہیں کریں گے حتی کہ تم ہمیں اُجرت دو۔ قبیلہ والوں نے اُن کے لئے کچھ بکریاں مقرر کر دیں۔ اُن میں سے ایک شخص نے سورۂ فاتحہ پڑھنا شروع کیا اور تھوک منہ میں جمع کرتا اور اس پر تھتکارتا رہا تو وہ شخص تندرست ہو گیا۔ قبیلہ والے بکریاں لے کر آئے تو انہوں نے کہا ہم یہ نہ لیں گے حتی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لیں؛ چنانچہ انہوں نے حضور سے پوچھا تو آپ ہنسے اور فرمایا تمہیں کس نے بتایا کہ سورۂ فاتحہ دم ہے۔ بکریاں لے لو اور میرے لئے بھی حصہ رکھ لو (اس حدیث کی شرح تفہیم البخاری کے تیسرے حصہ کے صـ۵۰۸ ج: ۳ اور صـ۵۰۹ ج: ۳ پر دیکھیں)

عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ الْاَخْنَسِ اَبُوْمَالِكٍ عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَيْكَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ نَفَرًا مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرُّوْا بِمَاءٍ فِيْهِمْ لَدِيْغٌ اَوْ سَلِيْمٌ فَعَرَضَ لَهُمْ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْمَاءِ فَقَالَ هَلْ فِيْكُمْ مِّنْ رَاقٍ اِنَّ فِی الْمَاءِ رَجُلًا لَدِيْغًا اَوْ سَلِيْمًا فَانْطَلَقَ رَجُلٌ مِّنْهُمْ فَقَرَءَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ عَلٰی شَاءٍ فَبَرَءَ فَجَاءَ بِالشَّاءِ اِلٰی اَصْحَابِهٖ فَكَرِهُوْا ذٰلِكَ وَقَالُوْا اَخَذْتَ عَلٰی كِتَابِ اللّٰهِ اَجْرًا حَتّٰی قَدِمُوا الْمَدِيْنَةَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَخَذَ عَلٰی كِتَابِ اللّٰهِ اَجْرًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحَقَّ مَا اَخَذْتُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا كِتَابُ اللّٰهِ

باب جھاڑ پھونک میں بکریوں کی شرط لگانا

۶۲۶۸ — ترجمہ : ابو معشر یوسف بن یزید نے بیان کیا کہ مجھے عبید اللہ بن اخنس ابو مالک نے ابن ابی ملیکہ کے ذریعہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے چند لوگ پانی پر رہنے والے لوگوں سے گزرے اُن میں سے ایک لدیغ یا سلیم تھا (جس کو زہریلے جانور نے کاٹا ہوا) صحابہ کرام میں سے ایک آدمی چلا اور بکریوں کی شرط پر سورۂ فاتحہ پڑھی تو وہ شخص تندرست ہو گیا وہ بکریاں لے کر اپنے ساتھیوں کے پاس آیا تو اُنھوں نے اسے اچھا نہ سمجھا اور کہا تو نے اللہ کی کتاب پڑھ کر اُجرت لی ہے۔ حتی کہ وہ مدینہ منورہ آگئے اُنھوں نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اُس نے اللہ کی کتاب پر اُجرت لی ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس پر تم اُجرت لیتے ہو اُن میں زیادہ مستحق اللہ کی کتاب ہے۔

۶۲۶۸ — شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سورۂ فاتحہ یا قرآنی آیات سے جھاڑ پھونک کر کے اُجرت لینا جائز ہے لیکن قرآن کی تعلیم پر اُجرت جائز

بَابُ رُقْيَةِ الْعَيْنِ

۶۲۶۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنِي مَعْبَدُ ابْنُ خَالِدٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ شَدَّادٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَمَرَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ أَمَرَ أَنْ يُسْتَرْقَى مِنَ الْعَيْنِ

ہیں ابن ابی شیبہ نے عبدالرحمٰن بن شبل سے روایت کی کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا قرآن سیکھو اور اس میں غلو نہ کرو اور اس کی تلاوت سے دور نہ ہو اور قرآن کو مال جمع کرنے کا ذریعہ نہ بناؤ ۔ البتہ لوگوں کے امورِ دین میں توانائی اور سُستی کے سبب متاخرین علماء نے تعلیم قرآن پر اُجرت کو جائز کہا ہے تاکہ اس کی تعلیم کا باب مسدود نہ ہو۔ واللہ اعلم!

باب نظر لگ جانے پر جھاڑ پھونک کرنا ،،

اس سے مُراد یہ ہے کہ آنکھ کے سبب کسی کو ضرر پہنچے جیسے کسی شئی کو دیکھ کر تعجب کرے تو اس شئی کو اس کے دیکھنے سے ضرور پہنچنے لگتی ہے۔ امام نووی نے کہا بعض لوگوں کا خیال ہے کہ نظر کوئی شئی نہیں اور نہ ہی اس سے کسی کو ضرر پہنچتی ہے لیکن یہ خیال فاسد ہے کیونکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے وقوع کی خبر دی ہے لہٰذا اس کو مسترد کرنا جائز نہیں جبکہ یہ ممکن ہے۔ بعض نے کہا نظر والے شخص کی آنکھ سے زہریلی قوت پیدا ہوتی ہے جو معین (جس کو نظر لگی ہو) سے مل جاتی ہے اور وہ ہلاک ہو جاتا ہے جیسے سانپ سے زہر نکلتا ہے لیکن اس بارے میں مذہب یہ ہے کہ نظر والا شخص جب کسی کو دیکھے تو اللہ تعالیٰ کی عادت ہے کہ معین کے مقابلہ کے وقت ضرر پیدا کر دیتا ہے۔ ابن جوزی نے کہا نظر والے شخص میں حسد ہوتا ہے اور وہ زہریلی اشیاء کی طرح خبیث الطبع ہوتا ہے جس کے دیکھنے سے مَعِین کو تکلیف ہونے لگتی ہے۔

۶۲۶۹۔ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نے حکم دیا کہ نظر کی وجہ سے جھاڑ پھونک کیا جائے۔

۶۲۷۰— حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ وَهْبِ بْنِ عَطِيَّةَ الدِّمَشْقِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ وَلِيْدٍ الزُّبَيْدِيُّ قَالَ اَخْبَرَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى فِيْ بَيْتِهَا جَارِيَةً فِيْ وَجْهِهَا سَفْعَةٌ فَقَالَ اِسْتَرْقُوْا لَهَا فَاِنَّ بِهَا النَّظْرَةَ تَابَعَهٗ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَالِمٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ وَقَالَ عُقَيْلٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ‌۔

۶۲۶۹— شرح : علامہ خطابی رحمہ اللہ نے کہا جس جھاڑ پھونک کا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا وہ یہ ہے کہ قرآن کی منتخب آیات پڑھ کر پھونکا جائے یا جو اللہ تعالیٰ نے نفوس قدسیہ کی زبان پر ذکر کیا ہے اس سے دم کیا جائے یہ روحانی طب ہے پہلے نیک لوگوں کے زمانہ میں اسی پر ہی علاج میں اکتفاء تھی جب نفوس طاہرہ کا وجود نادر ہوا تو لوگ جسمانی طب کی طرف مائل ہونے لگے اور روحانی طب میں بیماری کا علاج نہ پایا کیونکہ انہیں وہ برکات میسر نہ ہوئیں جو مقدس نفوس کی زبانوں پر جاری تھیں (عینی)

۶۲۷۰— ترجمہ : ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے گھر میں ایک لڑکی دیکھی جس کے چہرہ پر سیاہ داغ تھے۔ حضور نے فرمایا اس کو دم کرواؤ؛ کیونکہ اسے نظر لگی ہوئی ہے۔ عقیل نے زہری سے روایت کی کہ عروہ نے مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے خبر دی کہ محمد بن حرب کی زبیدی سے روایت کرنے میں عبداللہ بن سالم نے متابعت کی۔"

۶۲۷۰— شرح : خطابی نے کہا جنات کی نظر نیزوں سے زیادہ نفوذ کرتی ہے۔ سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوت ہوئے، تو کسی نے جن کو یہ کہتے ہوئے سنا:
ہم نے قبیلہ خزرج کے سردار سعد بن عبادہ کو قتل کر دیا ہے۔ اس کو ہم نے تیر مارے جو اس

بَابُ اَلْعَيْنُ حَقٌّ

۶۲۷۲۔ حَدَّثَنِیْ اِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْعَیْنُ حَقٌّ وَنَهٰی عَنِ الْوَشْمِ

کے دل سے آگے نہ بڑھے۔ یعنی ہم نے سعد کو نظر لگائی ہے،،
اس حدیث کے اسناد میں عجیب نکتہ ہے وہ یہ کہ امام بخاری سمیت اس اسناد میں عروہ تک تمام راویوں کا نام محمد ہے اس کی تفصیل اس طرح ہے۔ پہلے بخاری ہیں اُن کا نام محمد بن اسماعیل ہے۔ دوسرے محمد بن خالد تیسرے محمد بن وہب چوتھے محمد بن حرب پانچویں محمد بن ولید اور چھٹے محمد بن مسلم زہری ہیں یہ محمدیوں کا اسناد ہے (عینی)

باب نظر لگ جانا حق ہے

۶۲۷۲۔ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نظر لگ جانا حق ہے اور حضور نے رنگ بھر والنے سے منع فرمایا۔

۶۲۷۲۔ شرح: اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث کے دونوں جملوں میں مناسبت کیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ایک ہی مجلس میں بعض لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نظر لگ جانے کے متعلق دریافت کیا اور بعض نے وشم کے متعلق پوچھا تو آپ نے نظر لگ جانے کے سوال کا جواب دیا کہ نظر لگ جانا حق ہے اور جس نے جسم کے کسی حصہ میں رنگ بھروانے کے متعلق پوچھا اس کو حضور نے منع فرما دیا کہ وشم جائز نہیں ایک ہی مجلس میں دونوں جواب دیئے۔ ہوسکتا ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے دو جملے دو مجلسوں میں سنے ہوں۔ پھر روایت میں دونوں کو جمع کر دیا جبکہ اُن سے پوچھا گیا کیا تمہیں نظر لگ جانے اور رنگ بھر والنے کے متعلق کچھ معلوم ہے تو اُنہوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نظر لگ جانا حق ہے اور وشم سے منع فرمایا۔
اس حدیث میں ان لوگوں کا رد ہے جو کہتے ہیں کہ نظر لگنے کی کوئی حقیقت نہیں۔ ابوداؤد نے

بَابُ رُقْيَةِ الْحَيَّةِ وَالْعَقْرَبِ

۶۲۷۳ — حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ الشَّيْبَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنِ الرُّقْيَةِ مِنَ الْحُمَةِ فَقَالَتْ رَخَّصَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرُّقْيَةَ مِنْ كُلِّ ذِي حُمَةٍ

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت کی کہ اُنہوں نے فرمایا جس کی نظر لگی ہو اسے کہا جائے کہ وہ وضو کرے پھر اس پانی سے اس شخص کو غسل دیا جائے جسے نظر لگی ہو۔ مسلم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع روائت کی کہ نظر لگ جانا حق ہے۔ اگر کوئی شئ تقدیر سے آگے بڑھنے والی ہوتی تو وہ نظر آگے بڑھ جاتی۔ نسائی نے عامر بن ربیعہ کے طریق سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جب کوئی اپنے مال واولاد میں کچھ دیکھے جو اس کو تعجب میں ڈالے تو برکت کی دُعا کرے کیونکہ نظر لگ جانا حق ہے۔ امام ترمذی نے اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روائت کی کہ انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جعفر کی اولاد کو بہت جلد نظر لگ جاتی ہے کیا ہم اُن کے لئے دم کروا لیا کریں فرمایا ہاں اگر کوئی شئ قدر سے بڑھنے والی ہوتی تو وہ نظر تھی۔ ان روایات سے واضح ہوتا ہے کہ نظر لگ جانا حق ہے اور یہ بھی معلوم ہُوا کہ قدر سے آگے کوئی شئ بڑھ نہیں سکتی اگر بالفرض ہوتی تو نظر ہوتی لیکن یہ بھی قدر میں داخل ہے اور انسان کو وہی پہنچتا ہے جو اس کی تقدیر میں ہو۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب سانپ اور بچھو کے کاٹنے پر دم کرنا :

۶۲۷۳ — ترجمہ : عبدالرحمٰن بن اسود نے اپنے والد اسود سے روائت کی انہوں نے کہا میں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے زہریلے جانور کے کاٹنے پر جھاڑ پھونک کے متعلق پوچھا تو اُنھوں نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر زہریلے جانور کے

۶۲۷۳ — شرح : حدیث کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ جھاڑ پھونک کرانا منع تھا کیونکہ لوگ اس میں غیر شرعی کلمات استعمال کرتے تھے جو جاہلیت میں معروف

تھے۔ لیکن جب یہ ظاہر ہُوا کہ جھاڑ پھونک میں غیر شرعی کلمات نہیں پڑھتے تو اس کی اجازت دیدی
ابن وھب نے اپنے اسناد کے ساتھ ابن شہاب سے روایت کی کہ مجھے معلوم ہُوا ہے کہ علماء
کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دم کرنے سے منع فرمایا حتیٰ کہ مدینہ منورہ میں تشریف لائے۔
اس زمانہ میں جھاڑ پھونک میں زیادہ تر کلمات شرکیہ استعمال کئے جاتے تھے۔ جب مدینہ منورہ میں آئے تو
ایک صحابی کو زہریلے جانور نے ڈس لیا تو لوگوں نے کہا یا رسول اللہ آلِ حزم زہریلے جانوروں کے کاٹنے
پر دم کیا کرتے تھے جب آپ نے منع فرمایا تو اُنھوں نے دم کرنا ترک کر دیا ہے۔
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمارہ کو بلاؤ وہ جنگِ بدر میں موجود تھے۔ حضور نے اُس سے
فرمایا اپنا دم مجھے سناؤ اُس نے دم سُنایا تو حضور نے اس میں کچھ حرج نہ دیکھا اور اسے دم
کرنے کی اجازت دے دی۔

فَلِلّٰہِ الْحَمْدُ عَلَی التَّمَامِ وَعَلَی النَّبِیِّ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ
وَّ اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

عَلّامہ غُلَام رَسُوْل رضوی

فیصل آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست

تفہیم البخاری شرح صحیح البخاری

حصہ ہشتم